وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا

اور اسکی نشانیوں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے پیدا کیں تمہارے لیے تمہاری جنس سے بیویاں تاکہ تم سکون حاصل کرو ان سے اور

وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ

پیدا فرمادی تمہارے درمیان محبت اور رحمت کے جذبات بے شک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور وفکر کرتے ہیں

رفیق العروسین

مِن

اُمّتِ سیدِ الکونین صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہونے والے دلہن دولہا کیلئے ہم سفر کتاب

نکاح اور ازدواجی معاملات کے جملہ مسائل پر جامع کتاب، فون، انٹرنیٹ،
سی ڈی، آڈیو، وڈیو کے ذریعے نکاح کے جواز پر تحقیقی ابحاث



مرتب: مفتی محمد رفیق الحسنی

خطیبِ جامع مسجد رحمانیہ طارق روڈ کراچی

مہتمم: جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم

گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۵، کراچی

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب	:	رفیق العروسین من امۃ سید الکونین
مرتب	:	مفتی محمد رفیق حسنی (فون: 0300-9244269)
کمپوزنگ وطباعت	:	حافظ محمد عابد سعید (0300-3340980)
اشاعت اول	:	پانچ سو
تاریخ اشاعت	:	جون ۲۰۰۵ء
اشاعت دوم	:	۵۰۰ اشاعت سوم : ۵۰۰
اشاعت چہارم	:	دسمبر ۲۰۱۶ء تعداد : ۱۰۰۰
طابع	:	جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم گلستانِ جوہر۔ کراچی
قیمت	:	۔/۶۰۰ روپے

کتاب ملنے کے پتے

- جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم، گلستانِ جوہر، کراچی۔
  0300/0321-9244269, 021-34619190
- جامع مسجد مبارک سی ویو، ڈیفنس، کراچی۔ فون: 021-35842591
- ضیاء القرآن پبلی کیشنز، انفال سینٹر، اردو بازار، کراچی اور لاہور۔
  فون: 021-32212011۔042-37247350

مکتبہ غوثیہ، سبزی منڈی، کراچی۔021-34926110,34910584

- Sohail Rafique: 33 Southlea Road, Manchister, U.K.
  Ph. 0044-7791688357
- Dr. Amir: House No. 181 Styal Raod, Post Code SK-83-TX, Cheadle Cheshire, Manchister, U.K.
  Ph. 0044-7904122231

بسم الله الرحمن الرحيم

مَـوْلاَیَ صَـلِّ وَسَـلِّـمْ دَائِـمًـا اَبَـدًا
عَـلٰـی حَبِیْبِکَ خَیْـرِ الْـخَـلْقِ کُـلِّهِمِ
فَـاِنَّ مِـنْ جُـوْدِکَ الـدُّنْیَـا وَ ضَـرَّتَهَـا
وَمِـنْ عُـلُـوْمِکَ عِـلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

بسم الله الرحمن الرحيم

مَوْلاَیَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ
فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَ ضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

میں نہایت حقیر اور قلیل کاوش اور تحریر ''رفیق العروسین'' کو ان پانچ نفوس قدسیہ کی بارگاہ میں پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں جن کے عروسی جوڑے کو اللہ تعالیٰ نے عروس القرآن سورۃ رحمٰن میں ''مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ'' کے عجیب انداز سے نوازا، اور اس عروسی جوڑے کو ازدواجی رشتہ میں منسلک کرنے والی ذاتِ قدسیہ کو بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ کے عظیم الفاظ سے تعبیر فرمایا اور ان بحرین کریمین سے ظاہر ہونے والے دو پھولوں کو اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ کے حسین کلمات کے ساتھ ذکر فرمایا اور ان پنجتن نفوس قدسیہ کی طرف جن اور انس کو متوجہ کرنے کے لئے فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ کے کلماتِ طیبہ کے ساتھ خطاب سے نوازا۔

یعنی برزخ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور بحرین سیدۃ فاطمۃ الزہراء اور سید علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں اور لؤلؤ اور مرجان سید امام حسن اور سید امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ بحرین سے حضرت علی اور حضرت فاطمۃ الزہراء مراد ہیں اور برزخ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور لؤلؤ اور مرجان سے سیدین حسنین کریمین مراد ہیں۔ (روح المعانی)

یا اللہ ان پانچ نفوسِ قدسیہ کے طفیل میری اس ادنیٰ کاوش ''رفیق العروسین'' کو قبولیت عطا فرما اور ہر ایک آدمی کے لئے نافع بنا اور میرے لئے اور میرے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

میں نہایت حقیر اور قلیل کاوش اور تحریر ’’رفیق العروسین‘‘ کو ان پانچ نفوس قدسیہ کی بارگاہ میں پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں جن کے عروسی جوڑے کو اللہ تعالیٰ نے عروس القرآن سورۃ رحمٰن میں ’’مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیَانِ‘‘ کے عجیب انداز سے نوازا، اور اس عروسی جوڑے کو ازدواجی رشتہ میں منسلک کرنے والی ذاتِ قدسیہ کو بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیَانِ کے عظیم الفاظ سے تعبیر فرمایا اور ان بحرین کریمین سے ظاہر ہونے والے دو پھولوں کو اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ کے حسین کلمات کے ساتھ ذکر فرمایا اور ان پنجتن نفوس قدسیہ کی طرف جن اور انس کو متوجہ کرنے کے لئے فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ کے کلماتِ طیبہ کے ساتھ خطاب سے نوازا۔

یعنی برزخ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور بحرین سیدۃ فاطمۃ الزہراء اور سید علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں اور لؤلؤ اور مرجان سید امام حسن اور سید امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ بحرین سے حضرت علی اور حضرت فاطمۃ الزہراء مراد ہیں اور برزخ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور لؤلؤ اور مرجان سے سیدین حسنین کریمین مراد ہیں۔ (روح المعانی)

یا اللہ ان پانچ نفوسِ قدسیہ کے طفیل میری اس ادنیٰ کاوش ’’رفیق العروسین‘‘ کو قبولیت عطا فرما اور ہر ایک آدمی کے لئے نافع بنا اور میرے لئے اور میرے

پیارے بچوں محمد سہیل رفیق، محمد اویس رفیق، محمد جنید رفیق، محمد عمیر رفیق رزقھم اللہ تعالیٰ **رفاقة العلماء والصلحاء** اور پیاری بچیوں رزقھن اللہ تعالیٰ **عِفّة وطھارہ العالمات والصالحات** کے لئے ہدایت ورشد اور آباء واجداد رحمھم اللہ تعالیٰ کے لئے ذریعہ نجات بنا۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

مورخہ ۱۱ر ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ بمطابق ۱۹ر مئی ۲۰۰۵ء سیدی حضور غوث اعظم نور اللہ مرقدہ کے وصال کی شب کی مناسبت سے اشاعت کیلئے بھیج رہا ہوں۔

خاک پائے اہل ایمان

محمد رفیق حسنی عفی عنہ

۱۱ر ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ

۱۹ر مئی ۲۰۰۵ء

دلہن کے لئے وصیت

● حضرت اسماء بنت خارجہ فزاری نے اپنی بیٹی کو شادی کے وقت رخصت ہونے پر نصیحت فرمائی کہ اے بیٹی تو اپنے گھونسلے سے نکل رہی ہے جس میں تو بڑی ہوئی اور ایسا فراش اور بچھونا بننے جا رہی ہے جسے تو نہیں جانتی اور ایسے رفیق کے پاس جا رہی ہے جس سے تو مالوف اور مانوس نہ تھی تو اس رفیق حیات کے لئے زمین بن جانا کہ وہ تیرے لئے آسمان بن جائے تو اس کے لئے بچھونا بن جانا تا کہ وہ تیرے لئے آسرا بن جائے تو اس کی لونڈی بن جانا تا کہ وہ تیرے لئے عبد بن جائے بالکل چپک نہ جانا کہ وہ تجھے ناپسند کرے گا اور بالکل دور نہ ہونا وہ تجھے بھول جائے گا جب وہ قریب ہونے لگے تو اس کے قریب ہو جا جب وہ دور ہونے لگے تو دور ہو جا۔ اس کے ناک اور کان اور آنکھ کی حفاظت کرنا تمہارا رفیق تجھ سے خوشبو ہی سونگھے اور حسین اور نرم کلام سنے اور جمال اور حسن کو دیکھے یعنی بیوی کو اپنے شوہر کے لئے معطر اور صاف ستھرا رہنا چاہئے۔

شوہر کے غصہ کے وقت خاموش رہنا مرد کی عیب جوئی نہ کرنا، شوہر کی غیبت نہ کرنا اس کے وقار کا خیال کرنا، گالی کا جواب نہ دینا، تہمت کی جگہ نہ جانا، شوہر جس جگہ جانے سے روکے اگرچہ تیرے والدین اور رشتے دار ہوں نہ جانا بلاوجہ پڑوس میں نہ جانا، اجنبی لوگوں سے اختلاط اور میل جول نہ رکھنا اگر شوہر کا دوست گھر آئے اور شوہر گھر نہ ہو تو شوہر کے دوست کو گھر نہ بلانا بلکہ تلخ لہجہ میں بات کرنا اور کلام کو طویل نہ کرنا اور شوہر کی آمدنی پر قناعت کرنا اور شوہر کے عزیزوں اور رشتہ داروں خصوصاً اس کے والدین کا احترام کرنا، شوہر کے لئے ہر

دلہن کے لئے وصیت

- حضرت اسماء بنت خارجہ فزاری نے اپنی بیٹی کو شادی کے وقت رخصت ہونے پر نصیحت فرمائی کہ اے بیٹی تو اپنے گھونسلے سے نکل رہی ہے جس میں تو بڑی ہوئی اور ایسا فراش اور بچھونا بننے جا رہی ہے جسے تو نہیں جانتی اور ایسے رفیق کے پاس جا رہی ہے جس سے تو مالوف اور مانوس نہ تھی تو اس رفیق حیات کے لئے زمین بن جانا کہ وہ تیرے لئے آسمان بن جائے تو اس کے لئے بچھونا بن جانا تاکہ وہ تیرے لئے آسرا بن جائے تو اس کی لونڈی بن جانا تاکہ وہ تیرے لئے عبد بن جائے بالکل چپک نہ جانا کہ وہ تجھے ناپسند کرے گا اور بالکل دور نہ ہونا وہ تجھے بھول جائے گا جب وہ قریب ہونے لگے تو اس کے قریب ہو جا جب وہ دور ہونے لگے تو دور ہو جا۔ اس کے ناک اور کان اور آنکھ کی حفاظت کرنا تمہارا رفیق تجھ سے خوشبو ہی سونگھے اور حسین اور نرم کلام سنے اور جمال اور حسن کو دیکھے یعنی بیوی کو اپنے شوہر کے لئے معطر اور صاف ستھرا رہنا چاہئے۔

شوہر کے غصہ کے وقت خاموش رہنا مرد کی عیب جوئی نہ کرنا، شوہر کی غیبت نہ کرنا اس کے وقار کا خیال کرنا، گالی کا جواب نہ دینا، تہمت کی جگہ نہ جانا، شوہر جس جگہ جانے سے روکے اگرچہ تیرے والدین اور رشتے دار ہوں نہ جانا بلاوجہ پڑوس میں نہ جانا، اجنبی لوگوں سے اختلاط اور میل جول نہ رکھنا اگر شوہر کا دوست گھر آئے اور شوہر گھر نہ ہو تو شوہر کے دوست کو گھر نہ بلانا بلکہ تلخ لہجہ میں بات کرنا اور کلام کو طویل نہ کرنا اور شوہر کی آمدنی پر قناعت کرنا اور شوہر کے عزیزوں اور رشتہ داروں خصوصاً اس کے والدین کا احترام کرنا، شوہر کے لئے ہر

وقت پاک صاف ہو کر تیار رہنا تاکہ جب چاہے اپنی حاجت پوری کر لے، اپنی اولاد پر شفقت کرنا، اولاد کی سب وشتم سے اجتناب کرنا، شوہر کی جائز اور ناجائز بات کا جواب نہ دینا، شوہر کے سامنے نجاست حیض و نفاس کا خون اور خون آلود کپڑے نہ رکھنا، شوہر کے سامنے خلال نہ کرنا اور نہ تھوکنا، جوئیں نہ نکالنا، شوہر کے جنسی عمل کو راز میں رکھنا اور اس کی کیفیت یا کمزوری بیان نہ کرنا، ایسے امور میں جو عورت پر بحیثیت بیوی لازم ہیں اور محبت کے دوام کے لئے ضروری ہیں۔ خصوصاً شوہر پر زنا اور ناجائز دوستی کا الزام لگانا نہایت مضر ہے۔

اگر بیوی خوبصورت ہو اور شوہر بدصورت تو بیوی کو تعلّی اور بڑائی نہ کرنا شوہر کو بدصورت نہ کہنا، مذکورہ تمام امور بیوی کے آداب سے ہیں۔

(منجانب: اہلیہ مفتی محمد رفیق حسنی)

فہرس

فہرس

تقدیم

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم ط

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

الحمدللہ وسبحان الذی خلق الازواج کلھا مما تنبت الارض ومن انفسھم ومما لا یعلمون

والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد الذی اکرمہ اللہ تعالیٰ بکثرۃ ازواجہ وجعل حظ زوجاتہ بنفسہ الطیبۃ الطاھرۃ فوق حظ الحورِ العینِ زوجاتِ الجنۃ وعلی آلہ وازواجہ واصحابہ اجمعین۔

امابعد! ایک عرصہ سے ارادہ تھا کہ نکاح اور طلاق کے اہم اور کثرت سے واقع ہونے والے مسائل پر ایک مختصر کتابچہ تحریر کر دوں جس میں نکاح خواں حضرات اور شادی کرنے والے نئے جوڑوں کے لئے ہدایت ہو تا کہ نکاح خوان صحیح اور شرعی طریقہ کے مطابق نکاح پڑھا سکیں اور زوجین شرعی طریقہ سے ازدواجی زندگی گزار سکیں۔ میں نے دیکھا کہ اکثر نکاح خواں حضرات بے علم ہوتے ہیں اور مسائل سے باخبر نہیں ہوتے اور اکثر اہل علم نکاح کے مسائل کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور ایجاب وقبول شرعی طریقہ سے نہیں کراتے۔

ابتداء میں میرا معاملہ بھی نکاح کے مسائل سے غافل علماء کی طرح تھا لیکن جامعہ نعمانیہ لیہ ۲۷ تا ۱۹۷۴ء کی تدریس کے دوران قبلہ استاذیم مولانا صوفی حامد علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کی سرپرستی میں نکاح اور طلاق وغیرہ کے جوابات کی

تقدیم

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم ط

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

الحمدللہ وسبحان الذی خلق الازواج کلھا مما تنبت الارض ومن انفسھم ومما لا یعلمون

والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد الذی اکرمہ اللہ تعالیٰ بکثرۃ ازواجہ وجعل حظ زوجاتہ بنفسہ الطیبۃ الطاھرۃ فوق حظ الحورِ العینِ زوجاتِ الجنۃ وعلی آلہ وازواجہ واصحابہ اجمعین۔

امابعد! ایک عرصہ سے ارادہ تھا کہ نکاح اور طلاق کے اہم اور کثرت سے واقع ہونے والے مسائل پر ایک مختصر کتابچہ تحریر کر دوں جس میں نکاح خواں حضرات اور شادی کرنے والے نئے جوڑوں کے لئے ہدایت ہوتا کہ نکاح خوان صحیح اور شرعی طریقہ کے مطابق نکاح پڑھا سکیں اور زوجین شرعی طریقہ سے ازدواجی زندگی گزار سکیں۔ میں نے دیکھا کہ اکثر نکاح خواں حضرات بے علم ہوتے ہیں اور مسائل سے باخبر نہیں ہوتے اور اکثر اہل علم نکاح کے مسائل کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور ایجاب وقبول شرعی طریقہ سے نہیں کراتے۔

ابتداء میں میرا معاملہ بھی نکاح کے مسائل سے غافل علماء کی طرح تھا لیکن جامعہ نعمانیہ لیہ ۷۲ تا ۱۹۷۴ء کی تدریس کے دوران قبلہ استاذیم مولانا صوفی حامد علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کی سرپرستی میں نکاح اور طلاق وغیرہ کے جوابات کی

ذمہ داری سپرد ہونے پر فقہ کی طرف توجہ مبذول ہوئی۔ اس سے پہلے مسائل کی طرف توجہ نہیں تھی۔ کیونکہ بندیال شریف اور دیگر بندیالوی اساتذہ سے صرف معقولات میں ماسٹر بننے کا شوق تھا اسی لئے احادیث کی صحاح ستہ اور فقہ اور تفسیر کی مروج تدریسی کتب سے زیادہ منطق کی سیاہ ستہ ملاحسن، حمداللہ، قاضی، رسالہ قطبیہ، میر زاہد ملا جلال اور امور عامہ اور یونانی فلسفہ کی کتب ثلثہ **مضیعۃ الاوقات میبذی**، صدرا اور شمس بازغہ پر زیادہ محنت کرنے کا جنون طاری تھا، لیکن بحمداللہ تدریس کی ابتداء میں ہی استفتاءات کے جوابات کی ذمہ داری سے فقہ کی متداول کتب کا نہ صرف مطالعہ کرنے کا موقع ملا بلکہ درمختار جیسی ادق کتابوں کے پڑھانے کا بھی کئی بار شرف حاصل ہوا۔ الحمدللہ علی ذالک۔

۷۲ تا ۱۹۷۴ء لیہ میں تدریس کے دوران ہی فتاویٰ رضویہ سے کتاب النکاح جلد خامس کے مطالعہ کرنے کا شوق پیدا ہوا اس سے مجھے کافی فائدہ ہوا۔ چنانچہ جب ۱۹۷۵ء کے اواخر میں دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی میں بحیثیت مدرس اور مفتی میرا تقرر ہونے لگا تو حضرت علامہ مفتی وقارالدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے حرمت مصاہرۃ کے ایک پیچیدہ مسئلہ کا جواب لکھوانے سے میرا انٹرویو لیا۔ الحمدللہ میں نے بالکل صحیح جواب تحریر کیا۔ حضرت علامہ مفتی وقارالدین رحمہ اللہ کو میرے اوپر اعتماد ہوگیا اور تدریس کے ساتھ ساتھ افتاء کا منصب بھی میرے سپرد کر دیا۔ میری تنخواہ ایک سو روپے استفتاءات کی تحریر کے معاوضہ میں اور تین سو روپے تدریس کے معاوضہ میں کل چار سو روپے مقرر ہوئی۔ اس کے بعد ۱۹۷۵ء سے ۱۹۸۰ء تک دارالعلوم امجدیہ میں ہزاروں استفتاءات کے جوابات تحریر کئے لیکن کبھی ندامت نہیں ہوئی۔ میری ملازمت کے وقت دارالعلوم امجدیہ میں تعلیمی حوالہ

سے عروج کا دور تھا۔ حضرت علامہ مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری رحمہ اللہ درس حدیث دیتے تھے۔ اور حضرت علامہ مفتی وقارالدین رحمہ اللہ، حضرت مولانا منتخب الحق قادری رحمہ اللہ اور مولانا محمد حسن حقانی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا غلام دستگیر زید مجدہٗ درس نظامی کی مختلف کتب کی تدریس کے فرائض انجام دیتے تھے۔ مجھے بیضاوی شریف، ملاحسن، ہدایہ شرح تہذیب میر زاہد ملا جلال اور رسالہ قطبیہ جیسے چھ اسباق پڑھانے کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ سوالات کے جوابات اور فتاویٰ کی ذمہ داری بھی نبھانی ہوتی تھی۔ اور روزانہ بیسیوں فتاویٰ بھی لکھنا پڑتے تھے۔

امجدیہ میں ہی قیام ہوتا تھا اس لئے چوبیس گھنٹے فقہ اور فتاویٰ کی کتب کے مطالعہ کا موقع ملا۔ ابھی شادی نہیں ہوئی تھی اور صحت بھی اچھی تھی اور شوق بھی تھا اور مجھے حضرت مولانا مفتی وقارالدین رحمہ اللہ جیسے متبحر عالم اور ثقہ تجربہ کار ماہر عالم اور مفتی کی سرپرستی میں فتاویٰ تحریر کرنے میں ایک قسم کا خوف ہوتا تھا کہ اگر غلط لکھ دیا تو ندامت ہوگی اس لئے مطالعہ کرنا ضروری ہوتا تھا۔ ۱۹۷۲ء سے ۲۰۰۵ء تک اُسی مطالعہ کی بنیاد پر کام چلا رہا ہوں۔ الحمدللہ علی ذالک۔

- آئے دن استفتاء ات سے معلوم ہوا زندگی میں پیش آنے والے ازدواجی مسائل کا صحیح علم ہزاروں میں بعض خوش نصیب خواتین اور حضرات کو ہوتا ہے ورنہ لوگوں کی اکثریت ازدواجی اعمال کو طبعی حیوانی عمل سمجھتی ہے اور شرعی حدود کی پروانہیں کرتی۔
- یہ بھی معلوم ہوا کہ کافی تعداد میں لوگوں پر حرمت مصاہرۃ کی وجہ سے بیویاں حرام ہو چکی ہیں کیونکہ وہ حرمت کے اسباب کا ارتکاب کر چکے ہیں لیکن انہیں مسائل کا علم نہیں ہے چنانچہ میں نے رحمانیہ مسجد طارق روڈ میں جمعہ کے

سے عروج کا دور تھا۔حضرت علامہ مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری رحمہ اللہ درس حدیث دیتے تھے۔ اور حضرت علامہ مفتی وقارالدین رحمہ اللہ، حضرت مولانا منتخب الحق قادری رحمہ اللہ اور مولانا محمد حسن حقانی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا غلام دستگیر زید مجدہٗ درس نظامی کی مختلف کتب کی تدریس کے فرائض انجام دیتے تھے۔ مجھے بیضاوی شریف، ملاحسن، ہدایہ شرح تہذیب میر زاہد ملا جلال اور رسالہ قطبیہ جیسے چھ اسباق پڑھانے کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ سوالات کے جوابات اور فتاویٰ کی ذمہ داری بھی نبھانی ہوتی تھی۔ اور روزانہ بیسیوں فتاویٰ بھی لکھنا پڑتے تھے۔

امجدیہ میں ہی قیام ہوتا تھا اس لئے چوبیس گھنٹے فقہ اور فتاویٰ کی کتب کے مطالعہ کا موقع ملا۔ ابھی شادی نہیں ہوئی تھی اور صحت بھی اچھی تھی اور شوق بھی تھا اور مجھے حضرت مولانا مفتی وقارالدین رحمہ اللہ جیسے متبحر عالم اور ثقہ تجربہ کار ماہر عالم اور مفتی کی سرپرستی میں فتاویٰ تحریر کرنے میں ایک قسم کا خوف ہوتا تھا کہ اگر غلط لکھ دیا تو ندامت ہوگی اس لئے مطالعہ کرنا ضروری ہوتا تھا۔ ۱۹۷۲ء سے ۲۰۰۵ء تک اُسی مطالعہ کی بنیاد پر کام چلا رہا ہوں۔ الحمدللہ علی ذالک۔

- آئے دن استفتاءات سے معلوم ہوا زندگی میں پیش آنے والے ازدواجی مسائل کا صحیح علم ہزاروں میں بعض خوش نصیب خواتین اور حضرات کو ہوتا ہے ورنہ لوگوں کی اکثریت ازدواجی اعمال کو طبعی حیوانی عمل سمجھتی ہے اور شرعی حدود کی پروا نہیں کرتی۔
- یہ بھی معلوم ہوا کہ کافی تعداد میں لوگوں پر حرمت مصاہرۃ کی وجہ سے بیویاں حرام ہو چکی ہیں کیونکہ وہ حرمت کے اسباب کا ارتکاب کر چکے ہیں لیکن انہیں مسائل کا علم نہیں ہے چنانچہ میں نے رحمانیہ مسجد طارق روڈ میں جمعہ کے

خطاب میں ایک مرتبہ حرمت مصاہرۃ پر خطاب کیا تو کافی لوگ پریشان ہو گئے۔ ایک صوفی جس کی بیوی سے اسکے باپ کے ناجائز تعلقات رہے تھے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

- مبارک مسجد سی ویو خطاب کے بعد نوجوان لڑکوں نے مطالبہ کیا کہ آپ زوجیت کے عمل کے شرعی پوشیدہ مسائل بیان کیا کریں یا کتابچہ لکھ کر نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں تقسیم کریں۔ اکثر نوجوان یورپی تہذیب کی فلمیں دیکھ کر نہایت غلط راہ پر چل پڑے ہیں۔ لہٰذا میں نے مذکورہ بالا امور کی وجہ سے ارادہ کرلیا کہ نکاح اور ازدواجی زندگی کی مناسبت سے بعض ضروری مسائل پر ایک کتابچہ لکھوں گا۔ اتفاق سے کتابچہ شروع کرنے سے پہلے میرے بڑے بیٹے سہیل رفیق مقیم لندن سلمہ اللہ تعالیٰ کا نکاح ہو گیا لیکن رخصتی مؤخر کر دی گئی۔ میں نے ارادہ کیا کہ بیٹے اور بہو کی شادی کے موقع پر کتاب کی صورت میں انہیں تحفہ پیش کروں گا۔ تحفہ پیش کرنے کی نیت سے ازدواجی زندگی کے موضوع پر لکھنا شروع کر دیا اور اسی عروسی جوڑے کی مناسبت سے میں نے اس کتاب کا نام بھی ’’رفیق العروسین‘‘ من امۃ سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم تجویز کیا۔ یعنی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے دولہا اور دلہن کی ازدواجی زندگی کے لئے ہمسفر کتاب۔
- رفیق العروسین ابھی کمپوزنگ کے مراحل میں تھی کہ سہیل رفیق سلمہ اللہ تعالیٰ کی شادی مورخہ ۳ رفروری ۲۰۰۵ء کو کر دی گئی اور وہ لندن بھی واپس چلے گئے لیکن کتاب شائع نہ کر سکا۔ اس لئے ارادہ کیا کہ جب کتاب شائع ہو جائے گی ان کو روانہ کر دی جائے گی۔
- رفیق العروسین کا انتساب تحریر کرتے وقت ’’رفیق العروسین‘‘ نام تجویز

کرنے پر مجھے اس وقت انتہائی خوشی ہوئی جب یہ بات دل میں اتری کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ رحمٰن کو عروس القرآن قرار دیا ہے چونکہ عروس نسبی کلمہ ہے۔ دو کا تقاضا کرتا ہے تو قرآن اور سورۃ رحمٰن عروسین قرار پائے اور میری تحریر کو ان دونوں کی رفاقت کا شرف حاصل ہوا۔ حدیث شریف میں ہے۔

عن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لِکُلِّ شَیْءٍ عَرُوْسٌ وَ عَرُوْسُ الْقُرْآنِ سُوْرَۃُ الرَّحْمٰنِ (قرطبی)

حضرت علی سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شی کے لئے دلہن اور عروس ہوتی ہے اور قرآن کی عروس سورۃ الرحمٰن ہے۔

- الحمدللہ ہم چار بھائی ہیں۔ ایک بھائی غلام حسین صاحب حسنہ اللہ تعالٰی فی الدنیا والآخرہ بھکر میں اپنی زمینوں پر کام کرتے ہیں دوسرے بھائی قاری محمد شریف حسنی مبارک مسجد سی ویو ڈیفنس کراچی کے خطیب ہیں اور تیسرے بھائی محمد حنیف کراچی میں ٹیچر ہیں۔ رفیق العروسین کے شائع کرنے کی تحریک میں میرے عزیز بھائی حضرت مولانا قاری محمد شریف حسنی (زیدت صوتہ بحسن القرآن) اور جناب محمد حنیف حسنی زیدت محاسنہٗ کا بھی حصہ ہے وہ اس طرح کہ مولانا محمد شریف حسنی تقریباً اٹھارہ انیس سال سے جامع مسجد مبارک سی ویو ڈیفنس کے خطیب ہیں اور ڈیفنس کی عظیم مسجد میں واحد سنی خطیب ہونے کے باعث نہایت مقبول نکاح خوان اور نکاح رجسٹرار بھی ہیں۔ آپ کی جانب سے تفویض طلاق کے کالم نمبر ۱۸ کے جواب میں تحریر ہونے والی عبارت سے جب ایک

کرنے پر مجھے اس وقت انتہائی خوشی ہوئی جب یہ بات دل میں اتری کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ رحمٰن کو عروس القرآن قرار دیا ہے چونکہ عروس نسبی کلمہ ہے۔ دو کا تقاضا کرتا ہے تو قرآن اور سورۃ رحمٰن عروسین قرار پائے اور میری تحریر کو ان دونوں کی رفاقت کا شرف حاصل ہوا۔ حدیث شریف میں ہے۔

عن علی رضی اللہ تعالٰی عنه ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قَالَ لِكُلِّ شَيْءٍ عَرُوْسٌ وَ عَرُوْسُ الْقُرْآنِ سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ (قرطبی)

حضرت علی سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شی کے لئے دلہن اور عروس ہوتی ہے اور قرآن کی عروس سورۃ الرحمٰن ہے۔

● الحمدللہ ہم چار بھائی ہیں۔ ایک بھائی غلام حسین صاحب حسنہ اللہ تعالٰی فی الدنیا والآخرہ بھکر میں اپنی زمینوں پر کام کرتے ہیں دوسرے بھائی قاری محمد شریف حسنی مبارک مسجد سی ویو ڈیفنس کراچی کے خطیب ہیں اور تیسرے بھائی محمد حنیف کراچی میں ٹیچر ہیں۔ رفیق العروسین کے شائع کرنے کی تحریک میں میرے عزیز بھائی حضرت مولانا قاری محمد شریف حسنی (زیدت صوتہ بحسن القرآن) اور جناب محمد حنیف حسنی زیدت محاسنہٗ کا بھی حصہ ہے وہ اس طرح کہ مولانا محمد شریف حسنی تقریباً اٹھارہ انیس سال سے جامع مسجد مبارک سی ویو ڈیفنس کے خطیب ہیں اور ڈیفنس کی عظیم مسجد میں واحد سنی خطیب ہونے کے باعث نہایت مقبول نکاح خوان اور نکاح رجسٹرار بھی ہیں۔ آپ کی جانب سے تفویض طلاق کے کالم نمبر ۱۸ کے جواب میں تحریر ہونے والی عبارت سے جب ایک

صاحب کی بیٹی کو بوقت ضرورت طلاق کا اختیار نہ ملا تو میرے سامنے وہ شخص نہایت ناراض ہوا اور بھائی محمد شریف صاحب کو کہنے لگا آپ نے ایسی عبارت کیوں نہیں لکھی جس سے میری بیٹی کو ہر وقت طلاق لینے کا اختیار ہوتا۔ مجھے محسوس ہوا بھائی صاحب اور آپ جیسے اکثر نکاح خواں حضرات کو مسائل کا علم نہیں ہے۔ اسی وقت میرے دل میں خیال آیا کہ تفویض طلاق پر کچھ لکھا جائے تاکہ بھائی صاحب اور دیگر نکاح خوانوں کو فائدہ ہو۔

میرے چھوٹے بھائی محمد حنیف صاحب خود ایک طلاق کے مسئلہ میں مبتلا ہوئے، نہایت پیچیدہ مسئلہ تھا اس پر میں نے تعلیق طلاق کے پیچیدہ مسائل لکھ کر شائع کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ تفویض اور تعلیق طلاق کے مسائل سے کتاب کے مسودہ کی ابتداء ہوئی، پھر دیگر عنوانات قائم کر کے کتاب مکمل ہوئی۔ اس طرح میرے یہ دونوں بھائی بھی رفیق العروسین کی اشاعت کا باعث ہوئے۔

زیر مطالعہ کتاب کی خصوصیات:

۱۔ تقریباً ایک سو چوالیس (۱۴۴) عنوانات قائم کئے گئے ہیں۔

۲۔ ازدواجی زندگی کی ابتداء رفیق سفر کے انتخاب سے ہوتی ہے۔ اس لئے کتاب کی ابتداء رفیق سفر کے انتخاب سے شروع کی۔

۳۔ نکاح خواں حضرات کے لئے ایجاب اور قبول کرانے کا طریقہ اور خطبہ اور متعلقہ مسائل کا ذکر ہے۔

۴۔ نکاح کے انعقاد کی چوبیس شرطوں کا ذکر ہے، جو شاید اس ترتیب سے کہیں نہیں ملیں گی۔

۵۔ خط، فون، کمپیوٹر اور وڈیو، آڈیو کے ذریعہ نکاح کے منعقد ہونے کی صورتیں ذکر کی گئی ہیں۔

۶۔ حرمت مصاہرۃ کی جملہ امکانی صورتیں ذکر کی گئی ہیں۔

۷۔ اپنے مؤقف پر فقہ اور حدیث اور قرآن سے مثبت انداز سے استدلال کیا گیا ہے۔

۸۔ علماء پر تنقید سے احتراز کرنے کا التزام کیا گیا ہے۔

۹۔ عام پڑھے لکھے لوگوں کے فہم کے مطابق آسان زبان استعمال کی گئی ہے۔

۱۰۔ حیض و نفاس اور مباشرت کے مسائل کا بیان واضح اور صریح لفظوں میں تحریر کیا گیا تا کہ عام قاری اور قاریہ ان پیچیدہ مسائل کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں۔

۱۱۔ نکاح متعہ کا طریقہ اور جواز اور عدم جواز کی بحث بھی آخر میں لاحق کی گئی ہے۔ نیز موجودہ دور کے مروج عارضی نکاحوں کا آخر میں ذکر کیا گیا ہے۔

۱۲۔ محرم اور اجنبیہ عورتوں کی طرف دیکھنے کے جواز کی حدود ذکر کی گئی ہے۔

۱۳۔ حربیہ کافرۃ اور فاسقہ خواتین کی حرمت نظر کے سقوط کو دلائل سے بیان کیا گیا ہے۔

۱۴۔ جن مسائل میں لوگ مبتلا ہوتے ہیں ان میں آسانی کے پہلو کا لحاظ کیا گیا ہے۔

۱۵۔ اکثر مسائل استدلال اور منطق کے ساتھ ذکر کئے گئے ہیں۔

۱۶۔ مہر اور جہیز کی تحدید پاکستانی کرنسی میں بھی لکھی گئی ہے۔

۱۷۔ خضاب کے جواز پر دلائل کے علاوہ ان علماء اہلسنّت کے اسماء بھی لکھے گئے

۵۔ خط، فون، کمپیوٹر اور وڈیو، آڈیو کے ذریعہ نکاح کے منعقد ہونے کی صورتیں ذکر کی گئی ہیں۔

۶۔ حرمت مصاہرۃ کی جملہ امکانی صورتیں ذکر کی گئی ہیں۔

۷۔ اپنے مؤقف پر فقہ اور حدیث اور قرآن سے مثبت انداز سے استدلال کیا گیا ہے۔

۸۔ علماء پر تنقید سے احتراز کرنے کا التزام کیا گیا ہے۔

۹۔ عام پڑھے لکھے لوگوں کے فہم کے مطابق آسان زبان استعمال کی گئی ہے۔

۱۰۔ حیض و نفاس اور مباشرت کے مسائل کا بیان واضح اور صریح لفظوں میں تحریر کیا گیا تاکہ عام قاری اور قاریہ ان پیچیدہ مسائل کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں۔

۱۱۔ نکاح متعہ کا طریقہ اور جواز اور عدم جواز کی بحث بھی آخر میں لاحق کی گئی ہے۔ نیز موجودہ دور کے مروج عارضی نکاحوں کا آخر میں ذکر کیا گیا ہے۔

۱۲۔ محرم اور اجنبیہ عورتوں کی طرف دیکھنے کے جواز کی حدود ذکر کی گئی ہے۔

۱۳۔ حربیہ کافرۃ اور فاسقہ خواتین کی حرمت نظر کے سقوط کو دلائل سے بیان کیا گیا ہے۔

۱۴۔ جن مسائل میں لوگ مبتلا ہوتے ہیں ان میں آسانی کے پہلو کا لحاظ کیا گیا ہے۔

۱۵۔ اکثر مسائل استدلال اور منطق کے ساتھ ذکر کئے گئے ہیں۔

۱۶۔ مہر اور جہیز کی تحدید پاکستانی کرنسی میں بھی لکھی گئی ہے۔

۱۷۔ خضاب کے جواز پر دلائل کے علاوہ ان علماء اہلسنّت کے اسماء بھی لکھے گئے ہیں جو خضاب لگاتے تھے۔

۱۸۔ بارات کے موقع پر خوشی کے اظہار کے لئے اعتدال کا طریقہ اپنایا گیا ہے۔

۱۹۔ تفویض طلاق کے مسائل رفیق العروسین میں لکھے گئے اور طلاق اور تعلیق طلاق کے مسائل ''رفیق الزوجین'' میں لکھے گئے ہیں۔

آخر میں ۲۰۱۶ء کی اشاعت میں عزیز القدر محمد حمید الحسن کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے بار بار میری کتابوں کی اشاعت میں اخلاص کے ساتھ تعاون کیا اور جامعہ مدینۃ العلوم کے طالب علم جناب فرمان علی سکندری اور جناب لیاقت علی صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں، جنہوں نے حاضر اشاعت میں لفظی اغلاط کی نشاندہی فرمائی اور تصحیح میں تعاون فرمایا۔

والله تعالیٰ اعلم

خاک پائے اہل ایمان

محمد رفیق حسنی عفی عنہ

نام کتاب : رفیق المناسک (حصہ اوّل)
تالیف : مفتی محمد رفیق حسنی (فون: 0300-9244269)
اشاعت : جون 2011ء
اشاعت دوم : مارچ 2017ء
تعداد : 500
صفحات : 664
قیمت : 600
کمپوزنگ : این ڈی لاکھو (0345-2576532)
طباعت : حافظ عابد پرنٹرز (0300-3340980)
ناشر : جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم گلستانِ جوہر۔ کراچی

کتاب ملنے کے پتے

- جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم، گلستانِ جوہر، کراچی۔
  0300/0321-9244269, 021-34619190
- جامع مسجد مبارک سی ویو، ڈیفنس، کراچی۔ فون: 021-35842591
- ضیاء القرآن پبلی کیشنز، انفال سینٹر، اردو بازار، کراچی اور لاہور۔
  فون: 021-32212011۔ 042-37247350

مکتبہ غوثیہ، سبزی منڈی، کراچی۔ 021-34926110,34910584

- **Sohail Rafique:** 33 Southlea Road, Manchister, U.K. Ph. 0044-7791688357
- **Dr. Amir:** House No. 181 Styal Raod, Post Code SK-83-TX, Cheadle Cheshire, Manchister, U.K.
  Ph. 0044-7904122231

نام کتاب	:	رفیق المناسک (حصہ اوّل)
تالیف	:	مفتی محمد رفیق حسنی (فون: 0300-9244269)
اشاعت	:	جون 2011ء
اشاعت دوم	:	مارچ 2017ء
تعداد	:	500
صفحات	:	664
قیمت	:	600
کمپوزنگ	:	این ڈی لاکھو (0345-2576532)
طباعت	:	حافظ عابد پرنٹرز (0300-3340980)
ناشر	:	جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم گلستانِ جوہر۔کراچی

کتاب ملنے کے پتے

- جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم، گلستانِ جوہر، کراچی۔
0300/0321-9244269, 021-34619190
- جامع مسجد مبارک سی ویو، ڈیفنس، کراچی۔فون: 021-35842591
- ضیاء القرآن پبلی کیشنز، انفال سینٹر، اردو بازار، کراچی اور لاہور۔
فون: 021-32212011۔042-37247350

مکتبہ غوثیہ، سبزی منڈی، کراچی۔021-34926110,34910584

- **Sohail Rafique:** 33 Southlea Road,Manchister,U.K. Ph. 0044-7791688357
- **Dr. Amir:** House No. 181 Styal Raod, Post Code SK-83-TX, Cheadle Cheshire, Manchister, U.K.
Ph. 0044-7904122231

رفیقہ حیات کے انتخاب کا شرعی طریقہ

- مرد کے لئے ضروری ہے کہ ہونے والی بیوی میں دینداری کو ترجیح دے فقط جمال اور مال اور عزت اور عالی نسبی اور بلند مرتبہ کو نہ دیکھے البتہ ان امور کا لحاظ ثانیاً اور بالتبع ہونا چاہئے۔
- حدیث شریف میں ہے جس شخص نے کسی عورت سے فقط اس عورت کی دنیاوی عزت اور بلند مرتبہ ہونے کی وجہ سے نکاح کیا اللہ تعالیٰ اس کی ذلت میں زیادتی فرمائے گا اور جس شخص نے کسی عورت سے فقط اس کے مال کی وجہ سے نکاح کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے فقر کو زیادہ کر دے گا اور جس شخص نے کسی عورت سے فقط اس کے حسب اور اس کے آباء واجداد کے دنیاوی شرف کی وجہ سے نکاح کیا اللہ تعالیٰ اس کی دناءۃ اور حقارت کو زائد کر دے گا اور جس شخص نے کسی عورت سے اس ارادہ سے نکاح کیا کہ غَـضِّ بصر اور عفت اور پاکدامنی حاصل ہو یا صلہ رحمی حاصل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس شوہر کے لئے بیوی میں اور بیوی کے لئے شوہر میں برکت اور رحمت نازل فرمائے گا۔ (اوکما قال، شامی)

حضرت ابو ہریرۃ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت کے ساتھ نکاح چار وجہ سے کیا جاتا ہے۔ مال کی وجہ سے یا حسب کی وجہ سے یا حسن اور جمال کی وجہ سے یا دین کی وجہ سے تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں اے ابا ہریرہ تو دین دار عورت طلب کر۔ (او کما قال، مشکوٰۃ شریف)

- مستحب ہے کہ بیوی ایسی منتخب کی جائے جو شوہر سے کم عمر ہو حسب اور عزت میں کم ہو اور مال اور دولت میں کم ہو، بڑی عمر کی بیوی سے بچے ہونا جلدی

بند ہو جاتے ہیں۔ حسب وعزت اور مال میں فوق بیوی شوہر کو حقیر سمجھنا شروع کر دیتی ہے اور اس کی اطاعت نہیں کرتی۔

- عورت کے لئے بہتر ہے کہ ایسے شوہر کا انتخاب کرے جو دیندار ہو، سیرت اور صورت میں حسین ہو، خوشحال اور سخی ہو فاسق اور زانی نہ ہو، جوان لڑکی کے لئے شوہر زیادہ بوڑھا نہ ہو، بدصورت اور بخیل نہ ہو، بدعقیدہ قادیانی گستاخِ انبیاء اور گستاخِ صحابہ کرام نہ ہو۔

- مستحب ہے کہ شوہر سے بیوی حسن سیرت اور ادب اور عفت اور تقویٰ اور جمال میں فوق ہو لہٰذا انتخاب اور نکاح کی دعوت کے وقت ان اوصاف جمیلہ کا لحاظ کیا جائے، بہتر ہے کہ کم مشقت اور کم خرچ بیوی ہو جو آسانی سے نکاح کی دعوت قبول کر لے اور باکرہ (کنواری) سے نکاح کرنا احسن ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا باکرہ لڑکیوں کے ساتھ نکاح کرو باکرہ لڑکیاں شیریں افواہ اور پاکیزہ ارحام ہوتی ہیں اور کم مقدار نفقہ اور مباشرت پر رضا مند ہو جاتی ہیں۔ (احیاء العلوم)

- بہتر ہے کہ طویل القامۃ اور پتلی لاغرہ اور قصیرۃ القامہ بدصورت اور باتونی بدخلق بدزبان اور بچوں والی عورت کے ساتھ نکاح نہ کیا جائے۔ اور زانیہ کے ساتھ بھی نکاح نہ کیا جائے مگر زانی کے لئے مزنیہ کے ساتھ نکاح کرنا بہتر ہے اور لڑکی کا نکاح کفو میں کرنا بہتر ہے کیونکہ کفو یعنی مماثل اور ہم پلہ رشتہ میں لڑکی کے اولیاء کو عار اور ندامت نہیں ہوتی۔ (شامی)۔

اگر ذکر کردہ تمام اوصاف کسی عورت میں نہ ہوں تو جس میں مذکورہ اوصاف زیادہ پائے جائیں اس کو ترجیح دی جائے۔ چونکہ ہر شخص کی پسند اور ناپسند

بند ہو جاتے ہیں۔ حسب وعزت اور مال میں فوق بیوی شوہر کو حقیر سمجھنا شروع کر دیتی ہے اور اس کی اطاعت نہیں کرتی۔

● عورت کے لئے بہتر ہے کہ ایسے شوہر کا انتخاب کرے جو دیندار ہو، سیرت اور صورت میں حسین ہو، خوشحال اور سخی ہو فاسق اور زانی نہ ہو، جوان لڑکی کے لئے شوہر زیادہ بوڑھا نہ ہو، بدصورت اور بخیل نہ ہو، بدعقیدہ قادیانی گستاخِ انبیاء اور گستاخِ صحابہ کرام نہ ہو۔

● مستحب ہے کہ شوہر سے بیوی حسن سیرت اور ادب اور عفت اور تقویٰ اور جمال میں فوق ہو لہٰذا انتخاب اور نکاح کی دعوت کے وقت ان اوصاف جمیلہ کا لحاظ کیا جائے، بہتر ہے کہ کم مشقت اور کم خرچ بیوی ہو جو آسانی سے نکاح کی دعوت قبول کر لے اور باکرہ (کنواری) سے نکاح کرنا احسن ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا باکرہ لڑکیوں کے ساتھ نکاح کرو باکرہ لڑکیاں شیریں افواہ اور پاکیزہ ارحام ہوتی ہیں اور کم مقدار نفقہ اور مباشرت پر رضا مند ہو جاتی ہیں۔ (احیاء العلوم)

● بہتر ہے کہ طویل القامۃ اور پتلی لاغرہ اور قصیرۃ القامہ بدصورت اور باتونی بدخلق بدزبان اور بچوں والی عورت کے ساتھ نکاح نہ کیا جائے۔ اور زانیہ کے ساتھ بھی نکاح نہ کیا جائے مگر زانی کے لئے مزنیہ کے ساتھ نکاح کرنا بہتر ہے اور لڑکی کا نکاح کفو میں کرنا بہتر ہے کیونکہ کفو یعنی مماثل اور ہم پلہ رشتہ میں لڑکی کے اولیاء کو عار اور ندامت نہیں ہوتی۔ (شامی)۔

اگر ذکر کردہ تمام اوصاف کسی عورت میں نہ ہوں تو جس میں مذکورہ اوصاف زیادہ پائے جائیں اس کو ترجیح دی جائے۔ چونکہ ہر شخص کی پسند اور ناپسند

کا معیار مختلف ہوتا ہے، کہا جاتا ہے حسن اپنی آنکھوں میں ہوتا ہے۔ اس لئے شوہر کی پسند کو ترجیح دی جائے تاکہ ازدواجی زندگی خوشگوار گزرے۔ قرآن مجید میں بھی حکم ہے: فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ (سورۃ نساء: آیت ٣) یعنی ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہارے لئے حلال اور پسندیدہ ہوں۔

● مذکورہ ہدایت ان لوگوں کے لئے ہیں جن کو ہر قسم کی خواتین کے رشتے حاصل کرنا مشکل نہیں ہوتا۔ غریب لوگ یا بڑی عمر کے لوگوں کے لئے جن کو پسند کے رشتے ملنا دشوار ہوتا ہے وہ کسی بھی پاکدامن اور دین دار خاتون سے نکاح کر سکتے ہیں۔ نکاح سے اصل مقصد عفت اور پاکدامنی کو قائم رکھنا ہے۔

● اسلام میں جب لڑکی اور لڑکے کو اپنی زندگی کے ہم سفر کے انتخاب کا اختیار ہے تو فریقین کے سرپرستوں کے علاوہ لڑکا اور لڑکی نکاح سے پہلے ایک دوسرے کو بلاحجاب دیکھ سکتے ہیں اور ایک دوسرے سے بات بھی کر سکتے ہیں لیکن ان کے لئے اس قسم کی خلوت گاہ میں جمع ہونا کہ اس خلوت میں ازدواجی عمل یا اس کے لوازمات کا ارتکاب ممکن ہو جائز نہیں ہے۔

● احادیث کی روشنی میں لڑکے کا لڑکی کو نکاح سے پہلے دیکھنا مستحب ہے اگرچہ شہوت کا خوف بھی ہو، موجودہ دور کے معاشرہ میں افراط وتفریط پایا جاتا ہے بڑے لوگ نکاح سے پہلے میاں بیوی ہونے والے لڑکے اور لڑکی کو بالکل آزاد چھوڑ دیتے ہیں لڑکی اور لڑکا ایک دوسرے کو بھری مجلس میں انگوٹھی پہناتے ہیں پھر انہیں خلوتوں میں ملنے جلنے کی بھی اجازت دی جاتی ہے۔ حالانکہ نکاح سے پہلے لڑکی اور لڑکے کا ایک دوسرے کو چھونا اور خلوت میں ملنا حرام ہے۔ بعض لوگوں کی جانب سے لڑکے اور لڑکی کو تفریح اور سفر کے لئے دوسرے شہروں میں جانے کی

اجازت بھی دی جاتی ہے حالانکہ نکاح سے پہلے اسی قسم کی تفریح اور سفر ممنوع ہے شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی نیز دنیاوی لحاظ سے بھی اس میں نقصان ہوتا ہے۔ بسا اوقات نکاح سے پہلے حالات خراب ہونے کی وجہ سے ہونے والا رشتہ نہیں ہو پاتا تو لڑکی کو بدنام ہونے کی وجہ سے آئندہ معقول رشتہ نہیں ملتا۔

- تفریط اس طرح ہے کہ چھوٹے لوگوں اور مذہبی گھرانوں اور جعلی پیروں اور مولویوں کے ہاں لڑکے اور لڑکی کا نکاح سے پہلے ایک دوسرے کو دیکھنا اور بات کرنا قابل سزا جرم سمجھا جاتا ہے اس لئے دونوں کا جبراً نکاح کر دیا جاتا ہے۔ ان دیکھے اور بغیر پسند کے رشتے عموماً ناکام ہوتے ہیں۔ ساری زندگی کا روگ ہوتا ہے۔ لہٰذا سرپرستوں کا اولاد کے جبری نکاح کرنا مناسب نہیں ہے (خود حضور علیہ السلام نے ایک انصاریہ کے ساتھ ایک صحابی کے نکاح کے ارادہ کر لینے پر اس صحابی کو فرمایا نکاح سے پہلے دیکھ کر رشتہ کرنا کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کوئی چیز ہوتی ہے۔) (مشکوٰۃ)

جب صاحب شرع نے نکاح سے پہلے دونوں فریقوں سے ایک دوسرے کو دیکھنے کی اجازت دی تو مذہبی گھرانوں کا اس کو بے غیرتی کہنا جہالت ہے۔ ایسے گھرانوں میں بعض دفعہ لڑکیوں کا نکاح بوڑھوں سے بھی کر دیا جاتا ہے جو نہایت ظلم ہے بعض دفعہ لالچ کی وجہ سے یا قتل کے معاوضہ میں یا اس جاہلانہ خیال سے کہ لڑکی اپنی قوم سے باہر نہ جائے نوجوان لڑکیوں کا ستر اسی سالہ بوڑھوں سے نکاح کر دیا جاتا ہے یہ نہایت قبیح عمل ہے۔ ایسے رشتے کامیاب نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

اعتذار: حجاب اور ستر کے درج ذیل مسائل فقہ حنفی کے مطابق ہیں اور بحر الرائق

اجازت بھی دی جاتی ہے حالانکہ نکاح سے پہلے اسی قسم کی تفریح اور سفر ممنوع ہے شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی نیز دنیاوی لحاظ سے بھی اس میں نقصان ہوتا ہے۔ بسا اوقات نکاح سے پہلے حالات خراب ہونے کی وجہ سے ہونے والا رشتہ نہیں ہو پاتا تو لڑکی کو بدنام ہونے کی وجہ سے آئندہ معقول رشتہ نہیں ملتا۔

● تفریط اس طرح ہے کہ چھوٹے لوگوں اور مذہبی گھرانوں اور جعلی پیروں اور مولویوں کے ہاں لڑکے اور لڑکی کا نکاح سے پہلے ایک دوسرے کو دیکھنا اور بات کرنا قابل سزا جرم سمجھا جاتا ہے اس لئے دونوں کا جبراً نکاح کر دیا جاتا ہے۔ ان دیکھے اور بغیر پسند کے رشتے عموماً ناکام ہوتے ہیں۔ ساری زندگی کا روگ ہوتا ہے۔ لہٰذا سرپرستوں کا اولاد کے جبری نکاح کرنا مناسب نہیں ہے (خود حضور علیہ السلام نے ایک انصاریہ کے ساتھ ایک صحابی کے نکاح کے ارادہ کر لینے پر اس صحابی کو فرمایا نکاح سے پہلے دیکھ کر رشتہ کرنا کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کوئی چیز ہوتی ہے۔) (مشکوٰۃ)

جب صاحب شرع نے نکاح سے پہلے دونوں فریقوں سے ایک دوسرے کو دیکھنے کی اجازت دی تو مذہبی گھرانوں کا اس کو بے غیرتی کہنا جہالت ہے۔ ایسے گھرانوں میں بعض دفعہ لڑکیوں کا نکاح بوڑھوں سے بھی کر دیا جاتا ہے جو نہایت ظلم ہے بعض دفعہ لالچ کی وجہ سے یا قتل کے معاوضہ میں یا اس جاہلانہ خیال سے کہ لڑکی اپنی قوم سے باہر نہ جائے نوجوان لڑکیوں کا ستر اسی سالہ بوڑھوں سے نکاح کر دیا جاتا ہے یہ نہایت قبیح عمل ہے۔ ایسے رشتے کامیاب نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

اعتذار: حجاب اور ستر کے درج ذیل مسائل فقہ حنفی کے مطابق ہیں اور بحر الرائق

اور فتح القدیر اور ہدایہ اور ہدایہ کی شروح اور درمختار اور ردالمحتار کے باب الکراہتہ یا الحظر والاباحتہ سے لئے گئے ہیں۔

مرد اور عورت کیلئے ایک دوسرے کو دیکھنے کے مسائل:

● نماز کی حالت میں مسلمان عورت خواہ اجنبیہ ہو یا محرم خلوت میں نماز پڑھے یا مجلس میں ہر حال عورت کا صرف چہرہ اور ہاتھ لیکن گٹوں اور کلائیوں کے بغیر اور قدم لیکن ٹخنوں کے علاوہ نیچے تک کو کھلا رکھا جا سکتا ہے ان اعضاء کے علاوہ سارے جسم اور اعضاء کا مستور ہونا فرض ہے۔ اگر ہاتھوں کے گٹے اور قدموں کے ٹخنے اور سر کے بال اور کان یا گردن یا بازو یا کلائی یا پنڈلی یا ران کی چوتھائی حصہ یا اس سے زیادہ نماز کی حالت میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار کے وقت تک کھلی رہیں کوئی مرد دیکھ رہا ہو یا نہ دیکھ رہا ہو، مختار مذہب پر نماز باطل ہوگی۔ یہ اس وقت ہے مستورہ اعضاء سے کسی ایک کی چوتھائی یا اس سے زائد بلا ارادہ کھلی رہے اور اگر ارادۃً سے کسی مستور عضو کی چوتھائی نماز کی حالت میں خود عورت نے ننگی کی تو اسی وقت نماز باطل ہو جائے گی۔

● احناف کے نزدیک مرد کی ناف ستر نہیں ہے لیکن گھٹنا ستر ہے اور گھٹنے سمیت ران ایک عضو ہے اور عورت کے لئے ٹخنہ ستر ہے مگر ٹخنہ پنڈلی سمیت ایک عضو ہے لہٰذا مرد کا گھٹنا سمیت ران کا چوتھا حصہ اور عورت کا ٹخنہ سمیت پنڈلی کا چوتھا حصہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار تک نماز میں کھلا رہا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور یہی حکم ہاتھ کے گٹے کا کلائی کے ساتھ ہے۔

فائدہ: مرد کے آٹھ عضو ستر میں (۱) مکمل ذکر (۲) خصیتیں (۳) دبر یعنی پاخانہ

خارج ہونے کا صرف حلقہ (۴، ۵) ہر ایک کولہا (۶، ۷) ہر ایک ران (۸) کمر ناف کے علاوہ کولہوں کے اوپر بدن کا آگے پیچھے کا سارا حصہ۔

اورعورت کے چھبیس اعضاء ستر ہیں۔ اُن اعضاء میں سے کسی عضو کے چوتھائی حصہ یا زائد تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار تک مکشوف رہنے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔عورت کے دونوں پیروں کے تلوے اور دونوں ہاتھوں کی پشت کے عورت ہونے میں اختلاف ہے اگر ان کو بھی شمار کیا جائے تو کل اعضاء مستور کی تعداد تیس ہو جائے گی۔

سر، بال، ہر ایک کان، گردن یا ہر ایک شانہ (کندھا)، ہر ایک بازو، ہر ایک کلائی، کہنوں کے جوڑ سے گٹوں کے نیچے تک، سینہ، دونوں پستان جبکہ لٹکے ہوئے ہوں ہر ایک الگ الگ عضو ہے، پیٹ، پیٹھ، ہر ایک کولہا، فرج، دبر، ہر ایک ران، کمر، ہر ایک پنڈلی،کل چھبیس اعضاء ہوئے۔معلوم ہوا اگر کان کا چوتھائی حصہ تین مرتبہ سبحان اللہ کی مقدار کھلا رہا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ششم)

- چونکہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار تقریباً تین سیکنڈ ہے اور تین سیکنڈ بہت کم وقت ہے اور اس قول میں نہایت تنگی ہے۔اس لئے اگر فقہاء کے دوسرے قول پر فتویٰ دیا جائے کہ پورے رکن کی ادائیگی تک چوتھائی عضو مکشوف رہے تو نماز فاسد ہوگی اور رکن کے ادا کرنے تک چوتھائی مکشوف نہیں رہا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔تو خواتین کے لئے آسانی ہوگی۔ (از رفیق حسنی)

اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں : اگر ایک عضو کی چہارم کھل گئی اگر چہ اس کے بلا قصد ہی کھلی ہو اور اس نے ایسی حالت میں رکوع یا سجود یا کوئی رکن کامل ادا کیا تو

خارج ہونے کا صرف حلقہ (۴، ۵) ہر ایک کولہا (۶، ۷) ہر ایک ران (۸) کمر ناف کے علاوہ کولہوں کے اوپر بدن کا آگے پیچھے کا سارا حصہ۔

اور عورت کے چھبیس اعضاء ستر ہیں۔ اُن اعضاء میں سے کسی عضو کے چوتھائی حصہ یا زائد تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار تک مکشوف رہنے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ عورت کے دونوں پیروں کے تلوے اور دونوں ہاتھوں کی پشت کے عورت ہونے میں اختلاف ہے اگر ان کو بھی شمار کیا جائے تو کل اعضاء مستور کی تعداد تیس ہو جائے گی۔

سر، بال، ہر ایک کان، گردن یا ہر ایک شانہ (کندھا)، ہر ایک بازو، ہر ایک کلائی، کہنوں کے جوڑ سے گٹوں کے نیچے تک، سینہ، دونوں پستان جبکہ لٹکے ہوئے ہوں ہر ایک الگ الگ عضو ہے، پیٹ، پیٹھ، ہر ایک کولہا، فرج، دبر، ہر ایک ران، کمر، ہر ایک پنڈلی، کل چھبیس اعضاء ہوئے۔ معلوم ہوا اگر کان کا چوتھائی حصہ تین مرتبہ سبحان اللہ کی مقدار کھلا رہا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ششم)

● چونکہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار تقریباً تین سیکنڈ ہے اور تین سیکنڈ بہت کم وقت ہے اور اس قول میں نہایت تنگی ہے۔ اس لئے اگر فقہاء کے دوسرے قول پر فتویٰ دیا جائے کہ پورے رکن کی ادائیگی تک چوتھائی عضو مکشوف رہے تو نماز فاسد ہوگی اور رکن کے ادا کرنے تک چوتھائی مکشوف نہیں رہا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ تو خواتین کے لئے آسانی ہوگی۔ (از رفیق حسنی)

اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں: اگر ایک عضو کی چہارم کھل گئی اگر چہ اس کے بلاقصد ہی کھلی ہو اور اس نے ایسی حالت میں رکوع یا سجود یا کوئی رکن کامل ادا کیا تو

نماز بالاتفاق جاتی رہی۔ معلوم ہوا نماز پڑھنے کے لئے خواتین نہایت احتیاط کریں تو تب ہی نماز ادا ہوگی۔ حالانکہ اکثر خواتین ان مسائل سے غافل ہیں۔

● نماز کی حالت میں خواتین اور مردوں کے ستر کی تفصیل تو یہی ہے جو ہم نے ذکر کر دی ہے۔

مگر مردوں کا عورتوں کو دیکھنے کے سلسلہ میں ستر کی تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ نظر کے لحاظ سے عورتوں کے آٹھ اقسام ہیں: اول کافرۃ حربیۃ، دوم کافرۃ مرتدۃ، سوم کافرۃ ذمیۃ، چہارم مسلمۃ فاجرۃ، پنجم مسلمۃ اجنبیہ، ششم اپنی محرم عورتیں ہفتم زوجۃ اور مملوکۃ لونڈی، ہشتم غیر کی مملوکۃ لونڈی۔

۱۔ کافرہ حربیۃ وہ عورت ہے جو دارالحرب میں مقیم ہے اور کافرہ ہے جیسے آج کل وہ یورپی ممالک جہاں کبھی بھی اسلامی حکومت نہیں رہی دارالحرب ہیں، ان میں ہمیشہ رہنے والی کافرہ عورتیں کافرہ حربیہ ہیں ان کے سارے جسم کی حرمت نظر کے اعتبار سے ساقط ہے ان کے ننگے جسموں کو دیکھنے میں گناہ نہیں ہے۔

● فتاویٰ رضویہ میں ہے جہاں سلطنت اسلامی کبھی نہ تھی نہ اب ہے وہ اسلامی شہر نہیں ہو سکتے نہ وہاں جمعہ وعیدین جائز ہوں۔ اگر چہ وہاں کے کافر سلاطین شعائر اسلامیہ کو نہ روکتے ہوں اگر چہ وہاں مساجد بکثرت ہوں اذان و اقامت جماعت علی الاعلان ہوتی ہو، اگر چہ عوام اپنے جہل کے باعث عیدین و جمعہ بلا مزاحمت ادا کرتے ہوں جیسے کہ روس وفرانس و جرمن و پرتگال وغیرہا اکثر بلکہ شاید کل سلطنت یورپ کا یہی حال ہے۔ (۳۷۹ تا ۳۸۰، جلد ہشتم رضا فاؤنڈیشن) امریکہ اور برطانیہ اور ان کے اتحادی یورپی ممالک بلا شک و شبہ

دارالحرب ہیں امریکہ کے صدر کا افغانستان اور عراق پر حملہ کر کے ۲۰۰۲۔۱۱۔۹ کے بعد یہ کہنا کہ اب ہلال اور صلیب کی جنگ ہے سے ثابت ہے کہ یہ ملک دارالحرب ہیں لہٰذا وہاں مقیم کافر عورتوں کے احکام حربی عورتوں کے ہوں گے۔

۲۔ کافرہ مرتدہ وہ عورت ہے جو مسلمان ہونے کے بعد پھر کافرہ ہو جائے اس کی حرمت نظر بھی ساقط ہے کیونکہ مرتدہ کافرہ حربیہ کی حکم میں ہوتی ہے۔ ان دونوں کی حرمت نظر ساقط ہے۔

۳۔ کافرہ ذمیۃ کے چہرہ اور ہاتھ اور قدموں کے علاوہ باقی جسم کو دیکھنا جائز نہیں مگر یہ کہ ان کے دین میں اعضاء کا کشف جائز ہو۔ ہمیں ان کے دین میں مداخلت کی اجازت نہیں ہے۔ (شامی)

۴۔ مسلمۃ فاجرۃ وہ عورت ہے جو مسلمان ہونے کے باوجود اعلانیہ گناہ کے ایسے کام کرتی ہے جن سے لوگ بھی گنہگار ہوتے ہیں جس طرح مرنے والوں کے مرثیے پڑھنے والی یا گانے غناء کے ساتھ پڑھنے والی عورتیں یا ٹی وی اور اسٹیج پر ڈراموں میں گانے اور رقص کرنے والی فنکار عورتیں ان کی حرمت نظر کا حکم لونڈی والا ہے یعنی فاجرہ عورت کا سر اور بازو اور گردن وغیرہ کے دیکھنے میں گناہ نہیں ہے۔

اجنبیہ عورت :

۵۔ اجنبیہ عورت سے مراد وہ بالغہ عورت ہے جس کے ساتھ مرد کا نکاح ہو سکے۔ اگرچہ وہ خالہ زاد یا ماموں زاد یا چچا زاد یا پھوپھی زاد بہن ہو۔

اجنبیہ عورت کے چہرہ اور دونوں ہاتھ کلائیوں سمیت گٹوں تک اور دونوں

دارالحرب ہیں امریکہ کے صدر کا افغانستان اور عراق پر حملہ کر کے ۲۰۰۲۔۱۱۔۹ کے بعد یہ کہنا کہ اب ہلال اور صلیب کی جنگ ہے سے ثابت ہے کہ یہ ملک دارالحرب ہیں لہٰذا وہاں مقیم کافر عورتوں کے احکام حربی عورتوں کے ہوں گے۔

۲۔ کافرہ مرتدہ وہ عورت ہے جو مسلمان ہونے کے بعد پھر کافرہ ہو جائے اس کی حرمت نظر بھی ساقط ہے کیونکہ مرتدہ کافرہ حربیہ کی حکم میں ہوتی ہے۔ ان دونوں کی حرمت نظر ساقط ہے۔

۳۔ کافرہ ذمیۃ کے چہرہ اور ہاتھ اور قدموں کے علاوہ باقی جسم کو دیکھنا جائز نہیں مگر یہ کہ ان کے دین میں اعضاء کا کشف جائز ہو۔ ہمیں ان کے دین میں مداخلت کی اجازت نہیں ہے۔ (شامی)

۴۔ مسلمۃ فاجرۃ وہ عورت ہے جو مسلمان ہونے کے باوجود اعلانیہ گناہ کے ایسے کام کرتی ہے جن سے لوگ بھی گنہگار ہوتے ہیں جس طرح مرنے والوں کے مرثیے پڑھنے والی یا گانے غناء کے ساتھ پڑھنے والی عورتیں یا ٹی وی اور اسٹیج پر ڈراموں میں گانے اور رقص کرنے والی فنکار عورتیں ان کی حرمت نظر کا حکم لونڈی والا ہے یعنی فاجرہ عورت کا سر اور بازو اور گردن وغیرہ کے دیکھنے میں گناہ نہیں ہے۔

اجنبیہ عورت:

۵۔ اجنبیہ عورت سے مراد وہ بالغہ عورت ہے جس کے ساتھ مرد کا نکاح ہو سکے۔ اگرچہ وہ خالہ زاد یا ماموں زاد یا چچا زاد یا پھوپھی زاد بہن ہو۔

اجنبیہ عورت کے چہرہ اور دونوں ہاتھ کلائیوں سمیت گٹوں تک اور دونوں

قدم ٹخنوں تک کو دیکھنے میں حرج نہیں ہے ان کے علاوہ بدن کے کسی حصہ کو دیکھنا جائز نہیں ہے۔ اور اگر نوجوان عورت ہو اس کے چہرہ دیکھنے میں فتنہ اور شہوت کا قوی اندیشہ ہو یا غلط نگاہ سے دیکھا جائے تو یہ بھی جائز نہیں ہے، جن کا ہم تفصیل سے ذکر کریں گے۔

آج کل ابتلاء کا دور ہے خواتین اجنبی مردوں خصوصاً رشتہ دار مردوں کے سامنے بلاحجاب ننگے سر اور ہاف ننگے بازوؤں یا فل ننگے بازوؤں اور ننگی گردن اور ننگی پشت اور عریاں سینہ کے ساتھ موجود رہتی ہیں اور شرم محسوس نہیں کرتیں۔ عوام تو عوام لیکن اخیار اور اہل فتویٰ اور تقویٰ حضرات کی مجالس میں بھی نیم عریاں لباس میں خواتین خطابات سنتی اور دعائیں کراتیں ہیں۔ اور انہیں حیاء نہیں آتی اہل تقویٰ اس ابتلاء میں سوائے استغفار کے کچھ نہیں کر سکتے اور اہل فتویٰ ایسی فاسقہ خواتین کی حرمت نظر کے ساقط ہونے کے قائل ہیں جیسا کہ حضرت عمر نے پیشہ ور نوحہ کرنے والی عورت کو تعزیر لگائی اس کا دوپٹہ سر سے گر گیا۔ لوگوں نے عرض کیا **ھذہ حرہ یاامیر المؤمنین** اے امیر المؤمنین یہ عورت حرۃ ہے اس کے ننگے سر کو دیکھنا بھی ناجائز ہے تو آپ نے جواب دیا۔ **لا حرمۃ لھا** اس فاسقہ کے لئے نظر کی حرمت نہیں ہے۔ (شامی)

● اجنبیہ کا چہرہ عورت نہیں ہے اور بغیر شہوت دیکھنے میں گناہ نہیں ہے مگر شہوت کی نگاہ اور غلط نیت سے دیکھنا حرام ہے۔ ہدایہ میں ہے:

لا یجوز ان ینظر الرجل الی الاجنبیۃ الا وجھھا و کفیھا۔

مرد کا اجنبیہ کی طرف نظر کرنا جائز نہیں ہے مگر اس کے چہرہ اور ہاتھوں کی طرف (پھر فرمایا):

فان کان لا یامن الشھوۃ لا ینظر الی وجھھا الا لحاجۃ الخ

پس اگر شہوت سے بے خوف نہیں ہے تو اجنبیہ کے چہرہ کی طرف بھی نظر نہ کرے مگر حاجت کے لئے۔

یہاں دو چیزیں ہیں ایک بغیر شہوت کے دیکھنا اور دوم شہوت کے ساتھ دیکھنا ہم نے جو تفصیل ذکر کی ہے وہ بغیر شہوت کیے دیکھنے میں ہے اور شہوت کے ساتھ اپنی بیوی اور اپنی مملوکہ لونڈی کے علاوہ کسی عورت کے چہرہ تو چہرہ اس کی انگلی دیکھنا بھی حرام ہے بلکہ خوبصورت لڑکے کو بھی شہوت کی نگاہ سے دیکھنا حرام ہے۔ عورت کے حجاب اور نقاب اور لباس کو بھی شہوت کے ساتھ دیکھنا حرام ہے مگر حاجت کے وقت یا ضرورت کے وقت شہوت کے باوجود اجنبیہ کے چہرہ کو اور ہاتھوں کو دیکھنا جائز ہے بلکہ ضرورت کے وقت اجنبیہ کے بدن کے مخصوص حصوں کو چھونا بھی جائز ہے۔

جس طرح آپریشن یا گری ہوئی یا بیمار عورت کے اٹھانے میں اجنبیہ کو مس کرنا جائز ہے۔

- نکاح کرنے والا اپنی مخطوبۃ کے چہرہ کو دیکھ سکتا ہے۔ اگرچہ اس کو شہوت کا اندیشہ بھی ہو کیونکہ نکاح کرنا سنت کو قائم کرنا ہے اور اقامت سنت کی نیت سے بالتبع شہوت کی نظر معاف ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مغیرہ ابن شعبہ کو فرمایا اپنی مخطوبہ کو دیکھ لو کیونکہ نکاح سے پہلے مخطوبہ کو دیکھ لینا تمہارے درمیان اصلاح دائمی کے لئے زیادہ مناسب ہے۔ دوم گواہ کا عدالت میں شہادت اور گواہی دیتے وقت شہوت کے اندیشہ کے باوجود اجنبیہ غیر محرم عورت کو دیکھنا جائز ہے کیونکہ حقوق ثابت کرنے کے لئے گواہی فرض ہے اسی طرح جج اور قاضی فیصلہ

فان کان لا یامن الشھوۃ لا ینظر الی وجھھا الا لحاجۃ الخ

پس اگر شہوت سے بے خوف نہیں ہے تو اجنبیہ کے چہرہ کی طرف بھی نظر نہ کرے مگر حاجت کے لئے۔

یہاں دو چیزیں ہیں ایک بغیر شہوت کے دیکھنا اور دوم شہوت کے ساتھ دیکھنا ہم نے جو تفصیل ذکر کی ہے وہ بغیر شہوت کیے دیکھنے میں ہے اور شہوت کے ساتھ اپنی بیوی اور اپنی مملوکہ لونڈی کے علاوہ کسی عورت کے چہرہ تو چہرہ اس کی انگلی دیکھنا بھی حرام ہے بلکہ خوبصورت لڑکے کو بھی شہوت کی نگاہ سے دیکھنا حرام ہے۔ عورت کے حجاب اور نقاب اور لباس کو بھی شہوت کے ساتھ دیکھنا حرام ہے مگر حاجت کے وقت یا ضرورت کے وقت شہوت کے باوجود اجنبیہ کے چہرہ کو اور ہاتھوں کو دیکھنا جائز ہے بلکہ ضرورت کے وقت اجنبیہ کے بدن کے مخصوص حصوں کو چھونا بھی جائز ہے۔

جس طرح آپریشن یا گری ہوئی یا بیمار عورت کے اٹھانے میں اجنبیہ کو مس کرنا جائز ہے۔

● نکاح کرنے والا اپنی مخطوبۃ کے چہرہ کو دیکھ سکتا ہے۔ اگرچہ اس کو شہوت کا اندیشہ بھی ہو کیونکہ نکاح کرنا سنت کو قائم کرنا ہے اور اقامت سنت کی نیت سے بالتبع شہوت کی نظر معاف ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مغیرہ ابن شعبہ کو فرمایا اپنی مخطوبہ کو دیکھ لو کیونکہ نکاح سے پہلے مخطوبہ کو دیکھ لینا تمہارے درمیان اصلاح دائمی کے لئے زیادہ مناسب ہے۔ دوم گواہ کا عدالت میں شہادت اور گواہی دیتے وقت شہوت کے اندیشہ کے باوجود اجنبیہ غیر محرم عورت کو دیکھنا جائز ہے کیونکہ حقوق ثابت کرنے کے لئے گواہی فرض ہے اسی طرح جج اور قاضی فیصلہ

سناتے وقت عورت کا چہرہ شہوت کے باوجود بھی دیکھ سکتا ہے کیونکہ یہاں مقصود شہادت دینا اور فیصلہ کرنا ہوتا ہے اور شہوت غیر اختیاری اور بالتبع ہوتی ہے اس لئے اس میں گناہ نہیں ہے۔

● اسی طرح ڈاکٹر غیر محرم کے جسم کے وہ حصے جن کا اس نے علاج کرنا ہے ان کو دیکھ سکتا ہے اور نباض طبیب نبض پر ہاتھ بھی رکھ سکتا ہے اور فزیشن ڈاکٹر اجنبیہ خواتین کا ایکسرے اور الٹرا ساؤنڈ اور دیگر تفتیشی ضروری امور میں بقدر ضرورت غیر محرم عورت کے جسم کو دیکھ بھی سکتا ہے اور ہاتھ بھی لگا سکتا ہے۔ اگرچہ شہوت کا خوف ہو، اسی طرح سرجن آپریشن کرتے وقت اجنبیہ عورت کے جسم کے متاثرہ حصوں کو بقدر ضرورت دیکھ اور چھو سکتا ہے اسی طرح ختنہ کرنے والا ختنہ کی جگہ کو چھو بھی سکتا ہے اور دیکھ بھی سکتا ہے۔ (کتب فقہ) اگرچہ ختنہ سنت ہے اور علاج بھی سنت ہے اور کشف عورت حرام ہے اور عورت کی طرف نظر بھی حرام ہے لیکن علماء نے سنت کے لئے حرام کا ارتکاب جائز رکھا ہے شاید اعضاء مستورہ کا کشف اور نظر اس وقت واجب ہو جاتے ہیں جب علاج سے فائدہ یقینی ہو تو سنت کو واجب کا درجہ مل جاتا ہے۔ اور واجب ہونے پر حرام ظنی کی حرمت باقی نہیں رہتی۔ واللہ اعلم۔ لیکن یہ اس وقت ہے جب مریض عورت کے لئے ڈاکٹر عورت نہ مل سکے یا مرد مریض کے لئے مرد ڈاکٹر نہ مل سکے اگر عورت کے علاج کے لئے عورت اور مرد مریض کے لئے مرد ڈاکٹر مل سکتا ہے تو ہم جنس سے علاج کرانا مناسب ہے۔ (ہدایہ) فرمایا:

لا باس بالحقنۃ یرید بہ التداوی لان التداوی مباح بالاجماع وقد ورد باباحتہ الحدیث ولا فرق بین الرجال

والنساء۔ (مسائل متفرقہ)

حقنہ کرانے میں کوئی حرج نہیں جب اس سے ارادہ دوا کرنا ہو کیونکہ دوا کرنے کے مباح ہونے پر اجماع ہے اور اس کی اباحت میں حدیث وارد ہے اور اس میں مردوں اور عورتوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

معلوم ہوا علاج کے وقت ڈاکٹر عورت غلیظ کو دیکھ سکتے ہیں اور چھو بھی سکتے ہیں۔

- بغیر شہوت غیر محرم عورت کے چہرہ کے دیکھنے کے جواز پر ہمارے علماء کے چند دلائل (۱) قرآنِ مجید میں ہے:

ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا قال علی وابن عباس ماظھر منھا الکحل والخاتم والمراد موضعھما (ہدایہ باب الکراہیۃ)

خواتین اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر زینت سے وہ جو ظاہر ہے حضرت علی نے اور ابن عباس نے فرمایا **ما ظھر منھا** سے مراد سرمہ اور انگوٹھی ہے اور مراد سرمہ اور انگوٹھی کی جگہ یعنی چہرہ اور ہاتھ ہیں۔

- اس کا عقلی استدلال یہ ہے کہ غیر محرم عورتوں کے ساتھ مال کے لین دین میں چہرہ اور ہاتھ مکشوف ہونے کی حاجت ہوتی ہے۔ (ہدایۃ)

سیدنا امام اعظمؒ سے قدموں اور امام ابو یوسف سے ہاتھوں کی کلائیوں کی طرف غیر محرم مردوں کے دیکھنے کے جواز کی روایت بھی موجود ہے۔ امام ابو یوسف کا استدلال یہ ہے کہ عورتوں کی عادت ہے ان کی کلائیاں ننگی ہوتی ہیں۔ اگر عدم جواز کا قول کیا جائے تو امت کے لئے مشقت ہے۔

- اگر خواتین کی عادت نظر کی اباحت کیلئے علت ہو تو آج کل عادت ہے

والنساء۔(مسائل متفرقہ)

حقنہ کرانے میں کوئی حرج نہیں جب اس سے ارادہ دوا کرنا ہو کیونکہ دوا کرنے کے مباح ہونے پر اجماع ہے اور اس کی اباحت میں حدیث وارد ہے اور اس میں مردوں اور عورتوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

معلوم ہوا علاج کے وقت ڈاکٹر عورت غلیظ کو دیکھ سکتے ہیں اور چھو بھی سکتے ہیں۔

● بغیر شہوت غیر محرم عورت کے چہرہ کے دیکھنے کے جواز پر ہمارے علماء کے چند دلائل (ا) قرآنِ مجید میں ہے:

ولا یبدین زینتهن الا ما ظهر منها قال علی وابن عباس ماظهر منها الکحل والخاتم والمراد موضعهما (ہدایہ باب الکراہیۃ)

خواتین اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر زینت سے وہ جو ظاہر ہے حضرت علی نے اور ابن عباس نے فرمایا **ما ظهر منها** سے مراد سرمہ اور انگوٹھی ہے اور مراد سرمہ اور انگوٹھی کی جگہ یعنی چہرہ اور ہاتھ ہیں۔

● اس کا عقلی استدلال یہ ہے کہ غیر محرم عورتوں کے ساتھ مال کے لین دین میں چہرہ اور ہاتھ مکشوف ہونے کی حاجت ہوتی ہے۔(ہدایۃ)

سیدنا امام اعظمؒ سے قدموں اور امام ابو یوسف سے ہاتھوں کی کلائیوں کی طرف غیر محرم مردوں کے دیکھنے کے جواز کی روایت بھی موجود ہے۔ امام ابو یوسف کا استدلال یہ ہے کہ عورتوں کی عادت ہے ان کی کلائیاں ننگی ہوتی ہیں۔ اگر عدم جواز کا قول کیا جائے تو امت کے لئے مشقت ہے۔

● اگر خواتین کی عادت نظر کی اباحت کیلئے علت ہو تو آج کل عادت ہے

کہ سر اور گردن اور کان وغیرہ عموماً مکشوف ہوتے ہیں لہٰذا یہ بھی جائز ہونا چاہئے۔

● سیدنا امام ابو یوسف چونکہ قاضی رہے لوگوں کے ملنے جلنے سے ان کو لوگوں کی تکالیف اور حاجات کا زیادہ علم تھا اس لئے ان کے فتاویٰ میں امت مسلمہ کے لئے اجتہادی مسائل میں زیادہ آسانی ہوتی ہے۔ اسی طرح عموم بلوئی بھی نظر کے جواز کی دلیل ہے۔ ہدایہ میں ہے **بخلاف النظر لان فیه بلوی** (نظر میں لوگ مبتلا ہیں) اس لئے غیر محرم کی طرف نظر تو جائز ہے لیکن اس کے چہرہ اور ہاتھوں کو مس کرنا جائز نہیں کیونکہ مس میں بلوئی نہیں۔(ہدایہ)

● روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نکاح کرنے کے لئے اپنی خواہش کا اظہار کیا آپ نے اس عورت کے چہرہ کو دیکھا اور رغبت نہیں فرمائی۔(فتح)

● حضرت اسماء بنت ابی بکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور آپ کے جسم پر باریک کپڑے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے اعراض فرمایا اور فرمایا اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کا بدن نظر نہیں آنا چاہئے مگر یہ اور یہ آپ نے چہرہ اور ہاتھوں کی طرف اشارہ فرمایا۔(فتح)

● روایت ہے کہ سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بلال کو یا انس کو اپنا بیٹا حسن یا حسین پکڑوایا تو اس صحابی نے کہا میں نے خاتون جنت کے ہاتھ دیکھے جیسے چاند کا ٹکڑا تھا۔(فتح)

● روایت ہے کہ حضرت عمر نے خطبہ میں ارشاد فرمایا عورتوں کے مہر زیادہ نہ بڑھاؤ اگر مہر کا زیادہ ہونا دنیا میں عزت کی بات اور آخرت میں تقویٰ کی بات ہوتی تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے زیادہ حقدار تھے پس اللہ تعالیٰ کی قسم

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کا مہر چار سو اوقیہ اور آدھا سے زیادہ نہیں تھا۔ پس سفید چہرہ والی ایک خاتون اُٹھی اور اس نے کہا اے عمر! اپنی رائے سے کہہ رہے ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو نے سنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے قرآن میں ہم اس کے خلاف موجود پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تم عورتوں کو گائے کی کھال کی گنجائش کے برابر سونا مہر میں دے چکے ہو تو (طلاق) کے بعد واپس نہ لو پس عمر رو پڑے اور فرمایا سارے لوگ عمر سے زیادہ علم والے ہیں حتیٰ کہ گھروں کی عورتیں۔ (شرح ہدایہ) (نوٹ): شاید چار سو اوقیہ لکھنا کاتب کی غلطی ہے کیونکہ دوسری روایات میں بارہ اوقیہ کا ذکر آتا ہے۔

● مذکورہ روایات سے احناف اپنے دعویٰ پر استدلال کرتے ہیں کہ غیر محرم عورت کا چہرہ اور ہاتھ کے دیکھنے میں گناہ نہیں ہے بشرطیکہ شہوت کے ساتھ نہ ہو۔ کیونکہ شہوت کے ساتھ دیکھنے کے سلسلہ میں حدیث شریف ہے کہ جس شخص نے غیر محرم عورت کے محاسن شہوت سے دیکھے اس کی آنکھوں میں تانبا پگھلا کے ڈالا جائے گا۔ (ہدایہ)

● اگر غیر محرم عورت جوان ہو اس کو چھونا حرام ہے حدیث شریف ہے جس شخص نے کسی عورت کی ہتھیلی کو مس کیا جبکہ اس کے لئے جواز نہیں تھا، قیامت کے دن اس کی ہتھیلی پر آگ کا انگارہ رکھا جائے گا لیکن نوجوان عورت نہ ہو یا مرد بوڑھا ہو تو ہاتھوں کو چھونے میں حرج نہیں کیونکہ عورت یا مرد جب شیخ فانی ہو جائیں تو شہوت کا خوف نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر جب اس قوم میں جاتے جن سے آپ نے دودھ پیا تھا آپ بوڑھی عورتوں سے مصافحہ فرماتے اور حضرت عبداللہ ابن زبیر نے ایک بوڑھی عورت کرایہ پر لی تا کہ ان کی تیمارداری کرے وہ

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کا مہر چار سو اوقیہ اور آدھا سے زیادہ نہیں تھا۔ پس سفید چہرہ والی ایک خاتون اُٹھی اور اس نے کہا اے عمر! اپنی رائے سے کہہ رہے ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو نے سنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے قرآن میں ہم اس کے خلاف موجود پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تم عورتوں کو گائے کی کھال کی گنجائش کے برابر سونا مہر میں دے چکے ہو تو (طلاق) کے بعد واپس نہ لو پس عمر رو پڑے اور فرمایا سارے لوگ عمر سے زیادہ علم والے ہیں حتیٰ کہ گھروں کی عورتیں۔ (شرح ہدایہ) (نوٹ): شاید چار سو اوقیہ لکھنا کاتب کی غلطی ہے کیونکہ دوسری روایات میں بارہ اوقیہ کا ذکر آتا ہے۔

● مذکورہ روایات سے احناف اپنے دعویٰ پر استدلال کرتے ہیں کہ غیر محرم عورت کا چہرہ اور ہاتھ کے دیکھنے میں گناہ نہیں ہے بشرطیکہ شہوت کے ساتھ نہ ہو۔ کیونکہ شہوت کے ساتھ دیکھنے کے سلسلہ میں حدیث شریف ہے کہ جس شخص نے غیر محرم عورت کے محاسن شہوت سے دیکھے اس کی آنکھوں میں تانبا پگھلا کے ڈالا جائے گا۔ (ہدایہ)

● اگر غیر محرم عورت جوان ہو اس کو چھونا حرام ہے حدیث شریف ہے جس شخص نے کسی عورت کی ہتھیلی کو مس کیا جبکہ اس کے لئے جواز نہیں تھا، قیامت کے دن اس کی ہتھیلی پر آگ کا انگارہ رکھا جائے گا لیکن نوجوان عورت نہ ہو یا مرد بوڑھا ہو تو ہاتھوں کو چھونے میں حرج نہیں کیونکہ عورت یا مرد جب شیخ فانی ہو جائیں تو شہوت کا خوف نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر جب اس قوم میں جاتے جن سے آپ نے دودھ پیا تھا آپ بوڑھی عورتوں سے مصافحہ فرماتے اور حضرت عبداللہ ابن زبیر نے ایک بوڑھی عورت کرایہ پر لی تاکہ ان کی تیمارداری کرے وہ

عورت آپ کے پیر دباتی تھی اور سر سے جوئیں نکالتی تھی۔ (ہدایہ باب الکراہیۃ) ذکر شدہ تفصیل میں افراط اور تفریط میں مبتلا لوگوں کے لئے اعتدال کا درس ہے۔

● چنانچہ نہایت خشک صوفی بوڑھی خواتین کو دیکھنے اور بات کرنے سے بھی منع کرتے ہیں اور روشن خیال طبقہ لڑکیوں کو دیکھنے اور لڑکیوں کے ساتھ مصافحہ کرنے کو بھی جائز سمجھتا ہے اور غیر محرم عورتوں سے بلا تکلف ہاتھ ملانے بلکہ ان کے سروں یا پیشانی یا رخساروں کا بوسہ لینے کو اعتدال پسندی اور روشن خیالی تصور کرتا ہے آج کل پرویزی اسلام پھیلایا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت فرمائے۔

● اجنبی مردوں سے غیر محرم عورت کو چہرہ چھپانا اور نقاب پہننا یا چادر سے چہرہ چھپانا فی نفسہٖ مستحب ہے واجب یا فرض نہیں ہے۔ ورنہ احرام کی حالت میں بھی چہرہ کھلا رکھنا جائز نہ ہوتا لیکن خارجی عوامل اور عوارض کی وجہ سے بعض اوقات چہرہ چھپانا واجب ہو جاتا ہے۔ مثلاً لڑکی کو ظن غالب ہو کہ اگر میں نے چہرہ نہ چھپایا تو نوجوان مردوں کی شہوت کا زہر آلود نگاہوں کا نشانہ بنوں گی تو ایسی صورت میں چہرہ چھپانا واجب ہے اور اگر ایسا گمان نہ ہو مثلاً اسکول کے ٹیچروں یا صالحین مشائخ اور اساتذہ یا ہر وقت بے تکلفی سے کسی ایک کمپنی یا دفتر میں کام کرنے والے مردوں سے فتنہ اور شہوت کا خوف نہ ہو تو چہرہ کو کھلے رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ قرآنِ مجید میں جلابیب سے چہرہ چھپانے کا حکم استحبابی ہے اور غض بصر کا امر شہوت کے خوف کے وقت ہوتا ہے۔ دراصل حرمت نظر کی علت شہوت کا خوف ہے اسی لئے بے ریش خوبصورت لڑکے کو بھی شہوت کی نگاہ سے دیکھنا اور چھونا حرام ہے۔ سیدنا امام اعظمؒ کے پاس جب امام محمدؒ پڑھنے کے لئے حاضر ہوئے آپ بے ریش خوبصورت شہزادے تھے امام اعظم نے فرمایا محمد تم درس لیتے وقت

میرے آگے نہ بیٹھا کرو، پیچھے بیٹھا کرو چنانچہ حضرت امام محمد حضرت امام اعظم کی پشت کی جانب بیٹھ کر درس لیتے رہے۔ جب امام محمد باریش ہو گئے ایک دن آپ کی ڈاڑھی کا سایہ آگے رکھی کتاب پر امام اعظم نے دیکھ لیا تو فرمایا اے محمد تمہیں ڈاڑھی آ گئی ہے اب آگے کی نشست میں بیٹھا کرو۔ سبحان اللہ آپ کا کتنا تقویٰ تھا اسی لئے تو امام اعظم ہیں۔

۶۔ محرم عورتوں سے وہ عورتیں مراد ہیں جن کے ساتھ ہمیشہ کے لئے آدمی کا نکاح نہیں ہوسکتا نسب اور سسرالیت اور رضاع کی وجہ سے ابدی محرمات عورتیں محرم ہوتی ہیں جیسے ماں اور ساس بیٹی اور بہو، بہن، پھوپھی، خالہ نسبی ہو یا رضاعی ان کے ساتھ ہمیشہ کے لئے نکاح نہیں ہوسکتا۔ مرد کا بغیر شہوت اپنی محرم عورتوں کے چہرہ اور سر اور سینہ (گردن اور پستانوں سے) اوپر کا حصہ اور پنڈلیاں اور بازو اور کلائیاں اور کان اور گردن اور قدم دیکھنے میں گناہ نہیں ہے۔ محرم عورتوں کی پشت اور پیٹ اور ران دیکھنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ قرآنِ مجید میں ہے: وَلاَ یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلاَّ لِبُعُوْلَتِهِنَّ الآیۃ (عورتیں اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں کیلئے الخ) ہدایہ میں ہے:

وینظر الرجل من ذوات محارمہٖ الی الوجہ والراس والصدور الساقین والعضدین ولا ینظر الی ظهرها وبطنها وفخذها والاصل فیہ قولہ تعالی ولا یبدین زینتهن الا لبعولتهن الایة والمراد واللہ اعلم مواضع الزینة وهی ما ذکر فی الکتاب ویدخل فی ذالک الساعد والاذن والعنق والقدم (باب الکراہیۃ)

میرے آگے نہ بیٹھا کرو، پیچھے بیٹھا کرو چنانچہ حضرت امام محمد حضرت امام اعظم کی پشت کی جانب بیٹھ کر درس لیتے رہے۔ جب امام محمد باریش ہو گئے ایک دن آپ کی ڈاڑھی کا سایہ آگے رکھی کتاب پر امام اعظم نے دیکھ لیا تو فرمایا اے محمد تمہیں ڈاڑھی آ گئی ہے اب آگے کی نشست میں بیٹھا کرو۔ سبحان اللہ آپ کا کتنا تقویٰ تھا اسی لئے تو امام اعظم ہیں۔

۶۔ محرم عورتوں سے وہ عورتیں مراد ہیں جن کے ساتھ ہمیشہ کے لئے آدمی کا نکاح نہیں ہوسکتا نسب اور سسرالیت اور رضاع کی وجہ سے ابدی محرمات عورتیں محرم ہوتی ہیں جیسے ماں اور ساس بیٹی اور بہو، بہن، پھوپھی، خالہ نسبی ہو یا رضاعی ان کے ساتھ ہمیشہ کے لئے نکاح نہیں ہوسکتا۔ مرد کا بغیر شہوت اپنی محرم عورتوں کے چہرہ اور سر اور سینہ (گردن اور پستانوں سے) اوپر کا حصہ اور پنڈلیاں اور بازو اور کلائیاں اور کان اور گردن اور قدم دیکھنے میں گناہ نہیں ہے۔ محرم عورتوں کی پشت اور پیٹ اور ران دیکھنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ قرآنِ مجید میں ہے: وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ الآیۃ (عورتیں اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں کیلئے الخ) ہدایہ میں ہے:

وینظر الرجل من ذوات محارمہٖ الی الوجہ والراس والصدور الساقین والعضدین ولا ینظر الی ظهرها وبطنها وفخذها والاصل فیہ قولہ تعالی ولا یبدین زینتهن الا لبعولتهن الایة والمراد واللہ اعلم مواضع الزینة وهی ما ذکر فی الکتاب ویدخل فی ذالک الساعد والاذن والعنق والقدم (باب الکراہیۃ)

اور مرد کے لئے اپنی محرم عورتوں کے چہرہ اور سر اور سینہ اور پنڈلیاں اور بازو دیکھنا جائز ہے اور ان کی پشت اور پیٹ اور رانوں کی طرف دیکھنا جائز نہیں ہے اور اس میں اصل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ نہ ظاہر کریں عورتیں اپنی زینت مگر اپنے شوہروں کیلئے الخ اور مراد اللہ تعالیٰ جانتا ہے زینت کے مواضع ہیں وہ مواضع وہی ہیں جو کتاب میں ذکر کئے گئے ہیں اور ان میں پنڈلی اور کان اور گردن اور قدم داخل ہے۔

- علاوہ ازیں محرم عورتیں گھر میں کام کاج کے کپڑوں میں رہتی ہیں اور محرم مردوں کا بار بار آنا جانا بغیر اذن کے ہوتا ہے اگر مذکورہ اعضاء کا دیکھنا حرام ہوتو نہایت حرج اور مشقت ہوگی اور مشقت اور حرج معاف ہے۔ (ہدایہ) پھر فرمایا:

ولا بأس بان یمس ما جاز ان ینظر الیه منها لتحقق الحاجة الیه فی المسافرة وَقِلَّةِ الشهوة لِلْمَحْرِمِیّةِ۔

محرم عورت کے جن اعضاء کو دیکھنا جائز ہے ان کے چھونے میں بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ سفر میں اس کی حاجت ہوتی ہے اور محرم ہونے کی وجہ سے شہوت کم ہوتی ہے۔

- محرم عورتوں کے جن اعضاء کو دیکھنا جائز ہے ان کو مس کرنا بھی جائز ہے کیونکہ محرم ہونے کی وجہ سے شہوت کا خوف نہیں ہوتا اور سفر اور مرض کی حالت میں چھونے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے مذکورہ اعضاء کو چھونا بھی جائز ہے۔ روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شہزادی حضرت فاطمۃ کے سر کا بوسہ لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے میں فاطمۃ سے جنت کی خوشبو سونگھتا ہوں اور جب بھی سفر سے آپ ﷺ واپس تشریف لاتے حضرت فاطمہ سے گلے ملتے اور آپ کے

سر کو بوسہ دیتے۔

- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنی ماں کے قدموں کو بوسہ دیا گویا اس نے جنت کی چوکھٹ کا بوسہ لیا۔ (شرح ہدایہ)

معلوم ہوا محرم عورتوں کے جن اعضاء کو دیکھنا جائز ہے ان اعضاء کو مس کرنا بھی جائز ہے۔ مذکورہ تفصیل کی روشنی میں بعض متزاہد صوفیوں کا اپنی محارم کو گھر میں بھی مذکورہ اعضاء کے کشف پر ملامت کرنا بلکہ سزا دینا نہایت جہالت ہے لیکن خواتین کا غیر محرم رشتہ داروں کے سامنے بلکہ غیر رشتہ داروں میں بھی مذکورہ اعضاء کو نہ ڈھانپنا نہایت قبیح ہے۔ محرم عورتوں کے ساتھ سفر کرنا اور خلوت میں بیٹھنا بھی جائز ہے مگر رضاعی بہن اور جوان بہو اور جوان ساس کے ساتھ خلوت منع ہے کیونکہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد اور عورت خلوت میں جمع ہوتے ہیں تو تیسرا شیطان ہوتا ہے بعض علماء نے اس روایت میں مطلق محرم اور غیر محرم مرد لیا ہے۔ (شرح) اور بعض نے اس حدیث سے صرف غیر محرم مراد لیا ہے کہ خلوۃ میں صرف غیر محرم کا جمع ہونا جائز نہیں ہے۔

- لیکن شہوت کے ساتھ محرم عورتوں کے مذکورہ اعضاء دیکھنا حرام ہے بلکہ غیر محرم عورتوں کی حرمت سے محرم عورتوں کی حرمت زیادہ ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آنکھیں زنا کرتی ہیں اران کا زنا نظر ہے اور ہاتھ زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا پکڑنا ہے اور قدم زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا چلنا ہے۔

- حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتیں شیطان کی رسیاں (جال) ہیں ان کے ساتھ مردوں کا شکار کرتا ہے اور فرمایا میں اپنے بعد عورتوں کے فتنہ سے بڑا فتنہ چھوڑ کے نہیں جا رہا یعنی

سر کو بوسہ دیتے۔

● رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنی ماں کے قدموں کو بوسہ دیا گویا اس نے جنت کی چوکھٹ کا بوسہ لیا۔ (شرح ہدایہ)

معلوم ہوا محرم عورتوں کے جن اعضاء کو دیکھنا جائز ہے ان اعضاء کو مس کرنا بھی جائز ہے۔ مذکورہ تفصیل کی روشنی میں بعض متزاہد صوفیوں کا اپنی محارم کو گھر میں بھی مذکورہ اعضاء کے کشف پر ملامت کرنا بلکہ سزا دینا نہایت جہالت ہے لیکن خواتین کا غیر محرم رشتہ داروں کے سامنے بلکہ غیر رشتہ داروں میں بھی مذکورہ اعضاء کو نہ ڈھانپنا نہایت قبیح ہے۔ محرم عورتوں کے ساتھ سفر کرنا اور خلوت میں بیٹھنا بھی جائز ہے مگر رضاعی بہن اور جوان بہو اور جوان ساس کے ساتھ خلوت منع ہے کیونکہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد اور عورت خلوت میں جمع ہوتے ہیں تو تیسرا شیطان ہوتا ہے بعض علماء نے اس روایت میں مطلق محرم اور غیر محرم مرد لیا ہے۔ (شرح) اور بعض نے اس حدیث سے صرف غیر محرم مراد لیا ہے کہ خلوۃ میں صرف غیر محرم کا جمع ہونا جائز نہیں ہے۔

● لیکن شہوت کے ساتھ محرم عورتوں کے مذکورہ اعضاء دیکھنا حرام ہے بلکہ غیر محرم عورتوں کی حرمت سے محرم عورتوں کی حرمت زیادہ ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آنکھیں زنا کرتی ہیں اران کا زنا نظر ہے اور ہاتھ زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا پکڑنا ہے اور قدم زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا چلنا ہے۔

● حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتیں شیطان کی رسیاں (جال) ہیں ان کے ساتھ مردوں کا شکار کرتا ہے اور فرمایا میں اپنے بعد عورتوں کے فتنہ سے بڑا فتنہ چھوڑ کے نہیں جا رہا یعنی

سب سے بڑا فتنہ اور امتحان عورت ہے۔ (شرح ہدایہ)

۷۔ اپنی منکوحہ اور مملوکہ لونڈی کے سارے بدن کو دیکھنا جائز ہے کیونکہ جب اپنی لونڈی اور بیوی کے ساتھ مباشرت جائز ہے تو دیکھنا بطریق اولیٰ جائز ہے۔

۸۔ دوسرے آدمی کی لونڈی کا حکم اپنی محرم عورتوں والا ہے۔

فائدہ: جیسا کہ ابتداء میں ہم نے ذکر کیا شہوت کے خوف اور ظن سے عورت محرم ہو یا غیر محرم حتیٰ کہ لڑکے کو دیکھنا بھی جائز نہیں ہے لیکن بغیر شہوت کے دیکھنے میں مذکورہ تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے۔ شہوت دو قسم کی ہوتی ہے ایک یہ کہ جوان آدمی کا آلہ متحرک ہو جائے اور بوڑھے آدمی اور عورت کے دل میں ہیجان کی کیفیت پیدا ہو جائے۔ ایسی شہوت سے حرمت مصاہرۃ بھی ثابت ہو جاتی ہے اور اپنی لونڈی اور بیوی کے علاوہ کسی کو اس شہوت کے ساتھ دیکھنا بھی حرام ہوتا ہے۔ دوسری قسم یہ کہ غیر محرم یا محرم عورت کو دیکھ کر دل میں معانقہ کرنے یا بوسہ لینے کی جذباتی کیفیت پیدا ہو جائے تو ایسی کیفیت کے ساتھ حرمت مصاہرہ تو ثابت نہیں ہوتی لیکن حرمت نظر ثابت ہو جائے گی۔ خیال کا آنا کہ فلاں خاتون جمیل ہے خوبصورت ہے کاش! میری بیوی ہوتی یہ شہوت نہیں ہے کیونکہ حسین صورت کی طرف دل کا میلان طبعی اور غیر اختیاری فعل ہے اور شہوت نہیں ہوتا چنانچہ علامہ شامی نقل فرماتے ہیں کہ میلان طبعی تو حیوانوں میں بھی ہوتا ہے ایک شخص کی بیوی خوبصورت تھی اس کا اونٹ اس کی بیوی کو محبت کی نگاہ سے دیکھتے دیکھتے اس کے اوپر سر رکھ لیتا تھا فرماتے ہیں ہمارا مشاہدہ ہے چھوٹے بچے اس بچے کی طرف میلان کرتے ہیں جو خوبصورت ہوتا ہے اور بدصورت سے نفرت کرتے ہیں

حالانکہ بچے شہوت سے خالی ہوتے ہیں لہٰذا حسین صورت کی طرف میلان طبعی اور خیالات بندے کے اختیار میں نہیں ہیں اور یہ شہوت بھی نہیں ایسی حالت میں دیکھنا ممنوع نہیں ہے۔ (شامی)

- مذکر بالغ مرد کا ستر ناف کے نیچے گھٹنوں تک ہے، احناف کے نزدیک ناف ستر نہیں ہے لہٰذا نماز کی حالت ہو یا نماز سے خارج مرد کو ستر ظاہر کرنا حرام ہے۔ لیکن ناف ننگی ہو تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ اگر نماز کی حالت میں ایک رکن کی مقدار یعنی تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار مستور عضو کا چوتھا حصہ یا چوتھائی سے زیادہ کھلا رہا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور ناف سے گھٹنے تک مرد اور عورت محرم اور غیر محرم سب کے لئے دیکھنا حرام ہے اور دکھانے اور دیکھنے والوں پر لعنت ہے اور اس حصہ کے ماسواء بدن کے دیکھنے میں حرج نہیں ہے۔ آج کل دنیا بھر میں ہاکی اور کرکٹ اور دیگر کھیلوں میں مردوں کی رانیں ننگی ہوتی ہیں لہٰذا مسلمان مرد ہوں یا عورتیں ان کے لئے دیکھنا حرام ہے۔ آج کل کھلاڑی عورتوں کی رانیں بلکہ جسم کے دوسرے حصے بھی ننگے ہوتے ہیں اگر کھلاڑی عورتیں کافر ہیں تو ہماری بحث کافرہ کے متعلق ہو چکی ہے اور اگر مسلمان عورتیں ہیں تو وہ مرتدات ہیں اور مرتدات کا حکم بھی ہم بیان کر چکے ہیں۔ ہدایہ میں ہے:

ینظر الرجل من الرجل الی جمیع بدنه الا مابین سرته الی رکبته لقوله علیه السلام عورت الرجل مابین سرته الی رکبته۔

مرد مرد کے سارے بدن کو دیکھ سکتا ہے مگر ناف اور گھٹنوں کے مابین کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے مرد کے لئے عورت اس

حالانکہ بچے شہوت سے خالی ہوتے ہیں لہٰذا حسین صورت کی طرف میلان طبعی اور خیالات بندے کے اختیار میں نہیں ہیں اور یہ شہوت بھی نہیں ایسی حالت میں دیکھنا ممنوع نہیں ہے۔ (شامی)

● مذکر بالغ مرد کا ستر ناف کے نیچے گھٹنوں تک ہے، احناف کے نزدیک ناف ستر نہیں ہے لہٰذا نماز کی حالت ہو یا نماز سے خارج مرد کو ستر ظاہر کرنا حرام ہے۔ لیکن ناف ننگی ہو تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ اگر نماز کی حالت میں ایک رکن کی مقدار یعنی تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار مستور عضو کا چوتھا حصہ یا چوتھائی سے زیادہ کھلا رہا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور ناف سے گھٹنے تک مرد اور عورت محرم اور غیر محرم سب کے لئے دیکھنا حرام ہے اور دکھانے اور دیکھنے والوں پر لعنت ہے اور اس حصہ کے ماسواء بدن کے دیکھنے میں حرج نہیں ہے۔ آج کل دنیا بھر میں ہاکی اور کرکٹ اور دیگر کھیلوں میں مردوں کی رانیں ننگی ہوتی ہیں لہٰذا مسلمان مرد ہوں یا عورتیں ان کے لئے دیکھنا حرام ہے۔ آج کل کھلاڑی عورتوں کی رانیں بلکہ جسم کے دوسرے حصے بھی ننگے ہوتے ہیں اگر کھلاڑی عورتیں کافر ہیں تو ہماری بحث کافرہ کے متعلق ہو چکی ہے اور اگر مسلمان عورتیں ہیں تو وہ مرتدات ہیں اور مرتدات کا حکم بھی ہم بیان کر چکے ہیں۔ ہدایہ میں ہے:

ینظر الرجل من الرجل الی جمیع بدنه الا مابین سرته الی رکبته لقوله علیه السلام عورت الرجل مابین سرته الی رکبته۔

مرد مرد کے سارے بدن کو دیکھ سکتا ہے مگر ناف اور گھٹنوں کے مابین کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے مرد کے لئے عورت اس

کی ناف اور گھٹنے کے درمیان ہے نیز ناف کے عورت نہ ہونے پر احناف نے سیدنا ابو ہریرہ سے اس کے سلسلہ میں مروی ایک حدیث سے استدلال کیا ہے وہ یہ ہے:

احمد نے اپنی مسند میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے اپنی سنن میں روایت کیا۔

عن عمیر ابن اسحاق قال کنت امشی مع الحسن ابن علی رضی الله عنهما فی بعض طرق المدینة فلقینا ابو هریرة فقال للحسن اکشف لی عن بطنک جعلت فداء ک حتی اقبل حیث رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقبله قال فکشف عن بطنه فقبل سرته (فتح القدیر، باب الکراہیۃ)

عمیر بن اسحاق کہتے ہیں میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ مدینہ منورہ کے بعض راستوں میں چل رہا تھا پس ہمیں حضرت ابو ہریرۃ ملے اور اس نے حضرت حسن سے عرض کیا آپ میرے لئے اپنے پیٹ سے کپڑا دور کریں میں آپ پر فدا ہوں تا کہ میں اس جگہ کا بوسہ لوں جس جگہ پر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ لیتے ہوئے دیکھا تھا تو حضرت حسن نے اپنے پیٹ سے کپڑا ہٹا دیا اور ابو ہریرۃ نے حضرت حسن کی ناف کا بوسہ لے لیا۔

● اگر ناف ستر ہوتی تو حضرت حسن ابو ہریرۃ کے لئے ناف سے کپڑا نہ ہٹاتے اور حضرت ابو ہریرۃ اس کا مطالبہ بھی نہ کرتے۔

● پھر ہدایہ میں ہے:

یجوز للمرء ۃ ان تنظر الی الرجل الی ما ینظر الرجل الیه اذا امنت الشھوۃ

عورت مرد کے بدن کے ان حصوں کو دیکھ سکتی ہے جتنے حصوں کو مرد دیکھ سکتا ہے بشرطیکہ جب شہوت کا خوف نہ ہو۔

معلوم ہوا عورت کے لئے محرم ہو یا غیرمحرم مرد کے سارے بدن سوائے ناف سے گھٹنے تک کو دیکھنا جائز ہے۔

- نابالغ لڑکی جب تک مشتہاۃ نہ ہو اس کا سارا بدن عورت نہیں ہے اور اس کے دیکھنے میں گناہ نہیں۔
- ایسے تنگ اور چست کپڑے جن سے اعضاء کی بناوٹ ظاہر ہو پہننا ناجائز ہیں لہٰذا چست اور تنگ کپڑوں میں ملبوس عورت یا مرد کے دیکھنے کے احکام وہی ہیں جو ننگے جسم کے ہیں۔ علامہ شامی نے حدیث نقل کی ہے:

من تامّل خلف امرء ۃٍ ورَایَ ثیابھا حتی تبین لہ حجم عظامھا لم یرح رائحِۃَ الُجنَّۃِ۔

جس شخص نے عورت کے پیچھے سے غور کیا اور اس کے کپڑوں کو دیکھا حتیٰ کہ اس کے لئے عورت کی ہڈیوں کا حجم ظاہر ہوگئی وہ جنت کی خوشبو نہیں سونگھے گا۔

اسی طرح بالکل باریک کپڑوں کا حکم بھی ننگے بدن کا ہوتا ہے۔ علامہ شامی فرماتے ہیں:

مفادہ' ان رویتہ الثوب بحیث یصف حجم العضو ممنوعۃ ولو کثیفا لا تری البشرۃ منہ۔

يجوز للمرء ة ان تنظر الى الرجل الى ما ينظر الرجل اليه اذا امنت الشهوة

عورت مرد کے بدن کے ان حصوں کو دیکھ سکتی ہے جتنے حصوں کو مرد دیکھ سکتا ہے بشرطیکہ جب شہوت کا خوف نہ ہو۔

معلوم ہوا عورت کے لئے محرم ہو یا غیرمحرم مرد کے سارے بدن سوائے ناف سے گھٹنے تک کو دیکھنا جائز ہے۔

- نابالغ لڑکی جب تک مشتہاۃ نہ ہو اس کا سارا بدن عورت نہیں ہے اور اس کے دیکھنے میں گناہ نہیں۔
- ایسے تنگ اور چست کپڑے جن سے اعضاء کی بناوٹ ظاہر ہو پہننا ناجائز ہیں لہٰذا چست اور تنگ کپڑوں میں ملبوس عورت یا مرد کے دیکھنے کے احکام وہی ہیں جو ننگے جسم کے ہیں۔ علامہ شامی نے حدیث نقل کی ہے:

من تامّل خلف امرء ۃٍ ورَایَ ثیابھا حتی تبین لہ حجم عظامھا لم یرح رائحۃَ الُجنَّۃِ۔

جس شخص نے عورت کے پیچھے سے غور کیا اور اس کے کپڑوں کو دیکھا حتیٰ کہ اس کے لئے عورت کی ہڈیوں کا حجم ظاہر ہوگئی وہ جنت کی خوشبو نہیں سونگھے گا۔

اسی طرح بالکل باریک کپڑوں کا حکم بھی ننگے بدن کا ہوتا ہے۔ علامہ شامی فرماتے ہیں:

مفادہ' ان رویتہ الثوب بحیث یصف حجم العضو ممنوعۃ ولو کثیفا لا تری البشرۃ منہ۔

سابقہ عبارت کا مفاد یہ ہے کپڑے کو دیکھنا اس حیثیت سے کہ اعضاء کا حجم بیان ہو سکے ممنوع ہے اگرچہ کپڑا موٹا ہو اس سے جلد نظر نہ آئے۔ لہٰذا جن کپڑوں میں جلد نظر آئے وہ بطریق اولیٰ ممنوع ہیں۔

معلوم ہوا تنگ اور چست پاجامہ اور پینٹ پتلون پہننے والے مردوں اور عورتوں کا حکم ننگے بدن والے لوگوں کا ہے۔ آج کل شیطانی دور ہے خواتین نے بھی تنگ اور چپکے ہوئے ملبوسات پہننے شروع کر دیئے ہیں اور اس پر مستزاد یہ کہ بالکل باریک ہونے کی وجہ سے بدن نظر آ رہا ہوتا ہے۔ تنگ اور باریک کپڑے پہننے والی خواتین ننگی ہوتی ہیں۔ رُبَّ کَاسِیَاتٍ عَارِیَاتٌ انہیں عورتوں کے لئے فرمان جاری ہوا تھا۔ یعنی اکثر عورتیں لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی **لاحول ولا قوۃ الا باللہ**۔ لہٰذا جن اعضاء کو دیکھنا ناجائز ہوگا ان اعضاء کو تنگ اور باریک کپڑوں میں دیکھنا بھی ناجائز ہوگا۔ شامی میں ہے:

فعلی ھذا لا یحل النظر الی عورۃ غیرہٖ فوق ثوب ملتزق بھا یصف حجمھا۔

پس اس مفہوم کے مطابق غیر کے ستر کو بدن کے ساتھ چپکے کپڑے جس سے عورت کا حجم ظاہر ہو، کے اوپر سے دیکھنا بھی جائز نہیں ہے۔

ٹی وی اور کمپیوٹر پر تصاویر دیکھنے کا حکم

علامہ شامی نے تصویر کے دیکھنے پر بھی بحث کی ہے آئینہ اور پانی میں غیر محرم عورت کے عکس اور تصویر کو دیکھنے کے متعلق فرمایا کہ علماء نے اس بات کی تو تصریح کی ہے کہ آئینہ اور پانی میں مخصوص عضو کو شہوت سے دیکھنے سے حرمت

مصاہرہ ثابت نہیں اور عینک اور زجاج کے شیشہ کے ذریعہ دیکھنے سے حرمت مصاہرہ ثابت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ آئینہ میں شیء کی مثال اور عکس نظر آتا ہے۔ عین نظر نہیں آتا بخلاف عینک اور زجاج (سامنے کا شیشہ) سے شیء کا عین نظر آتا ہے۔ اس جزئیہ سے مستفاد یہ ہوتا ہے کہ اجنبیہ کے عکس اور تصویر کو آئینہ میں دیکھنے میں حرج نہیں ہے۔ کیونکہ آئینہ میں اجنبیہ کی مثال اور عکس نظر آئے گا مگر حرمت مصاہرہ اور حرمت نظر میں اگر فرق کیا جائے کہ حرمت مصاہرہ میں سخت شرائط کا ہونا ضروری ہے کیونکہ اصل تو حلت ہے۔ حرمت ثابت کرنے کے لئے فقہاء نے ایک شرط یہ بھی رکھی کہ مخصوص عضو کا عین شہوت سے دیکھنے میں حرمت مصاہرہ ثابت ہوگی اور مثال کے دیکھنے میں حرمت مصاہرہ ثابت نہیں ہوگی۔ بخلاف حرمت نظر کے اس میں حرمت کے لئے صرف فتنہ اور شہوت کے خوف کا ہونا ضروری ہے اور شہوت کا خوف آئینہ میں موجود صورت کو دیکھنے میں بھی ہوتا ہے لہٰذا آئینہ میں اجنبیہ کی صورت شہوت سے دیکھنا حرام ہے۔ فرمایا علامہ ابن حجر شافعی نے بھی اس مسئلہ کو ذکر کیا اور فرمایا اس میں اختلاف تو ہے لیکن ترجیح حرمت کو ہے۔ (شامی باب الحظر والاباحت)

- شامی کی اس عبارت سے معلوم ہوا مستورات کے جن اعضاء کو بلا شہوت دیکھنا بھی جائز نہیں ان کی اعضاء کی ٹی وی اور کمپیوٹر اور کاغذات پر تصاویر دیکھنا بھی جائز نہیں اور جن اعضاء کو بلا شہوت دیکھنا جائز ہے ان اعضاء کی تصاویر دیکھنا بھی جائز ہے لیکن عدم جواز کا مرتبہ براہِ راست دیکھنے میں زیادہ اور اس سے کم آئینہ اور پانی کے عکس میں اور اس سے بھی کم ٹی وی اور کاغذات کی تصویر میں ہوگا لیکن دوسرے قول پر تصاویر کو دیکھنے میں گناہ نہیں ہے۔

مصاہرہ ثابت نہیں اور عینک اور زجاج کے شیشہ کے ذریعہ دیکھنے سے حرمت مصاہرہ ثابت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ آئینہ میں شیٔ کی مثال اور عکس نظر آتا ہے۔ عین نظر نہیں آتا بخلاف عینک اور زجاج (سامنے کا شیشہ) سے شیٔ کا عین نظر آتا ہے۔ اس جزئیہ سے مستفاد یہ ہوتا ہے کہ اجنبیہ کے عکس اور تصویر کو آئینہ میں دیکھنے میں حرج نہیں ہے۔ کیونکہ آئینہ میں اجنبیہ کی مثال اور عکس نظر آئے گا مگر حرمت مصاہرہ اور حرمت نظر میں اگر فرق کیا جائے کہ حرمت مصاہرہ میں سخت شرائط کا ہونا ضروری ہے کیونکہ اصل تو حلت ہے۔ حرمت ثابت کرنے کے لئے فقہاء نے ایک شرط یہ بھی رکھی کہ مخصوص عضو کا عین شہوت سے دیکھنے میں حرمت مصاہرہ ثابت ہوگی اور مثال کے دیکھنے میں حرمت مصاہرہ ثابت نہیں ہوگی۔ بخلاف حرمت نظر کے اس میں حرمت کے لئے صرف فتنہ اور شہوت کے خوف کا ہونا ضروری ہے اور شہوت کا خوف آئینہ میں موجود صورت کو دیکھنے میں بھی ہوتا ہے لہٰذا آئینہ میں اجنبیہ کی صورت شہوت سے دیکھنا حرام ہے۔ فرمایا علامہ ابن حجر شافعی نے بھی اس مسئلہ کو ذکر کیا اور فرمایا اس میں اختلاف تو ہے لیکن ترجیح حرمت کو ہے۔ (شامی باب الحظر والاباحت)

● شامی کی اس عبارت سے معلوم ہوا مستورات کے جن اعضاء کو بلاشہوت دیکھنا بھی جائز نہیں ان کی اعضاء کی ٹی وی اور کمپیوٹر اور کاغذات پر تصاویر دیکھنا بھی جائز نہیں اور جن اعضاء کو بلاشہوت دیکھنا جائز ہے ان اعضاء کی تصاویر دیکھنا بھی جائز ہے لیکن عدم جواز کا مرتبہ براہِ راست دیکھنے میں زیادہ اور اس سے کم آئینہ اور پانی کے عکس میں اور اس سے بھی کم ٹی وی اور کاغذات کی تصویر میں ہوگا لیکن دوسرے قول پر تصاویر کو دیکھنے میں گناہ نہیں ہے۔

● آج کل عریانی کے دور میں خواتین کی تصاویر ہر اشتہار اور اخبار میں اور ٹی وی پر براہِ راست اور کیسٹ کے ذریعہ اور کمپیوٹر پر کیسٹ کے ذریعہ دکھائی جاتی ہیں۔ اگرچہ تصاویر اجنبیہ غیر محرم عورتوں کی ہوں اور صرف چہرہ مکشوف ہو تو شہوت کا کوئی خوف نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہر شخص کو معلوم ہے کہ نظر آنے والی تصویر اصل نہیں ہے اور پھر تصاویر کی کثرت کی وجہ سے شہوت کا خیال بھی نہیں آتا عادت ہے جب ایک چیز کثرت سے ہو تو انسان کی توجہ اور التفات اس کی طرف کم ہوتی ہے۔ جب تصاویر میں شہوت کی نظر میں بھی اختلاف ہے تو بغیر شہوت کے دیکھنے کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں ہونا چاہئے۔ اگر ٹی وی وغیرہا کی تصاویر ان اعضاء کی ہیں جن کو بلاشہوت دیکھنا بھی حرام ہے تو ٹی وی کے ذریعہ تصاویر کو دیکھنا حرام ہوگا لیکن تصاویر کی طرف نظر کی حرمت اصل کی حرمت سے کم درجہ کی ہوگی مگر وہ خواتین جو بولڈ مناظر اور عریانی جسم کے ساتھ ٹی وی پر رقص کرتی ہیں وہ مرتدات کافرۃ ہیں یا اصلی حربیۃ کافرۃ ہوتی ہیں یا کم از کم اعلانیہ فاسقہ ہوتی ہیں ان خواتین کی حرمت نظر ساقط ہے جب ان کی اپنی حرمت نظر ساقط ہے تو تصاویر کی حرمت بطریق اولیٰ ساقط ہے۔ ان کے لئے شریعت میں حرمت نظر نہیں ہے جس طرح آپ پڑھ چکے اور مزید مصاہرہ کے مسائل میں پڑھیں گے۔

● کاغذات پر تصویر کے متعلق علامہ شامی کوئی فیصلہ نہیں کر سکے فرماتے ہیں

ولینظر ھل یحرم النظر بشھوۃٍ الی الصورۃ المنقوشۃ محل تردد ولم ارہ'۔ (شامی باب الحظر)

ضرور بحث کی جائے کہ کیا صورۃ نقش شدہ (تصویر) کی طرف شہوت کی نظر حرام ہے یہ تردد کا محل ہے میں نے یہ مسئلہ کہیں نہیں دیکھا۔

خیر یہ تو مذکورہ عبارت سے واضح ہے پرنٹ شدہ کاغذات پر شہوت کے بغیر اجنبیہ کے دیکھنے میں گناہ نہیں ہے لیکن شہوت کی نظر میں تردد ہے۔ ہوسکتا ہے جائز ہو اور ہوسکتا ہے جائز نہ ہو۔ لیکن پہلی بات تو یہ ہے کہ کاغذ کی تصویرات سے شہوت کا کوئی خوف نہیں ہوتا ثانیاً جب ڈاکٹر اور نکاح کرنے والے کے لئے اجنبیہ کو شہوت سے دیکھنا حاجت اور عموم بلویٰ کی وجہ سے جائز ہے تو تصاویر کے دیکھنے میں عموم بلویٰ کی وجہ سے نظر کی حرمت کا فتویٰ کس طرح دیا جا سکتا ہے۔ آج اگر اخبارات اور رسائل پر کاغذی تصاویر اور ٹی وی وغیرہ پر دکھائی گئی تصاویر کے متعلق حرمت نظر کا قول کرتے ہیں تو ہر آدمی کا فاسق معلن ہونا قرار پاتا ہے بلکہ کوئی عالم اور شیخ فسق کے فتویٰ سے نہیں بچ سکے گا لہٰذا شریعت کے مزاج کے مطابق آسانی پیدا کی جائے، لوگوں کو فاسق کہنے کی بجائے صالح ہونیکا قول کیا جائے۔

- ذکر شدہ مسائل میں ہم نے صرف حنفی کتب کا سہارا لیا ہے براہِ راست قرآن و حدیث سے استدلال نہیں کیا کیونکہ متقدمین اور متاخرین علماء نے قرآن و حدیث کی روشنی میں مسائل بیان فرما کر ہمیں قرآن و حدیث سے براہِ راست استدلال کرنے سے غنی کر دیا ہے۔ (شامی رسم المفتی)
- حضرت مولانا غلام رسول سعیدی نے شرح مسلم میں معلوم نہیں کیوں حرمت نظر کے مسئلہ میں ستر کا نظر کے اعتبار سے وہ معیار قائم رکھا ہے جو نماز کی حالت میں ہوتا ہے اور محرم اور غیر محرم خواتین میں بھی حرمت نظر کا فرق ذکر نہیں کیا حالانکہ فقہ حنفی کی ہر کتاب میں فرق موجود ہے فاضل برادر کے قول کے مطابق حرمت نظر میں اگر محرم خواتین بھی اجنبیہ کی طرح ہوں تو ہر آدمی اپنے گھر رہنے کے لئے نہایت مشقت اور تکلیف میں رہے کیونکہ گھر میں ماں بہنیں بیٹیاں قیام

خیر یہ تو مذکورہ عبارت سے واضح ہے پرنٹ شدہ کاغذات پر شہوت کے بغیر اجنبیہ کے دیکھنے میں گناہ نہیں ہے لیکن شہوت کی نظر میں تردد ہے۔ ہوسکتا ہے جائز ہو اور ہوسکتا ہے جائز نہ ہو۔ لیکن پہلی بات تو یہ ہے کہ کاغذ کی تصویرات سے شہوت کا کوئی خوف نہیں ہوتا ثانیاً جب ڈاکٹر اور نکاح کرنے والے کے لئے اجنبیہ کو شہوت سے دیکھنا حاجت اور عموم بلویٰ کی وجہ سے جائز ہے تو تصاویر کے دیکھنے میں عموم بلویٰ کی وجہ سے نظر کی حرمت کا فتویٰ کس طرح دیا جا سکتا ہے۔ آج اگر اخبارات اور رسائل پر کاغذی تصاویر اور ٹی وی وغیرہ پر دکھائی گئی تصاویر کے متعلق حرمت نظر کا قول کرتے ہیں تو ہر آدمی کا فاسق معلن ہونا قرار پاتا ہے بلکہ کوئی عالم اور شیخ فسق کے فتویٰ سے نہیں بچ سکے گا لہٰذا شریعت کے مزاج کے مطابق آسانی پیدا کی جائے، لوگوں کو فاسق کہنے کی بجائے صالح ہونیکا قول کیا جائے۔

● ذکر شدہ مسائل میں ہم نے صرف حنفی کتب کا سہارا لیا ہے براہِ راست قرآن وحدیث سے استدلال نہیں کیا کیونکہ متقدمین اور متاخرین علماء نے قرآن وحدیث کی روشنی میں مسائل بیان فرما کر ہمیں قرآن وحدیث سے براہِ راست استدلال کرنے سے غنی کر دیا ہے۔ (شامی رسم المفتی)

● حضرت مولانا غلام رسول سعیدی نے شرح مسلم میں معلوم نہیں کیوں حرمت نظر کے مسئلہ میں ستر کا نظر کے اعتبار سے وہ معیار قائم رکھا ہے جو نماز کی حالت میں ہوتا ہے اور محرم اور غیرمحرم خواتین میں بھی حرمت نظر کا فرق ذکر نہیں کیا حالانکہ فقہ حنفی کی ہر کتاب میں فرق موجود ہے فاضل برادر کے قول کے مطابق حرمت نظر میں اگر محرم خواتین بھی اجنبیہ کی طرح ہوں تو ہر آدمی اپنے گھر رہنے کے لئے نہایت مشقت اور تکلیف میں رہے کیونکہ گھر میں ماں بہنیں بیٹیاں قیام

پذیر ہوتی ہیں کسی کا سر ننگا ہوتا ہے کسی کے بازو ننگے ہوتے ہیں اور گھر میں جھاڑو پوچا اور برتن صاف کرتے وقت سارے اعضاء کو چھپانا نہایت دشوار اور پھر بار بار گھر آنا جانا ہوتا ہے۔ اب اگر محرم عورتوں کے بازو اور سر اور سینہ اور پنڈلیاں کی طرف نظر حرام ہے تو ایک ہی دن میں باپ اور بھائی ہزاروں گناہوں کی وجہ سے فاسق بلکہ افسق قرار پائیں گے۔

ضروری تنبیہ:

● فریقین کو دیکھ بھال کر رشتہ کرنا چاہئے آج کل بڑے شہروں میں رشتوں کے اشتہارات اخباروں اور ٹی وی پر نشر ہوتے ہیں اور سرسری پوچھ گچھ کے بعد رشتے کر لئے جاتے ہیں۔ اور شادی دفتروں اور میرج بیورو کے ذریعہ فریقین تصاویر دیکھ کر بغیر انکوائری شادی کر لیتے ہیں۔ خصوصاً اگر لڑکا ملک سے باہر رہتا ہو تو اس رشتہ میں بہت جلدی کی جاتی ہے لیکن شادی ہو جانے کے بعد فراڈ اور دھوکہ اور فریب دہی کا جب پتہ چلتا ہے تو رشتہ ٹوٹ جاتا ہے اور بے شمار مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے ہم نے بیسیوں اس قسم کے رشتے ٹوٹتے دیکھے اس لئے بڑوں کو اپنی اولاد کے رشتوں میں یا خود اولاد کو جلدی نہیں کرنی چاہئے۔ مثلاً کراچی اور کراچی جیسے بڑے شہروں میں مختلف برادریاں رہائش پذیر ہیں اور ماحول ایسا ہو گیا ہے کہ پڑوسی کو اپنے پڑوسی کا کوئی علم نہیں کہ وہ کون اور کیسا آدمی ہے حتیٰ کہ بالائی منزل والے کو تحتانی منزل والے کا علم نہیں ہے اور لوگ خصوصاً شوہر والے اور خود شوہر لڑکی والوں اور لڑکی کو دھوکہ دیتے ہیں۔ لڑکا نہایت شرابی یا فاسق ہوتا ہے بلکہ کبھی کبھی تو عیسائی اور بدعقیدہ اور قادیانی یا گستاخِ رسول اور گستاخِ صحابہ

ہوتا ہے لیکن اپنے عقیدے اور فسق کو ظاہر نہیں کرتا۔ بلکہ صحیح العقیدہ اور صالح ہونے کا اظہار کرتا ہے بعض دفعہ شوہر پہلے ایک یا دو شادیاں کر چکا ہوتا ہے لیکن غیر شادی شدہ ہونا ظاہر کرتا ہے یا شوہر کرایہ پر ایک دو ماہ کے لئے بنگلہ اور کار لے کر لڑکی والوں کو دھوکہ دیتا ہے یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ امیر اور صاحب ثروت ہے حالانکہ وہ نہایت فقیر آدمی ہوتا ہے۔ اس لئے نکاح اور شادی میں جلدی نہ کی جائے دھوکہ دینے کی بعض صورتوں میں نکاح باطل ہوتا ہے جس طرح کفو کے مسائل میں مذکور ہوگا لیکن نکاح ہو جانے کے بعد نکاح فسخ کرانے سے بہتر ہے کہ پہلے تحقیق اور چھان بین کر لی جائے۔

اور بعض صورتوں میں شوہر کو سزا بھی دی جا سکتی ہے حضرت عمر فاروق نے ایک ایسے بوڑھے شخص کو سزا دی تھی جس نے کالے رنگ سے بال کلر کر کے خود کو نوجوان ظاہر کر کے لڑکی والوں کو دھوکہ دیا تھا اور یہ نہیں بتایا تھا کہ میں نے سفید بالوں پر سیاہ کلر کیا ہوا ہے اسی لئے حدیث شریف میں ہے سیاہ خضاب کرنے والا شخص نکاح سے پہلے دلہن اور اس کے سرپرستوں کو بتا دے کہ میں نے سیاہ خضاب کیا ہوا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس کو سزا دی اور فرمایا دھوکہ کے ارادہ سے بال کالے نہ کیا کرو اگر کالے کر لو تو لڑکی والوں کو بتا دیا کرو۔

● جب نکاح کرنے سے پہلے ہونے والے سب مراحل طے ہو جائیں تو مہر یا جہیز کے حوالہ سے فریقین نکاح سے پہلے مشورہ کر لیں بعض مرتبہ نکاح کی مجلس میں مہر یا جہیز کا تنازع شروع ہو جاتا ہے اور نکاح نہیں ہو پاتا اور بعض مرتبہ نکاح ہو جانے کے بعد جہیز کی وجہ سے طلاق ہو جاتی ہے مجھے ایک لڑکی نے فون پر بتایا کہ میرا شوہر نکاح ہو جانے کے بعد رخصتی سے پہلے چودہ لاکھ روپے کا مطالبہ کر

ہوتا ہے لیکن اپنے عقیدے اور فسق کو ظاہر نہیں کرتا۔ بلکہ صحیح العقیدہ اور صالح ہونے کا اظہار کرتا ہے بعض دفعہ شوہر پہلے ایک یا دو شادیاں کر چکا ہوتا ہے لیکن غیر شادی شدہ ہونا ظاہر کرتا ہے یا شوہر کرایہ پر ایک دو ماہ کے لئے بنگلہ اور کار لے کر لڑکی والوں کو دھوکہ دیتا ہے یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ امیر اور صاحب ثروت ہے حالانکہ وہ نہایت فقیر آدمی ہوتا ہے۔ اس لئے نکاح اور شادی میں جلدی نہ کی جائے دھوکہ دینے کی بعض صورتوں میں نکاح باطل ہوتا ہے جس طرح کفو کے مسائل میں مذکور ہوگا لیکن نکاح ہو جانے کے بعد نکاح فسخ کرانے سے بہتر ہے کہ پہلے تحقیق اور چھان بین کر لی جائے۔

اور بعض صورتوں میں شوہر کو سزا بھی دی جا سکتی ہے حضرت عمر فاروق نے ایک ایسے بوڑھے شخص کو سزا دی تھی جس نے کالے رنگ سے بال کلر کر کے خود کو نوجوان ظاہر کر کے لڑکی والوں کو دھوکہ دیا تھا اور یہ نہیں بتایا تھا کہ میں نے سفید بالوں پر سیاہ کلر کیا ہوا ہے اسی لئے حدیث شریف میں ہے سیاہ خضاب کرنے والا شخص نکاح سے پہلے دلہن اور اس کے سرپرستوں کو بتا دے کہ میں نے سیاہ خضاب کیا ہوا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس کو سزا دی اور فرمایا دھوکہ کے ارادہ سے بال کالے نہ کیا کرو اگر کالے کرلو تو لڑکی والوں کو بتا دیا کرو۔

● جب نکاح کرنے سے پہلے ہونے والے سب مراحل طے ہو جائیں تو مہر یا جہیز کے حوالہ سے فریقین نکاح سے پہلے مشورہ کر لیں بعض مرتبہ نکاح کی مجلس میں مہر یا جہیز کا تنازع شروع ہو جاتا ہے اور نکاح نہیں ہو پاتا اور بعض مرتبہ نکاح ہو جانے کے بعد جہیز کی وجہ سے طلاق ہو جاتی ہے مجھے ایک لڑکی نے فون پر بتایا کہ میرا شوہر نکاح ہو جانے کے بعد رخصتی سے پہلے چودہ لاکھ روپے کا مطالبہ کر

رہا تھا ہمارے انکار پر اس نے طلاق دے دی۔ **لا حول ولا قوة الا باللہ** ۔لہٰذا نکاح سے پہلے مہر اور جہیز کی مقدار اور کوالٹی بھی طے کر لی جائے تاکہ بعد میں تنازع نہ ہو۔ ہمارے ایک دوست کی بہن کا نکاح جب ہو گیا تو امریکی دولہا کے لوگوں نے کہا جہیز میں برما ٹیک کی لکڑی کا فرنیچر اور پلنگ اور فلاں فلاں کمپنی کے دوا ے سی اور دیگر گھریلو سامان فرج، ٹی وی، وی سی آر وغیرہ اعلیٰ کوالٹی کے ہونا چاہئے۔ اور قیمتی زیورات کا مطالبہ بھی کیا۔ چنانچہ رخصتی سے پہلے دلہن کے والدین نہایت پریشان ہو گئے۔ اور تنازع شروع ہو گیا۔ نیز بعض لوگ دولہا والوں سے جہیز کا سامان خرید کرا کے اپنے گھر رکھ لیتے ہیں لوگوں پر ظاہر کرتے ہیں کہ ہم نے اپنی بیٹی کو یہ سامان دیا ہے یہ بھی ناجائز ہے۔ اس لئے اگر جہیز دینا ضروری ہو تو جہیز کی تفصیلات نکاح سے پہلے طے کر لی جائیں، خصوصاً لڑکے والے جو تحائف اور سامان دلہن کو دیتے ہیں اس کے لئے اسٹامپ پیپر پر تفصیلات میں یہ بھی لکھ دیا جائے کہ یہ سامان دلہن کو گفٹ و ہبہ کر کے مالکانہ حقوق دے دیئے گئے ہیں یا دلہن کو سامان عاریۃً دیا گیا ہے اور بوقت ضرورت لڑکے والے یہ سامان واپس لے سکتے ہیں۔ لڑکی کو صرف استعمال کرنے کا حق ہے فروخت کرنے یا کسی کو ہدیہ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ اسی طرح لڑکی والے اپنی بیٹی کو جو سامان اور جہیز دیں یا دولہا کو تحفہ دیں اس کی تفصیل بھی درج ہونی چاہئے۔ اور واضح لکھنا چاہئے کہ یہ سامان صرف استعمال کے لئے دیا گیا ہے یا مالکانہ حقوق کے ساتھ دیا گیا ہے۔ طے شدہ امور کی تحریر کا یہ فائدہ ہوگا کہ آنے والے حالات میں تنازع کی صورت میں فیصلہ کرنا آسان ہوگا۔

ہوتا یہ ہے کہ رواداری میں لکھت پڑھت نہ ہونے سے طلاق ہو جانے یا

زوجین میں سے کسی کے وفات کے بعد وراثت کے وقت تنازع کھڑا ہو جاتا ہے پھر فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

- اگرشوہر ہونے والی اپنی بیوی کو طلاق کا حق دینا چاہتا ہے تو نکاح کرنے سے پہلے دولہا کی طرف سے بیوی کو حق طلاق کی تفویض کا بھی فیصلہ کر لینا چاہیے۔ پھر مجلس نکاح میں اندراج کے وقت تنازع نہیں ہوگا۔ انشاء اللہ تفویض طلاق کے مسائل الگ عنوان کے ساتھ ذکر کئے جائیں گے۔
- دوسری بیوی نہ کرنے کی شوہر پر پابندی یا اجازت کی بھی تصریح ہونی چاہیے ورنہ کبھی بھی تنازع ہوسکتا ہے۔ ویسے تو شوہر پر پابندی کے لفظ لکھ دینے سے پابندی کی شرط لغو ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں لیکن اگر شوہر اس طرح لکھ دے کہ جب بھی میں ہونے والی بیوی کی حیات میں یا اس کی اجازت کے بغیر دوسری عورت سے نکاح کروں تو اس دوسری عورت کو طلاق بائن ہوگی اس تحریر کے بعد شوہر دوسری شادی نہیں کر سکے گا نیز لڑکی کو معلوم ہونا چاہیے کہ دھوکہ دینے کی صورت میں بیوی کو نکاح باطل اور فسخ کرنے کا اختیار بھی ہوتا ہے۔

درمختار میں ہے:

الا اذا شرطوا الکفاء ۃ او اخبرھم بھا وقت العقد فزوجوھا علی ذالک ثم ظھرانہ غیر کفوء کان لھم الخیار۔

پھر شامی میں ہے:

ومن ھذا القبیل ما سیذکرہ الشارح قبیل باب العدۃ لوتزوجتہ علی انہ حر او سنی او قادر علی المھر والنفقۃ فبان بخلافہ او علی انہ فلان ابن فلان فاذا ھو لقیط او ابن

زوجین میں سے کسی کے وفات کے بعد وراثت کے وقت تنازع کھڑا ہو جاتا ہے پھر فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

● اگر شوہر ہونے والی اپنی بیوی کو طلاق کا حق دینا چاہتا ہے تو نکاح کرنے سے پہلے دولہا کی طرف سے بیوی کو حق طلاق کی تفویض کا بھی فیصلہ کر لینا چاہیئے۔ پھر مجلس نکاح میں اندراج کے وقت تنازع نہیں ہوگا۔ انشاء اللہ تفویض طلاق کے مسائل الگ عنوان کے ساتھ ذکر کیئے جائیں گے۔

● دوسری بیوی نہ کرنے کی شوہر پر پابندی یا اجازت کی بھی تصریح ہونی چاہیئے ورنہ کبھی بھی تنازع ہوسکتا ہے۔ ویسے تو شوہر پر پابندی کے لفظ لکھ دینے سے پابندی کی شرط لغو ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں لیکن اگر شوہر اس طرح لکھ دے کہ جب بھی میں ہونے والی بیوی کی حیات میں یا اس کی اجازت کے بغیر دوسری عورت سے نکاح کروں تو اس دوسری عورت کو طلاق بائن ہوگی اس تحریر کے بعد شوہر دوسری شادی نہیں کر سکے گا نیز لڑکی کو معلوم ہونا چاہیئے کہ دھوکہ دینے کی صورت میں بیوی کو نکاح باطل اور فسخ کرنے کا اختیار بھی ہوتا ہے۔

درمختار میں ہے:

الا اذا شرطوا الکفاء ة او اخبرھم بھا وقت العقد فزوجوھا علی ذالک ثم ظھرانه غیر کفوء کان لھم الخیار۔

پھر شامی میں ہے:

ومن ھذا القبیل ما سیذکرہ الشارح قبیل باب العدۃ لوتزوجته علی انه حر او سنی او قادر علی المھر والنفقة فبان بخلافه او علی انه فلان ابن فلان فاذا ھو لقیط او ابن

زنا لھا الخیار۔

(درمختار کے باب الکفاءت کی ابتداء میں مذکور ہے) کہ اگر لڑکی والوں نے اس شرط کے ساتھ نکاح کیا تھا کہ لڑکا صالح ہے یا سنی ہے یا غنی ہے یا شوہر نے لڑکی والوں کو نکاح کے وقت یہ خبر دی کہ ہمارے درمیان کفاءت ہے اور لڑکی والوں نے نکاح کر دیا پھر اس کے خلاف ظاہر ہوا تو اولیاء کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہوگا۔

● اور اسی قبیل سے ہے وہ جو شارح عدت کے باب سے تھوڑا سا پہلے ذکر کرے گا کہ اگر لڑکی نے لڑکے کے ساتھ اس شرط پر نکاح کیا کہ شوہر حر ہے یا شوہر سنی (اہل سنت و جماعت) سے ہے یا مہر اور نفقہ پر قادر ہے مگر (نکاح کے بعد) اس کے خلاف ظاہر ہو یا لڑکی نے اس شرط پر نکاح کیا تھا کہ وہ فلان آدمی کا بیٹا ہے پس وہ لقیط (گم شدہ آدمی) تھا یا ولد الزنا تھا تو عورت کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہوگا۔

● آج کل بڑے شہروں میں لڑکیوں کے ساتھ دھوکے اور فریب سے نکاح کیئے جاتے ہیں اور پھر طلاق بھی نہیں دی جاتی ان کے لئے جائز ہے کہ نکاح کسی عدالت سے فسخ کرا دیں اگر عدالت دھوکہ کی وجہ سے نکاح فسخ کرے تو نکاح فسخ ہو جائے گا۔

● مندرجہ بالا امور طے ہو جانے کے بعد ہونے والے زوجین یا ان کے اولیاء استخارہ کر لیں تو بہتر ہے۔ کیونکہ اہم معاملات میں حضور علیہ السلام نے استخارہ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اس لئے ہمارے نزدیک استخارہ سنت ہے۔ استخارہ کی راتوں میں اگر خواب میں سفیدی یا سبزی نظر آئے تو استخارہ مثبت ہے نکاح کر

لیا جائے اور اگر سیاہی یا سرخی نظر آئے تو استخارہ منفی ہے نکاح سے اجتناب کیا جائے۔(شامی) یعنی بعض مرتبہ استخارہ میں صراحتاً اور بعض مرتبہ اشارۃً بتا دیا جاتا ہے کہ اس امر میں خیر ہے یا شر ہے۔ اور بعض دفعہ ایک امر پر دل مطمئن ہو جاتا ہے تو یہ استخارہ بھی مثبت ہوتا ہے۔ لیکن بعض مرتبہ خواب میں کچھ نظر نہیں آتا یا مثبت اور منفی ہونے کا واضح اشارہ نہیں ہوتا تو ایسی صورت میں سات مرتبہ استخارہ کیا جائے۔ ''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت انس سے فرمایا اے انس سات مرتبہ اپنے رب سے استخارہ کر اور اس امر کو دیکھ کہ کس چیز نے تیرے دل کی طرف سبقت کی ہے۔ اسی میں خیر ہے۔'' یعنی خواب میں واضح اشارہ نہ ہونے کی صورت میں دل جس بات پر ٹھہر جائے اسی میں خیر ہے۔ (شامی) حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام امور میں ہمیں استخارہ کی اس طرح تعلیم دیتے تھے جس طرح قرآن کی سورۃ کی تعلیم دیتے تھے۔

استخارہ کا طریقہ:

حضرت جابر سے روایت کے مطابق حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تمہیں کوئی امر اہم لگے تو فرضوں کے علاوہ دو رکعت نفل ادا کرو اور پھر دعا استخارہ پڑھ کر سو جاؤ۔ علامہ شامی بعض مشائخ سے نقل کرتے ہیں کہ استخارہ کو مؤثر بنانے کیلئے سونے سے پہلے دو رکعت نفل ادا کئے جائیں جن میں نیت اسطرح کی جائے کہ نیت کرتا ہوں یا کرتی ہوں دو رکعت نفل برائے استخارہ عبادت۔ اللہ تعالیٰ کی منہ قبلہ کی طرف پھر تکبیر تحریمہ اللہ اکبر کہتے ہوئے نماز شروع کر دی جائے۔

پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ قل یاایھا الکافرون الخ پڑھی جائے اور بہتر ہے سورت کافرون کے بعد سورۃ قصص کی آیت ۶۹/۸ پڑھ لی

لیا جائے اور اگر سیاہی یا سرخی نظر آئے تو استخارہ منفی ہے نکاح سے اجتناب کیا جائے۔ (شامی) یعنی بعض مرتبہ استخارہ میں صراحۃً اور بعض مرتبہ اشارۃً بتا دیا جاتا ہے کہ اس امر میں خیر ہے یا شر ہے۔ اور بعض دفعہ ایک امر پر دل مطمئن ہو جاتا ہے تو یہ استخارہ بھی مثبت ہوتا ہے۔ لیکن بعض مرتبہ خواب میں کچھ نظر نہیں آتا یا مثبت اور منفی ہونے کا واضح اشارہ نہیں ہوتا تو ایسی صورت میں سات مرتبہ استخارہ کیا جائے۔ ''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت انس سے فرمایا اے انس سات مرتبہ اپنے رب سے استخارہ کر اور اس امر کو دیکھ کہ کس چیز نے تیرے دل کی طرف سبقت کی ہے۔ اسی میں خیر ہے۔'' یعنی خواب میں واضح اشارہ نہ ہونے کی صورت میں دل جس بات پر ٹھہر جائے اسی میں خیر ہے۔ (شامی) حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام امور میں ہمیں استخارہ کی اس طرح تعلیم دیتے تھے جس طرح قرآن کی سورۃ کی تعلیم دیتے تھے۔

استخارہ کا طریقہ:

حضرت جابر سے روایت کے مطابق حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تمہیں کوئی امر اہم لگے تو فرضوں کے علاوہ دو رکعت نفل ادا کرو اور پھر دعا استخارہ پڑھ کر سو جاؤ۔ علامہ شامی بعض مشائخ سے نقل کرتے ہیں کہ استخارہ کو مؤثر بنانے کیلئے سونے سے پہلے دو رکعت نفل ادا کئے جائیں جن میں نیت اسطرح کی جائے کہ نیت کرتا ہوں یا کرتی ہوں دو رکعت نفل برائے استخارہ عبادت۔ اللہ تعالیٰ کی منہ قبلہ کی طرف پھر تکبیر تحریمہ اللہ اکبر کہتے ہوئے نماز شروع کر دی جائے۔

پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ قل یاایھا الکافرون الخ پڑھی جائے اور بہتر ہے سورت کافرون کے بعد سورۃ قصص کی آیت ۶۹/۸ پڑھ لی

جائے وہ یہ ہے:

وَرَبُّکَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ط سُبْحَانَ اللّٰهِ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ وَرَبُّکَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ○

پھر رکوع میں چلا جائے قومہ اور سجدوں کے بعد دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص پڑھی جائے اور اس کے بعد سورۃ احزاب کی آیت ۳۶ پڑھی جائے۔ وہ یہ ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ○

استخارہ کے لئے ذکر کردہ طریقہ سے نفل پڑھنا افضل ہے ورنہ دو رکعت نفل کی نیت سے کسی بھی سورۃ یا قرآنی آیات کے ساتھ نفل ادا کر لینا جائز ہے بلکہ بغیر نفل بھی دعا استخارہ سے استخارہ کرنے کی اجازت ہے۔ اگر خواتین میں سے کوئی خاتون ایام مخصوصہ میں استخارہ کرنا چاہتی ہے تو بغیر نفل استخارہ کی دعا پڑھ کر سو جائے۔

دو نفل سے فارغ ہونے کے بعد مصلیٰ پر یا سونے کی جگہ بیٹھ کر یا سونے کی حالت میں دعا استخارہ پڑھی جائے۔ دعا استخارہ سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد اور درود شریف پڑھ لینا احسن ہے۔ اسی طرح دعا استخارہ کے بعد بھی درود پڑھ لیں تو بہتر ہے۔

استخارہ کرنے والا حمد اور درود اس طرح پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى آلِهٖ

وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِیۡنَ۔ پھر دعا استخارہ پڑھی جائے۔ دعا استخارہ یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسۡتَخِیۡرُکَ بِعِلۡمِکَ وَاَسۡتَقۡدِرُکَ بِقُدۡرَتِکَ وَاَسۡئَلُکَ مِنۡ فَضۡلِکَ الۡعَظِیۡمِ فَاِنَّکَ تَقۡدِرُ وَلَا اَقۡدِرُ وَتَعۡلَمُ وَلَا اَعۡلَمُ وَاَنۡتَ عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ اَللّٰهُمَّ اِنۡ کُنۡتَ تَعۡلَمُ اَنَّ هٰذَا الۡاَمۡرَ خَیۡرٌ لِّیۡ فِیۡ دِیۡنِیۡ وَمَعَاشِیۡ وَعَاقِبَةِ اَمۡرِیۡ عَاجِلِ اَمۡرِیۡ وَآجِلِهٖ فَاقۡدِرۡهُ لِیۡ وَیَسِّرۡهُ لِیۡ ثُمَّ بَارِکۡ لِیۡ فِیۡهِ وَاِنۡ کُنۡتَ تَعۡلَمُ اَنَّ هٰذَا الۡاَمۡرَ شَرٌّ لِّیۡ فِیۡ دِیۡنِیۡ وَمَعَاشِیۡ وَعَاقِبَةِ اَمۡرِیۡ عَاجِلِ اَمۡرِیۡ وَآجِلِهٖ فَاصۡرِفۡهُ عَنِّیۡ وَاصۡرِفۡنِیۡ عَنۡهُ وَاقۡدِرۡ لِیَ الۡخَیۡرَ حَیۡثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیۡ بِهٖ

(ھــذا الامــر) کہتے وقت دل میں اپنی حاجت کا ذکر کرے مثلاً میں فلانۃ سے نکاح کروں یا نہ اس کے بعد حمد اور درود پڑھ کر طہارت کے ساتھ قبلہ رخ سو جائے۔ نکاح کے استخارہ میں اگر ہو سکے تو ھـذا الامـر کے لفظ کی جگہ ھذا النکاح پڑھ لے ورنہ دل میں اسی کا تصور کر لے۔

ہم نے دعا استخارہ میں عاجل امری و آجله کی روایت کے الفاظ پہلی روایت کے الفاظ کے ساتھ ملا کر لکھ دیئے ہیں کیونکہ شامی میں ہے اگر دونوں کو ملا کر پڑھا جائے تو بہتر ہے۔ ہر کام میں استخارہ کا طریقہ مسنونہ یہی ہے باقی طریقے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول نہیں ہیں اسی لئے سب سے بہتر طریقہ استخارہ نکالنے کا یہی ہے۔

استخارہ مثبت ہونے کی صورت میں بہتر ہے کہ نکاح کر لیا جائے اور منفی ہونے کی صورت میں نکاح نہ کیا جائے لیکن مثبت ہونے کی صورت میں نکاح

وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ پھر دعا استخارہ پڑھی جائے۔ دعا استخارہ یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِيْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ
وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ
وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا
الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ
وَآجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَيَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ
تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ
عَاجِلِ اَمْرِیْ وَآجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ
الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِهٖ

(ھذا الامر) کہتے وقت دل میں اپنی حاجت کا ذکر کرے مثلاً میں فلانہ سے نکاح کروں یا نہ اس کے بعد حمد اور درود پڑھ کر طہارت کے ساتھ قبلہ رخ سو جائے۔ نکاح کے استخارہ میں اگر ہو سکے تو ھذا الامر کے لفظ کی جگہ ھذا النکاح پڑھ لے ورنہ دل میں اسی کا تصور کر لے۔

ہم نے دعا استخارہ میں عاجل امری و آجلہ کی روایت کے الفاظ پہلی روایت کے الفاظ کے ساتھ ملا کر لکھ دیئے ہیں کیونکہ شامی میں ہے اگر دونوں کو ملا کر پڑھا جائے تو بہتر ہے۔ ہر کام میں استخارہ کا طریقہ مسنونہ یہی ہے باقی طریقے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول نہیں ہیں اسی لئے سب سے بہتر طریقہ استخارہ نکالنے کا یہی ہے۔

استخارہ مثبت ہونے کی صورت میں بہتر ہے کہ نکاح کر لیا جائے اور منفی ہونے کی صورت میں نکاح نہ کیا جائے لیکن مثبت ہونے کی صورت میں نکاح

کرنا ضروری نہیں ہے اور منفی ہونے کی صورت میں ممنوع نہیں ہے خواب ظنی ہوتے ہیں اس لئے کسی جانب قطعی رائے قائم کرنا مناسب نہیں۔

اگر دو یا دو سے زیادہ لوگوں کے استخارہ کے نتائج متضاد ہیں تو اس آدمی کے استخارہ کو ترجیح دی جائے جو عالم اور صالح ہو۔ استخارہ کے متعلق مزید تفصیل مطلوب ہو تو ہماری کتاب رفیق الرحومین میں ملاحظہ فرمائیں۔

نکاح کے فضائل

علماء کا اس بات میں اختلاف ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی غرض کے لئے ترکِ نکاح افضل ہے یا نکاح کر لینا افضل ہے لیکن اس امر پر اتفاق ہے کہ زنا کے واقع ہونے کے خوف کے وقت نکاح کر لینا ترکِ نکاح سے افضل ہے بلکہ نکاح واجب ہے۔ اور زوجیت کے حقوق ادا نہ کر سکنے کے خوف کے وقت ترکِ نکاح افضل ہے بلکہ نکاح کرنا حرام ہے اور عام حالات میں اختلاف ہے لیکن راجح قول یہ ہے کہ نکاح کر لینا افضل ہے۔ (احیاء العلوم)

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(۱) فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْيَتَامٰی فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ط فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ذٰلِکَ اَدْنٰی اَلَّا تَعُوْلُوْا ○ (آیت نمبر ۳،۴، نساء)

اگر ڈرو تم اس سے کہ نہ انصاف کر سکو گے تم یتیم بچیوں کے معاملہ میں تو ان سے نکاح نہ کرو اور نکاح کرو جو پسند آئیں تمہیں (ان کے علاوہ

دوسری) عورتوں سے دو دو، تین تین اور چار چار پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم ان میں عدل نہیں کرسکو گے تو پھر ایک ہی سے نکاح کرو یا کنیزیں لے لو جن کے مالک ہوں تمہارے ہاتھ یہ اس کے زیادہ قریب ہے کہ تم ظلم نہ کرو۔

(۲) وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِيْهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ o (۳۲/۲۴ نور)

اور نکاح کر دیا کرو جو بے نکاح ہیں تم میں سے اور جو نیک ہیں تمہارے غلاموں اور کنیزوں میں سے اگر وہ تنگ دست ہوں تو فکر نہ کرو۔ غنی کر دے گا انہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور اللہ تعالیٰ وسعت والا ہمہ دان ہے۔

(۳) وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ط ذَالِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط ذَالِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ o (۲۳۲/۲، بقرہ)

اور جب تم طلاق دو عورتوں کو پھر وہ پوری کر چکیں اپنی عدت تو نہ منع کرو انہیں کہ نکاح کر لیں اپنے خاوندوں سے جبکہ رضامند ہو جائیں آپس میں مناسب طریقہ سے یہ فرمان الٰہی ہے نصیحت کی جاتی ہے اس کے ذریعہ اس کو جو تم میں یقین رکھتا ہو اللہ پر اور قیامت پر یہ بہت پاکیزہ ہے تمہارے لئے اور بہت صاف اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

دوسری) عورتوں سے دو دو، تین تین اور چار چار پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم ان میں عدل نہیں کر سکو گے تو پھر ایک ہی سے نکاح کرو یا کنیزیں لے لو جن کے مالک ہوں تمہارے ہاتھ یہ اس کے زیادہ قریب ہے کہ تم ظلم نہ کرو۔

(۲) وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِيْهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ (۲۴/۳۲ نور)

اور نکاح کر دیا کرو جو بے نکاح ہیں تم میں سے اور جو نیک ہیں تمہارے غلاموں اور کنیزوں میں سے اگر وہ تنگ دست ہوں تو فکر نہ کرو۔ غنی کر دے گا انہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور اللہ تعالیٰ وسعت والا ہمہ دان ہے۔

(۳) وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ط ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ (۲/۲۳۲، بقرہ)

اور جب تم طلاق دو عورتوں کو پھر وہ پوری کر چکیں اپنی عدت تو نہ منع کرو انہیں کہ نکاح کر لیں اپنے خاوندوں سے جبکہ رضامند ہو جائیں آپس میں مناسب طریقہ سے یہ فرمانِ الٰہی ہے نصیحت کی جاتی ہے اس کے ذریعہ اس کو جو تم میں یقین رکھتا ہو اللہ پر اور قیامت پر یہ بہت پاکیزہ ہے تمہارے لئے اور بہت صاف اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کی نکاح کرنے کے حوالہ سے تعریف فرمائی، فرمایا:

(۴) وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً وَّمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ط (۱۳/ ۳۸، رعد)

اور بے شک ہم نے بھیجے کئی رسول آپ سے پہلے اور بنائیں ان کے لئے بیویاں اور اولاد اور نہیں ممکن کسی رسول کیلئے کہ وہ لے آئے، کوئی نشانی اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر اور ہر میعاد کیلئے ایک نوشتہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام کی مدح ذکر فرمائی کہ وہ کہتے ہیں:

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا. (۲۵/۷۴، فرقان)

اور وہ جو عرض کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب مرحمت فرما ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور بنا ہمیں پرہیزگاروں کے لئے پیشوا۔

معلوم ہوا نکاح کر کے زندگی گزارنا نکاح نہ کرنے سے افضل ہے اگرچہ نفلی عبادات کرنے اور ذکر وفکر میں ہمیشہ مشغول رہنے کی غرض سے نکاح نہ کرنا بھی مباح ہے کیونکہ بیوی اور پھر بچوں کی کفالت کی مصروفیات عبادات کی کثرت اور عبادات میں خشوع اور خضوع سے مانع ہوتی ہیں۔ اسی لئے سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے بعض اولیاء نے ترکِ نکاح پر عمل کیا۔

● اور نکاح کرنے کے افضل ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ قرآنِ مجید

میں اللہ تعالیٰ نے صرف اُن انبیاء کا ذکر فرمایا جنہوں نے نکاح فرمایا تھا، علماء فرماتے ہیں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا قرآن میں ذکر ہے انہوں نے بھی نکاح فرمایا تھا لیکن ازدواجی عمل ادانہیں کیا تھا اس لئے آپ کو قرآن مجید میں سَیِّدًا وَّ حَصُوْرًا یعنی سردار اور ازدواجی عمل سے محصور فرمایا گیا۔ لیکن نکاح فرمایا تھا تا کہ فضیلت اور انبیاء کی سنت پر عمل ہو جائے اور عیسیٰ علیہ السلام واپس آنے پر نکاح فرمائیں گے اور آپ کی اولاد بھی ہوگی۔ ثابت ہوا کہ نکاح کرنا اپنے اندر ایسی فضیلت رکھتا ہے کہ جس نبی نے نکاح نہیں کیا اس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر نہیں فرمایا۔ لہٰذا نکاح کرنا نہ کرنے سے افضل ہے۔ معلوم ہوا عام حالات میں بھی نکاح کرنا افضل ہے اور انبیاء کرام کی سنت ہے۔

حدیث: تَنَاكَحُوْا تَكْثُرُوْا فَاِنِّیْ اُبَاهِیْ بِكُمُ الْاُمَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ: نکاح کرو تا کہ تمہاری کثرت ہو پس بے شک میں یوم القیامہ تمہاری وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔

حدیث: مَنْ كَانَ ذَا طَوْلٍ فَلْيَتَزَوَّجْ.

ترجمہ: یعنی جو شخص استطاعت رکھتا ہے وہ نکاح کرے۔

حضرت ابو یعلی نے اپنی مسند میں روایت کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عکاف بن وداعۃ ہلالی سے دریافت فرمایا کیا تیری بیوی ہے؟ عکاف نے عرض کیا نہیں پھر فرمایا کیا جاریۃ (لونڈی) ہے؟ عکاف نے عرض کیا نہیں پھر آپ نے ارشاد فرمایا کیا تو صحت مند اور مالدار ہے؟ عکاف نے عرض کیا جی ہاں الحمدللہ آپ نے پھر فرمایا پھر تو اے عکاف تو شیاطین کے بھائیوں سے ہے کیونکہ (تیرا نکاح نہ کرنا) نصاریٰ اور عیسائیوں کے راہبوں اور پادریوں سے

میں اللہ تعالیٰ نے صرف اُن انبیاء کا ذکر فرمایا جنہوں نے نکاح فرمایا تھا، علماء فرماتے ہیں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا قرآن میں ذکر ہے انہوں نے بھی نکاح فرمایا تھا لیکن ازدواجی عمل ادا نہیں کیا تھا اس لئے آپ کو قرآن مجید میں سَیِّدًا وَّ حَصُوْرًا یعنی سردار اور ازدواجی عمل سے محصور فرمایا گیا۔ لیکن نکاح فرمایا تھا تاکہ فضیلت اور انبیاء کی سنت پر عمل ہو جائے اور عیسیٰ علیہ السلام واپس آنے پر نکاح فرمائیں گے اور آپ کی اولاد بھی ہوگی۔ ثابت ہوا کہ نکاح کرنا اپنے اندر ایسی فضیلت رکھتا ہے کہ جس نبی نے نکاح نہیں کیا اس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر نہیں فرمایا۔ لہٰذا نکاح کرنا نہ کرنے سے افضل ہے۔ معلوم ہوا عام حالات میں بھی نکاح کرنا افضل ہے اور انبیاء کرام کی سنت ہے۔

حدیث: تَنَاکَحُوْا تَکْثُرُوْا فَاِنِّیْ اُبَاهِیْ بِکُمُ الْاُمَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

ترجمہ: نکاح کرو تاکہ تمہاری کثرت ہو پس بے شک میں یوم القیامہ تمہاری وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔

حدیث: مَنْ کَانَ ذَا طَوْلٍ فَلْیَتَزَوَّجْ.

ترجمہ: یعنی جو شخص استطاعت رکھتا ہے وہ نکاح کرے۔

حضرت ابویعلی نے اپنی مسند میں روایت کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عکاف بن وداعۃ ہلالی سے دریافت فرمایا کیا تیری بیوی ہے؟ عکاف نے عرض کیا نہیں پھر فرمایا کیا جاریۃ (لونڈی) ہے؟ عکاف نے عرض کیا نہیں پھر آپ نے ارشاد فرمایا کیا تو صحت مند اور مالدار ہے؟ عکاف نے عرض کیا جی ہاں الحمدللہ آپ نے پھر فرمایا پھر تو اے عکاف تو شیاطین کے بھائیوں سے ہے کیونکہ (تیرا نکاح نہ کرنا) نصاریٰ اور عیسائیوں کے راہبوں اور پادریوں سے

مشابہت کی وجہ سے ہوگا اگر ایسے ہے تو پھر تو انہیں نصاریٰ سے ہے اور اگر تو ہمارا ہے تو تو اس طرح کر جس طرح ہم کرتے ہیں (یعنی نکاح کر لے) اور بے شک ہماری سنت سے نکاح کرنا ہے تم میں سے برے لوگ وہ ہیں جو غیر شادی شدہ ہیں اور تم میں سے مرنے والے لوگوں سے رذیل وہ لوگ ہوں گے جو غیر شادی شدہ ہوں گے۔ اے عکاف تیرے لئے افسوس ہے تم نکاح کر لو۔ حضرت عکاف نے عرض کیا یا رسول اللہ میں کسی عورت سے نکاح نہیں کروں گا مگر آپ میرا نکاح اس لڑکی کے ساتھ کر دیں جس کو میں چاہتا ہوں اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے اسم اور برکت پر میں نے آپ کا نکاح کریمہ بنت کلثوم حمیری کے ساتھ کر دیا۔ (فتح القدیر)

اس حدیث سے بعض اہل حدیث علماء نے حالت اعتدال اور مغلوب الشہوۃ نہ ہونے کی صورت میں بھی نکاح کرنے کے فرض ہونے پر استدلال کیا ہے لیکن ہمارے علماء نے فرمایا یہ صرف حضرت عکاف کے لئے حکم تھا یا حضرت عکاف جیسے لوگوں کے لئے لیکن ہر ایک کے لئے یہ حکم نہیں ہے۔ ورنہ نصوص میں تعارض آئے گا۔ لہٰذا حالت اعتدال میں نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے۔

- ترمذی شریف میں ہے اَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ اَلْحَیَاءُ وَالتَّعَطُّرُ وَالسِّوَاکُ وَالنِّکَاحُ۔

  چار چیزیں رسولوں کی سنتوں سے ہیں: حیاء اور عطر لگانا اور مسواک کرنا اور نکاح کرنا۔

- طبرانی میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چار چیزیں عطا کیا گیا ہو اسے دنیا اور آخرت کی ہر چیز دی گئی ہے۔ قلب شاکر اور

لسان ذاکر اور بلاء اور مصیبت پر بدن صابر اور ایسی زوجہ جو اپنے نفس اور شوہر کے مال میں خیانت نہ کرے۔

● حضرت انس سے روایت ہے کہ تین رہط (افراد یا گروہ) سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے پاس آئے انہوں نے امہات المؤمنین سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی عبادت کے متعلق پوچھا جب ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی عبادت کی خبر دی گئی تو انہوں نے آپ کی عبادت کو کم سمجھا لیکن کہا ''ہم کہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو **غفر له ما تقدم** الخ ہیں'' ان میں سے ایک نے کہا میں ہمیشہ ساری رات نماز پڑھتا رہوں گا دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزے رکھوں ں گا اور افطار نہیں کروں گا اور تیسرے نے کہا میں ہمیشہ عورتوں سے دور رہوں گا اور نکاح نہیں کروں گا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا تم ایسے لوگ ہو جنہوں نے ایسے ایسے کہا؟ اللہ تعالیٰ کی قسم میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والا ہوں تم سے اور زیادہ خوف اور تقویٰ والا ہوں تم سے لیکن میں روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور میں سوتا بھی ہوں اور جاگتا بھی ہوں اور میں نے عورتوں سے نکاح بھی کئے ہیں پس وہ شخص جو میری سنت سے اعراض کرے گا وہ میرے طریقہ پر نہیں ہوگا۔ (مشکوٰۃ)

معلوم ہوا شادی کرنا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اشرف الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہی چیز پسند فرماتا ہے جو چیز اشرف ہو۔

● حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا نکاح کرو کیونکہ اس امت میں بہترین شخص وہ ہوگا جس کی بیویاں زیادہ ہوں گی۔ (فتح القدیر)

● حضرت ابو ہریرۃ سے روایت ہے کہ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لسان ذاکر اور بلاء اور مصیبت پر بدن صابر اور ایسی زوجہ جو اپنے نفس اور شوہر کے مال میں خیانت نہ کرے۔

- حضرت انس سے روایت ہے کہ تین رہط (افراد یا گروہ) سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے پاس آئے انہوں نے امہات المؤمنین سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی عبادت کے متعلق پوچھا جب ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی عبادت کی خبر دی گئی تو انہوں نے آپ کی عبادت کو کم سمجھا لیکن کہا ''ہم کہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو **غفر له ما تقدم** الخ ہیں'' ان میں سے ایک نے کہا میں ہمیشہ ساری رات نماز پڑھتا رہوں گا دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزے رکھوں ں گا اور افطار نہیں کروں گا اور تیسرے نے کہا میں ہمیشہ عورتوں سے دور رہوں گا اور نکاح نہیں کروں گا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا تم ایسے لوگ ہو جنہوں نے ایسے ایسے کہا؟ اللہ تعالیٰ کی قسم میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والا ہوں تم سے اور زیادہ خوف اور تقویٰ والا ہوں تم سے لیکن میں روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور میں سوتا بھی ہوں اور جاگتا بھی ہوں اور میں نے عورتوں سے نکاح بھی کئے ہیں پس وہ شخص جو میری سنت سے اعراض کرے گا وہ میرے طریقہ پر نہیں ہوگا۔ (مشکوٰۃ)

معلوم ہوا شادی کرنا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اشرف الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہی چیز پسند فرماتا ہے جو چیز اشرف ہو۔

- حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا نکاح کرو کیونکہ اس امت میں بہترین شخص وہ ہوگا جس کی بیویاں زیادہ ہوں گی۔ (فتح القدیر)

- حضرت ابو ہریرۃ سے روایت ہے کہ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

تین آدمی ایسے ہیں جن کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ پر وعدہ کی وجہ سے حق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنے والا اور وہ عبد جس کو آزادی کا بدل ادا کرنا ہے اور وہ نکاح کرنے والا جو عفت اور پاک دامنی چاہتا ہے۔ (حاکم)

- سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کے ساتھ نکاح فقط ان کے حسن کی وجہ سے نہ کرو شاید ان کا حسن ان کو ہلاکت میں ڈال دے اور عورتوں کے ساتھ فقط ان کے اموال کی وجہ سے نکاح نہ کرو شاید کہ عورتوں کے مال ان کو شوہر کی نافرمانی اور سرکشی پر اُکسائیں لیکن ان میں سے کسی ایک کے ساتھ دین کی وجہ سے نکاح کرو یقیناً وہ کالے رنگ والی غیر مقبول صورت دین دار لونڈی، صرف حسین اور مالدار عورتوں سے افضل ہے۔

- **عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ مَسْلُمَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَلْقَى اللهُ فِيْ قَلْبِ امْرِءٍ خِطْبَةَ امْرَءَةٍ فَلاَ بَأْسَ اَنْ يَنْظُرَ اِلَيْهَا۔** (رواہ احمد)

  حضرت محمد ابن مسلمة سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی مرد کے دل میں عورت سے نکاح کرنے کی دعوت دینا ڈالے تو اس مرد کے لئے اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اس کو دیکھے۔

- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بالفرض مجھے معلوم ہو جائے کہ میری عمر کیے دس دن باقی ہیں (اور میرے پاس بیوی نہ ہو تو) میں پسند کروں گا کہ شادی کرلوں تا کہ اللہ تعالیٰ سے میری ملاقات عزوبہ (غیر شادی شدہ) ہونے کی حالت میں نہ ہو۔

- حضرت معاذ بن جبل کی طاعون میں دونوں بیویاں فوت ہوگئیں اور خود بھی طاعون میں مبتلا تھے پھر بھی آپ نے فرمایا میرا نکاح کرا دو تاکہ میری اللہ تعالیٰ سے عزوبۃ کی حالت میں ملاقات نہ ہو۔
- حضرت عمر کثرت سے نکاح فرماتے تھے اور فرماتے تھے میں اولاد کی کثرت کی غرض سے نکاح کرتا ہوں۔
- حضرت ربیعۃ حضور علیہ السلام کی خدمت میں رہتے تھے اور رات بھی حضور علیہ السلام کے پاس گزارتے تھے تاکہ رات میں ضرورت پڑنے پر سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرسکوں۔

ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ربیعہ کیا تو نکاح نہیں کرتا؟ عرض کیا یارسول اللہ میں فقیر ہوں میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے اور شادی کی وجہ سے آپ کی خدمت سے بھی دور ہو جاؤں گا۔ حضور علیہ السلام خاموش ہو گئے پھر ایک دن فرمایا ربیعہ کیا تو شادی نہیں کرتا، حضرت ربیعہ نے وہی جواب دیا آپ خاموش ہو گئے۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے فکر کی کہ اللہ تعالیٰ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری دنیا اور آخرت کی بہتری اور مجھے اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے والے عمل کو زیادہ جانتے ہیں اگر سہ بارہ آپ نے پوچھا تو میں عرض کروں گا ضرور کروں گا تیسری مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ربیعہ تو نکاح نہیں کرتا؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ میرا نکاح کر دو آپ نے فرمایا بنی فلاں کی طرف جاؤ اور انہیں کہہ دو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں حکم دے رہے ہیں کہ تم اپنی نوجوان بیٹی سے میرا نکاح کر دو حضرت ربیعہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ میرے پاس کچھ نہیں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے

● حضرت معاذ بن جبل کی طاعون میں دونوں بیویاں فوت ہو گئیں اور خود بھی طاعون میں مبتلا تھے پھر بھی آپ نے فرمایا میرا نکاح کرا دو تاکہ میری اللہ تعالیٰ سے عزوبۃ کی حالت میں ملاقات نہ ہو۔

● حضرت عمر کثرت سے نکاح فرماتے تھے اور فرماتے تھے میں اولاد کی کثرت کی غرض سے نکاح کرتا ہوں۔

● حضرت ربیعۃ حضور علیہ السلام کی خدمت میں رہتے تھے اور رات بھی حضور علیہ السلام کے پاس گزارتے تھے تاکہ رات میں ضرورت پڑنے پر سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرسکوں۔

ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ربیعہ کیا تو نکاح نہیں کرتا؟ عرض کیا یارسول اللہ میں فقیر ہوں میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے اور شادی کی وجہ سے آپ کی خدمت سے بھی دور ہو جاؤں گا۔ حضور علیہ السلام خاموش ہو گئے پھر ایک دن فرمایا ربیعہ کیا تو شادی نہیں کرتا، حضرت ربیعہ نے وہی جواب دیا آپ خاموش ہو گئے۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے فکر کی کہ اللہ تعالیٰ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری دنیا اور آخرت کی بہتری اور مجھے اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے والے عمل کو زیادہ جانتے ہیں اگر سہ بارہ آپ نے پوچھا تو میں عرض کروں گا ضرور کروں گا تیسری مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ربیعہ تو نکاح نہیں کرتا؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ میرا نکاح کر دو آپ نے فرمایا بنی فلاں کی طرف جاؤ اور انہیں کہہ دو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں حکم دے رہے ہیں کہ تم اپنی نوجوان بیٹی سے میرا نکاح کر دو حضرت ربیعہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ میرے پاس کچھ نہیں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے

صحابہ سے فرمایا اپنے بھائی کے لئے کھجور کی گھٹلی کے برابر سونا جمع کرو۔ انہوں نے سونا جمع کیا پھر میں اس قوم کے پاس گیا تو انہوں نے اپنی لڑکی کا میرے ساتھ نکاح کر دیا پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ولیمہ کرو، صحابہ کرام نے رقم جمع کر کے بکری خریدی ربیعہ کی جانب سے ولیمہ کی دعوت کی گئی اور حضرت ربیعہ کی جانب سے کھانا کھلایا گیا۔

● سابقہ انبیاء کرام میں سے کسی نبی علیہ السلام کا صحابی نہایت عابد تھا جب نبی کو عابد کی حسن عبادت کا بتایا گیا تو اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ آدمی بہتر ہوتا اگر تارک سنت یعنی تارک نکاح نہ ہوتا عابد نے عرض کیا میں فقیر ہوں میرے پاس کچھ نہیں میں کیسے شادی کروں میں فقیر ہوں اس لئے نکاح نہیں کر رہا تو اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کا نکاح اس عابد سے کر دیا۔

● حضرت بشر حافی اور امام احمد بن حنبل ہم زمان تھے حضرت بشر حافی نے شادی نہیں کی تھی اور امام احمد نے متعدد شادیاں کی تھیں حضرت بشر حافی فرمایا کرتے تھے احمد بن حنبل مجھ سے تین امور میں فضیلت رکھتے ہیں اول وہ اپنے لئے اور غیروں کے لئے رزق حلال طلب کرتے ہیں اور میں صرف اپنے لئے رزق تلاش کرتا ہوں دوم احمد کو نکاح کرنے کی طاقت دی گئی ہے اور مجھے نہیں دی گئی، سوم وہ لوگوں کے امام ہیں اور میں امام نہیں ہوں۔

● امام احمد بن حنبل کی بیوی ام عبداللہ فوت ہوئیں تو آپ نے دوسرے دن دوسری شادی کر لی۔

● مروی ہے کہ بشر حافیؒ کو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا جنت میں بلند درجہ عطا فرمایا

لیکن شادی والے لوگوں کے درجات سے بہت کم ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر شادی کر لیتا تو بہتر ہوتا۔

- حضرت سفیان بن عینیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ازواج کی کثرت دنیا سے نہیں ہے کیونکہ حضرت علی سید الزاہدین تھے حالانکہ آپ کے پاس ایک وقت میں چار بیویاں اور سترہ لونڈیاں موجود رہتی تھیں۔ (لیکن آپ نے یہ بیویاں حضرت فاطمہ الزہراء کی وفات کے بعد کیں تھیں) حضرت سفیان نے فرمایا اگر کوئی شخص بیوی اور اولاد کے لئے جواز شرعی کے بغیر مطالبات کی وجہ سے حرام مال جمع کرنا شروع کر دے تو وہ شخص ہلاک ہو جائے گا۔

حدیث شریف میں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ مرد کی ہلاکت اس کی بیوی اور والدین اور اولاد کی وجہ سے ہو گی۔ یہ لوگ مرد کو فقیر ہونے کے طعنے دیں گے اور ایسے مطالبے کریں گے جن کی مرد طاقت نہیں رکھتا ہو گا۔ تو وہ مرد ایسے مداخل میں داخل ہو جائے گا۔ جس میں اس کا دین ضائع ہو جائے گا اور وہ ہلاک ہو گا۔ (ہمارے دور ۲۰۰۴ء میں اکثر لوگوں کا یہی حال ہے) (العیاذ باللہ) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْاَوْلَادِ وَالْاَمْوَالِ۔

نکاح کی تعریف اور مسائل

تعریف:

فقہاء کے نزدیک نکاح ایک ایسے عقد کا نام ہے جس میں عاقدین میں سے ایک کی طرف سے ایجاب ہو اور دوسرے کی طرف سے قبول ہو یا ایک ہی

لیکن شادی والے لوگوں کے درجات سے بہت کم ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر شادی کر لیتا تو بہتر ہوتا۔

● حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ازواج کی کثرت دنیا سے نہیں ہے کیونکہ حضرت علی سید الزاہدین تھے حالانکہ آپ کے پاس ایک وقت میں چار بیویاں اور سترہ لونڈیاں موجود رہتی تھیں۔ (لیکن آپ نے یہ بیویاں حضرت فاطمہ الزہراء کی وفات کے بعد کیں تھیں) حضرت سفیان نے فرمایا اگر کوئی شخص بیوی اور اولاد کے لئے جواز شرعی کے بغیر مطالبات کی وجہ سے حرام مال جمع کرنا شروع کر دے تو وہ شخص ہلاک ہو جائے گا۔

حدیث شریف میں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ مرد کی ہلاکت اس کی بیوی اور والدین اور اولاد کی وجہ سے ہو گی۔ یہ لوگ مرد کو فقیر ہونے کے طعنے دیں گے اور ایسے مطالبے کریں گے جن کی مرد طاقت نہیں رکھتا ہو گا۔ تو وہ مرد ایسے مداخل میں داخل ہو جائے گا۔ جس میں اس کا دین ضائع ہو جائے گا اور وہ ہلاک ہو گا۔ (ہمارے دور ۲۰۰۴ء میں اکثر لوگوں کا یہی حال ہے) (العیاذ باللہ) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْاَوْلَادِ وَالْاَمْوَالِ۔

نکاح کی تعریف اور مسائل

تعریف:

فقہاء کے نزدیک نکاح ایک ایسے عقد کا نام ہے جس میں عاقدین میں سے ایک کی طرف سے ایجاب ہو اور دوسرے کی طرف سے قبول ہو یا ایک ہی

آدمی کی ایسی کلام ہو جو ایجاب وقبول کے قائم مقام ہو جس طرح متولی الطرفین کی کلام ہوتی ہے۔ نکاح اور عقد ایجاب اور قبول اور ایجاب وقبول میں باہمی ارتباط کے مجموعہ کا نام ہے۔ یہی نکاح کی ماہیت اور حقیقت ہے۔

۱۔ اس نکاح سے مرد کے لئے وہ منکوحہ (جس کے نکاح کے جواز میں مانع شرعی نہیں تھا) کے جسم سے ازدواجی نفع اُٹھانا حلال ہو جاتا ہے اور منکوحہ کے جسم سے ازدواجی منافع کا ملک خاص حاصل ہو جاتا ہے اور ناکح اور منکوحہ کو ایک دوسرے کے اعضاء سے نفع اُٹھانے کا جواز حاصل ہو جاتا ہے۔ چونکہ ہر شیء کا مملوک ہونا اس شیء کی حیثیت سے ہوتا ہے اس لئے شوہر بیوی کے اعضاء سے خاص نفع اُٹھا سکتا ہے لیکن اس ملک سے شوہر اپنی زوجہ کے عضو مخصوص کے ازدواجی منافع یا دیگر اعضاء کے منافع فروخت نہیں کر سکتا۔ اسی طرح میاں بیوی کے لئے ایک دوسرے کے اعضاء سے حد شرعی تک نفع اُٹھانا جائز ہوتا ہے مطلقاً نفع اُٹھانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ مثلاً حیض کی حالت میں زوج بیوی سے ازدواجی نفع نہیں اُٹھا سکتا اسی طرح شوہر زوجہ کی دبر میں شہوت رانی نہیں کر سکتا۔

۲۔ چونکہ مرد کو نکاح کے بعد زوجہ سے ازدواجی نفع اُٹھانے کا دائمی حق حاصل ہو جاتا ہے۔ اس لئے زوجہ شوہر کو ہمبستری سے منع نہیں کر سکتی اور زوجہ کو شوہر سے صرف ایک مرتبہ زوجیت کا عمل حاصل کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے لیکن بار بار ازدواجی عمل ادا کرنا شوہر پر واجب نہیں ہوتا اس لئے ایک مرتبہ وظیفہ زوجیت ادا ہو جانے پر عورت کے لئے شوہر سے فسخ نکاح کے طلب کرنے کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔ اور ایک مرتبہ کے بعد اگر مرد دوبارہ

کبھی وظیفہ زوجیت ادا نہ کرے تو گنہگار نہیں ہوگا۔ اور چونکہ شوہر ازدواجی منافع کا مالک ہو جاتا ہے اس لئے شوہر اپنی بیوی سے جب مانع شرعی نہ ہو جبر اور اکراہ سے بھی وطی کر سکتا ہے لیکن بیوی شوہر کو سوائے ایک مرتبہ کے بار بار وظیفہ زوجیت کے حصول پر مجبور نہیں کر سکتی کیونکہ ازدواجی عمل شوہر کا حق ہے بیوی کا نہیں ہے۔ البتہ اخلاقاً شوہر پر واجب ہے کہ زوجہ کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے وقتاً فوقتاً اور کم از کم ہر چوتھے دن بیوی کے ساتھ ہم بستری کر لیا کرے بشرطیکہ بیوی کی خواہش بھی ہو اور شوہر کی بشاشت بھی ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مرد کے لئے چار بیویاں کرنے کی اجازت دی ہے۔ ہر بیوی کی باری کا دن چوتھا دن بنتا ہے۔ مذکورہ تفصیل حقوق اور وجوب کے حوالہ سے ہے ورنہ زوجین جب چاہیں جس وقت چاہیں دن ہو یا رات اپنی خواہشات پوری کر سکتے ہیں۔ تفصیل مباشرت کے باب میں ملاحظہ کیجئے۔

الحاصل:

نکاح صرف ایجاب اور قبول کا نام نہیں اور نہ فقط ارتباط کا نام ہے۔ بلکہ تینوں ایجاب اور قبول اور ایجاب وقبول کے باہمی ارتباط کا نام اور ایجاب اور قبول کا ارتباط اتحاد مجلس سے ہو سکتا ہے۔ ان تینوں میں سے کسی ایک کی نفی یا دو کی نفی یا تینوں کی نفی ہونے پر نکاح نہیں ہوگا۔ صرف ایجاب ہو قبول نہ ہو یا صرف قبول ہو ایجاب نہ ہو یا ایجاب اور قبول تو ہوں۔ لیکن اتحاد مجلس نہ ہونے کی وجہ سے ان میں ارتباط نہ ہو تینوں صورتوں میں نکاح نہیں ہوگا۔ شامی میں ہے:

کبھی وظیفہ زوجیت ادا نہ کرے تو گنہگار نہیں ہوگا۔ اور چونکہ شوہر ازدواجی منافع کا مالک ہوجاتا ہے اس لئے شوہر اپنی بیوی سے جب مانع شرعی نہ ہو جبر اور اکراہ سے بھی وطی کرسکتا ہے لیکن بیوی شوہر کو سوائے ایک مرتبہ کے بار بار وظیفہ زوجیت کے حصول پر مجبور نہیں کرسکتی کیونکہ ازدواجی عمل شوہر کا حق ہے بیوی کا نہیں ہے۔البتہ اخلاقاً شوہر پر واجب ہے کہ زوجہ کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے وقتاً فوقتاً اور کم ازکم ہر چوتھے دن بیوی کے ساتھ ہم بستری کرلیا کرے بشرطیکہ بیوی کی خواہش بھی ہو اور شوہر کی بشاشت بھی ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مرد کے لئے چار بیویاں کرنے کی اجازت دی ہے۔ ہر بیوی کی باری کا دن چوتھا دن بنتا ہے۔ مذکورہ تفصیل حقوق اور وجوب کے حوالہ سے ہے ورنہ زوجین جب چاہیں جس وقت چاہیں دن ہو یا رات اپنی خواہشات پوری کرسکتے ہیں۔تفصیل مباشرت کے باب میں ملاحظہ کیجئے۔

الحاصل:

نکاح صرف ایجاب اور قبول کا نام نہیں اور نہ فقط ارتباط کا نام ہے۔ بلکہ تینوں ایجاب اور قبول اور ایجاب وقبول کے باہمی ارتباط کا نام اور ایجاب اور قبول کا ارتباط اتحاد مجلس سے ہوسکتا ہے۔ان تینوں میں سے کسی ایک کی نفی یا دو کی نفی یا تینوں کی نفی ہونے پر نکاح نہیں ہوگا۔صرف ایجاب ہو قبول نہ ہو یا صرف قبول ہو ایجاب نہ ہو یا ایجاب اور قبول تو ہوں۔لیکن اتحاد مجلس نہ ہونے کی وجہ سے ان میں ارتباط نہ ہو تینوں صورتوں میں نکاح نہیں ہوگا۔شامی میں ہے:

فلیس العقد الشرعی مجرد الایجاب والقبول ولا الارتباط وحده بل هو مجموع الثلاثة۔

یعنی شرعی عقد اور نکاح فقط ایجاب اور قبول نہیں اور نہ فقط ارتباط بلکہ تینوں کے مجموعہ کا نام ہے۔

نکاح کی اقسام:

عوارض خارجیہ کی وجہ سے نکاح کرنے کے چھ اقسام ہیں۔ (۱) فرض (۲) واجب (۳) سنت مؤکدہ (۴) مباح (۵) مکروہ تحریمی (۶) حرام۔

۱۔ اگر کسی شخص کے لئے نکاح کے بغیر زنا سے بچنا ممکن نہیں یہ کہ وہ مغلوب الشہوت ہے اور اسے مہر اور نفقہ پر قدرت بھی حاصل ہے اور اُسے بیوی پر ظلم کرنے اور ترک فرائض اور سنن کا خوف بھی نہیں اور اسے لونڈی خریدنے کی طاقت بھی نہیں ہے اور روزوں سے بھی جماع کی طلب کی شدت میں کمی واقع ہونے کا امکان نہیں ہے تو اس شخص پر نکاح کرلینا فرض ہے۔

۲۔ اگر کسی شخص کے لئے زنا سے بچنا ممکن ہے اگرچہ ازدواجی عمل کے لئے شدید اشتیاق ہے اور لونڈی خریدنے کی طاقت بھی نہیں اور روزوں سے بھی طلب میں کمی واقع ہونے کا امکان نہیں اور مہر اور نفقہ کی استطاعت موجود ہے تو اس شخص کے لئے نکاح کرلینا واجب ہے۔

۳۔ کسی شخص کے لئے سابقہ دونوں حالتوں میں اگر ظلم سے اجتناب نہ ہونے اور حقوق واجبہ ادا نہ کرسکنے کا ظن غالب ہے یا ظلم سے احتراز اور حقوق ادا کرنے کا ظن تو ہے لیکن مہر یا نفقہ کی استطاعت نہیں ہے اور ہونے والی

منکوحہ سے معاف ہو جانے کا امکان بھی نہیں ہے اور قرض لینا بھی مشکل ہے تو اس شخص کے لئے نکاح کرنا مکروہ ہے۔

۴۔ حالت اعتدال میں کہ قضاء شہوت کے لئے شدت اشتیاق نہ ہو اور وظیفہ زوجیت ادا کرنے اور مہر اور نفقہ پر قدرت ہو اور زنا میں وقوع کا اندیشہ نہ ہو اور ترک فرائض اور ارتکاب ظلم کا خوف نہ ہو اور نکاح سے مقصود تحصیل عفت اور طلب اولاد اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو تو یہ نکاح سنت مؤکدہ ہے۔ اور باعث اجر وثواب ہے۔

۵۔ اگر مذکورہ حالت اعتدال میں شوہر کی نیت صرف قضاء شہوت اور حصول لذت ہو تو نکاح کرنا مباح ہے۔

۶۔ اگر نکاح کا ارادہ کرنے والے شخص کو ظلم کا قوی یقین ہو یا نامرد ہونے کی وجہ سے وظیفہ زوجیت پر قدرت نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے نکاح کرنا حرام ہے۔

● معلوم ہوا وہ لوگ جو تندرست اور صاحب استطاعت ہونے کے باوجود شادی نہیں کرتے اور انہیں بیوی پر جور اور ظلم کا اندیشہ بھی نہیں ہوتا، وہ سنت مؤکدہ کے ترک کی وجہ سے گنہگار ہیں۔ اگرچہ انہیں زنا میں واقع ہونے اور شدت اشتیاق کا خوف نہیں ہوتا پھر بھی نکاح کے تارک گنہگار ہیں۔ اور جو لوگ نان ونفقہ اور مہر ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے ان کے لئے نکاح کر لینا مکروہ تحریمی ہوگا۔ بشرطیکہ انہیں بیوی نفقہ اور مہر معاف نہ کرے اور اگر بیوی اپنا حق مہر اور نان ونفقہ معاف کر دے تو انہیں نکاح کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔ اور اگر بیوی کی طرف سے مہر اور نان ونفقہ کے مطالبہ سے دستبرداری کے باوجود وہ لوگ نکاح نہ کریں تو انہیں کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

منکوحہ سے معاف ہو جانے کا امکان بھی نہیں ہے اور قرض لینا بھی مشکل ہے تو اس شخص کے لئے نکاح کرنا مکروہ ہے۔

۴۔ حالت اعتدال میں کہ قضاءِ شہوت کے لئے شدت اشتیاق نہ ہو اور وظیفہ زوجیت ادا کرنے اور مہر اور نفقہ پر قدرت ہو اور زنا میں وقوع کا اندیشہ نہ ہو اور ترک فرائض اور ارتکاب ظلم کا خوف نہ ہو اور نکاح سے مقصود تحصیل عفت اور طلب اولاد اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو تو یہ نکاح سنت مؤکدہ ہے۔ اور باعث اجر وثواب ہے۔

۵۔ اگر مذکورہ حالت اعتدال میں شوہر کی نیت صرف قضاءِ شہوت اور حصول لذت ہو تو نکاح کرنا مباح ہے۔

۶۔ اگر نکاح کا ارادہ کرنے والے شخص کو ظلم کا قوی یقین ہو یا نامرد ہونے کی وجہ سے وظیفہ زوجیت پر قدرت نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے نکاح کرنا حرام ہے۔

● معلوم ہوا وہ لوگ جو تندرست اور صاحب استطاعت ہونے کے باوجود شادی نہیں کرتے اور انہیں بیوی پر جور اور ظلم کا اندیشہ بھی نہیں ہوتا، وہ سنت مؤکدہ کے ترک کی وجہ سے گنہگار ہیں۔ اگرچہ انہیں زنا میں واقع ہونے اور شدت اشتیاق کا خوف نہیں ہوتا پھر بھی نکاح کے تارک گنہگار ہیں۔ اور جو لوگ نان ونفقہ اور مہر ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے ان کے لئے نکاح کر لینا مکروہ تحریمی ہوگا۔ بشرطیکہ انہیں بیوی نفقہ اور مہر معاف نہ کرے اور اگر بیوی اپنا حق مہر اور نان ونفقہ معاف کر دے تو انہیں نکاح کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔ اور اگر بیوی کی طرف سے مہر اور نان ونفقہ کے مطالبہ سے دستبرداری کے باوجود وہ لوگ نکاح نہ کریں تو انہیں کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

● اور جنسی مریض نوجوان یا بوڑھے جو ازدواجی عمل ادا کرنے کی قدرت نہیں رکھتے انہیں نکاح کرنے سے پہلے علاج کرانا ضروری ہے اگر علاج سے بھی وظیفہ زوجیت ادا کرنے کی قدرت حاصل نہیں ہوئی تو ان کے لئے نکاح کرنا حرام ہے جس طرح ظلم کرنے کا یقین رکھنے والے کو نکاح کرنا حرام ہے۔

نکاح کے مسائل

● نکاح مسجد میں کرنا اور نکاح کا اعلان کرنا دونوں مستحب ہیں۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اَعْلِنُوْا هٰذَا النِّكَاحَ وَاجْعَلُوْهُ فِي الْمَسَاجِدِ وَاضْرِبُوْا عَلَيْهِ بِالدُّفُوْفِ (ترمذی)

اس نکاح کا اعلان کرو اور مسجدوں میں نکاح کیا کرو اور نکاح پر دف بجاؤ۔

معلوم ہوا نکاح کا اعلان کرنا اور نکاح مساجد میں کرنا مستحب ہے اور نکاح کے وقت مساجد میں اسپیکر پر اعلان یا ایجاب وقبول کرانا بھی مستحب ہے اور نکاح ہونے سے پہلے یا بعد میں اور عین نکاح کے وقت ڈھول بجانا بھی مستحب ہے۔

● ہمارے علاقہ ضلع بھکرولیہ وغیرہا میں جاہل لوگ اسپیکر پر نکاح پڑھوانے کو غیرت کے خلاف تصور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مستورات کا اسپیکر پر بوقت نکاح نام لینا غیرت کے خلاف ہے حالانکہ سب سے بڑی بے حیائی اور بے غیرتی حدیث پر عمل نہ کرنا ہے۔ جب حضور علیہ السلام کا استحبابی فرمان عالیشان ہے کہ نکاح کا اعلان کرو تو اس حکم پر عمل کرنے کو بے غیرتی کیسے کہا جا سکتا ہے۔

● نیز ہمارے سلسلہ نقشبندیہ کے غیر عالم صوفیوں میں مشہور ہے کہ جس نکاح کے کھانے یا ولیمہ میں ڈھول کی آواز سنی جائے وہاں طعام کھانا بھی حرام ہو جاتا ہے۔ وہ صوفی اس قول کی نسبت اکابر مشائخ نقشبندیہ حضرت بایزید بسطامی وغیرہ کی طرف کرتے ہیں کہ انہوں نے ایسا فرمایا تھا چنانچہ ہمارے بعض نقشبندی حضرات نکاح اور شادی میں دف بجانے کو ناجائز کہتے ہیں اور اس حدیث پر عمل نہیں کرتے بلکہ ان کے دف بجانے کو گناہ سمجھتے ہیں۔شاید ان کے نزدیک حدیث مبارک پر عمل کرنا گناہ ہوتا ہوگا۔نعوذ باللہ من ذالک۔

● شریعت میں دف یا ڈھول رخصتی یا نکاح کے وقت بجانا مستحب ہے۔ بشرطیکہ اس میں افراط نہ ہو کہ دن رات اسی ڈھول اور باجوں میں مشغول رہیں اور ڈھول تماشہ میں خلاف شرع بھی کوئی کام نہ ہو۔ بخاری شریف میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ فَزَفْنَا اِمْرَءَةً اِلٰى رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا يَكُوْنُ مَعَهُمْ لَهْوٌ فَاِنَّ الْاَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں ہم نے ایک عورت کو ایک انصاری آدمی کی طرف اجتماع کے ساتھ رخصت کیا تو حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کیا اُنکے ساتھ لہو نہیں تھا کیونکہ انصار لہو کو پسند کرتے ہیں۔

ترمذی اور نسائی میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

فصل ما بین الحلال والحرام الدف والصوت۔

یعنی حلال اور حرام میں فرق دف بجانا اور آواز ہے۔

معلوم ہوا دف اور غنا نکاح اور رخصتی کے وقت مستحب ہے۔ بعض صوفیاء کرام کا یہ

● نیز ہمارے سلسلہ نقشبندیہ کے غیر عالم صوفیوں میں مشہور ہے کہ جس نکاح کے کھانے یا ولیمہ میں ڈھول کی آواز سنی جائے وہاں طعام کھانا بھی حرام ہو جاتا ہے۔ وہ صوفی اس قول کی نسبت اکابر مشائخ نقشبندیہ حضرت بایزید بسطامی وغیرہ کی طرف کرتے ہیں کہ انہوں نے ایسا فرمایا تھا چنانچہ ہمارے بعض نقشبندی حضرات نکاح اور شادی میں دف بجانے کو ناجائز کہتے ہیں اور اس حدیث پر عمل نہیں کرتے بلکہ ان کے دف بجانے کو گناہ سمجھتے ہیں۔ شاید ان کے نزدیک حدیث مبارک پر عمل کرنا گناہ ہوتا ہوگا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

● شریعت میں دف یا ڈھول رخصتی یا نکاح کے وقت بجانا مستحب ہے۔ بشرطیکہ اس میں افراط نہ ہو کہ دن رات اسی ڈھول اور باجوں میں مشغول رہیں اور ڈھول تماشہ میں خلاف شرع بھی کوئی کام نہ ہو۔ بخاری شریف میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ فَزَفَفْنَا اِمْرَءَ ةً اِلٰی رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا یَکُوْنُ مَعَهُمْ لَهْوٌ فَاِنَّ الْاَنْصَارَ یُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں ہم نے ایک عورت کو ایک انصاری آدمی کی طرف اجتماع کے ساتھ رخصت کیا تو حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کیا اُنکے ساتھ لہو نہیں تھا کیونکہ انصار لہو کو پسند کرتے ہیں۔

ترمذی اور نسائی میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

فصل ما بین الحلال والحرام الدف والصوت۔

یعنی حلال اور حرام میں فرق دف بجانا اور آواز ہے۔

معلوم ہوا دف اور غنا نکاح اور رخصتی کے وقت مستحب ہے۔ بعض صوفیاء کرام کا یہ

کہنا کہ ہمارے مشائخ ان احادیث پر عمل نہیں کرتے تھے بلکہ جہاں دف اور صوت ہوتا تھا اس جگہ کھانا بھی نہیں کھاتے تھے۔ میرے خیال میں اکابر مشائخ پر افتراء ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ شادی کے موقع پر لہو اور دف میں افراط نہ ہو کہ دن رات اسی میں صرف ہوں نیز کسی مانع شرعی کا ارتکاب بھی نہ ہو۔ افراط اور مانع شرعی کے ارتکاب کی وجہ سے دف اور لہو حرام ہو جاتا ہے۔ لیکن شرائط کے ساتھ دف اور صوت مستحب ہے۔ اگر بعض علماء یا مشائخ نے اس کو ناجائز کہا ہے تو ان کے قول کی توجیہ کی جائے گی کہ انہوں نے افراط یا موانع شریعت کی وجہ سے ڈھول اور غنا کو نکاح اور زفاف/ رخصتی اور ولیمہ کے وقت ناجائز کہا ہوگا۔ اگر موانع نہ ہوں اور افراط بھی نہ ہو تو بالاتفاق مستحب ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

● جمعہ کے دن نکاح کرنا مستحب ہے اور اگر بالفرض جمعہ کے دن عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ ہو جائے تو نمازِ عید اور جمعہ کی نماز کے درمیانی وقت میں نکاح نہ کیا جائے تاکہ نمازیں اپنے وقت پر ادا کی جاسکیں۔ حدیث شریف **لا نکاح بین العیدین**۔ (ترجمہ) دو عیدوں کے درمیان نکاح نہ کیا جائے اس حدیث سے بعض لوگوں نے یہ سمجھا کہ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے درمیان یعنی شوال اور ذیقعد اور ذی الحج کے پہلے عشرہ میں نکاح کرنا جائز نہیں ہے حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ عیدین سے عید اور جمعہ مراد ہے۔ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ مراد نہیں۔ لہٰذا اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ عید کی نماز اور جمعہ کی نماز کے درمیان نکاح نہ کیا جائے تاکہ نمازوں کے پڑھنے میں تاخیر نہ ہو خود ام المؤمنین حضرت عائشہ کا نکاح شوال میں ہوا تھا۔ اور نمازِ جمعہ کے بعد عیدین کے دنوں میں بھی نکاح کرنا مستحب ہے۔ جیسے دوسرے جمعوں میں مستحب ہے۔

- اور مستحب ہے کہ عورت کا وکیل یا ولی عصبات سے ہو اور عادل ہو اور نکاح کے گواہ بھی عادل ہوں اگر عاقد (نکاح کر دینے والا) فاسق ہو اور فاسق گواہوں کی موجودگی میں نکاح کر دے تو بھی نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ اسی طرح عاقد اگر عصبات سے نہ ہو تو بھی نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ لیکن مستحب ہے کہ عاقد اور گواہ فاسق نہ ہوں۔
- نکاح کے اخراجات اور مہر وغیرہ کے مصارف کے لئے رقم نہ ہو تو قرضہ اُٹھانا بھی جائز ہے بلکہ اگر قرضہ واپس کر دینے کی امید ہو تو نکاح کرنے پر قرضہ اُٹھانا مستحب ہے کیونکہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تین آدمیوں کی مدد اپنے اوپر لازم فرما لی ہے ایک مکاتب جو بدل کتابت ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے دوم نکاح کرنے والا جو عفت اور پاکدامنی کا ارادہ رکھتا ہے سوم اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے جہاد کرنے والا اس لئے نکاح کرنے والے کے پاس اگر اتنے پیسے نہیں ہیں جن سے شادی کے مسنون اخراجات کی کفایت ہو تو اس کو قرضہ اُٹھانا مستحب ہے اللہ تعالیٰ ادا کرنے میں مدد فرمائے گا۔

نکاح کے فوائد

نکاح کرنے کے پانچ فائدے ہیں اول اولاد کا ہونا، دوم کسر شہوت، سوم گھر کی تدبیر، چہارم اقرباء کی کثرت، پنجم بیوی اور اولاد کی کفالت کا مجاہدۃ۔

نکاح کرنے کا پہلا فائدہ:

اولاد ہے اور اصل یہی فائدہ ہے کیونکہ مشیت الٰہی ہے کہ انسانی نسل قائم اور باقی رہے۔ مذکر اور مؤنث میں شہوت کی تخلیق سے یہی مقصود ہے اولاد کی وجہ

- اور مستحب ہے کہ عورت کا وکیل یا ولی عصبات سے ہو اور عادل ہو اور نکاح کے گواہ بھی عادل ہوں اگر عاقد (نکاح کر دینے والا) فاسق ہو اور فاسق گواہوں کی موجودگی میں نکاح کر دے تو بھی نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ اسی طرح عاقد اگر عصبات سے نہ ہو تو بھی نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ لیکن مستحب ہے کہ عاقد اور گواہ فاسق نہ ہوں۔
- نکاح کے اخراجات اور مہر وغیرہ کے مصارف کے لئے رقم نہ ہو تو قرضہ اُٹھانا بھی جائز ہے بلکہ اگر قرضہ واپس کر دینے کی امید ہو تو نکاح کرنے پر قرضہ اُٹھانا مستحب ہے کیونکہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تین آدمیوں کی مدد اپنے اوپر لازم فرما لی ہے ایک مکاتب جو بدل کتابت ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے دوم نکاح کرنے والا جو عفت اور پاکدامنی کا ارادہ رکھتا ہے سوم اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے جہاد کرنے والا اس لئے نکاح کرنے والے کے پاس اگر اتنے پیسے نہیں ہیں جن سے شادی کے مسنون اخراجات کی کفایت ہو تو اس کو قرضہ اُٹھانا مستحب ہے اللہ تعالیٰ ادا کرنے میں مدد فرمائے گا۔

نکاح کے فوائد

نکاح کرنے کے پانچ فائدے ہیں اول اولاد کا ہونا، دوم کسر شہوت، سوم گھر کی تدبیر، چہارم اقرباء کی کثرت، پنجم بیوی اور اولاد کی کفالت کا مجاہدہ۔

نکاح کرنے کا پہلا فائدہ:

اولاد ہے اور اصل یہی فائدہ ہے کیونکہ مشیت الٰہی ہے کہ انسانی نسل قائم اور باقی رہے۔ مذکر اور مؤنث میں شہوت کی تخلیق سے یہی مقصود ہے اولاد کی وجہ

سے چار قسم کی عبادت حاصل ہوتی ہے۔ اول اللہ تعالیٰ کی محبت میں موافقت کہ اللہ تعالیٰ جنس انسان سے عالم کو خالی نہیں کرنا چاہتا۔ دوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی طلب کہ آپ کو امت کی کثرت مطلوب اور محبوب ہے، سوم اولاد کی دعاؤں سے برکت اور ثواب کی طلب، چہارم بلوغ سے قبل فوت ہونے والے بچوں کی شفاعت کی طلب۔ اول اور دوم اس لئے کہ اولاد اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور یہ امر بالکل واضح ہے یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا گھر کے کونا میں پڑی چٹائی اس بیوی سے بہتر ہیے جو بانجھ ہو دوسری حدیث میں ہے اولاد کی صلاحیت رکھنے والی بدصورت بیوی بہتر ہے، خوبصورت اور بانجھ بیوی سے۔ تیسری وجہ کہ اولاد کی دعا سے برکت حاصل ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے جب انسان فوت ہو جاتا ہے اس کے سارے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین عمل باقی اور جاری رہتے ہیں، علم نافع اور صدقہ جاریہ اور ولد صالح جو دعا کرتے رہتے ہیں۔ اولاد کی دعائیں اور استغفار والدین کو نور کے طاس میں پیش کئے جاتے ہیں۔ اور اولاد کی وجہ سے میت کو ثواب ملتا رہتا ہے کیونکہ اولاد والدین کے کسب سے ہے۔ نیز اولاد کو بھی والدین کی وجہ سے فائدہ ہوتا ہے۔ قرآنِ مجید میں ہے: **اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّاتِهِمْ وَمَا اَلَتْنَا مِنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ**۔ یعنی صالحین کی اولادوں کو ہم نے صالحین کے ساتھ لاحق کر دیا یعنی جنت میں (اگرچہ اولاد غیر صالح تھی) اور ہم نے صالحین آباء کے عمل سے کسی قسم کی کمی نہیں کی۔ معلوم ہوا گنہگار اولاد کے الحاق سے صالحین آباء و اجداد کے اعمال میں کمی نہیں آتی اور اولاد کا جنت میں صالحین کے ساتھ الحاق اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کی وجہ سے ہوگا۔

چوتھی وجہ کہ بلوغ سے پہلے فوت ہونے والے بچے والدین کی شفاعت کریں گے۔ حدیث شریف میں ہے طفل (بچہ) اپنے ابوین کو کپڑوں سے کھینچ کر جنت میں لے جائے گا، ایک اور حدیث میں ہے غیر بالغ بچے کو کہا جائے گا جنت میں داخل ہو جا لیکن بچہ جنت کے دروازے پر ناراض اور غصہ کے ساتھ رک جائے گا اور کہے گا میں بغیر والدین کے جنت میں داخل نہیں ہوں گا تو کہا جائے گا اس بچے کے والدین کو بھی بچے کے ساتھ جنت میں داخل کر دو۔ گویا بچے کی وجہ سے والدین کی مغفرت ہو گئی۔

- ایک دوسری حدیث میں وارد ہے نابالغ بچے حساب کے وقت جمع ہو جائیں گے ملائکہ سے کہا جائے گا ان بچوں کو بلا حساب جنت بھیج دو لیکن بچے جنت کے دروازے پر رکے رہیں گے انہیں کہا جائے گا خوشی ہو مسلمانوں کے بچوں کے لئے بچو تم جنت میں بلا حساب داخل ہو جاؤ تو بچے کہیں گے ہمارے باپ اور مائیں کہاں ہیں فرشتے کہیں گے تمہارے باپ اور مائیں تمہاری طرح نہیں ہیں ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کا حساب اور مؤاخذہ ہوگا تو بچے بیک وقت چیخ مار کر روئیں گے اللہ تعالیٰ جو سب سے زیادہ جاننے والا ہے فرمائے گا یہ رونا کیسا ہے ملائکہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! یہ مسلمانوں کے بچے ہیں یہ کہتے ہیں بغیر آباء کے جنت میں داخل نہیں ہوں گے اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ بچو محشر میں موجود لوگوں کے مجمع میں داخل ہو جاؤ اور اپنے اپنے آباء کو ہاتھوں سے پکڑ کر جنت میں لے جاؤ۔
- حدیث شریف میں ہے جس شخص کے تین بچے بالغ ہونے سے پہلے فوت ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ اس شخص کو بچوں کی وجہ سے اپنے فضل اور رحمت سے جنت

چوتھی وجہ کہ بلوغ سے پہلے فوت ہونے والے بچے والدین کی شفاعت کریں گے۔ حدیث شریف میں ہے طفل (بچہ) اپنے ابوین کو کپڑوں سے کھینچ کر جنت میں لے جائے گا، ایک اور حدیث میں ہے غیر بالغ بچے کو کہا جائے گا جنت میں داخل ہو جا لیکن بچہ جنت کے دروازے پر ناراض اور غصہ کے ساتھ رک جائے گا اور کہے گا میں بغیر والدین کے جنت میں داخل نہیں ہوں گا تو کہا جائے گا اس بچے کے والدین کو بھی بچے کے ساتھ جنت میں داخل کر دو۔ گویا بچے کی وجہ سے والدین کی مغفرت ہو گئی۔

● ایک دوسری حدیث میں وارد ہے نابالغ بچے حساب کے وقت جمع ہو جائیں گے ملائکہ سے کہا جائے گا ان بچوں کو بلاحساب جنت بھیج دو لیکن بچے جنت کے دروازے پر رکے رہیں گے انہیں کہا جائے گا خوشی ہو مسلمانوں کے بچوں کے لئے بچو تم جنت میں بلاحساب داخل ہو جاؤ تو بچے کہیں گے ہمارے باپ اور مائیں کہاں ہیں فرشتے کہیں گے تمہارے باپ اور مائیں تمہاری طرح نہیں ہیں ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کا حساب اور مؤاخذہ ہوگا تو بچے بیک وقت چیخ مار کر روئیں گے اللہ تعالیٰ جو سب سے زیادہ جاننے والا ہے فرمائے گا یہ رونا کیسا ہے ملائکہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! یہ مسلمانوں کے بچے ہیں یہ کہتے ہیں بغیر آباء کے جنت میں داخل نہیں ہوں گے اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ بچو محشر میں موجود لوگوں کے مجمع میں داخل ہو جاؤ اور اپنے اپنے آباء کو ہاتھوں سے پکڑ کر جنت میں لے جاؤ۔

● حدیث شریف میں ہے جس شخص کے تین بچے بالغ ہونے سے پہلے فوت ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ اس شخص کو بچوں کی وجہ سے اپنے فضل اور رحمت سے جنت

میں داخل فرمائے گا عرض کی گئی یارسول اللہ اور دو بچے؟ تو آپ نے فرمایا دو بھی۔

● ایک صالح آدمی کی حکایت بیان کی گئی ہے جو ایک عرصہ تک شادی سے انکار کرتے رہے، نیند سے جاگے تو کہنے لگے میری شادی کرو میری شادی کرو اس کی شادی کرا دی گئی لوگوں نے آپ سے وجہ پوچھی تو انہوں نے بیان کیا میں نے خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور خلائق جو موقف میں موجود ہے اس میں، میں بھی ہوں اور مجھے سخت پیاس لگی ہے جس سے گردن ٹوٹ رہی ہے اسی طرح لوگ سخت پیاس کی وجہ سے پریشان ہیں اچانک چھوٹے بچے جن پر نور کا لباس ہے مجمع میں داخل ہو گئے اور سونے اور چاندی کے گلاسوں میں کچھ لوگوں کو پانی پلا رہے ہیں لیکن اکثر لوگوں سے گزر جاتے ہیں، میں نے ایک بچے کی طرف ہاتھ بڑھا کر کہا مجھے سخت پیاس لگی ہے پانی پلا دو تو اس بچے نے کہا یہاں آپ کا کوئی بچہ نہیں ہے ہم مسلمانوں کے بچے ہیں اپنے اپنے آباء کو تلاش کر کے پانی پلا رہے ہیں اسی وجہ سے میں نے اس خواب کے بعد شادی کر لی۔

● بعض علماء فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ سے تقدیم اطفال مراد لیتے ہیں۔ کیونکہ اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں پس اپنی کھیتیوں یعنی بیویوں سے ہمبستری کرو جس طرح چاہو اور اپنے نفسوں کے لئے اولاد کو آگے (آخرت) میں بھیجو۔ ان چار وجوہ سے معلوم ہوا اکثر نکاح کی فضیلت اولاد کی وجہ سے ہے لہٰذا نکاح کر لینا بہتر ہے۔

دوسرا فائدہ:

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ نکاح کر لینے سے شہوت کی گمراہیوں اور شیطان کے اغوا سے محفوظ ہونے کی زیادہ توفیق حاصل ہوتی ہے اور غض بصر اور فرج کی

حفاظت کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ اسی لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا نکاح نصف ایمان ہے اور ایک حدیث میں فرمایا جس شخص نے نکاح کرلیا اس نے آدھا دین محفوظ کرلیا نکاح کرلینے والے کو باقی آدھے دین میں تقویٰ اختیار کرنا چاہئے۔

- زوجین میں شہوت کی تخلیق صرف لذت اُٹھانے کے لئے نہیں بلکہ اولاد کے پیدا کرنے کے لئے ہے نیز دنیا کی شہوت میں لذت سے جنت کی جنسی لذات کے لئے تنبیہ کرنا مقصود ہے تاکہ بندہ اس ناقص دنیاوی لذت سے جنت کی دائمی لذت کاملہ کے حصول کے اسباب کی کوشش کرے اور عبادت اور ریاضت کرے گویا دنیاوی شہوت میں دو زندگیوں کو ودیعت رکھا گیا ہے۔ ایک نکاح کی وجہ سے بقاءِ نسل اور ایک آخرت کی دائمی زندگی۔

- غلبہ شہوت سے گناہ سے بچنے کا صحیح طریقہ نکاح کرلینا ہے اسی لئے فرمایا اَلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ یعنی اگر نکاح نہیں کروگے تو زمین پر فتنہ اور فساد کبیر برپا ہو جائے گا۔ اگر کوئی آدمی صاحب تقویٰ ہو اور آنکھوں اور شرمگاہ کی حفاظت پر اس کو قدرت بھی حاصل ہو لیکن پھر بھی بغیر نکاح کے اس کیلئے زنا کے وسوسوں سے قلب کی حفاظت کرنا بہت مشکل ہوتا ہے حتیٰ کہ ایسے آدمی کو نماز کی حالت میں بھی وسوسے جاری رہتے ہیں اور ایسے برے برے خیالات وارد ہوتے ہیں جن کا بیان کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے نکاح کر لینا ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وسوسوں پر اگرچہ مواخذہ نہیں ہوگا لیکن سالک اور صوفی کے لئے تمام کمالات کا مدار قلب ہے صوفیاء کے نزدیک قلب کا حکم اللہ تعالیٰ کے حق میں زبان کی طرح ہے اس لئے وسوسوں سے نجات حاصل کرنا ضروری ہے۔ اور روزوں پر دوام سے بھی وسوسوں سے نجات نہیں ہوتی اسی

حفاظت کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ اسی لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا نکاح نصف ایمان ہے اور ایک حدیث میں فرمایا جس شخص نے نکاح کرلیا اس نے آدھا دین محفوظ کرلیا نکاح کر لینے والے کو باقی آدھے دین میں تقویٰ اختیار کرنا چاہئے۔

● زوجین میں شہوت کی تخلیق صرف لذت اُٹھانے کے لئے نہیں بلکہ اولاد کے پیدا کرنے کے لئے ہے نیز دنیا کی شہوت میں لذت سے جنت کی جنسی لذات کے لئے تنبیہ کرنا مقصود ہے تاکہ بندہ اس ناقص دنیاوی لذت سے جنت کی دائمی لذت کاملہ کے حصول کے اسباب کی کوشش کرے اور عبادت اور ریاضت کرے گویا دنیاوی شہوت میں دو زندگیوں کو ودیعت رکھا گیا ہے۔ ایک نکاح کی وجہ سے بقاءِ نسل اور ایک آخرت کی دائمی زندگی۔

● غلبہ شہوت سے گناہ سے بچنے کا صحیح طریقہ نکاح کر لینا ہے اسی لئے فرمایا اَلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ یعنی اگر نکاح نہیں کرو گے تو زمین پر فتنہ اور فساد کبیر برپا ہو جائے گا۔ اگر کوئی آدمی صاحب تقویٰ ہو اور آنکھوں اور شرمگاہ کی حفاظت پر اس کو قدرت بھی حاصل ہو لیکن پھر بھی بغیر نکاح کے اس کیلئے زنا کے وسوسوں سے قلب کی حفاظت کرنا بہت مشکل ہوتا ہے حتیٰ کہ ایسے آدمی کو نماز کی حالت میں بھی وسوسے جاری رہتے ہیں اور ایسے برے برے خیالات وارد ہوتے ہیں جن کا بیان کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے نکاح کر لینا ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وسوسوں پر اگرچہ مواخذہ نہیں ہوگا لیکن سالک اور صوفی کے لئے تمام کمالات کا مدار قلب ہے صوفیاء کے نزدیک قلب کا حکم اللہ تعالیٰ کے حق میں زبان کی طرح ہے اس لئے وسوسوں سے نجات حاصل کرنا ضروری ہے۔ اور روزوں پر دوام سے بھی وسوسوں سے نجات نہیں ہوتی اسی

لئے حضرت ابن عباس نے فرمایا لَا يَتِمُّ نُسُكُ النَّاسِكِ اِلَّا بِالنِّكَاحِ یعنی عابد کی عبادۃ بغیر نکاح کے تام نہیں ہوتی۔

● بعض مفسرین نے آیت وَلَا تُحَمِّلْنَا مَالَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ کا ترجمہ غلبہ شہوت سے کیا ہے یعنی اے ہمارے رب! غلبہ شہوت جس کے دفاع کی ہمیں طاقت نہیں وہ ہم سے نہ اٹھوا۔

حضرت عکرمہ اور مجاہد خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا سے کہ مرد عورتوں سے صبر کرنے میں ضعیف پیدا کیا گیا ہے، مراد لیتے ہیں۔

بعض مفسرین نے مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ سے مراد ذکر کا انتشار لیا ہے۔ معلوم ہوا غلبہ شہوۃ شیطان کا قوی ترین آلہ ہے جس سے شیطان انسان کو گمراہ کرتا ہے اسی لئے حدیث شریف میں ہے مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِيْنٍ اَغْلَبَ لِذَوِي الْاَلْبَابِ مِنْكُمْ یعنی عورتوں سے فرمایا میں نے تم سے ناقصات عقل اور دین عقلمندوں پر غالب آنے والی کوئی چیز نہیں دیکھی یعنی جائے تعجب ہے کہ عورتیں خود ناقص عقل اور دین ہیں لیکن کامل العقل اور کامل الدین مردوں پر غالب ہیں بلکہ اغلب ہیں اسی لئے آپ دعا فرمایا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَقَلْبِيْ وَشَرِّ مَنِيِّيْ یعنی اے اللہ میں تیرے ساتھ اپنی سمع اور بصر اور قلب اور مادہ تولید کے شر سے پناہ چاہتا ہوں، ایک دعا میں ہے اَسْئَلُكَ اَنْ تُطَهِّرَ قَلْبِيْ وَ تَحْفَظَ فَرْجِيْ یعنی میں تجھ سے اپنے قلب کی طہارت اور فرج کی حفاظت کا سوال کرتا ہوں۔

● حضرت جنید بغدادی فرمایا کرتے تھے میں جس طرح غذا کا محتاج ہوں اسی طرح جماع کا محتاج ہوں لہٰذا تحقیق یہ ہے کہ زوجہ طہارت قلب کا سبب ہے

اسی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر کسی اجنبی عورت پر نظر پڑے اور اس کی طرف نفس بے تاب ہو جائے تو وہ شخص فوراً اپنی بیوی سے مباشرت کرے۔

● حضرت جابر سے روایت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ایک عورت گزری آپ نے اُسے دیکھا آپ فوراً گھر تشریف لے گئے اپنی بیوی حضرت زینب سے حاجت پوری فرمائی اور واپس تشریف لائے فرمایا بے شک عورت جب سامنے آتی ہے تو شیطان کی صورت کے ساتھ سامنے آتی ہے اگر تم میں سے کوئی ایک شخص کسی عورت کو دیکھے اور وہ عورت اس کو اچھی لگے تو اپنی بیوی سے شہوت پوری کر لے کیونکہ بیوی کے ساتھ بھی وہی چیز ہے جو دوسری عورت کے ساتھ ہے۔ اور فرمایا مُغِیّبَاتُ (جن عورتوں کے شوہر غائب ہوں) پر مت داخل ہوا کرو کیونکہ شیطان تمہارے ساتھ ہے اور شیطان تمہارے ایک کے جسم میں خون کی طرح جاری ہوتا ہے صحابہ کرام نے عرض کیا آپ کے ساتھ بھی شیطان ہے آپ نے فرمایا میرے ساتھ بھی شیطان ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے میری اس پر اعانت فرمائی ہے وہ مسلمان ہو گیا ہے یا فرمایا میں اسکے شر سے محفوظ ہوں۔

● حضرت عبداللہ بن عمر سے حکایت کی جاتی ہے کہ آپ روزہ بیوی کے ساتھ مباشرت کرنے سے افطار فرماتے تھے اور بعد میں کھاتے پیتے تھے۔ اور بسا اوقات عشاء کی نماز سے پہلے تین بیویوں/ لونڈیوں سے ہمبستری فرما کر پھر نماز پڑھتے تھے۔ حالانکہ نہایت زاہد اور عظیم عالم تھے۔ عرب میں اکثر مغلوب الشہوۃ لوگ ہوتے ہیں اس لئے عرب صالحین زیادہ شادیاں کرتے ہیں۔

● روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس سے خلوت میں ایک نوجوان نے مسئلہ پوچھا کہ میں نوجوان ہوں بیوی نہیں ہے کیا میں اپنے ہاتھوں میں شہوت رانی

اسی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر کسی اجنبی عورت پر نظر پڑے اور اس کی طرف نفس بے تاب ہو جائے تو وہ شخص فوراً اپنی بیوی سے مباشرت کرے۔

● حضرت جابر سے روایت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ایک عورت گزری آپ نے اُسے دیکھا آپ فوراً گھر تشریف لے گئے اپنی بیوی حضرت زینب سے حاجت پوری فرمائی اور واپس تشریف لائے فرمایا بے شک عورت جب سامنے آتی ہے تو شیطان کی صورت کے ساتھ سامنے آتی ہے اگر تم میں سے کوئی ایک شخص کسی عورت کو دیکھے اور وہ عورت اس کو اچھی لگے تو اپنی بیوی سے شہوت پوری کر لے کیونکہ بیوی کے ساتھ بھی وہی چیز ہے جو دوسری عورت کے ساتھ ہے۔ اور فرمایا مُغَیَّبَاتُ (جن عورتوں کے شوہر غائب ہوں) پر مت داخل ہوا کرو کیونکہ شیطان تمہارے ساتھ ہے اور شیطان تمہارے ایک کے جسم میں خون کی طرح جاری ہوتا ہے صحابہ کرام نے عرض کیا آپ کے ساتھ بھی شیطان ہے آپ نے فرمایا میرے ساتھ بھی شیطان ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے میری اس پر اعانت فرمائی ہے وہ مسلمان ہوگیا ہے یا فرمایا میں اسکے شر سے محفوظ ہوں۔

● حضرت عبداللہ بن عمر سے حکایت کی جاتی ہے کہ آپ روزہ بیوی کے ساتھ مباشرت کرنے سے افطار فرماتے تھے اور بعد میں کھاتے پیتے تھے۔ اور بسااوقات عشاء کی نماز سے پہلے تین بیویوں/ لونڈیوں سے ہمبستری فرما کر پھر نماز پڑھتے تھے۔ حالانکہ نہایت زاہد اور عظیم عالم تھے۔ عرب میں اکثر مغلوب الشہوۃ لوگ ہوتے ہیں اس لئے عرب صالحین زیادہ شادیاں کرتے ہیں۔

● روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس سے خلوت میں ایک نوجوان نے مسئلہ پوچھا کہ میں نوجوان ہوں بیوی نہیں ہے کیا میں اپنے ہاتھوں میں شہوت رانی

کرنے پر گنہگار ہوں گا۔ کیونکہ اگر ایسا نہ کروں تو غلبہ شہوت کی وجہ سے زنا کا اندیشہ ہے آپ نے پہلے اس سائل سے اعراض فرمایا پھر فرمایا اف اور تف لونڈی سے نکاح کر لینا ہاتھوں میں شہوت رانی سے افضل ہے اور ہاتھوں میں شہوت قضاء کرنا زنا کرنے سے بہتر ہے۔ اس جواب میں آپ نے اشارہ فرمایا کہ مغلوب الشہوۃ نوجوان جس کی بیوی نہیں ہے اگر تین امور میں مبتلا ہے ادنیٰ امر لونڈی سے نکاح کرنا اور اس سے اشد ہاتھوں میں شہوۃ رانی اور اس سے اشد زنا ہے آپ نے ہاتھوں میں شہوت رانی کو مباح نہیں فرمایا لیکن اَهْوَنُ الْبَلِیَّاتِ کے ارتکاب کی رہنمائی فرمائی۔ چونکہ طبائع مختلف ہوتے ہیں اس لئے ایک بیوی کافی نہ ہو تو دو کر لینا مستحب ہے اور اسی طرح چار بیویوں تک نکاح کی اجازت ہے۔ اور اگر بیوی سے محبت نہ ہو تو طلاق دے کر دوسری بیوی کر لینا بہتر ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی وفات کے ساتویں دن دوسرا نکاح فرما لیا تھا۔ حضرت حسن بن علی نے تقریباً دوسو سے زائد نکاح فرمائے تھے اور آپ کے حرم میں بیک وقت چار چار بیویاں بھی موجود ہوتی تھیں۔ بسااوقات چاروں کو طلاق دے کر دوسری چار کے ساتھ نکاح فرما لیتے تھے۔ حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اَشْبَهْتَ خَلْقِیْ وَخُلُقِیْ اے حسن تیری صورت اور سیرت میرے مشابہ ہے اور فرمایا حَسَنٌ مِنِّیْ وَحُسَیْنٌ مِنْ عَلِیٍّ حسن مجھ سے ہے اور حسین علی سے ہے حضرت مغیرہ بن شعبہ نے اسی (۸۰) عورتوں کے ساتھ یکے بعد دیگرے نکاح فرمایا تھا یعنی آپ پہلی بیوی کو طلاق دے کر دوسری فرما لیتے تھے۔ بہرصورت علاج بقدر المرض ضروری ہے اس لئے مغلوب الشہوۃ افراد کے لئے تعدد ازواج مناسب ہے ورنہ ایک ہی کافی ہے۔

نکاح کرنے کا تیسرا فائدہ:

بیوی کے ساتھ مجالسۃ اور مکالمۃ اور ملاعبۃ سے دل کو راحت پہنچانا ہوتا ہے اور راحت قلب عبادت کی زیادتی کا باعث ہوتی ہے کیونکہ حق خلاف طبع ہوتا ہے اور اس پر مداومت سے طبیعت منقبض رہتی ہے اور خواتین سے جائز استیناس استراحت کا باعث ہوتا ہے جس سے گھٹن اور تھکن دور ہو جاتی ہے اسی لئے قرآنِ مجید میں وَجَعَلَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا لِيَسۡكُنَ اِلَيۡهَا۔(۱۸۹/۷) یعنی اللہ تعالیٰ نے اس نفس سے اس کی بیوی کو پیدا فرمایا تاکہ شوہر بیوی کے ساتھ سکون حاصل کرے حضرت علی نے فرمایا: رَوِّحُوا الۡقُلُوۡبَ سَاعَةً فَاِنَّهَا اِذَا اُكۡرِهَتۡ عُمِيَتۡ یعنی قلوب کو راحت پہنچاؤ کیونکہ جب قلوب پر جبر کیا جائے تو قلوب بے بصیرۃ ہو جاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے عاقل وقت کو تین حصوں میں تقسیم کرے ایک حصہ میں عبادت کرے اور اللہ تعالیٰ سے مناجات کرے، دوسرے حصہ میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور تیسرے حصہ میں مالاکوت اور مشروبات اور محبوبات زوجات اور دیگر تفریحی امور سے دل کو سرور پہنچائے۔ کیونکہ آخری حصہ عبادت کے لئے معاون ہوگا۔

● بعض روایات میں ہے حضرت ابوالدرداء فرماتے تھے میں تفریحی لہو اور فرح سے نفس کو راحت پہنچاتا ہوں تاکہ تفریح عبادت کے لئے تقویت کا باعث ہو۔ ایک روایت میں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں نے جبرئیل علیہ السلام سے جماع کرنے میں ضعف کی شکایت کی تو انہوں نے هَرِيۡسَة کے لئے رہنمائی فرمائی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں حُبِّبَ اِلَیَّ مِنۡ دُنۡيَاكُمۡ ثَلٰثٌ اَلطِّيۡبُ وَالنِّسَاءُ وَقُرَّةُ عَيۡنِيۡ فِي الصَّلٰوةِ یعنی میرے لئے تمہاری دنیا

نکاح کرنے کا تیسرا فائدہ:

بیوی کے ساتھ مجالسۃ اور مکالمۃ اور ملاعبۃ سے دل کو راحت پہنچانا ہوتا ہے اور راحت قلب عبادت کی زیادتی کا باعث ہوتی ہے کیونکہ حق خلاف طبع ہوتا ہے اور اس پر مداومت سے طبیعت منقبض رہتی ہے اور خواتین سے جائز استیناس استراحت کا باعث ہوتا ہے جس سے گھٹن اور تھکن دور ہو جاتی ہے اسی لئے قرآنِ مجید میں **وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا**۔ (۱۸۹/ ۷) یعنی اللہ تعالیٰ نے اس نفس سے اس کی بیوی کو پیدا فرمایا تا کہ شوہر بیوی کے ساتھ سکون حاصل کرے حضرت علی نے فرمایا: **رَوِّحُوا الْقُلُوْبَ سَاعَةً فَاِنَّهَا اِذَا اُكْرِهَتْ عُمِيَتْ** یعنی قلوب کو راحت پہنچاؤ کیونکہ جب قلوب پر جبر کیا جائے تو قلوب بے بصیرۃ ہو جاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے عاقل وقت کو تین حصوں میں تقسیم کرے ایک حصہ میں عبادت کرے اور اللہ تعالیٰ سے مناجات کرے، دوسرے حصہ میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور تیسرے حصہ میں ماالکوت اور مشروبات اور محبوبات زوجات اور دیگر تفریحی امور سے دل کو سرور پہنچائے۔ کیونکہ آخری حصہ عبادت کے لئے معاون ہوگا۔

● بعض روایات میں ہے حضرت ابوالدرداء فرماتے تھے میں تفریحی لہو اور فرح سے نفس کو راحت پہنچاتا ہوں تا کہ تفریح عبادت کے لئے تقویت کا باعث ہو۔ ایک روایت میں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں نے جبرئیل علیہ السلام سے جماع کرنے میں ضعف کی شکایت کی تو انہوں نے **هَرِيْسَة** کے لئے رہنمائی فرمائی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں **حُبِّبَ اِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمْ ثَلٰثٌ اَلطِّيْبُ وَالنِّسَاءُ وَقُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ** یعنی میرے لئے تمہاری دنیا

سے تین چیزیں محبوب بنا دی گئیں خوشبو اور عورتیں اور نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

ان روایات سے ثابت ہوا کہ نکاح اور شادی کرنے سے دل کو راحت پہنچتی ہے۔

چوتھا فائدہ:

نکاح کرنے کا چوتھا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ گھر کے کاموں میں بیوی معاون بلکہ کفیل ہو جائے۔ صالح بیوی جھاڑو پوچا کچن کے تمام امور حتیٰ کہ برتنوں کی دھلائی صفائی مرد کے کپڑوں کی صفائی استری وغیرہ سنبھال لیتی ہے اگرچہ یہ کام بیوی پر شرعاً واجب نہیں ہوتے لیکن اخلاقاً یہ کام کرتی ہے۔ اگر مرد کو خود کرنے پڑیں تو ان کاموں میں مشغول ہونے کی وجہ سے بیوی کی لذت بھی بھول جائے۔ اسی لئے حضرت ابوسلیمان دارانی فرماتے ہیں نیک بیوی دنیا کا حصہ نہیں ہے بلکہ دین کا حصہ ہے تجھے آخرت کے اعمال کے لئے وقت فراہم کرتی ہے۔ محمد بن کعب قرظی **رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً** کی تفسیر میں حسنۃ سے صالح بیوی مراد لیتے ہیں۔ ترجمہ یہ ہوگا اے ہمارے رب! دنیا میں ہمیں نیک بیوی عطا فرما۔ قرآن مجید میں ہے: **مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيَاةً طَيِّبَةً**۔ (۱۶/ ۹۷) بعض مفسرین نے حیاۃ طیبہ سے زوجہ صالحہ مراد لی ہے۔ اب ترجمہ یہ ہوگا۔ مذکر یا مؤنث میں سے ہر وہ شخص جو نیک عمل کرتا ہے حالانکہ مؤمن ہے یقیناً ہم اس کو طیب اور نیک بیوی عطا کریں گے۔

● حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

فُضِّلْتُ عَلٰى اٰدَمَ بِخَصْلَتَيْنِ كَانَتْ زَوْجَتُهٗ عَوْنًا لَهٗ عَلَى الْمَعْصِيَةِ وَاَزْوَاجِيْ اَعْوَانٌ لِيْ عَلَى الطَّاعَةِ وَكَانَ شَيْطَانُهٗ

كَافِرًا وَشَيْطَانِيْ مُسْلِمٌ لَا يَأْمُرُ اِلَّا بِخَيْرٍ۔ (احیاء العلوم)

یعنی مجھے آدم علیہ السلام پر دو وجہ سے فضیلت دی گئی ہے ایک یہ کہ آپ کی زوجہ ان کے لئے معصیۃ کی معاون تھی اور میری ازواج میرے لئے طاعت پر معاون ہیں اور دوم ان کا شیطان کافر تھا اور میرا مسلم ہے مجھے خیر کا ہی امر کرتا ہے۔

معلوم ہوا زوجہ صالحہ شوہر کے لئے دین کیلئے معاون ہوتی ہے۔

پانچواں فائدہ:

نکاح کرنے کا پانچواں فائدہ یہ ہے کہ بیوی اور بچوں کی کفالت اور تربیت اور ان کے سوء خلق پر صبر اور اذی کو برداشت کرنے پر ثواب حاصل ہوتا ہے نیز ان کی تعلیم اور تربیت اور ان کے لئے کسب حلال جیسے اعمال میں عظیم اجر عطا ہوتا ہے۔ گویا شوہر اپنی بیوی اور بچوں کا وَالی اور راعی ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: يَوْمٌ مِنْ وَّالٍ عَادِلٍ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادِةِ سِتِّيْنَ سَنَةً یعنی عادل والی کا ایک دن ساٹھ دن کی عبادت سے افضل ہے پھر فرمایا: اَلاَ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ۔ (ترجمہ) آگاہ رہو تم سب راعی اور محافظ ہو اور ہر شخص سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اہل اور اولاد کیلئے جدوجہد جہاد فی سبیل اللہ کی طرح ہے حضرت بشر حافی نے اسی لئے فرمایا تھا کہ حضرت احمد بن حنبل کو تین وجہ سے مجھ پر فضیلت دی گئی ہے۔ اول یہ کہ وہ اپنے اور اپنے بچوں کے لئے رزق حلال طلب کرتے ہیں اس کا ذکر گزر چکا ہے اور حضور علیہ السلام نے فرمایا:

مَا اَنْفَقَهُ الرَّجُلُ عَلٰى اَهْلِهٖ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيُؤْجَرُ فِى اللُّقْمَةِ يَرْفَعُهَا اِلٰى فِىْ اِمْرَاتِهٖ۔

كَافِرًا وَشَيْطَانِىْ مُسْلِمٌ لَا يَأْمُرُ اِلَّا بِخَيْرٍ۔ (احیاء العلوم)

یعنی مجھے آدم علیہ السلام پر دو وجہ سے فضیلت دی گئی ہے ایک یہ کہ آپ کی زوجہ ان کے لئے معصیۃ کی معاون تھی اور میری ازواج میرے لئے طاعت پر معاون ہیں اور دوم ان کا شیطان کافر تھا اور میرا مسلم ہے مجھے خیر کا ہی امر کرتا ہے۔

معلوم ہوا زوجہ صالحہ شوہر کے لئے دین کیلئے معاون ہوتی ہے۔

پانچواں فائدہ:

نکاح کرنے کا پانچواں فائدہ یہ ہے کہ بیوی اور بچوں کی کفالت اور تربیت اور ان کے سوءِ خلق پر صبر اور اذی کو برداشت کرنے پر ثواب حاصل ہوتا ہے نیز ان کی تعلیم اور تربیت اور ان کے لئے کسب حلال جیسے اعمال میں عظیم اجر عطا ہوتا ہے۔ گویا شوہر اپنی بیوی اور بچوں کا وَالی اور راعی ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: يَوْمٌ مِنْ وَّالٍ عَادِلٍ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّيْنَ سَنَةً یعنی عادل والی کا ایک دن ساٹھ دن کی عبادت سے افضل ہے پھر فرمایا: اَلَا كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ۔ (ترجمہ) آگاہ رہو تم سب راعی اور محافظ ہو اور ہر شخص سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اہل اور اولاد کیلئے جدوجہد جہاد فی سبیل اللہ کی طرح ہے حضرت بشر حافی نے اسی لئے فرمایا تھا کہ حضرت احمد بن حنبل کو تین وجہ سے مجھ پر فضیلت دی گئی ہے۔ اول یہ کہ وہ اپنے اور اپنے بچوں کے لئے رزق حلال طلب کرتے ہیں اس کا ذکر گزر چکا ہے اور حضور علیہ السلام نے فرمایا:

مَا اَنْفَقَهُ الرَّجُلُ عَلٰى اَهْلِهٖ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيُوْجَرُ فِى اللُّقْمَةِ يَرْفَعُهَا اِلٰى فِىْ اِمْرَاتِهٖ۔

یعنی مرد جو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے وہ صدقہ ہے اور بے شک مرد کو اس لقمہ میں اجر دیا جائے گا جو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالنے کے لئے اُٹھاتا ہے۔

- ایک عالم نے دوسرے عالم سے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے ہر عمل صالح سے ایک حصہ عطا فرمایا ہے اس نے حج اور جہاد اور دیگر اعمال صالحہ کا ذکر کیا تو دوسرے نے کہا عمل الابدان کہاں ہے پہلے عالم نے پوچھا عمل ابدان کیا چیز ہے؟ اس نے جواب دیا کسب الحلال اور اس کا عیال پر صرف کرنا عمل الابدان ہے۔
- حضرت عبداللہ ابن مبارک نے جب کہ آپ اپنے معتقدین کے ساتھ جہاد میں مصروف تھے فرمایا کیا جہاد سے افضل عمل جانتے ہو انہوں نے عرض کیا وہ عمل کیا ہے آپ نے فرمایا ایک مرد صاحب عفت عیالدار رات کو بیدار ہوتا ہے اور اپنے بچوں کو سونے کی حالت میں کمبل اتارا ہوا دیکھتا ہے تو ان پر کمبل ڈالتا ہے تا کہ انہیں سردی نہ لگے اس کا یہ عمل ہمارے اس جہاد سے افضل ہے۔
- معلوم ہوا گھر میں بچوں کی ماں جو ہر وقت بچوں کی خدمت میں مصروف رہتی ہے وہ جہاد سے افضل عمل میں مشغول ہوتی ہے اور اس کا یہ عمل شوہر کی نفلی عبادات تہجد اور اشراق وغیرھا سے افضل ہے بالفرض تہجد کے وقت شوہر نفل پڑھ رہا ہے اور بیوی بچے کو دودھ پلا رہی ہے تو بیوی کا یہ عمل شوہر کی تہجد سے افضل ہے حالانکہ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ شوہر نہایت افضل عبادت میں مصروف ہے اسی طرح بیوی کا بچوں کے لئے کھانا پکانا اور پانی فراہم کرنا ان کو نہلانا کپڑے صاف کرنا، مرض اور درد کی حالت میں بچے کا خیال کرنا ساری رات بچے کے لئے جاگنا

ایسے اعمال ہیں جو جہاد سے افضل ہیں۔ بعض بے علم عابد گھر میں خدمت گزار بیوی کو فقط اس لئے حقیر سمجھتے ہیں کہ وہ تہجد نہیں پڑھتی یا قرآن کی تلاوت نہیں کرتی، حالانکہ اس کی بیوی اس سے کئی درجے بہتر ہوتی ہے۔

- اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

مَنْ حَسُنَتْ صَلَاتُہ، وَکَثُرَ عَیَالُہ، وَقَلَّ مَالُہ، وَلَمْ یَغْتَبِ الْمُسْلِمِیْنَ کَانَ مَعِیْ فِی الْجَنَّۃِ کَھَاتَیْنِ۔ (احیاء العلوم)

یعنی وہ شخص جس کی نماز خوبصورت ہے کثیر العیال اور قلیل المال ہے اور مسلمانوں کی غیبت نہیں کرتا وہ میرے ساتھ جنت میں ایسے ہوگا جیسے یہ دونوں دو انگلیاں (سبابہ اور وسطی کی طرف اشارہ فرمایا)۔

- ایک حدیث میں ہے: اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْفَقِیْرَ الْمُتَعَفِّفَ اَبَا الْعَیَالِ

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ عیال دار فقیر حرام سے اجتناب کرنے والے سے محبت فرماتا ہے۔ سلف صالحین کا قول ہے کہ کچھ گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کا کفارہ عیال اور بچوں کا غم ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے: مِنَ الذُّنُوْبِ ذُنُوْبٌ لَا یُکَفِّرُھَا اِلَّا الْغَمُّ بِالْمَعِیْشَۃِ۔ یعنی بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کا کفارہ معیشت کا غم ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے:

مَنْ کَانَ لَہ، ثَلَاثُ بَنَاتٍ فَاَنْفَقَ عَلَیْھِنَّ وَاَحْسَنَ اِلَیْھِنَّ حَتّٰی یُغْنِیَھُنَّ اللّٰہُ عَنْہُ اَوْ جَبَ لَہ، اللّٰہُ الْجَنَّۃَ اَلْبَتَّۃَ اَلْبَتَّۃَ اِلَّا اَنْ یَّعْمَلَ عَمَلاً لَا یُغْفَرُ لَہ،۔

یعنی وہ شخص جس کی تین بیٹیاں ہوں ان پر خرج کرتا رہا اور ان کی طرف احسان کرتا رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان بیٹیوں کو اس باپ سے

ایسے اعمال ہیں جو جہاد سے افضل ہیں۔ بعض بے علم عابد گھر میں خدمت گزار بیوی کو فقط اس لئے حقیر سمجھتے ہیں کہ وہ تہجد نہیں پڑھتی یا قرآن کی تلاوت نہیں کرتی، حالانکہ اس کی بیوی اس سے کئی درجے بہتر ہوتی ہے۔

● اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

مَنْ حَسُنَتْ صَلَاتُہ، وَكَثُرَ عَيَالُہ، وَقَلَّ مَالُہ، وَلَمْ يَغْتَبِ الْمُسْلِمِيْنَ كَانَ مَعِيْ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ۔ (احیاء العلوم)

یعنی وہ شخص جس کی نماز خوبصورت ہے کثیر العیال اور قلیل المال ہے اور مسلمانوں کی غیبت نہیں کرتا وہ میرے ساتھ جنت میں ایسے ہوگا جیسے یہ دونوں دو انگلیاں (سبابہ اور وسطی کی طرف اشارہ فرمایا)۔

● ایک حدیث میں ہے: **اِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْفَقِيْرَ الْمُتَعَفِّفَ اَبَا الْعَيَالِ** یعنی بے شک اللہ تعالیٰ عیال دار فقیر حرام سے اجتناب کرنے والے سے محبت فرماتا ہے۔ سلف صالحین کا قول ہے کہ کچھ گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کا کفارہ عیال اور بچوں کا غم ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے: **مِنَ الذُّنُوْبِ ذُنُوْبٌ لَا يُكَفِّرُهَا اِلَّا الْغَمُّ بِالْمَعِيْشَةِ**۔ یعنی بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کا کفارہ معیشت کا غم ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے:

مَنْ كَانَ لَه، ثَلَاثُ بَنَاتٍ فَاَنْفَقَ عَلَيْهِنَّ وَاَحْسَنَ اِلَيْهِنَّ حَتّٰى يُغْنِيَهُنَّ اللهُ عَنْهُ اَوْ جَبَ لَه، اللهُ الْجَنَّةَ اَلْبَتَّةَ اَلْبَتَّةَ اِلَّا اَنْ يَّعْمَلَ عَمَلاً لَا يُغْفَرُ لَه،۔

یعنی وہ شخص جس کی تین بیٹیاں ہوں ان پر خرچ کرتا رہا اور ان کی طرف احسان کرتا رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان بیٹیوں کو اس باپ سے

غنی کر دیا تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت واجب کر دیتا ہے مگر یہ کہ وہ ایسا عمل کرے جس کی مغفرت نہ ہو سکے۔

● مذکورہ احادیث اور روایات سے معلوم ہوا اہل خانہ کی خدمت عبادت کی نیت سے عبادت ہے اور اس کا اجر ملتا ہے لہٰذا نکاح کر لینا ترک نکاح سے بہتر ہے جس کے لئے درج ذیل شرائط ہیں۔

نکاح کو ترجیح دینے کی شرائط:

۱۔ پہلی شرط یہ ہے کہ متزوج بیوی اور بچوں کی خواہشات کی تکمیل کے لئے کسب حرام سے اجتناب کرے حلال پر اکتفاء کرے اور قناعت سے کام لے کر حرام سے بچے حلال آمدنی میں اخراجات کو ایڈجسٹ کرے۔

۲۔ دوسری شرط یہ ہے کہ بیوی اور بچوں کے ایذاء پر صبر کرے اور حسن اخلاق سے بچوں کی تربیت کرے۔ حدیث شریف میں **كَفٰى بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ يُّضِيْعَ مَنْ يَّعُوْلُ** یعنی مرد کے لئے اپنے عیال کو ضائع کرنا بحیثیت گناہ کافی ہے اور کسی دوسرے گناہ کے بغیر یہی گناہ کافی ہے۔

● ایک روایت میں ہے اپنے عیال سے غیب ہو جانے والا اور بھاگ جانے والا بمنزلہ عبد ہارب آبق نافرمان کے ہے اس کی نماز اور روزے اس وقت تک قبول نہیں ہوتے جب تک واپس نہ آئے اور اگر شوہر اپنے عیال میں موجود ہے۔ لیکن اپنی بیوی اور بچوں کے حقوق ادا نہیں کرتا وہ بھی عیال سے غائب کی طرح گنہگار ہے۔ (احیاء العلوم) معلوم ہوا جو لوگ تبلیغ کے لئے کئی کئی ماہ گھر سے غیب ہو جاتے ہیں اور بیوی اور بچوں کی کفالت کا انتظام کر کے نہیں جاتے وہ سخت گنہگار ہیں کیونکہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان کی بیویاں اور بیٹیاں معاشی تنگی کی

وجہ سے مجبوراً اخلاقی برائیوں میں مبتلا ہو جاتی ہیں اور غائب ہونے کی وجہ سے بچوں کی تربیت نہیں ہو پاتی لہٰذا نہ ان کی سفر کی نمازیں قبول ہیں اور نہ روزے اور تبلیغی دورے کیونکہ شوہر کے لئے بیوی اور بچوں کی دیکھ بھال اور تربیت کرنا فرض ہے اور تبلیغ کے لئے ان لوگوں کو جو تبلیغ کر سکنے کی صلاحیت اور علم رکھتے ہیں ان کو تبلیغ کے لئے سفر کرنا زیادہ سے زیادہ مستحب ہے، اور فرض کا ترک مستحب کی وجہ سے عظیم گناہ ہے۔ اور جو لوگ تبلیغ ہی نہیں کر سکتے ان کے لئے تو تبلیغ کے لئے سفر کرنا بھی معصیت ہے اور معصیت کے سفر کی وجہ سے ترک فرائض عظیم گناہ اور حماقت ہے۔ کیونکہ اس میں اپنے گھر والوں کو ضائع کرنا ہے۔ لہٰذا عیال دار لوگوں کا طویل عرصہ کے لئے تبلیغ کے لئے سفر کرنا جائز نہیں ہے۔ (احیاء العلوم)

۳۔ نکاح کرنے کے لئے تیسری شرط یہ ہے کہ اہل وعیال مرد کے لئے عبادت سے مانع نہ ہوں قرآنِ مجید میں ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○

(سورۃ منافقون، آیت ۸)

یعنی اے ایمان والو! تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولادیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے نہ روکیں اور جو لوگ مال اور اولاد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کر سکیں وہ خسارہ میں ہیں۔

- قرآنِ مجید میں ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

وجہ سے مجبوراً اخلاقی برائیوں میں مبتلا ہو جاتی ہیں اور غائب ہونے کی وجہ سے بچوں کی تربیت نہیں ہو پاتی لہٰذا نہ ان کی سفر کی نمازیں قبول ہیں اور نہ روزے اور تبلیغی دورے کیونکہ شوہر کے لئے بیوی اور بچوں کی دیکھ بھال اور تربیت کرنا فرض ہے اور تبلیغ کے لئے ان لوگوں کو جو تبلیغ کر سکنے کی صلاحیت اور علم رکھتے ہیں ان کو تبلیغ کے لئے سفر کرنا زیادہ سے زیادہ مستحب ہے، اور فرض کا ترک مستحب کی وجہ سے عظیم گناہ ہے۔ اور جو لوگ تبلیغ ہی نہیں کر سکتے ان کے لئے تو تبلیغ کے لئے سفر کرنا بھی معصیت ہے اور معصیت کے سفر کی وجہ سے ترک فرائض عظیم گناہ اور حماقت ہے۔ کیونکہ اس میں اپنے گھر والوں کو ضائع کرنا ہے۔ لہٰذا عیال دار لوگوں کا طویل عرصہ کے لئے تبلیغ کے لئے سفر کرنا جائز نہیں ہے۔ (احیاء العلوم)

۳۔ نکاح کرنے کے لئے تیسری شرط یہ ہے کہ اہل وعیال مرد کے لئے عبادت سے مانع نہ ہوں قرآنِ مجید میں ہے۔

يَـٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ○

(سورۃ منافقون، آیت ۸)

یعنی اے ایمان والو! تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولادیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے نہ روکیں اور جو لوگ مال اور اولاد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کر سکیں وہ خسارہ میں ہیں۔

- قرآنِ مجید میں ہے:

يَـٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

رَّحِيْمٌ ○ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ط وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○ (سورۂ تغابن، ۶۴/۱۴، ۱۵)

اے ایمان والو! بے شک تمہاری بیویوں اور تمہاری اولادوں سے کچھ تمہارے دشمن ہیں پس ان سے ڈرو اور اگر تم معاف کر دو اور درگزر کرو اور بخش دو پس بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ سوا اس کے نہیں مگر بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنہ اور امتحان ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پاس ہی اجر عظیم ہے۔

- اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت میں فرمایا تمہاری بیویوں اور اولادوں سے کچھ تمہارے دشمن ہیں، ان بیویوں اور اولاد سے مراد اللہ تعالیٰ کے حقوق اور عبادات سے روکنے والی بیویاں اور اولادیں ہیں۔ مذکورہ دونوں آیات کے شانِ نزول میں تفسیر قرطبی میں ہے کہ حضرت عوف بن مالک اشجعی جہاد پر جانے لگے تو آپ کی بیوی اور بچوں نے رو کر کہا آپ ہمیں اکیلا چھوڑ کر کدھر جا رہے ہیں آپ رک گئے جب آپ کو بیوی اور بچوں پر غصہ آیا اپنی بیوی اور بچوں کی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تو مذکورہ آیتیں نازل ہوئیں۔ انہیں اولاد کے شر سے بچنے اور سزا معاف کرنے دونوں کا حکم فرمایا۔ اور دوسری آیت میں فرمایا تمہارے مال اور اولادیں تمہارے لئے واقعی آزمائش اور امتحان ہیں۔ لہٰذا تمہیں امتحان میں کامیابی کی کوشش کرنی چاہیئے۔
- حدیث شریف میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان ابن آدم کے ایمان کے راستہ پر بیٹھ گیا شیطان نے ابن آدم کو کہا کیا تو ایمان لاتا ہے اپنے آباء کے دین کو ترک کر رہا ہے؟ ابن آدم اس کی مخالفت کرتا ہے اور ایمان

لے آتا ہے پھر شیطان ہجرت کے راستہ پر بیٹھ گیا اور ابن آدم سے کہا کیا تو ہجرت کر رہا ہے اپنے مال اور اہل کو چھوڑ رہا ہے؟ ابن آدم نے اس کی مخالفت کی اور ہجرت کر لی پھر شیطان جہاد کے راستہ پر بیٹھ گیا اور ابن آدم سے کہا کیا تو جہاد پر جا رہا ہے تجھے قتل کر دیا جائے گا تیری بیویوں سے نکاح کر لیا جائے گا اور تیرا مال تقسیم کر دیا جائے گا پھر ابن آدم شیطان کی مخالفت کرتا ہے اور جہاد کرتا ہے اور شہید ہو جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضل پر اس آدمی کا حق ہے کہ اُسے جنت میں داخل فرمائے۔ (بخاری بحوالہ قرطبی)

علماء فرماتے ہیں مذکورہ حدیث میں شیطان سے یا تو خود شیطان مراد ہے جو کہ وسوسوں کے ذریعہ عبادات میں رکاوٹ کھڑی کرنے کی کوشش کرتا ہے یا شیطان سے انسان کی بیوی اور اولاد اور دوست مراد ہیں اور یہ لوگ عبادات میں رکاوٹ کھڑی کرتے ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے ان کے لئے قرین اور دوست بنائے پس انہوں نے ان کے لئے جو ان کے آگے اور پیچھے ہے مزین کر دیا۔ (سورۂ فصلت: ۴۱/۲۵) یہاں قرین سے مراد انسان ہیں۔

- حدیث شریف میں ہے جب تمہارے امیر اور حاکم اچھے لوگ ہوں اور تمہارے غنی اور اہل ثروت لوگ سخی ہوں اور تمہارے کام باہمی مشورہ سے ہوں تو تمہارے لئے زمین کی پشت زمین کے پیٹ سے بہتر ہے اور جب تمہارے حاکم بُرے لوگ ہوں اور تمہارے غنی بخیل ہوں اور تمہارے امور تمہاری عورتوں کے ہاتھ میں ہوں تو تمہارے لئے زمین کا پیٹ زمین کی پیٹھ سے بہتر ہے۔
- حدیث شریف میں ہے بیویوں سے مشورہ کرو اور ان کی مخالفت کرو۔ صلح حدیبیہ کے دن احرام سے خارج ہونے کے لئے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی

لے آتا ہے پھر شیطان ہجرت کے راستہ پر بیٹھ گیا اور ابن آدم سے کہا کیا تو ہجرت کر رہا ہے اپنے مال اور اہل کو چھوڑ رہا ہے؟ ابن آدم نے اس کی مخالفت کی اور ہجرت کر لی پھر شیطان جہاد کے راستہ پر بیٹھ گیا اور ابن آدم سے کہا کیا تو جہاد پر جا رہا ہے تجھے قتل کر دیا جائے گا تیری بیویوں سے نکاح کر لیا جائے گا اور تیرا مال تقسیم کر دیا جائے گا پھر ابن آدم شیطان کی مخالفت کرتا ہے اور جہاد کرتا ہے اور شہید ہو جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضل پر اس آدمی کا حق ہے کہ اُسے جنت میں داخل فرمائے۔ (بخاری بحوالہ قرطبی)

علماء فرماتے ہیں مذکورہ حدیث میں شیطان سے یا تو خود شیطان مراد ہے جو کہ وسوسوں کے ذریعہ عبادات میں رکاوٹ کھڑی کرنے کی کوشش کرتا ہے یا شیطان سے انسان کی بیوی اور اولاد اور دوست مراد ہیں اور یہ لوگ عبادات میں رکاوٹ کھڑی کرتے ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے ان کے لئے قرین اور دوست بنائے پس انہوں نے ان کے لئے جو ان کے آگے اور پیچھے ہے مزین کردیا۔ (سورۂ فصلت: ۴۱/ ۲۵) یہاں قرین سے مراد انسان ہیں۔

● حدیث شریف میں ہے جب تمہارے امیر اور حاکم اچھے لوگ ہوں اور تمہارے غنی اور اہل ثروت لوگ سخی ہوں اور تمہارے کام باہمی مشورہ سے ہوں تو تمہارے لئے زمین کی پشت زمین کے پیٹ سے بہتر ہے اور جب تمہارے حاکم برُے لوگ ہوں اور تمہارے غنی بخیل ہوں اور تمہارے امور تمہاری عورتوں کے ہاتھ میں ہوں تو تمہارے لئے زمین کا پیٹ زمین کی پیٹھ سے بہتر ہے۔

● حدیث شریف میں ہے بیویوں سے مشورہ کرو اور ان کی مخالفت کرو۔ صلح حدیبیہ کے دن احرام سے خارج ہونے کے لئے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی

اللہ عنہا کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ کیا کہ کس طرح صحابہ کرام کو احرام کھولنے پر راغب کیا جائے تو سیدۃ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا آپ پہلے خود قربانی کر کے سر منڈا لیں چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی کیا تو سب صحابہ کرام نے بھی احرام کھول دیا۔

علماء فرماتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا بیوی سے مشورہ کرنا جائز ہے اور اس کے مشورہ پر عمل کرنا بھی جائز ہے مخالفت اس وقت کی جائے جب بیوی دین یا دنیا کے خسارہ کا مشورہ دے۔

علامہ امام الحرمین فرماتے ہیں میرے علم میں کوئی ایسی بیوی نہیں ہے جس کا مشورہ صائب ہو مگر سیدۃ امہ سلمہ رضی اللہ عنہا اور بعض علماء نے اس میں اضافہ فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نکاح کرنے کے سلسلہ میں حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی کا کہ انہوں نے اپنے والد کو جو مشورہ دیا تھا وہ بھی صائب تھا۔ (روح البیان)

● روح البیان میں ہے کہ خسرو ایران کا بادشاہ مچھلی بہت پسند کرتا تھا ایک دن گھر کے بالا خانہ میں اپنی بیوی شیریں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا تو ایک شکاری نے بہت بڑی مچھلی لا کر خسرو کے سامنے رکھ دی اُسے پسند آئی اس نے نوکر کو حکم دیا کہ مچھلی والے کو چار ہزار درہم دے دو۔ اس کی بیوی شیریں نے کہا تو نے برا کیا ہے۔ کیونکہ آپ جب اتنی مقدار درہم کسی عسکری اور فوجی کو دیں گے تو وہ کہے گا یہ مقدار تو مچھلی والا لے گیا میرے لئے یہ بہت کم ہے خسرو نے کہا تو سچ کہتی ہے لیکن بادشاہوں کیلئے عیب کی بات ہوتی ہے کہ عطیہ واپس لیں، شیریں نے کہا تم ایسا کرو شکاری سے پوچھو یہ مچھلی نر ہے یا مادہ اگر شکاری کہے کہ مچھلی نر ہے تم کہنا

ہمیں مادہ چاہئے تھی اور اگر وہ کہے یہ مادہ ہے تو تم کہنا ہمیں نر چاہئے تھی۔ پھر مچھلی واپس کر کے پیسے واپس لے لینا۔ خسرو بادشاہ نے شکاری کو بلایا اور اس سے پوچھا یہ مچھلی نر ہے یا مادہ تو شکاری نے جواب دیا یہ مچھلی نہ نر ہے اور نہ مادہ بلکہ یہ ہیجڑہ ہے خسرو اس جواب سے نہایت خوش ہوا۔ اس نے شکاری کو مزید چار ہزار درہم دے دیئے۔ شکاری آٹھ ہزار درہم اُٹھا کر جانے لگا تو اس کے تھیلے سے ایک درہم گر گیا شکاری نے تھیلا رکھ کر زمین سے وہ درہم اُٹھا لیا۔ شیریں نے بادشاہ سے کہا اس نے کتنا خست اور رذالت کا کام کیا کہ ایک درہم کی وجہ سے دراہم سے بھرا تھیلا رکھ کر ایک درہم کو اُٹھا لیا۔ بادشاہ نے کہا تو ٹھیک کہتی ہے بادشاہ نے شکاری کو بلایا اور اس کو کہا تو نہایت خسیس آدمی ہے تو نے حرص کی وجہ سے گرے ہوئے درہم کو بھی نہیں چھوڑا شکاری نے بادشاہ کے سامنے زمین کو چوم کر کہا حضور میں نے حرص اور خست کی وجہ سے درہم نہیں اُٹھایا بلکہ اس لئے اُٹھایا کہ درہم کے اوپر ایک طرف بادشاہ کا نام ہے اور دوسری طرف بادشاہ کی صورت ہے، میں نے سوچا اگر یہ درہم نہ اُٹھاؤں تو لوگوں کے جوتے اس کو روندتے رہیں گے اس لئے میں نے درہم اُٹھا لیا بادشاہ شکاری کے اس جواب پہ ہنس پڑا اور مزید چار ہزار درہم دے دیئے۔ شکاری بارہ ہزار درہم لے کر گھر روانہ ہو گیا اور بادشاہ نے وصیت نامہ لکھا لوگو! بیویوں کی اطاعت نہ کرنا اور ان کے مشورہ پر عمل نہ کرنا۔ (روح البیان)

- حدیث شریف میں ہے ایک آدمی کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور اسے کہا جائے گا تیری نیکیاں تیرے عیال کھا گئے۔ مشائخ سے روایت ہے کہ بیوی اور بچے عبادات کے لئے دیمک ہیں۔
- ہمیں بیوی اور اولاد کو طاعات میں رکاوٹ نہیں بننے دینا چاہئے۔

ہمیں مادہ چاہئے تھی اور اگر وہ کہے یہ مادہ ہے تو تم کہنا ہمیں نر چاہئے تھی۔ پھر مچھلی واپس کر کے پیسے واپس لے لینا۔ خسرو بادشاہ نے شکاری کو بلایا اور اس سے پوچھا یہ مچھلی نر ہے یا مادہ تو شکاری نے جواب دیا یہ مچھلی نہ نر ہے اور نہ مادہ بلکہ یہ ہیجڑہ ہے خسرو اس جواب سے نہایت خوش ہوا۔ اس نے شکاری کو مزید چار ہزار درہم دے دیئے۔ شکاری آٹھ ہزار درہم اُٹھا کر جانے لگا تو اس کے تھیلے سے ایک درہم گر گیا شکاری نے تھیلا رکھ کر زمین سے وہ درہم اُٹھا لیا۔ شیریں نے بادشاہ سے کہا اس نے کتنا خست اور رذالت کا کام کیا کہ ایک درہم کی وجہ سے دراہم سے بھرا تھیلا رکھ کر ایک درہم کو اُٹھا لیا۔ بادشاہ نے کہا تو ٹھیک کہتی ہے بادشاہ نے شکاری کو بلایا اور اس کو کہا تو نہایت خسیس آدمی ہے تو نے حرص کی وجہ سے گرے ہوئے درہم کو بھی نہیں چھوڑا شکاری نے بادشاہ کے سامنے زمین کو چوم کر کہا حضور میں نے حرص اور خست کی وجہ سے درہم نہیں اُٹھایا بلکہ اس لئے اُٹھایا کہ درہم کے اوپر ایک طرف بادشاہ کا نام ہے اور دوسری طرف بادشاہ کی صورت ہے، میں نے سوچا اگر یہ درہم نہ اُٹھاؤں تو لوگوں کے جوتے اس کو روندتے رہیں گے اس لئے میں نے درہم اُٹھا لیا بادشاہ شکاری کے اس جواب پہ ہنس پڑا اور مزید چار ہزار درہم دے دیئے۔ شکاری بارہ ہزار درہم لے کر گھر روانہ ہو گیا اور بادشاہ نے وصیت نامہ لکھا لوگو! بیویوں کی اطاعت نہ کرنا اور ان کے مشورہ پر عمل نہ کرنا۔ (روح البیان)

- حدیث شریف میں ہے ایک آدمی کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور اسے کہا جائے گا تیری نیکیاں تیرے عیال کھا گئے۔ مشائخ سے روایت ہے کہ بیوی اور بچے عبادات کے لئے دیمک ہیں۔
- ہمیں بیوی اور اولاد کو طاعات میں رکاوٹ نہیں بننے دینا چاہئے۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا ان لوگوں کے لئے نکاح کرنا افضل ہے جو مذکورہ شرائط پر عمل کر سکیں ورنہ ترک نکاح ہی افضل ہے۔

- بعض روایات کے مطابق حضرت ابراہیم بن ادھم اور حضرت بشر حافی نے اسی وجہ سے نکاح نہیں فرمایا تھا انہیں خوف تھا کہ ہم بیوی اور بچوں کے حقوق ادا نہیں کر سکیں گے، چنانچہ حضرت ابراہیم بن ادھم نے فرمایا میں کسی عورت کو اپنے نکاح میں لے کر فریب نہیں دینا چاہتا اور مجھے ان کی حاجت نہیں ہے اور بشر حافی نے فرمایا مجھے نکاح کرنے سے اللہ تعالیٰ کا قول وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ نکاح کرنے سے مانع ہے یعنی جس طرح بیویوں پر تمہارے حقوق ہیں اسی طرح بیویوں کے لئے تمہارے اوپر بھی حقوق ہیں۔
- ایک دن حضرت سفیان بن عُیینہ وقت کے سلطان کے دروازے پر کھڑے تھے کسی نے کہا آپ اور باب السلطان تو آپ نے جواب دیا کیا کوئی عیالدار فلاح یافتہ ہو تو نے دیکھا ہے یعنی بچوں کی حاجت کے لئے بادشاہ سے ملنا چاہتا ہوں۔ اگرچہ بادشاہ سے ملنے میں فلاح نہیں ہے۔ (احیاء العلوم)

نکاح کرنے کا شرعی طریقہ اور مسائل

اسلام میں نکاح عاقدین کے ایجاب وقبول سے اس وقت منعقد ہو جاتا ہے جب ایجاب وقبول کے الفاظ شرعی دو گواہوں کے سامنے ادا کئے جائیں۔

چونکہ موجودہ دور میں اکثر نکاح رجسٹرڈ ہوتے ہیں اور نکاح نکاح خوان پڑھاتا ہے اس لئے عام لوگ سمجھتے ہیں کہ نکاح کے لئے مولوی کا ہونا اور نکاح کے انعقاد کے لئے نکاح کا رجسٹرڈ ہونا ضروری ہوتا ہے حالانکہ نفس نکاح کے انعقاد

کے لئے نہ مولوی ضروری ہوتا ہے اور نہ نکاح کا رجسٹرڈ کرانا ضروری ہوتا ہے صرف ایجاب اور قبول اور گواہوں کے موجود ہونے سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔

● موجودہ مروج طریقہ کے مطابق نکاح پڑھانے کا طریقہ یہ ہے کہ نکاح خوان مجلس نکاح سے پہلے یا مجلس نکاح میں نکاح کے فارم پر درج تمام کالم ترتیب وار تحریر کر کے فل کر لے اور دلہن اور دلہن کے وکیل اور وکیل کی وکالت پر دو گواہوں کے ایڈریس بمع ولدیت اپنے اپنے کالم میں درج کر لے اسی طرح دولہا اور اس کے نکاح کے دو گواہوں کے پورے ایڈریس اور ولدیت اپنے اپنے کالم میں لکھ دیئے جائیں۔ دلہن اور دولہا کی عمر یا تاریخ ولادت اور طے شدہ مہر معجّل یا غیر معجّل لکھ دیا جائے اور دونوں فریق اپنی اپنی نشان زدہ جگہ پر دستخط کر دیں۔ اس عمل کی تکمیل کے بعد دلہن سے دستخط کرانے اور نکاح کے لئے وکالت کا اذن لینے کے لئے نکاح خوان دلہن کے نامزد وکیل کو کہے کہ تم اپنی وکالت کے گواہوں کے ساتھ دلہن کے پاس چلے جاؤ اور دلہن سے فارم پر نشان زدہ جگہ پر دستخط کراؤ۔ دستخط کرانے سے پہلے دلہن کا وکیل دلہن سے مخاطب ہو کر کہے اے دلہن فلانہ بنت فلانہ میں تمہارے نکاح کا وکیل بن کر فلاں ابن فلاں کے ساتھ بمعاوضہ مہر دس ہزار روپے معجّل یا غیر معجّل یا نصف معجّل اور نصف غیر معجّل (جو بھی ہو) کرا دوں؟ دلہن کہے جی ہاں یا کہے آپ کو اختیار ہے یا یہی سوال وکیل کے ساتھی کریں اور وکیل دلہن کے پاس موجود ہو یا وکیل غائب ہو اور وکیل کے گواہ وکیل کا نام لے کر وکالت کا اذن دلہن سے حاصل کریں۔ اس پر دلہن جی ہاں کہے اس کے بعد دلہن سے نکاح فارموں پر دستخط کرا لئے جائیں۔ وکیل اور گواہ مجلس نکاح میں واپس آ جائیں تو نکاح خوان دلہن کے وکیل سے پوچھے کہ اے فلاں ابن فلاں تمہیں فلانہ

کے لئے نہ مولوی ضروری ہوتا ہے اور نہ نکاح کا رجسٹرڈ کرانا ضروری ہوتا ہے صرف ایجاب اور قبول اور گواہوں کے موجود ہونے سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔

● موجودہ مروج طریقہ کے مطابق نکاح پڑھانے کا طریقہ یہ ہے کہ نکاح خوان مجلس نکاح سے پہلے یا مجلس نکاح میں نکاح کے فارم پر درج تمام کالم ترتیب وار تحریر کر کے فل کر لے اور دلہن اور دلہن کے وکیل اور وکیل کی وکالت پر دو گواہوں کے ایڈریس بمع ولدیت اپنے اپنے کالم میں درج کر لے اسی طرح دولہا اور اس کے نکاح کے دو گواہوں کے پورے ایڈریس اور ولدیت اپنے اپنے کالم میں لکھ دیئے جائیں۔ دلہن اور دولہا کی عمر یا تاریخ ولادت اور طے شدہ مہر معجّل یا غیر معجّل لکھ دیا جائے اور دونوں فریق اپنی اپنی نشان زدہ جگہ پر دستخط کر دیں۔ اس عمل کی تکمیل کے بعد دلہن سے دستخط کرانے اور نکاح کے لئے وکالت کا اذن لینے کے لئے نکاح خوان دلہن کے نامزد وکیل کو کہے کہ تم اپنی وکالت کے گواہوں کے ساتھ دلہن کے پاس چلے جاؤ اور دلہن سے فارم پر نشان زدہ جگہ پر دستخط کراؤ۔ دستخط کرانے سے پہلے دلہن کا وکیل دلہن سے مخاطب ہو کر کہے اے دلہن فلانہ بنت فلانہ میں تمہارے نکاح کا وکیل بن کر فلاں ابن فلاں کے ساتھ بمعاوضہ مہر دس ہزار روپے معجّل یا غیر معجّل یا نصف معجّل اور نصف غیر معجّل (جو بھی ہو) کرا دوں؟ دلہن کہے جی ہاں یا کہے آپ کو اختیار ہے یا یہی سوال وکیل کے ساتھی کریں اور وکیل دلہن کے پاس موجود ہو یا وکیل غائب ہو اور وکیل کے گواہ وکیل کا نام لے کر وکالت کا اذن دلہن سے حاصل کریں۔ اس پر دلہن جی ہاں کہے اس کے بعد دلہن سے نکاح فارموں پر دستخط کرا لئے جائیں۔ وکیل اور گواہ مجلس نکاح میں واپس آ جائیں تو نکاح خوان دلہن کے وکیل سے پوچھے کہ اے فلاں ابن فلاں تمہیں فلانہ

بنت فلاں نے فلاں ابن فلاں کے ساتھ بمعاوضہ حق مہر اتنا اتنا نکاح کرانے کا وکیل بنایا ہے وہ کہے گا جی ہاں نکاح خواں وکیل کے ساتھ جانے والے گواہوں سے پوچھے کیا وکیل صحیح کہہ رہا ہے وہ کہیں جی ہاں اس کے بعد نکاح فارم پر دلہن کے دستخط چیک کر کے فریقین کی اجازت سے مجلس نکاح میں ایجاب وقبول کرانے سے پہلے نکاح خواں خطبہ پڑھے اور پھر ایجاب وقبول کرائے۔

نکاح کا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا O يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ O يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا O

● قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقَاكُمْ لَهٗ لٰكِنِّيْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَ اُصَلِّيْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ

النِّسَآءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ.

- قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلدّنْیَا کُلُّهَا مَتَاعٌ وَخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا اَلْمَرْءَةُ الصَّالِحَةُ.
- قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَامَعْشَرَ الشُّبَّابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمُ الْبَاءَةَ فَلْیَتَزَوَّجْ فَاِنَّہٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرَجِ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْهِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّہٗ لَہٗ وِجَاءٌ.
- سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔
- خطبہ کے بعد ایجاب اور قبول کرائیں۔

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور اس سے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے نفسوں کے شر سے اور اپنے اعمال میں سے برے اعمال سے امان چاہتے ہیں۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے اس کے لئے کوئی چیز گمراہ کرنے والی نہیں اور وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں بے شک محمد اللہ تعالیٰ کے عبد اور رسول ہیں۔ اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو وہ رب جس نے تمہیں ایک نفس سے پیدا فرمایا اور اس نفس سے اس کی بیوی کو پیدا فرمایا اور پھیلایا اُن دونوں

النِّسَآءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ.

- قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا اَلْمَرْءَةُ الصَّالِحَةُ.
- قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَامَعْشَرَ الشُّبَّابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَاِنَّه' اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرَجِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّه' لَه' وِجَاءٌ.
- سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔
- خطبہ کے بعد ایجاب اور قبول کرائیں۔

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور اس سے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے نفسوں کے شر سے اور اپنے اعمال میں سے برے اعمال سے امان چاہتے ہیں۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے اس کے لئے کوئی چیز گمراہ کرنے والی نہیں اور وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں بے شک محمد اللہ تعالیٰ کے عبد اور رسول ہیں۔ اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو وہ رب جس نے تمہیں ایک نفس سے پیدا فرمایا اور اس نفس سے اس کی بیوی کو پیدا فرمایا اور پھیلایا اُن دونوں

سے کثیر مرد اور عورتیں اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے جس کے ساتھ تم سوال کرتے ہو اور ڈرو ذوی الارحام رشتہ داروں کے سلسلہ میں بے شک اللہ تعالیٰ تم پر محافظ ہے۔

- اے ایمان لانے والو! ڈرو اللہ تعالیٰ سے جو اس سے ڈرنے کا حق ہے اور نہ موت آئے تمہیں مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔
- اے ایمان لانے والو! ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور سیدھی بات کیا کرو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے تمہارے اعمال کی اصلاح فرمائے گا اور تمہارے لئے تمہارے گناہ معاف فرمائے گا اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کی پس وہ عظیم کامیابی سے سرفراز ہوا۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار اللہ تعالیٰ کی قسم بے شک میں تم سے زیادہ ڈرنے والا ہوں اللہ تعالیٰ کے لئے اور تم سے زیادہ تقویٰ والا ہوں اللہ تعالیٰ کے لئے لیکن روزے (کچھ دن) رکھتا ہوں اور (کچھ دن) افطار کرتا ہوں نماز تہجد پڑھتا ہوں اور آرام کرنے کے لئے سوتا بھی ہوں اور میں نے عورتوں سے نکاح کئے میں پس جس شخص نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ساری دنیا متاع ہے اور دنیا کی اچھی متاع نیک بیوی ہے۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شخص نکاح کرنے کی طاقت رکھتا ہے پس وہ نکاح کرے کیونکہ نکاح کرنا نظروں کو زیادہ نیچے کرنے والا ہے اور شرمگاہ کی زیادہ

حفاظت کرنے والا ہے اور وہ شخص جو طاقت نہیں رکھتا اس پر روزے رکھنا لازم ہے کیونکہ روزے اس کے لئے ڈھال ہیں۔

- پاک ہے آپ کا رب جو بہت عزت والا ہے تیرے لئے پاکی ہے ان باتوں سے جو وہ بیان کرتے ہیں اور رسولوں پر سلام ہے اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔

مسائل

- ذکر کردہ خطبہ میں حمد اور تشہد کے بعد سورۃ نساء کی پہلی آیت اور سورۃ آل عمران کی آیت نمبر دوسو ایک اور سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۷۰ پر مشتمل خطبہ حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت کردہ ہے۔ لیکن ایک مکمل حدیث شریف کا آخری حصہ اور دوم اور سوم احادیث مبارکہ مشکوٰۃ شریف کے کتاب الایمان اور کتاب النکاح سے اور آخر میں اختتامی آیت اور درود شریف نکاح کے خطبہ میں ہم نے اپنا معمول بنانے کیلئے ذکر کیں ہیں کسی کتاب میں خطبہ کیلئے روایت نہیں ہیں۔

کیونکہ نکاح کے خطبہ میں الفاظ مخصوصہ یا آیات و احادیث مخصوصہ کی تعیین ضروری نہیں ہے اس لئے نکاح کی مناسبت سے آیات و احادیث یا اپنی طرف سے عربی عبارت ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

- نکاح کا خطبہ مستحب ہے اس کے ترک میں کوئی گناہ نہیں اور افضل یہ ہے کہ نکاح کا خطبہ طہارت کے ساتھ قیام کی حالت میں مسجد میں بلند آواز سے پڑھا جائے اور بہتر ہے کہ نکاح خواں یا دوسرا آدمی تلاوت کردہ آیات اور احادیث کا ترجمہ بھی پڑھ لے اور لوگوں کو سنائے حاضرین مجلس پر تلاوت کردہ آیات کا سننا

حفاظت کرنے والا ہے اور وہ شخص جو طاقت نہیں رکھتا اس پر روزے رکھنا لازم ہے کیونکہ روزے اس کے لئے ڈھال ہیں۔

- پاک ہے آپ کا رب جو بہت عزت والا ہے تیرے لئے پاکی ہے ان باتوں سے جو وہ بیان کرتے ہیں اور رسولوں پر سلام ہے اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔

مسائل

- ذکر کردہ خطبہ میں حمد اور تشہد کے بعد سورۃ نساء کی پہلی آیت اور سورۃ آل عمران کی آیت نمبر دو سو ایک اور سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۷۰ پر مشتمل خطبہ حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت کردہ ہے۔ لیکن ایک مکمل حدیث شریف کا آخری حصہ اور دوم اور سوم احادیث مبارکہ مشکوٰۃ شریف کے کتاب الایمان اور کتاب النکاح سے اور آخر میں اختتامی آیت اور درود شریف نکاح کے خطبہ میں ہم نے اپنا معمول بنانے کیلئے ذکر کیں ہیں کسی کتاب میں خطبہ کیلئے روایت نہیں ہیں۔

کیونکہ نکاح کے خطبہ میں الفاظ مخصوصہ یا آیات و احادیث مخصوصہ کی تعیین ضروری نہیں ہے اس لئے نکاح کی مناسبت سے آیات و احادیث یا اپنی طرف سے عربی عبارت ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

- نکاح کا خطبہ مستحب ہے اس کے ترک میں کوئی گناہ نہیں اور افضل یہ ہے کہ نکاح کا خطبہ طہارت کے ساتھ قیام کی حالت میں مسجد میں بلند آواز سے پڑھا جائے اور بہتر ہے کہ نکاح خواں یا دوسرا آدمی تلاوت کردہ آیات اور احادیث کا ترجمہ بھی پڑھ لے اور لوگوں کو سنائے حاضرین مجلس پر تلاوت کردہ آیات کا سننا

واجب ہے۔ عموماً نکاح خواں حضرات خطبہ پڑھتے رہتے ہیں اور نکاح کی مجلس میں لوگ خصوصاً خواتین باہمی گفتگو میں مشغول رہتی ہیں ایسا کرنا سخت گناہ ہے۔ کیونکہ خطبہ میں قرآنی آیات کا پڑھنا مستحب ہے لیکن سننا واجب ہے۔ لہٰذا خاموشی واجب ہے اور عام طور پر نکاح خواں حضرات خطبہ بیٹھ کر پڑھتے ہیں اگرچہ بیٹھ کر خطبہ پڑھنا بھی جائز ہے لیکن کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنا افضل ہے۔

- نکاح کے خطبہ کا نکاح کے ایجاب وقبول سے پہلے پڑھنا مستحب ہے۔ بعض علماء کو نکاح ہو جانے کے بعد خطبہ پڑھتے دیکھا گیا ہے حالانکہ نکاح کے بعد خطبہ پڑھنے کا کہیں ثبوت نہیں ہے۔
- یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ نکاح خواں حضرات دولہا کو نکاح سے پہلے کلمہ شہادت اور ایمان مفصل اور مجمل پڑھاتے ہیں۔ حالانکہ یہ بھی کہیں ثابت نہیں ہے اگرچہ ان کے پڑھانے میں حرج نہیں ہے۔

ایجاب وقبول کرانے کا طریقہ:

- نکاح خواں دلہن کے وکیل کو اپنے ساتھ بٹھائے اور اس کو کہے جس طرح میں کہوں اسی طرح کہتے جاؤ۔ نکاح خوان ترجمانی کرتے ہوئے یوں کہے کہو میں نے اپنی موکلہ فلانہ بنت فلاں کا نکاح فلاں ابن فلاں کے ساتھ بمعاوضہ مہر شرعی مثلاً دس ہزار روپے نصف معجّل اور نصف غیر معجّل گواہوں کے سامنے اس مجلس میں کر دیا ہے۔ (نکاح خواں ایک ایک یا دو دو لفظ کہتا جائے اور وکیل ان لفظوں کو دہراتا جائے)۔

اس کے بعد نکاح خواں دولہا سے کہے کہو "میں نے بوکالت فلاں ابن

فلاں فلانہ بنت فلاں کا نکاح بمعاوضہ مہر شرعی اتنا اتنا گواہوں کے سامنے اس مجلس میں قبول کر لیا ہے۔ (نکاح خواں پہلے کہتا جائے اور دولہا ان لفظوں کو دہراتا جائے اس جملہ کے ختم ہوتے ہی) نکاح مکمل ہو گیا اردو لغت میں ایجاب اور قبول ہے یہی اور دیگر زبانوں میں اس کا ترجمہ ایجاب اور قبول ہو گا اور نکاح ہو جائے گا۔ اس کے بعد احتیاطاً دو مرتبہ نکاح خواں استفہام کی صورت میں ایجاب وقبول اسی طرح کرائے کہ وکیل خاموش رہے اور نکاح خواں خود بولتا جائے، وکیل سے کہے تو نے اپنی مؤکلہ فلانہ بنت فلاں کا نکاح فلاں ابن فلاں کے ساتھ بمعاوضہ مہر شرعی اتنا اتنا گواہوں کی موجودگی میں اس مجلس میں کر دیا ہے؟ وکیل کہے گا جی ہاں کر دیا ہے۔ پھر نکاح خواں دولہا سے مخاطب ہو گا اور پوچھے گا، دولہا صاحب تو نے بوکالت فلاں بن فلاں فلانہ بنت فلاں کا نکاح بمعاوضہ حق مہر شرعی اتنا اتنا گواہوں کے سامنے اس مجلس میں قبول کر لیا ہے؟ وہ کہے گا جی ہاں! قبول کر لیا ہے۔ اس طرح دو مرتبہ کرا لیا جائے۔ نکاح تو پہلی مرتبہ ایجاب وقبول سے بھی منعقد ہو گیا تھا لیکن عوام کے اطمینان کے لئے تین مرتبہ ایجاب و قبول دہرایا جائے تو بہتر ہوتا ہے۔ (پھر دعا کرا دیں)۔

نکاح کے بعد کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَیْنَهُمَا کَمَا اَلَّفْتَ بَیْنَ سَیِّدِنَا اٰدَمَ وَحَوَّاءَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ اَللّٰهم

فلاں فلانہ بنت فلاں کا نکاح بمعاوضہ مہر شرعی اتنا اتنا گواہوں کے سامنے اس مجلس میں قبول کر لیا ہے۔ (نکاح خواں پہلے کہتا جائے اور دولہا ان لفظوں کو دہراتا جائے اس جملہ کے ختم ہوتے ہی) نکاح مکمل ہو گیا اردو لغت میں ایجاب اور قبول ہے یہی اور دیگر زبانوں میں اس کا ترجمہ ایجاب اور قبول ہو گا اور نکاح ہو جائے گا۔ اس کے بعد احتیاطاً دو مرتبہ نکاح خواں استفہام کی صورت میں ایجاب وقبول اسی طرح کرائے کہ وکیل خاموش رہے اور نکاح خواں خود بولتا جائے، وکیل سے کہے تو نے اپنی مؤکلہ فلانہ بنت فلاں کا نکاح فلاں ابن فلاں کے ساتھ بمعاوضہ مہر شرعی اتنا اتنا گواہوں کی موجودگی میں اس مجلس میں کر دیا ہے؟ وکیل کہے گا جی ہاں کر دیا ہے۔ پھر نکاح خواں دولہا سے مخاطب ہو گا اور پوچھے گا، دولہا صاحب تو نے بوکالت فلاں بن فلاں فلانہ بنت فلاں کا نکاح بمعاوضہ حق مہر شرعی اتنا اتنا گواہوں کے سامنے اس مجلس میں قبول کر لیا ہے؟ وہ کہے گا جی ہاں! قبول کر لیا ہے۔ اس طرح دو مرتبہ کرا لیا جائے۔ نکاح تو پہلی مرتبہ ایجاب وقبول سے بھی منعقد ہو گیا تھا لیکن عوام کے اطمینان کے لئے تین مرتبہ ایجاب وقبول دہرایا جائے تو بہتر ہوتا ہے۔ (پھر دعا کرا دیں)۔

نکاح کے بعد کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا اٰدَمَ وَحَوَّاءَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اَللّٰهُمَّ

اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَسَارَّةَ وَهَاجِرَه عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا مُوْسٰى وَصَفُوْرَا عَلَيْهِمَا السَّلَامُ اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَيِّدَةِ خَدِيْجَةَ الْكُبْرٰى وَسَيِّدَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا عَلِيٍّ وَسَيِّدَةِ النِّسَآءِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا اُلْفَةً كَامِلَةً اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا مُحَبَّةً كَامِلَةً رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا. اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

مسئلہ: نکاح ہو جانے کے بعد یہ دعا مستحب ہے کوئی بھی دعا کرائی جا سکتی ہے میرا معمول مذکرہ دعا ہے اس لئے یہی دعا لکھ دی ہے۔

ذکر کردہ نکاح کرانے کے طریقہ میں دلہن کی طرف سے عاقد (ایجاب کرنے والا) وکیل ہے اور دولہا چونکہ خود مجلس میں موجود ہے لہٰذا دوسرا عاقد (قبول کرنے والا) اصیل ہے گویا عاقدین دو شخص ہیں ایک وکیل اور دوسرا اصیل۔ پاکستان میں اکثر نکاحوں میں دلہن کی طرف سے وکیل ہوتا ہے اور دولہا خود قبول کرتا ہیا سلئے ہم نے اس صورت کو پہلے ذکر کیا اور تفصیل سے بھی ذکر کیا۔

رسول اکرم ﷺ اور سیدۃ خدیجۃ الکبریٰ کے نکاح کا خطبہ

● ام المؤمنین سیدۃ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا خطبہ جناب ابو طالب نے پڑھا تھا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ام المؤمنین سیدۃ خدیجۃ الکبریٰ کے ساتھ نکاح ہونے کا تذکرہ سیرت کی کتابوں میں اس طرح ہے کہ ایک دن جناب ابو طالب نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں ایک ایسا مرد ہوں جس کے پاس مال نہیں ہے تنگدستی کے سال ہم پر گزر رہے ہیں نہ ہماری کوئی تجارت ہے اور غیر تجارتی کاروبار ہے۔ چنانچہ آج کل مکہ مکرمہ سے آپ کی قوم کی ایک جماعت تجارت کے لئے شام جانے والی ہے اور خدیجۃ بنت خویلد اپنے قافلوں میں آدمیوں کو بھیجتی رہتی ہیں۔ وہ لوگ حضرت خدیجہ کے مال میں تجارت کرتے ہیں اور حضرت خدیجہ ان کو نفع سے حصہ عطا فرماتی ہے اگر آپ خدیجہ سے اس سلسلہ میں رابطہ کریں تو آپ کو وہ ترجیح دیں گی کیونکہ خدیجہ کو آپ کی طہارت کا علم ہو چکا ہے۔ ابو طالب نے کہا اگرچہ مجھے آپ کا شام جانا پسند نہیں اور میں یہود سے آپ کے حق میں خوف رکھتا ہوں لیکن حالات نے مجبور کر دیا ہے۔ آپ ضرور ایسا کرلیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تجارت فرمایا کرتی تھیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے کافی مال عطا فرمایا تھا۔ آپ تجارت کے لئے شام کی طرف مال فروخت کرنے اور خریدنے کے لئے اتنا مال اور قافلہ روانہ کرتیں جتنا سب قریش کا ہوتا تھا۔ آپ لوگوں کو مضاربۃ پر فروخت کرنے کے لئے مال دیتی تھیں جناب ابو طالب سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید خدیجہ اس سلسلہ میں مجھے پیغام بھیجے گی، چنانچہ حضرت خدیجہ کو جناب ابو طالب اور حضرت

رسول اکرم ﷺ اور سیدۃ خدیجۃ الکبریٰ کے نکاح کا خطبہ

● ام المؤمنین سیدۃ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا خطبہ جناب ابو طالب نے پڑھا تھا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ام المؤمنین سیدۃ خدیجۃ الکبریٰ کے ساتھ نکاح ہونے کا تذکرہ سیرت کی کتابوں میں اس طرح ہے کہ ایک دن جناب ابو طالب نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں ایک ایسا مرد ہوں جس کے پاس مال نہیں ہے تنگدستی کے سال ہم پر گزر رہے ہیں نہ ہماری کوئی تجارت ہے اور غیر تجارتی کاروبار ہے۔ چنانچہ آج کل مکہ مکرمہ سے آپ کی قوم کی ایک جماعت تجارت کے لئے شام جانے والی ہے اور خدیجۃ بنت خویلد اپنے قافلوں میں آدمیوں کو بھیجتی رہتی ہیں۔ وہ لوگ حضرت خدیجہ کے مال میں تجارت کرتے ہیں اور حضرت خدیجہ ان کو نفع سے حصہ عطا فرماتی ہے اگر آپ خدیجہ سے اس سلسلہ میں رابطہ کریں تو آپ کو وہ ترجیح دیں گی کیونکہ خدیجہ کو آپ کی طہارت کا علم ہو چکا ہے۔ ابو طالب نے کہا اگر چہ مجھے آپ کا شام جانا پسند نہیں اور میں یہود سے آپ کے حق میں خوف رکھتا ہوں لیکن حالات نے مجبور کر دیا ہے۔ آپ ضرور ایسا کر لیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تجارت فرمایا کرتی تھیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے کافی مال عطا فرمایا تھا۔ آپ تجارت کے لئے شام کی طرف مال فروخت کرنے اور خریدنے کے لئے اتنا مال اور قافلہ روانہ کرتیں جتنا سب قریش کا ہوتا تھا۔ آپ لوگوں کو مضاربۃ پر فروخت کرنے کے لئے مال دیتی تھیں جناب ابو طالب سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید خدیجہ اس سلسلہ میں مجھے پیغام بھیجے گی، چنانچہ حضرت خدیجہ کو جناب ابو طالب اور حضرت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی باہمی گفتگو کا علم ہو گیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی طرف آدمی بھیجا اور عرض کیا مجھے آپ کی صداقت، دیانت، امانت اور کریم اخلاق کا علم ہے اگر آپ میرا مال لے کر شام جائیں گے تو میں آپ کو دوسروں کی نسبت سے دوگنا اجرت دوں گی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جناب ابو طالب سے اجازت لے کر قافلہ کے ساتھ شام روانہ ہو گئے۔ حضرت خدیجہ نے اپنے غلام میسرہ کو آپ کی خدمت کرنے کے لئے آپ کے ساتھ روانہ کیا اور میسرہ سے کہا آپ کی کسی امر میں مخالفت نہ کرنا۔ جب آپ مکہ مکرمہ سے شام کے لئے روانہ ہوئے تو آپ پر بادل نے سایہ کیا ہوا تھا۔ حتیٰ کہ جب آپ شام پہنچے تو آپ نسطور راہب کے چرچ کے قریب ایک درخت کے نیچے جا کر بیٹھ گئے۔ نسطور راہب میسرہ کو پہنچانتا تھا اس نے میسرہ سے پوچھا درخت کے نیچے بیٹھنے والے کون ہیں۔ میسرہ نے کہا قریش کے قبیلہ سے ایک آدمی ہیں۔ راہب نے کہا اس درخت کے نیچے ہمیشہ نبی ہی بیٹھا کرتے ہیں پھر پوچھا کیا ان کی آنکھوں میں سرخ ڈورے ہیں میسرہ نے کہا ہاں ہمیشہ آپ کی آنکھیں سرخ رہتی ہیں۔ ایک روایت میں ہے جب راہب نے آپ پر بادل کا سایہ دیکھا تو گھبرا کر کہنے لگا یہ کون ہیں تو میسرہ نے کہا یہ خدیجہ کے آدمی ہیں پھر میسرہ سے چھپ کر راہب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا آپ کے سر اور قدموں کو بوسہ دیا اور کہنے لگا میں آپ کے ساتھ ایمان لایا اور میں گواہی دیتا ہوں آپ ہی رسول ہیں جن کا ذکر تورات میں آیا ہے پھر راہب نے عرض کیا میں نے سب نبوت کی علامتیں دیکھ لیں ہیں مگر ایک علامت دیکھنے کی اجازت فرمائیں اپنی پشت مبارک سے کپڑا الگ کریں آپ نے جب کپڑا اُٹھایا تو اس راہب نے چمکتی ہوئی

مہر نبوت کی زیارت کی اور اسے چومنا شروع کر دیا اور کہتا رہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور نبی امی ہیں، جن کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی اور فرمایا تھا اس درخت کے نیچے میرے بعد کوئی نہیں اترے گا مگر ہاشمی نبی آ کر بیٹھے گا۔ چنانچہ میسرہ نے ان باتوں کو یاد رکھا پھر آپ نے بصریٰ کے بازار میں خرید وفروخت فرمائی۔ ایک آدمی سے کسی بات پر اختلاف ہوا تو اس آدمی نے کہا مجھے لات اور عزیٰ کی قسم ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے لات اور عزیٰ کی قسم کبھی نہیں اُٹھائی اس آدمی نے کہا آپ ہی صادق ہیں۔ اسی آدمی نے حضرت میسرہ کو خلوت میں کہا یہ اس امت کے نبی ہیں اہل کتاب کی کتابوں میں ان ہی کی صفات ذکر کی گئی ہیں۔

- جب قافلہ واپس ہوا تو حضرت میسرہ گرمی کی شدت میں دیکھتا تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر فرشتوں نے سایہ کیا ہوا ہے حضرت میسرہ نے عرض کیا یا محمد میں حضرت خدیجہ کے لئے چالیس سال سے تجارت کر رہا ہوں لیکن اتنا نفع کبھی حاصل نہیں ہوا، جتنا اس مرتبہ حاصل ہوا۔

حضرت میسرہ نے عرض کیا آپ قافلہ سے نکل جائیں ہم پیچھے آ رہے ہیں۔ حضرت خدیجہ کو خوشخبری سنائیں ہوسکتا ہے آپ کے منافع میں وہ زیادتی کر دیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ داخل ہوئے دوپہر کا وقت تھا اور حضرت خدیجہ بالا خانہ پر اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھڑی آنے والے قافلہ کو دیکھ رہی تھیں۔ انہوں نے دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں اور آپ پر بادلوں کا سایہ ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔ آپ نے اپنی سہیلیوں کو جب یہ

مہر نبوت کی زیارت کی اور اسے چومنا شروع کر دیا اور کہتا رہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور نبی امی ہیں، جن کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی اور فرمایا تھا اس درخت کے نیچے میرے بعد کوئی نہیں اترے گا مگر ہاشمی نبی آ کر بیٹھے گا۔ چنانچہ میسرہ نے ان باتوں کو یاد رکھا پھر آپ نے بصریٰ کے بازار میں خرید و فروخت فرمائی۔ ایک آدمی سے کسی بات پر اختلاف ہوا تو اس آدمی نے کہا مجھے لات اور عزیٰ کی قسم ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے لات اور عزیٰ کی قسم کبھی نہیں اُٹھائی اس آدمی نے کہا آپ ہی صادق ہیں۔ اسی آدمی نے حضرت میسرہ کو خلوت میں کہا یہ اس امت کے نبی ہیں اہل کتاب کی کتابوں میں ان ہی کی صفات ذکر کی گئی ہیں۔

● جب قافلہ واپس ہوا تو حضرت میسرہ گرمی کی شدت میں دیکھتا تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر فرشتوں نے سایہ کیا ہوا ہے حضرت میسرہ نے عرض کیا یا محمد میں حضرت خدیجہ کے لئے چالیس سال سے تجارت کر رہا ہوں لیکن اتنا نفع کبھی حاصل نہیں ہوا، جتنا اس مرتبہ حاصل ہوا۔

حضرت میسرہ نے عرض کیا آپ قافلہ سے نکل جائیں ہم پیچھے آ رہے ہیں۔ حضرت خدیجہ کو خوشخبری سنائیں ہوسکتا ہے آپ کے منافع میں وہ زیادتی کر دیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ داخل ہوئے دوپہر کا وقت تھا اور حضرت خدیجہ بالاخانہ پر اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھڑی آنے والے قافلہ کو دیکھ رہی تھیں۔ انہوں نے دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں اور آپ پر بادلوں کا سایہ ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔ آپ نے اپنی سہیلیوں کو جب یہ

منظر دکھایا تو سب حیران ہوئیں ان خواتین میں نفیسہ بنت منیہ بھی تھیں۔

● میسرہ نے آپ کی رفاقت میں پیش آنے والے امور کی جن کا اس نے مشاہدہ کیا تھا حضرت خدیجہ کو خبر دی، حضرت خدیجہ اپنے چچازاد بھائی ورقہ ابن نوفل کے پاس تشریف لے گئیں اور ان کو مذکورہ امور کی خبر دی ورقہ بن نوفل عیسائی تھے اور سابقہ کتابوں کے متبحر عالم تھے یہ سنتے ہی کہ آپ پر بادلوں نے سایہ کیا ہوا تھا اور راہب نے آپ کے متعلق جو کچھ بیان فرمایا اور دیگر مشاہدات سنتے ہی حضرت ورقہ بن نوفل نے کہا اے خدیجہ بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس امت کے نبی ہیں۔

● ابن سعد نے روایت کیا کہ حضرت نفیسہ بنت منیہ نے کہا حضرت خدیجہ بنت خویلد نہایت عقلمند اور ذات شرف اور حسین ترین مالدار عورت تھیں، قریش میں حسب و نسب اور مال اور خیر و برکت کے لحاظ سے آپ کا بڑا مقام تھا، قریش میں سے اکثر لوگوں نے اپنے لئے حضرت خدیجہ کو نکاح کرنے کا پیغام بھیجا لیکن آپ نے انکار کیا۔ نفیسہ بنت منیہ کہتی ہیں مجھے حضرت خدیجہ نے اپنی خواہش پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا میں نے جا کر عرض کیا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو نکاح کرنے سے کس نے منع کیا۔ آپ نے فرمایا میرے ہاتھ میں کوئی چیز نہیں میں کس طرح نکاح کروں میں نے کہا اگر آپ کو مال اور جمال اور شرف اور آپ کی کفو سے نکاح کی دعوت ملے تو آپ قبول کریں گے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کون ہیں؟ میں نے عرض کیا وہ خدیجہ ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کس طرح ہوگا، حضرت نفیسہ کہتی ہیں میں نے کہا اس کا ذمہ میں لیتی ہوں۔ چنانچہ حضرت نفیسہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

مثبت جواب سے حضرت خدیجہ کو اطلاع دی۔

حضرت نفیسہ فرماتی ہیں حضرت خدیجہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ آپ فلاں وقت نکاح کے لئے تشریف لے آئیں چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جناب ابو طالب اور حضرت حمزہ اور دس دوسرے معززین کے ساتھ مقررہ وقت پر تشریف لے آئے۔

حضرت خدیجہ کے چچا عمرو ابن سعد نے ان لوگوں کا استقبال کیا باہمی گفتگو سے ایک روایت میں بیس نوجوان اونٹ مہر مقرر ہوا اور ایک روایت میں ہے پانچ سو درہم مہر مقرر ہوا اور ایک روایت میں ہے پانچ سو درہم وزن کے مساوی سونا مقرر ہوا۔ (سبل الہدیٰ) پانچ سو درہم کا وزن ہماری تحقیق کے مطابق تقریباً ایک سو اکتیس تولہ بنتا ہے۔ اس کے بعد جناب ابو طالب نے نکاح کا خطبہ پڑھا جس کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنَا مِنْ ذُرِّیَّةِ اِبْرَاهِیْمَ وَزَرْعِ اِسْمَاعِیْلَ وَضِئْضِئِیْ مَعْدَ وَ مُضَرَ وَجَعَلَنَا حَضْنَةَ بَیْتِهٖ وَسُوَّاسَ حَرَمِهٖ وَجَعَلَ لَنَا بَیْتًا مَحْجُوْجًا وَحَرَمًا اٰمِنًا وَجَعَلَنَا حُکَّامَ النَّاسِ ثُمَّ اِنَّ ابْنَ اَخِیْ هٰذَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ لَا یُوْزَنُ بِهٖ رَجُلٌ شَرْفًا وَنَبْلاً وَفَضْلاً وَعَقْلاً وَاِنْ کَانَ فِی الْمَالِ قِلًّا فَاِنَّ الْمَالَ ظِلٌّ زَائِلٌ وَاَمْرٌ حَائِلٌ وَعَارِیَةٌ مُسْتَرْجِعَةٌ وَهُوَ وَاللّٰهِ بَعْدَ هٰذَا لَهٗ نَبَأٌ عَظِیْمٌ وَخَطَرٌ جَلِیْلٌ وَقَدْ خَطَبَ اِلَیْکُمْ رَغْبَةً فِیْ کَرِیْمَتِکُمْ خَدِیْجَةَ وَقَدْ بَذَلَ لَهَا مِنَ الصَّدَاقِ حُکْمُکُمْ عَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ اَثْنَتَا عَشْرَةَ اُوْقِیَةً وَنُشًّا.

مثبت جواب سے حضرت خدیجہ کو اطلاع دی۔

حضرت نفیسہ فرماتی ہیں حضرت خدیجہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ آپ فلاں وقت نکاح کے لئے تشریف لے آئیں چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جناب ابو طالب اور حضرت حمزہ اور دس دوسرے معززین کے ساتھ مقررہ وقت پر تشریف لے آئے۔

حضرت خدیجہ کے چچا عمرو ابن سعد نے ان لوگوں کا استقبال کیا باہمی گفتگو سے ایک روایت میں بیس نوجوان اونٹ مہر مقرر ہوا اور ایک روایت میں ہے پانچ سو درہم مہر مقرر ہوا اور ایک روایت میں ہے پانچ سو درہم وزن کے مساوی سونا مقرر ہوا۔ (سبل الہدیٰ) پانچ سو درہم کا وزن ہماری تحقیق کے مطابق تقریباً ایک سو اکتیس تولہ بنتا ہے۔ اس کے بعد جناب ابو طالب نے نکاح کا خطبہ پڑھا جس کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنَا مِنْ ذُرِّیَّةِ اِبْرَاهِیْمَ وَزَرْعِ اِسْمَاعِیْلَ وَضِئْضِئِیْ مَعْدٍ وَ مُضَرَ وَجَعَلَنَا حَضْنَةَ بَیْتِهٖ وَسُوَّاسَ حَرَمِهٖ وَجَعَلَ لَنَا بَیْتًا مَحْجُوْجًا وَحَرَمًا اٰمِنًا وَجَعَلَنَا حُکَّامَ النَّاسِ ثُمَّ اِنَّ ابْنَ اَخِیْ هٰذَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ لَا یُوْزَنُ بِهٖ رَجُلٌ شَرَفًا وَنُبْلاً وَفَضْلاً وَعَقْلاً وَاِنْ کَانَ فِی الْمَالِ قِلًّا فَاِنَّ الْمَالَ ظِلٌّ زَائِلٌ وَاَمْرٌ حَائِلٌ وَعَارِیَةٌ مُسْتَرْجِعَةٌ وَهُوَ وَاللّٰهِ بَعْدَ هٰذَا لَهٗ نَبَأٌ عَظِیْمٌ وَخَطَرٌ جَلِیْلٌ وَقَدْ خَطَبَ اِلَیْکُمْ رَغْبَةً فِیْ کَرِیْمَتِکُمْ خَدِیْجَةَ وَقَدْ بَذَلَ لَهَا مِنَ الصَّدَاقِ حُکْمُکُمْ عَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ اَثْنَتَا عَشَرَةَ اُوْقِیَةً وَنُشًّا۔

اس کے بعد عمرو بن سعد (جو حضرت خدیجہ کی جانب سے وکیل تھے) نے کہا میں نے خدیجہ کا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ نکاح کر دیا۔

- نکاح کے وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پچیس سال تھی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنا کی عمر مبارک چالیس سال تھی۔
- شام کے سفر سے واپس ہونے کے تقریباً دو ماہ پچیس دن بعد نکاح ہوا۔
- خطبہ کا ترجمہ:

سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کیلئے جس نے ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی کھیتی سے اور حضرت معد اور مضر کی پشت اور اصل سے پیدا فرمایا اور اپنے گھر کی حفاظت کرنے والا اور اپنے حرم کی دیکھ بھال اور تدبیر کرنے والا بنایا اور اس نے ہمارے لئے گھر بنایا جس کا حج کیا جاتا ہے اور ہمارے لئے حرم امن والا بنایا اور ہمیں لوگوں پر حاکم بنایا پھر میرے بھائی کا یہ بیٹا محمد بن عبداللہ ایسا ہے کہ کوئی آدمی اس کا شرف اور کمال اور فضل اور عقل میں ہم وزن نہیں بنایا گیا اگرچہ مال میں قلت والے ہیں کیونکہ مال زائل ہونے والے سایہ کی طرح ہوتا ہے اور مال ایک امر حائل اور (ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ جانے والا) ہوتا ہے اور مال عارضی لوٹنے والا ہوتا ہے اور وہ محمد اللہ کی قسم اس کے بعد ان کی عظیم خبریں ہیں اور بڑی شان ہے اور بے شک انہوں نے تمہاری پیاری خدیجہ میں رغبت کرتے ہوئے رشتہ طلب کیا ہے اور تمہارے حکم کے مطابق مہر مؤجل اور معجّل کا انتظام کیا ہے جو کہ بارہ اوقیہ اور نصف ہے۔

- حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کے حالات ذکر کرنے سے ہماری مراد اظہار محبت کے علاوہ اس خطبہ کا ذکر کرنا تھا جو جناب ابو طالب نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کے وقت پڑھا۔ سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے حضرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ کی جانب سے ان کا چچا عمرو ابن سعد وکیل تھا اس کی طرف سے ایجاب تھا اور مجلس نکاح میں موجود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نکاح قبول فرمایا۔ جناب ابو طالب صرف خطیب تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ام المؤمنین حضرت سودۃ بنت زمعہ کے ساتھ نکاح کا ذکر

- حضرت سودۃ بنت زمعہ حضرت سکران بن عمر کی بیوی تھی اور اسلام لانے کے بعد دونوں نے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی اور حضرت سکران سے آپ کی پانچ بچیاں تھیں۔
- حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت سودہ نے خواب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں حتیٰ کہ آپ نے حضرت سودۃ کی گردن پر قدم مبارک رکھ دیئے۔ حضرت سودۃ نے صبح اپنے شوہر حضرت سکران کو خواب سنایا حضرت سکران نے فرمایا اگر تیرا خواب سچا ہے تو میں مر جاؤں گا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے ساتھ نکاح کریں گے۔ پھر دوسری رات خواب دیکھا کہ آسمان سے چاند اس کے اوپر اتر گیا پھر اپنے شوہر سکران کو خواب سنایا اس نے کہا اگر تیرا خواب صادق ہے تو میں جلدی فوت ہو جاؤں گا اور تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کرے گی چنانچہ حضرت سکران اسی دن سے بیمار ہو گئے پھر فوت ہو گئے۔

• حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کے حالات ذکر کرنے سے ہماری مراد اظہار محبت کے علاوہ اس خطبہ کا ذکر کرنا تھا جو جناب ابو طالب نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کے وقت پڑھا۔ سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے حضرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ کی جانب سے ان کا چچا عمرو ابن سعد وکیل تھا اس کی طرف سے ایجاب تھا اور مجلس نکاح میں موجود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نکاح قبول فرمایا۔ جناب ابو طالب صرف خطیب تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ام المؤمنین حضرت سودۃ بنت زمعہ کے ساتھ نکاح کا ذکر

• حضرت سودۃ بنت زمعہ حضرت سکران بن عمر کی بیوی تھی اور اسلام لانے کے بعد دونوں نے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی اور حضرت سکران سے آپ کی پانچ بچیاں تھیں۔

• حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت سودہ نے خواب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں حتیٰ کہ آپ نے حضرت سودۃ کی گردن پر قدم مبارک رکھ دیئے۔ حضرت سودۃ نے صبح اپنے شوہر حضرت سکران کو خواب سنایا حضرت سکران نے فرمایا اگر تیرا خواب سچا ہے تو میں مر جاؤں گا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے ساتھ نکاح کریں گے۔ پھر دوسری رات خواب دیکھا کہ آسمان سے چاند اس کے اوپر اتر گیا پھر اپنے شوہر سکران کو خواب سنایا اس نے کہا اگر تیرا خواب صادق ہے تو میں جلدی فوت ہو جاؤں گا اور تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کرے گی چنانچہ حضرت سکران اسی دن سے بیمار ہو گئے پھر فوت ہو گئے۔

شاید یہ خواب ہجرت کے بعد مکہ مکرمہ واپس آنے کے بعد دیکھے تھے۔

حضرت سکران کی تدفین مکہ مکرمہ میں ہوئی تھی۔

• چنانچہ بیوگی کی زندگی میں جبکہ حضرت سودۃ کی عمر پچاس سال کی تھی حضرت ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ وصال فرما گئیں تو حضرت خولہ بنت حکیم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت سودۃ کے ساتھ نکاح کر لینے کا مشورہ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ سودۃ بنت زمعہ سے میرے ساتھ نکاح کا ذکر کرو حضرت خولہ حضرت سودہ اور ان کے والد کے گھر گئیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے گھر کتنی خیر اور برکت نازل فرمائی ہے حضرت سودہ نے پوچھا وہ کیا ہے حضرت خولہ نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے ساتھ نکاح کرنے کا پیغام پہنچانے کے لئے بھیجا ہے۔ حضرت سودۃ نے فرمایا میں پسند کرتی ہوں لیکن آپ میرے والد کے پاس جا کر اس کا ذکر کریں حضرت سودۃ کے والد نہایت بوڑھے شخص تھے۔ خولہ کہتی ہیں میں نے جا کر ان کو جاہلیت کے دور کا سلام کیا اور کہا اَنْعَمَ صَبَاحَکَ اس نے پوچھا تو کون ہے میں نے بتایا میں خولہ بنت حکیم ہوں انہوں نے کہا ماشاء اللہ بتاؤ کیا کہتی ہو میں نے کہا محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے آپ کی بیٹی کے ساتھ نکاح کرنے کے پیغام کے ساتھ بھیجا ہے اس نے کہا نہایت اچھا اور کفو میں رشتہ ہے۔ آپ کی دوست خود سودۃ کیا کہتی ہے خولہ کہتی ہیں میں نے کہا وہ اس کو پسند کرتی ہیں۔ زمعہ نے کہا آپ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے جا کر کہیں تشریف لے آئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ کا نکاح ہو گیا۔

(سبل الہدیٰ والرشاد)

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ پہلے نکاح ہوا لیکن رخصتی دو سال بعد مدینۃ منورہ میں ہوئی اور حضرت سودۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح بعد میں ہوا لیکن انکی رخصتی حضرت عائشہ کی رخصتی سے پہلے مکہ مکرمہ میں ہوگئی تھی۔
- چونکہ مہر اور گواہ اور خطبہ کا عام رواج تھا اس لئے روایات میں ان کا تذکرہ نہیں ہوتا۔
- جب حضرت سودۃ بنت زمعہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض وجوہ کی وجہ سے فرمایا میں آپ کو طلاق دینا چاہتا ہوں حضرت سودۃ نے عرض کیا میں اپنی حصہ کی باری حضرت عائشہ کو دیتی ہوں، آپ بے شک میرے پاس رات نہ رہا کریں لیکن مجھے طلاق نہ دیں تاکہ جنت میں مجھے آپ کی بیویوں میں داخل کیا جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات مان لی اس کے بعد آپ حضرت عائشہ کے کمرہ میں دو رات رہا کرتے تھے۔
- معلوم ہوا بیوی اپنے وقت کا حق کسی دوسری بیوی کو دے سکتی ہے اور اپنا حق ساقط بھی کرسکتی ہے اگرچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر بیوی کو برابر برابر وقت دینا واجب نہیں تھا لیکن پھر بھی آپ ازواج مطہرات کو برابر برابر وقت دیتے تھے۔ لیکن امت کے افراد پر تعدد ازواج کی صورت میں وقت میں مساوات واجب ہے لیکن اگر کوئی بیوی اپنا حق ساقط کرنا چاہے تو کرسکتی ہے۔
- آپ کی وفات کے متعلق مشہور یہ ہے کہ آپ حضرت عمر کی خلافت کے آخری دور میں فوت ہوئیں اور واقدی کی روایت میں ہے آپ سن (۵۴ھ) میں حضرت امیر معاویہ کی خلافت کے زمانہ میں فوت ہوئیں۔ (سبل الہدیٰ)

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ پہلے نکاح ہوا لیکن رخصتی دو سال بعد مدینۃ منورہ میں ہوئی اور حضرت سودۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح بعد میں ہوا لیکن انکی رخصتی حضرت عائشہ کی رخصتی سے پہلے مکہ مکرمہ میں ہوگئی تھی۔
- چونکہ مہر اور گواہ اور خطبہ کا عام رواج تھا اس لئے روایات میں ان کا تذکرہ نہیں ہوتا۔
- جب حضرت سودۃ بنت زمعہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض وجوہ کی وجہ سے فرمایا میں آپ کو طلاق دینا چاہتا ہوں حضرت سودۃ نے عرض کیا میں اپنی حصہ کی باری حضرت عائشہ کو دیتی ہوں، آپ بے شک میرے پاس رات نہ رہا کریں لیکن مجھے طلاق نہ دیں تا کہ جنت میں مجھے آپ کی بیویوں میں داخل کیا جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات مان لی اس کے بعد آپ حضرت عائشہ کے کمرہ میں دو رات رہا کرتے تھے۔
- معلوم ہوا بیوی اپنے وقت کا حق کسی دوسری بیوی کو دے سکتی ہے اور اپنا حق ساقط بھی کرسکتی ہے اگر چہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر بیوی کو برابر برابر وقت دینا واجب نہیں تھا لیکن پھر بھی آپ ازواج مطہرات کو برابر برابر وقت دیتے تھے۔ لیکن امت کے افراد پر تعدد ازواج کی صورت میں وقت میں مساوات واجب ہے لیکن اگر کوئی بیوی اپنا حق ساقط کرنا چاہے تو کرسکتی ہے۔
- آپ کی وفات کے متعلق مشہور یہ ہے کہ آپ حضرت عمر کی خلافت کے آخری دور میں فوت ہوئیں اور واقدی کی روایت میں ہے آپ سن (۵۴ھ) میں حضرت امیر معاویہ کی خلافت کے زمانہ میں فوت ہوئیں۔ (سبل الہدیٰ)

انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ام المؤمنین سیدۃ عائشہ کے نکاح کرنے کا بیان

ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی وفات کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح فرمایا تھا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تجھے نکاح کرنے سے پہلے دو مرتبہ ایک روایت میں ہے تین رات خواب میں دیکھا وہ اس طرح کہ آپ کو ریشمی لباس میں ایک فرشتہ میرے پاس لے آیا اور فرشتہ نے کہا یہ آپ کی بیوی ہے جب میں نے تیرے چہرہ سے کپڑا اُٹھایا تو ہی تھی پس میں نے کہا بے شک یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے ضرور ہوگا۔

- ایک روایت میں ہے آپ فرماتی ہیں مجھے سبز ریشمی لباس میں جبرئیل علیہ السلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (خواب) میں لے آیا اور جبرئیل نے کہا یہ آپ کی دنیا اور آخرت میں بیوی ہے اور ایک روایت میں ہے میرے ساتھ جب نکاح ہوا تو اس وقت میں بچیوں کے لباس میں تھی۔
- ام المؤمنین سیدۃ عائشہ اپنے نکاح کے متعلق خود آپ بیان فرماتی ہیں کہ جب ام المؤمنین سیدۃ خدیجۃ الکبریٰ فوت ہوگئیں تو عثمان بن مظعون کی بیوی خولہ بنت حکیم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں عرض کیا یارسول اللہ کیا آپ نکاح نہیں کرتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کس کے ساتھ حضرت خولہ نے عرض کیا کنواری کے ساتھ یا ثیب (غیر کنواری) کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کنواری کون ہے اور ثیب کون ہے۔ حضرت خولہ نے عرض کیا باکرۃ (کنواری) آپ کے محبوب ترین آدمی ابوبکر صدیق کی بیٹی

اور غیر کنواری سودہ بنت زمعہؓ وہ آپ پر ایمان لا چکی ہیں اور آپ کی اتباع کرتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جاؤ ان دونوں کو میرے ساتھ نکاح کرنے کا ذکر کرو حضرت خولہ فرماتی ہیں میں ام رومان سیدۃ عائشہ کی ماں کے پاس حاضر ہوئی تو میں نے کہا اے ام رومان اللہ تعالیٰ تمہارے گھر خیر اور برکت عطا فرمانے والا ہے۔ حضرت ام رومان نے کہا وہ کیا ہے میں نے عرض کیا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ کے ساتھ نکاح کرنے کا ذکر کیا ہے۔ ام رومان نے کہا مجھے پسند ہے، ابوبکر کا انتظار کرو وہ آنے والے ہیں۔ حضرت خولہ کہتی ہیں ابوبکر آ گئے میں نے ان کو ذکر کیا ابوبکر نے فرمایا میں تو ان کا بھائی ہوں کیا وہ بھائی کی بیٹی سے نکاح کریں گے۔ حضرت خولہ فرماتی ہیں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لوٹ گئی میں نے ابوبکر کی جانب سے جواب عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واپس جاؤ اور ابوبکر سے کہو تم اسلام میں میرے بھائی ہو تمہاری بیٹی سے میرا نکاح ہو سکتا ہے۔ حضرت خولہ نے واپس آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ابوبکر صدیق کو پہنچایا ابوبکر نے کہا تم انتظار کرو۔ ابوبکر کہیں چلے گئے لیکن ام رومان نے مجھے بتایا کہ ابوبکر وعدہ خلافی نہیں کرتے۔ ابوبکر سے مطعم بن عدی نے اپنے بیٹے کے لئے کہا تھا، ابوبکر مطعم ابن عدی کے پاس آئے اس کے پاس اس کی بیوی ام الصبیٰ بھی بیٹھی ہوئی تھی۔ حضرت ابوبکر نے کہا آپ کا اپنے بیٹے کے لئے ہماری بیٹی عائشہ کے ساتھ نکاح کے سلسلہ میں کیا ارادہ ہے۔ مطعم بن ابن عدی نے اپنی بیوی سے کہا تم جواب دو کیا کہنا ہے اس کی بیوی نے حضرت ابوبکر سے کہا ہم اپنے بیٹے کا نکاح نہیں کرنا چاہتے کیونکہ ہمارا بیٹا مسلمان ہو جائے گا، جیسے کہ تم مسلمان ہو چکے ہو۔ حضرت ابوبکر نے کہا اے مطعم تمہارا کیا جواب

اور غیر کنواری سودہ بنت زمعہؓ وہ آپ پر ایمان لا چکی ہیں اور آپ کی اتباع کرتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جاؤ ان دونوں کو میرے ساتھ نکاح کرنے کا ذکر کرو حضرت خولہ فرماتی ہیں میں ام رومان سیدۃ عائشہ کی ماں کے پاس حاضر ہوئی تو میں نے کہا اے ام رومان اللہ تعالیٰ تمہارے گھر خیر اور برکت عطا فرمانے والا ہے۔ حضرت ام رومان نے کہا وہ کیا ہے میں نے عرض کیا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ کے ساتھ نکاح کرنے کا ذکر کیا ہے۔ ام رومان نے کہا مجھے پسند ہے، ابوبکر کا انتظار کرو وہ آنے والے ہیں۔ حضرت خولہ کہتی ہیں ابوبکر آ گئے میں نے ان کو ذکر کیا ابوبکر نے فرمایا میں تو ان کا بھائی ہوں کیا وہ بھائی کی بیٹی سے نکاح کریں گے۔ حضرت خولہ فرماتی ہیں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لوٹ گئی میں نے ابوبکر کی جانب سے جواب عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واپس جاؤ اور ابوبکر سے کہو تم اسلام میں میرے بھائی ہو تمہاری بیٹی سے میرا نکاح ہوسکتا ہے۔ حضرت خولہ نے واپس آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ابوبکر صدیق کو پہنچایا ابوبکر نے کہا تم انتظار کرو۔ ابوبکر کہیں چلے گئے لیکن ام رومان نے مجھے بتایا کہ ابوبکر وعدہ خلافی نہیں کرتے۔ ابوبکر سے مطعم بن عدی نے اپنے بیٹے کے لئے کہا تھا، ابوبکر مطعم ابن عدی کے پاس آئے اس کے پاس اس کی بیوی ام اَھنٰی بھی بیٹھی ہوئی تھی۔ حضرت ابوبکر نے کہا آپ کا اپنے بیٹے کے لئے ہماری بیٹی عائشہ کے ساتھ نکاح کے سلسلہ میں کیا ارادہ ہے۔ مطعم بن ابن عدی نے اپنی بیوی سے کہا تم جواب دو کیا کہنا ہے اس کی بیوی نے حضرت ابوبکر سے کہا ہم اپنے بیٹے کا نکاح نہیں کرنا چاہتے کیونکہ ہمارا بیٹا مسلمان ہو جائے گا، جیسے کہ تم مسلمان ہو چکے ہو۔ حضرت ابوبکر نے کہا اے مطعم تمہارا کیا جواب

ہے تو اس نے کہا جو کچھ تو نے میری بیوی سے سنا ہے میرا جواب بھی یہی ہے۔ ابوبکر کھڑے ہوئے وعدہ خلافی خود مطعم بن عدی نے کی تھی واپس آئے تو خولہ سے کہا جاؤ رسول اللہ نبیصلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرو وہ تشریف لے آئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور ابوبکر کے گھر میں سیدۃ عائشہ کے ساتھ نکاح ہو گیا لیکن رخصتی نہیں ہوئی۔ ام المؤمنین سیدۃ عائشہ فرماتی ہیں نکاح ہو گیا، نکاح ہو جانے کے دو سال بعد ہم مدینۃ ہجرت کر کے آ گئے۔ بنی حارث ابن خزرج کے گھر ہمارا قیام تھا آپ فرماتی ہیں میری نو سال عمر تھی اور میں دو رسیوں کا جھولا بنا کر جھولے کھا رہی تھی مجھے میری ماں نے جھولے سے اتارا اور پکڑ کر گھر لے گئی میرے چہرہ کو پانی سے صاف کیا اور میرے بال دھاگہ سے بندھے ہوئے تھے، ان کو کھولا اور بال سیدھے کئے پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئیں آپ گھر میں بیٹھے ہوئے تھے مجھے آپ کے ساتھ بٹھا دیا گیا، گھر میں دوسرے لوگ مرد اور عورتیں بھی موجود تھیں، میری ماں نے عرض کیا یہ آپ کی ازواج سے ہیں یارسول اللہ آپ کے لئے اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرمائے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ آپ کے لئے برکت عطا فرمائے۔ ام المؤمنین سیدۃ عائشہ فرماتیں ہیں اس کے بعد مرد اور عورتیں ہمارے کمرہ سے چلے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ آرام فرمایا اور آپ فرماتی ہیں میری رخصتی پر نہ اونٹ ذبح ہوا اور نہ بکری۔ صرف سعد ابن عبادۃ کے گھر سے بڑے برتن میں کھانا آیا۔ آپ فرماتی ہیں جب میرا نکاح ہوا تھا میری عمر سات سال تھی اور جب رخصتی ہوئی تو میری عمر نو سال تھی اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اس وقت میری عمر اٹھارہ سال تھی۔ (سبل الہدیٰ والرشاد)

● سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی بالکل سادہ طریقہ سے ہوئی، معلوم ہوتا ہے کوئی ولیمہ کی تقریب بھی نہیں ہوئی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدۃ عائشہ سے دن میں ہی خلوت حاصل ہوئی۔ چونکہ رخصتی دو ہجری میں تھی اور ہجرت کے پہلے سالوں میں تنگی کے ایام تھے اس لئے سادہ تقریب ہوئی اور فقراء اور امراء کے لئے اس میں درس تھا کہ نکاح کے بعد رخصتی سادہ طریقہ سے ہونا چاہئے۔

● امام احمد کی روایت میں ہے حضرت اسماء بنت عمیس فرماتی ہیں میں حضرت عائشہ کی رخصتی کے وقت آپ کے ساتھ تھی میں نے حضرت عائشہ کو تیار کیا اور میں دوسری عورتوں کے ہمراہ حضرت عائشہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی پس اللہ کی قسم آپ کے پاس مہمانوں کے لئے سوائے ایک دودھ کے پیالہ کے اور کچھ نہ تھا۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پیالہ سے دودھ پیا پھر آپ نے حضرت عائشہ کو پیالہ دیا عائشہ نے پیالہ پکڑنے سے حیاء کیا میں نے کہا اے عائشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا اور ہاتھ کو رد نہ کرو تو حضرت عائشہ نے حیاء کے ساتھ پیالہ پکڑا اور دودھ پیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا یہ دودھ دوسری خواتین کو پلاؤ، خواتین نے کہا ہمیں خواہش نہیں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کرو حضرت اسماء نے عرض کیا یارسول اللہ اگر ہم سے کوئی ایک کسی چیز کی خواہش رکھتی ہو اور کہے مجھے خواہش نہیں ہے تو یہ جھوٹ ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک جھوٹ جھوٹ لکھا جاتا ہے حتیٰ کہ چھوٹا جھوٹ بھی چھوٹا جھوٹ لکھا جاتا ہے۔ (سبل الہدیٰ)

● اس روایت سے معلوم ہوا کہ آج کل کی روایت کے مطابق کہ دلہن اور

● سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی بالکل سادہ طریقہ سے ہوئی، معلوم ہوتا ہے کوئی ولیمہ کی تقریب بھی نہیں ہوئی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدۃ عائشہ سے دن میں ہی خلوت حاصل ہوئی۔ چونکہ رخصتی دو ہجری میں تھی اور ہجرت کے پہلے سالوں میں تنگی کے ایام تھے اس لئے سادہ تقریب ہوئی اور فقراء اور امراء کے لئے اس میں درس تھا کہ نکاح کے بعد رخصتی سادہ طریقہ سے ہونا چاہئے۔

● امام احمد کی روایت میں ہے حضرت اسماء بنت عمیس فرماتی ہیں میں حضرت عائشہ کی رخصتی کے وقت آپ کے ساتھ تھی میں نے حضرت عائشہ کو تیار کیا اور میں دوسری عورتوں کے ہمراہ حضرت عائشہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی پس اللہ کی قسم آپ کے پاس مہمانوں کے لئے سوائے ایک دودھ کے پیالہ کے اور کچھ نہ تھا۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پیالہ سے دودھ پیا پھر آپ نے حضرت عائشہ کو پیالہ دیا عائشہ نے پیالہ پکڑنے سے حیاء کیا میں نے کہا اے عائشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا اور ہاتھ کو رد نہ کرو تو حضرت عائشہ نے حیاء کے ساتھ پیالہ پکڑا اور دودھ پیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا یہ دودھ دوسری خواتین کو پلاؤ، خواتین نے کہا ہمیں خواہش نہیں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کرو حضرت اسماء نے عرض کیا یارسول اللہ اگر ہم سے کوئی ایک کسی چیز کی خواہش رکھتی ہو اور کہے مجھے خواہش نہیں ہے تو یہ جھوٹ ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک جھوٹ جھوٹ لکھا جاتا ہے حتیٰ کہ چھوٹا جھوٹ بھی چھوٹا جھوٹ لکھا جاتا ہے۔ (سبل الہدیٰ)

● اس روایت سے معلوم ہوا کہ آج کل کی روایت کے مطابق کہ دلہن اور

دولہا کو دولہا کے گھر روانہ کرنے سے پہلے اکٹھے بٹھایا جاتا ہے اور دولہا کو دودھ کا گلاس دیا جاتا ہے جب وہ پی لیتا ہے تو دلہن کو دے دیتا ہے پھر دلہن ایک دو گھونٹ پی کر اپنے ساتھ موجود سہیلیوں کو دودھ دے دیتی ہے اور وہ پی لیتی ہیں یہ سب جائز ہے بلکہ سنت ہے اور حیاء کے خلاف نہیں ہے۔ بعض جگہ دولہا اور دلہن ایک دوسرے کے منہ میں مٹھائی دیتے ہیں یہ بھی جائز ہے۔

● ام المؤمنین سیدۃ عائشہ فرماتی ہیں میرا نکاح شوال کے مہینہ میں ہوا اور رخصتی بھی شوال میں ہوئی مجھ سے زیادہ اپنے شوہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حصہ پانے اور محبت میں کون خوش نصیب ہوگا۔

چونکہ عربوں میں شوال میں نکاح اور رخصتی کو اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا اس لئے سیدۃ عائشہ نے بیان فرمایا کہ میرا نکاح اور رخصتی شوال میں ہوئی اور میرے نصیب جیسا کسی کا نصیب نہیں۔

● حضرت عائشہ کا نکاح حضرت ابوبکر نے کرا دیا آپ حضرت عائشہ کے ولی تھے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا۔ خطبہ اور گواہوں کا ذکر نہیں ملا۔ شاید خطبہ اور گواہوں کا ذکر ضروری نہ سمجھا گیا ہو کیونکہ ہو سکتا ہے گواہ حضرت ابوبکر کے بیٹے ہوں یا قریبی رشتہ دار ہوں جن کا ذکر کرنا ضروری نہ سمجھا گیا ہو اور خطبہ نہ پڑھا گیا ہو کیونکہ خطبہ نکاح کے لئے شرط نہیں ہے۔

● حضرت عائشہ کی کنیت اپنی بہن کے بیٹے عبداللہ بن زبیر کے نام کے ساتھ تھی یعنی ام عبداللہ اور آپ کی رخصتی سن دو ہجری شوال کے مہینہ میں ہوئی۔

● ازواج مطہرات کے فضائل سیرت کی کتابوں میں ہیں وہاں دیکھے جا سکتے ہیں۔ ہم نے زیر مطالعہ کتاب میں صرف نکاح کے حوالہ سے کچھ باتیں لکھ دی ہیں۔

- حضرت عائشہ کی وفات سن اٹھاون ہجری سترہ رمضان المبارک منگل کی رات ہوئی۔ اس وقت مدینہ منورہ کا گورنر مروان بن حکم تھا وہ حج کے لئے چلا گیا تھا اور اپنا نائب حضرت ابو ہریرۃ کو مقرر کیا تھا اس لئے ام المؤمنین سیدۃ عائشہ کی نماز جنازہ حضرت ابو ہریرۃ نے پڑھائی اور آپ کو جنت البقیع میں ازواج مطہرات کے ساتھ دفن کیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح کا ذکر

- ام المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت خنیس ابن حذافہ سہمی کی بیوی تھیں حضرت خنیس بدر کے جہاد میں شریک ہوئے اور زخمی ہو گئے تھے، ان زخموں کی وجہ سے وفات پا گئے اور مدینہ منورہ میں آپ کو دفن کیا گیا اور ہجرت کے اڑھائی سال بعد شعبان کے مہینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین حضرت حفصہ سے نکاح فرمالیا۔
- جب حضرت خنیس بن حدافہ سہمی شہید ہو گئے اور حضرت حفصہ بیوہ ہو گئیں تو حضرت عمر بن خطاب کو نہایت صدمہ پہنچا۔ عدت گزرنے کے بعد حضرت عمر فرماتے ہیں میں عثمان سے ملا اور میں نے اپنی بیٹی حفصہ کا رشتہ پیش کیا اور میں نے کہا اگر آپ چاہیں تو میں آپ سے حفصہ کا نکاح کر دوں۔ حضرت عثمان نے جواب میں کہا سوچ کر بتاؤں گا۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت عثمان سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا۔ مجھے نکاح نہیں کرنا حضرت عمر فرماتے ہیں پھر میں ابوبکر صدیق کو ملا اور میں نے اپنی بیٹی کا رشتہ پیش کیا۔ ابوبکر خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا مجھے ابوبکر صدیق پر عثمان سے زیادہ افسوس ہوا۔ پھر کچھ دن گزرے تو رسول

● حضرت عائشہ کی وفات سن اٹھاون ہجری سترہ رمضان المبارک منگل کی رات ہوئی۔ اس وقت مدینہ منورہ کا گورنر مروان بن حکم تھا وہ حج کے لئے چلا گیا تھا اور اپنا نائب حضرت ابو ہریرۃ کو مقرر کیا تھا اس لئے ام المؤمنین سیدۃ عائشہ کی نماز جنازہ حضرت ابو ہریرۃ نے پڑھائی اور آپ کو جنت البقیع میں ازواج مطہرات کے ساتھ دفن کیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح کا ذکر

● ام المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت خنیس ابن حذافہ سہمی کی بیوی تھیں حضرت خنیس بدر کے جہاد میں شریک ہوئے اور زخمی ہو گئے تھے، ان زخموں کی وجہ سے وفات پا گئے اور مدینہ منورہ میں آپ کو دفن کیا گیا اور ہجرت کے اڑھائی سال بعد شعبان کے مہینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین حضرت حفصہ سے نکاح فرما لیا۔

● جب حضرت خنیس بن حذافہ سہمی شہید ہو گئے اور حضرت حفصہ بیوہ ہو گئیں تو حضرت عمر بن خطاب کو نہایت صدمہ پہنچا۔ عدت گزرنے کے بعد حضرت عمر فرماتے ہیں میں عثمان سے ملا اور میں نے اپنی بیٹی حفصہ کا رشتہ پیش کیا اور میں نے کہا اگر آپ چاہیں تو میں آپ سے حفصہ کا نکاح کر دوں۔ حضرت عثمان نے جواب میں کہا سوچ کر بتاؤں گا۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت عثمان سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا۔ مجھے نکاح نہیں کرنا حضرت عمر فرماتے ہیں پھر میں ابوبکر صدیق کو ملا اور میں نے اپنی بیٹی کا رشتہ پیش کیا۔ ابوبکر خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا مجھے ابوبکر صدیق پر عثمان سے زیادہ افسوس ہوا۔ پھر کچھ دن گزرے تو رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے حفصہ کا رشتہ طلب کر لیا میں نے حفصہ کا آپ کے ساتھ نکاح کر دیا۔ ایک دن ابوبکر سے ملاقات ہوئی انہوں نے فرمایا عمر شاید تو مجھ پر ناراض ہوگا۔ جب میں نے آپ کی بیٹی کے رشتہ سے اعراض کیا تھا اور کوئی جواب نہیں دیا تھا حضرت عمر نے کہا ہاں ایسا ہی ہے ابوبکر نے فرمایا مجھے جواب دینے سے صرف اس چیز نے منع کیا تھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی بیٹی کے رشتہ کے متعلق ذکر سنا تھا میں اس وقت یہ راز افشاء نہیں کر سکتا تھا اس لئے میں نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس رشتہ کو ترک کر دیتے تو میں یہ رشتہ قبول کر لیتا۔

● ابن سعد کی روایت میں ہے حضرت عمر نے کہا جب خنیس ابن حذافہ شہید ہو گیا تو میں نے عثمان کو حفصہ کا رشتہ پیش کیا اس نے اعراض کیا میں نے اس کا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ عثمان سے مجھے تعجب ہے کہ میں نے انہیں حفصہ کا رشتہ پیش کیا انہوں نے قبول کرنے سے اعراض کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے عثمان کو آپ کی بیٹی سے اچھی بیوی عطا فرما دے گا اور تیری بیٹی کو عثمان سے اچھا شوہر عطا فرمائے گا۔

روایت ہے کہ جب حضرت عمر نے حضرت حفصہ کا رشتہ حضرت عثمان کو پیش کیا اس وقت حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکی تھیں اور حضرت عثمان ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ چاہتے تھے اس لئے انہوں نے حضرت عمر کی بیٹی کے رشتہ سے اعراض کیا تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ سے نکاح کر لیا اور اپنی لخت جگر سیدۃ ام کلثوم کا نکاح

حضرت عثمان سے کر دیا۔

- سیدۃ ام المؤمنین حضرت حفصہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طلاق دے دی تھی جب حضرت حفصہ کے گھر آپ کے ماموں صداف اور عثمان ابن مظعون داخل ہوئے تو آپ رونے لگیں اور فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے رغبتی کی وجہ سے طلاق نہیں دی اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے حضرت حفصہ حجاب میں چلی گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہے طلاق سے رجوع کر لو بے شک حفصہ بہت روزے رکھنے والی اور رات کو قیام کرنے والی ہیں اور وہ آپ کی جنت میں بیوی ہیں۔ ایک روایت میں ہے دوبارہ آپ نے ارادہ کیا کہ طلاق دے دوں تو جبرئیل علیہ السلام نے منع کر دیا۔
- حضرت حفصہ کے نکاح کے سلسلہ میں بھی خطبہ اور گواہوں اور ولیمہ کا ذکر نہیں ہے۔
- حضرت حفصہ کی وفات سن پینتالیس ہجری شعبان کے مہینہ مدینہ منورہ میں ہوئی اور آپ کی نمازِ جنازہ گورنر مدینہ مروان بن حکم نے پڑھائی اور حضرت ابو ہریرۃ آپ کی قبر میں نازل ہوئے اور آپ کے بھائیوں نے آپ کو قبر میں اتارا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ام المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ ہلالیہ کے نکاح کا ذکر

- ام المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پہلا نکاح طفیل نامی شخص کے ساتھ ہوا اس نے طلاق دے دی، دوسرا نکاح حضرت عبیدہ

حضرت عثمان سے کر دیا۔

- سیدۃ ام المؤمنین حضرت حفصہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طلاق دے دی تھی جب حضرت حفصہ کے گھر آپ کے ماموں صداف اور عثمان ابن مظعون داخل ہوئے تو آپ رونے لگیں اور فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے رغبتی کی وجہ سے طلاق نہیں دی اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے حضرت حفصہ حجاب میں چلی گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہے طلاق سے رجوع کر لو بے شک حفصہ بہت روزے رکھنے والی اور رات کو قیام کرنے والی ہیں اور وہ آپ کی جنت میں بیوی ہیں۔ ایک روایت میں ہے دوبارہ آپ نے ارادہ کیا کہ طلاق دے دوں تو جبرئیل علیہ السلام نے منع کر دیا۔
- حضرت حفصہ کے نکاح کے سلسلہ میں بھی خطبہ اور گواہوں اور ولیمہ کا ذکر نہیں ہے۔
- حضرت حفصہ کی وفات سن پینتالیس ہجری شعبان کے مہینہ مدینہ منورہ میں ہوئی اور آپ کی نمازِ جنازہ گورنر مدینہ مروان بن حکم نے پڑھائی اور حضرت ابوہریرۃ آپ کی قبر میں نازل ہوئے اور آپ کے بھائیوں نے آپ کو قبر میں اتارا۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون۔**

ام المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ ہلالیہ کے نکاح کا ذکر

- ام المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پہلا نکاح طفیل نامی شخص کے ساتھ ہوا اس نے طلاق دے دی، دوسرا نکاح حضرت عبیدہ

ابن حارث کے ساتھ ہوا۔ آپ جنگ بدر میں شہید ہو گئے حضرت زینب بھی جہاد میں شریک تھیں اس کے بعد آپ کا نکاح حضرت عبداللہ بن جحش کے ساتھ ہوا وہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے اس کے بعد حضرت زینب کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ اوقیہ دراہم مہر کے ساتھ نکاح فرمایا۔ اس وقت حضرت زینب کی عمر ساٹھ سال تھی۔ آپ بہت کم عرصہ زندہ رہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں فوت ہو گئیں۔ ان کی کنیت ام المساکین تھی۔ تقریباً تین یا آٹھ ماہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہیں۔ ربیع الاول یا آخر چار ہجری میں فوت ہوئیں اور جنت البقیع میں آپ کو دفن کیا گیا۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون۔**

(سبل الہدیٰ اور ضیاء النبی)

ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کا ذکر

- ام المؤمنین حضرت زینت بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت اُمیمہ بنت عبدالمطلب کی صاحبزادی تھیں اور آپ کے والد جحش قبیلہ بنو اسد سے تھے۔ آپ کا پہلا نام برۃ تھا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے برۃ نام تبدیل فرما کر زینب رکھ دیا۔
- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ کا نکاح حضرت زینب کے ساتھ ہوا تھا۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب کو حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ نکاح کرنے کا پیغام بھیجا تو حضرت زینب نے یہ رشتہ پسند نہیں فرمایا تھا لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تمہارے لئے یہی رشتہ پسند ہے چنانچہ حضرت زینب کا حضرت زید کے ساتھ نکاح

ہو گیا لیکن گھر میں ناچاقی رہتی تھی۔ ایک دن حضرت زید بن حارثہ نے حضرت زینب کو طلاق دے دی، طلاق ہو جانے کے بعد جب عدت گزر گئی تو حضرت زید بن حارثہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب کے پاس بھیجا کہ زینب کو میرے ساتھ نکاح کرنے کا پیغام دو۔ حضرت زید فرماتے جب زینب کے گھر دروازہ پر پہنچا تو میں نے حضرت زینب کی طرف پشت کر کے حضرت زینب کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کا پیغام دیا حضرت زینب نے بات سن کر فرمایا میں اس وقت تک کوئی جواب نہیں دوں گی جب تک کہ اپنے رب سے مشورہ نہ کر لوں، یہ کہتے ہوئے گھر کے اندر نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے گئیں تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْ اَزْوَاجِ اَدْعِيَاۤءِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝ (احزاب/ ۳۷)

اور جب زید نے اپنی غرض پوری کر لی (اور طلاق دے دی) تو ہم نے اس زینب کے ساتھ آپ کا نکاح کر دیا تا کہ اس کے بعد ایمان والوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے متعلق کوئی حرج نہ رہے جب وہ انہیں طلاق دے کر ان سے بے غرض ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم ضرور ہو کر رہتا ہے۔

- آیت کے نزول کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بلا اجازت حضرت زینب کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ میرا نکاح کر دیا ہے آپ نے ام المؤمنین حضرت زینب کو زوجیت کا شرف بخشا

ہو گیا لیکن گھر میں ناچاقی رہتی تھی۔ ایک دن حضرت زید بن حارثہ نے حضرت زینب کو طلاق دے دی، طلاق ہو جانے کے بعد جب عدت گزر گئی تو حضرت زید بن حارثہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب کے پاس بھیجا کہ زینب کو میرے ساتھ نکاح کرنے کا پیغام دو۔ حضرت زید فرماتے جب زینب کے گھر دروازہ پر پہنچا تو میں نے حضرت زینب کی طرف پشت کر کے حضرت زینب کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کا پیغام دیا حضرت زینب نے بات سن کر فرمایا میں اس وقت تک کوئی جواب نہیں دوں گی جب تک کہ اپنے رب سے مشورہ نہ کرلوں، یہ کہتے ہوئے گھر کے اندر نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے گئیں تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ط وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝ (احزاب/ ۳۷)

اور جب زید نے اپنی غرض پوری کر لی (اور طلاق دے دی) تو ہم نے اس زینب کے ساتھ آپ کا نکاح کر دیا تا کہ اس کے بعد ایمان الوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے متعلق کوئی حرج نہ رہے جب وہ انہیں طلاق دے کر ان سے بے غرض ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم ضرور ہو کر رہتا ہے۔

- آیت کے نزول کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بلا اجازت حضرت زینب کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ میرا نکاح کر دیا ہے آپ نے ام المؤمنین حضرت زینب کو زوجیت کا شرف بخشا

حضرت زینب کے ساتھ پانچ ہجری میں نکاح ہوا اس وقت حضرت زینب کی عمر پینتیس سال تھی۔

- حضرت زینب کا نکاح خود اللہ تعالیٰ نے کر دیا تھا۔ **زَوَّجْنٰكَهَا** ایجاب اور قبول دونوں کو شامل ہے لہٰذا زمین پر نہ گواہوں کی ضرورت تھی اور نہ خطبہ اور نہ مزید ایجاب اور قبول کی ضرورت تھی۔ شاید اس میں حکمت یہ تھی کہ حضرت زید بن حارثہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے بیٹے تھے اور عرب منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹے کی حیثیت دیتے تھے جس کا اسلام نے رد کر دیا اور اس نظریہ کو باطل کر دیا اور اس نظریہ کے بطلان کے لئے حضرت زید کی مطلقہ بیوی سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خود رب تعالیٰ نے نکاح کر دیا تا کہ واضح ہو جائے کہ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں ہوتا اور یہ کہ زید کی بیوی آپ کی بہو نہیں ہوتی اور دشمنوں کے اعتراضات دفع کرنے کے لئے خود رب العالمین نے نکاح کر دیا تا کہ دشمن یہ نہ کہیں یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ کا نہیں بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذاتی طور پر کیا ہے۔ اس واقعہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان محبوبی واضح ہوتی ہے کہ دشمنوں کے اعتراضات اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لئے اور خود نکاح فرما دیا۔ محبوب کے لئے جوابات دینے کی زحمت گوارہ نہ فرمائی۔
- حضرت انس بن مالک سے روایت کہ ام المؤمنین حضرت زینبؓ دوسری ازواج مطہرات کے سامنے فخر کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح خود آسمانوں پر کر دیا اور تمہارے نکاح تمہارے اولیاء آباء واجداد نے زمین پر کئے۔
- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب کے ولیمہ میں روٹی اور گوشت سے صحابہ کرام کی دعوت فرمائی اور بکری ذبح فرمائی جو کہ کسی دوسری بیوی

کے ولیمہ میں (ایسی دعوت) نہیں کی گئی تھی۔

● حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ میں روٹی اور گوشت سے صحابہ کرام کو خوب پیٹ بھر کھانا کھلایا پھر آپ کھانے سے فارغ ہو کر اپنے کمرہ سے ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ نے امہات المؤمنین کو سلام کیا اور امہات المؤمنین نے آپ کو سلام کا جواب دیا اور مبارک باد پیش کی آپ واپس تشریف لائے تو چند صحابہ کرام کمرہ میں باتیں کر رہے تھے۔ (اسی کمرہ کے کونہ میں پردہ کے پیچھے ام المؤمنین حضرت زینب تشریف فرما تھیں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر اس لئے تشریف لے گئے تھے تا کہ مہمان چلے جائیں لیکن تین آدمی باتیں کرتے رہے آپ کو بار بار آنا اور جانا پڑا جب وہ لوگ چلے گئے حضرت انس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی آپ واپس تشریف لائے اور کمرہ میں داخل ہو گئے۔ اس وقت حجاب کی آیت نازل ہوگئی فرمایا:

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ الآية (احزاب ۵۳)

اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو مگر یہ کہ تمہیں کھانے کے لئے آنے کی اجازت دی جائے اور نہ کھانا پکنے کا انتظار کیا کرو لیکن جب تمہیں بلایا جائے تو داخل ہو جاؤ پس جب کھانا کھا چکو تو فوراً منتشر ہو جاؤ اور نہ وہاں جا کر دل بہلانے کے لئے باتیں شروع کر دیا کرو۔ تمہارا یہ عمل نبی کو تکلیف دیتا ہے وہ تم سے حیاء کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ حق سے کسی کا شرم نہیں کرتا۔

● حضرت انس کہتے ہیں میں ولیمہ کی دعوت میں آپ کے ساتھ آتا جاتا

کے ولیمہ میں (ایسی دعوت) نہیں کی گئی تھی۔

● حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ میں روٹی اور گوشت سے صحابہ کرام کو خوب پیٹ بھر کھانا کھلایا پھر آپ کھانے سے فارغ ہو کر اپنے کمرہ سے ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ نے امہات المؤمنین کو سلام کیا اور امہات المؤمنین نے آپ کو سلام کا جواب دیا اور مبارک باد پیش کی آپ واپس تشریف لائے تو چند صحابہ کرام کمرہ میں باتیں کر رہے تھے۔ (اسی کمرہ کے کونہ میں پردہ کے پیچھے ام المؤمنین حضرت زینب تشریف فرما تھیں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر اس لئے تشریف لے گئے تھے تا کہ مہمان چلے جائیں لیکن تین آدمی باتیں کرتے رہے آپ کو بار بار آنا اور جانا پڑا جب وہ لوگ چلے گئے حضرت انس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی آپ واپس تشریف لائے اور کمرہ میں داخل ہو گئے۔ اس وقت حجاب کی آیت نازل ہوگئی فرمایا:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ الْآيَة (احزاب ۵۳)

اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو مگر یہ کہ تمہیں کھانے کے لئے آنے کی اجازت دی جائے اور نہ کھانا پکنے کا انتظار کیا کرو لیکن جب تمہیں بلایا جائے تو داخل ہو جاؤ پس جب کھانا کھا چکو تو فوراً منتشر ہو جاؤ اور نہ وہاں جا کر دل بہلانے کے لئے باتیں شروع کر دیا کرو۔ تمہارا یہ عمل نبی کو تکلیف دیتا ہے وہ تم سے حیاء کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ حق سے کسی کا شرم نہیں کرتا۔

● حضرت انس کہتے ہیں میں ولیمہ کی دعوت میں آپ کے ساتھ آتا جاتا

رہا لیکن جب یہ آیت نازل ہوئی تو میرے سامنے حجاب ڈال دیا گیا۔

● شاید اس ولیمہ کی دعوت سے پہلے حضرت ام سلمہ حضرت انس کی ماں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی دعوت فرمائی تھی۔ حضرت انس کہتے ہیں جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب کو زوجیت سے مشرف فرمایا تو میری ماں نے مٹی کے پکے برتن میں کھانا حیس (عجوۃ کھجور) سے تیار کیا جو کہ دو آدمیوں آپ کے اور آپ کی بیوی کے لئے کفایت کرتا تھا حضرت انس کہتے ہیں مجھے میری ماں نے فرمایا جاؤ یہ کھانا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دے کر آؤ میں کھانا لے کر آپ کے کمرہ میں داخل ہوا۔ ابھی حجاب کی آیت نازل نہیں ہوئی تھی آپ نے فرمایا رکھ دو میں نے وہ کھانا آپ کے اور دیوار کے درمیان رکھ دیا آپ نے فرمایا جاؤ ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی کو بلاؤ اور کچھ دیگر صحابہ کرام کا نام لیا مجھے سخت تعجب ہوا کہ کھانا تھوڑا ہے اور آپ نے زیادہ آدمی بلانے کا حکم دیا ہے۔ لیکن آپ کی نافرمانی نہیں کر سکتا تھا اس لئے نامزد لوگوں کو بلا لیا پھر آپ نے فرمایا مسجد میں جاؤ دیکھو جو بھی وہاں موجود ہو اس کو بلا کے لے آؤ۔ میں مسجد آتا جو شخص نماز پڑھ رہا ہوتا یا سویا ہوتا میں کہتا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی فرمائی ہے آپ کو کھانے پر بلا رہے ہیں۔ پھر مجھے فرمایا مسجد میں کوئی شخص باقی تو نہیں رہا میں نے عرض کیا نہیں پھر آپ نے فرمایا جاؤ راستہ پر دیکھو جو شخص مل جائے اس کو کو بلا لو۔ چنانچہ لوگوں سے کمرہ بھر گیا پھر فرمایا کھانے کا برتن میرے سامنے رکھو آپ نے اپنی تین انگلیاں کھانے میں ڈالیں اور لوگوں سے فرمایا کھاؤ بسم للہ۔ حضرت انس فرماتے ہیں میں دیکھ رہا تھا، کھجور اور گھی ایسے بڑھ رہا ہے جیسے پانی کا چشمہ حتیٰ کہ گھر میں اور حجرہ میں موجود سب لوگوں نے کھانا کھا لیا اور برتن میں اتنا

کھانا باقی تھا جتنا میں لایا تھا۔ پھر وہ کھانا میں نے آپ کی زوجہ حضرت زینب کے سامنے رکھ دیا اور میں گھر واپس آیا تا کہ اپنی ماں کو یہ حیرت انگیز واقعہ سناؤں جب میں نے اپنی ماں کو یہ واقعہ سنایا تو میری ماں نے فرمایا انس تعجب نہ کرو۔ اگر اللہ چاہتا تو مدینہ منورہ کے رہنے والے سارے لوگ اسی کھانا سے پیٹ بھر کھانا کھاتے۔ حضرت انس سے پوچھا گیا تم کتنے لوگ تھے اس نے کہا اکہتر یا بہتر (۷۱،۷۲) لوگ تھے۔

- حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رخصتی پر حضرت ام سلیم کی دعوت کرنے سے معلوم ہوا شادی ہو جانے پر عزیزوں اور رشتہ داروں کا دولہا اور دلہن کی تکریم اور خوشی کے لئے عزیزوں اور رشتہ داروں کی دعوت کرنا مسنون ہے۔
- سیدۃ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سب ازواج سے پہلے فوت ہوئیں آپ کی وفات حضرت عمر کی خلافت کے زمانہ بیس (۲۰) ہجری میں واقع ہوئی جبکہ آپ کی اس وقت عمر ترپن (۵۳) برس تھی، نمازِ جنازہ حضرت عمر نے پڑھائی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ام المؤمنین سیدۃ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح کا ذکر

- آپ کا اسم گرامی رملہ تھا آپ کو دو ہجرتوں کا شرف حاصل ہوا، اپنے شوہر ابو سلمہ کے ساتھ پہلی خوش نصیب ہجرت کرنے والی خاتون ہیں۔ مسلمان عورتوں میں سے سب سے پہلی مدینۃ منورہ کی طرف ہجرت کرنے والی خوش نصیب بھی آپ ہیں۔
- حضرت ام سلمہ کا پہلا نکاح حضرت ابو سلمہ سے ہوا تھا جو رسول اکرم صلی

کھانا باقی تھا جتنا میں لایا تھا۔ پھر وہ کھانا میں نے آپ کی زوجہ حضرت زینب کے سامنے رکھ دیا اور میں گھر واپس آیا تا کہ اپنی ماں کو یہ حیرت انگیز واقعہ سناؤں جب میں نے اپنی ماں کو یہ واقعہ سنایا تو میری ماں نے فرمایا انس تعجب نہ کرو۔ اگر اللہ چاہتا تو مدینہ منورہ کے رہنے والے سارے لوگ اسی کھانا سے پیٹ بھر کھانا کھاتے۔ حضرت انس سے پوچھا گیا تم کتنے لوگ تھے اس نے کہا اکہتر یا بہتر (۷۱،۷۲) لوگ تھے۔

- حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رخصتی پر حضرت ام سلیم کی دعوت کرنے سے معلوم ہوا شادی ہو جانے پر عزیزوں اور رشتہ داروں کا دولہا اور دلہن کی تکریم اور خوشی کے لئے عزیزوں اور رشتہ داروں کی دعوت کرنا مسنون ہے۔
- سیدۃ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سب ازواج سے پہلے فوت ہوئیں آپ کی وفات حضرت عمر کی خلافت کے زمانہ بیس (۲۰) ہجری میں واقع ہوئی جبکہ آپ کی اس وقت عمر ترپن (۵۳) برس تھی، نمازِ جنازہ حضرت عمر نے پڑھائی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ام المؤمنین سیدۃ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح کا ذکر

- آپ کا اسم گرامی رملہ تھا آپ کو دو ہجرتوں کا شرف حاصل ہوا، اپنے شوہر ابوسلمہ کے ساتھ پہلی خوش نصیب ہجرت کرنے والی خاتون ہیں۔ مسلمان عورتوں میں سے سب سے پہلی مدینۃ منورہ کی طرف ہجرت کرنے والی خوش نصیب بھی آپ ہیں۔
- حضرت ام سلمہ کا پہلا نکاح حضرت ابوسلمہ سے ہوا تھا جو رسول اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی برۃ کے بیٹے تھے حضرت ابوسلمہ سے حضرت ام سلمہ کے دو بیٹے سلمہ اور عمر پیدا ہوئے اور دو بیٹیاں رقیہ اور زینب پیدا ہوئیں۔ حضرت ابوسلمہ غزوہ احد میں شدید زخمی ہو گئے تھے آپ کے بازو میں زخم تھا۔ ایک ماہ علاج کے بعد زخم صحیح ہو گیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوسلمہ کی قیادت میں ایک سو پچاس صحابہ کرام جبل قطن کی طرف جہاد کے لئے بھیج دیا جب آپ انتیس دن کے بعد واپس آئے، آپ کا زخم دوبارہ کھل گیا آپ سن چار ہجری آٹھ جمادی الآخرۃ کے دن وفات پا گئے حضرت ام سلمہ کی جب عدت ختم ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے ساتھ نکاح فرما لیا۔

- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ کسی مسلمان کو جب بھی کوئی مصیبت پہنچے اور وہ مسلمان یہ آیت پڑھ لے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے (اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اجُرنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا) اللہ تعالیٰ اس مسلمان کو مصیبت میں ہلاک ہونے والی چیز کا اچھا بدل عطا فرمائے گا۔ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں جب میرے شوہر ابوسلمہ فوت ہوئے تو میں نے یہ آیت اور کلمات پڑھ لئے لیکن میں کہا کرتی تھی ابوسلمہ سے کون بہتر ہوگا۔ ہمیشہ مذکورہ کلمات پڑھتی رہی جب عدت ختم ہوگئی تو ابوبکر نے نکاح کے لئے پیغام بھیجا تو میں نے انکار کر دیا پھر عمر نے نکاح کا پیغام بھیجا تو میں نے انکار کر دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام بھیجا تو میں نے کہا مرحبا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیکن میں نے عرض کیا میری تین مجبوریاں ہیں جن کی وجہ سے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کرنے سے خوف رکھتی ہوں ایک یہ کہ مجھے سوکنوں سے شدت کی غیرت

ہوتی ہے، دوم یہ کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، سوم یہ کہ یہاں میرا کوئی ولی نہیں ہے جو میرا نکاح کرا دے۔ میری ان گزارشات پر عمر بن خطاب نہایت ناراض ہوئے اور کہنے لگے تو نے اے ام سلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو بھی رد کر دیا میں نے کہا عمر میری یہ یہ مجبوریاں ہیں اسی دوران ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے آپ نے فرمایا اے ام سلمہ تو نے شدت غیرت کا ذکر کیا، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا تیری غیرت ختم ہو جائے گی اور تو نے بچوں کا ذکر کیا تو ان کی کفالت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے سپرد ہے اور تو نے ذکر کیا کہ یہاں میرا کوئی ولی نہیں جو میرا نکاح کر کے دے لیکن تیرا کوئی ولی میرے ساتھ نکاح کرنے کو ناپسند بھی نہیں کرے گا۔ حضرت ام سلمہ نے اپنے بیٹے عمر سے فرمایا تم میرا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کر دو تو انہوں نے نکاح کر دیا۔

نکاح ہو جانے کے بعد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آستانہ پر تشریف لے گئے تھوڑی دیر کے بعد واپس تشریف لائے، جب حضرت ام سلمہ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریف لاتے دیکھا تو آپ نے اپنی بچی کو گود میں لے لیا اور دودھ پلانا شروع کر دیا۔ آپ واپس تشریف لے گئے پھر دوبارہ آئے تو ام سلمہ نے بچی گود میں لے لی پھر تیسری مرتبہ تشریف لائے تو حضرت ام سلمہ نے پھر اپنی بچی کو گود میں لے لیا اور دودھ پلانا شروع کر دیا اور کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت باحیاء اور کریم تھے اس لئے واپس چلے جاتے تھے اور حضرت ام سلمہ کو کچھ نہیں کہتے تھے اس بات کو حضرت عمار بن یاسر سمجھ گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا چاہتے ہیں اور حضرت عمار بن یاسر ماں کی طرف سے حضرت ام سلمہ کے بھائی تھے انہوں نے حضرت ام سلمہ کی گود سے بچی اُٹھا لی اور

ہوتی ہے، دوم یہ کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، سوم یہ کہ یہاں میرا کوئی ولی نہیں ہے جو میرا نکاح کرا دے۔ میری ان گزارشات پر عمر بن خطاب نہایت ناراض ہوئے اور کہنے لگے تو نے اے ام سلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو بھی رد کر دیا میں نے کہا عمر میری یہ یہ مجبوریاں ہیں اسی دوران ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے آپ نے فرمایا اے ام سلمہ تو نے شدت غیرت کا ذکر کیا، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا تیری غیرت ختم ہو جائے گی اور تو نے بچوں کا ذکر کیا تو ان کی کفالت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے سپرد ہے اور تو نے ذکر کیا کہ یہاں میرا کوئی ولی نہیں جو میرا نکاح کر کے دے لیکن تیرا کوئی ولی میرے ساتھ نکاح کرنے کو ناپسند بھی نہیں کرے گا۔ حضرت ام سلمہ نے اپنے بیٹے عمر سے فرمایا تم میرا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کر دو تو انہوں نے نکاح کر دیا۔

نکاح ہو جانے کے بعد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آستانہ پر تشریف لے گئے تھوڑی دیر کے بعد واپس تشریف لائے، جب حضرت ام سلمہ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریف لاتے دیکھا تو آپ نے اپنی بچی کو گود میں لے لیا اور دودھ پلانا شروع کر دیا۔ آپ واپس تشریف لے گئے پھر دوبارہ آئے تو ام سلمہ نے بچی گود میں لے لی پھر تیسری مرتبہ تشریف لائے تو حضرت ام سلمہ نے پھر اپنی بچی کو گود میں لے لیا اور دودھ پلانا شروع کر دیا اور کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت باحیاء اور کریم تھے اس لئے واپس چلے جاتے تھے اور حضرت ام سلمہ کو کچھ نہیں کہتے تھے اس بات کو حضرت عمار بن یاسر سمجھ گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا چاہتے ہیں اور حضرت عمار بن یاسر ماں کی طرف سے حضرت ام سلمہ کے بھائی تھے انہوں نے حضرت ام سلمہ کی گود سے بچی اُٹھا لی اور

باہر لے گئے اور کہنے لگے یہ بچی مجھے دے دو اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو منع کر رکھا ہے پھر چوتھی مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت ام سلمہ اکیلی تھیں آپ نے کمرہ میں ادھر ادھر دیکھا کسی کو نہ پایا آپ نے پوچھا آپ کی بچی زینب کہاں ہے حضرت ام سلمہ نے عرض کیا اس کو عمار باہر لے گئے ہیں۔

پھر آپ نے اپنی برکات سے حضرت ام سلمہ کو مشرف فرمایا اور فرمایا کہ پھر رات کو آؤں گا پھر رات کو تشریف لائے حضرت ام سلمہ نے آپ کے لئے جو کے آٹے اور گھی سے کھانا بنایا تھا آپ رات بھر حضرت ام سلمہ کے گھر رہے اور فرمایا اگر آپ چاہیں تو میں آپ کے پاس سات رات گزاروں اور پھر ہر ایک بیوی کے پاس بھی سات راتیں گزاروں گا۔ (سبل الہدیٰ)

● حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے ابوسلمہ سے ایک مرتبہ کہا جس عورت کا شوہر پہلے فوت ہو جائے اور وہ جنتی ہو اور اس کی بیوی بھی جنتی ہو اور وہ دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے تو اللہ تعالیٰ دونوں کو جنت میں جمع فرمائے گا۔ اگر عورت پہلے فوت ہو جائے اور شوہر زندہ رہے۔ پھر بھی اسی طرح ہوگا۔ آئیے ہم معاہدہ کریں اگر آپ پہلے فوت ہو گئے تو میں دوسرے آدمی سے نکاح نہیں کروں گی اور آپ زندہ اور میں فوت ہو گئی تو آپ دوسری شادی نہیں کریں گے۔ حضرت ابوسلمہ نے جواب دیا کہ آپ میری بات مانیں گی؟ حضرت ام سلمہ نے عرض کیا اسی لئے تو میں نے آپ سے مشورہ کیا ہے۔ حضرت ابوسلمہ نے فرمایا جب میں فوت ہو جاؤں تو آپ دوسری شادی کر لینا پھر دعا فرمائی۔ اے اللہ میرے مرنے کے بعد ام سلمہ کو مجھ سے بہتر آدمی عطا فرمانا جو اس کو غم میں نہ ڈالے اور ایذاء نہ پہنچائے آپ فرماتی ہیں جب ابوسلمہ فوت ہو گئے تو میں کہتی تھی

ابوسلمہ سے کون بہتر ہوگا اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرا نکاح آپ سے ہوگیا۔

- حضرت ام سلمہ کی وفات اکسٹھ ہجری یزید بن معاویہ کی خلافت کے زمانہ میں ہوئی آپ کی عمر ۸۴ (چوراسی) سال تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سب سے پہلے حضرت زینب فوت ہوئیں اور سب سے آخر حضرت ام سلمہ فوت ہوئیں۔(سبل الہدیٰ) انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ام المؤمنین حضرت رملہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح کا ذکر

- ام المؤمنین سیدۃ ام حبیبہ بنت ابوسفیان کا نام مبارک رملہ تھا۔ آپ کا پہلا نکاح عبیداللہ ابن جحش کے ساتھ ہوا تھا۔ عبیداللہ سے آپ کی بیٹی حبیبہ پیدا ہوئی تھی۔ عبیداللہ ابن جحش نے حضرت ام حبیبہ کیساتھ حبشہ کی طرف دو دفعہ ہجرت کی تھی۔
- ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ فرماتی ہیں حبشہ میں قیام کے دوران میں نے خواب میں دیکھا میرا شوہر عبیداللہ نہایت بدصورت ہوگیا ہے جب صبح ہوئی تو عبیداللہ مرتد ہوکر عیسائی ہوگیا میں نے اُسے خواب سنایا لیکن اس نے رجوع نہ کیا اور شراب زیادہ پی لی اسی شراب کی وجہ سے نشہ کی حالت میں مرگیا۔
- پھر میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص مجھے کہتا ہے یاام المؤمنین آنکھ کھل گئی میں گھبراگئی کہ میں کس طرح ام المؤمنین ہوسکتی ہوں، اسی حالت میں عدت گزرگئی اور میرے ذہن میں اس خواب کی تعبیر یہ آئی تھی کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کا شرف حاصل ہوگا۔ چنانچہ آپ کے بیوہ ہوجانے

ابوسلمہ سے کون بہتر ہوگا اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرا نکاح آپ سے ہوگیا۔

● حضرت ام سلمہ کی وفات اکسٹھ ہجری یزید بن معاویہ کی خلافت کے زمانہ میں ہوئی آپ کی عمر ۸۴ (چوراسی) سال تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سب سے پہلے حضرت زینب فوت ہوئیں اور سب سے آخر حضرت ام سلمہ فوت ہوئیں۔ (سبل الہدیٰ) انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ام المؤمنین حضرت رملہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح کا ذکر

● ام المؤمنین سیدۃ ام حبیبہ بنت ابوسفیان کا نام مبارک رملہ تھا۔ آپ کا پہلا نکاح عبیداللہ ابن جحش کے ساتھ ہوا تھا۔ عبیداللہ سے آپ کی بیٹی حبیبہ پیدا ہوئی تھی۔ عبیداللہ ابن جحش نے حضرت ام حبیبہ کیساتھ حبشہ کی طرف دو دفعہ ہجرت کی تھی۔

● ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ فرماتی ہیں حبشہ میں قیام کے دوران میں نے خواب میں دیکھا میرا شوہر عبیداللہ نہایت بدصورت ہوگیا ہے جب صبح ہوئی تو عبیداللہ مرتد ہوکر عیسائی ہوگیا میں نے اُسے خواب سنایا لیکن اس نے رجوع نہ کیا اور شراب زیادہ پی لی اسی شراب کی وجہ سے نشہ کی حالت میں مرگیا۔

● پھر میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص مجھے کہتا ہے یاام المؤمنین آنکھ کھل گئی میں گھبرا گئی کہ میں کس طرح ام المؤمنین ہوسکتی ہوں، اسی حالت میں عدت گزر گئی اور میرے ذہن میں اس خواب کی تعبیر یہ آئی تھی کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کا شرف حاصل ہوگا۔ چنانچہ آپ کے بیوہ ہوجانے

کی خبر مدینہ منورہ پہنچ گئی۔

● ۹ رہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا جس میں آپ نے حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان کا میرے ساتھ نکاح کرادو اور عمر ابن امیہ ضمری کو نجاشی رضی اللہ عنہ کی طرف یہ خط دے کر بھیج دیا۔ جب نجاشی رضی اللہ عنہ کو خط پہنچا تو اس نے ایک ابرہۃ نامی خاتون کو ام المؤمنین ام حبیبہ کی طرف بھیجا مسماۃ ابرہۃ نجاشیؓ کے کپڑے وغیرہ دھویا کرتی تھی۔

● ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ فرماتی ہیں ابرہۃ نے آکر کہا کہ بادشاہ نجاشی کہہ رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خط لکھا ہے کہ آپ کا نکاح ان کے ساتھ کردوں۔ حضرت ام حبیبہ نے فرمایا خیر کی خبر دینے والی اللہ تعالیٰ تجھے خوش رکھے، ابرہۃ نے عرض کیا بادشاہ کہہ رہا ہے کسی شخص کو وکیل بنا دو جو تمہارا نکاح کرادے۔ حضرت ام حبیبہ نے اپنے رشتہ دار خالد بن سعید کو اپنے نکاح کے لئے وکیل بنایا اور حضرت ام حبیبہ نے خوشخبری سنانے والی ابرہۃ خاتون کو چاندی کے کڑے اور پیروں میں پہننے کے لئے پازیب اور پیروں کی انگلیوں کی انگوٹھیاں عطا فرمائیں۔

● حضرت ام حبیبہ فرماتی ہیں جب شام ہوئی تو نجاشیؓ نے حبشہ میں موجود مسلمانوں اور جعفر بن ابی طالب کو بلوایا جب سب حاضر ہوگئے تو نجاشی نے خطبہ پڑھا:

الحمدللہ القدوس السلام المؤمن المھیمن العزیز الجبار اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداً عبدہ' ورسولہ وانہ الذی بشربہ عیسٰی ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم اما بعد فان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کَتَبَ اِلَیَّ اَنْ اُزَوِّجَہٗ اُمَّ حَبِیْبَۃَ بنت ابی سفیان فَاَحَبْتُ الی ما دعا الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد صدقتہا اربعمائۃ دینار۔

سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے جو تمام عیبوں سے پاک سلامتی عطا فرمانے والا امن دینے والا غالب جبار ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد اللہ تعالیٰ کے عبد اور رسول ہیں اور یہ بے شک وہی رسول احمد ہیں جن کی عیسیٰ بن مریم نے خوشخبری دی تھی امابعد پس بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف لکھا کہ میں آپ کا ام حبیبہ بنت سفیان کے ساتھ نکاح کر دوں پس میں نے وہ کر دیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے لکھا تھا اور میں نے چارسو دینار مہر اُسے دیا ہے۔

- اس کے بعد نجاشی نے چارسو دینار مسلمانوں کے سامنے رکھ دیئے اس کے بعد خالد بن سعید جو کہ حضرت ام حبیبہ کے وکیل تھے، انہوں نے یہ خطبہ پڑھا:

الحمدللہ احمدہ واستعینہ واستنصرہ واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ بالھدی ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون اما انی اجبت الی ما دعا الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وزوجتہٗ ام حبیبۃ بنت ابی سفیان فبارک اللہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

- زوجتہٗ کے لفظ سے نکاح منعقد ہو گیا پھر مہر کی رقم چارسو دینار خالد بن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم كَتَبَ اِلَيَّ اَنْ اُزَوِّجَه، اُمِّ حَبِيْبَةَ بنت ابی سفيان فَاَجَبْتُ الی ما دعا اليه رسول الله صلی الله عليه وسلم وقد صدقتها اربعمائة دينار۔

سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے جو تمام عیبوں سے پاک سلامتی عطا فرمانے والا امن دینے والا غالب جبار ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد اللہ تعالیٰ کے عبد اور رسول ہیں اور یہ بے شک وہی رسول احمد ہیں جن کی عیسیٰ بن مریم نے خوشخبری دی تھی امابعد پس بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف لکھا کہ میں آپ کا ام حبیبہ بنت سفیان کے ساتھ نکاح کر دوں پس میں نے وہ کر دیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے لکھا تھا اور میں نے چار سو دینار مہر اُسے دیا ہے۔

● اس کے بعد نجاشی نے چار سو دینار مسلمانوں کے سامنے رکھ دیئے اس کے بعد خالد بن سعید جو کہ حضرت ام حبیبہ کے وکیل تھے، انہوں نے یہ خطبہ پڑھا:

الحمدلله احمده واستعينه واستنصره واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له واشهد ان محمداً عبده ورسوله ارسله بالهدی ودين الحق ليظهره، علی الدين كله ولو كره المشركون اما انی اجبت الی ما دعا اليه رسول الله صلی الله عليه وسلم وزوجته، ام حبيبة بنت ابی سفيان فبارک الله لرسول الله صلی الله عليه وسلم۔

● زوجتہ، کے لفظ سے نکاح منعقد ہو گیا پھر مہر کی رقم چار سو دینار خالد بن

سعید کو دے دیئے۔لوگ جانے لگے تو نجاشی نے کہا انبیاء کی سنت ہے کہ جب وہ نکاح کرتے ہیں تو کھانا کھلاتے ہیں۔ اب کھانا کھاؤ جب لوگ کھانا کھا چکے تو سب اپنے اپنے گھر چلے گئے۔

● حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں جب میرے پاس پیسے پہنچ گئے تو میں نے مزید پچاس مثقال ابرہتہ خاتون کی طرف بھیجے اور کہا کہ یہ پیسے تمہارے ہیں ابرہتہ نے پیسے لینے سے انکار کر دیا اور جو زیور پہلے لئے تھے وہ بھی واپس کر دیئے اور عرض کیا کہ مجھے بادشاہ نے آپ سے کوئی چیز لینے سے منع کر دیا ہے اور ابرہتہ کہنے لگی میں نے بھی اسلام قبول کر لیا ہے۔

● ابرہتہ نے کہا بادشاہ نے بیویوں کو حضرت ام حبیبہ کے لئے عطریات بھیجنے کا حکم دیا ہے۔حضرت ام حبیبہ فرماتی ہیں جب صبح ہوئی تو مسماۃ ابرہتہ عطریات عود اور ددرس اور عنبر اور زباد کافی مقدار میں لے آئی۔ پھر ابرہتہ نے عرض کیا کہ میری آپ سے ایک ہی حاجت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو میری طرف سے سلام عرض کرنا اور بتانا کہ میں نے آپ کی اتباع قبول کر لی ہے پھر اسی نے میری تیاری میں مدد کی جب بھی آتی تھی کہتی تھی میری حاجت نہ بھولنا۔

● حضرت ام حبیبہ فرماتی ہیں جب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی تو میں نے نکاح کے سلسلے میں جو کچھ ہوا سب آپ کو بیان کیا اور مسماۃ ابرہتہ کا سلام عرض کیا تو آپ نے تبسم فرمایا اور فرمایا اس ابرہتہ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

● ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا جب نکاح ہو گیا تو حضرت نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو شرجیل بن حسنۃ کی معیت میں تحائف کے

ساتھ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ بھیج دیا۔

● ام المؤمنین سیدۃ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۴۴ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی موت سے ایک سال پہلے فوت ہوئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

معلوم ہوا حضرت ام حبیبہ کی طرف سے عاقد خالد بن سعید تھا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عاقد نجاشی تھا یا پھر وہ بھی خالد تھا یعنی طرفین کی طرف سے وکیل تھا۔

ام المؤمنین سیدۃ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کا ذکر

● آپ کا نام برہ تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے برہ نام تبدیل فرما کے میمونہ رکھا۔ آپ حضرت عباس کی بیوی ام الفضل لبابۃ الکبریٰ اور حضرت خالد بن ولید کی ماں لبابۃ صغریٰ اور عصمت بنت حارث زوجہ ابی ابن خلف کی سگی ہمشیرہ تھیں اور آپ اسماء بنت عمیس حضرت جعفر طیار کی بیوی کی ماں کی طرف سے ہمشیرہ تھیں۔

● جب آپ خیبر کی جنگ سے فارغ ہوئے تو آپ نے سات ہجری میں عمرہ قضاء کرنے کے لئے احرام باندھا حضرت جعفر بن ابی طالب حبشہ سے تشریف لے آئے آپ نے حضرت جعفر سے ام المؤمنین حضرت میمونہ کے ساتھ نکاح کا ذکر کیا کیونکہ حضرت میمونہ حضرت جعفر کی بیوی اسماء بنت عمیس کی ہمشیرہ تھیں۔ حضرت جعفر نے یہ کام حضرت عباس کے سپرد کر دیا۔ حضرت عباس نے اپنی سالی حضرت میمونہ کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام کی حالت میں نکاح کر دیا۔ آپ نے مکہ مکرمہ میں حسب وعدہ تین دن قیام فرمایا۔ قریش

ساتھ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ بھیج دیا۔

● ام المؤمنین سیدۃ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۵۴ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی موت سے ایک سال پہلے فوت ہوئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

معلوم ہوا حضرت ام حبیبہ کی طرف سے عاقد خالد بن سعید تھا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عاقد نجاشی تھا یا پھر وہ بھی خالد تھا یعنی طرفین کی طرف سے وکیل تھا۔

ام المؤمنین سیدۃ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کا ذکر

● آپ کا نام برہ تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے برہ نام تبدیل فرما کے میمونہ رکھا۔ آپ حضرت عباس کی بیوی ام الفضل لبابۃ الکبریٰ اور حضرت خالد بن ولید کی ماں لبابۃ صغریٰ اور عصمت بنت حارث زوجہ ابی ابن خلف کی سگی ہمشیرہ تھیں اور آپ اسماء بنت عمیس حضرت جعفر طیار کی بیوی کی ماں کی طرف سے ہمشیرہ تھیں۔

● جب آپ خیبر کی جنگ سے فارغ ہوئے تو آپ نے سات ہجری میں عمرہ قضاء کرنے کے لئے احرام باندھا حضرت جعفر بن ابی طالب حبشہ سے تشریف لے آئے آپ نے حضرت جعفر سے ام المؤمنین حضرت میمونہ کے ساتھ نکاح کا ذکر کیا کیونکہ حضرت میمونہ حضرت جعفر کی بیوی اسماء بنت عمیس کی ہمشیرہ تھیں۔ حضرت جعفر نے یہ کام حضرت عباس کے سپرد کر دیا۔ حضرت عباس نے اپنی سالی حضرت میمونہ کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام کی حالت میں نکاح کر دیا۔ آپ نے مکہ مکرمہ میں حسب وعدہ تین دن قیام فرمایا۔ قریش

نے کہا تین دن ہو گئے آپ چلے جائیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لئے کیا ہوتا کہ مجھے اتنا وقت رہنے دیتے کہ حضرت میمونہ کی رخصتی پر میں کھانا بناتا اور تمہیں کھلاتا۔ قریش نے کہا ہمیں تمہارے کھانے کی حاجت نہیں ہے آپ مکہ سے چلے جائیں۔ آپ مکہ سے روانہ ہو گئے اور مقامِ سرف پر قیام فرمایا اور حضرت میمونہ کی رخصتی مقام سرف میں ہوئی اور آپ زوجیت سے مشرف ہوئیں اور اسی کمرہ میں پ کی مزار بنائی گئی۔ جس کمرہ میں آپ دلہن بنی تھیں۔

● ۶۱ھ میں ام المؤمنین حضرت میمونہ کی وفات اسی مقام سرف پر ہوئی اور آپ کی تدفین مقام سرف میں ہوئی، جو پرانا راستہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف جاتا تھا اس راستہ پر مکہ سے تھوڑی دور مقام سرف پر آپ کا مزار مبارک ہے۔

ام المومنین حضرت سیدۃ جویریہ بنت حارث کے ساتھ نکاح کا ذکر

● حضرت جویریہ کا نام برۃ تھا آپ نے نام تبدیل کر کے جویریہ رکھا۔ آپ حارث بن ابی ضرار کی لخت جگر تھیں۔ حارث اپنی قوم کا سردار تھا۔ غزوہ بنی المصطلق میں حارث کو شکست ہوئی، مسلمانوں میں مالِ غنیمت تقسیم کیا گیا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا حضرت ثابت بن قیس کے حصہ میں آئیں۔ حضرت جویریہ نے ثابت کے ساتھ عقد کتابت کر لیا کہ نو اوقیہ چاندی دینے پر حضرت جویریہ آزاد ہوں گی۔

● حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت جویریہ پرکشش چہرہ والی اور خوبصورت خاتون تھیں جو شخص آپ کو دیکھتا تھا وہی پسند کرتا تھا۔ حضرت جویریہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کیا

یارسول اللہ میں قوم کے سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی ہوں۔ ثابت بن قیس کے عقد کتابت کی وجہ سے مجھے نو اوقیہ چاندی دینی ہے آپ میری مدد فرمائیں آپ دیکھ رہے ہیں جو جنگ کی وجہ سے مجھے تکلیف پہنچی ہے آپ پر پوشیدہ نہیں ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے بہتر کام نہ کروں کہ میں آپ کی کتابت کی رقم ادا کر دوں اور آپ سے نکاح کر لوں۔ حضرت جویریہ نے عرض ہاں یارسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدل کتابت ادا کر کے نکاح فرمالیں۔

● چونکہ گرفتار شدہ افراد کو مجاہدین میں تقسیم کر دیا گیا تھا جب صحابہ کرام کو علم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ سے نکاح فرما لیا ہے تو کہنے لگے رسول اللہ کے سسرال ہمارے غلام اور لونڈیاں کیسے ہو سکتے ہیں۔ سب نے حضرت جویریہ کی وجہ سے بنی مصطلق کے اسیروں کو آزاد کر دیا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت جویریہ کی وجہ سے ایک سو فیملی کے افراد کو آزادی عطا فرما دی، میں نہیں جانتی کہ حضرت جویریہ سے زیادہ کوئی آدمی اپنی قوم کے لئے اتنا بابرکت ہو۔ (سبل الہدیٰ)

● اس کے بعد بنی مصطلق قبیلہ کے سارے لوگ حتیٰ کہ حضرت جویریہ کا والد حارث بن ابی ضرار بھی مسلمان ہو گیا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

● حضرت جویریہ فرماتی ہیں، میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے تین رات پہلے خواب میں دیکھا گویا ایک چاند مدینہ سے چلتے چلتے میری گود میں اتر گیا میں نے یہ ناپسند کیا کہ کسی کو اس خواب کی خبر دوں حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے جب میں گرفتار ہو گئی تو میں نے اپنے خواب کی امیدوار ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آزاد فرما کر زوجیت

یارسول اللہ میں قوم کے سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی ہوں۔ ثابت بن قیس کے عقد کتابت کی وجہ سے مجھے نو اوقیہ چاندی دینی ہے آپ میری مدد فرمائیں آپ دیکھ رہے ہیں جو جنگ کی وجہ سے مجھے تکلیف پہنچی ہے آپ پر پوشیدہ نہیں ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے بہتر کام نہ کروں کہ میں آپ کی کتابت کی رقم ادا کر دوں اور آپ سے نکاح کر لوں۔ حضرت جویریہ نے عرض ہاں یارسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدل کتابت ادا کر کے نکاح فرمالیں۔

● چونکہ گرفتار شدہ افراد کو مجاہدین میں تقسیم کر دیا گیا تھا جب صحابہ کرام کو علم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ سے نکاح فرما لیا ہے تو کہنے لگے رسول اللہ کے سسرال ہمارے غلام اور لونڈیاں کیسے ہو سکتے ہیں۔ سب نے حضرت جویریہ کی وجہ سے بنی مصطلق کے اسیروں کو آزاد کر دیا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت جویریہ کی وجہ سے ایک سو فیملی کے افراد کو آزادی عطا فرما دی، میں نہیں جانتی کہ حضرت جویریہ سے زیادہ کوئی آدمی اپنی قوم کے لئے اتنا بابرکت ہو۔ (سبل الہدیٰ)

● اس کے بعد بنی مصطلق قبیلہ کے سارے لوگ حتیٰ کہ حضرت جویریہ کا والد حارث بن ابی ضرار بھی مسلمان ہو گیا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

● حضرت جویریہ فرماتی ہیں، میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے تین رات پہلے خواب میں دیکھا گویا ایک چاند مدینہ سے چلتے چلتے میری گود میں اتر گیا میں نے یہ ناپسند کیا کہ کسی کو اس خواب کی خبر دوں حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے جب میں گرفتار ہو گئی تو میں نے اپنے خواب کی امیدوار ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آزاد فرما کر زوجیت

سے مشرف فرمایا اور میرا باپ بھی مسلمان ہو گیا۔

● ۵۰ھ مدینہ منورہ میں آپ فوت ہوئیں اور مدینے کے گورنر مروان ابن حکم نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آپ کی عمر ستر سال تھی یا چھپن سال تھی اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ام المومنین سیدۃ حضرت صفیہ کے نکاح کا ذکر

● طبرانی میں حضرت ابی برزہ سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر تشریف لائے تو ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نئی دلہن تھیں نیند میں انہوں نے دیکھا آسمان سے سورج اتر کر ان کے سینے پر اتر گیا میں نے اپنے شوہر کو بیان کیا ایک روایت میں ہے میں نے اپنی ماں سے اس خواب کا ذکر کیا تو میرے شوہر نے کہا اللہ کی قسم تیری آرزو یہ بادشاہ ہے جو خیبر تشریف لایا ہے۔ خیبر فتح ہوا اس کا شوہر قتل ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ سے نکاح فرمایا۔

اور ابن عمر سے روایت اس طرح ہے سیدۃ ام المومنین صفیہ کی آنکھ کے کونے میں سبز داغ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ سے فرمایا تیری آنکھ میں داغ کیوں ہے تو حضرت صفیہ نے عرض کیا میں نے اپنے شوہر سے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ چاند میری گود میں اتر گیا اس نے مجھے تھپڑ مارا اور کہا تو مدینہ کے بادشاہ کا ارادہ رکھتی ہے۔ عطاء فرماتے ہیں ہوسکتا ہے آپ نے دو مرتبہ مختلف خواب دیکھے ہوں۔ ایک دفعہ سورج کی شکل میں اور ایک دفعہ چاند کی شکل میں۔

- معلوم ہوا ام المومنین سیدۃ صفیہ کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں داخل ہونا لوحِ محفوظ پر مکتوب تھا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔
- ام المومنین سیدصفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہودیوں کے قبیلہ بنونضیر کے سردار حُیَیّ ابن اخطب کی بیٹی تھیں اور حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے تھیں۔
- ام المومنین حضرت صفیہ فرماتی ہیں ایک دن میرے کمرہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں رو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا اے حیی کی بیٹی کیوں روتی ہو، میں نے عرض کیا حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ مجھے کہتی ہیں ہم صفیہ سے بہتر ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کی بیٹیاں اور رسول اللہ کی بیویاں ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو انہیں کیوں نہیں کہتی تم مجھ سے کیسے بہتر ہوسکتی ہو میرا باپ ہارون علیہ السلام ہے اور چچا موسیٰ علیہ السلام ہے اور شوہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔
- جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہودیوں کے قبیلہ بنونضیر کو مدینہ منورہ سے نکال دیا تھا تو کچھ یہودی شام چلے گئے تھے اور اکثر یہودی خیبر چلے گئے تھے۔ خیبر جانے والوں میں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد حیی ابن اخطب بھی تھے اس وقت سیدۃ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چھوٹی بچی تھیں۔
- پھر غزوہ خندق میں بنوقریظہ نے بدعہدی کی حیی ابن اخطب خیبر سے مدینہ واپس آیا اس کی تحریک سے بنوقریظہ کے یہود نے مسلمانوں کے ساتھ کئے گئے عہد کو توڑ دیا۔ غزوہ خندق میں مشرکین رسوا ہوکر واپس چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا اور حکم دیا کہ بنوقریظہ کا فوراً محاصرہ کر کے انہیں عبرت ناک

- معلوم ہوا ام المومنین سیدۃ صفیہ کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں داخل ہونا لوحِ محفوظ پر مکتوب تھا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔
- ام المومنین سید صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہودیوں کے قبیلہ بنونضیر کے سردار حُیَیّ ابن اخطب کی بیٹی تھیں اور حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے تھیں۔
- ام المومنین حضرت صفیہ فرماتی ہیں ایک دن میرے کمرہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں رو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا اے حیی کی بیٹی کیوں روتی ہو، میں نے عرض کیا حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ مجھے کہتی ہیں ہم صفیہ سے بہتر ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کی بیٹیاں اور رسول اللہ کی بیویاں ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو انہیں کیوں نہیں کہتی تم مجھ سے کیسے بہتر ہوسکتی ہو میرا باپ ہارون علیہ السلام ہے اور چچا موسیٰ علیہ السلام ہے اور شوہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔
- جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہودیوں کے قبیلہ بنونضیر کو مدینہ منورہ سے نکال دیا تھا تو کچھ یہودی شام چلے گئے تھے اور اکثر یہودی خیبر چلے گئے تھے۔ خیبر جانے والوں میں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد حیی ابن اخطب بھی تھے اس وقت سیدۃ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چھوٹی بچی تھیں۔
- پھر غزوہ خندق میں بنوقریظہ نے بدعہدی کی حیی ابن اخطب خیبر سے مدینہ واپس آیا اس کی تحریک سے بنوقریظہ کے یہود نے مسلمانوں کے ساتھ کئے گئے عہد کو توڑ دیا۔ غزوہ خندق میں مشرکین رسوا ہو کر واپس چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا اور حکم دیا کہ نبوقریظہ کا فوراً محاصرہ کر کے انہیں عبرت ناک

سزا دو۔ چنانچہ بنوقریظہ محصور ہوئے اور حضرت سعد بن معاذ کو حکم تسلیم کیا۔ ان کے فیصلہ کے مطابق تقریباً چار سو سے سات سو تک یہودی بالغ مردوں کو ذبح کر دیا گیا۔ ان میں حی بن اخطب بھی قتل ہو گیا۔ پھر ۷ھ کی ابتداء میں رسول اللہ ﷺ نے خیبر پر حملہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی۔ سیدۃ صفیہ بنت حیی ابن اخطب کے شوہر کنانہ ابن ربیع کو قتل کر دیا گیا۔ سیدۃ صفیہ رضی اللہ عنہا اسیروں میں گرفتار ہو کر آئیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ کو اپنے لئے مختص فرما لیا اور آزاد کر کے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح فرما لیا۔

- صحابہ کرام فرماتے ہیں ہم نے جب دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ کو اپنے ساتھ سوار کیا آپ نے اپنا گھٹنا مبارک نیچے رکھا سیدۃ صفیہ آپ کے گھٹنے پر قدم رکھ کر اونٹ پر سوار ہوئیں اور حضرت صفیہ نے حجاب کیا ہوا تھا۔ ہم سمجھ گئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدۃ صفیہ کو اپنی زوجیت سے مشرف فرما لیا ہے۔
- حضرت صفیہ کا مہر آپ کا عتق اور آزاد کرنا قرار پایا۔
- حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ تزویج پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ کا اہتمام اس طرح فرمایا۔ حضرت انس نے دسترخوان بچھایا اس پر کھجوریں اور پنیر رکھ دیا گیا اور حضرت انس کو فرمایا لوگوں کو بلاؤ یہ تمہاری ماں کا ولیمہ ہے۔
- آپ کی وفات ۵۰ھ رمضان شریف میں ہوئی اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

ام المومنین سیدۃ ماریہ قبطیہ کا ذکر

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت کیلئے حضرت حاطب ابن بلتعہ کو اسکندریہ کے عیسائی بادشاہ مقوقس جس کا نام جریج ابن مینا قبطی تھا کی طرف خط دے کر بھیجا جب حضرت حاطب اسکندریہ پہنچے اور مقوقس کو خط دیا مقوقس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کو بوسہ دیا اور حضرت حاطب کا نہایت اکرام کیا۔ واپسی پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہدایا بھیجے جس میں دو بہنیں سیدۃ ماریہ قبطیہ اور سیرین بنات شمعون رضی اللہ تعالیٰ عنہا بطور تحفہ بھیجیں اور ایک ہزار مثقال اور نہایت نرم کپڑوں کے بیس جوڑے اور ایک خچر بنام دلدل اور خصی غلام جس کا آلہ تذکیر بالکل نہیں تھا اور اس کا بور نام تھا بطور تحفہ بھیجے ان اشیاء کے علاوہ دیگر اشیاء بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجیں۔ یہ تحفے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیرین بنت شمعون حضرت حسان بن ثابت کو عطا فرمائی۔ اور حضرت ماریہ قبطیہ اپنے پاس رکھی۔ حضرت ماریہ سے اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹا حضرت ابراہیم علیہ السلام عطا فرمایا آپ کو عالیہ محلّہ جس کو مشربہ ام ابراہیم کہا جاتا ہے، میں قیام کے لئے گھر عطا فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی خود وہاں تشریف لے جاتے تھے۔ سولہ ہجری محرم میں حضرت ماریہ کی وفات ہوئی اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون۔**

ام المومنین سیدہ ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر

- ام المومنین ریحانہ بنت زید بن عمر یہودیوں کے قبیلہ بنی نضیر یا بنی قریظہ

ام المومنین سیدۃ ماریہ قبطیہ کا ذکر

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت کیلئے حضرت حاطب ابن بلتعہ کو اسکندریہ کے عیسائی بادشاہ مقوقس جس کا نام جریج ابن مینا قبطی تھا کی طرف خط دے کر بھیجا جب حضرت حاطب اسکندریہ پہنچے اور مقوقس کو خط دیا مقوقس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کو بوسہ دیا اور حضرت حاطب کا نہایت اکرام کیا۔ واپسی پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہدایا بھیجے جس میں دو بہنیں سیدۃ ماریہ قبطیہ اور سیرین بنات شمعون رضی اللہ تعالیٰ عنہا بطور تحفہ بھیجیں اور ایک ہزار مثقال اور نہایت نرم کپڑوں کے بیس جوڑے اور ایک خچر بنام دلدل اور خصی غلام جس کا آلہ تذکیر بالکل نہیں تھا اور اس کا بور نام تھا بطور تحفہ بھیجے ان اشیاء کے علاوہ دیگر اشیاء بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجیں۔ یہ تحفے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیرین بنت شمعون حضرت حسان بن ثابت کو عطا فرمائی۔ اور حضرت ماریہ قبطیہ اپنے پاس رکھی۔ حضرت ماریہ سے اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹا حضرت ابراہیم علیہ السلام عطا فرمایا آپ کو عالیہ محلّہ جس کو مشربہ ام ابراہیم کہا جاتا ہے، میں قیام کے لئے گھر عطا فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی خود وہاں تشریف لے جاتے تھے۔ سولہ ہجری محرم میں حضرت ماریہ کی وفات ہوئی اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ام المومنین سیدہ ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر

- ام المومنین ریحانہ بنت زید بن عمر یہودیوں کے قبیلہ بنی نضیر یا بنی قریظہ

سے اسیروں میں سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے خاص فرمالیں تھیں۔ ان کے پہلے شوہر کا نام حکم تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مملوکہ خادمہ تھیں۔

جب حضرت ریحانہ اسیر ہوکر آئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام لانے کیلئے یا پھر یہودیت پر قائم رہنے کی اجازت عطا فرمائی۔ لیکن حضرت ریحانہ نے اسلام قبول فرمالیا اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے برکات حاصل کیں۔ آپ کی وفات دس ہجری میں اس وقت ہوئی جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کا ذکر مبارک

اس امر پر اتفاق ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صاحبزادے پیدا ہوئے حضرت قاسم اور حضرت ابراہیم علیہما السلام اور چار صاحبزادیاں حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن پیدا ہوئیں۔ لیکن اس میں اختلاف ہے کہ حضرت قاسم اور ابراہیم کے علاوہ بھی دو بیٹے پیدا ہوئے ایک کا نام طیب اور دوسرے کا نام طاہر تھا۔ تو پھر آپ کے چار بیٹے پیدا ہوئے۔

- حضرت ابراہیم بن محمد صلی اللہ تعالیٰ علیٰ ابیہ وعلیہ وسلم سیدۃ ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوئے اور باقی ساری اولاد سیدۃ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیدا ہوئی۔

جمہور علماء کے نزدیک آپ کے تین بیٹے پیدا ہوئے حضرت ابراہیم اور حضرت قاسم اور حضرت عبداللہ علیہم السلام اور طیب اور طاہر حضرت قاسم اور حضرت عبداللہ کا لقب تھا۔ (سبل الہدیٰ)

- محمد بن عمر کی روایت کے مطابق مسماۃ سلمٰی جو کہ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب کی لونڈی تھی حضرت خدیجہ کی اولاد کی ولادت کے وقت خدمت کرتی تھی اور وہ فرماتی ہیں ہر لڑکے کی جانب سے دو قربانیاں اور ہر بچی کی طرف ایک قربانی عقیقہ کیلئے کی جاتی تھی اور پھر دودھ پلانے کیلئے بچوں کو آیا کے پاس بھیج دیا جاتا تھا۔
- آپ کی صاحبزادیوں میں سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینب تھیں پھر حضرت رقیہ، پھر حضرت ام کلثوم اور پھر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔
- سیدنا حضرت قاسم بچپن میں فوت ہو گئے۔ بعض روایات میں ہے کہ ابھی آپ دودھ پیتے تھے اور فوت ہو گئے اور بعض روایات میں ہے سوار ہونے کی عمر تک زندہ رہے پھر فوت ہوئے۔
- سیدنا ابراہیم علیہ السلام ام المؤمنین سیدۃ ماریہ قبطیہ کے بطن اطہر سے پیدا ہوئے۔ ابن سعد کی روایت میں ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے سلمٰی ابو رافع کی بیوی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ اور دایہ تھیں کیونکہ سلمٰی آپ کی پھوپھی کی خادمہ تھی اس لئے آپ کی بھی خادمہ ہوئی۔ اُس نے اپنے شوہر ابو رافع کو اطلاع دی اور ابو رافع نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع اور خوشخبری دی۔ آپ نے خوشخبری سنانے والے ابو رافع کو غلام عطا فرمایا آپ نے اپنے صاحبزادے کا ابراہیم نام رکھا اور ساتویں دن عقیقہ فرمایا اور دو دنبے ذبح فرمائے اور آپ کے سر کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی مساکین میں تقسیم فرمائی۔ جب ازواج مطہرات کو علم ہوا تو انہیں اس امر پر غیرت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ماریہ کو بیٹا دیا ہے۔

- محمد بن عمر کی روایت کے مطابق مسماۃ سلمٰی جو کہ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب کی لونڈی تھی حضرت خدیجہ کی اولاد کی ولادت کے وقت خدمت کرتی تھی اور وہ فرماتی ہیں ہرلڑکے کی جانب سے دوقربانیاں اور ہر بچی کی طرف ایک قربانی عقیقہ کیلئے کی جاتی تھی اور پھر دودھ پلانے کیلئے بچوں کو آیا کے پاس بھیج دیا جاتا تھا۔
- آپ کی صاحبزادیوں میں سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینب تھیں پھر حضرت رقیہ، پھر حضرت ام کلثوم اور پھر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔
- سیدنا حضرت قاسم بچپن میں فوت ہو گئے۔بعض روایات میں ہے کہ ابھی آپ دودھ پیتے تھے اورفوت ہو گئے اوربعض روایات میں ہے سوار ہونے کی عمر تک زندہ رہے پھرفوت ہوئے۔
- سیدنا ابراہیم علیہ السلام ام المؤمنین سیدۃ ماریہ قبطیہ کےبطن اطہر سے پیدا ہوئے۔ ابن سعد کی روایت میں ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئےسلمٰی ابو رافع کی بیوی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ اور دایہ تھیں کیونکہ سلمٰی آپ کی پھوپھی کی خادمہ تھی اس لئے آپ کی بھی خادمہ ہوئی۔ اُس نے اپنے شوہر ابو رافع کو اطلاع دی اور ابو رافع نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع اورخوشخبری دی۔ آپ نے خوشخبری سنانے والے ابو رافع کو غلام عطا فرمایا آپ نے اپنے صاحبزادے کا ابراہیم نام رکھا اور ساتویں دن عقیقہ فرمایا اور دو دنبے ذبح فرمائے اور آپ کے سر کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی مساکین میں تقسیم فرمائی۔ جب ازواج مطہرات کوعلم ہوا تو انہیں اس امر پر غیرت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ماریہ کو بیٹا دیا ہے۔

سیدنا ابراہیم کے دودھ پلانے کے لئے انصار کی عورتوں سے ہر ایک کی خواہش تھی کہ وہ دودھ پلائے تاکہ سیدۃ ماریہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لئے فارغ رہیں۔ بخاری اور مسلم میں ہے ابوسیف قین کی بیوی ام سیف دودھ کے لئے مقرر ہوئی۔ قاضی نے کہا اس خاتون کا نام خولہ بنت منذر تھا۔حضرت انس کی روایت میں ہے ایک دن رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے ابی سیف کی طرف روانہ ہوئے تو میں بھی آپ کے پیچھے چل پڑا جب ہم وہاں پہنچے تو ابوسیف لوہے کو گرم کرنے والی بھٹی پھونک رہا تھا اور کمرہ دھوئیں سے بھرا ہوا تھا میں فوراً آگے نکل گیا اور ابوسیف سے جا کر کہا، رک جاؤ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، بچے کو اُٹھا لیا گلے لگایا اور بچے کے بوسے لئے اور وہ کچھ فرمایا جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔

- بخاری شریف میں ہے سیدنا ابراہیم علیہ السلام اٹھارہ ماہ کی عمر میں وفات پا گئے، آپ نے دس ربیع الاول منگل کے دن وفات فرمائی۔
- حضرت انس سے روایت ہے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف کا ہاتھ پکڑا، آپ اس باغ میں تشریف لے گئے جہاں حضرت ابراہیم دودھ پیتے تھے۔ جب آپ کمرہ میں داخل ہوئے تو حضرت ابراہیم اپنی روح سے سخاوت فرما رہے تھے یعنی جان پرواز کرنے والی تھی آپ نے اپنے بیٹے کو گود میں لیا آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے بہنے لگیں۔ آپ سے عبدالرحمٰن نے عرض کیا کیا آپ رو رہے ہیں؟ کیا آپ نے رونے سے منع نہیں فرمایا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے نوحہ کرنے اور دو فاسق بنانے والی آوازوں سے منع کیا تھا ایک لہو اور لعب کے نغمہ کے وقت آواز سے اور شیطانی ساز بجانے سے اور مصیبت کے

وقت آواز اور چہرہ نوچنے اور گریبان پھاڑنے اور شیطان کی طرح رونے سے۔

طبرانی نے ابی امامہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آنکھوں میں آنسو ہیں اور دل غمگین ہے اور ہم نہیں کہتے مگر وہ جس پر اللہ تعالیٰ راضی ہو اللہ کی قسم اے ابراہیم بے شک ہم تیرے فراق اور جدائی میں غمگین ہیں۔

- اس وقت حضرت اسامہ کی چیخ نکل گئی۔ آپ ﷺ نے اسے منع فرمایا۔ حضرت اسامہ ے عرض کیا کیا آپ نہیں رو رہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا رونا اور آنسو بہانا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہے اور چیخنا شیطان سے ہے۔

- حضرت انس سے روایت ہے جب حضرت ابراہیم فوت ہو گئے تو آپ نے فرمایا اس کو کفن میں نہ چھپانا جب تک میں نہ آؤں آپ تشریف لے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم کے اوپر گر گئے اور روئے۔ پھر آپ نے چار تکبیر کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی۔ (سبل الہدیٰ)

- اتفاق سے جس دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات ہوئی اسی دن سورج گرہن ہو گیا۔ لوگوں نے کہا سورج کا گرہن سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی وفات کی وجہ سے ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج کا گرہن نہ کسی کی موت کی وجہ سے ہوتا ہے اور نہ کسی کی حیات کی وجہ سے ہوتا ہے۔

- حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خالہ سیرین کہتی ہے جب سیدنا ابراہیم کی موت واقع ہونے لگی۔ میری اور میری بہن (سیدۃ ماریہ) کی چیخ نکل جاتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں منع نہیں فرماتے تھے۔ جب سیدنا ابراہیم فوت ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چیخنے سے منع فرما دیا۔ آپ فرماتی ہیں حضرت فضل بن عباس نے حضرت ابراہیم کو غسل دیا اس وقت حضرت عباس اور رسول اللہ صلی

وقت آواز اور چہرہ نوچنے اور گریبان پھاڑنے اور شیطان کی طرح رونے سے۔

طبرانی نے ابی امامہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آنکھوں میں آنسو ہیں اور دل غمگین ہے اور ہم نہیں کہتے مگر وہ جس پر اللہ تعالیٰ راضی ہو اللہ کی قسم اے ابراہیم بے شک ہم تیرے فراق اور جدائی میں غمگین ہیں۔

● اس وقت حضرت اسامہ کی چیخ نکل گئی۔ آپ ﷺ نے اسے منع فرمایا۔ حضرت اسامہ نے عرض کیا کیا آپ نہیں رو رہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا رونا اور آنسو بہانا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہے اور چیخنا شیطان سے ہے۔

● حضرت انس سے روایت ہے جب حضرت ابراہیم فوت ہو گئے تو آپ نے فرمایا اس کو کفن میں نہ چھپانا جب تک میں نہ آؤں آپ تشریف لے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم کے اوپر گر گئے اور روئے۔ پھر آپ نے چار تکبیر کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی۔ (سبل الہدیٰ)

● اتفاق سے جس دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات ہوئی اسی دن سورج گرہن ہو گیا۔ لوگوں نے کہا سورج کا گرہن سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی وفات کی وجہ سے ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج کا گرہن نہ کسی کی موت کی وجہ سے ہوتا ہے اور نہ کسی کی حیات کی وجہ سے ہوتا ہے۔

● حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خالہ سیرین کہتی ہے جب سیدنا ابراہیم کی موت واقع ہونے لگی۔ میری اور میری بہن (سیدۃ ماریہ) کی چیخ نکل جاتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں منع نہیں فرماتے تھے۔ جب سیدنا ابراہیم فوت ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چیخنے سے منع فرما دیا۔ آپ فرماتی ہیں حضرت فضل بن عباس نے حضرت ابراہیم کو غسل دیا اس وقت حضرت عباس اور رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم بیٹھے رہے پھر بچے کو اُٹھایا گیا میں نے آنکھوں سے دیکھا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباس قبر کے کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے حضرت ابن عباس اور اسامہ بن زید قبر میں اترے اور میں قبر کے نزدیک روتی رہی مجھے کسی نے نہیں روکا۔

معلوم ہوا۔ صدمہ کے وقت حقیقی رونا اگر بغیر آواز کے ہو تو اس میں حرج نہیں ہے۔

● حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم کے لئے جنت سے دودھ پلانے والی کا انتظام کیا گیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونا ہوتا تو ابراہیم علیہ السلام زندہ رہتے۔

● امام زہری روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم قبطیوں کے مالک بن جاؤ تو ان کے ساتھ احسان کرنا کیونکہ ان کے لئے ہماری ذمہ داری اور رشتہ داری ہے۔ حضرت ام سلمہ روایت کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللہ اَللہ مصر کے قبطیوں کے حق سے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، عنقریب تم ان پر غالب آنے والے ہو پس تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مصر والے حامی اور ناصر ہوں گے۔

● چنانچہ مصر کے لوگوں کے ساتھ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا دو حوالوں سے رشتہ ہے۔ ام المؤمنین حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ماں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدۃ عُلیا حضرت سیدۃ حاجرہ علیہا السلام آپ مصریہ قبطیہ تھیں اور ام ابراہیم سیدہ ماریہ قبطیہ بھی مصریہ اور قبطیہ تھیں۔ اسلئے رسولِ اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مصری لوگوں سے تمہاری رشتہ داری ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

جب صحابہ کرام نے حضرت عمر فاروق کے خلافت کے دور میں حضرت عمرو بن العاص کی کمانڈری میں مصر فتح کیا تو ان کے ساتھ نہایت حسن اخلاق سے پیش آئے۔

سیدۃ زینب بنت سیدنا رسول اللہ ﷺ کے نکاح کا ذکر

- سیدۃ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب بہنوں سے بلکہ حضرت قاسم سے بھی بڑی تھیں۔ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے اپنے بھانجے اور حضرت زینب کے خالہ زاد بھائی ابوالعاص ابن ربیع کے ساتھ آپ کا نکاح کر دیا تھا۔ جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالت کا اعلان فرمایا تو حضرت خدیجہ کے ساتھ آپ کی سب صاحبزادیوں نے اسلام قبول کر لیا لیکن ابو العاص مسلمان نہ ہوا۔ قریش نے جمع ہو کر ابو العاص سے کہا تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو ہم آپ کی دوسری جگہ شادی کرا دیتے ہیں لیکن حضرت ابو العاص نے انکار کر دیا اور کہا کہ میری زوجہ زینب سے کوئی رشتہ اچھا نہیں ہے۔

چونکہ ٦ھ (چھ ہجری) سے پہلے غیر مسلم شوہر کی مسلمان بیوی اور غیر مسلم بیوی سے مسلمان شوہر کے نکاح کے باطل ہو جانے اور تفریق کا حکم قرآن مجید میں نازل نہیں ہوا تھا۔ اس لئے سیدۃ زینب رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کے ساتھ رہتی رہیں۔ (بدایہ ونہایہ)

- حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی بہن ہالہ بنت خویلد کے بیٹے اور رسول اللہ

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مصری لوگوں سے تمہاری رشتہ داری ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

جب صحابہ کرام نے حضرت عمر فاروق کے خلافت کے دور میں حضرت عمرو بن العاص کی کمانڈری میں مصر فتح کیا تو ان کے ساتھ نہایت حسن اخلاق سے پیش آئے۔

سیدۃ زینب بنت سیدنا رسول اللہ ﷺ کے نکاح کا ذکر

- سیدۃ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب بہنوں سے بلکہ حضرت قاسم سے بھی بڑی تھیں۔ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے اپنے بھانجے اور حضرت زینب کے خالہ زاد بھائی ابوالعاص ابن ربیع کے ساتھ آپ کا نکاح کر دیا تھا۔ جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالت کا اعلان فرمایا تو حضرت خدیجہ کے ساتھ آپ کی سب صاحبزادیوں نے اسلام قبول کرلیا لیکن ابوالعاص مسلمان نہ ہوا۔ قریش نے جمع ہو کر ابوالعاص سے کہا تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو ہم آپ کی دوسری جگہ شادی کرا دیتے ہیں لیکن حضرت ابوالعاص نے انکار کر دیا اور کہا کہ میری زوجہ زینب سے کوئی رشتہ اچھا نہیں ہے۔

چونکہ ۶ھ (چھ ہجری) سے پہلے غیر مسلم شوہر کی مسلمان بیوی اور غیر مسلم بیوی سے مسلمان شوہر کے نکاح کے باطل ہو جانے اور تفریق کا حکم قرآن مجید میں نازل نہیں ہوا تھا۔ اس لئے سیدۃ زینب رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کے ساتھ رہتی رہیں۔ (بدایہ ونہایہ)

- حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی بہن ہالہ بنت خویلد کے بیٹے اور رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد حضرت ابوالعاص بن ربیع بدر کی جنگ میں اسیران بدر میں سے تھے۔ جنگ بدر میں گرفتار قیدیوں کیلئے فیصلہ کے مطابق سیدۃ زینب نے اپنے شوہر کے فدیہ کے لئے کچھ مال اور اپنا وہ طلائی ہار بھیجا جو سیدۃ خدیجۃ الکبریٰ نے اپنے لئے بنوایا تھا لیکن اپنی بیٹی کو جہیز میں دیا تھا۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ہار دیکھا تو آپ پر سخت رقت طاری ہوگئی۔ صحابہ کرام سے فرمایا:

ان رأيتم ان تطلقوا لها اسيرها وتردوا عليها الذى لها فافعلوا قالوا نعم يارسول الله فاطلقوه وردوه اليها الذى لها۔ (بدایہ ونہایہ: ۳/۸۰)

اگر تم مناسب سمجھو تو زینب کے اسیر کو زینب کی وجہ سے چھوڑ دو اور اس کا وہ مال اس کو واپس کر دو جو اس کا ہے تو کر لو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ! پس ابوالعاص کو صحابہ کرام نے چھوڑ دیا اور حضرت زینب کا مال واپس کر دیا۔

لیکن ابوالعاص سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ لیا کہ مکہ مکرمۃ واپس جا کر حضرت زینب کو مدینہ منورہ بھیج دیں گے ابوالعاص نے واپس جا کر بدر کی جنگ کے ایک ماہ بعد سیدہ زینب کو اپنے بھائی کنانہ ابن ربیع کے ساتھ مدینہ منورہ کے لئے دن کی روشنی میں روانہ کر دیا۔ حضرت زینب اونٹ پر کجاوہ میں سوار تھیں اور کنانہ بن ربیع اونٹ کی مہار پکڑ کر جب مکہ مکرمہ سے نکل گیا قریش کے نوجوانوں کو حضرت زینب کی روانگی کا علم ہوگیا۔ انہوں نے تعاقب کیا سب لوگوں سے پہلے آپ کے پاس پہنچنے والا شخص ہبار بن الاسود تھا اس نے اپنا نیزہ اونٹ کی کمر میں ادھر ادھر سے دبا کر اونٹ کو دوڑایا۔ اونٹ کے اچھلنے سے سیدہ زینب پتھر پر گر

گئیں اور آپ کا حمل ساقط ہو گیا اور بچہ گر گیا اور خون جاری ہو گیا۔ پھر تا حیات خون بند نہیں ہوا۔ حتیٰ کہ آپ اسی جریان خون کی وجہ سے وفات پا گئیں۔ یہ واقعہ وادی ذی طوی میں پیش آیا۔

اس وقت کنانہ ابن ربیع طیش میں آ گیا اس نے تیر نکال لئے اور کہنے لگا جو شخص بھی میرے قریب آئے گا میں اُسے تیروں سے اڑا دوں گا۔ اسی دوران ابو سفیان قریش کے بڑے لوگوں کو ساتھ لے کر پہنچ گیا اور کنانہ سے کہا کہ تیر روک لو تا کہ میں بات کروں۔ ابوسفیان نے کہا تو نے اچھا نہیں کیا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو علانیہ لے کر جا رہا تھا تجھے معلوم نہیں بدر میں ان لوگوں کے ساتھ کیا ہوا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وجہ سے ہمیں کتنی مصیبت پہنچی۔ اگر تو علانیہ چلا جاتا اور یہ لوگ کچھ نہ کہتے تو یہ لوگ اپنی ذلت اور کمزوری سمجھتے اس لئے انہوں نے تعاقب کیا، اللہ کی قسم ہمیں حضرت زینب کو روکنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن تم اسے واپس لے چلو جب لوگوں کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے اور لوگ یہ کہیں ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی کو نہیں جانے دیا اور معاملہ ٹھنڈا ہو جائے تو چھپ چھپا کر ان کو اپنے والد کے پاس چھوڑ آنا۔ چنانچہ کنانہ ابن ربیع حضرت زینب کو مکہ مکرمہ واپس لے آئے۔

- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دنوں کے بعد حضرت زید بن حارثہ اور ایک انصاری کو روانہ فرمایا کہ تم جاؤ زینب کو لے آؤ۔ آپ نے اپنی انگوٹھی عطا فرمائی اور فرمایا زینب کو انگوٹھی بھجوا دینا تا کہ زینب سمجھ جائے کہ مجھے صحابہ کرام لینے آئے ہیں۔ حضرت زید بن حارثہ جب مکہ کے قریب پہنچے ایک چرواہے کو کچھ پیسے دیئے اور اس معاملہ کو خفیہ رکھنے کی شرط عائد کی۔ چنانچہ آپ نے چرواہے کو انگوٹھی

گئیں اور آپ کا حمل ساقط ہو گیا اور بچہ گر گیا اور خون جاری ہو گیا۔ پھر تا حیات خون بند نہیں ہوا۔ حتیٰ کہ آپ اسی جریان خون کی وجہ سے وفات پا گئیں۔ یہ واقعہ وادی ذی طوی میں پیش آیا۔

اس وقت کنانہ ابن ربیع طیش میں آ گیا اس نے تیر نکال لئے اور کہنے لگا جو شخص بھی میرے قریب آئے گا میں اُسے تیروں سے اڑا دوں گا۔ اسی دوران ابو سفیان قریش کے بڑے لوگوں کو ساتھ لے کر پہنچ گیا اور کنانہ سے کہا کہ تیر روک لو تا کہ میں بات کروں۔ ابوسفیان نے کہا تو نے اچھا نہیں کیا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو علانیہ لے کر جا رہا تھا تجھے معلوم نہیں بدر میں ان لوگوں کے ساتھ کیا ہوا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وجہ سے ہمیں کتنی مصیبت پہنچی۔ اگر تو علانیہ چلا جاتا اور یہ لوگ کچھ نہ کہتے تو یہ لوگ اپنی ذلت اور کمزوری سمجھتے اس لئے انہوں نے تعاقب کیا، اللہ کی قسم ہمیں حضرت زینب کو روکنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن تم اسے واپس لے چلو جب لوگوں کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے اور لوگ یہ کہیں ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی کو نہیں جانے دیا اور معاملہ ٹھنڈا ہو جائے تو چھپ چھپا کر ان کو اپنے والد کے پاس چھوڑ آنا۔ چنانچہ کنانہ ابن ربیع حضرت زینب کو مکہ مکرمہ واپس لے آئے۔

● رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دنوں کے بعد حضرت زید بن حارثہ اور ایک انصاری کو روانہ فرمایا کہ تم جاؤ زینب کو لے آؤ۔ آپ نے اپنی انگوٹھی عطا فرمائی اور فرمایا زینب کو انگوٹھی بھجوا دینا تا کہ زینب سمجھ جائے کہ مجھے صحابہ کرام لینے آئے ہیں۔ حضرت زید بن حارثہ جب مکہ کے قریب پہنچے ایک چرواہے کو کچھ پیسے دیئے اور اس معاملہ کو خفیہ رکھنے کی شرط عائد کی۔ چنانچہ آپ نے چرواہے کو انگوٹھی

دے کر حضرت زینب کے پاس بھجوائی۔ جب حضرت زینب نے انگوٹھی دیکھی پہچان گئی آپ کے پوچھنے پر چرواہے نے بتایا کہ وہ لوگ فلاں جگہ آپ کا انتظار کریں گے۔ چنانچہ حضرت زینب اپنے دیور کنانہ ابن ربیع کے ساتھ رات کو مکہ سے نکل کر حضرت زید اور اس کے ساتھی کے پاس پہنچی اور حضرت زید اور انصاری آپ کو مدینہ منورہ لے آئے۔ جب آپ مدینہ منورہ پہنچیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ھی افضل بناتی اصیبت فی) زینب میری بیٹیوں سے افضل ہے میری وجہ سے ان کو تکلیف پہنچائی گئی۔ اس کے بعد

حضرت ابوالعاص تجارت کرنے کیلئے شام گئے ہوئے تھے۔ اپنے قافلہ کے ساتھ تجارت کا مال لے کر واپس آ رہے تھے مسلمانوں کو اس بات کا علم ہو گیا کہ تجارتی قافلہ واپس آ رہا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ کو ایک سو ستر سواروں کے ساتھ مشرکین کے قافلہ کی گرفتاری کے لئے بھیج دیا۔ مسلمانوں نے مشرکین سے مال چھین لیا اور کافروں کو گرفتار کر لیا ان اسیروں میں ابوالعاص بھی تھے۔ سحری کے وقت قافلہ مدینہ منورہ داخل ہوا، ابو العاص نے سیدۃ زینب اپنی بیوی سے امان طلب کی، سیدۃ زینب نے امان دے دی جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھ چکے تو سیدہ زینب نے بلند آواز سے مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو کر عرض کیا میں نے ابو العاص کو امان دے دی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا تم نے وہ آواز سن لی ہے جو میں نے سنی ہے صحابہ کرام نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا ہم ہر اس شخص کو امان دیتے ہیں جس کو کوئی مسلمان امان دے دے۔ اگر چہ وہ ادنیٰ مسلمان ہو پھر آپ نے ابو العاص کا سامان واپس کیا اسی دوران صحابہ کرام نے حضرت ابو

العاص سے فرمایا تم مسلمان ہو جاؤ، نہایت شرف اور مرتبہ کے مالک ہو تم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہو، قریش کا مال اپنے لئے غنیمت بنا لو لیکن حضرت ابوالعاص نے جواب دیا میں کسی عذر اور جبر کی وجہ سے اپنا دین نہیں چھوڑوں گا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدۃ زینب سے فرمایا آپ کے امان دینے کی وجہ سے ہم نے ابو العاص کو امان دے دی ہے تم اس کی دیکھ بھال اور احسان کرو لیکن اس کے قریب نہ جانا کیونکہ تم اس کے لئے حلال نہیں ہو۔ (سبل الہدیٰ)

- ابوالعاص سامان تجارت کے ساتھ مکہ پہنچے ہر ایک مکی کو اپنا اپنا سامان پہنچا دیا پھر اسلام قبول کر لیا اور ہجرت کر کے مدینہ منورۃ واپس آ گئے آپ کی واپسی محرم سات ہجری میں ہوئی۔

- حضرت ابن عباس کی روایت کے مطابق سیدۃ زینب کو بغیر جدید نکاح اور مہر کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو العاص کے ساتھ ازدواجی زندگی گزارنے کی اجازت عطا فرما دی۔ (سبل الہدیٰ اور بدایہ ونہایہ)

- چونکہ مسلمان عورتوں کے ساتھ نکاح کے منسوخ ہونے کا حکم چھ ہجری میں ہوا اور ابوالعاص محرم سات ہجری میں مسلمان ہو گیا تھا، ہوسکتا ہے اس درمیانی عرصہ میں حضرت ابوالعاص نے اسلام قبول کرنے سے انکار نہ کیا ہو۔ اگر بیوی مسلمان ہو جائے اور شوہر اسلام لانے سے انکار کر دے تو نکاح فسخ ہو جاتا ہے ورنہ فسخ نہیں ہوتا۔ بعض علماء نے کہا جب مکہ مکرمہ سے کوئی عورت مسلمان ہو کر مدینہ منورہ آتی تھی تو ایک حیض کے بعد اس عورت کو دوسرا نکاح کرنے کی اجازت ہوتی تھی لیکن اگر نکاح نہ کرتی اور شوہر مسلمان ہو کر ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ جاتا تھا تو وہ عورت اسی کو واپس کر دی جاتی تھی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

العاص سے فرمایا تم مسلمان ہو جاؤ، نہایت شرف اور مرتبہ کے مالک ہو تم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہو، قریش کا مال اپنے لئے غنیمت بنا لو لیکن حضرت ابوالعاص نے جواب دیا میں کسی عذر اور جبر کی وجہ سے اپنا دین نہیں چھوڑوں گا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدۃ زینب سے فرمایا آپ کے امان دینے کی وجہ سے ہم نے ابوالعاص کو امان دے دی ہے تم اس کی دیکھ بھال اور احسان کرو لیکن اس کے قریب نہ جانا کیونکہ تم اس کے لئے حلال نہیں ہو۔ (سبل الہدیٰ)

- ابوالعاص سامان تجارت کے ساتھ مکہ پہنچے ہر ایک مکی کو اپنا اپنا سامان پہنچا دیا پھر اسلام قبول کر لیا اور ہجرت کر کے مدینہ منورۃ واپس آ گئے آپ کی واپسی محرم سات ہجری میں ہوئی۔
- حضرت ابن عباس کی روایت کے مطابق سیدۃ زینب کو بغیر جدید نکاح اور مہر کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو العاص کے ساتھ ازدواجی زندگی گزارنے کی اجازت عطا فرما دی۔ (سبل الہدیٰ اور بدایہ ونہایہ)
- چونکہ مسلمان عورتوں کے ساتھ نکاح کے منسوخ ہونے کا حکم چھ ہجری میں ہوا اور ابوالعاص محرم سات ہجری میں مسلمان ہو گیا تھا، ہوسکتا ہے اس درمیانی عرصہ میں حضرت ابوالعاص نے اسلام قبول کرنے سے انکار نہ کیا ہو۔ اگر بیوی مسلمان ہو جائے اور شوہر اسلام لانے سے انکار کر دے تو نکاح فسخ ہو جاتا ہے ورنہ فسخ نہیں ہوتا۔ بعض علماء نے کہا جب مکہ مکرمہ سے کوئی عورت مسلمان ہو کر مدینہ منورہ آتی تھی تو ایک حیض کے بعد اس عورت کو دوسرا نکاح کرنے کی اجازت ہوتی تھی لیکن اگر نکاح نہ کرتی اور شوہر مسلمان ہو کر ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ جاتا تھا تو وہ عورت اسی کو واپس کر دی جاتی تھی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

- اور ایک روایت میں ہے جدید نکاح کے ساتھ حضرت زینب ابوالعاص کے پاس رہیں۔
- آٹھ ہجری کی ابتداء میں حضرت زینب کا وصال ہوا چونکہ آپ کی وفات خون جاری رہنے کی وجہ سے ہوئی تھی اس لئے آپ کو شہیدہ کہا جاتا ہے۔
- آپ کو ام ایمن اور سودۃ بنت زمعہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہن نے غسل دیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال شدہ چادر عطا فرمائی جس میں آپ کو کفن دیا گیا اور آپ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور آپ ہی حضرت زینب کی قبر میں اترے اور آپ کو دفن کر دیا گیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) آپ کا ایک بیٹا پیدا ہوا تھا جو کہ فوت ہو گیا اور ایک بیٹی امامہ نام والی زندہ رہی۔ حضرت فاطمہ کے بعد حضرت علی نے ان کے ساتھ نکاح کیا تھا۔

سیدۃ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کا ذکر

- سیدۃ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ کا پہلا نکاح عتبہ ابن ابی لہب سے ہوا تھا اور سیدۃ ام کلثوم کا نکاح عتیبہ ابن ابی لہب کے ساتھ ہوا تھا۔ عتبہ اور عتیبہ دونوں ابی لہب کے بیٹے تھے۔ ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی اور ابی لہب کی مذمت میں سورۃ تبت یدا ابی لھب الخ نازل ہوئی تو ابولہب اور ابولہب کی بیوی نے اپنے بیٹوں سے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹیوں کو طلاق دے دو۔ دونوں نے طلاق دے دی۔ سیدۃ رقیہ کا نکاح حضرت عثمان سے کر دیا گیا۔ سیدۃ رقیہ بدر کی جنگ کے دنوں بیمار تھیں حضرت عثمان کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مدینہ میں رہو اور رقیہ کی تیمارداری کرو۔ چنانچہ حضرت عثمان بدر کی جنگ میں شریک نہ ہو

سکے لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بدری مجاہد ہونے کا مرتبہ دیا اور غنیمت کے مال سے آپ کو حصہ بھی دیا۔ جب فتح کی خوشخبری لے کر حضرت زید بن حارثہ مدینہ منورہ پہنچے تو آپ انتقال فرما گئیں تھیں اور آپ کو دفن کیا جا رہا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی وفات ہجرت سے سترویں ماہ واقع ہوئی۔

سیدۃ ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کا ذکر

سیدۃ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح پہلے عتیبہ ابن ابی لہب کے ساتھ ہوا تھا ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ سورۃ تبت یدا ابی لھب کے نازل ہونے کے موقعہ پر عتیبہ نے سیدہ ام کلثوم کو طلاق دے دی تھی۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ کا دوسرا نکاح حضرت عثمان بن عفان کے ساتھ کر دیا تھا۔ ام المومنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ کو امر فرما رہا ہے کہ حضرت ام کلثوم کا نکاح حضرت رقیہ کے مہر کے مماثل پر حضرت عثمان بن عفان کے ساتھ کر دو۔

- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو بلایا اور فرمایا اے عثمان یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں اللہ عزوجل کی طرف سے مجھے کہہ رہے ہیں کہ میں حضرت ام کلثوم کا ان کی ہمشیرہ حضرت رقیہ کے مہر کے برابر معاوضہ پر تیرے ساتھ نکاح کر دوں پھر آپ نے نکاح کر دیا۔

حضرت ام کلثوم کی وفات سن نو ہجری میں واقع ہوئی آپ کی قبر پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور آپ کی قبر میں حضرت علی اور حضرت

سکے لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بدری مجاہد ہونے کا مرتبہ دیا اور غنیمت کے مال سے آپ کو حصہ بھی دیا۔ جب فتح کی خوشخبری لے کر حضرت زید بن حارثہ مدینہ منورہ پہنچے تو آپ انتقال فرما گئیں تھیں اور آپ کو دفن کیا جا رہا تھا۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**۔ آپ کی وفات ہجرت سے سترویں ماہ واقع ہوئی۔

سیدۃ ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کا ذکر

سیدۃ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح پہلے عتیبہ ابن ابی لہب کے ساتھ ہوا تھا ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ سورۃ تبت **یدا ابی لھب** کے نازل ہونے کے موقعہ پر عتیبہ نے سیدہ ام کلثوم کو طلاق دے دی تھی۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ کا دوسرا نکاح حضرت عثمان بن عفان کے ساتھ کر دیا تھا۔ ام المومنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ کو امر فرما رہا ہے کہ حضرت ام کلثوم کا نکاح حضرت رقیہ کے مہر کے مماثل پر حضرت عثمان بن عفان کے ساتھ کر دو۔

- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو بلایا اور فرمایا اے عثمان یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں اللہ عزوجل کی طرف سے مجھے کہہ رہے ہیں کہ میں حضرت ام کلثوم کا ان کی ہمشیرہ حضرت رقیہ کے مہر کے برابر معاوضہ پر تیرے ساتھ نکاح کر دوں پھر آپ نے نکاح کر دیا۔

حضرت ام کلثوم کی وفات سن نو ہجری میں واقع ہوئی آپ کی قبر پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور آپ کی قبر میں حضرت علی اور حضرت

فضل ابن عباس اور حضرت اسامہ اترے آپ بغیر اولاد کے انتقال فرما گئیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سیدۃ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کے وقت خطبہ

- مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں حضرت بریدہ سے امام نسائی نے روایت کیا کہ سیدۃ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رشتہ جب حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے طلب کیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ چھوٹی ہیں اور ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا اس سلسلہ میں مجھے وحی نازل نہیں ہوئی پھر حضرت علی نے رشتہ طلب کیا تو آپ نے سیدہ حضرت فاطمہ کا نکاح حضرت علی سے کر دیا۔
- ابوالخیر قزوینی نے حضرت انس بن مالک سے روایت کیا کہ حضرت ابوبکر نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی بیٹی سیدہ فاطمہ کا رشتہ طلب کیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر ابھی قضاء نازل نہیں ہوئی پھر حضرت عمر اور دیگر قریش کے لوگوں نے ابوبکر کی طرح آپ سے حضرت فاطمہ کا رشتہ طلب کیا تو آپ نے سب کو وہی جواب دیا جو حضرت ابوبکر کو دیا تھا۔ حضرت علیؓ سے کچھ لوگوں نے کہا اگر آپ سیدہ فاطمہ کا رشتہ طلب کریں تو ہوسکتا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو رشتہ دے دیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے قریش کے اشراف نے آپ سے سیدہ فاطمہ کا رشتہ طلب کیا ہے لیکن آپ نے ان کو رشتہ نہیں دیا پھر حضرت علی نے سیدہ فاطمہ کا رشتہ طلب کیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے بعض روایات میں مذکور ہے کہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ میں آپ کا نکاح علی سے کرنا چاہتا ہوں تو حضرت فاطمہ نے عرض کیا یارسول اللہ میرا نکاح ایک ایسے آدمی سے کرنا چاہتے ہیں جونہایت فقیر ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کا امر فرمایا ہے۔ سیدہ فاطمہ نے عرض کیا اگر اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تو میں راضی ہوں۔

اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا کہ مہر کا انتظام کرو۔ حضرت علی نے عرض کیا میرے پاس تو صرف ایک گھوڑا ہے اور دوسری زرہ ہے اور کچھ نہیں آپ نے فرمایا زرہ فروخت کر کے مہر کا انتظام کرو اور گھوڑا جہاد میں کام آئے گا۔ چنانچہ حضرت علی زرہ فروخت کرنے کے لئے روانہ ہوئے تو حضرت عثمان بن عفان سے ملاقات ہوگئی حضرت عثمان کو حضرت علی نے اپنی ذرہ فروخت کر کے مہر کے انتظام کرنے کے سلسلہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنایا تو حضرت عثمان نے زرۃ خرید لی۔ بعض روایات کے مطابق زرہ کی چارسو اسی درہم قیمت لگائی گئی تھی۔ حضرت عثمان نے زرہ لے کر زرہ کی رقم حضرت علی کو دے دی، پھر ذرہ بھی واپس فرمادی۔ جب حضرت علی نے چارسو اسی درہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر کی رقم سے بازار سے شادی کے حوالہ سے حضرت فاطمہ کے لئے بعض اشیاء خرید فرمائیں۔ (عامہ کتب سیرۃ)

قزوینی کی روایت میں حضرت انس کہتے ہیں مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دنوں کے بعد بلایا اور فرمایا جاؤ ابوبکر الصدیق اور عمر ابن خطاب اور عثمان بن عفان اور عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد ابن وقاص وطلحہ اور زبیر اور چند دیگر

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ میں آپ کا نکاح علی سے کرنا چاہتا ہوں تو حضرت فاطمہ نے عرض کیا یارسول اللہ میرا نکاح ایک ایسے آدمی سے کرنا چاہتے ہیں جو نہایت فقیر ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کا امر فرمایا ہے۔سیدہ فاطمہ نے عرض کیا اگر اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تو میں راضی ہوں۔

اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا کہ مہر کا انتظام کرو۔ حضرت علی نے عرض کیا میرے پاس تو صرف ایک گھوڑا ہے اور دوسری زرہ ہے اور کچھ نہیں آپ نے فرمایا زرہ فروخت کر کے مہر کا انتظام کرو اور گھوڑا جہاد میں کام آئے گا۔ چنانچہ حضرت علی زرہ فروخت کرنے کے لئے روانہ ہوئے تو حضرت عثمان بن عفان سے ملاقات ہوگئی حضرت عثمان کو حضرت علی نے اپنی زرہ فروخت کر کے مہر کے انتظام کرنے کے سلسلہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنایا تو حضرت عثمان نے زرۃ خرید لی۔بعض روایات کے مطابق زرہ کی چارسو اسی درہم قیمت لگائی گئی تھی۔حضرت عثمان نے زرہ لے کر زرہ کی رقم حضرت علی کو دے دی، پھر زرہ بھی واپس فرما دی۔ جب حضرت علی نے چارسو اسی درہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر کی رقم سے بازار سے شادی کے حوالہ سے حضرت فاطمہ کے لئے بعض اشیاء خرید فرمائیں۔ (عامہ کتب سیرۃ)

قزوینی کی روایت میں حضرت انس کہتے ہیں مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دنوں کے بعد بلایا اور فرمایا جاؤ ابوبکر الصدیق اور عمر ابن خطاب اور عثمان بن عفان اور عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد ابن وقاص وطلحہ اور زبیر اور چند دیگر

صحابہ کرام انصار کو بلا کر لے آؤ۔ میں نے سب کو بلایا جب سب جمع ہو گئے اور اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے لیکن علی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کام میں جانے کی وجہ سے اس مجلس سے غائب تھے، پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے درج ذیل خطبہ پڑھا:

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الْمَحْمُوْدِ بِنِعْمَتِہٖ الْمَعْبُوْدِ بِقُدْرَتِہٖ الْمُطَاعِ بِسُلْطَانِہٖ الْمَرْھُوْبِ مِنْ عَذَابِہٖ وَسَطْوَتِہٖ النَّافِذِ اَمْرُہٗ فِیْ سَمَائِہٖ وَاَرْضِہٖ الَّذِیْ خَلَقَ الْخَلْقَ بِقُدْرَتِہٖ وَمَیَّزَھُمْ بِاَحْکَامِہٖ وَاَعَزَّھُمْ بِدِیْنِہٖ وَاَکْرَمَھُمْ بِنَبِیِّہٖ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اِسْمُہٗ وَعَظْمَتُہٗ جَعَلَ الْمُصَاھَرَۃَ سَبَبًا لَاحِقًا وَاَمْرًا مُفْتَرِضًا اَوْ شَجَ بِہِ الْاَرْحَامُ وَاَلْزَمَہٗ لِلْاَنَامِ فَقَالَ عَزَّوَجَلَّ وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ خلق من الماء الْمَاءَ بَشَرًا فَجَعَلَہٗ نَسَبًا وَ صِھْرًا وَکَانَ رَبُّکَ قَدِیْرًا. (فرقان : ۵۴) فَاَمْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی یَجْرِیْ اِلٰی قَضَائِہٖ وَ قَضَاءُہٗ یَجْرِیْ اِلٰی قَدَرِہٖ وَلِکُلِّ قَضَاءٍ قَدَرٌ وَلِکُلِّ قَدَرٍ اَجَلٌ وَلِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ وَعِنْدَہٗ اُمّ الْکِتَابِ.

ثُمَّ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَمَرَنِیْ اَنْ اُزَوِّجَ فَاطِمَۃَ بِنْتَ خَدِیْجَۃَ مِنْ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ فَاشْھَدُوْا اِنِّیْ قَدْ زَوَّجْتُہٗ عَلٰی اَرْبَعِمِاتِہٖ مِثْقَالِ فِضَّۃٍ اِنْ رَضِیَ بِذَالِکَ عَلِیّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٌ۔

(مرقاۃ باب مناقب علی)

● اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تازہ کھجور کا ایک طاس منگوایا وہ

طاس ہمارے درمیان رکھ دیا اور ارشاد فرمایا کھجوریں لوٹ لو۔ ہم نے کھجوریں لوٹنے کے انداز میں اُٹھائیں ابھی کھینچا تانی شروع تھی کہ حضرت علی بھی تشریف لے آئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے مواجہہ میں تبسم فرمایا اور فرمایا اے علی بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں نکاح کر دوں فاطمہ کا تیرے ساتھ چار سو مثقال چاندی پر اگر تو اس مہر پر راضی ہو، حضرت علی نے عرض کیا میں اس پر راضی ہوں یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

حضرت انس کہتے ہیں اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **جَمَعَ اللّٰہُ شَمْلَکُمَا وَاَسْعَدَ جِدَّکُمَا وَبَارَکَ عَلَیْکُمَا وَاَخْرَجَ مِنْکُمَا کَثِیْراً طَیِّباً**۔ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ تمہارے حال کو جمع فرمائے اور تمہاری محنت کو سعادت عطا فرمائے تم دونوں سے طیب اولاد کثرت سے پیدا فرمائے۔

حضرت علی فرمایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے طیب اور کثیر اولاد دونوں پیدا فرمائیں۔

خطبہ کا ترجمہ:

سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے جو اپنی نعمت کی وجہ سے حمد کیا جاتا ہے اپنی قدرت کے ساتھ معبود ہے اپنی سلطنت کے ساتھ مطاع ہے اس کے عذاب اور سطوت سے اُس سے خوف کیا جاتا ہے اس کی زمین اور آسمان میں اس کا امر نافذ ہے۔ جس نے خلق کو پیدا کیا اپنی قدرت سے اور انہیں امتیاز دیا اپنے احکام کے ساتھ اور ان کو عزت دی اپنے دین کے ساتھ اور ان پر کرم فرمایا اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، بے شک اللہ جس کا نام اور عظمت مبارک اور بلند ہے،

طاس ہمارے درمیان رکھ دیا اور ارشاد فرمایا کھجوریں لوٹ لو۔ ہم نے کھجوریں لوٹنے کے انداز میں اُٹھائیں ابھی کھینچا تانی شروع تھی کہ حضرت علی بھی تشریف لے آئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے مواجہہ میں تبسم فرمایا اور فرمایا اے علی بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں نکاح کر دوں فاطمہ کا تیرے ساتھ چار سو مثقال چاندی پر اگر تو اس مہر پر راضی ہو، حضرت علی نے عرض کیا میں اس پر راضی ہوں یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

حضرت انس کہتے ہیں اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جَمَعَ اللّٰہُ شَمْلَکُمَا وَاَسْعَدَ جِدَّکُمَا وَبَارَکَ عَلَیْکُمَا وَاَخْرَجَ مِنْکُمَا کَثِیْراً طَیِّباً۔ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ تمہارے حال کو جمع فرمائے اور تمہاری محنت کو سعادت عطا فرمائے تم دونوں سے طیب اولاد کثرت سے پیدا فرمائے۔

حضرت علی فرمایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے طیب اور کثیر اولاد دونوں پیدا فرمائیں۔

خطبہ کا ترجمہ:

سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے جو اپنی نعمت کی وجہ سے حمد کیا جاتا ہے اپنی قدرت کے ساتھ معبود ہے اپنی سلطنت کے ساتھ مطاع ہے اس کے عذاب اور سطوت سے اُس سے خوف کیا جاتا ہے اس کی زمین اور آسمان میں اس کا امر نافذ ہے۔ جس نے خلق کو پیدا کیا اپنی قدرت سے اور انہیں امتیاز دیا اپنے احکام کے ساتھ اور ان کو عزت دی اپنے دین کے ساتھ اور ان پر کرم فرمایا اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، بے شک اللہ جس کا نام اور عظمت مبارک اور بلند ہے،

نے مصاہرۃ کو لاحق ہونے کا سبب بنایا اور فرض ہونے والا امر بنایا اور رشتہ داروں اور ذوی الارحام کو باہم جوڑ دیا اور لوگوں کے لئے لازم کیا، پس اس نے فرمایا جو عزیز اور جلیل ہے اور وہی وہ ہے جس نے پانی سے بشر بنایا، پھر بشر کو نسب اور صہریۃ والا بنایا اور تیرا رب ہر چیز پر قادر ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا امر اس کی قضاء کی طرف جاری ہے اور قضاء اس کی تقدیر کی طرف جاری ہے اور ہر قضاء اور فیصلہ کے لئے تقدیر ہے اور تقدیر کے لئے ایک وقت ہے اور ہر وقت کے لئے ایک کتاب ہے محو فرماتا ہے جس چیز کا محو چاہتا ہے اور ثابت رکھتا ہے اور اسی کے پاس اصل کتاب ہے پھر بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا یہ کہ میں فاطمہ بنت خدیجہ کا نکاح علی بن ابی طالب کے ساتھ کر دوں پس تم گواہ ہو جاؤ بے شک میں نے علی سے نکاح کر دیا چاندی کے چار سو مثقال پر اگر علی بن ابی طالب اس پر راضی ہوا۔

ایجاب اور قبول کے مسائل

● نکاح کے مذکورہ طریقہ میں احتیاط یہ ہے کہ وکیل سے خود ایجاب کے الفاظ ادا کرائے گئے بعض مجالس میں دیکھا گیا ہے کہ دلہن کا وکیل نکاح خوان کو واپسی پر اطلاع دیتا ہے کہ اجازت مل گئی ہے، نکاح پڑھا دو۔ وکیل خاموش مجلس میں بیٹھ جاتا ہے یا اپنے کاموں میں مشغول ہو جاتا ہے اور مولوی صاحب ایجاب کراتے ہیں اور کہتے ہیں میں نے فلانہ بنت فلاں کا نکاح فلان ابن فلان کے ساتھ کر دیا ہے۔ اس طرح نکاح کرنے میں مولوی صاحب وکیل کا وکیل کہلائے

گا۔ چونکہ شرعاً مؤکلہ دلہن کی جانب سے وکیل کو وکیل کرنے کی اجات نہیں ہوتی اس لئے ابتداء میں یہ نکاح نافذ نہیں ہوگا، دوبارہ دلہن کی اجازت ضروری ہوگی۔ خود نکاح خواں فضولی کہلائے گا کیونکہ نکاح خواں کا وکیل ہونا معتبر نہیں ہے اور اصل وکیل ہے وہ خاموش ہے اس نے ایجاب نہیں کرایا لہٰذا فضولی کی جانب سے ایجاب کی وجہ سے دلہن کی دوبارہ اجازت پر نکاح موقوف ہوگا اجازت دینے سے پہلے دلہن نکاح کو رد بھی کرسکتی ہے۔ اس کی مثال عدالتوں کے وکیل ہیں کہ اگر کسی شخص نے عدالت میں دعویٰ لڑنے کے لئے غلام اسحاق خان کو وکیل بنایا اور غلام اسحاق خان خود کیس میں حاضر نہیں ہوتا کسی دوسرے کو بحث کرنے کے لئے وکیل بنا کر بھیجتا رہتا ہے تو مؤکل اس پر کبھی راضی نہیں ہوگا ایسی صورت میں فیصلہ کے حق کو مؤکل رد کرسکتا ہے کیونکہ بحث میں جس وکیل نے حصہ لیا وہ اصل مؤکل کا وکیل ہی نہیں تھا اسی طرح نکاح کی وکالت میں بھی وکیل کو بغیر اجازت وکیل بنانے کی اجازت نہیں ہے۔

- دلہن اپنے والد یا بھائی یا کسی صالح آدمی کو وکیل بناتی ہے تاکہ نکاح مبارک ہو اگر نکاح کسی دوسرے آدمی نے پڑھوا دیا تو دلہن اس پر کیسے راضی ہوسکتی ہے اور بے چاری دلہن کو اس کا علم بھی نہیں ہوتا اور مقرر کردہ وکیل اور مولوی جاہل ہوتے ہیں اس مسئلہ کا کسی کو علم نہیں ہوتا اس لئے ضروری ہے کہ خود وکیل ایجاب و قبول کرائے یا پھر دلہن سے مطلق اجازت لی جائے کہ آپ کا نکاح کوئی بھی وکیل پڑھادے یا وکیل صاحب کو دوسرا وکیل بنانے کی دلہن سے اجازت حاصل کرے۔ (فتاویٰ رضویہ)
- بعض علاقوں میں رواج ہے کہ دلہن سے نکاح پڑھا دینے کی اجازت

گا۔ چونکہ شرعاً مؤکلہ دلہن کی جانب سے وکیل کو وکیل کرنے کی اجات نہیں ہوتی اس لئے ابتداء میں یہ نکاح نافذ نہیں ہوگا، دوبارہ دلہن کی اجازت ضروری ہوگی۔ خود نکاح خواں فضولی کہلائے گا کیونکہ نکاح خواں کا وکیل ہونا معتبر نہیں ہے اور اصل وکیل ہے وہ خاموش ہے اس نے ایجاب نہیں کرایا لہٰذا فضولی کی جانب سے ایجاب کی وجہ سے دلہن کی دوبارہ اجازت پر نکاح موقوف ہوگا اجازت دینے سے پہلے دلہن نکاح کو رد بھی کر سکتی ہے۔ اس کی مثال عدالتوں کے وکیل ہیں کہ اگر کسی شخص نے عدالت میں دعویٰ لڑنے کے لئے غلام اسحاق خان کو وکیل بنایا اور غلام اسحاق خان خود کیس میں حاضر نہیں ہوتا کسی دوسرے کو بحث کرنے کے لئے وکیل بنا کر بھیجتا رہتا ہے تو مؤکل اس پر کبھی راضی نہیں ہوگا ایسی صورت میں فیصلہ کے حق کو مؤکل رد کر سکتا ہے کیونکہ بحث میں جس وکیل نے حصہ لیا وہ اصل مؤکل کا وکیل ہی نہیں تھا اسی طرح نکاح کی وکالت میں بھی وکیل کو بغیر اجازت وکیل بنانے کی اجازت نہیں ہے۔

● دلہن اپنے والد یا بھائی یا کسی صالح آدمی کو وکیل بناتی ہے تاکہ نکاح مبارک ہو اگر نکاح کسی دوسرے آدمی نے پڑھوا دیا تو دلہن اس پر کیسے راضی ہوسکتی ہے اور بے چاری دلہن کو اس کا علم بھی نہیں ہوتا اور مقرر کردہ وکیل اور مولوی جاہل ہوتے ہیں اس مسئلہ کا کسی کو علم نہیں ہوتا اس لئے ضروری ہے کہ خود وکیل ایجاب و قبول کرائے یا پھر دلہن سے مطلق اجازت لی جائے کہ آپ کا نکاح کوئی بھی وکیل پڑھا دے یا وکیل صاحب کو دوسرا وکیل بنانے کی دلہن سے اجازت حاصل کرے۔ (فتاویٰ رضویہ)

● بعض علاقوں میں رواج ہے کہ دلہن سے نکاح پڑھا دینے کی اجازت

لینے والے گواہ دلہن کے والد یا بڑے بھائی کے لئے وکالت کی اجازت لیتے ہیں جب کہ والد یا بھائی دلہن کے گھر نہیں جاتے نکاح کی مجلس میں موجود رہتے ہیں جس پر دلہن کہتی ہے میرے والد یا بڑا بھائی میرے نکاح کا مختار ہے۔ ایسی صورت میں والد کے لئے یا بھائی کے لئے جس کو دلہن نے وکالت اور اختیار دیا ہے۔ ضروری ہے کہ خود ایجاب وقبول کرائیں۔ اس صورت میں اجازت لینے کے لئے دلہن کے پاس جانے والوں میں کوئی بھی وکیل نہیں ہوگا بلکہ والد یا بھائی وکیل ہوگا جو بھی وکیل ہو خود ایجاب وقبول کرائے اگر دلہن نے والد یا بھائی کو مطلق اختیار دیا ہے تو ان کو وکالت مطلقہ کی طرح کسی دوسرے آدمی کو وکیل بنانے کا بھی اختیار ہوگا۔ بشرطیکہ مختار بنانے میں عرف ہو کہ مختار دوسرے کی وکالت میں بھی مختار ہوتا ہے ورنہ صرف والد یا بھائی جو بھی وکیل ہے نکاح میں ایجاب وقبول کرائے اگر مولوی نے ایجاب کرایا تو فضولی کا ایجاب ہوگا۔ اور دلہن کی دوبارہ اجازت پر نکاح موقوف ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ)

● بہتر یہ ہے کہ دلہن اپنے والد اور والد کے نہ ہونے کی صورت میں دادے کو وکیل بنائے کیونکہ بعض علماء کے نزدیک بالغہ لڑکی کا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر نہیں ہوتا جب والد یا دادا خود وکیل ہوگا تو ولی کی اجازت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوگا۔ ولی کی جانب سے اجازت اگرچہ کسی دوسرے کے وکیل ہونے میں بھی حاصل ہوسکتی ہے لیکن خود ولی وکیل ہو تو بہتر ہے۔ ہاں یہ ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ عاقلہ بالغہ لڑکی اپنے نکاح میں بااختیار ہوتی ہے کسی کو بھی وکیل بنا سکتی ہے بلکہ بالغہ لڑکی اپنے ہم پلہ اور کفو میں اور مہر میں بغیر غبن فاحش کے اگر والد یا دادا کی اجازت کے بغیر بھی کسی کو وکیل بنا کر نکاح کر لے تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔

- بالغہ لڑکی ہونے والے شوہر کو بھی اپنے نکاح کا وکیل بنا سکتی ہے مثلاً لڑکی ہونے والے شوہر کو کہتی ہے تم میرا نکاح اپنے ساتھ کرلو۔ بالغہ لڑکی براہ راست شوہر کو کہتی ہے یا لڑکی فون یا خط یا انٹرنیٹ یا موبائل فون یا فیکس وغیرہ یا کسی رسول اور پیغام رساں کے ذریعہ شوہر کو وکالت کا یہی پیغام بھیجتی ہے کہ تم میرا نکاح اپنے ساتھ کرا لو اور شوہر مجلس نکاح میں گواہوں کے سامنے یہ کہتا ہے کہ میں نے اپنی مؤکلہ فلانہ بنت فلاں کا نکاح اپنے ساتھ کرلیا ہے تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ شوہر کے لفظ ایجاب اور قبول دونوں پر مشتمل ہیں۔ کیونکہ شوہر دلہن کا وکیل ہے اور اپنے حق میں اصیل ہے۔ شوہر کا کہنا کہ میں نے فلانہ کے ساتھ نکاح کیا ایجاب اور قبول کے قائم مقام ہوگا اور نکاح منعقد ہو جائے گا۔
- نکاح کا وکیل جس طرح بالغ مرد ہو سکتا ہے اسی طرح بالغ عورت بھی وکیل بنائی جا سکتی ہے۔ عام طور پر سمجھا جاتا ہے نکاح کا وکیل صرف مرد ہی ہو سکتا ہے یہ غلط ہے۔ اسی طرح والد یا دادا کی موجودگی میں بھی دلہن کسی دوسرے کو وکیل بنا سکتی ہے۔
- عموماً دلہن کی جانب سے کسی کے وکیل بنانے پر دو گواہ بنائے جاتے ہیں لیکن یہ احتیاطاً ہوتے ہیں ورنہ وکالت پر گواہوں کا ہونا ضروری نہیں کیونکہ وکالت کے لئے گواہ شرط نہیں ہوتے جس طرح بیع وشراء اور دیگر عقودی معاملات میں بھی گواہ شرط نہیں ہوتے چونکہ نکاح کا مسئلہ نازک تھا اگر دلہن انکار کردے کہ میں نے اپنے نکاح کا فلاں کو وکیل نہیں بنایا تھا تو گواہ نہ ہونے کی صورت میں مشکلات پیدا ہو جائیں گی اور جب گواہ موجود ہوں گے تو دلہن کا انکار معتبر نہیں ہوگا۔ گواہوں کی گواہی سے وکالت ثابت ہو جائے گی۔ وکالت کے گواہوں کا یہی فائدہ ہے ورنہ گواہ شرط نہیں ہیں۔

● بالغہ لڑکی ہونے والے شوہر کو بھی اپنے نکاح کا وکیل بنا سکتی ہے مثلاً لڑکی ہونے والے شوہر کو کہتی ہے تم میرا نکاح اپنے ساتھ کر لو۔ بالغہ لڑکی براہ راست شوہر کو کہتی ہے یا لڑکی فون یا خط یا انٹرنیٹ یا موبائل فون یا فیکس وغیرہ یا کسی رسول اور پیغام رساں کے ذریعہ شوہر کو وکالت کا یہی پیغام بھیجتی ہے کہ تم میرا نکاح اپنے ساتھ کرا لو اور شوہر مجلس نکاح میں گواہوں کے سامنے یہ کہتا ہے کہ میں نے اپنی مؤکلہ فلانہ بنت فلاں کا نکاح اپنے ساتھ کر لیا ہے تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ شوہر کے لفظ ایجاب اور قبول دونوں پر مشتمل ہیں۔ کیونکہ شوہر دلہن کا وکیل ہے اور اپنے حق میں اصیل ہے۔ شوہر کا کہنا کہ میں نے فلانہ کے ساتھ نکاح کیا ایجاب اور قبول کے قائم مقام ہوگا اور نکاح منعقد ہو جائے گا۔

● نکاح کا وکیل جس طرح بالغ مرد ہو سکتا ہے اسی طرح بالغ عورت بھی وکیل بنائی جا سکتی ہے۔ عام طور پر سمجھا جاتا ہے نکاح کا وکیل صرف مرد ہی ہو سکتا ہے یہ غلط ہے۔ اسی طرح والد یا دادا کی موجودگی میں بھی دلہن کسی دوسرے کو وکیل بنا سکتی ہے۔

● عموماً دلہن کی جانب سے کسی کے وکیل بنانے پر دو گواہ بنائے جاتے ہیں لیکن یہ احتیاطاً ہوتے ہیں ورنہ وکالت پر گواہوں کا ہونا ضروری نہیں کیونکہ وکالت کے لئے گواہ شرط نہیں ہوتے جس طرح بیع وشراء اور دیگر عقودی معاملات میں بھی گواہ شرط نہیں ہوتے چونکہ نکاح کا مسئلہ نازک تھا اگر دلہن انکار کر دے کہ میں نے اپنے نکاح کا فلاں کو وکیل نہیں بنایا تھا تو گواہ نہ ہونے کی صورت میں مشکلات پیدا ہو جائیں گی اور جب گواہ موجود ہوں گے تو دلہن کا انکار معتبر نہیں ہوگا۔ گواہوں کی گواہی سے وکالت ثابت ہو جائے گی۔ وکالت کے گواہوں کا یہی فائدہ ہے ورنہ گواہ شرط نہیں ہیں۔

لڑکی اور لڑکے دونوں کی جانب سے وکیل کے ذریعہ ایجاب و قبول کرانے کا طریقہ:

● بعض دفعہ جس طرح دلہن کی طرف سے وکیل ایجاب وقبول کراتا ہے اس طرح دولہا کی طرف سے بھی وکیل ہوتا ہے۔ مجلس نکاح میں عاقدین دونوں دولہا اور دلہن کے وکیل ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں نکاح خوان دلہن کے وکیل ماذون سے کہلوائے کہ ”میں نے اپنی مؤکلہ فلانہ بنت فلاں کا نکاح بمعاوضہ مہر شرعی اتنا اتنا گواہوں کے سامنے اسی مجلس میں فلاں بن فلاں کے ساتھ کر دیا ہے۔ پھر دولہا کے وکیل سے کہلوائے کہ میں نے بوکالت فلاں ابن فلاں فلانہ بنت فلانہ کا نکاح اپنے مؤکل فلاں بن فلاں کیلئے بمعاوضہ مہر شرعی اسی مجلس میں گواہوں کے سامنے قبول کر لیا ہے۔ دلہن کے وکیل نے جو کہا وہ ایجاب ہے اور دولہا کے وکیل نے جو کیا وہ قبول ہے یہاں بھی احتیاطاً دوبارہ سوالیہ طریقہ سے دو دفعہ ایجاب وقبول کرا دیا جائے۔

● دولہا کا وکیل میں نے اپنے مؤکل فلاں بن فلاں کے لئے ”قبول کیا“ کے لفظ ضرور استعمال کرے، وکیل کا صرف اتنا کہنا کافی نہیں کہ میں نے قبول کیا بلکہ کہے میں نے فلاں بن فلاں کے لئے قبول کیا۔

● ایک شخص بھی فریقین کا وکیل بن سکتا ہے ایک وکیل عقد کی دونوں اطراف ایجاب وقبول کا متولی ہو سکتا ہے اور وکیل کا ایک لفظ ہی ایجاب اور قبول کو شامل ہو سکتا ہے۔ مثلاً زید کو زینب نے عمرو کے ساتھ اور عمرو نے زید کو زینب کے ساتھ نکاح پڑھانے کا وکیل بنایا اور زید مجلس عقد میں گواہوں کے حضور یہ کہے کہ

میں نے اپنی مؤکلہ فلانہ بنت فلاں کا نکاح بمعاوضہ مہر شرعی اتنا اتنا اپنے مؤکل فلاں ابن فلاں کے ساتھ کر دیا ہے تو نکاح منعقد ہو جائیگا۔ (درمختار باب الکفو)

● مذکورہ صورت میں صرف زید عاقد ہے ہمارے علماء نے فرمایا عاقد کے متعدد اقسام ہوتے ہیں اول ولی دوم اصیل، سوم وکیل چہارم فضولی۔ اس کی کئی مثالیں ہیں اول ولی نابالغ لڑکی کا ہو یا نابالغ لڑکے کا صغیر اور صغیرہ کے نکاح میں دونوں کی جانب سے ایجاب وقبول کرا سکتا ہے مثلاً ولی کہتا ہے میں نے اپنے بیٹے کا نکاح اپنے بھائی کی بیٹی سے کر دیا نکاح منعقد ہو جائے گا۔ یہاں بھی دونوں کی طرف سے ایک ولی عاقد ہے، دوم دونوں طرف سے وکیل عاقد ہو اس کی مثال گزر چکی ہے، سوم ایک جانب سے عاقد اصیل ہو اور دسرے جانب سے وکیل ہو جس طرح لڑکی لڑکے کو کہتی ہے میرا نکاح اپنے ساتھ کر لو لڑکا کہتا ہے میں نے اپنی مؤکلہ سے نکاح کر لیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ یہاں بھی ایک عاقد ہے۔ لڑکی کی طرف سے وکیل ہے اور اپنی طرف سے اصیل ہے۔ چہارم ایک طرف سے عاقد اصیل ہو اور دوسری طرف سے ولی جیسے کسی شخص کی چچازاد بہن صغیرہ ہو اور اس کا ولی اقرب کوئی دوسرا نہ ہو تو چچازاد بھائی کہتا ہے میں نے فلانہ چچازاد بہن سے نکاح کر لیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا لیکن لڑکی کو خیار بلوغ حاصل ہوگا یہاں لڑکا اپنی طرف سے اصیل ہے اور لڑکی کی جانب سے ولی ہے۔ پنجم ایک جانب سے عاقد ولی ہو اور دوسری جانب سے وکیل ہو جیسے کوئی شخص کہے میں نے اپنی بیٹی کا نکاح اپنے مؤکل سے کر دیا۔ ان سب صورتوں میں عاقد ایک ہے اگر گواہوں کی موجودگی میں نکاح کرے تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔

● اگر کوئی آدمی فضولی ہو، لڑکے یا لڑکی کی جانب سے نہ وکیل ہو نہ ولی ہو

میں نے اپنی مؤکلہ فلانہ بنت فلاں کا نکاح بمعاوضہ مہر شرعی اتنا اتنا اپنے مؤکل فلاں ابن فلاں کے ساتھ کر دیا ہے تو نکاح منعقد ہو جائیگا۔ (درمختار باب الکفو)

● مذکورہ صورت میں صرف زید عاقد ہے ہمارے علماء نے فرمایا عاقد کے متعدد اقسام ہوتے ہیں اول ولی دوم اصیل، سوم وکیل چہارم فضولی۔ اس کی کئی مثالیں ہیں اول ولی نابالغ لڑکی کا ہو یا نابالغ لڑکے کا صغیر اور صغیرہ کے نکاح میں دونوں کی جانب سے ایجاب وقبول کرا سکتا ہے مثلاً ولی کہتا ہے میں نے اپنے بیٹے کا نکاح اپنے بھائی کی بیٹی سے کر دیا نکاح منعقد ہو جائے گا۔ یہاں بھی دونوں کی طرف سے ایک ولی عاقد ہے، دوم دونوں طرف سے وکیل عاقد ہو اس کی مثال گزر چکی ہے، سوم ایک جانب سے عاقد اصیل ہو اور دسرے جانب سے وکیل ہو جس طرح لڑکی لڑکے کو کہتی ہے میرا نکاح اپنے ساتھ کر لو لڑکا کہتا ہے میں نے اپنی مؤکلہ سے نکاح کر لیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ یہاں بھی ایک عاقد ہے۔ لڑکی کی طرف سے وکیل ہے اور اپنی طرف سے اصیل ہے۔ چہارم ایک طرف سے عاقد اصیل ہو اور دوسری طرف سے ولی جیسے کسی شخص کی چچازاد بہن صغیرہ ہو اور اس کا ولی اقرب کوئی دوسرا نہ ہو تو چچازاد بھائی کہتا ہے میں نے فلانہ چچازاد بہن سے نکاح کر لیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا لیکن لڑکی کو خیار بلوغ حاصل ہوگا یہاں لڑکا اپنی طرف سے اصیل ہے اور لڑکی کی جانب سے ولی ہے۔ پنجم ایک جانب سے عاقد ولی ہو اور دوسری جانب سے وکیل ہو جیسے کوئی شخص کہے میں نے اپنی بیٹی کا نکاح اپنے مؤکل سے کر دیا۔ ان سب صورتوں میں عاقد ایک ہے اگر گواہوں کی موجودگی میں نکاح کرے تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔

● اگر کوئی آدمی فضولی ہو، لڑکے یا لڑکی کی جانب سے نہ وکیل ہو نہ ولی ہو

اپنے آپ کسی لڑکے کا نکاح کسی لڑکی سے گواہوں کے سامنے کر دے تو یہ نکاح باطل ہوگا کیونکہ فضولی اگر دونوں طرف سے فضولی ہو یا ایک طرف سے فضولی اور دوسری طرف سے ولی یا وکیل ہو ایک لفظ کے ساتھ کی دونوں طرفوں کے ایجاب و قبول کا متولی نہیں ہو سکتا اگر نکاح کے دو فضولی ہوں ایک لڑکے کی طرف سے ایجاب کرے اور دوسرا لڑکی کی طرف سے قبول کرے یا ایک جانب لڑکی یا لڑکے کی طرف سے کوئی شخص وکیل ہو یا ولی ہو یا اصیل ہو کہ خود لڑکا یا لڑکی ایجاب کرے اور دوسری جانب سے فضولی ہو اور قبول کرے تو نکاح منعقد ہو جائے گا لیکن نافذ نہیں ہوگا، فضولی نے جس کی طرف سے قبول کیا اس کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ فضولی کی جانب سے نکاح کی خبر جب لڑکی یا لڑکے کو پہنچی اور اس نے نکاح کو جائز رکھا تو نکاح نافذ ہو جائے گا۔

● چونکہ نکاح میں عاقدین مختلف قسم کے لوگ ہوتے ہیں کبھی عاقد اصیل ہوتا ہے کبھی ولی اور کبھی وکیل اور کبھی فضولی، اس لئے ہر عاقد کو ایجاب اور قبول کے ایسے الفاظ بولنے اور ادا کرنے چاہیں جن سے مطلوبہ متعینہ لوگوں کا نکاح ہو جائے مثلاً لڑکی کے والد سے کسی نے اپنے لڑکے کے لئے رشتہ طلب کیا اور کہا مجھے لڑکی کا نکاح کر کے دے دو، لڑکی والے نے کہا میں نے تجھے اپنی فلانہ لڑکی کا نکاح کر دیا، لڑکے والے نے کہا میں نے قبول کر لیا تو موصوف کے لڑکے کا نکاح نہیں ہوگا بلکہ لڑکے کے والد کا نکاح ہو جائے گا۔ لڑکی والے وکیل یا ولی کو کہنا چاہئے تھا میں نے اپنی لڑکی یا مؤکلہ کا آپ کے فلان لڑکے کے ساتھ نکاح کر دیا، لڑکے والے کو کہنا چاہئے تھا میں نے اپنے فلاں لڑکے کے لئے نکاح قبول کیا تو اس صورت میں مطلوبہ لڑکی اور لڑکے کا نکاح ہو جاتا ہے۔

● اس بات کا یاد رکھنا ضروری ہے کہ نکاح کے انعقاد کے لئے عاقدین کے علاوہ صرف دو گواہوں کا ہونا ضروری ہوتا ہے مولوی صاحب اور خطبہ اور فارم اور لوگوں کا اژدہام ضروری نہیں، اگر کسی ایک مجلس میں آمنے سامنے لڑکی نے لڑکے سے کہا یا لڑکے نے لڑکی سے کہا کہ میں نے آپ سے نکاح کیا دوسرے نے کہا میں نے قبول کیا اور وہاں لڑکی اور لڑکے کے علاوہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں موجود تھیں نکاح منعقد اور نافذ ہو جائے گا۔ بلکہ اگر لڑکی لڑکے کو کہتی ہے تم اپنے ساتھ میرا نکاح بوقت ضرورت کر لینا اور لڑکی غائب ہے لڑکا دو دوستوں کے سامنے کہتا ہے میں نے فلانہ بنت فلاں لڑکی کا اپنے ساتھ نکاح کر لیا ہے تو نکاح ہو گیا۔ کیونکہ لڑکا اپنی طرف سے اصیل ہے اور لڑکی کی طرف سے وکیل ہے اسی طرح اس کے برعکس مثلاً لڑکی کو لڑکا وکیل بناتا ہے کہ میرا اپنے ساتھ نکاح کر لو تو لڑکی دو گواہوں کی موجودگی میں یا اپنے گھر اپنے دو بھائیوں یا ایک بھائی اور دو بہنوں یا والد اور دو بہنوں یا والد اور ایک بھائی کے سامنے کہتی ہے میں نے فلاں لڑکے سے نکاح کیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ مذکورہ دونوں صورتوں میں مجلس نکاح میں صرف تین آدمی ہیں۔ لہٰذا بوقت ضرورت صرف چار آدمی لڑکی اور لڑکا اور دو گواہ یا تین آدمی دو گواہ اور لڑکی یا لڑکا کی موجودگی میں نکاح ہو سکتا ہے بشرطیکہ لڑکی کا لڑکا کفو ہو اور مہر میں غبن فاحش نہ ہو اور لڑکی بالغہ ہو، نکاح میں کم افراد کی ضرورت حلالہ شرعی میں بھی ہوتی ہے کیونکہ فریقین چاہتے ہیں کہ اس بات کا علم کم سے کم افراد کو ہو تو درج بالا طریقے سے افراد کم ہو سکتے ہیں اور زوجین سے کسی ایک کے کفر کے بعد تجدید نکاح کے وقت بھی کم افراد کا ہونا مناسب ہوتا ہے تاکہ تجدید نکاح کا علم کم سے کم لوگوں کو ہو۔ نیز بعض دولت مند یا ضرورتمند

● اس بات کا یاد رکھنا ضروری ہے کہ نکاح کے انعقاد کے لئے عاقدین کے
علاوہ صرف دو گواہوں کا ہونا ضروری ہوتا ہے مولوی صاحب اور خطبہ اور فارم اور
لوگوں کا اژدہام ضروری نہیں، اگر کسی ایک مجلس میں آمنے سامنے لڑکی نے لڑکے
سے کہا یا لڑکے نے لڑکی سے کہا کہ میں نے آپ سے نکاح کیا دوسرے نے کہا
میں نے قبول کیا اور وہاں لڑکی اور لڑکے کے علاوہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں
موجود تھیں نکاح منعقد اور نافذ ہو جائے گا۔ بلکہ اگر لڑکی لڑکے کو کہتی ہے تم اپنے
ساتھ میرا نکاح بوقت ضرورت کر لینا اور لڑکی غائب ہے لڑکا دو دوستوں کے
سامنے کہتا ہے میں نے فلانہ بنت فلاں لڑکی کا اپنے ساتھ نکاح کر لیا ہے تو نکاح
ہو گیا۔ کیونکہ لڑکا اپنی طرف سے اصیل ہے اور لڑکی کی طرف سے وکیل ہے اسی
طرح اس کیے برعکس مثلاً لڑکی کو لڑکا وکیل بناتا ہے کہ میرا اپنے ساتھ نکاح کر لو تو
لڑکی دو گواہوں کی موجودگی میں یا اپنے گھر اپنے دو بھائیوں یا ایک بھائی اور دو
بہنوں یا والد اور دو بہنوں یا والد اور ایک بھائی کے سامنے کہتی ہے میں نے فلاں
لڑکے سے نکاح کیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ مذکورہ دونوں صورتوں میں مجلس
نکاح میں صرف تین آدمی ہیں۔ لہٰذا بوقت ضرورت صرف چار آدمی لڑکی اور لڑکا
اور دو گواہ یا تین آدمی دو گواہ اور لڑکی یا لڑکا کی موجودگی میں نکاح ہو سکتا ہے
بشرطیکہ لڑکی کا لڑکا کفو ہو اور مہر میں غبن فاحش نہ ہو اور لڑکی بالغہ ہو، نکاح میں کم
افراد کی ضرورت حلالہ شرعی میں بھی ہوتی ہے کیونکہ فریقین چاہتے ہیں کہ اس بات
کا علم کم سے کم افراد کو ہو تو درج بالا طریقے سے افراد کم ہو سکتے ہیں اور زوجین
سے کسی ایک کے کفر کے بعد تجدید نکاح کے وقت بھی کم افراد کا ہونا مناسب ہوتا
ہے تا کہ تجدید نکاح کا علم کم سے کم لوگوں کو ہو۔ نیز بعض دولت مند یا ضرورتمند

لوگ ایک بیوی کے ہوتے ہوئے دوسری بیوی کرنا چاہتے ہیں لیکن دوسرے نکاح
کو چھپا کر رکھنا چاہتے ہیں یا پھر دولتمند اور افسران اپنے گھروں میں کام کرنے
والی لڑکیوں یا دفتروں میں ماتحت کام کرنے والی لڑکیوں سے زنا جیسے عظیم گناہ کے
مرتکب ہوتے رہتے ہیں اگر زنا سے بچنے کے لئے مطلوبہ خاتون سے شرعی نکاح
کر لیں، دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول ہو جائے تو نکاح ہو جائے گا،
ازدواجی عمل زنا اور گناہ نہیں ہوگا۔

● صغیرۃ کے باپ نے دوسرے آدمی کو حکم دیا کہ میری بیٹی کا نکاح فلان
آدمی کے ساتھ کر دو، دوسرے آدمی نے صغیرہ کے باپ کی موجودگی میں ایک مرد
کے ہوتے ہوئے یا دو عورتوں کے ہوتے ہوئے لڑکے کے ساتھ بچی کا نکاح کر دیا
تو نکاح ہو جائے گا کیونکہ جب آمر موجود ہو تو آمر ہی عاقد ہوتا ہے اور مامور گواہ
بن جاتا ہے لہٰذا ایک گواہ مامور ہے اور دوسرا گواہ مرد یا دو عورتیں ہوں گی اسی طرح
بالغہ لڑکی کا نکاح باپ نے اپنی لڑکی کی موجودگی میں کر دیا صرف ایک گواہ موجود تھا
تو نکاح ہو جائے گا کیونکہ عاقدہ خود لڑکی ہوگی اور باپ اور دوسرا مرد گواہ ہوں گے
لہٰذا نکاح منعقد ہو جائے گا۔ کیونکہ مؤکلہ کی موجودگی میں وکیل نکاح کرائے تو
عاقد خود مؤکلہ ہوتی ہے اور وکیل گواہ ہو جاتا ہے۔

عام طور پر بڑے لوگ یورپی ممالک جاتے ہیں اور غیر مسلم کتابی لڑکوں
کے ساتھ عیاشی اور زنا کرتے ہیں اگر مذکورہ طریقہ سے اہل کتاب لڑکیوں سے یا
مسلمان لڑکیوں سے نکاح کر لیں تو ان کا عمل زنا نہیں ہوگا بلکہ جائز ہو جائے گا اور
یہ نکاح شرعی ہو جائے گا۔ لیکن مذکورۃ طریقہ سے نکاح کرتے وقت مہر اور بیوی
کے نفقات واجبہ کا ضرور خیال رکھا جائے۔

- اگر نکاح کے ایجاب وقبول کے وقت کسی مدت کا مشروط ہونا مذکور ہو مثلاً یہ کہنا ایک یا دو دن کے لئے یا ایک ماہ کے لئے نکاح کرتا ہوں اور بیوی کہے میں قبول کرتی ہوں اگر گواہ موجود ہوں تو نکاح مؤقت ہوگا اور گواہ نہ ہوں تو نکاح متعہ ہوگا۔ اور نکاح موقت یا نکاح متعہ اہل سنت کے نزدیک یہ دونوں نکاح باطل ہیں اس لئے ایجاب اور قبول کے الفاظ میں وقت کا بطور شرط ذکر نہ ہوا اور مدت کی شرط نہ ہوئی تو شرعی نکاح ہو جائے گا۔ ایک ماہ کے بعد یا کسی بھی وقت طلاق دے دی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا، ہاں مذکورہ شرعی نکاح میں طلاق کی صورت میں مدخولہ کو عدت گزارنا فرض ہوگا اور شوہر پر عدت کا نفقہ لازم ہوگا۔
- اس بات کو بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ نکاح اور طلاق مزاح اور خطاء اور نسیان میں بھی نافذ اور واقع ہو جاتے ہیں مثلاً لڑکوں کے جھرمٹ میں لڑکا ہنسی مزاح میں لڑکی سے کہتا ہے میں نے آپ سے نکاح کیا اور لڑکی کہتی ہے میں نے قبول کیا نکاح ہو جائے گا اس قسم کے مزاح کالجوں اور یونیورسٹیوں میں عام ہوتے رہتے ہیں۔ اسی طرح اگر کسی ڈرامہ میں کسی فنکار نے کہا اے فلانہ میں نے تم سے نکاح کیا فنکارہ نے کہا میں نے قبول کیا تو نکاح ہو گیا۔ یہی حال طلاق کا ہے۔
- پاکستانی فنکارہ کو ایک ڈرامہ میں شوہر نے طلاق دے دی تھی تو علماء نے فتویٰ دیا تھا طلاق ہو گئی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دین کے اہم امور طلاق اور نکاح جیسے معاملات کو استہزاء سے بچانے کیلئے ارشاد فرمایا: ''تین چیزوں کا سچ بھی سچ ہے اور مزاح بھی سچ ہے نکاح اور طلاق اور رجوع کرنا۔ نکاح اور طلاق اور طلاق سے رجوع کے الفاظ میں نیت ہو یا نہ ہو قصداً ہوں یا خطاً ہوں صدقاً ہوں یا ہزلاً، جبراً ہوں یا اختیاراً سب صورتوں میں نکاح اور طلاق اور رجوع

● اگر نکاح کے ایجاب وقبول کے وقت کسی مدت کا مشروط ہونا مذکور ہو مثلاً یہ کہنا ایک یا دو دن کے لئے یا ایک ماہ کے لئے نکاح کرتا ہوں اور بیوی کہے میں قبول کرتی ہوں اگر گواہ موجود ہوں تو نکاح مؤقت ہوگا اور گواہ نہ ہوں تو نکاح متعہ ہوگا۔ اور نکاح موقت یا نکاح متعہ اہل سنت کے نزدیک یہ دونوں نکاح باطل ہیں اس لئے ایجاب اور قبول کے الفاظ میں وقت کا بطور شرط ذکر نہ ہوا اور مدت کی شرط نہ ہوئی تو شرعی نکاح ہو جائے گا۔ ایک ماہ کے بعد یا کسی بھی وقت طلاق دے دی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا، ہاں مذکورہ شرعی نکاح میں طلاق کی صورت میں مدخولہ کو عدت گزارنا فرض ہوگا اور شوہر پر عدت کا نفقہ لازم ہوگا۔

● اس بات کو بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ نکاح اور طلاق مزاح اور خطاء اور نسیان میں بھی نافذ اور واقع ہو جاتے ہیں مثلاً لڑکوں کے جھرمٹ میں لڑکا ہنسی مزاح میں لڑکی سے کہتا ہے میں نے آپ سے نکاح کیا اور لڑکی کہتی ہے میں نے قبول کیا نکاح ہو جائے گا اس قسم کے مزاح کالجوں اور یونیورسٹیوں میں عام ہوتے رہتے ہیں۔ اسی طرح اگر کسی ڈرامہ میں کسی فنکار نے کہا اے فلانہ میں نے تم سے نکاح کیا فنکارہ نے کہا میں نے قبول کیا تو نکاح ہو گیا۔ یہی حال طلاق کا ہے۔

● پاکستانی فنکارہ کو ایک ڈرامہ میں شوہر نے طلاق دے دی تھی تو علماء نے فتویٰ دیا تھا طلاق ہوگئی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دین کے اہم امور طلاق اور نکاح جیسے معاملات کو استہزاء سے بچانے کیلئے ارشاد فرمایا: ''تین چیزوں کا سچ بھی سچ ہے اور مزاح بھی سچ ہے نکاح اور طلاق اور رجوع کرنا۔ نکاح اور طلاق اور طلاق سے رجوع کے الفاظ میں نیت ہو یا نہ ہو قصداً ہوں یا خطأً ہوں صدقاً ہوں یا ہزلاً، جبراً ہوں یا اختیاراً سب صورتوں میں نکاح اور طلاق اور رجوع

واقع ہو جاتا ہے۔''

طلاق کے واقعات میں اکثر طلاق دینے والے کہتے ہیں ہماری نیت طلاق دینے کی نہیں تھی ہم ایک دوسرے سے مزاح کر رہے تھے یا جبر اور بندوق کی نوک پر طلاق حاصل کی گئی یا غصہ میں طلاق دے دی ان سب صورتوں میں طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

● یہ بھی یاد رکھیں کہ نکاح میں اکراہ اور جبر سے ایجاب وقبول کرانے سے بھی نکاح ہو جاتا ہے اگر لڑکی یا لڑکے کو جبراً کہلوایا جائے کہ میں نے نکاح کیا یا میں نے قبول کیا اور گواہ موجود ہوں نکاح ہو جائے گا۔ اسی طرح طلاق بھی جبر سے ہو جاتی ہے۔ عام لوگ جبر اور اکراہ کے نکاح اور طلاق کو تسلیم نہیں کرتے حالانکہ جبر سے نکاح اور طلاق واقع ہو جاتے ہیں۔ ہاں اگر جبر سے طلاق لکھوائی جائے یا طلاق نامہ پر دستخط کرائے جائیں اور زبان سے طلاق نہ کہلوائی جائے تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (شامی)

زفاف/رخصتی کے ساتھ تفریح کی شرعی حیثیت

زفاف عورتوں کے اجتماع کے ساتھ دلہن کا والدین کے گھر سے والدین سے رخصت لے کر دولہا کے گھر کے لئے عورتوں کے اجتماع میں روانہ ہونا زفاف اور رخصتی کہلاتا ہے۔ جس کو موجودہ دور میں دلہن کی بارات بھی کہتے ہیں۔ دلہن کو عورتوں کے اجتماع اور بارات کے ساتھ دولہا کے گھر بھیجنا مستحب ہے۔ آج کل دلہن کی رخصتی کی دو صورتیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ دلہن کے گھر سے دولہا کی گھر کی طرف روانگی اور دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ شادی ہال یا ہوٹل سے دولہا کے گھر

کی طرف روانگی ماضی بعید میں ایسا ہی ہوتا تھا کہ دلہن والے دلہن کو دولہا کے گھر بھیج دیتے تھے لیکن آج کل دولہا والے دلہن کو لینے جاتے ہیں۔ دولہا کا اپنے عزیز واقارب اور مدعوئین دوستوں کے ساتھ دلہن کو لینے کے لئے شادی ہال یا دلہن کے گھر آنے کو بارات کہا جاتا ہے۔ بارات کے ساتھ عموماً لہو ولعب ہر دور کی مناسبت سے چلا آ رہا ہے اور یہ شرائط کے ساتھ جائز ہے ایک شرط یہ ہے کہ بارات میں خلاف شریعت کوئی کام نہ ہو۔ بارات میں خواتین کا بآواز گانا اور بارات میں اجنبی مردوں کے ساتھ خواتین کا بلاحجاب اختلاط اور افراط کے ساتھ موسیقی اور ڈھول باجے عورتوں اور مردوں کے اختلاط کے ساتھ اسٹیج شو اور عورتوں کا رقص سب امور خلافِ شریعت ہیں۔ موجودہ دور میں شہروں میں جو کچھ باراتوں میں ہو رہا ہے تقریباً سب ناجائز ہے الا ماشاء اللہ لیکن دیہاتوں میں اہل شرع لوگوں کی باراتوں میں خلاف شرع کوئی عمل نہیں ہوتا صرف عورتوں کے اجتماع میں دلہن کو دولہا کے گھر روانہ کر دیا جاتا ہے اور عورتوں کا اجتماعی صورت میں دلہن کو دولہا کے گھر چھوڑ آنا یا لینے جانا جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔

حدیث: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ زَفَفْنَا امْرَءَ ةً اِلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَا یَکُوْنُ مَعَھُمْ لَھْوٌ فَاِنَّ الْاَنْصَارَ یُعْجِبُھُمُ اللَّھْوُ۔ (بخاری شریف)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں ہم نے انصار میں سے ایک مرد کی طرف ایک عورت کو رخصت کیا پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ان انصار کے ساتھ لہو نہیں تھا کیونکہ انصار کو لہو پسند ہے۔

کی طرف روانگی ماضی بعید میں ایسا ہی ہوتا تھا کہ دلہن والے دلہن کو دولہا کے گھر بھیج دیتے تھے لیکن آج کل دولہا والے دلہن کو لینے جاتے ہیں۔ دولہا کا اپنے عزیز واقارب اور مدعوئین دوستوں کے ساتھ دلہن کو لینے کے لئے شادی ہال یا دلہن کے گھر آنے کو بارات کہا جاتا ہے۔ بارات کے ساتھ عموماً لہو ولعب ہر دور کی مناسبت سے چلا آ رہا ہے اور یہ شرائط کے ساتھ جائز ہے ایک شرط یہ ہے کہ بارات میں خلاف شریعت کوئی کام نہ ہو۔ بارات میں خواتین کا بآواز گانا اور بارات میں اجنبی مردوں کے ساتھ خواتین کا بلاحجاب اختلاط اور افراط کے ساتھ موسیقی اور ڈھول باجے عورتوں اور مردوں کے اختلاط کے ساتھ اسٹیج شو اور عورتوں کا رقص سب امور خلافِ شریعت ہیں۔ موجودہ دور میں شہروں میں جو کچھ باراتوں میں ہو رہا ہے تقریباً سب ناجائز ہے الا ماشاء اللہ لیکن دیہاتوں میں اہل شرع لوگوں کی باراتوں میں خلاف شرع کوئی عمل نہیں ہوتا صرف عورتوں کے اجتماع میں دلہن کو دولہا کے گھر روانہ کر دیا جاتا ہے اور عورتوں کا اجتماعی صورت میں دلہن کو دولہا کے گھر چھوڑ آنا یا لینے جانا جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔

حدیث: **عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ زَفَفْنَا امْرَءَةً اِلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَا یَکُوْنُ مَعَھُمْ لَھْوٌ فَاِنَّ الْاَنْصَارَ یُعْجِبُھُمُ اللَّھْوُ۔** (بخاری شریف)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں ہم نے انصار میں سے ایک مرد کی طرف ایک عورت کو رخصت کیا پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ان انصار کے ساتھ لہو نہیں تھا کیونکہ انصار کو لہو پسند ہے۔

معلوم ہوا شادی کے موقع پر لہو جائز ہے۔

- حدیث: ترمذی شریف میں ہے:

فَصْلُ مَا بَیْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الدُّفُّ وَالصَّوْتُ فِی النِّکَاحِ۔

حلال اور حرام کے درمیان فرق دف اور آواز ہے۔ (رواہ عن محمد بن حاطب الجمحی)

- حدیث ترمذی شریف میں ہے:

اَعْلِنُوْا ھٰذَا النِّکَاحَ وَاجْعَلُوْہُ فِی الْمَسَاجِدِ وَاضْرِبُوْا عَلَیْہِ بِالدُّفُوْفِ

اس نکاح کا اعلان کرو اور نکاح مساجد میں کرو اور نکاح پر دف بجاؤ۔

- حدیث:

عَنِ الرُّبَیِّعِ بِنْتِ مَعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاء قَالَتْ جَاءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِیْنَ بُنِیَ عَلَیَّ فَجَلَسَ عَلٰی فِرَاشِیْ کَمَجْلِسِکَ مِنِّیْ فَجَعَلَتْ جُوَیْرَاتٌ لَنَا یَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَیَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَائِیْ یَوْمَ بَدْرٍ اِذْ قَالَتْ اِحْدَاھُنَّ "وَفِیْنَا نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ" فَقَالَ دَعِیْ ھٰذِہٖ وَقُوْلِیْ بِالَّذِیْ کُنْتِ تَقُوْلِیْنَ۔ (رواہ البخاری)

یعنی حضرت ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے کمرہ میں داخل ہوئے جب میری رخصتی ہو رہی تھی اور میرے بستر پر اس طرح تشریف فرما ہوئے جس طرح تو میرے سامنے بیٹھا ہوا ہے اور جویرات (لڑکیاں) دف بجا رہی تھیں

اور بدر کے دن میرے آباء سے شہید ہونے والے لوگوں پر ندبۃ اور افسوس کا اظہار کر رہی تھیں ان میں سے ایک نے کہا ہمارے درمیان وہ نبی ہیں جو کل میں ہونے والی ہر چیز کو جانتے ہیں آپ نے فرمایا اس کو ترک کر دے اور وہی کہتی رہو جو پہلے کہہ رہی تھی۔ (بخاری)

● حدیث:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَنْكَحَتْ عَائِشَةُ ذَاتَ قَرَابَةٍ لَهَا مِنَ الْاَنْصَارِ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَهْدَيْتُمُ الْفَتَاةَ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَرْسَلْتُمْ مَعَهَا مَنْ تُغَنِّيْ؟ قَالَتْ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَنْصَارَ قَوْمٌ فِيْهِمْ غَزَلٌ فَلَوْ بَعَثْتُمْ مَعَهَا مَنْ يَّقُوْلُ۔ اَتَيْنَاكُمْ اَتَيْنَاكُمْ فَحَيَّانَا وَحَيَّاكُمْ۔ (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ نے اپنی قرابت دار لڑکی کا کسی انصاری سے نکاح کیا پس حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے فرمایا کیا لڑکی کو تم نے رخصت کر دیا لوگوں نے کہا جی ہاں آپ نے پوچھا کیا تم نے لڑکی کے ساتھ غناء کرنے والا بھیجا۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا نہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک انصار ایسی قوم ہے جس میں غنا اور گانے کی طرف میل ہے (گانے پسند کرتے ہیں) پس اگر تم اس لڑکی کے ساتھ ایسا شخص بھیجتے جو کہتا "ہم تمہارے پاس آئے ہیں ہم تمہارے پاس آئے ہیں پس ہمیں مبارک ہو اور تمہیں مبارک ہو۔")

اور بدر کے دن میرے آباء سے شہید ہونے والے لوگوں پر ندبۃ اور افسوس کا اظہار کر رہی تھیں ان میں سے ایک نے کہا ہمارے درمیان وہ نبی ہیں جو کل میں ہونے والی ہر چیز کو جانتے ہیں آپ نے فرمایا اس کو ترک کر دے اور وہی کہتی رہو جو پہلے کہہ رہی تھی۔ (بخاری)

● حدیث:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَنْكَحَتْ عَائِشَةُ ذَاتَ قَرَابَةٍ لَهَا مِنَ الْاَنْصَارِ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَهْدَيْتُمُ الْفَتَاةَ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَرْسَلْتُمْ مَعَهَا مَنْ تُغَنِّيْ؟ قَالَتْ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَنْصَارَ قَوْمٌ فِيْهِمْ غَزَلٌ فَلَوْ بَعَثْتُمْ مَعَهَا مَنْ يَّقُوْلُ ۔اَتَيْنَاكُمْ اَتَيْنَاكُمْ فَحَيَّانَا وَحَيَّاكُمْ ۔
(ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ نے اپنی قرابت دار لڑکی کا کسی انصاری سے نکاح کیا پس حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے فرمایا کیا لڑکی کو تم نے رخصت کر دیا لوگوں نے کہا جی ہاں آپ نے پوچھا کیا تم نے لڑکی کے ساتھ غناء کرنے والا بھیجا۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا نہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک انصار ایسی قوم ہے جس میں غنا اور گانے کی طرف میل ہے (گانے پسند کرتے ہیں) پس اگر تم اس لڑکی کے ساتھ ایسا شخص بھیجتے جو کہتا ”ہم تمہارے پاس آئے ہیں ہم تمہارے پاس آئے ہیں پس ہمیں مبارک ہو اور تمہیں مبارک ہو۔“)

تو اچھا ہوتا۔

اس شعر اَتَيْنَاكُمْ اَتَيْنَاكُمْ .فَحَيَّانَا وَ حَيَّاكُمْ کا آخری حصہ یہ ہے:
وَلَوْ لَا الْحِنْطَةُ السَّمْرَاءُ لَمْ تُسْمِنْ عَذْرَاكُمْ ۔یعنی اگر سرخ گندم نہ ہوتی تو تمہاری باکرہ لڑکیاں فربہ اور موٹی نہ ہوتیں۔

اس حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گانے والے مرد یا گانے والی عورت کے لئے اشعار کا بھی انتخاب فرمایا اور دلہن کے ساتھ گانے والے آدمی کو بھیجنے کی ترغیب فرمائی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا فربہی گندم کی روٹی کھانے سے ہوتی ہے۔ اس لئے آج کل ڈاکٹر فربہ لوگوں کو روٹی کے ترک کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔

● حدیث:

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى قُرْظَةَ بْنِ كَعْبٍ وَاَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيْ فِيْ عُرْسٍ وَ اِذًا جَوَارٍ يُغَنِّيْنَ فَقُلْتُ اَيْ صَاحِبَيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلَ بَدْرٍ. يُفْعَلُ هٰذَا عِنْدَكُمْ فَقَالَا اِجْلِسْ اِنْ شِئْتَ فَاسْمَعْ مَعَنَا وَاِنْ شِئْتَ فَاذْهَبْ فَاِنَّهٗ قَدْ رُخِّصَ لَنَا فِي اللَّهْوِ عِنْدَ الْعُرْسِ (نسائی)

عامر بن سعد سے روایت ہے کہ میں قرظہ بن کعب اور ابو مسعود انصاری کے ہاں شادی میں حاضر ہوا جبکہ وہاں لڑکیاں غنا کر رہی تھیں پس میں نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب اور اصحاب بدر یہ غنا تمہارے سامنے ہو رہا ہے تو ان دونوں نے فرمایا بیٹھ جا اگر چاہو تو ہمارے ساتھ بیٹھ کر سنو اور اگر چاہو تو چلے جاؤ کیونکہ ہمیں شادی میں

لہو کی رخصت دی گئی ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ اور شرح الطیبی میں ہے کہ اہل حق علماء نے ان احادیث کی روشنی میں خوشی اور سرور کے ایام اور عیدین کے ایام میں دف اور جائز اشعار کے ساتھ غناء کو جائز قرار دیا ہے۔ غناء خواہ مردوں کا ہو یا نابالغ لڑکیوں یا لونڈیوں کا کیونکہ نابالغ لڑکیوں کی اور لونڈیوں کی آواز اور ترنم تو عورت نہیں ہے۔ جس طرح لونڈیوں اور نابالغ لڑکیوں کے بازو اور سر اور گردن اور سینے اور پشت کا بالائی نصف عورت نہیں ہے اور ان اعضاء کو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اسی طرح ان کی ترنم اور غنا کی آواز بھی عورت نہیں ہے اور اس کا سننا جائز ہے۔ شامی میں ہے۔ والرأس والزراع ليس بالعورة من الرقيق ۔ رقیق اور لونڈی کا سر اور بازو عورت نہیں ہے۔ لہٰذا آواز بھی عورت نہیں ہے۔ جب خوشی کے ایام میں مردوں کے سننے کی جگہ لڑکیاں دف بجا کر گانا سنا سکتی ہیں تو مرد دف بجا کر گانے کیوں نہیں سنا سکتے۔

ہمارے علماء مذکورہ احادیث میں جواری اور جویرات سے مراد نابالغ لڑکیاں یا لونڈیاں لیتے ہیں اور فرماتے ہیں نابالغ لڑکیوں کی سریلی آواز اور لونڈیوں کا غناء عورت نہیں ہوتا لہٰذا سننا جائز ہے۔ لیکن حرۃ اجنبیہ عورت کی سریلی آواز اور غناء عورت ہوتا ہے اس کا سننا اور سنانا جائز نہیں ہے۔

آزاد خواتین کی تلاوت اور نعت سننے کا حکم:

- آزاد حرۃ اجنبیہ کا غناء عورت ہوتا ہے۔ اس لئے حرۃ اور آزاد بالغ عورتیں غناء اور سُر کے ساتھ مردوں کی سماع کی جگہوں میں بلند آواز سے نعت اور

لہو کی رخصت دی گئی ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ اور شرح الطیبی میں ہے کہ اہل حق علماء نے ان احادیث کی روشنی میں خوشی اور سرور کے ایام اور عیدین کے ایام میں دف اور جائز اشعار کے ساتھ غناء کو جائز قرار دیا ہے۔ غناء خواہ مردوں کا ہو یا نابالغ لڑکیوں یا لونڈیوں کا کیونکہ نابالغ لڑکیوں کی اور لونڈیوں کی آواز اور ترنم تو عورت نہیں ہے۔ جس طرح لونڈیوں اور نابالغ لڑکیوں کے بازو اور سر اور گردن اور سینے اور پشت کا بالائی نصف عورت نہیں ہے اور ان اعضاء کو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اسی طرح ان کی ترنم اور غنا کی آواز بھی عورت نہیں ہے اور اس کا سننا جائز ہے۔ شامی میں ہے۔ والرأس والزراع لیس بالعورۃ من الرقیق ۔ رقیق اور لونڈی کا سر اور بازو عورت نہیں ہے۔ لہٰذا آواز بھی عورت نہیں ہے۔ جب خوشی کے ایام میں مردوں کے سننے کی جگہ لڑکیاں دف بجا کر گانا سنا سکتی ہیں تو مرد دف بجا کر گانے کیوں نہیں سنا سکتے۔

ہمارے علماء مذکورہ احادیث میں جواری اور جویرات سے مراد نابالغ لڑکیاں یا لونڈیاں لیتے ہیں اور فرماتے ہیں نابالغ لڑکیوں کی سریلی آواز اور لونڈیوں کا غناء عورت نہیں ہوتا لہٰذا سننا جائز ہے۔ لیکن حرۃ اجنبیہ عورت کی سریلی آواز اور غناء عورت ہوتا ہے اس کا سننا اور سنانا جائز نہیں ہے۔

آزاد خواتین کی تلاوت اور نعت سننے کا حکم:

● آزاد حرۃ اجنبیہ کا غناء عورت ہوتا ہے۔ اس لئے حرۃ اور آزاد بالغ عورتیں غناء اور سُر کے ساتھ مردوں کی سماع کی جگہوں میں بلند آواز سے نعت اور

قرآنِ مجید کی تلاوت بھی نہیں کر سکتیں۔ ان کا مردوں کی مجالس میں سریلی آواز میں قرآن کی تلاوت کرنا حرام ہے اور مردوں کا سننا بھی حرام ہے۔ نعت اور گانا اور صلوٰۃ وسلام تو بعد کی بات ہے لیکن موجودہ دور کی ابتلاءات اور امتحانات سے ایک امر یہ بھی ہے کہ آزاد و حرۃ خواتین جو کہ اپنے آپ کو صالحات سمجھتیں ہیں وہ بھی ٹی وی اور اسپیکر پر مردوں کی سماعت کی جگہوں میں بلکہ مردوں کی مجالس میں قرآنِ مجید اور نعتیں پڑھتی ہیں۔ صلوٰۃ وسلام کی محافل منعقد کرتی ہیں اور اس کو باعث اجر اور ثواب سمجھتیں ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۔ اور مرد حضرات خواتین کے حسین آوازوں کی تلاوت اور نعتیں اور میلاد کی محافل میں صلوٰۃ وسلام سننے کو اپنے لئے باعث اجر اور ثواب سمجھتے ہیں۔

بے لباس بے حیاء خواتین مرتدات ہیں ان کی آواز عورت نہیں:

اگر سچ بتایا جائے تو وہ یہ ہے کہ بلاحجاب نیم عریاں لباس میں ملبوس خواتین جن کے سر اور بازو اور سینہ اور پشت اور کمر کا نصف حصہ ننگا ہو اور ایسے لباس میں ہونے کی صورت میں ٹی وی اور غیر محرم مردوں کی مجالس میں شریک ہوں اپنے جسم عریانی کو جائز سمجھیں ایسی سب عورتیں مرتدات ہیں۔ کیونکہ اسلامی اور دینی احکام کا استخفاف اور استہانت کفر ہوتا ہے اور حرام قطعی کو حلال سمجھنا بھی کفر ہوتا ہے اور مذکورہ عورتوں میں دونوں امر پائے جاتے ہیں۔ اور مرتدۃ خواتین کی حرمت کافرۃ حربیہ خواتین کی طرح ہوتی ہے اور اجنبی مردوں کے لئے نظر کے اعتبار سے ان کی حرمت اور عظمت ساقط ہوتی ہے اور ایسی خواتین کے بدن کے ننگے حصوں کو دیکھنے اور ان کی آواز سننے میں صالحین مؤمنین کو کوئی گناہ نہیں ہوتا اور

میرے خیال میں حرمت نظر عورت کا حق ہے جب ننگی ہو کر عورت اپنا حق ساقط کر دے اور اس کو جائز سمجھے تو حرمت نظر ساقط ہونی چاہئے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

چنانچہ درمختار میں ہے:

وَمَنْ تَفَصَّحَ اَحْوَالَ نِسَآءِ زَمَانِنَا وَمَا يَقَعُ مِنْهُنَّ مِنْ مُوْجِبَاتِ الرِّدَّةِ مُكَرَّرًا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ لَمْ يَتَوَقَّفْ فِي الْاِفْتَاءِ بِرَوَايَةِ النَّوَادِرِ۔ (باب نکاح الکافر، ج ۴، ص ۳۶۸)

اور وہ شخص جس نے ہمارے زمانہ کی عورتوں کے احوال کا تتبع کیا اور ان عورتوں سے روزانہ بار بار کافر اور مرتد بنا دینے والے امور کے واقع ہونے کا تتبع کیا اور ان کی طرف توجہ کی تو وہ نوادر کی روایت پر فتویٰ دینے میں توقف نہیں کرے گا۔

وَنَقَلَ الْمُصَنِّفُ فِيْ كِتَابِ الْغَصَبِ اَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ هَجَمَ عَلٰى نَائِحَةٍ فَضَرَبَهَا بِالدِّرَّةِ حَتّٰى سَقَطَ خِمَارُهَا فَقِيْلَ لَه' يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَدْ سَقَطَ خِمَارُهَا فَقَالَ اِنَّهَا لَا حُرْمَةَ لَهَا وَمِنْ هٰهُنَا قَالَ الْفَقِيْهُ اَبُوْبَكْرِ ن الْبَلْخِيُّ حِيْنَ مَرَّبِنِسَآءٍ عَلٰى شَطِّ نَهْرٍ كَاشِفَاتِ الرُّؤُسِ وَالزِّرَاعِ فَقِيْلَ لَه' كَيْفَ تَمُرُّ؟ فَقَالَ لاَ حُرْمَةَ لَهُنَّ اِنَّمَا الشَّكُّ فِيْ اِيْمَانِهِنَّ كَاَنَّهُنَّ حَرْبِيَّاتٌ۔ (باب نکاح الکافر، ج ۴، ص ۳۶۹، مکتبہ دارالباز)

تنویر الابصار کے مصنف نے کتاب الغصب میں نقل کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک نوحہ کرنے والی خاتون کو پکڑا اور عصا اور ڈنڈے سے اتنا مارا کہ اس عورت کے سر سے دوپٹہ گر گیا آپ کو کہا گیا اے

میرے خیال میں حرمت نظر عورت کا حق ہے جب ننگی ہو کر عورت اپنا حق ساقط کر دے اور اس کو جائز سمجھے تو حرمت نظر ساقط ہونی چاہئے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

چنانچہ درمختار میں ہے:

وَمَنْ تَفَصَّحَ اَحْوَالَ نِسَآءِ زَمَانِنَا وَمَا يَقَعُ مِنْهُنَّ مِنْ مُوْجِبَاتِ الرِّدَّةِ مُكَرَّرًا فِىْ كُلِّ يَوْمٍ لَمْ يَتَوَقَّفْ فِى الْاِفْتَاءِ بِرِوَايَةِ النَّوَادِرِ۔ (باب نکاح الکافر، ج ۴، ص ۳۶۸)

اور وہ شخص جس نے ہمارے زمانہ کی عورتوں کے احوال کا تتبع کیا اور ان عورتوں سے روزانہ بار بار کافر اور مرتد بنا دینے والے امور کے واقع ہونے کا تتبع کیا اور ان کی طرف توجہ کی تو وہ نوادر کی روایت پر فتویٰ دینے میں توقف نہیں کرے گا۔

وَنَقَلَ الْمُصَنِّفُ فِىْ كِتَابِ الْغَصَبِ اَنَّ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ هَجَمَ عَلٰى نَائِحَةٍ فَضَرَبَهَا بِالدِّرَّةِ حَتّٰى سَقَطَ خِمَارُهَا فَقِيْلَ لَهٗ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَدْ سَقَطَ خِمَارُهَا فَقَالَ اِنَّهَا لَا حُرْمَةَ لَهَا وَمِنْ هٰهُنَا قَالَ الْفَقِيْهُ اَبُوْبَكْرِ نِ الْبَلْخِيُّ حِيْنَ مَرَّ بِنِسَآءٍ عَلٰى شَطِّ نَهْرٍ كَاشِفَاتِ الرُّؤُسِ وَالذِّرَاعِ فَقِيْلَ لَهٗ كَيْفَ تَمُرُّ؟ فَقَالَ لَا حُرْمَةَ لَهُنَّ اِنَّمَا الشَّكُّ فِىْ اِيْمَانِهِنَّ كَاَنَّهُنَّ حَرْبِيَّاتٌ۔ (باب نکاح الکافر، ج ۴، ص ۳۶۹، مکتبہ دار الباز)

تنویر الابصار کے مصنف نے کتاب الغصب میں نقل کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک نوحہ کرنے والی خاتون کو پکڑا اور عصا اور ڈنڈے سے اتنا مارا کہ اس عورت کے سر سے دوپٹہ گر گیا آپ کو کہا گیا اے

امیر المؤمنین اس عورت کا دوپٹہ گر گیا ہے تو آپ نے فرمایا اس کے لئے کوئی حرمت نہیں ہے اسی روایت کی وجہ سے فقیہ ابوبکر بلخی جب نہر کے کنارے ایسی عورتوں سے گزرے جو ننگے سروں اور ننگے بازوں کے ساتھ موجود تھیں پس آپ کو کہا گیا آپ کیسے گزرتے ہیں تو آپ نے فرمایا ان کے لئے کوئی حرمت نہیں ہے۔ ان کے تو ایمان میں شک ہے گویا وہ ننگے سروں اور بازوؤں والی عورتیں حربی کافرۃ عورتوں کی طرح ہیں۔

علامہ شامی حاشیہ میں فرماتے ہیں:

(قَوْلُهٗ كَاَنَّهُنَّ حَرْبِيَّاتٌ) اَىْ فَهُنَّ فَيْئٌ مَمْلُوْكَاتٌ وَالرَّأْسُ وَالذِّرَاعُ لَيْسَ بِعَوْرَةٍ مِنَ الرَّقِيْقِ وَوَجْهُ الْاَخْذِ مِنْ قَوْلِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اِذَا سَقَطَتْ حَرْمَةُ النَّائِحَةِ تَسْقُطُ حُرْمَةُ هٰؤُلَاءِ الْكَاشِفَاتِ رُؤُوْسُهُنَّ فِىْ مَمَرِّ الْاَجَانِبِ لِمَا ظَهَرَ لَهٗ مِنْ حَالِهِنَّ اَنَّهُنَّ مُسْتَخِفَّاتٌ مُسْتَهِيْنَاتٌ وَهٰذَا سَبَبٌ مُسْقِطٌ لِحُرْمَتِهِنَّ فَافْهَمْ ثُمَّ اَعْلَمَ اَنَّهٗ اِذَا وَصَلْنَ اِلٰى حَالِ الْكُفْرِ وَصِرْنَ مُرْتَدَّاتٍ فَحُكْمُهُنَّ مَا مَرَّ مِنْ اَنَّهُنَّ لَا يُمْلَكْنَ مَا دُمْنَ فِىْ دَارِ الْاِسْلَامِ عَلٰى ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَاَمَّا مَا مَرَّ مِنْ اَنَّهٗ لَا بَأْسَ مِنَ الْاِفْتَاءِ بِمَا فِى النَّوَادِرِ مِنْ جَوَازِ اسْتِرْ فَاقِهِنَّ فَذَا بِالنِّسْبَةِ اِلٰى رِدَّةِ الزَّوْجَةِ لِلضَّرُوْرَةِ لَا مُطْلَقًا اِذْ لَا ضَرُوْرَةَ فِىْ غَيْرِ الزَّوْجَةِ اِلَى الْاِفْتَاءِ بِالرِّوَايَةِ الضَّعِيْفَةِ وَلَا يَلْزَمُ مِنْ سُقُوْطِ الْحُرْمَةِ وَجَوَازِ النَّظَرِ اِلَيْهِنَّ جَوَازُ تَمَلُّكِهِنَّ فِىْ دَارِ نَالِاَنَّ

غَـايَتَـه' اَنَّهُنَّ صِرْنَ فَيْئًا. وَلاَ يَلْزَمُ مِنْ سُقُوْطِ الْحُرْمَةِ وَجَوَازِ النَّظْرِ اِلَيْهِنَّ جَوَازُ الْاِسْتِيْلاَءِ وَالتَّمَتُّعِ بِهِنَّ وَطْيًا وَغَيْرَه' لِاَنَّه' يَجُوْزُ النَّظْرُ اِلٰى مَمْلُوْكَةِ الْغَيْرِ وَلاَ يَجُوْزُ وَطْئُهَا بِلاَ عَقْدِ نِكَاحٍ. (باب نکاح الکافر، شامی)

(ابوبکر بلخی کا قول كَـاَنَّهُـنَّ حَرْبِيَّاتٌ) کہ نہر کے کنارے موجود ننگے بازو اور ننگے سر والی مسلمان عورتیں دارالحرب میں رہنے والی کافرۃ عورتوں کی طرح ہیں) کا مفہوم یہ ہے کہ وہ عورتیں مال غنیمت اور فیئی (کافروں کا مال اور عورتیں اور مرد بغیر قتال کے مسلمانوں کے قبضہ میں آ جائیں تو ان کو فیئی کہا جاتا ہے)۔مملوکہ عورتیں ہیں (حرائر اور آزاد نہیں ہیں) اور مملوکہ لونڈیوں کے سر اور بازو عورت اور ستر نہیں ہوتے اور فقیہ ابوبکر کے حضرت عمر کے قول سے استدلال کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جب نوحہ کرنے والی گنہگار عورت کی حرمت نہیں ہے تو ان ننگے سروں والی غیرمحرم مردوں کی گزرگاہوں میں موجود عورتوں کی حرمت بھی ساقط ہے یہ اس لئے کہ فقیہ ابوبکر پر ان کے حال سے ظاہر ہوا کہ بے شک وہ عورتیں سر اور بازؤں کے کشف کی وجہ سے اسلامی احکام کو ہلکا سمجھنے والی اور اسلامی احکام کی اہانت کرنے والی خواتین ہیں اور یہی ان کی حرمت کا مسقط سبب ہے پس تو سمجھ اس کو پھر تو جان کہ بے شک جب وہ عورتیں کفر کے حال تک پہنچ گئیں اور مرتدات ہو گئیں پس ان کا حکم وہ ہے جو گزر چکا ہے وہ یہ کہ جب وہ عورتیں دارالاسلام میں رہیں گی تو کسی کی مملوکہ لونڈیاں نہیں بنائی جائیں گی

غَایَتَہ، اَنَّھُنَّ صِرْنَ فَیْئًا. وَلاَ یَلْزَمُ مِنْ سُقُوْطِ الْحُرْمَۃِ وَجَوَازِ النَظْرِ اِلَیْھِنَّ جَوَازُ الْاِسْتِیْلاَءِ وَالتَّمَتُّعِ بِھِنَّ وَطْیًا وَغَیْرِہ، لِاَنَّہ، یَجُوْزُ النَّظْرُ اِلٰی مَمْلُوْکَۃِ الْغَیْرِ وَلاَ یَجُوْزُ وَطْئُھَا بِلاَ عَقْدِ نِکَاحٍ. (باب نکاح الکافر، شامی)

(ابوبکر بلخی کا قول کَاَنَّھُنَّ حَرْبِیَّاتٌ) کہ نہر کے کنارے موجود ننگے بازو اور ننگے سر والی مسلمان عورتیں دارالحرب میں رہنے والی کافرۃ عورتوں کی طرح ہیں) کا مفہوم یہ ہے کہ وہ عورتیں مال غنیمت اور فئی (کافروں کا مال اور عورتیں اور مرد بغیر قتال کے مسلمانوں کے قبضہ میں آ جائیں تو ان کو فئی کہا جاتا ہے)۔ مملوکہ عورتیں ہیں (حرائر اور آزاد نہیں ہیں) اور مملوکہ لونڈیوں کے سر اور بازو عورت اور ستر نہیں ہوتے اور فقیہ ابوبکر کے حضرت عمر کے قول سے استدلال کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جب نوحہ کرنے والی گنہگار عورت کی حرمت نہیں ہے تو ان ننگے سروں والی غیر محرم مردوں کی گزرگاہوں میں موجود عورتوں کی حرمت بھی ساقط ہے یہ اس لئے کہ فقیہ ابوبکر پر ان کے حال سے ظاہر ہوا کہ بے شک وہ عورتیں سر اور بازوؤں کے کشف کی وجہ سے اسلامی احکام کو ہلکا سمجھنے والی اور اسلامی احکام کی اہانت کرنے والی خواتین ہیں اور یہی ان کی حرمت کا مسقط سبب ہے پس تو سمجھ اس کو پھر تو جان کہ بے شک جب وہ عورتیں کفر کے حال تک پہنچ گئیں اور مرتدات ہو گئیں پس ان کا حکم وہ ہے جو گزر چکا ہے وہ یہ کہ جب وہ عورتیں دارالاسلام میں رہیں گی تو کسی کی مملوکہ لونڈیاں نہیں بنائی جائیں گی

ظاہر الروایۃ یہی ہے اور لیکن جو (شرح) میں گزرا کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ نوادر کی روایۃ پر فتویٰ دینا کہ ان عورتوں کو مملوکہ لونڈیاں قرار دینا جائز ہے یہ ضرورت کے لئے صرف بیوی کی ردۃ اور کفر کی صورت میں ہے مطلق ہر عورت کی نسبت سے نہیں ہے کیونکہ مرتدہ بیوی کے علاوہ دیگر مرتدات خواتین کے معاملہ میں نوادر کی روایۃ ضعیفہ پر فتویٰ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ نہر کے کنارے گھومنے والی عورتوں کی حرمت کے سقوط اور ان کو دیکھنے کے جواز سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہمارے دارالاسلام میں ان کو مملوکہ بنانا اور ان کا مالک ہونا جائز ہے کیونکہ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ وہ عورتیں فئی اور مال غنیمت ہو گئیں ہیں اور یہ لازم نہیں آتا کہ اُن عورتوں کی حرمت کے ساقط ہونے سے اور ان کی طرف نظر کے جواز سے ان عورتوں پر غلبہ اور استیلاء جائز ہوتا کہ اُن عورتوں سے وطی اور مباشرت وغیرہا کے حوالہ سے نفع اُٹھایا جا سکے۔ انتھی (شامی)

- واضح ہوا کہ دین اسلام کے کسی حکم کا استخفاف اور استہانت کفر ہے اور کسی دینی اور اسلامی قول یا عمل کے ساتھ ہزل اور استہزاء بھی کفر ہے اگرچہ قائل کا اس کفر کے ساتھ اعتقاد نہ ہو فتح القدیر احکام المرتدین کے باب کے آخر میں ذکر کردہ فروع میں ہے مَنْ ھَذَلَ بِلَفْظِ کُفْرِ اِرْتَدَّ وَ اِنْ لَّمْ یَعْتَقِدْہُ لِلْاِسْتِخْفَافِ فَھُوَ کَکُفْرِ الْعَنَادِ (ج ،ص۹۱) (ترجمہ): جس شخص نے کفر کے لفظ کے ساتھ مزاح کیا وہ مرتد ہے۔ اگرچہ اس کا اعتقاد نہ ہو استخفاف کی وجہ سے پس یہ کفر کفر عناد کی طرح ہے۔ یعنی جب استخفاف اور استہانت اور ہزل اور

استہزاء سے کفر لازم آ رہا ہو یہ لزوم کفر الزام کفر کے حکم میں ہوگا۔ استخفاف کی صورت میں قائل کا یہ کہنا کہ میری نیت نہیں تھی خطا یا غلطی ہوئی یا مجھے اس عمل یا قول کے ساتھ کافر ہو جانے کا علم نہیں تھا، قبول نہیں کیا جائے گا۔

● چونکہ زیر بحث مسئلہ نہایت حساس تھا اور قارئین کی جانب سے طعن و تشنیع کا اندیشہ تھا اس لئے ہم نے درمختار اور ردالمحتار کی عبارتیں نقل کر دیں تاکہ اعتراض کرنے والے اگر اعتراض کریں تو تنویر الابصار کے مصنف الشیخ محمد بن عبداللہ ثمر تاشی غزی متوفی ۱۰۰۴ھ اور درمختار کے مصنف الشیخ محمد علاء الدین الحصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ پر کریں یا پھر الفقیہ ابوبکر بلخی پر کریں جن کی تمام فقہاء نے تائید کی ہے اور آج سے تقریباً پانچ چھ سو سال پہلے ننگے سروں اور بازوؤں والی عورتوں کو کافرۃ اور مرتدہ قرار دیا ہے اور ان عورتوں کے مکشوفہ اعضاء پر نظر پڑنے کو جائز کہا ہے اور اس کو آپ نے آنکھوں کا زنا یا تقویٰ کیخلاف نہ سمجھا۔

اس فتویٰ کا پس منظر فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے وہ یہ کہ جب آج سے چھ سو سال پہلے دمشق اور مصر اور شام وغیرہا کی خواتین عام گزرگاہوں اور تفریحی مقامات اور دریاؤں اور سمندروں کے ساحلوں پر ننگے سروں اور بازوں کے ساتھ گھومنے لگیں اور گھروں میں جہالت کی وجہ سے کفریات بکنے لگیں تو یہ سوال پیدا ہوا کہ ان خواتین کے نکاح کا کیا ہوگا اور یہ عورتیں اپنے شوہروں کے لئے کس طرح حلال ہوں گی۔ محققین علماء فقہ نے فرمایا ان عورتوں کے احکام قصداً کفر اختیار کرنے والی اور مرتد ہو جانے والی عورتوں کے ہوں گے۔

● اگر مسلمان عورت قصداً کفر کے اعمال یا اقوال سے کسی عمل یا قول کا ارتکاب کرے جس عمل یا قول کا کفر ہونا بالاتفاق ہو اور اس عورت کو علم ہو کہ

استہزاء سے کفر لازم آ رہا ہو یہ لزوم کفر الزام کفر کے حکم میں ہوگا۔ استخفاف کی صورت میں قائل کا یہ کہنا کہ میری نیت نہیں تھی خطا یا غلطی ہوئی یا مجھے اس عمل یا قول کے ساتھ کافر ہو جانے کا علم نہیں تھا، قبول نہیں کیا جائے گا۔

● چونکہ زیر بحث مسئلہ نہایت حساس تھا اور قارئین کی جانب سے طعن وتشنیع کا اندیشہ تھا اس لئے ہم نے درمختار اور ردالمحتار کی عبارتیں نقل کردیں تاکہ اعتراض کرنے والے اگر اعتراض کریں تو تنویر الابصار کے مصنف الشیخ محمد بن عبداللہ ثمرتاشی غزی متوفی ۱۰۰۴ھ اور درمختار کے مصنف الشیخ محمد علاء الدین الحصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ پر کریں یا پھر الفقیہ ابوبکر بلخی پر کریں جن کی تمام فقہاء نے تائید کی ہے اور آج سے تقریباً پانچ چھ سو سال پہلے ننگے سروں اور بازوؤں والی عورتوں کو کافرۃ اور مرتدہ قرار دیا ہے اور ان عورتوں کے مکشوفہ اعضاء پر نظر پڑنے کو جائز کہا ہے اور اس کو آپ نے آنکھوں کا زنا یا تقویٰ کیخلاف نہ سمجھا۔

اس فتویٰ کا پس منظر فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے وہ یہ کہ جب آج سے چھ سو سال پہلے دمشق اور مصر اور شام وغیرہا کی خواتین عام گزرگاہوں اور تفریحی مقامات اور دریاؤں اور سمندروں کے ساحلوں پر ننگے سروں اور بازوؤں کے ساتھ گھومنے لگیں اور گھروں میں جہالت کی وجہ سے کفریات بکنے لگیں تو یہ سوال پیدا ہوا کہ ان خواتین کے نکاح کا کیا ہوگا اور یہ عورتیں اپنے شوہروں کے لئے کس طرح حلال ہوں گی۔ محققین علماء فقہ نے فرمایا ان عورتوں کے احکام قصداً کفر اختیار کرنے والی اور مرتد ہو جانے والی عورتوں کے ہوں گے۔

● اگر مسلمان عورت قصداً کفر کے اعمال یا اقوال سے کسی عمل یا قول کا ارتکاب کرے جس عمل یا قول کا کفر ہونا بالاتفاق ہو اور اس عورت کو علم ہو کہ

جس عمل یا قول کا میں ارتکاب کر رہی ہوں وہ کفر ہے خواہ اس خاتون کی نیت یہ ہو کہ میں شوہر سے آزاد ہو جاؤں یا کوئی دوسری غرض ہو۔ دونوں صورتوں میں وہ عورت مرتدہ کہلائے گی اور اس کا ایمان اور اگر شادی شدہ ہے تو نکاح بھی ختم ہو جائے گا۔ وہ عورت خود آ کر دوبارہ اسلام قبول کر لے اور تجدید ایمان کر لے تو فبہا ورنہ عدالت شرعیہ اس عورت کو دوبارہ اسلام قبول کرنے اور تجدید ایمان پر مجبور کرے اس طرح کہ اُسے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا جائے یا تو وہ عورت دوبارہ اسلام قبول کرے یا پھر مر جائے لیکن جبر قاضی اور جج ہی کر سکتا ہے اور تجدید ایمان تو کفریہ عمل یا قول سے رجوع کر لینے اور کلمہ شہادت پڑھ لینے سے میں بھی ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں جبر کی ضرورت نہیں رہتی، اور چونکہ موصوفہ کا نکاح بھی ختم ہو گیا تھا۔ نکاح کیلئے حکم یہ ہے کہ وہ عورت تجدید ایمان کے بعد دوبارہ گواہوں کی موجودگی میں شوہر سے ایجاب اور قبول سے نکاح کی تجدید کرے۔

اگر وہ عورت تجدید ایمان کے بعد موصوف شوہر سے نکاح نہیں کرنا چاہتی یا چاہتی ہے۔ لیکن شوہر دوبارہ نکاح نہیں کرنا چاہتا تو عدت کے بعد موصوفہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور اگر عورت تجدید نکاح نہیں چاہتی اور شوہر دوبارہ نکاح کرنا چاہتا ہے تو علماء احناف کے اسی سلسلہ میں تین قول ہیں۔ اول بخارا کے علماء اہلسنّت نے فرمایا تجدید ایمان کے بعد موصوفہ سے قلیل مہر کے معاوضہ پر جبر کے ساتھ تجدید نکاح کرایا جائے۔ دوم بلخ کے علماء نے فتویٰ دیا کہ کسی مسلمان کی بیوی کے مرتدۃ ہو جانے سے نکاح فسخ نہیں ہوتا لہٰذا تجدید ایمان کے بعد موصوفہ بغیر تجدید نکاح کے موصوف شوہر کی بیوی ہوگی۔ دوسرے آدمی سے نکاح نہیں کر سکتی اور پہلے شوہر کے لئے حلال ہے انہوں نے فرمایا کیونکہ تجدید نکاح پر جبر

کرنے میں نہایت مشکلات پیش آ سکتی ہیں اور فسخ نکاح کے حکم کرنے سے خواتین کے لئے شوہر سے آزاد ہونا آسان ہو جائے گا۔ اس سے معصیت کا دروازہ کھل جائے گا۔ اپنے دوستوں کے ساتھ نکاح کرنے کی غرض سے بیویاں ایسا حیلہ کرسکتی ہیں اس لئے مرتدہ شادی شدہ کے نکاح کے عدم فسخ پر فتویٰ دیا جائے گا۔ سوم نوادر الروایت میں امام اعظم کا حکم ہے کہ وہ عورت مرتدہ جس نے تجدید ایمان کر لیا ہے۔ وہ مرتدہ ہونے کے بعد رقیقہ اور لونڈی ہو گئی تھی۔ تجدید ایمان کے بعد بھی لونڈی کے حکم میں ہوگی اور شوہر کے تغلب اور قبضہ کی وجہ سے وہ عورت بغیر نکاح کے شوہر کے لئے حلال ہوگی۔ ظاہر الروایۃ میں امام اعظمؒ سے اگرچہ یہ روایت ہے کہ مرتدہ اگر دارالاسلام میں ہے تو لونڈی نہیں بنائی جا سکتی لیکن نوادر کی روایت میں ہے شوہر کا کہ اُسے لونڈی بنانا جائز ہے بعض علماء نے اس نوادر کی روایت پر فتویٰ دیا ہے صاحب تنویر الابصار نے اس کو ترجیح دی ہے اور نہر الفائق میں ہے جبر اور ضرب اور دیگر سزاؤں کی بنیاد پر دوبارہ تجدید نکاح پر موصوفہ کو مجبور کرنے میں نہایت مشقت ہے خصوصاً ان خواتین کے سلسلہ میں جو دن میں بار بار مرتدہ ہوتی ہیں تو بار بار تجدید کے لئے جبر اور ہر وقت ضرب وتشدید نہایت مشکل ہے، فرماتے ہیں عجمی علماء سے ایک شیخ ایک ایسی ہی بیوی کے ابتلاء میں ہے جو کفر میں کثرت کے ساتھ واقع ہوتی ہے پھر اس قول سے انکار کر دیتی ہے اور تجدید نکاح سے بھی انکار کر دیتی ہے اور شرعی اور اسلامی قواعد سے ہے **الـمشـقـة تـجـلـبُ التَّيْسِيْرَ وَاللّٰهُ الْمُيَسِّرُ لِكُلِّ عَسِيْر** یعنی مشقت آسانی کو کھینچتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر مشکل کے لئے آسانی پیدا کرنے والا ہے۔

اس پس منظر میں فقہاء کرام کے اگرچہ تین قول ہیں لیکن سب علماء کا اس

کرنے میں نہایت مشکلات پیش آ سکتی ہیں اور فسخ نکاح کے حکم کرنے سے خواتین کے لئے شوہر سے آزاد ہونا آسان ہو جائے گا۔ اس سے معصیت کا دروازہ کھل جائے گا۔ اپنے دوستوں کے ساتھ نکاح کرنے کی غرض سے بیویاں ایسا حیلہ کر سکتی ہیں اس لئے مرتدہ شادی شدہ کے نکاح کے عدم فسخ پر فتویٰ دیا جائے گا۔ سوم نوادر الروایت میں امام اعظم کا حکم ہے کہ وہ عورت مرتدہ جس نے تجدید ایمان کر لیا ہے۔ وہ مرتدہ ہونے کے بعد رقیقہ اور لونڈی ہو گئی تھی۔ تجدید ایمان کے بعد بھی لونڈی کے حکم میں ہوگی اور شوہر کے تغلب اور قبضہ کی وجہ سے وہ عورت بغیر نکاح کے شوہر کے لئے حلال ہو گی۔ ظاہر الروایۃ میں امام اعظمؒ سے اگر چہ یہ روایت ہے کہ مرتدہ اگر دارالاسلام میں ہے تو لونڈی نہیں بنائی جا سکتی لیکن نوادر کی روایت میں ہے شوہر کا کہ اُسے لونڈی بنانا جائز ہے بعض علماء نے اس نوادر کی روایت پر فتویٰ دیا ہے صاحب تنویر الابصار نے اس کو ترجیح دی ہے اور نہر الفائق میں ہے جبر اور ضرب اور دیگر سزاؤں کی بنیاد پر دوبارہ تجدید نکاح پر موصوفہ کو مجبور کرنے میں نہایت مشقت ہے خصوصاً ان خواتین کے سلسلہ میں جو دن میں بار بار مرتدہ ہوتی ہیں تو بار بار تجدید کے لئے جبر اور ہر وقت ضرب وتشدید نہایت مشکل ہے، فرماتے ہیں عجمی علماء سے ایک شیخ ایک ایسی ہی بیوی کے ابتلاء میں ہے جو کفر میں کثرت کے ساتھ واقع ہوتی ہے پھر اس قول سے انکار کر دیتی ہے اور تجدید نکاح سے بھی انکار کر دیتی ہے اور شرعی اور اسلامی قواعد سے ہے **المشقۃ تَجلِبُ التَّیْسِیْرَ وَاللهُ الْمُیَسِّرُ لِکُلِّ عَسِیْرٍ** یعنی مشقت آسانی کو کھینچتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر مشکل کے لئے آسانی پیدا کرنے والا ہے۔

اس پس منظر میں فقہاء کرام کے اگر چہ تین قول ہیں لیکن سب علماء کا اس

بات پر اتفاق ہے کہ مرتدات کی طرف نظر کرنے کی حرمت ساقط ہوتی ہے اگر مرتدات ننگے سر اور اعضاء کے ساتھ عام مجالس اور گزرگاہوں میں آنے سے حیاء نہیں کرتیں تو ان کو دیکھنے میں گناہ نہیں ہے۔ اور نوادر کی روایت پر جب مرتدات لونڈی کے حکم میں ہے تو تجدید ایمان سے بھی وہ رقیت اور لونڈی ہونے سے خارج نہیں ہوں گی۔ کیونکہ فقہاء فرماتے ہیں اسلام **الرقیق لا یخرجه عن الرق** کہ غلام کا مسلمان ہو جانا اس کو رقیت سے خارج نہیں کرتا اور لونڈی کا سر اور بازو ستر اور عورت نہیں ہوتے ان کے دیکھنے میں گناہ نہیں ہوتا۔ علامہ شامی کی عبارت میں دارالاسلام کی قید اگر احترازی ہو تو دارالحرب یورپی ممالک میں موجود ذکر شدہ خواتین تغلب کے بعد مملوکہ اور جنسی منافع کیلئے حلال ہونے کا حکم کرنے کا استنباط ہو سکتا ہے۔

- موجودہ دور کی خواتین خصوصاً ٹی وی اور الیکٹرانک میڈیا کے اشتہاروں اور ڈراموں میں یا پرنٹ میڈیا اخبارات وغیرہا میں عریاں اور ننگی تصاویر کے ساتھ ظاہر ہونے والی خواتین اور اسٹیج پر رقص وسرود کی محفلوں میں عریاں اور بے حیائی کے ساتھ مردوں کی مجالس میں رقص کرنے والی خواتین کے مرتدات ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ یونیورسٹیوں اور کالجوں میں زیر تعلیم طالبات اور ان کی معلمات اور بسوں اور ویگنوں میں ننگے سر اور بازو طالبات اور معلمات کے متعلق قارئین درج بالا ذکر کردہ تفصیل سے احکام کا خود استخراج کر سکتے ہیں۔ میں تو نہایت عاجزی اور خوف سے صرف اتنا ہی کہہ سکتا ہوں **انا للہ وانا الیہ راجعون**۔
(مفتی محمد رفیق حسنی)
- چونکہ کلمہ طیبہ یا کلمہ شہادت اور اسلام کی حقانیت کے اقرار سے ارتداد

کے بعد الحمدللہ اسلام اور ایمان حاصل ہو جاتا ہے اور ذکر کردہ ننگے اعضاء والی عورتیں اسی وجہ سے یقیناً مسلمات اور مؤمنات ہیں اور ہمیں ان کے ایمان میں شک نہیں ہے اور مغفرت کا مدار بھی ایمان پر ہے لیکن ہماری بحث شادی شدہ خواتین کے نکاح میں ہے اور حرمت نظر کے حوالہ سے ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ذکر کردہ خواتین کے ساتھ ان کے شوہروں کے ازدواجی اعمال حلال ہیں لیکن بیوی ہونے کی حیثیت سے یا لونڈی کی حیثیت سے اگر تجدید نکاح ہوتا رہے تو وہ بیویاں ہوں گی اور بار بار تجدید نکاح نہ ہو تو پھر وہ لونڈیاں ہوں گی۔

- درمختار اور تنویر الابصار کی عبارتوں سے واضح ہے کہ وہ کافرہ عورتیں جو دارالحرب میں ہیں انہیں لونڈیاں بنایا جا سکتا ہے۔ استیلاء اور تغلب سے وہ غلبہ پانے والوں کے لئے لونڈیاں ہوں گی۔ بشرطیکہ وہ کسی کے نکاح میں نہ ہوں اور دارالحرب کے حاکم سے کسی معاہدہ کی خلاف ورزی نہ ہو۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے وہ یورپی ممالک جن میں کبھی اسلام کی حکومت نہیں رہی وہ دارالحرب میں اس ضابطہ کے تناظر میں یورپی ممالک میں مقیم خواتین کے احکام استخراج کرنا اہل علم کے لئے مشکل نہیں ہیں۔

علامہ شامی کے دور میں قحبہ خانوں میں بازاری اور پیشہ ور زانیات کے متعلق کسی عالم نے درج بالا قواعد شرعیہ کی روشنی میں مکشوفۃ الرؤس والزراع اور پیشہ ور زانیات کے متعلق فتویٰ دیا تھا کہ دارالاسلام میں موجود خواتین مرتدات ہیں اور لونڈیوں کے حکم میں ہیں جس شخص نے ان خواتین پر قبضہ کر لیا وہ ان کا مالک ہو گیا، اس کا ان کے ساتھ مباشرت کرنا بھی جائز ہوگا۔ لیکن علامہ شامی نے اس کا رد فرمایا اور فرمایا کہ ایسی مرتدات کی طرف نظر کرنا تو جائز ہے کیونکہ ان کی حرمت

کے بعد الحمدللہ اسلام اور ایمان حاصل ہو جاتا ہے اور ذکر کردہ ننگے اعضاء والی عورتیں اسی وجہ سے یقیناً مسلمات اور مؤمنات ہیں اور ہمیں ان کے ایمان میں شک نہیں ہے اور مغفرت کا مدار بھی ایمان پر ہے لیکن ہماری بحث شادی شدہ خواتین کے نکاح میں ہے اور حرمت نظر کے حوالہ سے ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ذکر کردہ خواتین کے ساتھ ان کے شوہروں کے ازدواجی اعمال حلال ہیں لیکن بیوی ہونے کی حیثیت سے یا لونڈی کی حیثیت سے اگر تجدید نکاح ہوتا رہے تو وہ بیویاں ہوں گی اور بار بار تجدید نکاح نہ ہو تو پھر وہ لونڈیاں ہوں گی۔

● درمختار اور تنویر الابصار کی عبارتوں سے واضح ہے کہ وہ کافرہ عورتیں جو دارالحرب میں ہیں انہیں لونڈیاں بنایا جا سکتا ہے۔ استیلاء اور تغلب سے وہ غلبہ پانے والوں کے لئے لونڈیاں ہوں گی۔ بشرطیکہ وہ کسی کے نکاح میں نہ ہوں اور دارالحرب کے حاکم سے کسی معاہدہ کی خلاف ورزی نہ ہو۔

فتاوی رضویہ میں ہے وہ یورپی ممالک جن میں کبھی اسلام کی حکومت نہیں رہی وہ دارالحرب میں اس ضابطہ کے تناظر میں یورپی ممالک میں مقیم خواتین کے احکام استخراج کرنا اہل علم کے لئے مشکل نہیں ہیں۔

علامہ شامی کے دور میں قحبہ خانوں میں بازاری اور پیشہ ور زانیات کے متعلق کسی عالم نے درج بالا قواعد شرعیہ کی روشنی میں مکشوفۃ الرؤس والزراع اور پیشہ ور زانیات کے متعلق فتویٰ دیا تھا کہ دارالاسلام میں موجود خواتین مرتدات ہیں اور لونڈیوں کے حکم میں ہیں جس شخص نے ان خواتین پر قبضہ کر لیا وہ ان کا مالک ہو گیا، اس کا ان کے ساتھ مباشرت کرنا بھی جائز ہوگا۔لیکن علامہ شامی نے اس کا رد فرمایا اور فرمایا کہ ایسی مرتدات کی طرف نظر کرنا تو جائز ہے کیونکہ ان کی حرمت

نظر ساقط ہے لیکن ان کے اجسام سے نفع اُٹھانا جائز نہیں ہے۔اور ہمارا بھی یہی فتویٰ ہے لیکن میں خود ذاتی طور پر قواعد شرعیہ کی روشنی میں علامہ شامی کی جانب سے رد میں پیش کئے گئے دلائل سے مطمئن نہیں ہو سکا۔**لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرًا۔**(طلاق/۱)

رخصتی اور زفاف کے حوالہ سے ذکر کردہ احادیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ بعض غیر عالم صوفیوں کا تورع کہ اگر دعوت ولیمہ یا دعوت عید میں دف اور غناء ہو تو وہاں طعام کھانا حرام ہوتا ہے۔لغو اور باطل ہے جب سید المتقین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ربیع بنت معوذ کی شادی میں لڑکیوں کا دف اور غناء خود سماعت فرمایا۔حضرت عائشہ نے جس بچی کی شادی فرمائی، بچی کے ساتھ غناء کرنے والی لڑکیوں کو بھیجنے کی ترغیب فرمائی اور پھر ان کو وہ اشعار پڑھ کر سنائے جن کو غنا کے ساتھ پڑھنا چاہئے تھا کہ اَتَیْنَاکُمْ اَتَیْنَاکُمْ فَحَیَّیْنَا وَحَیَّاکُمْ۔اور بدری صحابہ کرام کا لڑکیوں سے غناء کے ساتھ اشعار سننا ثابت ہے تو پھر مصنوعی ورع اور تقویٰ اور دف اور غناء کی وجہ سے طعام حرام بتانا نہایت غلط قول اور گستاخی ہے۔

ہمارے ان پڑھ صوفیوں نے مشائخ نقشبند کی طرف ایسی روایات منسوب کر دی ہیں جو احادیث صحیحہ سے متعارض ہیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو احادیث پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ بارات اور نکاح اور ولیمہ کی تقریبات میں ہر دور کے مطابق سرور اور خوشی کے اظہار کے لئے ہلکی پھلکی موسیقی اور ساز و غناء جائز ہیں بلکہ مستحب ہیں۔لیکن اجنبی عورتوں کے فحش گانے اور موسیقی اور فنکار مردوں اور عورتوں کے اختلاط کے ساتھ شہوت انگیز مناظر اور شہوت انگیز اشعار شدید حرام

ہیں بلکہ مردوں کی مجالس یا عورتوں اور مردوں کے ساتھ اختلاط کی مجالس میں بالغ خواتین بلا حجاب کی تلاوت اور صلوٰۃ وسلام اور نعتیں اور میلاد پڑھنا بھی حرام اور اشد حرام ہے اور ایسی مجالس میں شرکت بھی حرام ہے۔ ایسی تفریط کہ جائز تفریح کو بھی حرام کہا جائے، جیسے بعض جاہل صوفی کہتے ہیں اور ایسا افراط کہ بالکل آزاد مخلوط مجالس کو جائز کہا جائے جیسے دور حاضر کے بعض علماء کہتے ہیں، صحیح نہیں ہے۔

شادی کی پہلی رات کے اسلامی آداب

● بعض مشائخ کے ارشاد کے مطابق شب عروسی کے آداب سے ایک ادب یہ ہے۔

۱۔ کہ نکاح اور رخصتی ہو جانے کے بعد اور ازدواجی عمل سے پہلے عروسی لباس میں میاں اور بیوی دو دو نفل تشکر ادا کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اپنے خزانوں سے شوہر کو بیوی اور بیوی کو شوہر کی صورت میں نعمت عظمیٰ عطا فرمائی۔ دلہن عروسی خیمہ یا کمرہ یا کسی قریب کی جگہ نفل ادا کر لے اور اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرے کہ اس کو رفیق حیات عطا ہوا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور بنات طیبات رضی اللہ عنہن کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق نصیب ہوئی ہے۔ اور دولہا عروسی کمرہ یا مسجد میں دو نفل ادا کرے۔

۲۔ جب دلہن دولہا کے گھر پہنچے تو بعض بزرگوں نے فرمایا دلہن وضو کرے اور وضو کے پانی کو جمع کر کے دولہا کے مکان کے چاروں کونوں میں چھڑکا جائے، اس عمل سے مکان میں دلہن کو دولہا کے ساتھ دائمی زندگی احسن

ہیں بلکہ مردوں کی مجالس یا عورتوں اور مردوں کے ساتھ اختلاط کی مجالس میں بالغ خواتین بلاحجاب کی تلاوت اور صلوٰۃ وسلام اور نعتیں اور میلاد پڑھنا بھی حرام اور اشد حرام ہے اور ایسی مجالس میں شرکت بھی حرام ہے۔ ایسی تفریط کہ جائز تفریح کو بھی حرام کہا جائے، جیسے بعض جاہل صوفی کہتے ہیں اور ایسا افراط کہ بالکل آزاد مخلوط مجالس کو جائز کہا جائے جیسے دور حاضر کے بعض علماء کہتے ہیں، صحیح نہیں ہے۔

شادی کی پہلی رات کے اسلامی آداب

● بعض مشائخ کے ارشاد کے مطابق شب عروسی کے آداب سے ایک ادب یہ ہے۔

۱۔ کہ نکاح اور رخصتی ہو جانے کے بعد اور ازدواجی عمل سے پہلے عروسی لباس میں میاں اور بیوی دو دو نفل تشکر ادا کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اپنے خزانوں سے شوہر کو بیوی اور بیوی کو شوہر کی صورت میں نعمت عظمیٰ عطا فرمائی۔ دلہن عروسی خیمہ یا کمرہ یا کسی قریب کی جگہ نفل ادا کرلے اور اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرے کہ اس کو رفیق حیات عطا ہوا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور بنات طیبات رضی اللہ عنہن کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق نصیب ہوئی ہے۔ اور دولہا عروسی کمرہ یا مسجد میں دو نفل ادا کرے۔

۲۔ جب دلہن دولہا کے گھر پہنچے تو بعض بزرگوں نے فرمایا دلہن وضو کرے اور وضو کے پانی کو جمع کر کے دولہا کے مکان کے چاروں کونوں میں چھڑکا جائے، اس عمل سے مکان میں دلہن کو دولہا کے ساتھ دائمی زندگی احسن

طریقہ سے نبھانے کی توفیق ہوتی ہے۔ ایسے اعمال کے مؤثر ہونے کی اصل وہ روایت ہے جس میں معیون (جس کو نظر بد پہنچی ہو) کو عاین (نظر لگانے والے) کے وضو کے پانی سے غسل دینے سے نظر اتارنے کا حضور علیہ السلام نے حکم فرمایا اور نظر اتروائی۔

● اور یہ بھی بہتر ہے دلہن کا والد یا دلہن کا محرم صالح آدمی دولہا کے گھر جا کر دلہن سے پانی منگوا کر اس پانی پر دم کرے (سورۃ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر) (رفیق المذنبین) اور دلہن کے سینے اور سر پر پانی چھڑکے اور کہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

اے اللہ بے شک میں اس دلہن کو اور اس کی اولاد کو شیطان الرجیم سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔

پھر دلہن سے کہے پیٹھ کرو دلہن کی پیٹھ پر کاندھوں کے درمیان پانی چھڑکے اور کہے اَللّٰھُمَّ اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ پھر دولہا سے کہا جائے پانی لاؤ جب دولہا پانی لائے اس پانی پر دم کر کے دولہا کے سینے اور سر پر پانی چھڑکے اور کہے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُہٗ بِکَ وَذُرِّیَّتَہٗ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ پھر اس کی پیٹھ پر پانی چھڑکے اور کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُہٗ بِکَ وَذُرِّیَّتَہٗ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پھر شوہر کو کہے اُدْخُلْ بِاَھْلِکَ بِسْمِ اللہِ وَالْبَرَکَۃِ۔ (ترجمہ): اپنی اہلیہ کو دخول اور مباشرت سے نوازو اللہ تعالیٰ کے نام اور برکت کے ساتھ۔

● چنانچہ حصن حصین میں حضرت انس سے روایت ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا کا نکاح کر دیا تو رخصتی کے بعد رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا پانی لاؤ پس وہ کھڑی ہوئیں اور ایک لکڑی کے پیالہ میں پانی لائیں۔ آپ نے وہ پیالہ لے لیا اور اس میں کلی فرمائی پھر فرمایا آگے آؤ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آگے ہوئیں پھر آپ نے وہ پانی ان کے سر اور سینے پر چھڑکا اور یہ دعا مانگی اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُعِیۡذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ۔ پھر فرمایا پیٹھ کرو انہوں نے پیٹھ پھیری تو آپ نے ان کے دونوں کندھوں کے درمیان پانی چھڑکا اور دعا کی اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُعِیۡذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ۔ پھر فرمایا پانی لاؤ حضرت علی فرماتے ہیں میں آپ کا مقصد سمجھ گیا میں اُٹھا اور پیالے میں پانی بھر کے لایا آپ نے وہ پانی لے لیا اور اس میں کلی فرمائی پھر فرمایا آگے ہو جاؤ میں آگے ہوا تو آپ نے وہ پانی میرے سر اور سینے پر چھڑکا اور دعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُعِیۡذُہٗ بِکَ وَذُرِّیَّتَہٗ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ۔ پھر فرمایا پیٹھ کرو تو میں نے پیٹھ کی تو آپ نے میرے دونوں کندھوں کے درمیان پانی چھڑکا اور فرمایا: اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُعِیۡذُہٗ بِکَ وَذُرِّیَّتَہٗ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ۔ پھر حضرت علی سے فرمایا اُدۡخُلۡ بِاَھۡلِکَ بِسۡمِ اللّٰہِ وَالۡبَرۡکَۃِ یعنی اپنے گھر والوں کے ساتھ رہو اور دخول کرو، اللہ تعالیٰ کے نام اور برکت سے۔

● عروسی پلنگ یا بستر پر جمع ہونے کے بعد مباشرت کے آداب سے ایک ادب یہ ہے کہ ازدواجی عمل شروع کرنے سے پہلے زوجین باوضو ہوں کیونکہ وضو کر لینے سے اولاد میں برکت ہوتی ہے۔ دوم ازدواجی عمل شروع کرنے سے پہلے میاں بیوی سلسلہ کلام شروع کریں اور بوس کنار اور پیاری گفتگو کریں تاکہ تکلف ختم ہو، بغیر بات چیت اور بوس و کنار یکدم مباشرت کرنا آداب زوجیت

عنہا کا نکاح کر دیا تو رخصتی کے بعد رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا پانی لاؤ پس وہ کھڑی ہوئیں اور ایک لکڑی کے پیالہ میں پانی لائیں۔ آپ نے وہ پیالہ لے لیا اور اس میں کلی فرمائی پھر فرمایا آگے آؤ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آگے ہوئیں پھر آپ نے وہ پانی ان کے سر اور سینے پر چھڑکا اور یہ دعا مانگی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ پھر فرمایا پیٹھ کرو انہوں نے پیٹھ پھیری تو آپ نے ان کے دونوں کندھوں کے درمیان پانی چھڑکا اور دعا کی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ پھر فرمایا پانی لاؤ حضرت علی فرماتے ہیں میں آپ کا مقصد سمجھ گیا میں اُٹھا اور پیالے میں پانی بھر کے لایا آپ نے وہ پانی لے لیا اور اس میں کلی فرمائی پھر فرمایا آگے ہو جاؤ میں آگے ہوا تو آپ نے وہ پانی میرے سر اور سینے پر چھڑکا اور دعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُہ' بِکَ وَذُرِّیَّتَہ' مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ پھر فرمایا پیٹھ کرو تو میں نے پیٹھ کی تو آپ نے میرے دونوں کندھوں کے درمیان پانی چھڑکا اور فرمایا: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُہ' بِکَ وَذُرِّیَّتَہ' مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ پھر حضرت علی سے فرمایا اُدْخُلْ بِاَھْلِکَ بِسْمِ اللّٰہِ وَالْبَرَکَۃِ یعنی اپنے گھر والوں کے ساتھ رہو اور دخول کرو، اللہ تعالیٰ کے نام اور برکت سے۔

● عروسی پلنگ یا بستر پر جمع ہونے کے بعد مباشرت کے آداب سے ایک ادب یہ ہے کہ ازدواجی عمل شروع کرنے سے پہلے زوجین باوضو ہوں کیونکہ وضو کر لینے سے اولاد میں برکت ہوتی ہے۔ دوم ازدواجی عمل شروع کرنے سے پہلے میاں بیوی سلسلہ کلام شروع کریں اور بوس کنار اور پیاری گفتگو کریں تاکہ تکلف ختم ہو، بغیر بات چیت اور بوس و کنار یکدم مباشرت کرنا آداب زوجیت

کے خلاف ہے۔ جب باہمی کلام اور بوس و کنار سے بے تکلفی پیدا ہو جائے تو ازدواجی عمل شروع کیا جائے۔

حدیث شریف میں ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَقَعَنَّ اَحَدُکُمْ عَلٰی اِمْرَءَ تِہٖ کَمَا تَقَعُ الْبَھِیْمَۃُ وَلْیَکُنْ بَیْنَھُمَا رَسُوْلٌ قِیْلَ وَمَا الرَّسُوْلُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الْقُبْلَۃُ وَالْکَلَامُ۔ (احیاء العلوم)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا کوئی ایک بیوی پر اس طرح واقع نہ ہو جیسے جانور واقع ہوتا ہے میاں بیوی کے درمیان رسول ہونا چاہئے عرض کی گئی یارسول اللہ رسول کیا ہے تو آپ نے فرمایا بوسہ اور کلام۔

ایک اور حدیث میں ہے مرد میں تین چیزیں اس کے عاجز ہونے کی علامت ہیں ایک یہ کہ کسی شخص کی ایسے آدمی سے ملاقات ہو جس کی معرفت اور پہچان اس کو محبوب تھی لیکن اس کے نام ونسب جاننے سے پہلے اس سے جدا ہو گیا۔ دوم یہ کہ کوئی شخص اس مرد کا اکرام کرے لیکن وہ اپنی کرامت کو اس پر رد کر دے سوم یہ کہ مرد اپنی لونڈی یا بیوی سے مجامعت شروع کر دے۔ اس سے پہلے کہ اس سے موانستہ اور مکالمۃ کرے اور پھر بیوی کی حاجت پوری کرنے سے پہلے (بیوی کے انزال سے پہلے) اپنی حاجت پوری کر کے (انزال کر کے) فارغ ہو جائے۔

(احیاء العلوم)

معلوم ہوا وظیفہ زوجیت ادا کرنے سے پہلے بوس و کنار اور شیریں گفتگو مستحب ہے چونکہ شب عروسی میں دولہا اور دلہن کی پہلی ملاقات ہوتی ہے اس لئے

شرم اور حیاء کی وجہ سے باہمی تکلف ہوتا ہے اس لئے بے تکلفی ختم کرنے کے لئے ازدواجی عمل سے پہلے بوس و کنار اور کلام کا ہونا ضروری ہے۔

- نکاح میں اگر مہر معجّل تھا تو وظیفہ زوجیت سے پہلے مہر ادا کرنا بھی واجب ہے اور بیوی کو حق حاصل ہے کہ بغیر مہر لئے شوہر کو ازدواجی عمل سے روک دے اگر مہر معجّل نہیں ہے یا معجّل ہے لیکن بیوی نے وظیفہ زوجیت کے لئے شوہر کو اجازت دے دی ہے تو بغیر مہر دیئے زوجیت کا عمل شروع کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اس صورت میں بھی شوہر کو چاہئے کہ کوئی تحفہ بیوی کو عطا کرے اس سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے نیز بیوی وظیفہ زوجیت سے پہلے شوہر سے شوہر کے مال میں تصرف عام کا اذن حاصل کر لے تو بہتر ہے مگر اذن نہ ہونے پر بیوی عمل زوجیت سے منع کرنے کا حق نہیں رکھتی۔
- آداب جماع سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ مجامعت قبلہ رخ نہ ہو یعنی مرد کا قبلہ کی طرف منہ نہ ہو۔
- حدیث شریف میں ہے: جب بیوی سے مباشرت شروع کرنے کا ارادہ کرے تو شوہر بیوی کے پیشانی کے بالوں کو پکڑ کر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِهَا وَخَیْرِ مَا جَبَلْتَهَا عَلَیْهِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّهَا وَ شَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَیْهِ۔

اے اللہ! میں تجھ سے بیوی سے خیر کی طلب کرتا ہوں اور جس چیز پر تو نے اس بیوی کو پیدا کیا ہے کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور میں تیرے ساتھ بیوی کے شر سے اور اس چیز کے شر سے جس پر تو نے اس کو پیدا کیا ہے امان چاہتا ہوں۔

شرم اور حیاء کی وجہ سے باہمی تکلف ہوتا ہے اس لئے بے تکلفی ختم کرنے کے لئے ازدواجی عمل سے پہلے بوس و کنار اور کلام کا ہونا ضروری ہے۔

- نکاح میں اگر مہر معجّل تھا تو وظیفہ زوجیت سے پہلے مہر ادا کرنا بھی واجب ہے اور بیوی کو حق حاصل ہے کہ بغیر مہر لئے شوہر کو ازدواجی عمل سے روک دے اگر مہر معجّل نہیں ہے یا معجّل ہے لیکن بیوی نے وظیفہ زوجیت کے لئے شوہر کو اجازت دے دی ہے تو بغیر مہر دیئے زوجیت کا عمل شروع کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اس صورت میں بھی شوہر کو چاہئے کہ کوئی تحفہ بیوی کو عطا کرے اس سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے نیز بیوی وظیفہ زوجیت سے پہلے شوہر سے شوہر کے مال میں تصرف عام کا اذن حاصل کر لے تو بہتر ہے مگر اذن نہ ہونے پر بیوی عمل زوجیت سے منع کرنے کا حق نہیں رکھتی۔
- آداب جماع سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ مجامعت قبلہ رخ نہ ہو یعنی مرد کا قبلہ کی طرف منہ نہ ہو۔
- حدیث شریف میں ہے: جب بیوی سے مباشرت شروع کرنے کا ارادہ کرے تو شوہر بیوی کے پیشانی کے بالوں کو پکڑ کر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ مِنۡ خَیۡرِھَا وَخَیۡرِ مَا جَبَلۡتَھَا عَلَیۡہِ وَاَعُوۡذُبِکَ مِنۡ شَرِّھَا وَ شَرِّ مَا جَبَلۡتَھَا عَلَیۡہِ۔

اے اللہ! میں تجھ سے بیوی سے خیر کی طلب کرتا ہوں اور جس چیز پر تو نے اس بیوی کو پیدا کیا ہے کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور میں تیرے ساتھ بیوی کے شر سے اور اس چیز کے شر سے جس پر تو نے اس کو پیدا کیا ہے امان چاہتا ہوں۔

- شوہر مجامعت سے پہلے یقین کر لے کہ دلہن ایام حیض میں نہیں ہے کیونکہ حالت حیض میں ازدواجی عمل حرام ہے اور اگر ایام حیض میں مباشرت سے حمل ہو گیا تو وہ بچہ ثابت النسب تو ہوگا لیکن ولد الحرام ہوگا یعنی حرام عمل سے پیدا ہونے والا ہوگا اور یہ بہتر نہیں ہے۔ کیونکہ اولاد کی تین قسم بیان کئے جاتے ہیں **ولد الزنا** اور **ولد الحرام** اور **ولد الحلال**۔ چونکہ پہلی رات ہوتی ہے جذبات کی شدت کی وجہ سے بعض لوگ ایام حیض کی اہمیت کو نظر انداز کر دیتے ہیں یا شرم و حیاء کی وجہ سے دلہن بتا نہیں سکتی اور حیض کی حالت میں مباشرت ہو جاتی ہے یا پھر دورِ حاضر میں نوجوانوں کو مسائل کا علم نہیں ہوتا بلکہ آج کل انٹرنیٹ اور بلو پرنٹ عریاں فلموں میں ازدواجی عمل کے مناظر میں نوجوان بچے اور بچیوں نے انگریزی بے حیاء پرنٹ تصویروں اور فلموں سے یہ سبق حاصل کر لیا کہ شاید سب حالتوں میں مباشرت جائز ہے اور جائز سمجھ کر حالت حیض میں مباشرت کر لی جاتی ہے۔ **نعوذ باللہ من ذالک** حالانکہ یہ عظیم گناہ ہے۔ قرآنِ مجید ہے کہ آپ سے لوگ حالت حیض میں مجامعت کرنے کے متعلق پوچھتے ہیں آپ فرمائیں وہ حیض قابل نفرت اذی اور گندگی ہے اس حالت میں بیویوں سے دور رہو یعنی ازدواجی عمل نہ کرو۔ لہٰذا علماء پر واجب ہے کہ حیض کے مسائل لوگوں کو بتائیں خصوصاً دولہا اور دلہن کو نکاح خوان حضرات خصوصی بریفنگ دیں۔ لہٰذا جب یقین ہو جائے کہ دلہن حالت حیض میں نہیں ہے تو مباشرت کی اجازت ہے۔
- عمل زوجیت شروع کرنے سے پہلے اور لباس کی حالت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دونوں میاں بیوی کو یہ دعا پڑھنے کا حکم فرمایا:

اَللّٰھُمَّ جَنِّبۡنِی الشَّیۡطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّیۡطَانَ مَا رَزَقۡتَنِیۡ۔

اے اللہ مجھے شیطان سے دور رکھ اور شیطان کو اس چیز سے دور رکھ جو
چیز تو نے مجھے بخشش فرمائی۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا جو شخص شوہر اور بیوی میں سے یہ دعا پڑھ کر جماع شروع کرے گا اگر ان زوجین کو ولد عطا ہوا تو اس کو شیطان ضرر نہیں دے گا۔ یہ دعا دونوں میاں اور بیوی پڑھ لیں بہتر ہے۔

- جب مباشرت کرتے ہوئے انزال ہونے لگے تو دل میں پڑھے:

اَللّٰھُمَّ لَاتَجْعَلْ لِلشَّیْطَانِ فِیْمَا رَزَقْتَنِیْ نَصِیْباً۔ (حصن حصین)

- دعا پڑھ لینے کے بعد جماع شروع کیا جائے لیکن میاں بیوی بالکل ننگے نہ ہوں صرف وہ کپڑے اتار دیئے جائیں جو اس عمل میں رکاوٹ ہیں ایک روایت میں ہے جب ایک تمہارا بیوی سے مجامعت کرے تو دونوں میاں بیوی اس طرح ننگے نہ ہوں جس طرح گدھے ننگے ہوتے ہیں۔ مگر حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں بیوی کو ننگا کر کے مخصوص اعضاء کو دیکھنے سے لذت زیادہ حاصل ہوتی ہے اس لئے میاں بیوی کا تجرد مرغوب اور جائز ہے۔ نیز افضل تو یہ ہے کہ مجامعت کے وقت روشنی نہ ہو لیکن حضرت عبداللہ کے قول سے معلوم ہوا کہ روشنی کے ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ جب دن کو مجامعت جائز اور ثابت ہے تو روشنی کا ہونا مضر نہیں ہے۔

میرے خیال میں تجرد اور روشنی کی معاملہ میں زوجین کو اپنے مزاج اور پسند پر عمل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ مقصود تلذذ کا حاصل ہونا ہوتا ہے۔ مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ستر کبھی نہیں دیکھا ایک روایت میں ہے حضور علیہ السلام عمل زوجیت کے وقت اپنے سر مبارک کو اور بیوی

اے اللہ مجھے شیطان سے دور رکھ اور شیطان کو اس چیز سے دور رکھ جو چیز تو نے مجھے بخشش فرمائی۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا جو شخص شوہر اور بیوی میں سے یہ دعا پڑھ کر جماع شروع کرے گا اگر ان زوجین کو ولد عطا ہوا تو اس کو شیطان ضرر نہیں دے گا۔ یہ دعا دونوں میاں اور بیوی پڑھ لیں بہتر ہے۔

- جب مباشرت کرتے ہوئے انزال ہونے لگے تو دل میں پڑھے:

اَللّٰھُمَّ لَاتَجْعَلْ لِلشَّیْطَانِ فِیْمَا رَزَقْتَنِیْ نَصِیْباً۔ (حصن حصین)

- دعا پڑھ لینے کے بعد جماع شروع کیا جائے لیکن میاں بیوی بالکل ننگے نہ ہوں صرف وہ کپڑے اتار دیئے جائیں جو اس عمل میں رکاوٹ ہیں ایک روایت میں ہے جب ایک تمہارا بیوی سے مجامعت کرے تو دونوں میاں بیوی اس طرح ننگے نہ ہوں جس طرح گدھے ننگے ہوتے ہیں۔ مگر حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں بیوی کو ننگا کر کے مخصوص اعضاء کو دیکھنے سے لذت زیادہ حاصل ہوتی ہے اس لئے میاں بیوی کا تجرد مرغوب اور جائز ہے۔ نیز افضل تو یہ ہے کہ مجامعت کے وقت روشنی نہ ہو لیکن حضرت عبداللہ کے قول سے معلوم ہوا کہ روشنی کے ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ جب دن کو مجامعت جائز اور ثابت ہے تو روشنی کا ہونا مضر نہیں ہے۔

میرے خیال میں تجرد اور روشنی کی معاملہ میں زوجین کو اپنے مزاج اور پسند پر عمل کرنا چاہئے۔ کیونکہ مقصود تلذذ کا حاصل ہونا ہوتا ہے۔ مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ستر کبھی نہیں دیکھا ایک روایت میں ہے حضور علیہ السلام عمل زوجیت کے وقت اپنے سر مبارک کو اور بیوی

کو کپڑے سے ڈھانپ لیتے تھے اور آواز پست فرما دیتے تھے اور بیوی سے فرماتے تھے سکون سے رہو۔

چونکہ شرع شریف میں زوجین کا ایک دوسرے سے لذت حاصل کرنا محبوب اور مطلوب ہے اس لئے تجرد ممنوع نہیں ہے صرف خلافِ اولیٰ ہے اور گناہ نہیں ہے۔

- جماع کے آداب سے یہ بھی ادب ہے کہ حالت جماع میں بہتر ہے کہ گفتگو نہ کی جائے مگر گفتگو حرام نہیں ہے۔

مسائل مباشرت

- حالت جماع میں زوجین کا ایک دوسرے کے لب چوسنا یا زبان چوسنا اور مرد کا بیوی کے پستان منہ میں لینا اور بیوی کے چہرہ کے علاوہ دیگر اعضاء کا بوسہ لینا بھی جائز ہے اسی طرح حالت جماع میں حصول لذت یا لذت کی زیادتی کے لئے زوجین کا مختلف کیفیات میں جماع کرنا بھی جائز ہے مثلاً جماع قیام یا قعود کی حالت میں ہو یا اضطجاع کی حالت میں اقبال اور استدبار کی حالت میں ہو بشرطیکہ فرج اور شرمگاہ میں جماع ہو۔

مسئلہ: بیوی کے ہاتھوں میں یا جسم کے دوسرے اعضاء میں مثلاً بیوی کی رانوں یا پیٹ میں قضاء شہوت بھی جائز ہے۔ لیکن عورت کے دبر یا منہ میں شہوت رانی اور عورت کا مرد کے آلہ کو منہ میں لینا مرد کا عورت کے فرج کو چوسنا بھی حرام ہے۔

موجودہ دور کی جنسی خرافات:

- موجودہ دور کا ایک افسوسناک کارنامہ یہ بھی ہے کہ گھر گھر انٹرنیٹ اور

بلو پرنٹ فلموں اور عریاں تصاویر کے ذریعہ مغربی تہذیب میں مروج ازدواجی مناظر دکھائے جا رہے ہیں۔ یہود و نصاریٰ کافر ہیں اور بےشرم اور بے حیاء ہیں۔ ان کے نزدیک جنسی عمل مرد و عورت کے لئے ایک ایسی طبعی ضرورت ہے جس طرح روٹی اور پانی طبعی ضرورت ہے وہ کہتے ہیں جب کھانے اور پینے کے لئے خلوت اور جلوت جائز ہے اور لوگوں کے سامنے پیٹ کی ضروریات پوری کرنے میں شرم نہیں ہے اور نہ شرم کی ضرورت ہے۔ اسی طرح جنسی ضرورت کے لئے کسی سے شرم کرنے کی ضرورت نہیں ہے جب پیٹ کی ضرورت کے لئے کوئی وقت اور حالت اور کیفیت متعین اور مقرر نہیں، اسی طرح جنسی عمل کے لئے کوئی وقت اور حالت اور کیفیت متعین اور مقرر نہیں ہے۔ گویا انسان ایک حیوان ہے۔ یورپی ممالک جانے والے لوگ بیان کرتے ہیں کہ وہاں دن رات کا کوئی فرق نہیں اور ماں بہن بیٹی کا کوئی شرم نہیں ہے۔ روڈوں اور عوامی گزرگاہوں پر جنسی اعمال اور مناظر سے یہود و نصاریٰ کو شرم نہیں آتی حتیٰ کہ مسلمانوں کیلئے اپنی بہو بیٹیوں کے ساتھ روڈوں اور تفریح گاہوں سے گزرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

اسی طرح یہود و نصاریٰ قضاء شہوت کے لئے کسی محل اور منفد کا تعین نہیں کرتے قبل ہو یا دبر حتیٰ کہ بیوی کے منہ میں شہوت رانی سے بھی گریز نہیں کرتے اور بیویاں ماء دافق کو پینے سے نفرت نہیں کرتیں۔

یورپی کافر انسان کو ایک عام حیوان کا درجہ دیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب یورپی ممالک میں مقیم مسلمان بچوں نے یورپی ممالک میں حیاء سوز اور عریاں مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھے یا اسلامی ریاستوں اور اسلامی ممالک کے بچوں نے اپنے گھروں میں فحش لٹریچر اور انٹرنیٹ اور بلو پرنٹ فلموں اور ڈراموں

بلو پرنٹ فلموں اور عریاں تصاویر کے ذریعہ مغربی تہذیب میں مروج ازدواجی مناظر دکھائے جا رہے ہیں۔ یہود و نصاریٰ کافر ہیں اور بے شرم اور بے حیاء ہیں۔ ان کے نزدیک جنسی عمل مرد وعورت کے لئے ایک ایسی طبعی ضرورت ہے جس طرح روٹی اور پانی طبعی ضرورت ہے وہ کہتے ہیں جب کھانے اور پینے کے لئے خلوت اور جلوت جائز ہے اور لوگوں کے سامنے پیٹ کی ضروریات پوری کرنے میں شرم نہیں ہے اور نہ شرم کی ضرورت ہے۔ اسی طرح جنسی ضرورت کے لئے کسی سے شرم کرنے کی ضرورت نہیں ہے جب پیٹ کی ضرورت کے لئے کوئی وقت اور حالت اور کیفیت متعین اور مقرر نہیں، اسی طرح جنسی عمل کے لئے کوئی وقت اور حالت اور کیفیت متعین اور مقرر نہیں ہے۔ گویا انسان ایک حیوان ہے۔ یورپی ممالک جانے والے لوگ بیان کرتے ہیں کہ وہاں دن رات کا کوئی فرق نہیں اور ماں بہن بیٹی کا کوئی شرم نہیں ہے۔ روڈوں اور عوامی گزرگاہوں پر جنسی اعمال اور مناظر سے یہود و نصاریٰ کو شرم نہیں آتی حتیٰ کہ مسلمانوں کیلئے اپنی بہو بیٹیوں کے ساتھ روڈوں اور تفریح گاہوں سے گزرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

اسی طرح یہود و نصاریٰ قضاء شہوت کے لئے کسی محل اور منفذ کا تعین نہیں کرتے قبل ہو یا دبر حتیٰ کہ بیوی کے منہ میں شہوت رانی سے بھی گریز نہیں کرتے اور بیویاں ماء دافق کو پینے سے نفرت نہیں کرتیں۔

یورپی کافر انسان کو ایک عام حیوان کا درجہ دیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب یورپی ممالک میں مقیم مسلمان بچوں نے یورپی ممالک میں حیاء سوز اور عریاں مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھے یا اسلامی ریاستوں اور اسلامی ممالک کے بچوں نے اپنے گھروں میں فحش لٹریچر اور انٹرنیٹ اور بلو پرنٹ فلموں اور ڈراموں

میں ننگے جنسی مناظر دیکھے تو مسلمان بچے بھی یہود و نصاریٰ کے راستوں پر چل نکلے شرم حیاء جو مسلمان کیلئے نصف ایمان ہے رخصت ہو گیا۔

● دورِ حاضر کے علماء اور والدین پر نہایت تعجب ہے کہ علماء عوام کو اور والدین اپنے بچوں کو مذکورہ خرافات سے اجتناب کیلئے وعظ و نصیحت کرنے سے حیاء اور شرم کرتے ہیں اور خاموش رہتے ہیں اور معاشرے اور سوسائٹی کی وجہ سے بچوں کی بغاوت روکنے سے قاصر یا عاجز نظر آتے ہیں۔ حیاء کی جگہ بے حیائی اور اسلامی حساس مسائل میں ترک حیاء کی جگہ حیاء نے لے لی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری اولادوں کو مغربی تہذیب کے شر سے پناہ عطا فرمائے۔

● بے شمار نوجوان بچوں نے ہماری طرف جنسی مسائل کے استفسار میں رجوع کیا اور کہا کہ آپ تبلیغی مجالس اور جمعوں کے اجتماعات میں جنسی مسائل بیان کریں اور انہوں نے بتایا آج کے نوجوان بچے اور بچیاں شہوت پوری کرنے کے لئے عیسائیوں کی طرح لاعلمی میں سب منافذ استعمال کر رہے ہیں۔ کیونکہ ٹی وی کے بیسیوں چینل اور انٹرنیٹ مخرب اخلاق ویب سائیٹز کے ذریعہ اور یورپی کافرنگی تہذیب کے مناظر سی ڈی اور کیسٹوں کے ذریعہ دکھا رہے ہیں اور نوجوان نسل انہی مناظر سے متاثر ہو کر وہ سب کچھ کر رہے ہیں جو یہود و نصاریٰ کر رہے ہیں اور یہ کسی مسلم نوجوان کو علم ہی نہیں کہ دبر اور حالت حیض اور منہ میں قضاء شہوت ممنوع اور حرام ہے۔ اور آپ علماء اور والدین ان مسائل کو بیان کرنے اور کتابچوں کے ذریعے بچوں کی صحیح رہنمائی کرنے سے شرماتے ہیں۔ مجھے نوجوانوں نے تجویز دی کہ علماء کرام مخصوص مجالس منعقد کر کے یورپی خرافات سے بچوں کو آگاہ کریں اور کتابچے لکھ کر مسلمان بچوں کو اس وباء سے بچانے کی کوشش کریں کیونکہ اب تو

مسلمان بچے ان خرافات کو جائز سمجھتے ہیں۔ نو جوانوں کی خواہش اور طلب کی وجہ سے جرأت کرتے ہوئے ہم نے اس رسالہ میں جنسی مسائل بیان کرنے کے لئے مستقل فصل قائم کر دی اور بیان کیا کہ بیوی کے غیر طبعی منافذ میں دبر اور حالت حیض اور منہ میں قضاء شہوت حرام ہے اور اسی طرح بیوی کا مرد کے آلہ تولید کو اپنے منہ میں لے کر چوسنا اور آلہ سے خارج ناپاک پانی کو نگل لینا نہایت حرام اور قبیح اور قابل نفرت اور حیوانی عمل ہے اور اسی طرح مرد کا بیوی کے عضو مخصوص کو زبان سے جانوروں کی طرح چاٹنا نہایت قبیح اور حرام عمل ہے۔

● اللہ تعالیٰ نے تو انسان کو غلاظت اور نجاست سے محفوظ رکھنے کے لئے ماں کے پیٹ میں بچے کی غذا خون مقرر فرمائی لیکن خون ناف کے ذریعہ بچے کے پیٹ میں داخل فرمایا تاکہ بچے کا منہ خون سے پاک رہے لیکن یہ بدبختی کی انتہا ہے کہ لوگ اختیار اور ہوش وحواس کے ساتھ شہوت رانی کا محل منہ کو بنائیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو منہ کو کلام اور اپنے ساتھ مناجات اور حلال اشیاء کے اکل وشرب کا محل بنایا ہے۔ اور مقام نجاست اور غلاظت میں شہوت رانی کرنے والوں سے نہایت تعجب ہے کہ مقام رفث میں جانور بھی قضاء شہوت نہیں کرتے جانوروں کو بھی اس عمل سے نفرت ہے لیکن انسان قوم لوط علیہ السلام کی طرح مقام نجاست اور گندگی کو قضاء شہوت کا محل بنا کر جانوروں کتوں اور سوروں سے بھی گر گیا ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

● عَنْ اَبِی سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَکُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَّذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰی لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْھُمْ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی

مسلمان بچے ان خرافات کو جائز سمجھتے ہیں۔ نوجوانوں کی خواہش اور طلب کی وجہ سے جرأت کرتے ہوئے ہم نے اس رسالہ میں جنسی مسائل بیان کرنے کے لئے مستقل فصل قائم کر دی اور بیان کیا کہ بیوی کے غیر طبعی منافذ میں دبر اور حالت حیض اور منہ میں قضاء شہوت حرام ہے اور اسی طرح بیوی کا مرد کے آلہ تولید کو اپنے منہ میں لے کر چوسنا اور آلہ سے خارج ناپاک پانی کو نگل لینا نہایت حرام اور قبیح اور قابل نفرت اور حیوانی عمل ہے اور اسی طرح مرد کا بیوی کے عضو مخصوص کو زبان سے جانوروں کی طرح چاٹنا نہایت قبیح اور حرام عمل ہے۔

- اللہ تعالیٰ نے تو انسان کو غلاظت اور نجاست سے محفوظ رکھنے کے لئے ماں کے پیٹ میں بچے کی غذا خون مقرر فرمائی لیکن خون ناف کے ذریعہ بچے کے پیٹ میں داخل فرمایا تا کہ بچے کا منہ خون سے پاک رہے لیکن یہ بدبختی کی انتہا ہے کہ لوگ اختیار اور ہوش و حواس کے ساتھ شہوت رانی کا محل منہ کو بنائیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو منہ کو کلام اور اپنے ساتھ مناجات اور حلال اشیاء کے اکل و شرب کا محل بنایا ہے۔ اور مقام نجاست اور غلاظت میں شہوت رانی کرنے والوں سے نہایت تعجب ہے کہ مقام رفث میں جانور بھی قضاء شہوت نہیں کرتے جانوروں کو بھی اس عمل سے نفرت ہے لیکن انسان قوم لوط علیہ السلام کی طرح مقام نجاست اور گندگی کو قضاء شہوت کا محل بنا کر جانوروں کتوں اور سوروں سے بھی گر گیا ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

- عَنْ اَبِی سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَکُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَّذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰی لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْھُمْ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی

قَالَ فَمَنْ؟ متفق علیہ (باب تغیر الناس مشکوٰۃ)

حضرت ابی سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ضرور پہلے لوگوں کی پیروی کرو گے بالشت ساتھ بالشت کے اور گز ساتھ گز کے حتیٰ کہ اگر پہلے لوگ گوہ کے سوراخ میں داخل ہوں گے تم ان کی اتباع کرو گے قیل یا رسول اللہ یہود اور نصاریٰ آپ نے فرمایا اور کون یعنی یہود و نصاریٰ جس طرح اور جو جو گناہ کریں گے تم مسلمان بھی اسی طرح کرو گے۔

- وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَاْتِیَنَّ عَلٰی اُمَّتِیْ کَمَا اَتٰی عَلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ حَذْوَالنَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰی اِنْ کَانَ مِنْھُمْ مَنْ اَتٰی اُمَّہٗ عَلَانِیَۃً لَکَانَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّصْنَعُ ذَالِکَ وَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ ثِنْتَیْنِ وَ سَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ قَالُوْا مَنْ ھِیَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ۔ (رواہ الترمذی، کتاب الایمان مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ضرور آئے گا یا آتا رہے گا میری امت پر ایسا زمانہ جیسا بنی اسرائیل پر آیا تھا یا آتا رہے گا بالکل برابر برابر جیسے جوتے کا ایک پاؤں دوسرے پاؤں کے مساوی اور برابر ہوتا ہے حتیٰ کہ اگر بنی اسرائیل میں سے کوئی علانیہ (روڈوں اور تفریح گاہوں اور لوگوں کی مجالس میں) اپنی ماں سے زنا کرے گا تو میری امت میں

بھی کوئی شخص اسی طرح کرے گا اور بے شک بنی اسرائیل کے بہتر دینی فرقے ہو گئے تھے اور میری امت کے دین کے لحاظ سے تہتر فرقے ہو جائیں گے سارے فرقے جہنم میں ہوں گے مگر ایک ملت کے لوگ صحابہ کرام نے عرض کیا۔اس ملت ناجیۃ والے کون لوگ ہوں گے آپ نے ارشاد فرمایا جس ملت پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔ (یعنی اُس ملت والے جہنم میں نہیں جائیں گے)۔

- آج رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساڑھے چودہ سو سال پہلے کی ذکر کردہ پیشین گوئیاں نظر آ رہی ہیں۔اور آج دنیا پر واضح ہے کہ یورپی ممالک میں بیٹے کے لئے باپ کی منکوحۃ ماں کے ساتھ نکاح کے جائز ہونے کا اسمبلی نے قانون پاس کر دیا ہے اور مرد کا مرد کے ساتھ اور عورت کا عورت کے ساتھ نکاح اور جنسی عمل کو قانونی تحفظ حاصل ہو گیا ہے اور ہمارے مسلمان بھائی بھی اہل کتاب یہود و نصاریٰ کے راستے پر چل نکلے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ لا باللہ۔ ضرور ایسا وقت آئے گا کہ آئندہ لوگ ماؤں سے اعلانیہ زنا کریں۔
- مسئلہ: اسلام میں بیوی کے منہ اور دبر کے علاوہ دیگر اعضاء میں شہوت کا عمل ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے صرف حالت حیض میں ناف سے گھٹنوں تک بیوی کے اعضاء سے نفع اُٹھانا منع ہے تاکہ مباشرت نہ ہو جائے۔
- اسی طرح حالت جماع میں یا عام حالات میں بیوی کے پستانوں کو منہ میں لینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے مگر یہ اس وقت ہے کہ بیوی کے پستانوں میں دودھ نہ ہو یا ہو لیکن شوہر دودھ نہ چوسے اگر دودھ چوس کر پی لیا تو یہ حرام ہے اگرچہ بیوی کا دودھ پینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی اور بیوی شوہر پر حرام نہیں ہوتی۔

بھی کوئی شخص اسی طرح کرے گا اور بے شک بنی اسرائیل کے بہتر دینی فرقے ہو گئے تھے اور میری امت کے دین کے لحاظ سے تہتر فرقے ہو جائیں گے سارے فرقے جہنم میں ہوں گے مگر ایک ملت کے لوگ صحابہ کرام نے عرض کیا۔اس ملت ناجیۃ والے کون لوگ ہوں گے آپ نے ارشاد فرمایا جس ملت پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔
(یعنی اُس ملت والے جہنم میں نہیں جائیں گے)۔

● آج رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساڑھے چودہ سو سال پہلے کی ذکر کردہ پیشین گوئیاں نظر آ رہی ہیں۔ اور آج دنیا پر واضح ہے کہ یورپی ممالک میں بیٹے کے لئے باپ کی منکوحۃ ماں کے ساتھ نکاح کے جائز ہونے کا اسمبلی نے قانون پاس کر دیا ہے اور مرد کا مرد کے ساتھ اور عورت کا عورت کے ساتھ نکاح اور جنسی عمل کو قانونی تحفظ حاصل ہو گیا ہے اور ہمارے مسلمان بھائی بھی اہل کتاب یہود ونصاریٰ کے راستے پر چل نکلے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ لا باللہ ۔ ضرور ایسا وقت آئے گا کہ آئندہ لوگ ماؤں سے اعلانیہ زنا کریں۔

● مسئلہ: اسلام میں بیوی کے منہ اور دبر کے علاوہ دیگر اعضاء میں شہوت کا عمل ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے صرف حالت حیض میں ناف سے گھٹنوں تک بیوی کے اعضاء سے نفع اُٹھانا منع ہے تا کہ مباشرت نہ ہو جائے۔

● اسی طرح حالت جماع میں یا عام حالات میں بیوی کے پستانوں کو منہ میں لینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے مگر یہ اس وقت ہے کہ بیوی کے پستانوں میں دودھ نہ ہو یا ہو لیکن شوہر دودھ نہ چوسے اگر دودھ چوس کر پی لیا تو یہ حرام ہے اگر چہ بیوی کا دودھ پینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی اور بیوی شوہر پر حرام نہیں ہوتی۔

● جماع کے آداب سے ایک ادب یہ کوشش ہونی چاہئے کہ شوہر اور بیوی کا انزال ایک وقت میں ہو اگر شوہر کا انزال پہلے ہو جائے تو جماع سے منحرف نہ ہو جب تک بیوی کا انزال نہ ہو جائے کیونکہ تجربہ سے ثابت ہے کہ ایک فریق کے پہلے فارغ ہو جانے سے دوسرا فریق مضطرب رہتا ہے۔(احیاء)

● انزال کے وقت زبان کی حرکت کے بغیر دل میں اللہ تعالیٰ سے ولد صالح اور صحت مند ولد کی دعا کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگر کوئی شخص جماع کے وقت حیلہ کرے کہ اس کا ولد خوبصورت ہو تو یہ حیلہ بھی جائز ہے مثلاً انزال کے وقت یعنی پانی کے ڈسچارج ہونے کی حالت میں خوبصورت تصویر پر نظر رکھے اور اگر بیوی خوبصورت ہے تو انزال کے وقت بیوی کے چہرے پر نظر جمائے تو انشاء اللہ ولد خوبصورت ہوگا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں نبراس شرح شرح العقائد کے حاشیہ میں ہے امام فخرالدین رازی بہت خوبصورت تھے ان کی خوبصورتی کی وجہ یہ تھی کہ ان کے والد نے یہی حیلہ کیا تھا کہ انزال کے وقت خوبصورت تصویر سامنے رکھ لی تھی۔

● جماع سے فارغ ہونے کے بعد اگر دوبارہ جماع کی خواہش ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن استنجا کر کے دوبارہ جماع کرنا بہتر ہے۔ دوبارہ جماع کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ پہلے غسل کرے بلکہ صرف استنجا کر لینا کافی ہے اور اگر شوہر اور بیوی جنابت کی حالت میں بغیر غسل سونا چاہتے ہیں تو یہ بھی جائز ہے۔ اسی طرح جنابت کی حالت میں کھانا اور پینا بھی جائز ہے لیکن سنت یہ ہے کہ وضو کر لیا جائے یا کلی کر لی جائے اور پھر کھائے اور پیئے یا سو جائے اور اگر صحت کے لئے مضر نہ ہو تو جلدی غسل کر لینا مستحب ہے۔ لیکن نمازِ فجر سے پہلے غسل کرنا

فرض ہے آج کل لوگ سستی کرتے ہیں غسل کی وجہ سے نماز قضاء کر دیتے ہیں۔ حالانکہ نماز قضاء کرنا دونوں میاں بیوی کے لئے عظیم گناہ ہے۔ نماز کے لئے غسل کرنا فرض ہے اور غسل کو مؤخر کرنا حرام ہے۔

- جنابت کے غسل کے تین فرض میں اول کلی کرنا دوم ناک میں پانی ڈالنا، سوم سارے بدن پر پانی بہانا کہ بدن کا ایک بال بھی خشک نہ رہے، کلی میں غرغرۃ کرنا ضروری ہے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کیا جائے ناک کے نرم حصہ تک پانی کا پہنچنا شرط ہے، اگر صحیح غسل کرلیا جائے تو دوبارہ وضوضروری نہیں۔
- جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات بیوی کے ساتھ جماع کرنا مستحب ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ ،اس آدمی پر رحم کرے جو جمعہ کے دن خود غسل کرے اور دوسرے کو غسل کرائے۔ نیز مناسب ہے کہ چوتھی رات سے زیادہ جماع میں تاخیر نہ ہو کیونکہ ایک مرد کیلئے چار بیویوں کی اجازت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بیوی کا اخلاقی حق چوتھی رات جماع کا ہونا ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں بلکہ حسب خواہش جب بھی میاں بیوی چاہیں جماع کر سکتے ہیں۔ دن ہو یا رات اگر خواہش ہوتو متعدد مرتبہ مباشرت کر سکتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے: ''فَأْتُوا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ'' اس آیت میں اَنّٰی کیفیت کے معنی میں ہے یعنی جس وقت چاہو جس کیفیت میں چاہو اپنی کھیتیوں میں تصرف کرو یعنی جماع کیلئے عورت کھیتی ہے لہٰذا تمہارے لئے مقام حرث میں تصرف مباشرت ہر وقت جائز ہے اور مقام فرث اور غلاظت دبر میں مباشرت جائز نہیں ہے۔ بیویوں کو حرث کہنے میں بیوی کے تمام اعضاء سے نفع اُٹھانے کے جواز کی طرف اشارہ بھی ہے۔ (احیاء العلوم)
- بعض روایات میں ہے کہ چاند کی پہلی رات اور پندرہ کی رات اور آخری

فرض ہے آج کل لوگ سستی کرتے ہیں غسل کی وجہ سے نماز قضاء کر دیتے ہیں۔ حالانکہ نماز قضاء کرنا دونوں میاں بیوی کے لئے عظیم گناہ ہے۔ نماز کے لئے غسل کرنا فرض ہے اور غسل کو مؤخر کرنا حرام ہے۔

● جنابت کے غسل کے تین فرض میں اول کلی کرنا دوم ناک میں پانی ڈالنا، سوم سارے بدن پر پانی بہانا کہ بدن کا ایک بال بھی خشک نہ رہے، کلی میں غرغرة کرنا ضروری ہے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کیا جائے ناک کے نرم حصہ تک پانی کا پہنچنا شرط ہے، اگر صحیح غسل کرلیا جائے تو دوبارہ وضوضروری نہیں۔

● جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات بیوی کے ساتھ جماع کرنا مستحب ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ، اس آدمی پر رحم کرے جو جمعہ کے دن خود غسل کرے اور دوسرے کو غسل کرائے۔ نیز مناسب ہے کہ چوتھی رات سے زیادہ جماع میں تاخیر نہ ہو کیونکہ ایک مرد کیلئے چار بیویوں کی اجازت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بیوی کا اخلاقی حق چوتھی رات جماع کا ہونا ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں بلکہ حسب خواہش جب بھی میاں بیوی چاہیں جماع کر سکتے ہیں۔ دن ہو یا رات اگر خواہش ہوتو متعدد مرتبہ مباشرت کر سکتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے: "فَأْتُوا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ" اس آیت میں اَنّٰى کیفیت کے معنی میں ہے یعنی جس وقت چاہو جس کیفیت میں چاہو اپنی کھیتیوں میں تصرف کرو یعنی جماع کیلئے عورت کھیتی ہے لہٰذا تمہارے لئے مقام حرث میں تصرف مباشرت ہر وقت جائز ہے اور مقام فرث اور غلاظت دبر میں مباشرت جائز نہیں ہے۔ بیویوں کو حرث کہنے میں بیوی کے تمام اعضاء سے نفع اُٹھانے کے جواز کی طرف اشارہ بھی ہے۔ (احیاء العلوم)

● بعض روایات میں ہے کہ چاند کی پہلی رات اور پندرہ کی رات اور آخری

رات جماع نہ کیا جائے تو بہتر ہے۔ (احیاء العلوم)

● بوقت ضرورت جنابت کی حالت میں کلی کرنے کے بعد کھانے اور پینے کی اجازت ہے اگر رمضان المبارک میں سحری کے وقت جنابت کی حالت تھی اور کلی کر کے سحری کھا لی تو یہ جائز ہے نیز جنابت کی حالت اور حیض اور نفاس کی حالت میں ایک دوسرے سے گفتگو اور سلام اور سلام کا جواب اور مصافحہ جائز ہے کیونکہ جنبی کا جسم اور زبان پاک ہوتا ہے۔ غسل کرنا تو امر الٰہی ہے ورنہ بدن کے ایک عضو سے نجاست خارج ہونے سے سارے بدن کا دھونا عقل تسلیم نہیں کرتی بس حکم الٰہی ہے۔ حتیٰ کہ قرآنِ مجید کی تلاوت کے علاوہ تسبیحات اور تہلیلات اور تحمیدات بلکہ قرآن مجید کی آیات دعا کی نیت سے جنابت اور حیض و نفاس کی حالت میں پڑھنا بھی جائز ہے۔

ضبط تولید اور برتھ کنٹرول کے احکام:

● جماع کے آداب سے ایک ادب یہ ہے کہ شوہر حرۃ بیوی سے اس کی اجازت کے بغیر عزل اور ضبط تولید کا عمل نہ کرے یعنی شوہر مادہ تولید بیوی کی شرمگاہ سے باہر نہ گرائے بلکہ مادہ تولید کا انزال اور ایصال بچہ دانی اور رحم میں کرے کیونکہ جس نسمۃ اور بچے کا پیدا ہونا مقدر ہے وہ ضرور پیدا ہوگا بخاری اور مسلم شریف کی متفق علیہ حدیث ہے: مَا مِنْ نَسَمَةٍ قَدَّرَ اللّٰهُ كَوْنَهَا اِلَّا وَهِيَ كَائِنَةٌ یعنی جس روح کا وجود اور ہونا اللہ تعالیٰ نے مقدر فرما دیا ہے وہ موجود ہوگا۔ اس روح کو عزل اور ضبط تولید کرنے سے نہیں روکا جا سکتا اور جس نسمۃ کا وجود مقدر نہیں ہے اس کو عزل اور دیگر ادویات وغیرہ سے روکا جا سکتا ہے۔

احیاء العلوم میں امام غزالی لکھتے ہیں عام حالات میں عزل مباح ہے لہٰذا عزل یعنی مادہ تولید ضائع کرنا یا عزل کے علاوہ کوئی ایسا طریقہ جس کی وجہ سے مادہ تولید رحم مادہ میں نہ پہنچے اورعزل کے معنی میں ہو مباح ہے لیکن عزل کا ترک کرنا اولیٰ ہے آپ فرماتے ہیں بچے پیدا نہ کرنے کی مثال مسجد میں بیٹھنے والے تارک ذکر اور نفلی صلاۃ کے تارک کی ہے یا مکہ مکرمہ میں مقیم ہر سال حج نہ کرنے والے کی ہے کہ ذکر کا ترک اور نفلی صلوٰۃ کا ترک اور ہر سال مکہ مکرمہ میں مقیم آدمی کیلئے حج ترک کرنا مکروہ ہے یعنی اولیٰ اور افضل کا ترک ہے لیکن اس میں گناہ نہیں ہے۔ کیونکہ مکروہ تنزیہہ کے ارتکاب سے گناہ نہیں ہوتا لہٰذا بچوں کو پیدا ہونے سے روکنا خلاف اولیٰ اور مکروہ تنزیہہ ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں عزل اور ضبط تولید کی اباحت اور کراہت میں اختلاف ہے اور اس میں چار مذہب میں اول عزل ہر حال میں مطلقاً مباح ہے۔ الثانی ہر حال میں عزل مطلقاً حرام ہے۔ الثالث بیوی کی رضا کے بعد مباح اور بغیر رضا کے حرام ہے۔ الرابع مملوکہ لونڈی میں عزل مباح اور آزاد بیوی میں حرام ہے پھر فرماتے ہیں صحیح یہ ہے کہ ہر حال مطلقاً مباح ہے۔ آپ عزل کی اباحت پر دلیل یہ دیتے ہیں کہ نہی کے لئے نص کا یا منصوص پر قیاس کا ہونا ضروری ہوتا ہے اور یہاں عزل میں نہ نص ہے اور نہ منصوص مقیس علیہ ہے۔ بلکہ یہاں اصل مقیس علیہ ایسا ہے جس پر عزل کی اباحت کو قیاس کیا جا سکتا ہے مثلاً بالکل ترک نکاح یا بعد النکاح ترک جماع یا دخول کے بعد ترک انزال ان تینوں امور میں شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب سے نہی نہیں ہے۔ لہٰذا ان امور سے منہی عنہ کا ارتکاب لازم نہیں آئے گا اور عزل اور مذکورہ امور میں فرق نہیں ہے کیونکہ ولد کا وجود اور قرار رحم میں نطفہ کے وصول سے ہوتا ہے اور اس کے

احیاء العلوم میں امام غزالی لکھتے ہیں عام حالات میں عزل مباح ہے لہٰذا عزل یعنی مادہ تولید ضائع کرنا یا عزل کے علاوہ کوئی ایسا طریقہ جس کی وجہ سے مادہ تولید رحم مادہ میں نہ پہنچے اور عزل کے معنی میں ہو مباح ہے لیکن عزل کا ترک کرنا اولیٰ ہے آپ فرماتے ہیں بچے پیدا نہ کرنے کی مثال مسجد میں بیٹھنے والے تارک ذکر اور نفلی صلاۃ کے تارک کی ہے یا مکہ مکرمہ میں مقیم ہر سال حج نہ کرنے والے کی ہے کہ ذکر کا ترک اور نفلی صلوٰۃ کا ترک اور ہر سال مکہ مکرمہ میں مقیم آدمی کیلئے حج ترک کرنا مکروہ ہے یعنی اولیٰ اور افضل کا ترک ہے لیکن اس میں گناہ نہیں ہے۔ کیونکہ مکروہ تنزیہہ کے ارتکاب سے گناہ نہیں ہوتا لہٰذا بچوں کو پیدا ہونے سے روکنا خلاف اولیٰ اور مکروہ تنزیہہ ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں عزل اور ضبط تولید کی اباحت اور کراہت میں اختلاف ہے اور اس میں چار مذہب میں اول عزل ہر حال میں مطلقاً مباح ہے۔ الثانی ہر حال میں عزل مطلقاً حرام ہے۔ الثالث بیوی کی رضا کے بعد مباح اور بغیر رضا کے حرام ہے۔ الرابع مملوکہ لونڈی میں عزل مباح اور آزاد بیوی میں حرام ہے پھر فرماتے ہیں صحیح یہ ہے کہ ہر حال مطلقاً مباح ہے۔ آپ عزل کی اباحت پر دلیل یہ دیتے ہیں کہ نہی کے لئے نص کا یا منصوص پر قیاس کا ہونا ضروری ہوتا ہے اور یہاں عزل میں نہ نص ہے اور نہ منصوص مقیس علیہ ہے۔ بلکہ یہاں اصل مقیس علیہ ایسا ہے جس پر عزل کی اباحت کو قیاس کیا جا سکتا ہے مثلاً بالکل ترک نکاح یا بعد النکاح ترک جماع یا دخول کے بعد ترک انزال ان تینوں امور میں شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب سے نہی نہیں ہے۔ لہٰذا ان امور سے منہی عنہ کا ارتکاب لازم نہیں آئے گا اور عزل اور مذکورہ امور میں فرق نہیں ہے کیونکہ ولد کا وجود اور قرار رحم میں نطفہ کے وصول سے ہوتا ہے اور اس کے

چار اسباب ہیں۔ اول النکاح، دوم مباشرت، سوم انزال تک صبر کرنا، چہارم رحم میں نطفہ پہنچانا، چوتھے امر سے امتناع یعنی عزل کرنے کی وجہ سے رحم مادر میں نطفہ پہنچانے سے امتناع اور رکنا، تیسرے سے امتناع اور باز رہنے کی طرح ہے اسی طرح تیسرا سبب دوسرے کی طرح ہے اور دوسرا پہلے کی طرح ہے۔

ان چاروں کے ذریعہ سے یا ان چار میں سے کسی ایک کے ذریعہ سے امتناع اولاد اور اولاد کو وجود میں آنے سے روکنا قتل خفی اور واد خفی کے معنی میں نہیں ہے۔ کیونکہ واد خفی اور قتل وہ ہوتا ہے جو موجود کو فاسد کرے اور یہ جنایت ہوتی ہے۔ اور وہ عمل جس سے غیر موجود وجود میں نہ آ سکے وہ قتل اور واد خفی یعنی بچوں کو زندہ قبر میں دفن کرنا اور جنایت نہیں ہے۔ لہٰذا اولاد کو وجود میں آنے سے روکنا واد خفی اور قتل نہیں ہے۔ پھر وجود اور حصول ولد کے مراتب کے اختلاف سے جنایت بھی مختلف ہوتی ہے مثلاً پہلا مرتبہ یہ ہے کہ نطفہ ماں کے رحم میں عورت کے بیضہ سے مختلط ہو جائے اس کو ضائع کرنا کم جنایت ہے جب نطفہ مضغہ ہو جائے یا علقہ ہو جائے اس کا ضائع کرنا پہلی جنایت سے زیادہ جنایت ہے پھر نفخ روح کے بعد افساد ولد اس سے بڑی جنایت ہے اور انفصال ولد کے بعد ولد کو ختم کرنا قتل نفس کی جنایت عظیمہ ہے۔ اسی لئے ہمارے علماء کرام رحم مادر میں نطفہ کے قرار کے بعد اس کے مطلقاً ولد الحلال ہو یا ولد الزنا ضائع کرنے کی اجازت نہیں دیتے مگر بعض صورتوں میں اس کے ضائع کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ جس کی تفصیل آپ اس فصل کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ لہٰذا ہر وہ عمل جائز ہے جس سے ولد کو وجود میں نہ آنے دے اور ہر وہ عمل ناجائز ہے جس میں ولد کے مادہ کا اسقاط ہو۔ یعنی امتناع ولد جائز ہے اور اسقاط جائز نہیں مگر بوقت شرعی ضرورت۔

- امام غزالی فرماتے ہیں اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ عزل اور ضبط تولید اگر چہ ولد کو وجود میں آنے سے روکنے کی وجہ سے مکروہ نہیں ہے لیکن ہوسکتا ہے عاذل کی نیت فاسدہ کی وجہ سے جائز نہ ہو۔ تو میں کہوں گا عزل اور ولد کو وجود میں آنے سے روکنے پر باعث ارادہ اور نیت کی پانچ اقسام ہیں اول یہ کہ لونڈی میں عزل اس ارادہ سے ہو کہ وہ ام ولد ہونے کی وجہ سے آزاد نہ ہو جائے۔ یہ ارادۃ فاسدۃ اور منہی عنہا نہیں ہے۔ دوم یہ کہ عاذل کا عزل ضبط تولید سے ارادہ یہ ہو کہ بیوی کا جمال باقی رہے کیونکہ حمل ہونے سے جمال قائم نہیں رہتا یا اس خوف کی نیت سے عزل ہو کہ وضع حمل کی وجہ سے بیوی ہلاک نہ ہو جائے تو یہ ارادہ بھی فاسدۃ اور منہی عنہا نہیں ہے۔

سوم عزل اس ارادہ سے ہو کہ کثرت اولاد کی وجہ سے کسب معاش میں مصروفیت کی وجہ سے عبادات اور دینی امور میں رکاوٹ پیدا ہو گی یا اولاد کی وجہ سے کسب معاش میں حرام رزق کے حصول کا خوف ہو تو یہ ارادہ بھی فاسدہ اور منہی عنہا نہیں ہے، چہارم عزل اس ارادہ سے ہو کہ لڑکیاں پیدا ہوں گی پھر نکاح کر کے دوسروں کو دینا ہوں گی اور یہ شرم کی بات ہے جس طرح کفر کے دور میں ہوتا تھا۔ یہ نیت فاسدۃ اور منہی عنہا ہے اگر اس نیت سے ترک نکاح یا عزل کیا جائے تو جائز نہیں ہے۔ پنجم عورت مرد کو عزل پر اُکساتی ہے کہ اس کو رضاع اور وضع حمل اور نفاس اور حمل میں مشقت سے عار آتی ہے یہ عادت خوارج کی خواتین کی تھی یہ عورتیں ایام حیض کی نمازیں بھی ترک نہیں کرتی تھیں۔ اور بیت الخلاء میں باہر کپڑے اتار کر داخل ہوتی تھیں۔ ان کی مذکورہ نیت بھی فاسدہ اور منہی عنہ ہے۔ اس نیت سے بھی عزل جائز نہیں ہے۔ امام غزالی نے ارادہ اور نیت کے پانچ

● امام غزالی فرماتے ہیں اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ عزل اور ضبط تولید اگر چہ ولد کو وجود میں آنے سے روکنے کی وجہ سے مکروہ نہیں ہے لیکن ہوسکتا ہے عاذل کی نیت فاسدہ کی وجہ سے جائز نہ ہو۔تو میں کہوں گا عزل اور ولد کو وجود میں آنے سے روکنے پر باعث ارادہ اورنیت کی پانچ اقسام ہیں اول یہ کہ لونڈی میں عزل اس ارادہ سے ہو کہ وہ ام ولد ہونے کی وجہ سے آزاد نہ ہو جائے۔ یہ ارادۃ فاسدۃ اور منہی عنہا نہیں ہے۔ دوم یہ کہ عاذل کا عزل ضبط تولید سے ارادہ یہ ہو کہ بیوی کا جمال باقی رہے کیونکہ حمل ہونے سے جمال قائم نہیں رہتا یا اس خوف کی نیت سے عزل ہو کہ وضع حمل کی وجہ سے بیوی ہلاک نہ ہو جائے تو یہ ارادہ بھی فاسدۃ اور منہی عنہا نہیں ہے۔

سوم عزل اس ارادہ سے ہو کہ کثرت اولاد کی وجہ سے کسب معاش میں مصروفیت کی وجہ سے عبادات اور دینی امور میں رکاوٹ پیدا ہوگی یا اولاد کی وجہ سے کسب معاش میں حرام رزق کے حصول کا خوف ہو تو یہ ارادہ بھی فاسدہ اور منہی عنہا نہیں ہے، چہارم عزل اس ارادہ سے ہو کہ لڑکیاں پیدا ہوں گی پھر نکاح کر کے دوسروں کو دینا ہوں گی اور یہ شرم کی بات ہے جس طرح کفر کے دور میں ہوتا تھا۔ یہ نیت فاسدۃ اور منہی عنہا ہے اگر اس نیت سے ترک نکاح یا عزل کیا جائے تو جائز نہیں ہے۔ پنجم عورت مرد کو عزل پر اُکساتی ہے کہ اس کو رضاع اور وضع حمل اور نفاس اور حمل میں مشقت سے عار آتی ہے یہ عادت خوارج کی خواتین کی تھی یہ عورتیں ایام حیض کی نمازیں بھی ترک نہیں کرتی تھیں۔ اور بیت الخلاء میں باہر کپڑے اتار کر داخل ہوتی تھیں۔ ان کی مذکورہ نیت بھی فاسدہ اور منہی عنہ ہے۔ اس نیت سے بھی عزل جائز نہیں ہے۔ امام غزالی نے ارادہ اور نیت کے پانچ

سبب ذکر فرمائے جو یہاں ختم ہو گئے ششم سے شروع ہونے والے اسباب کا ذکر میری (محمد رفیق حسنی) کی جانب سے ہے۔

ششم دورِ حاضر میں عزل کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ بیوی اپنی مرض کی وجہ سے حمل اور حمل کے لوازمات کی طاقت نہیں رکھتی اس نیت سے بھی عزل جائز بلکہ ضروری ہے۔ ہفتم بعض مرتبہ عزل دو بچوں کے درمیان زیادہ وقفہ کرنے کی نیت سے کیا جاتا ہے تاکہ بچے صحت مند پیدا ہوں اور بیوی کی صحت قائم رہے۔ یہ بھی جائز ہے۔

اور آٹھویں وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ عزل اس ارادہ سے کیا جائے کہ عزل نہ کرنے سے اولاد کی کثرت ہوگی اور کثرتِ اولاد سے رزق میں تنگی ہوگی اور یہ خیال ہوتا ہے کہ کثرتِ اولاد غربت اور فقر کا باعث ہوتی ہے یہ نیت فاسدہ اور منہی عنہا ہے۔ دورِ حاضر میں ملکی اور قومی سطح پر اسی تصور سے برتھ کنٹرول اور ضبط تولید اور خاندانی منصوبہ بندی کی ٹی وی اور ریڈیو اور اخبارات اور اشتہارات میں تشہیر کی جارہی ہے یہ کام غیر اسلامی حکومتوں کے مشورہ سے اسلامی ریاستیں بھی کر رہی ہیں۔ مسلم اصحاب اقتدار کا خیال ہے ''بچے دو ہی اچھے'' اور کم آبادی خوشحالی کا باعث ہوتی ہے اس نیت سے برتھ کنٹرول اور ضبط تولید نہایت قبیح اور حرام ہے کیونکہ اس تصور سے عزل اور برتھ کنٹرول کرنے میں یہ عقیدہ کارفرما ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رازق نہیں ہے حالانکہ قرآنِ مجید میں ہے: وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا ۔یعنی زمین میں کوئی جانور ایسا نہیں جس کے رزق کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ پر نہ ہو۔ سب کا رازق اللہ تعالیٰ ہے اور فرمایا: لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ۔ (ترجمہ) یعنی اپنی اولاد کو فقر کے خوف سے قتل نہ کرو۔ چین کی

آبادی ایک ارب اور کچھ کروڑ ہے حالانکہ وہ ترقی یافتہ ایٹمی ملک ہے اسی طرح بیسیوں کثرت آبادی والے ملک ترقی یافتہ ہیں اور کم آبادی والے ملک غیر ترقی یافتہ ہیں بلکہ کثرت افراد سے تو رزق بڑھتا ہے کمی نہیں آتی۔ دراصل معاشی اور اقتصادی بدحالی کی وجہ اقتصادی ظالمانہ نظام ہے اور حکمرانوں اور سرمایہ داروں کی جانب سے غیر منصفانہ دولت کی لوٹ مار ہے۔ اسی طرح خاندانوں میں بعض کثیر الاولاد لوگ خوش حال ہوتے ہیں اور کم اولاد والے لوگ محتاج ہوتے ہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ فاسد اور غلط نیت سے ترک نکاح اور عزل اور امتناع اولاد کے دوسرے طریقے جائز نہیں ہیں۔ اور اگر نیت فاسد اور غلط نہ ہو تو ترک نکاح اور عزل وغیرہ کے لئے ایسے اعمال کا ارتکاب کہ جس سے بچہ ماں کے رحم میں قرار نہ پکڑے جائز ہیں۔

فائدہ: دورِ حاضر میں ضبط تولید اور توالد اور تناسل کو کنٹرول کرنے کے متعدد طریقے مروج ہیں وہ طریقے جو عزل کے معنی میں ہیں وہ جائز ہیں اور جو طریقے عزل کے معنی میں نہیں وہ جائز نہیں ہیں۔

- پہلا طریقہ عزل ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ مجامعت کے وقت انزال عورت کے مخصوص عضو میں نہ کیا جائے بلکہ باہر انزال کیا جائے۔
- دوسرا طریقہ کنڈوم کا طریقہ ہے اور یہ عزل کی طرح ہے کہ مرد اپنے عضو پر غبارہ چڑھا لیتا ہے اور انزال غبارے میں ہوتا ہے مجامعت کے بعد غبارے کو پھینک دیا جاتا ہے۔
- تیسرا طریقہ عورت اپنے مخصوص عضو میں چھلہ یا غبارہ رکھ لیتی ہے مرد کا پانی اسی غبارے میں رہتا ہے رحم میں نہیں جاتا یہ بھی جائز ہے۔

آبادی ایک ارب اور کچھ کروڑ ہے حالانکہ وہ ترقی یافتہ ایٹمی ملک ہے اسی طرح بیسیوں کثرت آبادی والے ملک ترقی یافتہ ہیں اور کم آبادی والے ملک غیر ترقی یافتہ ہیں بلکہ کثرت افراد سے تو رزق بڑھتا ہے کمی نہیں آتی۔ دراصل معاشی اور اقتصادی بدحالی کی وجہ اقتصادی ظالمانہ نظام ہے اور حکمرانوں اور سرمایہ داروں کی جانب سے غیر منصفانہ دولت کی لوٹ مار ہے۔ اسی طرح خاندانوں میں بعض کثیر الاولاد لوگ خوش حال ہوتے ہیں اور کم اولاد والے لوگ محتاج ہوتے ہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ فاسد اور غلط نیت سے ترک نکاح اور عزل اور امتناع اولاد کے دوسرے طریقے جائز نہیں ہیں۔ اور اگر نیت فاسد اور غلط نہ ہو تو ترک نکاح اور عزل وغیرہ کے لئے ایسے اعمال کا ارتکاب کہ جس سے بچہ ماں کے رحم میں قرار نہ پکڑے جائز ہیں۔

فائدہ: دورِ حاضر میں ضبط تولید اور توالد اور تناسل کو کنٹرول کرنے کے متعدد طریقے مروج ہیں وہ طریقے جو عزل کے معنی میں ہیں وہ جائز ہیں اور جو طریقے عزل کے معنی میں نہیں وہ جائز نہیں ہیں۔

- پہلا طریقہ عزل ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ مجامعت کے وقت انزال عورت کے مخصوص عضو میں نہ کیا جائے بلکہ باہر انزال کیا جائے۔
- دوسرا طریقہ کنڈوم کا طریقہ ہے اور یہ عزل کی طرح ہے کہ مرد اپنے عضو پر غبارہ چڑھا لیتا ہے اور انزال غبارے میں ہوتا ہے مجامعت کے بعد غبارے کو پھینک دیا جاتا ہے۔
- تیسرا طریقہ عورت اپنے مخصوص عضو میں چھلہ یا غبارہ رکھ لیتی ہے مرد کا پانی اسی غبارے میں رہتا ہے رحم میں نہیں جاتا یہ بھی جائز ہے۔

- چوتھا طریقہ عورت کو انجیکشن لگایا جاتا ہے یا ٹیبلٹ استعمال کرائے جاتے ہیں جس کی وجہ سے حیض کے ایام آگے پیچھے ہونے سے شاید عورت کے بیضے پیدا نہیں ہو پاتے اور حمل قرار نہیں پکڑتا۔ یہ طریقہ بھی عزل کی طرح ہونے کی وجہ سے جائز ہے۔
- پانچواں طریقہ عورت کی اس نالی کو کاٹ دیا جاتا ہے جس کے ذریعہ سے بیضے رحم میں پہنچتے ہیں یہ عمل جائز نہیں کیونکہ اس عمل سے اولاد پیدا کرنے میں مستقل رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے اور عورت بانجھ ہو جاتی ہے۔
- چھٹا طریقہ ایسے انجیکشن یا ادویہ استعمال کی جاتی ہیں جن سے عورت کی بیضے پیدا کرنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے یہ بھی ناجائز ہے اور خصی ہونے کے معنی میں ہے۔
- ساتواں طریقہ عورت کی بچہ دانی کو آپریشن کر کے نکال دیا جاتا ہے یہ بھی ناجائز ہے کیونکہ ہمیشہ کے لئے عورت کو بانجھ بنانا ہے۔
- آٹھواں طریقہ مرد کو خصی کر دیا جائے یا آپریشن سے نس کاٹ دی جائے جس سے وہ خصی ہو جائے یا ادویہ سے نطفہ میں موجود جرثوموں کو ہمیشہ کے لئے ہلاک کر دیا جائے جس کی وجہ سے اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔ یہ طریقہ جائز نہیں ہے۔

الحاصل کسی بھی مصنوعی علاج سے اولاد کے وجود میں آنے اور بچہ دانی میں قرار پکڑنے کو عارضی طریقہ سے روکنا جائز ہے اور یہ عمل عزل کے معنی میں ہے۔ اور علاج سے مرد کی یا عورت کی اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنا جائز نہیں ہے اور ایسا عمل خصاء کے معنی میں ہے۔ البتہ کسی دوسری

مرض کے علاج کرنے کی وجہ سے یا دوسری مرض کے لئے آپریشن کی وجہ سے مرد کی یا عورت کی اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت ختم ہو جائے تو یہ جائز ہے کیونکہ اولاد کی صلاحیت ختم کرنا اختیار اور قصد سے نہیں ہوا بلکہ بلا ارادہ یا بالواسطہ ہوا۔

امام غزالی نے عزل اور ضبط تولید کے جواز پر وارد بعض اعتراضات کے جواب بھی دیئے ہیں۔

سوال: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا **مَنْ تَرَکَ النِّکَاحَ مَخَافَةَ الْعَيَالِ فَلَيْسَ مِنَّا ثَلاثاً**۔ یعنی جس شخص نے عیال کے خوف سے نکاح ترک کر دیا وہ ہم سے نہیں ہے یہ کلمات آپ نے تین مرتبہ فرمائے۔ اور عزل ترک نکاح کے معنی میں ہے اس لئے ترک نکاح کی طرح عزل بھی ممنوع ہے۔ یاد رہے عزل اولاد کو رحم مادر میں وجود اور قرار پکڑنے سے روکنے کے ہر عمل کا نام ہے کیونکہ عورت کی شرمگاہ سے آلہ نکال کر مادہ تولید خارج کرنا صحابہ کرام کے زمانہ میں عزل کہلاتا تھا لیکن موجودہ ترقی یافتہ دور میں اسی معنی اور مفہوم کے متعدد طریقے جن کا ہم نے ذکر کر دیا ہے، بھی عزل کہلائیں گے۔

جواب: **لَيْسَ مِنَّا** سے **لَيْسَ عَلٰى سُنَّتِنَا وَطَرِيْقَتِنَا** مراد ہے یعنی وہ شخص ہماری سنت اور طریقہ پر نہیں ہے جس کا حاصل ترک اولیٰ اور ترک افضل ہے۔

سوال: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عزل کے متعلق فرمایا **ذاک الواد الخفی** یعنی یہ واد خفی ہے۔ اور پھر آپ نے یہ آیت پڑھی **وَاِذَا الْمَوْءُ وْدَةُ سُئِلَتْ** جب زندہ درگور بچی سوال کی جائے گی)۔ یہ مسلم شریف کی حدیث ہے معلوم ہوا عزل واد خفی کی طرح ممنوع ہے۔

- جواب صحیحین بخاری اور مسلم میں مروی احادیث صحیحہ عزل کی اباحت پر

مرض کے علاج کرنے کی وجہ سے یا دوسری مرض کے لئے آپریشن کی وجہ سے مرد کی یا عورت کی اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت ختم ہو جائے تو یہ جائز ہے کیونکہ اولاد کی صلاحیت ختم کرنا اختیار اور قصد سے نہیں ہوا بلکہ بلا ارادہ یا بالواسطہ ہوا۔

امام غزالی نے عزل اور ضبط تولید کے جواز پر وارد بعض اعتراضات کے جواب بھی دیئے ہیں۔

سوال: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مَنْ تَرَكَ النِّكَاحَ مَخَافَةَ الْعِيَالِ فَلَيْسَ مِنَّا ثَلاثاً۔ یعنی جس شخص نے عیال کے خوف سے نکاح ترک کر دیا وہ ہم سے نہیں ہے یہ کلمات آپ نے تین مرتبہ فرمائے۔ اور عزل ترک نکاح کے معنی میں ہے اس لئے ترک نکاح کی طرح عزل بھی ممنوع ہے۔ یاد رہے عزل اولاد کو رحم مادر میں وجود اور قرار پکڑنے سے روکنے کے ہر عمل کا نام ہے کیونکہ عورت کی شرمگاہ سے آلہ نکال کر مادہ تولید خارج کرنا صحابہ کرام کے زمانہ میں عزل کہلاتا تھا لیکن موجودہ ترقی یافتہ دور میں اسی معنی اور مفہوم کے متعدد طریقے جن کا ہم نے ذکر کر دیا ہے، بھی عزل کہلائیں گے۔

جواب: لَيْسَ مِنَّا سے لَيْسَ عَلٰى سُنَّتِنَا وَطَرِيْقَتِنَا مراد ہے یعنی وہ شخص ہماری سنت اور طریقہ پر نہیں ہے جس کا حاصل ترک اولیٰ اور ترک افضل ہے۔

سوال: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عزل کے متعلق فرمایا ذاک الواد الخفی یعنی یہ وادِ خفی ہے۔ اور پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَاِذَا الْمَوْءُ وْدَةُ سُئِلَتْ جب زندہ درگور بچی سوال کی جائے گی)۔ یہ مسلم شریف کی حدیث ہے معلوم ہوا عزل وادِ خفی کی طرح ممنوع ہے۔

● جواب صحیحین بخاری اور مسلم میں مروی احادیث صحیحہ عزل کی اباحت پر

بھی دلالت کرتی ہیں۔ لہٰذا تعارض کی وجہ سے علماء نے اباحت کی احادیث کو ترجیح دی ہے اور عزل کو وادِ خفی کہنے کی تاویل کی ہے کہ جس طرح ریاء کو شرک خفی کہنے سے کراہت مقصود ہوتی ہے اسی طرح عزل کو وادِ خفی کہنے سے کراہت مقصود ہے اور وہ کراہت بمعنی خلاف اولیٰ ہے۔

عزل اور ضبط تولید کے جواز پر علامہ ابن ہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں اگرچہ عزل کے مسئلہ میں اختلاف ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ عزل جائز ہے فرمایا:

وَالصَّحِيْحُ الْجَوَازُ. فَفِيْ الصَّحِيْحَيْنِ عَنْ جَابِرٍ كُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ وَفِيْ مُسْلِمٍ عَنْهُ كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَلَغَ ذَالِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَنْهَنَا وَفِي السُّنَنِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيْ اَنَّ رَجُلاً قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ جَارِيَةً وَاَنَا اَعْزِلُ عَنْهَا وَاَنَا اَكْرَهُ اَنْ تَحْمَلَ وَاَنَا اُرِيْدُ مَا اُرِيْدُ الرِّجَالُ وَاِنَّ الْيَهُوْدَ وَتُحَدِّثُ اَنَّ الْعَزْلَ هُوَ الْمَوْءُ دَةُ الصُّغْرٰى قَالَ كَذِبَتْ يَهُوْدُ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَخْلُقَه' مَا اسْتَطَعْتَ اَنْ تَصْرِفَه' وَفِيْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عِنْدِيْ جَارِيَةٌ وَّاَنَا اَعْزِلُ عَنْهَا فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ ذَالِكَ لَا يَمْنَعُ شَيْئًا. اَرَادَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ فَجَاءَ الرَّجُلُ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْجَارِيَةَ الَّتِيْ كُنْتُ ذَكَرْتُهَا لَكَ قَدْ حَمِلَتْ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُه' فَهٰذِهِ الْاَحَادِيْثُ ظَاهِرَةٌ فِيْ جَوَازِ الْعَزْلِ وَقَدْ رَوٰى عَنْ عَشْرَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ عَلِيٍّ وَسَعْدٍ

بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ وَزَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَاَبِیْ اَیُّوْبَ وَجَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَالْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ وَخَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ وَاَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ وَعَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ (اِلٰی) قَدْ اِتَّفَقَ عُمَرُو عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّہَا لَاتَکُوْنُ مَوْءُ وْدَۃُ حَتّٰی تَمُرُّ عَلَیْہَا التَّارَاتُ السَّبْعُ الخ (ج ۳،ص ۳۸۷، فتح کتاب النکاح)۔

یعنی صحیح قول عزل کا جواز ہے پس بخاری اور مسلم میں حضرت جابر سے مروی ہے ہم عزل کیا کرتے تھے اور قرآن نازل ہو رہا تھا اور مسلم میں جابر سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں عزل کرتے تھے پس یہ بات نبی کریم ﷺ کو پہنچی پس انہوں نے ہمیں منع نہ فرمایا۔ اور سنن میں ابوسعید خدری سے روایت ہے۔

بے شک ایک مرد نے کہا یارسول اللہ بے شک میری ایک لونڈی ہے اور میں اس سے عزل کرتا ہوں اور میں اس کا حاملہ ہونا ناپسند کرتا ہوں اور میں ارادہ کرتا ہوں جو ارادہ مرد کرتے ہیں اور بے شک یہود کہتے ہیں یہ عزل موء ودۃ صغریٰ ہے (چھوٹا قتل ہے) آپ نے فرمایا یہود جھوٹ بولتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کسی چیز کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمائے اس کے روکنے کی تو طاقت نہیں رکھتا۔

اور صحیح مسلم میں حضرت جابر سے روایت ہے انہوں نے کہا ایک مرد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا پس اس شخص نے کہا کہ میرے پاس لونڈی ہے میں اس سے عزل کرتا ہوں پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ عزل اس شیء کو منع نہیں کرسکتا جس کا اللہ تعالیٰ

بُنِ اَبِیْ وَقَاصٍ وَزَیْدِ بُنِ ثَابِتٍ وَاَبِیْ اَیُّوْبِ وَجَابِرٍ وَابُنِ عَبَّاسٍ وَالْحَسَنِ بُنِ عَلِیٍّ وَخَبَّابِ بُنِ الْاَرَتِّ وَاَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدُرِیَ وَعَبْدِاللّٰهِ بُنِ مَسْعُوْدٍ (اِلٰی) قَدْ اِتَّفَقَ عُمَرُو عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهَا لَاتَکُوْنُ مَوْءُ وُدَةُ حَتّٰی تَمُرُّ عَلَیْهَا التَّارَاتُ السَّبُعُ الخ (ج ۳، ص ۳۸۷، فتح کتاب النکاح)۔

یعنی صحیح قول عزل کا جواز ہے پس بخاری اور مسلم میں حضرت جابر سے مروی ہے ہم عزل کیا کرتے تھے اور قرآن نازل ہو رہا تھا اور مسلم میں جابر سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں عزل کرتے تھے پس یہ بات نبی کریم ﷺ کو پہنچی پس انہوں نے ہمیں منع نہ فرمایا۔ اور سنن میں ابوسعید خدری سے روایت ہے۔

بے شک ایک مرد نے کہا یارسول اللہ بے شک میری ایک لونڈی ہے اور میں اس سے عزل کرتا ہوں اور میں اس کا حاملہ ہونا ناپسند کرتا ہوں اور میں ارادہ کرتا ہوں جو ارادہ مرد کرتے ہیں اور بے شک یہود کہتے ہیں یہ عزل موء ودۃ صغریٰ ہے (چھوٹا قتل ہے) آپ نے فرمایا یہود جھوٹ بولتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کسی چیز کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمائے اس کے روکنے کی تو طاقت نہیں رکھتا۔

اور صحیح مسلم میں حضرت جابر سے روایت ہے انہوں نے کہا ایک مرد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا پس اس شخص نے کہا کہ میرے پاس لونڈی ہے میں اس سے عزل کرتا ہوں پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ عزل اس شیء کو منع نہیں کر سکتا جس کا اللہ تعالیٰ

نے ارادہ فرمایا ہے وہ کہتے ہیں وہی مرد آیا تو اس نے عرض کی یارسول اللہ بے شک وہ لونڈی جس کا میں نے آپ کو ذکر کیا تھا حاملہ ہو گئی ہے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور رسول ہوں۔ پس یہ حدیثیں جواز عزل میں ظاہر ہیں اور دس صحابہ کرام سے عزل کا جواز روایت کیا گیا ہے۔ حضرت علی اور سعد بن ابی وقاص اور زید بن ثابت اور ابو ایوب انصاری اور جابر اور ابن عباس اور حسن بن علی اور خباب ابن الارت اور ابی سعید خدری اور عبداللہ ابن مسعود (یہاں تک) عمر اور علی نے اس پر اتفاق کیا کہ یہ عزل واد یعنی زندہ درگور کرنا نہیں ہے حتیٰ کہ اس پر سات مرحلہ گزریں۔ الخ۔ پھر حضرت علی نے آیت پڑھی جس میں سات مراحل تخلیق کا ذکر ہے۔

معلوم ہوا اگر نیت فاسدہ نہ ہو تو عزل جائز ہے اور صحابہ کرام کا معمول رہا ہے بلکہ ضرورت ہونے پر عزل واجب ہو جاتا ہے مثلاً کسی عورت کے بچے آپریشن سے پیدا ہوتے رہے اب آپریشن کرانے میں عورت کے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے تو شوہر پر واجب ہے کہ عزل یا عزل جیسا عمل کر کے حمل کو روکے اور اگر دوسرا حمل ہو جانے کی صورت میں دودھ پینے والے بچے کے دودھ میں کمی کی وجہ سے موجودہ بچے کے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے اس صورت میں بھی حمل روکنے کا عمل واجب ہے۔ ضابطہ یہ ہے کہ اگر حمل ہونے سے موجود زندہ والدہ یا ولد کے ہلاک ہونے کا ظن ہو یا شدت مرض کا خطرہ ہو یا مرض بڑھ جانے کا اندیشہ صحیح ہو تو حمل کو روکنا ضروری ہے اور حمل روکنے میں گناہ نہیں بلکہ ثواب ہے۔ (کتب فقہ)
اور بعض علماء کرام فساد زمان کی وجہ سے حرۃ زوجہ کے عزل میں زوجہ کے اذن کے

بغیر بھی ضبط تولید کو مباح کہتے ہیں علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں زمانے کا مطلب یہ ہے کہ بری اولاد کے پیدا ہونے کا خوف ہو۔ قاضی خان کی عبارت میں ہے یُبَاحُ فِـیْ زَمَانِنَا لِفَسَادِہٖ یعنی ہمارے زمانہ میں فساد زمانہ کی وجہ سے عزل مباح ہے۔ ابن ہمام نے فرمایا: وَفِـی الْـفَتَاوٰی اِنْ خَافَ مِنَ الْوَلَدِ السُّوْءَ یَسَعُہٗ الْعَزْلُ بِغَیْرِ رَضَاھَا لِفَسَادِ الزَّمَانِ فَلْیُعْتَبَرُ مِثْلُہٗ مَنَ الْاَعْذَارِ مُسْقِطًا لِاِذْنِھَا اھ۔ یعنی فتاویٰ میں ہے اگر ولد سے سوء اور برائی کا اندیشہ ہوتو عزل بیوی کی رضا کے بغیر فساد زمانہ کی وجہ سے جائز ہے اور اس فساد زمانہ کی مثل کو عذر مسقط اذن اعتبار کیا جائے گا۔ جب صاحب خانیہ اور ابن ہمام کے دور میں اولاد کے بگڑنے کے خوف سے حرۃ بیوی کے اذن کے بغیر عزل کے جواز کا فتویٰ تھا تو موجودہ دور میں فساد زمان کی تو انتہا ہو گئی ہے کیونکہ ڈش انٹینا اور انٹرنیٹ اور عریاں نسوانی تصاویر اور ازدواجی مناظر اور نصاریٰ اور یہودی تہذیب کی ننگی یلغار کے دور میں سوء ولد کے خوف سے حمل کو روکنا بلکہ شادی نہ کرنا کیونکر جائز نہیں ہوگا۔ آج کل تو نوے فیصد بچے نافرمان اور قاتل اور ڈاکو اور فاسق پیدا ہو رہے ہیں۔ اس لئے بداخلاق سوسائٹی ہونے کی وجہ سے آج کل عزل مطلقاً جائز ہونا چاہئے تاکہ بداخلاق اولاد پیدا نہ ہو بیوی سے عزل کیلئے فساد زمانہ بیوی کی اجازت کے لئے عذر مسقط ہے۔

حمل ساقط کرنے کا حکم:

- ہمارے علماء کے نزدیک ایک سو بیس دن یعنی چار ماہ سے پہلے حمل غیر ذی روح ہوتا ہے اور وہ حمل شرعاً آدمی نہیں ہوتا اور ایک سو بیس دن کے بعد اس حمل میں روح داخل ہو جاتی ہے اور شریعت اس حمل کو انسان تسلیم کرتی ہے اور

بغیر بھی ضبط تولید کو مباح کہتے ہیں علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں زمانے کا مطلب یہ ہے کہ بری اولاد کے پیدا ہونے کا خوف ہو۔ قاضی خان کی عبارت میں ہے یُبَاحُ فِیُ زَمَانِنَا لِفَسَادِہٖ یعنی ہمارے زمانہ میں فساد زمانہ کی وجہ سے عزل مباح ہے۔ ابن ہمام نے فرمایا: وَفِی الْفَتَاوٰی اِنْ خَافَ مِنَ الْوَلَدِ السُّوْءَ یَسَعُه‘ الْعَزْلُ بِغَیْرِ رَضَاهَا لِفَسَادِ الزَّمَانِ فَلْیُعْتَبَرُ مِثْلُه‘ مَنَ الْاَعْذَارِ مُسْقِطًا لِاِذْنِهَا اھ۔ یعنی فتاویٰ میں ہے اگر ولد سے سوء اور برائی کا اندیشہ ہو تو عزل بیوی کی رضا کے بغیر فساد زمانہ کی وجہ سے جائز ہے اور اس فساد زمانہ کی مثل کو عذر مسقط اذن اعتبار کیا جائے گا۔ جب صاحب خانیہ اور ابن ہمام کے دور میں اولاد کے بگڑنے کے خوف سے حرۃ بیوی کے اذن کے بغیر عزل کے جواز کا فتویٰ تھا تو موجودہ دور میں فساد زمان کی تو انتہا ہوگئی ہے کیونکہ ڈش انٹینا اور انٹرنیٹ اور عریاں نسوانی تصاویر اور ازدواجی مناظر اور نصاریٰ اور یہودی تہذیب کی ننگی یلغار کے دور میں سوء ولد کے خوف سے حمل کو روکنا بلکہ شادی نہ کرنا کیونکر جائز نہیں ہوگا۔ آج کل تو نوے فیصد بچے نافرمان اور قاتل اور ڈاکو اور فاسق پیدا ہو رہے ہیں۔ اس لئے بداخلاق سوسائٹی ہونے کی وجہ سے آج کل عزل مطلقاً جائز ہونا چاہئے تاکہ بداخلاق اولاد پیدا نہ ہو بیوی سے عزل کیلئے فساد زمانہ بیوی کی اجازت کے لئے عذر مسقط ہے۔

حمل ساقط کرنے کا حکم:

- ہمارے علماء کے نزدیک ایک سو بیس دن یعنی چار ماہ سے پہلے حمل غیر ذی روح ہوتا ہے اور وہ حمل شرعاً آدمی نہیں ہوتا اور ایک سو بیس دن کے بعد اس حمل میں روح داخل ہو جاتی ہے اور شریعت اس حمل کو انسان تسلیم کرتی ہے اور

روح کے داخل ہو جانے سے پہلے شرعاً حمل گوشت کا لوتھڑا اور جماد ہوتا ہے۔ اس میں وہ حیاۃ جو شرعاً انسان ہونے کے لئے معتبر ہے وہ نہیں ہوتی اور اس وقت حمل کو آدمی نہیں کہا جاتا بغیر عذر ایسے حمل کے اسقاط میں انسان کے قتل کا گناہ نہیں ہوگا اور عذر کی صورت میں ایسے حمل کا اسقاط جائز ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء کرام استقرار حمل کی صورت میں اگر (ایک سو بیس دن) یعنی چار ماہ کے اندر حمل ساقط ہو جائے تو وضع حمل کو حاملہ کی عدت قرار نہیں دیتے اور چار ماہ کی تکمیل سے پہلے ساقط ہونے والے حمل کے بعد خون کو نفاس کا خون نہیں کہتے بلکہ طلاق شدہ عورت اگر وہ طلاق کی عدت گزار رہی تھی اُسے حیض کے حوالہ سے عدت گزارنا ضروری ہوتا ہے۔ اور متوفاۃ معتدۃ کو یعنی جس عدت والی حاملہ کا حمل ساقط ہو گیا اگر وہ وفات کی عدت گزار رہی تھی، اُسے چار ماہ دس دن عدت گزارنا ہوگی نامکمل حمل ساقط ہونے سے وضع حمل کی وجہ سے عدت ختم نہیں ہوگی کیونکہ شرعاً ایسی عورت کو حاملہ نہیں کہا جاتا لہٰذا سقوطِ حمل کے بعد خون اگر تین دن سے کم ہے تو استحاضہ اور بیماری کا خون ہوگا اور اگر تین دن سے زیادہ ہے تو حیض شمار ہوگا اور یہ خون نفاس کا خون شمار نہیں ہوگا۔ اور حمل کے اسقاط میں عذر کی صورت میں کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

- اور ایک سو بیس دن کے بعد کا حمل جائز ہو یا ناجائز ضائع کرنا یا گرانا حرام ہے اور اس کے اسقاط میں آدمی کے قتل کا گناہ ہے۔ مگر ایک صورت میں کہ حمل ساقط نہ کرانے میں حاملہ کے ہلاک ہونے کا ظن غالب ہو۔ مثلاً پیٹ میں بچہ فوت ہو جائے اور اس سے حاملہ کی زندگی کو خطرہ ہو یا آج کل کی یقینی سائنسی میڈیکل ذرائع سے معلوم ہو کہ بچے کو ایسا مہلک متعدی مرض ہے جس کی وجہ سے

حاملہ کے ہلاک ہو جانے کا خطرہ ہے تو اس بچہ کو ضائع کرنا ضروری ہے اور ایسی صورت میں اسقاطِ حمل میں گناہ نہیں ہوگا۔

مفتی بہ قول پر ایک سو بیس دن مکمل ہونے سے پہلے حمل ضائع کرنے میں تفصیل اس طرح ہے کہ اگر کوئی عذر ہے تو حمل ضائع کرنا جائز ہے۔ جواز اسقاط کے لئے ماں کی موت کا اندیشہ یا دوسرے بچے کے ہلاک ہونے کا خطرہ بھی عذر ہے۔ نیز فساد زمان کی وجہ سے اولاد کے مخرب اخلاق ہونے کا اندیشہ بھی عذر ہوسکتا ہے۔اور کنواری ماں کے لئے ناجائز حمل کو ایک سو بیس دن سے پہلے ضائع کرنا بھی جائز ہے کیونکہ کنواری ماں کے بچے کو ضائع نہ کرنے کی صورت میں پورے خاندان اورلڑکی کے لئے معاشرہ میں ذلت اور رسوائی ہو گی لہذا ذلت اور رسوائی سے بچنے کے لئے اور بچے کو بھی ہمیشہ کی عار اور ذلت سے بچانے کی نیت سے ایک سو بیس دن سے پہلے حمل ضائع کرنے میں میرے خیال کے مطابق ان شاء اللہ گناہ نہیں ہوگا کیونکہ بعض فقہاء کرام کی عبارات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایک سو بیس دن کی تکمیل سے پہلے بغیر عذر بھی حمل ضائع کرنے میں گناہ نہیں ہوتا تو جب عذر ہو تو بالاتفاق گناہ نہیں ہونا چاہئے اور کنواری ماں کی رسوائی اور خاندان اور اس کی بدنامی بھی عذر ہونا چاہئے۔ واللہ اعلم (درمختار، بحرالرائق)۔

● اور اگر اسقاط کے لئے عذر نہیں اور حمل بھی جائز ہے تو ایک سو بیس دن سے پہلے حمل ضائع کرنے میں آدمی کے قتل کرنے کے برابر تو گناہ نہیں ہوگا تاہم مختلف مراتب کی مناسبت سے گناہ ضرور ہوگا مثلاً استقرار حمل کے بعد نطفہ کے ضائع کرنے کا گناہ کم ہے اور مضغۃ کے ضائع کرنے کا گناہ اس سے زیادہ ہے اور علقہ کے ضائع کرنے کا اس سے بھی زیادہ گناہ ہے۔ پھر حمل کے مکمل ہونے اور

حاملہ کے ہلاک ہو جانے کا خطرہ ہے تو اس بچہ کو ضائع کرنا ضروری ہے اور ایسی صورت میں اسقاطِ حمل میں گناہ نہیں ہوگا۔

مفتی بہ قول پر ایک سو بیس دن مکمل ہونے سے پہلے حمل ضائع کرنے میں تفصیل اس طرح ہے کہ اگر کوئی عذر ہے تو حمل ضائع کرنا جائز ہے۔ جواز اسقاط کے لئے ماں کی موت کا اندیشہ یا دوسرے بچے کے ہلاک ہونے کا خطرہ بھی عذر ہے۔ نیز فساد زمان کی وجہ سے اولاد کے مخرب اخلاق ہونے کا اندیشہ بھی عذر ہوسکتا ہے۔ اور کنواری ماں کے لئے ناجائز حمل کو ایک سو بیس دن سے پہلے ضائع کرنا بھی جائز ہے کیونکہ کنواری ماں کے بچے کو ضائع نہ کرنے کی صورت میں پورے خاندان اور لڑکی کے لئے معاشرہ میں ذلت اور رسوائی ہو گی لہذا ذلت اور رسوائی سے بچنے کے لئے اور بچے کو بھی ہمیشہ کی عار اور ذلت سے بچانے کی نیت سے ایک سو بیس دن سے پہلے حمل ضائع کرنے میں میرے خیال کے مطابق ان شاء اللہ گناہ نہیں ہوگا کیونکہ بعض فقہاء کرام کی عبارات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایک سو بیس دن کی تکمیل سے پہلے بغیر عذر بھی حمل ضائع کرنے میں گناہ نہیں ہوتا تو جب عذر ہو تو بالاتفاق گناہ نہیں ہونا چاہئے اور کنواری ماں کی رسوائی اور خاندان اور اس کی بدنامی بھی عذر ہونا چاہئے۔ واللہ اعلم (درمختار، بحرالرائق)۔

● اور اگر اسقاط کے لئے عذر نہیں اور حمل بھی جائز ہے تو ایک سو بیس دن سے پہلے حمل ضائع کرنے میں آدمی کے قتل کرنے کے برابر تو گناہ نہیں ہوگا تاہم مختلف مراتب کی مناسبت سے گناہ ضرور ہوگا مثلاً استقرار حمل کے بعد نطفہ کے ضائع کرنے کا گناہ کم ہے اور مضغۃ کے ضائع کرنے کا گناہ اس سے زیادہ ہے اور علقہ کے ضائع کرنے کا اس سے بھی زیادہ گناہ ہے۔ پھر حمل کے مکمل ہونے اور

عظام کے لباس اور لحم کے لباس میں مزین ہونے کے بعد اور نفخ روح سے پہلے حمل ضائع کرنے میں پہلے مراتب سے بھی زیادہ گناہ ہے اور نفخ روح کے بعد زندہ آدمی کے قتل کے برابر گناہ ہوگا۔ (احیاء العلوم)۔

نیز اس تفصیل کو ہم نے درمختار اور شامی اور بحرالرائق کی درج ذیل عبارتوں سے اخذ کیا ہے۔ درمختار میں ہے: وَقَالُوْا يُبَاحُ اِسْقَاطُ الْوَلَدِ قَبْلَ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ وَلَوْ بِلاَ اِذْنِ الزَّوْجِ (نکاح الرقیق) یعنی مشائخ اور علماء نے فرمایا بیوی کے لئے ولد کا چار ماہ سے قبل اسقاط اگر چہ زوج کی اجازت کے بغیر ہو مباح ہے۔ اس عبارت سے مطلقاً حمل ضائع کرنے کا جواز معلوم ہوتا ہے بشرطیکہ چار ماہ میں اسقاط ہو۔ شامی میں ہے:

(قَوْلُهٗ وَقَالُوْا الخ) قَالَ فِي النَّهْرِ بَقِيَ هَلْ يُبَاحُ الْاِسْقَاطُ بَعْدَ الْحَمْلِ؟ نَعَمْ يُبَاحُ مَالَمْ يُتَخَلَّقْ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَنْ يَكُوْنَ ذَالِكَ اِلَّا بَعْدَ مِائَةٍ وَعِشْرِيْنَ يَوْمًا وَهٰذَا يَقْتَضِيْ اَنَّهُمْ اَرَادُوْا بِالتَّخْلِيْقِ نَفْخُ الرُّوْحِ وَ اِلَّا فَهُوَ غَلَطٌ لِاَنَّ التَخْلِيْقَ يَتَحَقَّقُ بِالْمُشَاهَدَةِ قَبْلَ هٰذِهِ الْمُدَّةِ كَذَا فِي الْفَتْحِ وَاِطْلَاقُهُمْ يُفِيْدُ عَدَمَ تَوَقُّفِ جَوَازِ اِسْقَاطِهَا قَبْلَ الْمُدَّةِ الْمَذْكُوْرَةِ عَلٰى اِذْنِ الزَّوْجِ۔ (باب نکاح الرقیق)

یعنی نہر الفائق میں ہے باقی رہا یہ کہ کیا حمل کے بعد اسقاط جائز ہے؟ ہاں اس وقت تک مباح ہے جب تک اس حمل کا کوئی عضو تیار اور متخلق نہ ہوا ہو اور یہ تخلیق عضو ایک سو بیس دن کے بعد ہی ہوتی ہے۔ یہ عبارت تقاضا کرتی ہے کہ مشائخ علماء کی تخلیق سے مراد نفخ روح ہے

ورنہ یہ غلط ہے کیونکہ مشاہدہ سے ثابت ہے کہ تخلیق اور تصویر اعضاء ایک سوبیس دن سے پہلے متحقق ہو جاتی ہے اسی طرح فتح القدیر میں ہے اور مشائخ کا بغیر تقیید کے ذکر کرنا فائدہ دیتا ہے کہ جواز اسقاط مدت مذکورہ سے قبل شوہر کی اجازت پر موقوف نہیں ہے۔ اس عبارت سے بھی عذر اور بلا عذر دونوں صورتوں میں حمل ضائع کرنے کا جواز معلوم ہوتا ہے نیز اس عبارت میں مشائخ کے تغافل کا ازالہ کیا گیا ہے کہ وہ کہتے ہیں اعضاء کی تخلیق ایک سوبیس دن کے بعد ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے اس لئے فتح القدیر میں فرمایا گیا کہ مشائخ کی مراد نفخ روح ہے کیونکہ ولد کے جسم میں روح ایک سوبیس دن کے بعد پڑتی ہے لیکن اعضاء ایک سوبیس دن سے پہلے مکمل ہو جاتے ہیں۔ اور باب العدۃ میں وضع حمل کی بحث میں بھی اعضاء کی تخلیق سے ایک سو بیس دن مراد ہوں گے کہ اگر ایک سوبیس دن کے بعد حمل ساقط ہوا تو حمل کے احکام جاری ہوں گے اور اگر ایک سوبیس دن سے پہلے حمل ساقط ہوا تو حمل کے احکام جاری نہیں ہوں گے جس طرح باب العدت میں ان شاء اللہ ذکر ہوگا۔

اس مسئلہ کی ضرورت بھی پیش آتی رہتی ہے کہ بعض دفعہ مطلقہ یا متوفی عنہا حاملہ عورت عدت ساقط کرنے کے لئے حمل ساقط کرا دیتی ہے کیونکہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہوتی ہے اس لئے مدت حمل کے تناظر میں عدت کا حکم بیان کیا جائے گا کہ اگر ایک سوبیس دن کا حمل نہیں تھا تو وضع حمل سے عدت ساقط نہیں ہوگی اور اگر ایک سوبیس دن یا اس سے زائد کا حمل تھا تو عدت ساقط ہو جائے گی۔

ورنہ یہ غلط ہے کیونکہ مشاہدہ سے ثابت ہے کہ تخلیق اور تصویر اعضاء ایک سوبیس دن سے پہلے متحقق ہو جاتی ہے اسی طرح فتح القدیر میں ہے اور مشائخ کا بغیر تقیید کے ذکر کرنا فائدہ دیتا ہے کہ جواز اسقاط مدت مذکورہ سے قبل شوہر کی اجازت پر موقوف نہیں ہے۔ اس عبارت سے بھی عذر اور بلا عذر دونوں صورتوں میں حمل ضائع کرنے کا جواز معلوم ہوتا ہے نیز اس عبارت میں مشائخ کے تغافل کا ازالہ کیا گیا ہے کہ وہ کہتے ہیں اعضاء کی تخلیق ایک سوبیس دن کے بعد ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے اس لئے فتح القدیر میں فرمایا گیا کہ مشائخ کی مراد نفخ روح ہے کیونکہ ولد کے جسم میں روح ایک سوبیس دن کے بعد پڑتی ہے لیکن اعضاء ایک سوبیس دن سے پہلے مکمل ہو جاتے ہیں۔ اور باب العدۃ میں وضع حمل کی بحث میں بھی اعضاء کی تخلیق سے ایک سو بیس دن مراد ہوں گے کہ اگر ایک سوبیس دن کے بعد حمل ساقط ہوا تو حمل کے احکام جاری ہوں گے اور اگر ایک سوبیس دن سے پہلے حمل ساقط ہوا تو حمل کے احکام جاری نہیں ہوں گے جس طرح باب العدت میں ان شاء اللہ ذکر ہوگا۔

اس مسئلہ کی ضرورت بھی پیش آتی رہتی ہے کہ بعض دفعہ مطلقہ یا متوفی عنہا حاملہ عورت عدت ساقط کرنے کے لئے حمل ساقط کرا دیتی ہے کیونکہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہوتی ہے اس لئے مدت حمل کے تناظر میں عدت کا حکم بیان کیا جائے گا کہ اگر ایک سوبیس دن کا حمل نہیں تھا تو وضع حمل سے عدت ساقط نہیں ہوگی اور اگر ایک سوبیس دن یا اس سے زائد کا حمل تھا تو عدت ساقط ہو جائے گی۔

وَفِی الْخَانِیَةِ مِنْ کِتَابِ الْکَرَاهِیَةِ وَلَا اَقُوْلُ بِالحِلِّ اِذِ الْمُحْرِمُ لَوْ کَسَرَ بَیْضَ الصَّیْدِ ضَمِنَه' لِاَنَّه' اَصْلُ الصَّیْدِ فَلَمَّا کَانَ یُؤَاخَذُ بِالْجَزَاءِ فَلاَ اَقَلَّ مِنْ اَنْ یَلْحَقَهَا اِثْمٌ هُنَا اِذَا اَسْقَطَتْ بِغَیْرِ عُذْرٍ اھ

قَالَ اِبْنَ وَهْبَانُ وَمِنَ الْاَعْذَارِ اَنْ یَّنْقَطِعَ لَبْنُهَا بَعْدَ ظُهُوْرِ الْحَمْلِ وَلَیْسَ لِاَبِیْ الصَّبِیِّ مَا یَسْتَأْجِرُ بِهِ الظِئْرَ وَیَخَافُ هَلاَکَه'

یعنی قاضی خان کے باب الکراہت میں ہے کہ میں اسقاط کے جواز کا قول نہیں کرتا کیونکہ احرام والا شخص اگر شکار کے انڈے توڑ دے تو اس پر اس کی ضمان واجب ہے کیونکہ انڈا شکار کا اصل ہے جب صید کے انڈے میں جزاء سے مؤاخذہ کیا جاتا ہے تو اسقاط حمل میں (اگرچہ ایک سوبیس دن سے پہلے ہو) کم از کم گناہ تو ہونا چاہئے جب عورت اسقاط بغیر عذر کے کرائے۔

ابن وھبان فرماتے ہیں یہ بھی عذر ہے کہ دوسرے حمل کے ظہور سے دودھ خشک ہو جائے اور بچے کے باپ کے لئے دودھ پلانے والی کا انتظام نہ ہو سکے اور دودھ پینے والے بچے کے ہلاک ہونے کا خطرہ ہو۔ (ہمارے زمانہ میں یہ عذر نہیں رہا۔ کیونکہ دودھ پلانے والی کی جگہ بوتل نے لے لی ہے)۔

- بحر الرائق میں ہے:

وَفِی النَّوَادِرِ اِمْرَءَ ةٌ حَامِلٌ اِعْتَرَضَ الْوَلَدُ فِیْ بَطْنِهَا وَلاَ یُمْکِنُ

اِلَّا بِقطعِهٖ اَرْبَاعاً وَلَوْ لَمْ يُفْعَلْ ذَالِكَ يُخَافُ عَلٰى اُمِّهٖ مِنَ الْمَوْتِ فَاِنْ كَانَ الْوَلَدُ مَيِّتًا فِى الْبَطْنِ فَلاَ بَأْسَ بِهٖ وَاِنْ كَانَ حَيًّا لَا يَجُوْزُ لِاَنَّ اِحْيَاءَ نَفْسٍ بِقَتْلِ نَفْسٍ اُخْرٰى لَا يَرِدُ فِى الشَّرْعِ.

اِمْرَءَةٌ حَامِلٌ فَاَتَتْ فَاضْطَرَبَ الْوَلَدُ فِىْ بَطْنِهَا فَاِنْ كَانَ اَكْبَرَ رَأْيِهٖ اَنَّهٗ حَىٌّ حَتّٰى يُشَقَّ بَطْنَهَا لِاَنَّ ذَالِكَ تَسَبَّبَ فِىْ اِحْيَاءِ نَفْسٍ مُحْتَرَمَةٍ بِتَرْكِ تَعْظِيْمِ الْمَيِّتِ فَالْاِحْيَاءُ اَوْلٰى الخ۔
(کتاب الخطر والاباحۃ)

یعنی نوادر میں ہے حاملہ عورت کے پیٹ میں بچہ اٹک گیا اور ولادت ممکن نہیں مگر ٹکڑے ٹکڑے کر کے نکالنا ممکن ہے اگر یہ نہ کیا جائے تو ماں کی موت کا خوف ہے اگر ماں کے پیٹ میں بچہ مر چکا ہے تو اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے نکال دیا جائے اور اگر زندہ ہے تو ٹکڑے کر کے نکالنا جائز نہیں ہے اگرچہ ماں کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو کیونکہ ایک نفس کے احیاء کے لئے دوسرے نفس کا قتل جائز نہیں ہوتا۔ (موجودہ دور میں آسانی سے ماں کا آپریشن کر کے بچے کو زندہ نکال لیا جاتا ہے)۔

دوسری صورت یہ ہے کہ حاملہ عورت فوت ہوگئی اور اس کے پیٹ میں بچہ زندہ ہے اگر ظن غالب ہے کہ بچہ زندہ ہے تو ماں کا پیٹ چاک کر کے بچہ نکال لیا جائے کیونکہ میت کی تعظیم نفس محترمہ کے احیاء کے لئے ساقط ہے اور میت کا پیٹ شق کرنا جائز ہے۔

اِلَّا بِقَطْعِهٖ اَرْبَاعاً وَلَوْ لَمْ يُفْعَلْ ذَالِكَ يُخَافُ عَلٰى اُمِّهٖ مِنَ الْمَوْتِ فَاِنْ كَانَ الْوَلَدُ مَيِّتًا فِى الْبَطْنِ فَلاَ بَأْسَ بِهٖ وَاِنْ كَانَ حَيًّا لَا يَجُوْزُ لِاَنَّ اِحْيَاءَ نَفْسٍ بِقَتْلِ نَفْسٍ اُخْرٰى لَا يَرِدُ فِى الشَّرْعِ.

اِمْرَءَةٌ حَامِلٌ فَاتَتْ فَاضْطَرَبَ الْوَلَدُ فِىْ بَطْنِهَا فَاِنْ كَانَ اَكْبَرَ رَأْيِهٖ اَنَّهٗ حَىٌّ حَتّٰى يُشَقَّ بَطْنَهَا لِاَنَّ ذَالِكَ تَسَبَّبَ فِىْ اِحْيَاءِ نَفْسٍ مُحْتَرَمَةٍ بِتَرْكِ تَعْظِيْمِ الْمَيِّتِ فَالْاِحْيَاءُ اَوْلٰى الخ۔
(کتاب الحظر والاباحۃ)

یعنی نوادر میں ہے حاملہ عورت کے پیٹ میں بچہ اٹک گیا اور ولادت ممکن نہیں مگر ٹکڑے ٹکڑے کر کے نکالنا ممکن ہے اگر یہ نہ کیا جائے تو ماں کی موت کا خوف ہے اگر ماں کے پیٹ میں بچہ مر چکا ہے تو اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے نکال دیا جائے اور اگر زندہ ہے تو ٹکڑے کر کے نکالنا جائز نہیں ہے اگرچہ ماں کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو کیونکہ ایک نفس کے احیاء کے لئے دوسرے نفس کا قتل جائز نہیں ہوتا۔ (موجودہ دور میں آسانی سے ماں کا آپریشن کر کے بچے کو زندہ نکال لیا جاتا ہے)۔

دوسری صورت یہ ہے کہ حاملہ عورت فوت ہوگئی اور اس کے پیٹ میں بچہ زندہ ہے اگر ظن غالب ہے کہ بچہ زندہ ہے تو ماں کا پیٹ چاک کر کے بچہ نکال لیا جائے کیونکہ میت کی تعظیم نفس محترمہ کے احیاء کے لئے ساقط ہے اور میت کا پیٹ شق کرنا جائز ہے۔

فقہاء کی ان عبارتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ بوقت ضرورت میت کی حرمت ساقط ہو جاتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک زندگی کے لئے دوسرے کی زندگی فدیہ بنانا جائز نہیں ہے۔ اس لئے مردہ بچے کو ساقط کرنا تو جائز ہے لیکن زندہ بچے کو ساقط کرنا جائز نہیں ہے۔ لہٰذا ایک سو بیس دن کے بعد حمل جائز ہو یا ناجائز ضائع کرنا جائز نہیں ہے۔ اور ساقط کرنے پر آدمی کے قتل کرنے کا گناہ ہوگا۔ اور ایک سو بیس دن سے پہلے حمل کو عذر کی وجہ سے ساقط کرنے میں کوئی گناہ نہیں اور بغیر عذر کے ساقط کرنے میں گناہ ہے لیکن آدمی کے قتل کرنے سے کم گناہ ہے۔

الحاصل:

۱۔ ضبط تولید اور برتھ کنٹرول تمام ذرائع سے جائز ہے بشرطیکہ ضبط تولید عارضی ہو اور توالد و تناسل کی صلاحیت ہمیشہ کے لئے ختم نہ کرائی جائے۔ لیکن

۲۔ وہ ضبط تولید جس میں شوہر یا بیوی کی توالد اور تناسل کی ہمیشہ کیلئے صلاحیت ختم کر دی جائے صرف عذر کی وجہ سے جائز ہے، ورنہ جائز نہیں ہے۔

۳۔ غیر شادی شدہ یا شادی شدہ مزنیۃ اگر ضبط تولید کا عمل کرے تو اس کو صرف زنا کا گناہ ہوگا قتل آدمی کا گناہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ امام غزالی اور فقہاء کی تحقیق کے مطابق جب جائز اولاد کا وجود فساد زمانہ کی وجہ سے روکنا جائز ہے تو ناجائز اولاد کو روکنا بطریق اولیٰ جائز ہونا چاہیئے کیونکہ ولد الزنا اولاد کے پیدا ہونے سے مزنیہ اور اس کی برادری اور پوری قوم کے لئے رسوائی ہوگی اور ولد الزنا نوجوان معاشرتی برائیوں کا باعث بھی ہوتے ہیں اس لئے زنا سے وجود میں آنے والی نسل کو برتھ کنٹرول کے ذرائع سے روکنا جائز ہونا چاہیئے۔ لیکن اس جواز کا یہ مفہوم نہیں کہ بدکاری کو فروغ دیا جائے۔ اس کے

جواز کی نظیر حدیث شریف میں ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَخَشِيْتُ عَلَيْكُمْ مَا هُوَ اَكْبَرُ مِنْهُ وَهُوَ الْعُجْبُ الْعُجْبُ الْعُجْبُ اَوْ كَمَا قَالَ۔

۴۔ یعنی اگر تم گناہ نہیں کرو گے تو مجھے تم پر گناہ سے بڑی چیز کا اندیشہ ہے اور وہ عجب اور خود پسندی ہے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین مرتبہ اس بات کا اعادہ فرمایا:

دوسری حدیث میں ہے اگر تم گناہ نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ دوسری قوم پیدا فرمائے گا وہ قوم گناہ کرے گی اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کی مغفرت فرمائے گا اوراس کی شان غفاریت کا اظہار ہوگا۔ (رفیق المذنبین)

ان احادیث مبارکہ اور ان جیسی دیگر احادیث سے اللہ تعالیٰ کی شان غفاریت کے اظہار اور تکبر اور عجب سے اجتناب کی ترغیب دینے کے لئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گناہ گاروں کو امید کی راہ دکھائی تاکہ گنہگار گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور وسعت مغفرت سے مایوس نہ ہو جائیں لیکن ان احادیث میں گناہ کرنے کی ترغیب نہیں ہے۔

اسی طرح مزنیہ کے لئے ضبط تولید کے عمل کے جواز کے قول میں زنا کی ترغیب مقصود نہیں ہے کیونکہ زنا ایسا کبیرہ گناہ ہے جو کسی نبی کے دور میں بھی جائز نہیں رہا۔ اور بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتا خصوصاً وہ زانی اور زانیہ سخت مجرم ہیں جو برتھ کنٹرول کو زنا کا راستہ ہموار کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

● سننے میں آیا ہے کہ موجودہ دور میں ہسپتالوں میں کام کرنے والی نرسیں اور خواتین ڈاکٹرز، کالجوں اور یونیورسٹیوں اور ہوٹلوں اور دفتروں میں کام کرنے

جواز کی نظیر حدیث شریف میں ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَخَشِيْتُ عَلَيْكُمْ مَا هُوَ اَكْبَرُ مِنْهُ وَهُوَ الْعُجْبُ الْعُجْبُ الْعُجْبُ اَوْ كَمَا قَالَ۔

۴۔ یعنی اگر تم گناہ نہیں کرو گے تو مجھے تم پر گناہ سے بڑی چیز کا اندیشہ ہے اور وہ عجب اور خود پسندی ہے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین مرتبہ اس بات کا اعادہ فرمایا:

دوسری حدیث میں ہے اگر تم گناہ نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ دوسری قوم پیدا فرمائے گا وہ قوم گناہ کرے گی اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کی مغفرت فرمائے گا اور اس کی شان غفاریت کا اظہار ہوگا۔ (رفیق المذنبین)

ان احادیث مبارکہ اور ان جیسی دیگر احادیث سے اللہ تعالیٰ کی شان غفاریت کے اظہار اور تکبر اور عجب سے اجتناب کی ترغیب دینے کے لئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گناہ گاروں کو امید کی راہ دکھائی تا کہ گنہگار گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور وسعت مغفرت سے مایوس نہ ہو جائیں لیکن ان احادیث میں گناہ کرنے کی ترغیب نہیں ہے۔

اسی طرح مزنیہ کے لئے ضبط تولید کے عمل کے جواز کے قول میں زنا کی ترغیب مقصود نہیں ہے کیونکہ زنا ایسا کبیرہ گناہ ہے جو کسی نبی کے دور میں بھی جائز نہیں رہا۔ اور بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتا خصوصاً وہ زانی اور زانیہ سخت مجرم ہیں جو برتھ کنٹرول کو زنا کا راستہ ہموار کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

● سننے میں آیا ہے کہ موجودہ دور میں ہسپتالوں میں کام کرنے والی نرسیں اور خواتین ڈاکٹرز، کالجوں اور یونیورسٹیوں اور ہوٹلوں اور دفتروں میں کام کرنے

والی خواتین اور ایئر ہوسٹس وغیرہا مانع حمل ادویات استعمال کرتی ہیں اور ضبط تولید کے دیگر ذرائع اس لئے اختیار کرتی ہیں تا کہ زنا مروج رہے، ایسی خواتین اسلامی معاشرہ کے لئے نہایت بدنما داغ ہیں اور یہ سب مخلوط معاشرہ اور مرد و زن کی آزادی اور جدید طرز تعلیم کا کرشمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے۔

● استقرار حمل کے بعد ایک سو بیس دن تک عذر کیوجہ سے حمل کے اسقاط میں کوئی حرج نہیں لیکن بغیر عذر حمل کا اسقاط ناجائز ہے اور اسقاط حمل کا گناہ حمل کے استقرار کی مدت کے بڑھنے کی مناسبت سے ہوتا ہے لیکن زندہ انسان کے قتل کے برابر گناہ نہیں ہے۔

● ایک سو بیس دن کے بعد حمل کا اسقاط حرام ہے خواہ جائز حمل ہو یا ناجائز اور بغیر شرعی مجبوری کے ایک سو بیس دن کے بعد حمل ساقط کرانا زندہ آدمی کو قتل کرنا ہے اور شرعی مجبوری یہ ہے کہ حمل کے اسقاط نہ کرانے کی صورت میں اس کی ماں کے ہلاک ہونے اور ساتھ ہی بچے کے ہلاک ہو جانے کا غالب ظن ہو۔

میڈیکل رپورٹ پر ناقص الخلقت بچے کے ساقط کرنے کا حکم:

موجودہ سائنسی دور میں یہ معلوم کرنا ممکن ہو گیا ہے کہ ماں کے پیٹ میں موجود بچے کی جنس لڑکا ہے یا لڑکی ہے اسی طرح یہ بھی الٹرا ساؤنڈ وغیرہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ بچہ تام الخلقت پیدا ہوگا یا ناقص الخلقت پیدا ہوگا۔ مثلاً بچہ نابینا پیدا ہوگا یا اس کا ناک نہیں ہوگا یا کان نہیں ہوں گے یا اس کے ہونٹ نہیں ہوں گے یا مفلوج پیدا ہوگا یا مجنون اور پاگل پیدا ہوگا۔ میڈیکل کی نئی ایجادات الٹرا ساؤنڈ وغیرہ کے ذریعہ مذکورہ عیوب پر مطلع ہونے پر والدین چاہتے ہیں کہ ایسے معذور

بچے کو ضائع کر دیا جائے تا کہ ولادت کے بعد ہمارے لئے اور معاشرہ پر بوجھ نہ ہو اور بعض لوگ کثرت بنات کی وجہ سے مزید لڑکیاں نہیں چاہتے اس لئے حمل کے لڑکی ہونے کے علم پر حمل ضائع کرنا چاہتے ہیں اسلام میں معذور یا مؤنث حمل کو ضائع کرنا جائز نہیں ہے اور ضائع کرنے کا گناہ قتل کرنے کے برابر ہے۔ کیونکہ اگر عیوب کا علم بچے کے بدن میں انسانی روح کے داخل ہونے اور ایک سو بیس دن کے بعد حاصل ہوتا ہے اس مدت میں تو بچے کا حکم زندہ آدمی کا ہو جاتا ہے اور اگر عیوب کا علم ایک سو بیس دن سے پہلے ہو جاتا ہے تو بھی حمل کا اسقاط اس نیت سے کہ ہمارے لئے بچہ بوجھ ہوگا جائز نہیں ہے۔ جو لوگ ایسے حمل کو برداشت نہیں کر سکتے کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتے کہ بعد از ولادت ان کی اولاد مفلوج ہو جائے یا ان کا کوئی عضو خشک ہو جائے یا آنکھیں ضائع ہو جائیں یا کسی حادثہ کی صورت میں ان کی بازو یا ٹانگ کاٹ دی جائے تو کیا ایسی صورت میں بعد از ولادت ذکر کردہ صورتوں میں اولاد کو قتل کرنا یا کرانا برداشت کریں گے اور پھر بالفرض ناقص الخلقت اور معذور بچوں کو برداشت نہ کرنے والے خود مفلوج ہو جائیں یا پاگل ہو جائیں یا ان کی بینائی چلی جائے تو اپنا قتل ہونا پسند کریں گے کیونکہ وہ بھی معاشرہ پر بوجھ بن جائیں گے۔

لہٰذا اسلام میں مذکورہ عیوب کی وجہ سے حمل ضائع کرنا جائز نہیں ہے اور اسی طرح کوما (Coma) غیر طبعی نیند میں سالہا سال پڑے رہنے والے بزرگوں اور عزیزوں اور فالج زدہ یا کینسر زدہ یا ایڈز وغیرہ موذی امراض میں مبتلا لوگوں کا قتل ناجائز ہے۔

ولیمہ کے مسائل:

جب نکاح ہو جائے اور بیوی شوہر کے گھر آ جائے اللہ تعالیٰ کے احسان

بچے کو ضائع کر دیا جائے تا کہ ولادت کے بعد ہمارے لئے اور معاشرہ پر بوجھ نہ ہو اور بعض لوگ کثرت بنات کی وجہ سے مزید لڑکیاں نہیں چاہتے اس لئے حمل کے لڑکی ہونے کے علم پر حمل ضائع کرنا چاہتے ہیں اسلام میں معذور یا مؤنث حمل کو ضائع کرنا جائز نہیں ہے اور ضائع کرنے کا گناہ قتل کرنے کے برابر ہے۔ کیونکہ اگر عیوب کا علم بچے کے بدن میں انسانی روح کے داخل ہونے اور ایک سو بیس دن کے بعد حاصل ہوتا ہے اس مدت میں تو بچے کا حکم زندہ آدمی کا ہو جاتا ہے اور اگر عیوب کا علم ایک سو بیس دن سے پہلے ہو جاتا ہے تو بھی حمل کا اسقاط اس نیت سے کہ ہمارے لئے بچہ بوجھ ہوگا جائز نہیں ہے۔ جو لوگ ایسے حمل کو برداشت نہیں کر سکتے کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتے کہ بعد از ولادت ان کی اولاد مفلوج ہو جائے یا ان کا کوئی عضو خشک ہو جائے یا آنکھیں ضائع ہو جائیں یا کسی حادثہ کی صورت میں ان کی بازو یا ٹانگ کاٹ دی جائے تو کیا ایسی صورت میں بعد از ولادت ذکر کردہ صورتوں میں اولاد کو قتل کرنا یا کرانا برداشت کریں گے اور پھر بالفرض ناقص الخلقت اور معذور بچوں کو برداشت نہ کرنے والے خود مفلوج ہو جائیں یا پاگل ہو جائیں یا ان کی بینائی چلی جائے تو اپنا قتل ہونا پسند کریں گے کیونکہ وہ بھی معاشرہ پر بوجھ بن جائیں گے۔

لہٰذا اسلام میں مذکورہ عیوب کی وجہ سے حمل ضائع کرنا جائز نہیں ہے اور اسی طرح کوما (Coma) غیر طبعی نیند میں سالہا سال پڑے رہنے والے بزرگوں اور عزیزوں اور فالج زدہ یا کینسر زدہ یا ایڈز وغیرہ موذی امراض میں مبتلا لوگوں کا قتل ناجائز ہے۔

ولیمہ کے مسائل:

جب نکاح ہو جائے اور بیوی شوہر کے گھر آ جائے اللہ تعالیٰ کے احسان

کا شکریہ ادا کرنے کے لئے لوگوں کی کھانے پر دعوت کرنا ولیمہ کہلاتا ہے اور ولیمہ کی دعوت مستحب ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے کپڑوں پر زرد رنگ لگا دیکھا آپ نے ارشاد فرمایا یہ کیا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے عرض کیا میں نے گٹھلی کے وزن کے برابر سونے کے مہر پر ایک عورت سے نکاح کر لیا ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے لئے اس میں برکت فرمائے! ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری کے ساتھ ہو۔ (مشکوٰۃ)

- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے نکاح پر کھجور اور ستو کے ساتھ ولیمہ کی دعوت فرمائی۔ لیکن ولیمہ کی دعوت اور کھانے میں نمائش اور ریاکاری حرام ہے۔ معلوم ہوا ولیمہ مستحب / سنت غیر مؤکدہ ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا پہلے دن طعام حق ہے اور دوسرے دن طعام سنت ہے اور تیسرے دن طعام ریا ہے جو شخص ریا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ریا کرنے کی سزا دے گا۔ (احیاء العلوم)

چونکہ زوجہ صالحہ کا حصول شوہر کے لئے اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اس لئے پہلے دن طعام بطور شکریہ ہے اور حق ہے اور دوسرے دن شکریہ میں کمی کو پورا کرنا ہوتا ہے تو دوسرے دن بھی طعام سنت ہے اور اس کے بعد طعام چونکہ اکثر دکھاوے کے لئے ہوتا ہے اس لئے اس کو ریا اور سمعۃ فرمایا گیا لیکن چونکہ اعمال کی مدار نیت پر ہوتی ہے۔ اس لئے مذکورہ حدیث کی روشنی میں دعوتِ ولیمہ میں جلدی کرنا مطلوب ہے مگر دعوت کی تاخیر اگر کسی عذر یا مصروفیت وغیرہ کی وجہ سے ہو تو تاخیر میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

ولیمہ کی دعوت میں فقیروں کو بھی شریک کرنا مستحب ہے۔ صرف رشتہ داروں اور دوستوں کی دعوت مناسب نہیں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولیمہ کے کھانوں میں وہ طعام برا ہے جس کے لئے اغنیاء کو بلایا جائے اور فقراء کو چھوڑ دیا جائے اور وہ شخص جس نے کھانے کی دعوت کو چھوڑ دیا اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ (مشکوٰۃ شریف)

● ولیمہ کے موقع پر زوجین کو مبارک باد دینا مستحب ہے، جب لوگ شوہر اور بیوی سے ملاقات کریں تو برکت کی دعا دیں شوہر کو کہا جائے: بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ وَبَارَکَ عَلَیْکَ وَجَمَعَ بَیْنَکُمَا فِیْ خَیْرٍ۔ اور بیوی کو بَارَکَ اللّٰہُ لَکِ وَبَارَکَ عَلَیْکِ وَجَمَعَ بَیْنَکُمَا فِیْ خَیْرٍ۔ اگر عربی یاد نہ ہو تو اپنی زبان میں کہا جائے اللہ تعالیٰ تیرے لئے تیرے اوپر برکت فرمائے اور دونوں کو خیر میں جمع فرمائے۔ دولہا اور دلہن دونوں کو یہی کہا جائے۔

موجودہ دور میں اکثر ولیموں میں صرف برادری کے لوگوں اور دوستوں کو بلایا جاتا ہے اور فقراء کو نظر انداز کیا جاتا ہے بلکہ ولیمہ کرنے والے دعوت ولیمہ میں اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت سے بھی غافل ہوتے ہیں بلکہ آج کل تو نمائش اور مباہاۃ اور تفاخر مقصود ہوتا ہے اس لئے ذکر کردہ حدیث کی روشنی میں ایسے ولیموں کی دعوت میں جس میں فقیر اور محتاج لوگ نہ ہوں طعام سب طعاموں سے شر ہونے میں کوئی شک نہیں ہمیں اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے اور دعوت ولیمہ میں کچھ فقراء کو ضرور بلانا چاہئے۔

● حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کی

ولیمہ کی دعوت میں فقیروں کو بھی شریک کرنا مستحب ہے۔ صرف رشتہ داروں اور دوستوں کی دعوت مناسب نہیں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولیمہ کے کھانوں میں وہ طعام برا ہے جس کے لئے اغنیاء کو بلایا جائے اور فقراء کو چھوڑ دیا جائے اور وہ شخص جس نے کھانے کی دعوت کو چھوڑ دیا اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ (مشکوٰۃ شریف)

- ولیمہ کے موقع پر زوجین کو مبارک باد دینا مستحب ہے، جب لوگ شوہر اور بیوی سے ملاقات کریں تو برکت کی دعا دیں شوہر کو کہا جائے: بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ وَبَارَکَ عَلَیْکَ وَجَمَعَ بَیْنَکُمَا فِیْ خَیْرٍ۔ اور بیوی کو بَارَکَ اللّٰہُ لَکِ وَبَارَکَ عَلَیْکِ وَجَمَعَ بَیْنَکُمَا فِیْ خَیْرٍ۔ اگر عربی یاد نہ ہو تو اپنی زبان میں کہا جائے اللہ تعالیٰ تیرے لئے تیرے اوپر برکت فرمائے اور دونوں کو خیر میں جمع فرمائے۔ دولہا اور دلہن دونوں کو یہی کہا جائے۔

موجودہ دور میں اکثر ولیموں میں صرف برادری کے لوگوں اور دوستوں کو بلایا جاتا ہے اور فقراء کو نظر انداز کیا جاتا ہے بلکہ ولیمہ کرنے والے دعوت ولیمہ میں اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت سے بھی غافل ہوتے ہیں بلکہ آج کل تو نمائش اور مباہاۃ اور تفاخر مقصود ہوتا ہے اس لئے ذکر کردہ حدیث کی روشنی میں ایسے ولیموں کی دعوت میں جس میں فقیر اور محتاج لوگ نہ ہوں طعام سب طعاموں سے شر ہونے میں کوئی شک نہیں ہمیں اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے اور دعوت ولیمہ میں کچھ فقراء کو ضرور بلانا چاہئے۔

- حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کی

دعوت میں بطور فخر ایک دوسرے سے سبقت لے جانے والوں کے کھانے سے منع فرمایا۔ (مشکوٰۃ)

کیونکہ تفاخر حرام ہے جب دو آدمی ولیمہ یا کوئی دوسری دعوت ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی نیت سے کریں گے تو ریاء اور فخر کی وجہ سے اس طعام کا کھانا مکروہ ہو جائے گا اور دعوت کرنے والوں کو ثواب کی بجائے گناہ ملے گا اس لئے مدعوین ایسی دعوت میں شریک نہ ہوں اور کھانا نہ کھائیں۔

موجودہ دور میں اگر ولیمہ میں کوئی شخص ایک کھانا دیتا ہے تو دوسرا سبقت اور واہ واہ حاصل کرنے کے لئے دو کھانے دیتا ہے۔ ہمارے علاقہ کا ایک واقعہ مشہور ہے کہ ایک جاگیردار نے مشروبات اور ماکولات میں پورے گاؤں اور متصل آبادیوں اور ریلوے مسافروں کی اس طرح دعوت کی کہ دعوت ولیمہ کے دن جتنی ٹرینیں میانوالی سے سرگودھا اور سرگودھا سے میانوالی آتی جاتی رہیں اُن مسافروں کو کھانا دیا جاتا رہا اور مشروبات پیش کئے جاتے رہے سارا دن اسٹیشن پر اژدھام رہا، لوگوں نے اس جاگیردار کی واہ واہ کی۔ اس سے پہلے اس طرح کی دعوت لوگوں نے نہیں دیکھی تھی جب اسی برادری کے چھوٹے جاگیردار نے اپنے لڑکے کی شادی کرنا چاہی، مقابلہ کرنے اور سبقت لے جانے کے لئے پہلے اپنی زمینوں کو فروخت کیا پھر سب لوگوں کو کھانا دیا اور میٹھا مشروب پلانے کے لئے اس نے پانی کے کنویں میں چینی کی بوریاں ڈلوا دیں۔ لوگ کنویں سے میٹھا پانی نکال کر دو دن پیتے رہے اور لوگ اپنے گھر بھی لے جاتے رہے اور ٹرینوں میں سوار لوگوں کو برتنوں سمیت کھانا دیا اور اپنے گاؤں کے علاوہ متصل آبادیوں کے لوگوں کو پہلے جاگیردار سے زیادہ کھانا دیا، اس طرح چھوٹا زمیندار پہلے آدمی سے سبقت لے

گیا۔لیکن زمینیں فروخت کرنے کی وجہ سے دوسرے جاگیردار کی اولاد آج تک فقیروں کی طرح زندگی گزار رہی ہے یہی حال سرمایہ داروں بلکہ آج کے بعض مشائخ اور علماء کا ہے۔ مباہاۃ اور تفاخر کی لعنت سے اجتناب ضروری ہے جیسا کہ معلوم ہو چکا ولیمہ مستحب ہے نہ کرنے میں گناہ بھی نہیں ہے لہٰذا جائیداد فروخت کر کے یا قرضہ حاصل کر کے ولیمہ کرنا اور ولیمہ کو لازمی سمجھنا غلط ہے بلکہ ریا کاری ہے اور یہ ممنوع ہے۔ حسب حیثیت چند لوگوں کی دعوت کرنے سے بھی ولیمہ کرنے کا ثواب حاصل ہو سکتا ہے۔ دعوت ولیمہ کے موقع پر مدعوئین دولہا یا دلہن کو تحائف پیش کرتے ہیں اس میں حرج نہیں ہے۔حضور علیہ السلام نے فرمایا ایک دوسرے کو تحفے دو اور محبت بڑھاؤ۔

آج کل دلہن والے بھی لوگوں کی دعوت کرتے ہیں بلکہ پہلا کھانا دلہن والوں کا ہوتا ہے یہ کھانا ولیمہ نہیں ہوتا اگرچہ دلہن والوں کی طرف سے کھانا دینا مستحب اور سنت نہیں ہے لیکن اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔ بشرطیکہ نیت صحیح ہو البتہ اس کو لازم سمجھنا اور اس کے ترک کو ناک کٹ جانا سمجھنا جائز نہیں ہے بلکہ ریا کاری ہے۔ ریا میں پیسہ بھی ضائع ہوتا ہے اور ثواب بھی نہیں ملتا۔لہٰذا صحیح نیت کی وجہ سے ہی یہ دعوت جائز ہوگی ورنہ نہیں۔

جنابت، حیض اور نفاس کے مسائل

چونکہ سب مسلمانوں کو عموماً اور رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے والے دولہا اور دلہن کو خصوصاً طہارت کے مسائل جاننا فرض ہیں۔ ازدواجی عمل سے جنابت عارض ہوتی ہے اور ولادت کے بعد عورت نفاس سے دوچار ہوتی ہے اور

گیا۔ لیکن زمینیں فروخت کرنے کی وجہ سے دوسرے جاگیردار کی اولاد آج تک فقیروں کی طرح زندگی گزار رہی ہے یہی حال سرمایہ داروں بلکہ آج کے بعض مشائخ اور علماء کا ہے۔ مباہاۃ اور تفاخر کی لعنت سے اجتناب ضروری ہے جیسا کہ معلوم ہو چکا ولیمہ مستحب ہے نہ کرنے میں گناہ بھی نہیں ہے لہٰذا جائیداد فروخت کر کے یا قرضہ حاصل کر کے ولیمہ کرنا اور ولیمہ کو لازمی سمجھنا غلط ہے بلکہ ریاکاری ہے اور یہ ممنوع ہے۔ حسب حیثیت چند لوگوں کی دعوت کرنے سے بھی ولیمہ کرنے کا ثواب حاصل ہوسکتا ہے۔ دعوت ولیمہ کے موقع پر مدعوئین دولہا یا دلہن کو تحائف پیش کرتے ہیں اس میں حرج نہیں ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ایک دوسرے کو تحفے دو اور محبت بڑھاؤ۔

آج کل دلہن والے بھی لوگوں کی دعوت کرتے ہیں بلکہ پہلا کھانا دلہن والوں کا ہوتا ہے یہ کھانا ولیمہ نہیں ہوتا اگرچہ دلہن والوں کی طرف سے کھانا دینا مستحب اور سنت نہیں ہے لیکن اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔ بشرطیکہ نیت صحیح ہو البتہ اس کو لازم سمجھنا اور اس کے ترک کو ناک کٹ جانا سمجھنا جائز نہیں ہے بلکہ ریاکاری ہے۔ ریا میں پیسہ بھی ضائع ہوتا ہے اور ثواب بھی نہیں ملتا۔ لہٰذا صحیح نیت کی وجہ سے ہی یہ دعوت جائز ہوگی ورنہ نہیں۔

جنابت، حیض اور نفاس کے مسائل

چونکہ سب مسلمانوں کو عموماً اور رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے والے دولہا اور دلہن کو خصوصاً طہارت کے مسائل جاننا فرض ہیں۔ ازدواجی عمل سے جنابت عارض ہوتی ہے اور ولادت کے بعد عورت نفاس سے دوچار ہوتی ہے اور

بنات حواء علیہا السلام کو اللہ تعالیٰ نے حیض میں مبتلا فرمایا ہے۔ اور جنابت اور انقطاع حیض اور نفاس کے بعد طہارت حاصل کرنا فرض ہے اور طہارت کا عمل جنابت اور حیض اور نفاس کے مسائل جاننے کے بعد ہی ہوسکتا ہے اسلئے پہلے ہم حیض و نفاس اور جنابت کے مسائل ذکر کریں گے اور اسکے بعد غسل اور طہارت کے مسائل ذکر کریں گے تاکہ قارئین اور قاریات صحیح طریقہ سے استفادہ کرسکیں۔

● قرآنِ مجید میں ہے:

يَسْـئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ط قُلْ هُوَ اَذًى لا فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ط وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ج فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝ (۲/۲۲۲، بقرہ)

لوگ آپ سے حیض کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ فرما دیں حیض نفرت کی چیز ہے پس حیض کی حالت میں عورتوں سے دور رہو اور ان کے قریب نہ جاؤ حتیٰ کہ وہ پاک ہو جائیں پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو پھر ان سے مباشرت کرو جس جگہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں امر کیا ہے بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتا اور طہارت والے لوگوں سے محبت فرماتا ہے۔

احادیث:

● حضرت انس ابن مالک سے روایت ہے کہ جب عورت حیض کی حالت میں ہوتی تھی یہودی اس کے ساتھ بیٹھ کر نہیں کھاتے تھے اور گھروں میں اس کے ساتھ جمع نہیں ہوتے تھے، صحابہ کرام نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس

سلسلہ میں سوال کیا تو یسئلونک عن المحیض الخ آیت نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیویوں کے ساتھ سب کچھ کرو مگر زوجیت کا عمل یہ بات یہودیوں کو پہنچی تو یہودیوں نے کہا اس آدمی کو کیا ہوگیا ہے کہ ہر امر میں ہماری مخالفت کرتا ہے۔ الحدیث (مشکوٰۃ)

- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میں ایک برتن سے جنابت کی حالت میں غسل کرتے تھے آپ مجھے فرماتے تھے تہہ بند باندھ لو پھر (تہہ بند) سے اوپر میرے جسم سے نفع اُٹھاتے تھے اور میں آپ کے سر کو غسل دیتی تھی حالانکہ میں حیض والی ہوتی تھی۔ (مشکوٰۃ)
- مسلم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا کہ میں حیض والی ہوتی تھی پانی پی لیتی تھی اور پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو برتن دے دیتی تھی آپ اسی جگہ منہ مبارک رکھ کر بقیہ پانی پیتے تھے جس جگہ سے میں نے پیا ہوتا تھا اور میں پسینہ والی ہوتی تھی اور حیض والی ہوتی آپ کو برتن دیتی تھی آپ میرے منہ رکھنے والی جگہ منہ مبارک رکھ کر پانی پیتے تھے۔ (مشکوٰۃ)
- ام المؤمنین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حیض کی حالت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں تکیہ فرماتے تھے اور قرآنِ مجید پڑھتے رہتے تھے ایک مرتبہ مجھے فرمایا مسجد سے مصلیٰ اُٹھا دو میں نے عرض کیا میں حیض سے ہوں۔ آپ نے فرمایا تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔
- حضرت ابو ہریرۃ سے روایت ہے جس شخص نے بیوی سے حیض کی حالت میں زوجیت کا عمل کیا یا عورت کے غیر فطری راستہ کو استعمال کیا یا کاہن کے پاس گیا تو اس نے اُس کلام کا انکار کر دیا جو محمد پر نازل ہوا۔ (مشکوٰۃ شریف)

سلسلہ میں سوال کیا تو یسئلونک عن المحیض الخ آیت نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیویوں کے ساتھ سب کچھ کرو مگر زوجیت کا عمل یہ بات یہودیوں کو پہنچی تو یہودیوں نے کہا اس آدمی کو کیا ہو گیا ہے کہ ہر امر میں ہماری مخالفت کرتا ہے۔ الحدیث (مشکوٰۃ)

- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میں ایک برتن سے جنابت کی حالت میں غسل کرتے تھے آپ مجھے فرماتے تھے تہہ بند باندھ لو پھر (تہہ بند) سے اوپر میرے جسم سے نفع اُٹھاتے تھے اور میں آپ کے سر کو غسل دیتی تھی حالانکہ میں حیض والی ہوتی تھی۔ (مشکوٰۃ)
- مسلم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا کہ میں حیض والی ہوتی تھی پانی پی لیتی تھی اور پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو برتن دے دیتی تھی آپ اسی جگہ منہ مبارک رکھ کر بقیہ پانی پیتے تھے جس جگہ سے میں نے پیا ہوتا تھا اور میں پسینہ والی ہوتی تھی اور حیض والی ہوتی آپ کو برتن دیتی تھی آپ میرے منہ رکھنے والی جگہ منہ مبارک رکھ کر پانی پیتے تھے۔ (مشکوٰۃ)
- ام المؤمنین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حیض کی حالت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں تکیہ فرماتے تھے اور قرآنِ مجید پڑھتے رہتے تھے ایک مرتبہ مجھے فرمایا مسجد سے مصلیٰ اُٹھا دو میں نے عرض کیا میں حیض سے ہوں۔ آپ نے فرمایا تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔
- حضرت ابو ہریرۃ سے روایت ہے جس شخص نے بیوی سے حیض کی حالت میں زوجیت کا عمل کیا یا عورت کے غیر فطری راستہ کو استعمال کیا یا کاہن کے پاس گیا تو اس نے اُس کلام کا انکار کر دیا جو محمد پر نازل ہوا۔ (مشکوٰۃ شریف)

حیض کے مسائل

۱۔ حیض کی حالت میں وضو کرنے اور غسل کرنے سے طہارت حاصل نہیں ہوتی مگر احرام کے وقت غسل کر لینا بہتر ہے تا کہ نظافت حاصل ہو اور حیض کی حالت میں وضو کر کے جائے نماز پر بیٹھ کر فرض ادا کرنے کی مقدار بیٹھ کر تسبیح اور تہلیل اور تکبیر پڑھتے رہنا مستحب ہے ایک روایت میں ہے اس طرح عمل کرنے والی حائض عورت کو مقبول نماز کا ثواب ملے گا۔ (فتاویٰ رضویہ) حالت حیض میں وضو اور غسل کرنے سے نظافت اور صفائی تو حاصل ہو سکتی ہے لیکن طہارت حاصل نہیں ہو سکتی۔

۲۔ حیض کی حالت میں نماز ساقط ہو جاتی ہے ادا اور قضاء دونوں معاف ہیں کیونکہ ہر ماہ کے ایام حیض کی نماز قضاء کرنے میں مشقت ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے قضاء بھی معاف فرما دی۔

۳۔ حیض کی حالت میں نماز پڑھنا حرام ہے۔

۴۔ حیض کی حالت میں پڑھی گئی نماز صحیح نہیں ہے۔

۵۔ حیض کی حالت میں روزے رکھنا حرام ہیں۔

۶۔ اگر کسی عورت نے حیض کی حالت میں روزہ رکھ لیا اس کا روزہ صحیح نہیں ہوگا بلکہ وہ گنہگار ہوگی۔

۷۔ حیض والی عورت کے لئے قرآنِ مجید کا چھونا اور اُٹھانا حرام ہے۔

۸۔ اور اس کے لئے قرآنِ مجید کی تلاوت حرام ہے۔

۹۔ مسجد میں داخل ہونا حرام ہے۔

۱۰۔ اور سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر اس کے لئے حرام ہے۔

۱۱۔ اعتکاف حرام ہے۔

۱۲۔ حیض کی حالت میں اعتکاف صحیح نہیں ہے۔

۱۳۔ اگر اعتکاف کے درمیان حیض شروع ہو جائے تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

۱۴۔ حالت حیض میں طواف حرام ہے لیکن صحت طواف سے حیض مانع نہیں ہے۔ کیونکہ حیض کی حالت میں طواف کرلیا جائے تو طواف ادا ہو جاتا ہے لیکن کفارہ دینا ہوتا ہے اور حیض کی حالت میں کفارہ زیارت کرنے میں ایک بڑے جانور کا حرم میں ذبح کرنا کفارہ ہوتا ہے۔

۱۵۔ حیض کی وجہ سے طواف وداع واجب نہیں رہتا۔

۱۶۔ حیض کی حالت میں عورت سے مباشرت حرام ہے۔

۱۷۔ حیض کی حالت میں بیوی کو طلاق دینا حرام ہے اگرچہ طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

۱۸۔ حیض شروع ہونے سے لڑکی بالغ ہو جاتی ہے اگرچہ نو سال کی ہو۔

۱۹۔ حیض کے ساتھ طلاق کی عدت کا تعلق ہے، آزاد عورت کی عدت تین حیض سے ختم ہو جاتی ہے۔

۲۰۔ لونڈی کے استبراء کا تعلق حیض کے ساتھ ہے۔

۲۱۔ حیض کے منقطع ہونے پر عورت پر غسل فرض ہو جاتا ہے۔

۲۲۔ قتل اور روزہ فاسد کرنے کے ساٹھ (۶۰) روزوں سے کفارہ ادا کرنے میں حیض روزوں کے تتابع اور اتصال سے مانع نہیں ہوتا، اور حیض کے دنوں کے علاوہ ساٹھ روزے پورے کرنے سے کفارہ ادا ہو جاتا ہے لیکن قسم کے کفارہ کے تین روزوں میں حیض شروع ہونے سے تتابع ختم ہو جاتا ہے اور

۱۰۔ اور سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر اس کے لئے حرام ہے۔

۱۱۔ اعتکاف حرام ہے۔

۱۲۔ حیض کی حالت میں اعتکاف صحیح نہیں ہے۔

۱۳۔ اگر اعتکاف کے درمیان حیض شروع ہو جائے تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

۱۴۔ حالت حیض میں طواف حرام ہے لیکن صحت طواف سے حیض مانع نہیں ہے۔ کیونکہ حیض کی حالت میں طواف کر لیا جائے تو طواف ادا ہو جاتا ہے لیکن کفارہ دینا ہوتا ہے اور حیض کی حالت میں کفارہ زیارت کرنے میں ایک بڑے جانور کا حرم میں ذبح کرنا کفارہ ہوتا ہے۔

۱۵۔ حیض کی وجہ سے طواف وداع واجب نہیں رہتا۔

۱۶۔ حیض کی حالت میں عورت سے مباشرت حرام ہے۔

۱۷۔ حیض کی حالت میں بیوی کو طلاق دینا حرام ہے اگرچہ طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

۱۸۔ حیض شروع ہونے سے لڑکی بالغ ہو جاتی ہے اگرچہ نو سال کی ہو۔

۱۹۔ حیض کے ساتھ طلاق کی عدت کا تعلق ہے، آزاد عورت کی عدت تین حیض سے ختم ہو جاتی ہے۔

۲۰۔ لونڈی کے استبراء کا تعلق حیض کے ساتھ ہے۔

۲۱۔ حیض کے منقطع ہونے پر عورت پر غسل فرض ہو جاتا ہے۔

۲۲۔ قتل اور روزہ فاسد کرنے کے ساٹھ (۶۰) روزوں سے کفارہ ادا کرنے میں حیض روزوں کے تتابع اور اتصال سے مانع نہیں ہوتا، اور حیض کے دنوں کے علاوہ ساٹھ روزے پورے کرنے سے کفارہ ادا ہو جاتا ہے لیکن قسم کے کفارہ کے تین روزوں میں حیض شروع ہونے سے تتابع ختم ہو جاتا ہے اور

کفارہ ادا کرنے میں دوبارہ روزے رکھنا ہوتے ہیں۔

حیض کے ساتھ مذکورہ بائیس احکام کا تعلق ہے۔ بعض احکام کا تعلق حیض کے ظہور کے ساتھ ہے اور بعض احکام کا تعلق حیض کے نصاب (تین حیض) کے ساتھ ہے لیکن ان احکام کی نسبت حیض کی ابتداء کی طرف کی جاتی ہے اور بعض احکام کا تعلق حیض کے ختم ہونے کے ساتھ ہوتا ہے، مذکورہ احکام سے سوائے پانچ کے سب کا نفاس کے ساتھ بھی تعلق ہوتا ہے۔ وہ پانچ یہ ہیں۔ عدت کا اختتام اور استبراء اور بلوغ کا حکم اور طلاق سنہ اور بدعت کا فرق اور کفارہ کے روزوں میں تتابع کے لئے قاطع نہ ہونا یہ احکام صرف حیض کے ساتھ مختص ہوتے ہیں اور نفاس کے ساتھ ان پانچوں کا کوئی تعلق نہیں۔ (بحر)

حیض کی حالت میں زوجیت کے عمل کا حکم:

حیض کی حالت میں شوہر کیلئے بیوی کی ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے اوپر تک کے حصہ کو چھونا اور ننگے جسم کے ساتھ چٹ ہونا اور قریب جانا حرام ہے۔

● حیض کے ایام میں بیوی کے ساتھ ازدواجی عمل کرنا حرام ہے اور اس کے حرام ہونے پر اتفاق ہے۔ کیونکہ قرآنِ مجید میں ہے وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۔ (ترجمہ) بیویوں کے قریب مت جاؤ حتیٰ کہ وہ پاک ہو جائیں۔ اس لئے قصداً اختیار کے ساتھ اور علم کے باوجود کہ حیض کی حالت میں ازدواجی عمل حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ اگر مباشرت کر لی گئی ہے تو شوہر پر توبہ اور استغفار کرنا لازم ہے اور مستحب ہے کہ شوہر ایک دینار یا آدھے دینار کا صدقہ کر لے۔ (دینار چار ماشہ سونے کا ہوتا ہے) اگر خون کا کلر اور رنگ مباشرت کے وقت سرخ تھا تو

پورے دینار کا صدقہ اور اگر ییلو یا پیلا رنگ ہو تو آدھے دینار کا صدقہ مستحب ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص صدقہ نہ کر سکے تو گناہ نہیں ہے۔ (بحرالرائق/ اور مشکوٰۃ)

● اگر حیض کی حالت میں حرمت کا علم نہ ہونے یا جبر کے ساتھ یا بھول اور نسیان میں ازدواجی عمل کر لیا گیا تو گناہ نہیں ہے۔ (بحر)

● آج کل یورپی تہذیب کے ازدواجی عمل کی خرافات کمپیوٹر اور وڈیو اور سی ڈی اور کتابچوں کے ذریعے گھر گھر بچے اور بچیاں دیکھ رہے ہیں۔ عیسائیت کے تغلب کی وجہ سے نصاریٰ تہذیب کے طریقوں کی اشاعت عام ہے۔ نصاریٰ اور عیسائیوں کے دین میں شراب اور خنزیر اور حیض کی حالت میں زوجیت کا عمل اور نسوانی مستور بعض اعضاء کا عریاں کرنا جائز تھا اور نصاریٰ عیسائیت کی تنسیخ کے قائل نہیں تاکہ اسلامی اقدار کی پیروی کریں بلکہ اپنے مذہب پر قائم ہیں۔ اور عیسائیت کے حق ہونے اور دوام کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ اس لئے عیسائی اور کرسچن حالت حیض میں بھی مباشرت اور شراب نوشی اور خنزیر خوری اور خواتین کی عریانی اور رقص کو جائز سمجھ کر کرتے ہیں۔ مذکورہ امور کے ارتکاب میں خود کو گنہگار نہیں سمجھتے کیونکہ مذکورہ امور ان کی شریعت اور دین میں جائز تھے اور ہیں۔ لیکن مسلمانوں پر تعجب ہے کہ جب اسلام نے عیسائیت کو کفر قرار دے دیا اور عیسائی دین منسوخ ہو چکا ہے، وہ عیسائیوں کی دیکھا دیکھی عیسائیت کی تمام خرافات اپناتے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے خنزیر حرام کر دیا گیا اسی طرح خمر کی حرمت اور ستر کی حدود اور مرد و زن کے اختلاط کی حرمت بھی بیان کر دی گئی ہے۔ عیسائیوں پر تعجب نہیں ہے، کیونکہ وہ تو اپنے مذہب کی حدود سے نہیں نکلے لیکن مسلمانوں پر تعجب ہے کہ انہوں نے عیسائیوں کے اقدار اپنائے اور اسلام سے دور ہو گئے

پورے دینار کا صدقہ اور اگر ییلو یا پیلا رنگ ہو تو آدھے دینار کا صدقہ مستحب ہے۔لیکن اگر کوئی شخص صدقہ نہ کر سکے تو گناہ نہیں ہے۔(بحرالرائق/ اور مشکوٰۃ)

● اگر حیض کی حالت میں حرمت کا علم نہ ہونے یا جبر کے ساتھ یا بھول اور نسیان میں ازدواجی عمل کرلیا گیا تو گناہ نہیں ہے۔(بحر)

● آج کل یورپی تہذیب کے ازدواجی عمل کی خرافات کمپیوٹر اور وڈیو اور سی ڈی اور کتابچوں کے ذریعے گھر گھر بچے اور بچیاں دیکھ رہے ہیں۔ عیسائیت کے تغلب کی وجہ سے نصاریٰ تہذیب کے طریقوں کی اشاعت عام ہے۔ نصاریٰ اور عیسائیوں کے دین میں شراب اور خنزیر اور حیض کی حالت میں زوجیت کا عمل اور نسوانی مستور بعض اعضاء کا عریاں کرنا جائز تھا اور نصاریٰ عیسائیت کی تنسیخ کے قائل نہیں تا کہ اسلامی اقدار کی پیروی کریں بلکہ اپنے مذہب پر قائم ہیں۔ اور عیسائیت کے حق ہونے اور دوام کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ اس لئے عیسائی اور کرسچن حالت حیض میں بھی مباشرت اور شراب نوشی اور خنزیر خوری اور خواتین کی عریانی اور رقص کو جائز سمجھ کر کرتے ہیں۔ مذکورہ امور کے ارتکاب میں خود کو گنہگار نہیں سمجھتے کیونکہ مذکورہ امور ان کی شریعت اور دین میں جائز تھے اور ہیں۔ لیکن مسلمانوں پر تعجب ہے کہ جب اسلام نے عیسائیت کو کفر قرار دے دیا اور عیسائی دین منسوخ ہو چکا ہے، وہ عیسائیوں کی دیکھا دیکھی عیسائیت کی تمام خرافات اپناتے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے خنزیر حرام کر دیا گیا اسی طرح خمر کی حرمت اور ستر کی حدود اور مرد وزن کے اختلاط کی حرمت بھی بیان کردی گئی ہے۔ عیسائیوں پر تعجب نہیں ہے، کیونکہ وہ تو اپنے مذہب کی حدود سے نہیں نکلے لیکن مسلمانوں پر تعجب ہے کہ انہوں نے عیسائیوں کے اقدار اپنائے اور اسلام سے دور ہو گئے

ہیں۔ اصولِ فقہ کی معتبر کتاب نورالانوار کے خطبہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے دین کی تفریط پر محشی تحریر فرماتے ہیں:

لاتـه قائل بجواز وطی الحائض و عدم تنجس الثوب بالنجاسة وعدم وجوب القصاص بقتل العمد سوی العفو۔

عیسائیت میں تفریط اس لئے ہے کہ وہ حائض کے ساتھ زوجیت کے عمل کو جائز سمجھنے کے قائل ہیں اور نجاست کے ساتھ کپڑے کے نجس نہ ہونے اور قتل عمد میں قصاص کے واجب نہ ہونے کے قائل ہیں ان کے نزدیک قتل میں معاف کرنا ہی حکم ہے۔ (قصاص نہیں ہے)۔

دوسرے محشی نے غایۃ البیان کے حوالہ سے نتائج الافکار کی عبارت نقل فرمائی ہے:

ان الخمر والخنزير كانا حلالين فی الامم الماضية وكذالک فی حق هذه الامة فی ابتداء الاسلام و ورد الخطاب بالحرمة خاصاً فی حق المسلمين فكانا حراما عليهم وبقيا حلالا على الكفار كنكاح المشركات كان حلالا فی حق الناس كافة ثم ورد التحريم خاصا فی حق المسلمين فبقی حلالا فی حق الكفار الا ترى الى خطاب الله تعالى للمؤمنين فی سورة المائدة بقوله ياايها الذين اٰمنوا انما الخمر والميسر الاية وقال الله تعالىٰ حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير الاية۱۲۔

بے شک شراب اور خنزیر ماضی کی امتوں میں حلال تھے اور ابتداء اسلام میں اس امت مسلمہ کے لئے بھی حلال تھے پھر مسلمانوں کے

حق میں خاص کر حرمت کا خطاب وارد ہوا تو مسلمانوں پر شراب اور خنزیر حرام ہو گئے اور کافروں کے حق میں حلال باقی رہے جس طرح مشرکہ عورتوں کے ساتھ نکاح سب لوگوں کے لئے جائز تھا پھر خاص کر مسلمانوں کے لئے حرام کر دیا گیا اور کافروں کے حق میں حلال رہا کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا مؤمنوں کے لئے خطاب اور ارشاد کو نہیں دیکھا سورۃ المائدہ کی آیت جس میں خمر کی تحریم ہے اور حرمت علیکم الخ آیت جس میں خنزیر کی تحریم کا ذکر ہے میں مؤمنوں کو ہی خطاب ہے اور کافروں کو خطاب ہی نہیں۔

- معلوم ہوا حالت حیض میں مباشرت اور خمر اور خنزیر کافروں کے حق میں حلال ہیں اور مؤمنوں کے لئے حرام ہیں۔ لہٰذا کافروں پر طعن اور تعجب مناسب نہیں ہے بلکہ طعن اور تعجب مسلمانوں سے ہے۔(**انا للہ و انا الیہ راجعون**)۔
- حالت حیض میں مسلمانوں کے لئے زوجیت کا عمل حرام ہے۔ حتیٰ کہ ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے اوپر تک بلا حجاب لمس وغیرہ بھی حرام ہے۔ اسی طرح بعض علماء کے نزدیک شہوت کے ساتھ حالت حیض میں بیوی کے عریاں جسم کو کمر سے گھٹنوں کے اوپر تک دیکھنا بھی ناجائز ہے۔
- حالت حیض میں ناف اور ناف کے اوپر بدن سے شوہر کا نفع اُٹھانا جائز ہے بوس و کنار بلکہ شوہر کے لئے بیوی کے دیگر اعضاء میں شہوت رانی بھی جائز ہے اس لئے بہتر ہے کہ حیض کی حالت میں بھی شوہر بستر اور بیڈ نہ بدلے بلکہ بیڈ پر بیوی کے ساتھ سوئے۔(بحر)
- اسی طرح حیض والی عورت کے ہاتھ کا پکا کھانا یا کھانا پکانا اور آٹا گوندھنا

حق میں خاص کر حرمت کا خطاب وارد ہوا تو مسلمانوں پر شراب اور خنزیر حرام ہو گئے اور کافروں کے حق میں حلال باقی رہے جس طرح مشرکہ عورتوں کے ساتھ نکاح سب لوگوں کے لئے جائز تھا پھر خاص کر مسلمانوں کے لئے حرام کر دیا گیا اور کافروں کے حق میں حلال رہا کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا مؤمنوں کے لئے خطاب اور ارشاد کو نہیں دیکھا سورۃ المائدہ کی آیت جس میں خمر کی تحریم ہے اور حرمت علیکم الخ آیت جس میں خنزیر کی تحریم کا ذکر ہے میں مؤمنوں کو ہی خطاب ہے اور کافروں کو خطاب ہی نہیں۔

- معلوم ہوا حالت حیض میں مباشرت اور خمر اور خنزیر کافروں کے حق میں حلال ہیں اور مؤمنوں کے لئے حرام ہیں۔ لہٰذا کافروں پر طعن اور تعجب مناسب نہیں ہے بلکہ طعن اور تعجب مسلمانوں سے ہے۔ (**انا للہ وانا الیہ راجعون**)۔
- حالت حیض میں مسلمانوں کے لئے زوجیت کا عمل حرام ہے۔ حتیٰ کہ ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے اوپر تک بلا حجاب لمس وغیرہ بھی حرام ہے۔ اسی طرح بعض علماء کے نزدیک شہوت کے ساتھ حالت حیض میں بیوی کے عریاں جسم کو کمر سے گھٹنوں کے اوپر تک دیکھنا بھی ناجائز ہے۔
- حالت حیض میں ناف اور ناف کے اوپر بدن سے شوہر کا نفع اُٹھانا جائز ہے بوس و کنار بلکہ شوہر کے لئے بیوی کے دیگر اعضاء میں شہوت رانی بھی جائز ہے اس لئے بہتر ہے کہ حیض کی حالت میں بھی شوہر بستر اور بیڈ نہ بدلے بلکہ بیڈ پر بیوی کے ساتھ سوئے۔ (بحر)
- اسی طرح حیض والی عورت کے ہاتھ کا پکا کھانا یا کھانا پکانا اور آٹا گوندھنا

اور اس کے استعمال شدہ اور مس کردہ اور تیار کردہ اشیاء کا استعمال جائز ہے اس کا پس خوردہ پانی اور سالن وغیرہا سب پاک اور حلال اور جائز ہیں۔ جیسا کہ ابتداء میں حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں گزر چکا ہے۔

بحر الرائق میں ہے:

فیجوز له الاستمتاع فیما عدا ما ذکر بوطءٍ وغیره ولو بلا حائل وکذا بما بینهما بحائل بغیر الوطءِ ولو تلطخ بدم ولا یکره طبخها ولا استعمال ما مسته من عجین او ماءٍ او غیرها (الی) ولا ینبغی ان یعزل عن فراشها لان ذالک یشبه فعل الیهود۔ (بحر)

بیوی کے جسم کی مذکورہ حدود کے ماسوا بدن کے ساتھ شہوت رانی وغیرہ کے ساتھ اگرچہ بغیر حائل کے ہو نفع اُٹھانا جائز ہے اور اسی طرح ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصے سے وطی کے علاوہ نفع اُٹھانا بھی حائل اور موٹے کپڑے کے اوپر سے جائز ہے لیکن وطی پھر بھی ناجائز ہے۔ حائل اور کپڑے کے اوپر نفع اُٹھانا۔ اگرچہ بیوی خون سے رنگین ہو چکی ہو جائز ہے اور حیض والی عورت کے لئے کھانے کی اشیاء پکانا بھی مکروہ نہیں ہے اور آٹا اور پانی اور ان دونوں کا غیر جن چیزوں کو حیض والی عورت نے مس کیا ہو ان چیزوں کو استعمال کرنا بھی مکروہ نہیں ہے اور اس کے بستر سے الگ سونا اور بیڈ الگ کر لینا بھی مناسب نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ یہودیوں کے فعل کے مشابہ ہے۔ (بحر)

- بخاری شریف میں ہے:

ان الیھود کانوا اذا حاضت المرء ۃ منھم لم یوا کلوھا ولم یجامعوھا فی البیوت فسالت الصحابۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ذالک فانزل اللہ تعالٰی ویسئلونک عن المحیض (الآیۃ) فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصنعوا کل شیء الا النکاح۔ (بحرالرائق)

بے شک جب عورت حیض کی حالت میں ہوتی تھی یہودی اس کے ساتھ نہیں کھاتے تھے اور گھروں میں ان کے ساتھ جمع نہیں ہوتے تھے۔ (الگ کمرہ میں انہیں محبوس رکھتے تھے) صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو اللہ تعالٰی نے **ویسئلونک عن المحیض** پوری آیت نازل فرمائی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وطی اور عمل زوجیت کے سوا سب کرتے رہو۔

- عیسائیت میں اتنی آزادی تھی کہ حالت حیض میں بھی بیوی سے مباشرت جائز تھی اور یہودیت میں اتنی شدت اور تنگی تھی کہ حیض والی بے چاری عورت کو منحوس قرار دے کر گھر کے افراد سے الگ کمرہ میں بند کر دیا جاتا تھا۔ اس کے ساتھ کھانا پینا اور اس کی چھوئی ہوئی اور مس کردہ اشیاء کو حرام سمجھا جاتا تھا لیکن الحمدللہ اسلام دین فطرت ہے نہ اس میں عیسائیت جیسی آزادی ہے اور نہ یہودیت جیسی تنگی ہے مگر بعض جاہل اور روشن خیال مسلمان عیسائیوں کی دیکھا دیکھی حالت حیض میں بھی مباشرت سے باز نہیں آتے اور بعض تنگ نظر مسلمان حیض والی عورت کے ہاتھ کی مس کی گئی اشیاء استعمال نہیں کرتے۔
- اگر مسلمانوں میں کسی طبقہ پر عیسائیت کا اثر ہو اور وہ حالت حیض میں بھی

ان الیهود کانوا اذا حاضت المرء ة منهم لم یواکلوها ولم یجامعوها فی البیوت فسالت الصحابة رسول الله صلی الله علیه وسلم عن ذالک فانزل الله تعالیٰ ویسئلونک عن المحیض (الآیة) فقال النبی صلی الله علیه وسلم اصنعوا کل شیء الا النکاح۔ (بحرالرائق)

بے شک جب عورت حیض کی حالت میں ہوتی تھی یہودی اس کے ساتھ نہیں کھاتے تھے اور گھروں میں ان کے ساتھ جمع نہیں ہوتے تھے۔ (الگ کمرہ میں انہیں محبوس رکھتے تھے) صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے **ویسئلونک عن المحیض** پوری آیت نازل فرمائی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وطی اور عمل زوجیت کے سوا سب کرتے رہو۔

- عیسائیت میں اتنی آزادی تھی کہ حالت حیض میں بھی بیوی سے مباشرت جائز تھی اور یہودیت میں اتنی شدت اور تنگی تھی کہ حیض والی بے چاری عورت کو منحوس قرار دے کر گھر کے افراد سے الگ کمرہ میں بند کر دیا جاتا تھا۔ اس کے ساتھ کھانا پینا اور اس کی چھوئی ہوئی اور مس کردہ اشیاء کو حرام سمجھا جاتا تھا لیکن الحمدللہ اسلام دین فطرت ہے نہ اس میں عیسائیت جیسی آزادی ہے اور نہ یہودیت جیسی تنگی ہے مگر بعض جاہل اور روشن خیال مسلمان عیسائیوں کی دیکھا دیکھی حالت حیض میں بھی مباشرت سے باز نہیں آتے اور بعض تنگ نظر مسلمان حیض والی عورت کے ہاتھ کی مس کی گئی اشیاء استعمال نہیں کرتے۔

- اگر مسلمانوں میں کسی طبقہ پر عیسائیت کا اثر ہو اور وہ حالت حیض میں بھی

مباشرت سے پرہیز نہ کریں بلکہ وہ اس کو حلال سمجھیں تو نہایت گنہگار ہیں بلکہ بعض علماء نے تو ان کے کفر کا فتویٰ دیا ہے مگر کافر ہو جانے کا فتویٰ دینا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ وہ حرام لعینہ جس کی حرمت دلیل قطعی (قران) سے صریح دلالت کے ساتھ ثابت ہو اس کا انکار کفر ہوتا ہے اسی طرح اس حلال کو حرام سمجھنا کفر ہے جس حلال کی حلت قطعی دلیل (قران) سے صراحتہ کے ساتھ ثابت ہو اور حیض کی حالت میں وطی کی حرمت لعینہٖ نہیں ہے بلکہ وطی اور مباشرت کی حرمت حیض کی وجہ سے ہے لہٰذا حالت حیض میں وطی کو جائز سمجھنا کفر نہیں ہے اگرچہ اس وطی کی حرمت دلیل قطعی قران سے ثابت ہے اور وہ حرام لعینہٖ جس کی حرمت دلیل ظنی اور اخبار احاد سے ثابت ہو یا وہ حرام جس کی حرمت اگرچہ دلیل قطعی سے ثابت ہو لیکن وہ دلیل قطعی الدلالۃ نہ ہو اس کی حرمت کا انکار کفر نہیں ہوتا۔ بحرالرائق میں الفاظ کفر کی بحث کی دوسری فصل میں قاضی اسبیجابی سے منقول ہے۔

من اعتقد الحرام حلالاً او علی القلب یکفّر اذا کان حراما لعینهٖ وتثبت حرمته بدلیل مقطوع به اما اذا کان حراما لغیره بدلیل مقطوع به او حراما لعینهٖ باخبار الاحاد لا یکفر اذا اعتقده حلالاً. اه فعلی هذا لا یفتی بتکفیر مُسْتَحِلّه لما فی الخلاصة ان المسئلة اذا کان فیها وجوه توجب التکفیر ووجه واحد یمنع فعلی المفتی ان یمیل الی ذالک الوجه۔ اھ

وہ شخص جو حرام کو حلال اعتقاد کرتا ہے یا اس کا الٹا کہ حلال کو حرام اعتقاد کرتا ہے اس کی تکفیر تب کی جائے گی جب وہ حرام لعینہٖ ہو اور

اس کی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو لیکن جب وہ حرام لغیرہ ہو قطعی دلیل کے ساتھ یا حرام لعینہ ہو اخبار احاد کے ساتھ اس کو حلال سمجھنے والے کی تکفیر نہیں کی جائے گی جب وہ حرام کو حلال اعتقاد کرتا ہو۔

پس اس قاعدہ کے مطابق حالت حیض میں وطی کے حلال سمجھنے والے کی تکفیر کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا کیونکہ خلاصہ میں ہے بے شک ایک مسئلہ میں جب متعدد وجوہ ہوں جن سے کفر لازم آتا ہو اور اسی مسئلہ میں ایک وجہ اور احتمال کفر سے مانع ہے پس مفتی پر واجب ہے کہ عدم تکفیر کی طرف میلان کرے۔

- معلوم ہوا ہمارے بعض معاصر علماء جو بات بات پر کفر کی مشین چلا دیتے ہیں نہایت ظلم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطا فرمائے۔

حالت حیض میں قرآن کی تلاوت کا حکم:

حالت حیض اور نفاس اور جنابت میں قرآنِ مجید کی قرأت تعلیم اور تلاوت کی نیت سے حرام ہے۔ مگر دعا اور ثناء اور افتتاح کی نیت سے تلاوت جائز ہے۔ جنابت اور حیض و نفاس کی حالت میں کسی امر کے افتتاح میں بسم اللہ کے پڑھنے کے جواز پر علماء کا اتفاق ہے۔ اسی طرح جنابت اور حیض اور نفاس کی حالت میں سورۃ فاتحہ دعا کی نیت سے پڑھنا بھی جائز ہے۔ کیونکہ علماء فرماتے ہیں دعا اور ثناء کی آیات میں انسانی حاجت کی وجہ سے قرآنِ مجید کے احکام دعا کی نیت کرنے سے قرانیت والے نہیں رہتے۔ گویا دعا اور ثناء کی نیت کرنے سے متکلم قرآن کی تلاوت نہیں کر رہا بلکہ اپنی طرف سے دعا یا ثناء کا انشاء کر رہا ہے۔ اسی لئے نیت سے آیات پڑھنے والے کو قرآن کی تلاوت کا ثواب نہیں ملے گا بلکہ دعا اور ثناء کا ثواب ملے گا۔ (فتاویٰ رضویہ)

اس کی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو لیکن جب وہ حرام لغیرہ ہو قطعی
دلیل کے ساتھ یا حرام لعینہ ہو اخبار احاد کے ساتھ اس کو حلال سمجھنے
والے کی تکفیر نہیں کی جائے گی جب وہ حرام کو حلال اعتقاد کرتا ہو۔

پس اس قاعدہ کے مطابق حالت حیض میں وطی کے حلال سمجھنے والے کی تکفیر کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا کیونکہ خلاصہ میں ہے بے شک ایک مسئلہ میں جب متعدد وجوہ ہوں جن سے کفر لازم آتا ہو اور اسی مسئلہ میں ایک وجہ اور احتمال کفر سے مانع ہے پس مفتی پر واجب ہے کہ عدم تکفیر کی طرف میلان کرے۔

● معلوم ہوا ہمارے بعض معاصر علماء جو بات بات پر کفر کی مشین چلا دیتے ہیں نہایت ظلم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطا فرمائے۔

حالت حیض میں قرآن کی تلاوت کا حکم:

حالت حیض اور نفاس اور جنابت میں قرآنِ مجید کی قرأت تعلیم اور تلاوت کی نیت سے حرام ہے۔ مگر دعا اور ثناء اور افتتاح کی نیت سے تلاوت جائز ہے۔ جنابت اور حیض و نفاس کی حالت میں کسی امر کے افتتاح میں بسم اللہ کے پڑھنے کے جواز پر علماء کا اتفاق ہے۔ اسی طرح جنابت اور حیض اور نفاس کی حالت میں سورۃ فاتحہ دعا کی نیت سے پڑھنا بھی جائز ہے۔ کیونکہ علماء فرماتے ہیں دعا اور ثناء کی آیات میں انسانی حاجت کی وجہ سے قرآنِ مجید کے احکام دعا کی نیت کرنے سے قرانیت والے نہیں رہتے۔ گویا دعا اور ثناء کی نیت کرنے سے متکلم قرآن کی تلاوت نہیں کر رہا بلکہ اپنی طرف سے دعا یا ثناء کا انشاء کر رہا ہے۔ اسی لئے نیت سے آیات پڑھنے والے کو قرآن کی تلاوت کا ثواب نہیں ملے گا بلکہ دعا اور ثناء کا ثواب ملے گا۔ (فتاویٰ رضویہ)

اس لئے وہ آیات جن کے مفہوم دعا یا ثناء پر مشتمل ہیں جنابت اور حیض و نفاس کی حالت میں ان کی تلاوت غیر قرآن کی نیت سے جائز ہو جاتی ہے۔ آیت الکرسی اور آیت کریمہ اور سورۃ اخلاص لفظ قل کے بغیر دعا اور ثناء پر شامل ہیں اس لئے ان کی اور ان جیسی آیات کی دعا اور ثناء کی نیت سے تلاوت طہارت کے بغیر جائز ہے۔ لیکن وہ آیات جن کا مفہوم دعا یا ثناء پر مشتمل نہیں ہے ان کی تلاوت دعا اور ثناء کی نیت سے بھی جائز نہیں ہے اور قرآن کی حیثیت سے بھی جائز نہیں ہے اسی طرح دعا اور ثناء کی آیات اگر صیغہ متکلم کے ساتھ ہیں مثلاً اَنَــا اللّٰہُ یا لفظ قل کے ساتھ ہیں جیسے **قل ھو اللہ** الخ ایسی آیات میں دعا اور ثناء کی نیت سے تلاوت بھی جائز نہیں ہوتی کیونکہ دعا اور ثناء کی نیت ایسی آیات کو قرآن ہونے سے خارج نہیں کر سکتی مثلاً انا اللہ کا ترجمہ ہے میں اللہ ہوں اگر قاری قرآن اور حکایت کی نیت سے انا اللہ کہے گا تو صحیح ہے اور اگر اپنی طرف سے انشاء کی نیت کرے گا تو کافر ہو جائے گا۔ اسی طرح قل کے لفظ میں اپنی طرف سے انشاء کی نیت کرنا جائز نہیں کیونکہ لفظ قل کا قائل اللہ تعالیٰ ہوتا ہے لامحالہ ایسی آیات میں قرآن ہونے کی نیت سے ہی تلاوت کی جائے گی اور اجنبی اور حائض کے لئے تلاوت جائز نہیں ہوگی حاصل کلام یہ ہے کہ اگر آیت کا مفہوم دعا اور ثناء ہی نہیں جیسے **تبت یدا ابی لھب** اس میں دعا اور ثناء کی نیت لغو ہے اور صیغہ متکلم اور لفظ قل سے شروع ہونے والی آیات کا متکلم تو خود اللہ تعالیٰ ہے اور وہی قل سے قرآن کی تلاوت کا حکم دے رہا ہے۔ ان میں نیت اثر نہیں کرے گی۔

● چونکہ اللہ تعالیٰ کی ہر وقت ثناء اور اس سے دعا طلب کرنا انسان کی حاجت ہے بیچاری حیض والی عورت ہر ماہ دس دن ناپاک رہتی ہے اس لئے دعا اور

ثناء کی نیت سے بعض آیات کی تلاوت جائز ہو جاتی ہے۔ اور دعا اور ثناء اور افتتاح کی نیت سے قرآنِ مجید کی تلاوت کرنے سے قرآنِ مجید میں قرآن ہونے کا اعتبار نہیں رہتا اور قرآن چھونے کی حیثیت اور جہت باقی نہیں رہتی صرف دعا اور ثناء کی حیثیت باقی رہتی ہے۔ اس لئے دعا اور ثناء کی نیت سے آیات کی تلاوت کا قرآن مجید پڑھنے کا ثواب نہیں ملتا چونکہ دعائیں اور ثنائیں حیض والی عورت اور جنبی کے لئے جائز ہیں تو قرآنِ مجید کی آیات بھی دعا اور ثناء کی نیت سے تلاوت کرنا جائز ہیں۔

- فتاویٰ رضویہ کے مطابق قرآن کی جملہ آیات تعلیم اور ثواب اور شفاء حاصل کرنے کی نیت سے حیض اور نفاس اور جنابت کی حالت میں تلاوت کرنا جائز نہیں ہے صرف ان آیات کی تلاوت جن کا مفہوم دعا اور ثناء ہے اور خطاب اور غیب کے صیغوں پر مشتمل ہیں اور خطاب کی آیات میں قل کا لفظ بھی نہیں ہے جنابت اور حیض اور نفاس کی حالت میں دعا اور ثناء کی نیت سے پڑھنا جائز ہے خواہ وہ ایک آیت مختصر ہو یا طویل ہو یا پوری سورۃ ہو جیسے آیت الکرسی اور سورۃ فاتحہ اور قل کے کلمہ کے بغیر سورۃ اخلاص سب کا دعا اور ثناء کی نیت سے پڑھنا جائز ہے۔
- دعا اور ثناء کی طرح چونکہ تعلیم کی بھی ضرورت تھی اس لئے فقہاء کرام نے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے قرآنی آیات کا ایک ایک کلمہ جدا جدا کر کے پڑھانے کی اجازت دی ہے ضرورت بقدر ضرورت جائز ہوتی ہے۔

خواتین ہر ماہ دس دن ناپاک رہتی ہیں گویا ہر سال چار ماہ اور زندگی کے تیسرے حصہ میں ناپاک رہتی ہیں اگر تعلیم کے لئے طالبات اور معلمات کو آیت کا کلمہ جدا جدا کر کے پڑھنے پڑھانے کی اجازت بھی نہ ہو تو انہیں بہت

ثناء کی نیت سے بعض آیات کی تلاوت جائز ہو جاتی ہے۔ اور دعا اور ثناء اور افتتاح کی نیت سے قرآنِ مجید کی تلاوت کرنے سے قرآنِ مجید میں قرآن ہونے کا اعتبار نہیں رہتا اور قرآن چھونے کی حیثیت اور جہت باقی نہیں رہتی صرف دعا اور ثناء کی حیثیت باقی رہتی ہے۔ اس لئے دعا اور ثناء کی نیت سے آیات کی تلاوت کا قرآن مجید پڑھنے کا ثواب نہیں ملتا چونکہ دعائیں اور ثنائیں حیض والی عورت اور جنبی کے لئے جائز ہیں تو قرآنِ مجید کی آیات بھی دعا اور ثناء کی نیت سے تلاوت کرنا جائز ہیں۔

● فتاویٰ رضویہ کے مطابق قرآن کی جملہ آیات تعلیم اور ثواب اور شفاء حاصل کرنے کی نیت سے حیض اور نفاس اور جنابت کی حالت میں تلاوت کرنا جائز نہیں ہے صرف ان آیات کی تلاوت جن کا مفہوم دعا اور ثناء ہے اور خطاب اور غیب کے صیغوں پر مشتمل ہیں اور خطاب کی آیات میں قل کا لفظ بھی نہیں ہے جنابت اور حیض اور نفاس کی حالت میں دعا اور ثناء کی نیت سے پڑھنا جائز ہے خواہ وہ ایک آیت مختصر ہو یا طویل ہو یا پوری سورۃ ہو جیسے آیت الکرسی اور سورۃ فاتحہ اور قل کے کلمہ کے بغیر سورۃ اخلاص سب کا دعا اور ثناء کی نیت سے پڑھنا جائز ہے۔

● دعا اور ثناء کی طرح چونکہ تعلیم کی بھی ضرورت تھی اس لئے فقہاء کرام نے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے قرآنی آیات کا ایک ایک کلمہ جدا جدا کر کے پڑھانے کی اجازت دی ہے ضرورت بقدر ضرورت جائز ہوتی ہے۔

خواتین ہر ماہ دس دن ناپاک رہتی ہیں گویا ہر سال چار ماہ اور زندگی کے تیسرے حصہ میں ناپاک رہتی ہیں اگر تعلیم کے لئے طالبات اور معلمات کو آیت کا کلمہ جدا جدا کر کے پڑھنے پڑھانے کی اجازت بھی نہ ہو تو انہیں بہت

زیادہ نقصان ہوگا۔

اسی وجہ سے امام مالک نے تو حیض اور نفاس کی حالت میں مطلقاً قرآنِ مجید پڑھنے اور پڑھانے کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

● چونکہ قرآنِ مجید کی کتابت حاجت انسانی میں داخل نہیں اس لئے جنابت اور حیض اور نفاس کی حالت میں قرآنِ مجید کی کتابت کاغذ پر یا تختہ پر دعا اور ثناء کی نیت سے بھی جائز نہیں بشرطیکہ کتابت میں آیات کو مس کرنا لازم آتا ہو۔

● اور اگر قرأت کے محل میں سورۃ فاتحہ یا ثناء اور دعا کی آیات کی دعا یا ثناء کی نیت سے قرأت کی جائے تو دعا کی نیت سے حکم متغیر نہیں ہوگا مثلاً سورۃ فاتحہ نماز کی رکعتوں میں ثناء یا دعا کی نیت سے پڑھی جائے تو نماز ادا ہو جائے گی اور ثناء یا دعا کی نیت سورۃ فاتحہ کو قرآن سے خارج نہیں کر سکتی۔ یہی حکم دیگر ایسی آیات قرآنیہ کا ہے جن کے مفہوم میں ثناء یا دعا کی نیت کی جا سکتی ہے۔

● اگر معلّمہ یا متعلّمہ حالت حیض یا نفاس میں ہو تو آیات میں ایک ایک کلمہ جدا کر کے اور ایک ایک کلمہ پر وقف کر کے تعلیم دے یا تعلیم حاصل کرے تو یہ جائز ہے پوری آیات یا نصف آیت تعلیم کی نیت سے معلّمہ اور متعلمہ کے لئے پڑھنا جائز نہیں ہے۔ (کتب فقہ)

● البتہ علامہ طحاوی کے قول پر نصف آیت کی تلاوت حیض اور جنابت کی حالت میں جائز ہے۔ بحر الرائق میں ہے:

وفی النهایة وغیرها واذا حاضت المعلمة فینبغی لها ان تعلم الصبیان کلمة کلمة وتقطع بین الکلمتین علی قول الکرخی وعلی قول الطحاوی تعلم نصفُ آیتٍ ص۳۰۰۔

نہایۃ اور غیر نہایہ میں ہے جب تعلیم دینے والی خاتون حیض میں مبتلا ہو جائے تو اس کے لئے مناسب ہے کہ بچوں کو کلمہ کلمہ جدا جدا کر کے تعلیم دے اور دو کلموں کے درمیان وقف کرے۔ کرخیؒ کے قول پر اور طحاوی کے قول پر نصف آیت تک تعلیم دے۔

- نصف آیت سے مراد چھوٹی آیت کا نصف ہے کیونکہ بڑی آیت کا نصف پڑھنے سے معلم کو قاری سمجھا جاتا ہے اور قرأت ممنوع ہے۔ (شامی علی البحر) اور چھوٹی آیت سے مراد وہ چھوٹی آیت ہے کہ جس کی تلاوت سے امام اعظم کے نزدیک فرض قرأت ادا ہو جائے۔
- تورات اور انجیل اور زبور کی تلاوت بھی جنبی اور حیض والی عورت کے لئے ممنوع ہے۔ کیونکہ مذکورۃ کتابیں بھی اللہ تعالیٰ کی کلام واجب التعظیم ہیں اگر چہ بعض آیات محرف اور مبدل ہیں لیکن بعض آیات کے محرف ہونے کی وجہ سے تعظیم ساقط نہیں ہوتی۔
- قرآنی آیات کے علاوہ اذکار اور اوراد کی تلاوت حیض کی حالت میں مطلق جائز ہے قرأت کے ارادہ سے ہو یا تعلیم کے ارادہ سے البتہ طہارت کے ساتھ وظائف پڑھے جائیں تو مستحب ہے۔
- دعا قنوت میں صحابہ کرام کا اختلاف تھا بعض صحابہ کرام دعا قنوت کو قرآن سمجھتے تھے لیکن اکثر صحابہ کرام کے نزدیک دعا قنوت قرآن نہیں ہے اس لئے جنابت کی حالت میں دعا قنوت پڑھنے میں حرج نہیں ہے۔ (بحر)
- احادیث مبارکہ پڑھنے کے لئے جنابت سے طہارت اگر چہ شرط نہیں ہے لیکن مستحب ہے۔

نہایۃ اور غیر نہایہ میں ہے جب تعلیم دینے والی خاتون حیض میں مبتلا ہو جائے تو اس کے لئے مناسب ہے کہ بچوں کو کلمہ کلمہ جدا جدا کر کے تعلیم دے اور دو کلموں کے درمیان وقف کرے۔ کرخیؒ کے قول پر اور طحاوی کے قول پر نصف آیت تک تعلیم دے۔

● نصف آیت سے مراد چھوٹی آیت کا نصف ہے کیونکہ بڑی آیت کا نصف پڑھنے سے معلم کو قاری سمجھا جاتا ہے اور قرأت ممنوع ہے۔ (شامی علی البحر) اور چھوٹی آیت سے مراد وہ چھوٹی آیت ہے کہ جس کی تلاوت سے امام اعظم کے نزدیک فرض قرأت ادا ہو جائے۔

● تورات اور انجیل اور زبور کی تلاوت بھی جنبی اور حیض والی عورت کے لئے ممنوع ہے۔ کیونکہ مذکورۃ کتابیں بھی اللہ تعالیٰ کی کلام واجب التعظیم ہیں اگرچہ بعض آیات محرف اور مبدل ہیں لیکن بعض آیات کے محرف ہونے کی وجہ سے تعظیم ساقط نہیں ہوتی۔

● قرآنی آیات کے علاوہ اذکار اور اوراد کی تلاوت حیض کی حالت میں مطلق جائز ہے قرأت کے ارادہ سے ہو یا تعلیم کے ارادہ سے البتہ طہارت کے ساتھ وظائف پڑھے جائیں تو مستحب ہے۔

● دعا قنوت میں صحابہ کرام کا اختلاف تھا بعض صحابہ کرام دعا قنوت کو قرآن سمجھتے تھے لیکن اکثر صحابہ کرام کے نزدیک دعا قنوت قرآن نہیں ہے اس لئے جنابت کی حالت میں دعا قنوت پڑھنے میں حرج نہیں ہے۔ (بحر)

● احادیث مبارکہ پڑھنے کے لئے جنابت سے طہارت اگرچہ شرط نہیں ہے لیکن مستحب ہے۔

قرآنِ مجید چھونے کا حکم:

حیض اور نفاس اور جنابت کی حالت میں قرآنِ مجید کو مس کرنا حرام ہے۔ مگر چھونے والے اور قرآن سے منفصل غلاف اور کپڑے کے ساتھ قرآن مجید کو چھونا جائز ہے اور وہ غلاف جو قرآن مجید کے ساتھ سلائی کے ساتھ یا گوند سے چپکایا جاتا ہے اس کو چھونا بھی حرام ہے اور چھونے والے کو اپنی آستین یا کسی ایسے پہنے ہوئے کپڑے کے ساتھ جس کپڑے کی ایک طرف کی حرکت اور جھٹکے سے دوسری طرف حرکت کرے قرآنِ مجید چھونا جائز نہیں بلکہ مکروہ ہے۔ (بحر)

● جنابت سے طاہر بغیر وضو کے دیکھ کر قرآن مجید پڑھنے والے شخص کے لئے لکڑی یا قلم یا پلاسٹک اور لوہے کی سلاخ کے ساتھ قرآن مجید کے اوراق الٹنا جائز ہے۔

● جنابت اور حیض و نفاس کی حالت میں قرآنِ مجید کی تلاوت کرنا اور مس کرنا دونوں حرام ہیں اور جنابت سے طاہر شخص کے لئے بغیر وضو قرآنِ مجید کی تلاوت جائز ہے اور چھونا ممنوع ہے۔

● قرآنِ مجید میں مکتوب آیات اور سفید جگہ جس میں کچھ نہیں لکھا ہوتا دونوں کو ناپاکی کی حالت میں چھونا ناجائز ہے۔ (درمختار)

● قرآنِ مجید کے علاوہ کتب اور لوہے اور پلاسٹک اور لکڑی کے تختے اور بورڈ اور لیٹر ہیڈ اور خطوط وغیرہا اور دیواروں میں نصب ماربل پر مکتوب قرآنِ مجید کی آیات کو بغیر طہارت چھونا جائز نہیں ہے لیکن مذکورہ اشیاء میں خالی جگہوں کو مس کرنے میں حرج نہیں ہے۔

● دینی کتابیں مثلاً تفاسیر اور احادیث اور فقہ اور اصولِ فقہ کی کتابیں کسی

بھی زبان میں ہوں بغیر وضو کے انہیں چھونا جائز ہے لیکن ان کتب میں مکتوب قرآن کی آیات پر ہاتھ رکھنا اور چھونا جائز نہیں ہے اور جنابت کی حالت میں دینی اور اسلامی کتابوں کو چھونا مکروہ ہے اور ادب کے خلاف ہے۔

- چنانچہ سراج الوھاج کے حواشی میں ادب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اسلامی کتابوں کو بھی بغیر وضو کے آستین سے نہیں پکڑنا چاہئے بلکہ جب بھی وضو فاسد ہو وضو کی تجدید کی جائے اور یہ تعظیم کے زیادہ قریب ہے۔ حضرت شمس الائمۃ حلوائی نے فرمایا مجھے علم تعظیم کی وجہ سے حاصل ہوا کسی کاغذ کو میں نے بغیر طہارت کے ہاتھ نہیں لگایا۔ اور امام شمس الائمہ سرخسی ایک رات اسہال کے مرض میں مبتلا ہوئے اور انہیں کتاب کا بار بار درس دینا تھا آپ کو اس رات سترہ مرتبہ وضو کرنا پڑا۔
- اگر قرآنِ مجید درہم یا کرنسی کے نوٹوں پر لکھا ہو تو اس کو بھی بغیر وضو ہاتھ لگانا منع ہے۔
- آج سائنس کی ترقی کے دور میں وڈیو اور آڈیو کیسٹ اور سی ڈیز میں قرآنِ مجید ریکارڈ کیا جاتا ہے اور کیسٹ اور سی ڈیز وغیرہ میں قرآن مجید کے حروف اور کلمات مکتوب نہیں ہوتے بلکہ ریکارڈ ہوتے ہیں اس لئے انہیں بغیر وضو اور غسل کے چھونے میں حرج نہیں ہے۔ البتہ ٹی وی اور کمپیوٹر کی اسکرین پر ظاہر آیات مکتوبہ کو بغیر طہارت چھونا منع ہے۔ اور ادب یہ ہے کہ قرآنِ مجید کی کیسٹوں کو بھی بغیر طہارت نہ چھوا جائے۔
- قرآنِ مجید کے تراجم فارسی یا کسی دوسری زبان میں ہوں بغیر طہارت چھونا منع ہے۔ (بحر)
- اگر کافر قرآنِ مجید کی تعلیم کے لئے رجوع کرے تو اس کو تعلیم دی جائے

بھی زبان میں ہوں بغیر وضو کے انہیں چھونا جائز ہے لیکن ان کتب میں مکتوب قرآن کی آیات پر ہاتھ رکھنا اور چھونا جائز نہیں ہے اور جنابت کی حالت میں دینی اور اسلامی کتابوں کو چھونا مکروہ ہے اور ادب کے خلاف ہے۔

- چنانچہ سراج الوھاج کے حواشی میں ادب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اسلامی کتابوں کو بھی بغیر وضو کے آستین سے نہیں پکڑنا چاہئے بلکہ جب بھی وضو فاسد ہو وضو کی تجدید کی جائے اور یہ تعظیم کے زیادہ قریب ہے۔ حضرت شمس الائمۃ حلوائی نے فرمایا مجھے علم تعظیم کی وجہ سے حاصل ہوا کسی کاغذ کو میں نے بغیر طہارت کے ہاتھ نہیں لگایا۔ اور امام شمس الائمہ سرخسی ایک رات اسہال کے مرض میں مبتلا ہوئے اور انہیں کتاب کا بار بار درس دینا تھا آپ کو اس رات سترہ مرتبہ وضو کرنا پڑا۔
- اگر قرآنِ مجید درہم یا کرنسی کے نوٹوں پر لکھا ہو تو اس کو بھی بغیر وضو ہاتھ لگانا منع ہے۔
- آج سائنس کی ترقی کے دور میں وڈیو اور آڈیو کیسٹ اور سی ڈیز میں قرآنِ مجید ریکارڈ کیا جاتا ہے اور کیسٹ اور سی ڈیز وغیرہ میں قرآن مجید کے حروف اور کلمات مکتوب نہیں ہوتے بلکہ ریکارڈ ہوتے ہیں اس لئے انہیں بغیر وضو اور غسل کے چھونے میں حرج نہیں ہے۔ البتہ ٹی وی اور کمپیوٹر کی اسکرین پر ظاہر آیات مکتوبہ کو بغیر طہارت چھونا منع ہے۔ اور ادب یہ ہے کہ قرآنِ مجید کی کیسٹوں کو بھی بغیر طہارت نہ چھوا جائے۔
- قرآنِ مجید کے تراجم فارسی یا کسی دوسری زبان میں ہوں بغیر طہارت چھونا منع ہے۔ (بحر)
- اگر کافر قرآنِ مجید کی تعلیم کے لئے رجوع کرے تو اس کو تعلیم دی جائے

لیکن قرآن کو مس نہ کرے۔ امام محمد کے نزدیک غسل کے بعد قرآن کو کافر کا چھونا جائز ہے۔ (اسی قول پر فتویٰ مفید ہوسکتا ہے)۔

- معذور جس کا وضو قائم نہیں رہتا نماز کے وضو کے ساتھ قرآنِ مجید کی تلاوت کرسکتا ہے اور چھو بھی سکتا ہے۔
- غیر معذور آدمی کو پانی کے ہوتے ہوئے صرف تیمّم کر لینے سے قرآنِ مجید چھونا جائز نہیں ہے۔
- بغیر وضو قرآنِ مجید کا کاغذ پر یا تختی پر لکھنا مکروہ نہیں ہے جبکہ کاغذ اور تختی زمین پر رکھی ہو اور ہاتھ کلمات کو مس نہ کریں۔ (درمختار)
- جب بغیر طہارت کے کاغذ اور تختہ پر قرآنِ مجید کی کتابت بلا کراہت جائز ہے تو کمپیوٹر پر بغیر طہارت کمپوزنگ بطریق اولیٰ جائز ہے کیونکہ یہاں قرآنِ مجید کے کلمات کے مس کرنے کا اندیشہ نہیں ہے۔
- جنبی اور حائض اور نفاس والی خواتین کے لئے قرآنِ مجید کی آیات کو بغیر ہاتھ لگائے دیکھنا بلا کراہت جائز ہے۔
- قرآنی آیات کے تعویذات اور چھوٹے سائز میں قرآنِ مجید یا سورتیں اگر کپڑے یا چمڑے یا پلاسٹک میں بند ہوں یا چمڑے یا کپڑے کے پرس میں یا کپڑے کی جیب میں پوشیدہ ہوں تو ان کے ساتھ بیت الخلاء جاتے وقت ان کو باہر رکھ کر بیت الخلاء جانا بہتر ہے اور اگر باہر رکھنے سے چوری کا خطرہ ہو تو ساتھ لے جانے میں حرج نہیں۔
- بغیر طہارت کے قرآنی تعویذات اور چھوٹے سائز میں پرنٹ کی گئی آیات اور سورتیں اگر پرس یا بٹوے وغیرہ میں ہوں تو اس پرس یا بٹوے کو مس کرنا

اور اُٹھانا جائز ہے۔(درمختار)

- اسی مقام پر علامہ شامی اپنا استنباط ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا قرآنِ مجید کی آیات کی کتابت اور قرأت میں فرق ہے اگر قرأت میں دعائیہ اور ثنائیہ آیات ہیں۔ اور ان میں دعا یا ثناء کی نیت کر لی جائے تو قرآن قرآن ہونے سے خارج ہو جاتا ہے اور جنبی اور حائض کے لئے اس کا پڑھنا جائز ہو جاتا ہے انسانی حاجت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا تاکہ غیر طاہر آدمی بھی دعا اور ثناء سے محروم نہ رہے لیکن قرآن کی کتابت اگر دعا اور ثناء کی نیت سے بھی ہو تو قرآن قرآنیۃ سے خارج نہیں ہوتا کیونکہ دعا اور ثناء کی آیات کی کتابت حاجت میں داخل نہیں اس لئے جنبی اور حائض تعویذات قرآنی کو بغیر منفصل کپڑے کے مس نہیں کر سکتے۔ فتاویٰ رضویہ سے تحقیق گزر چکی ہے۔

- آج کل خواتین معلمات اور طالبات دینی مدارس میں حفظ و تجوید قرآن مجید اور تفسیر اور حدیث اور فقہ اور کتب سیرت کی تعلیم اور تعلّم میں امام طحاوی کے قول پر عمل کر لیں تو اس میں آسانی ہے۔ آپ فرماتے ہیں چھوٹی آیت جس سے امام اعظم کے مذہب پر فرض قرأت ادا ہو جائے کا نصف حالت حیض میں تلاوت کرنا جائز ہے۔ لہٰذا معلّمہ آدھی آدھی آیت پڑھتی جائے اور طالبات اس کو دہراتی جائیں تو یہ جائز ہوگا۔ یا پھر امام مالک کے مذہب پر عمل کریں کیونکہ آپ کے نزدیک حیض والی خواتین کو قرآن مجید کی تلاوت اور تعلیم اور تعلّم جائز ہے۔ اور قرآنِ مجید کے اُٹھانے اور پکڑنے میں ایسا رومال استعمال کریں یا ٹشو پیپر جو قرآنِ مجید کے ساتھ چپکا ہوا نہ ہو اور چھونے والی خواتین کا لباس نہ ہو کیونکہ دستانے وغیرہ سے بھی قرآن پاک کی آیات کو چھونا جائز نہیں ہے۔ یا پھر قرآنِ

اور اُٹھانا جائز ہے۔ (درمختار)

● اسی مقام پر علامہ شامی اپنا استنباط ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا قرآنِ مجید کی آیات کی کتابت اور قرأت میں فرق ہے اگر قرأت میں دعائیہ اور ثنائیہ آیات ہیں۔ اور ان میں دعا یا ثناء کی نیت کر لی جائے تو قرآن قرآن ہونے سے خارج ہو جاتا ہے اور جنبی اور حائض کے لئے اس کا پڑھنا جائز ہو جاتا ہے انسانی حاجت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا تا کہ غیر طاہر آدمی بھی دعا اور ثناء سے محروم نہ رہے لیکن قرآن کی کتابت اگر دعا اور ثناء کی نیت سے بھی ہو تو قرآن قرآنیت سے خارج نہیں ہوتا کیونکہ دعا اور ثناء کی آیات کی کتابت حاجت میں داخل نہیں اس لئے جنبی اور حائض تعویذات قرآنی کو بغیر منفصل کپڑے کے مس نہیں کر سکتے۔ فتاویٰ رضویہ سے تحقیق گزر چکی ہے۔

● آج کل خواتین معلمات اور طالبات دینی مدارس میں حفظ و تجوید قرآن مجید اور تفسیر اور حدیث اور فقہ اور کتب سیرت کی تعلیم اور تعلّم میں امام طحاوی کے قول پر عمل کر لیں تو اس میں آسانی ہے۔ آپ فرماتے ہیں چھوٹی آیت جس سے امام اعظم کے مذہب پر فرض قرأت ادا ہو جائے کا نصف حالت حیض میں تلاوت کرنا جائز ہے۔ لہٰذا معلّمہ آدھی آدھی آیت پڑھتی جائے اور طالبات اس کو دہراتی جائیں تو یہ جائز ہوگا۔ یا پھر امام مالک کے مذہب پر عمل کریں کیونکہ آپ کے نزدیک حیض والی خواتین کو قرآن مجید کی تلاوت اور تعلیم اور تعلّم جائز ہے۔ اور قرآنِ مجید کے اُٹھانے اور پکڑنے میں ایسا رومال استعمال کریں یا ٹشو پیپر جو قرآنِ مجید کے ساتھ چپکا ہوا نہ ہو اور چھونے والی خواتین کا لباس نہ ہو کیونکہ دستانے وغیرہ سے بھی قرآن پاک کی آیات کو چھونا جائز نہیں ہے۔ یا پھر قرآنِ

مجید پھٹی پر رکھ کر قلم یا پلاسٹک وغیرھا کی سلاخ سے اوراق الٹے جائیں۔

● قرآن کا تعلیم کے لئے پڑھنا اور حفظ طالبات کے لئے حاجت میں داخل ہے کیونکہ اگر حفظ کرنے والی بچیاں ہر ماہ دس دن قرآن یاد کرنا موقوف کر دیں تو ان کے لئے قرآن یاد کرنے میں سخت مشکلات پیدا ہو جائیں گی اور ناظرہ پڑھنے والی بچیوں کے لئے بھی مشکلات ہوں گی اس لئے امام طحاوی یا امام مالک کے قول پر عمل کر لیا جائے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اجتہادی مسائل میں لچک اور یسر والی روایات پر عمل کرنا خصوصاً جب ابتلاء ہو تو جائز ہوتا ہے۔

حیض کے ایام کی نمازوں کی ادا اور قضاء دونوں ساقط ہیں لیکن روزوں کی ادا ساقط ہے قضاء واجب ہے:

صحاح ستہ میں حضرت معاذۃ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ سے عرض کیا کیا وجہ ہے کہ حیض والی عورت نماز قضاء نہیں کرتی اور روزے قضاء کرتی ہے۔ حضرت عائشہ نے ارشاد فرمایا کیا تو حروریہ (خارجیہ) ہے معاذۃ نے کہا میں حروریۃ نہیں ہوں لیکن میں معلومات کرنا چاہتی ہوں حضرت عائشہ نے ارشاد فرمایا ہم حیض والی ہوتی تھیں ہمیں روزوں کی قضاء کا حکم دیا جاتا تھا لیکن نماز کی قضاء کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ (بحر)

● حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ارشاد کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسی طرح حکم ہے۔

● اگر نمازوں کی قضاء واجب ہو تو دن میں پانچ نمازیں فرض ہیں حیض کے دس دنوں کی پچاس نمازیں ہو جائیں گی اور دس وتر کل ساٹھ نمازیں ہر ماہ قضا کرنا

ہوں گی کیونکہ عموماً ہر ماہ حیض عارض ہوتا ہے مگر روزے ادا کرنا سال میں ایک مرتبہ فرض ہوتے ہیں روزوں کی قضاء میں مشقت نہیں تھی اور نماز کی قضاء میں مشقت تھی اس لئے نماز کی قضاء معاف ہے اور روزوں کی قضاء معاف نہیں ہے۔

حروریۃ خوارج سے اس طائفہ کی خواتین کو کہا جاتا تھا جو کہ کوفہ کے قریب حروراء گاؤں میں آباد تھا وہ خواتین ایام حیض و نفاس کی نمازیں ادا کرتی تھیں یا قضاء کرتی تھیں اور نمازوں کے ترک کو گناہ سمجھتیں تھیں اسلئے ام المؤمنین سیدۃ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سائلۃ سے فرمایا کیا تو حروریہ ہے؟ سنا ہے اس دور میں بھی بعض اہل حدیث اور اسراریہ خواتین حروریہ خارجیہ عورتوں کی تقلید کرتی ہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

- نفاس کے ایام کی نمازیں بھی معاف ہیں ادا اور قضاء دونوں ساقط ہیں لیکن روزوں کی قضاء ضروری ہے۔
- اور نفاس اگر پورے رمضان پر شامل ہو تو پورے رمضان کی قضاء واجب ہے کیونکہ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ رمضان میں ولادت کی وجہ سے پورے ماہ نفاس جاری رہے اس لئے اس میں بھی حرج نہیں ہے۔
- فتاویٰ ظہیریہ میں مروی ہے کہ جب حضرت حواء علیہا السلام نے پہلی مرتبہ مخصوص اندام سے جاری خون دیکھا تو انہوں نے حضرت آدم علیہ السلام سے مسئلہ دریافت کیا حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا میں نہیں جانتا، تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ حضرت حواء علیہا السلام نمازیں چھوڑ دیں جب خون سے پاک ہوئیں تو پھر حضرت آدم علیہ السلام سے دریافت کیا تو وحی کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا قضاء بھی معاف ہے جب حضرت حواء علیہا السلام نے روزوں میں خون

ہوں گی کیونکہ عموماً ہر ماہ حیض عارض ہوتا ہے مگر روزے ادا کرنا سال میں ایک مرتبہ فرض ہوتے ہیں روزوں کی قضاء میں مشقت نہیں تھی اور نماز کی قضاء میں مشقت تھی اس لئے نماز کی قضاء معاف ہے اور روزوں کی قضاء معاف نہیں ہے۔

حروریہ خوارج سے اس طائفہ کی خواتین کو کہا جاتا تھا جو کہ کوفہ کے قریب حروراء گاؤں میں آباد تھا وہ خواتین ایام حیض و نفاس کی نمازیں ادا کرتی تھیں یا قضاء کرتی تھیں اور نمازوں کے ترک کو گناہ سمجھتیں تھیں اسلیئے ام المؤمنین سیدۃ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سائلۃ سے فرمایا کیا تو حروریہ ہے؟ سنا ہے اس دور میں بھی بعض اہل حدیث اور اسراریہ خواتین حروریہ خارجیہ عورتوں کی تقلید کرتی ہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

- نفاس کے ایام کی نمازیں بھی معاف ہیں ادا اور قضاء دونوں ساقط ہیں لیکن روزوں کی قضاء ضروری ہے۔
- اور نفاس اگر پورے رمضان پر شامل ہو تو پورے رمضان کی قضاء واجب ہے کیونکہ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ رمضان میں ولادت کی وجہ سے پورے ماہ نفاس جاری رہے اس لئے اس میں بھی حرج نہیں ہے۔
- فتاویٰ ظہیریہ میں مروی ہے کہ جب حضرت حواء علیہا السلام نے پہلی مرتبہ مخصوص اندام سے جاری خون دیکھا تو انہوں نے حضرت آدم علیہ السلام سے مسئلہ دریافت کیا حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا میں نہیں جانتا، تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ حضرت حواء علیہا السلام نمازیں چھوڑ دیں جب خون سے پاک ہوئیں تو پھر حضرت آدم علیہ السلام سے دریافت کیا تو وحی کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا قضاء بھی معاف ہے جب حضرت حواء علیہا السلام نے روزوں میں خون

دیکھا تو حضرت آدم سے روزوں کے متعلق دریافت کیا حضرت آدم علیہ السلام نے وحی کی انتظار نہ فرمائی اور نماز پر روزوں کو قیاس کرتے ہوئے فرمادیا روزوں کی ادا اور قضاء بھی معاف ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ روزوں کی قضاء ضروری ہے۔ چونکہ حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے امر کے بغیر روزوں کا حکم بیان فرمادیا تھا اس لئے روزوں کی قضاء معاف نہیں کی گئی۔

حیض، نفاس اور جنابت کی حالت میں مسجد میں جانا حرام ہے:

مسجد سے مراد وہ جگہ ہے جس جگہ کو پانچ نمازوں کے ادا کرنے کے لئے وقف کیا گیا ہو اور اس میں نمازیں ادا کی جاتی ہوں، لہٰذا عیدگاہ اور جنازہ گاہ اور ذاتی مکانوں اور پلازوں میں بنائی گئی عارضی مساجد، مدرسہ اور مسافر خانہ میں جنبی اور حیض والی عورت کا جانا جائز ہے۔

- اگر کسی شخص کو مسجد میں احتلام ہو جائے تو اس کے لئے مناسب ہے کہ تیمّم کر کے مسجد سے نکلے اور ضرورت کے وقت حائض اور جنبی کا مسجد سے گزرنا بھی جائز ہے مثلاً گھر جانے کے لئے موجود راستے بند ہو جائیں تو مسجد کے ایک دروازہ سے دوسرے دروازہ سے نکل کر گھر جانا جائز ہے۔
- مسافر کے لئے جنابت کی حالت میں مسجد میں بعذر ضرورت تیمّم کے ساتھ ٹھہرنا بھی جائز ہے۔ (بحر)
- کافر چونکہ صرف ایمان کے ساتھ مکلّف ہیں دیگر فروعات کے ساتھ مکلّف نہیں ہیں اس لئے ان کا فقہ حنفی میں مساجد میں داخل ہونا بھی جائز ہے اگرچہ جنبی ہوں۔ کیونکہ ان کے نجس ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ ان کا عقیدہ نجس

ہے۔ جب وہ شرعی فرعی احکام کے ساتھ مکلّف ہی نہیں تو ان کے لئے مساجد میں داخل ہونے کو جائز کہا جائے گا۔

طواف کا حکم:

حیض اور نفاس اور جنابت میں طواف کرنا حرام ہے اور اگر طواف زیارت کسی مجبوری کی وجہ سے حیض اور نفاس یا جنابت کی حالت میں کرلیا جائے تو طواف ادا ہو جائے گا لیکن حرم کی حدود کے اندر کفارہ میں بڑے جانور کی قربانی کرنا واجب ہوگی اور حالت حیض اور جنابت میں طواف کرنے کے گناہ کا کفارہ ہو جائے گا۔

- اگر طواف کے دوران حیض جاری ہو جائے تو طواف کا ترک کرنا واجب ہے اور حرم میں مسجد میں ٹھہرنا حرام ہے کیونکہ مسجد میں جنابت والے آدمی اور حیض والی عورت کا داخل ہونا حرام ہے۔

حیض کس خون کو کہتے ہیں:

- حیض اس خون کو کہا جاتا ہے جو ایسی عورت کے رحم اور بچہ دانی سے بغیر مرض کے خارج ہو جس عورت کی عمر نو سال سے کم نہ ہو۔ لہٰذا ناک اور دیگر زخموں سے خارج خون اور عورت کے علاوہ کسی جاندار کے رحم سے خارج خون اور بچہ دانی سے ہی لیکن کسی زخم یا مرض کی وجہ سے خارج خون اور نو سال سے کم عمر کی عورت کے رحم سے خارج خون حیض نہیں ہوگا۔ اسی طرح بچے کی ولادت کے بعد خارج ہونے والا خون حیض نہیں ہوگا بلکہ نفاس ہوگا۔
- حیض کا سبب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ابتلاء ہے اور حیض کا رکن عورت کے مخصوص عضو سے خون کا ظاہر ہونا ہے اور حیض ہونے کی شرط یہ ہے کہ کم از کم

ہے۔ جب وہ شرعی فرعی احکام کے ساتھ مکلّف ہی نہیں تو ان کے لئے مساجد میں داخل ہونے کو جائز کہا جائے گا۔

طواف کا حکم :

حیض اور نفاس اور جنابت میں طواف کرنا حرام ہے اور اگر طواف زیارت کسی مجبوری کی وجہ سے حیض اور نفاس یا جنابت کی حالت میں کرلیا جائے تو طواف ادا ہو جائے گا لیکن حرم کی حدود کے اندر کفارہ میں بڑے جانور کی قربانی کرنا واجب ہوگی اور حالت حیض اور جنابت میں طواف کرنے کے گناہ کا کفارہ ہو جائے گا۔

- اگر طواف کے دوران حیض جاری ہو جائے تو طواف کا ترک کرنا واجب ہے اور حرم میں مسجد میں ٹھہرنا حرام ہے کیونکہ مسجد میں جنابت والے آدمی اور حیض والی عورت کا داخل ہونا حرام ہے۔

حیض کس خون کو کہتے ہیں :

- حیض اس خون کو کہا جاتا ہے جو ایسی عورت کے رحم اور بچہ دانی سے بغیر مرض کے خارج ہو جس عورت کی عمر نو سال سے کم نہ ہو۔ لہٰذا ناک اور دیگر زخموں سے خارج خون اور عورت کے علاوہ کسی جاندار کے رحم سے خارج خون اور بچہ دانی سے ہی لیکن کسی زخم یا مرض کی وجہ سے خارج خون اور نو سال سے کم عمر کی عورت کے رحم سے خارج خون حیض نہیں ہوگا۔ اسی طرح بچے کی ولادت کے بعد خارج ہونے والا خون حیض نہیں ہوگا بلکہ نفاس ہوگا۔

- حیض کا سبب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ابتلاء ہے اور حیض کا رکن عورت کے مخصوص عضو سے خون کا ظاہر ہونا ہے اور حیض ہونے کی شرط یہ ہے کہ کم از کم

تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن خون آئے اور طہر کے کم از کم پندرہ دن کے وقفہ کے بعد خون ہو لہٰذا تین سے کم یا دس دن سے زائد خون یا پندرہ دن طہر کے وقفہ سے پہلے جاری خون حیض نہیں ہوگا بلکہ استحاضہ ہوگا۔ اور حیض ہونے کے لئے یہ شرط بھی ہے کہ خون نو سال سے کم عمر بچی کے رحم سے نہ ہو اور حمل والی عورت کا خون نہ ہو کیونکہ نو سال سے کم عمر والی لڑکی اور حامل کے رحم سے جاری خون حیض نہیں ہوتا۔

- حیض کی پہچان خون کے مختلف رنگوں اور کلروں سے بھی ہوتی ہے۔ حیض کے چھ رنگ ہوتے ہیں بالکل سیاہ، خالص سرخ، پیلا، گدلا، سبز اور ترابیہ (مٹی کی طرح)۔

اگر خون کا رنگ ایام حیض میں ان چھ رنگوں سے ہو تو وہ حیض ہوگا اور اگر خالص سفید رنگ کا پانی خارج ہو تو وہ حیض نہیں ہوگا۔

- نو سال سے کم عمر لڑکی کے رحم سے جاری خون استحاضہ ہوگا۔ اسی طرح سن ایاس کو پہنچنے والی عورت کا خون بھی استحاضہ ہوگا لیکن اگر آیسہ کا سیاہ یا سرخ رنگ کا خون بچہ دانی سے بغیر زخم سے جاری ہو جائے تو وہ حیض ہوگا اور آیسہ کے لئے ایاس کے احکام مستقبل میں معطل ہو جائیں گے اور ماضی کے احکام قائم رکھے جائیں گے۔ مثلاً ایاس کی وجہ سے عدت مہینوں کے حساب سے شمار کی جاتی ہے لیکن دوبارہ حیض والی ہونے کی وجہ سے عدت حیض سے شمار ہوگی اور تین حیض اس کی عدت شمار کی جائے گی اور سابقہ احکام مثلاً مہینوں کے حساب سے عدت گزارنے والی عورت نے تین ماہ کی عدت کے بعد دوسری جگہ نکاح کرلیا تھا تو نکاح فاسد نہیں ہوگا۔

- اگر کسی عورت کی عادت ہے اسے سات دن حیض رہتا ہے پھر پاک ہو جاتی ہے لیکن کسی ماہ دس دن تک خون جاری رہا تو یہ حیض ہوگا ہم کہیں گے عادت بدل گئی ہے۔ لہٰذا دس دنوں کی نماز معاف ہے اور اگر سات دن کی عادت والی عورت کو گیارہ یا بارہ یا پندرہ دن تک خون جاری رہا تو عادت کے دنوں کے بعد سب دنوں میں استحاضہ ہوگا۔ سات دنوں کے بعد جتنے دن خون رہا ان سب کی نماز قضاء کرنا ہوگی۔ اس صورت میں دس دن حیض میں شمار نہیں ہوں گے۔
- مفتی بہ قول پر ہمارے ملک پاکستان کے لئے ایاس کا سن پچپن سال ہے اس سن کے بعد ظاہر ہونے والا خون حیض نہیں ہوگا۔ (ظاہر مذہب یہی ہے)۔

مگر یہ کہ سن ایاس کے بعد خالص سیاہ یا سرخ رنگ کا خون سابقہ عادت کے مطابق جاری ہو جائے تو حیض ہوگا۔ (بحرالرائق)

- طہر اور خون کے وقفہ کی مدت دو حیضوں اور نفاس اور حیض کے درمیان کم از کم پندرہ دن ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں اس لئے ایک حیض کے انقطاع کے بعد اگر پندرہ دن سے پہلے دوبارہ خون جاری ہو جائے تو وہ استحاضہ ہوگا موصوفہ کو نماز اور روزہ ترک کرنا جائز نہیں ہوگا اور اگر طہر پوری عمر پر محیط ہو جائے تو بیوی کو ہمیشہ نماز پڑھنا ہوگی اور روزہ رکھنا ہوگا اور شوہر اس کے ساتھ ہر وقت ہمبستری کر سکتا ہے۔
- اگر لڑکی کا بالغ ہونا پندرہ سال کی عمر سے ہوا اور ساری عمر اس کو حیض نہیں آیا تو وہ ہمیشہ نماز پڑھتی رہے۔ روزے رکھتی رہے اور شوہر اس کے ساتھ مباشرت کسی وقت بھی کر سکتا ہے اگر ایسی عورت کو طلاق ہو جائے تو اس کی عدت تین ماہ ہوگی۔ مثلاً بچپن سے بچہ دانی کا آپریشن ہوگیا تھا یا کسی دوسری بیماری کی وجہ سے

● اگر کسی عورت کی عادت ہے اسے سات دن حیض رہتا ہے پھر پاک ہو جاتی ہے لیکن کسی ماہ دس دن تک خون جاری رہا تو یہ حیض ہوگا ہم کہیں گے عادت بدل گئی ہے۔ لہٰذا دس دنوں کی نماز معاف ہے اور اگر سات دن کی عادت والی عورت کو گیارہ یا بارہ یا پندرہ دن تک خون جاری رہا تو عادت کے دنوں کے بعد سب دنوں میں استحاضہ ہوگا۔ سات دنوں کے بعد جتنے دن خون رہا ان سب کی نماز قضاء کرنا ہوگی۔ اس صورت میں دس دن حیض میں شمار نہیں ہوں گے۔

● مفتی بہ قول پر ہمارے ملک پاکستان کے لئے ایاس کا سن پچپن سال ہے اس سن کے بعد ظاہر ہونے والا خون حیض نہیں ہوگا۔ (ظاہر مذہب یہی ہے)۔

مگر یہ کہ سن ایاس کے بعد خالص سیاہ یا سرخ رنگ کا خون سابقہ عادت کے مطابق جاری ہو جائے تو حیض ہوگا۔ (بحر الرائق)

● طہر اور خون کے وقفہ کی مدت دو حیضوں اور نفاس اور حیض کے درمیان کم از کم پندرہ دن ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں اس لئے ایک حیض کے انقطاع کے بعد اگر پندرہ دن سے پہلے دوبارہ خون جاری ہو جائے تو وہ استحاضہ ہوگا موصوفہ کو نماز اور روزہ ترک کرنا جائز نہیں ہوگا اور اگر طہر پوری عمر پر محیط ہو جائے تو بیوی کو ہمیشہ نماز پڑھنا ہوگی اور روزہ رکھنا ہوگا اور شوہر اس کے ساتھ ہر وقت ہمبستری کر سکتا ہے۔

● اگر لڑکی کا بالغ ہونا پندرہ سال کی عمر سے ہوا اور ساری عمر اس کو حیض نہیں آیا تو وہ ہمیشہ نماز پڑھتی رہے۔ روزے رکھتی رہے اور شوہر اس کے ساتھ مباشرت کسی وقت بھی کر سکتا ہے اگر ایسی عورت کو طلاق ہو جائے تو اس کی عدت تین ماہ ہوگی۔ مثلاً بچپن سے بچہ دانی کا آپریشن ہوگیا تھا یا کسی دوسری بیماری کی وجہ سے

خون جاری ہی نہیں ہوا تو وہ ہمیشہ کے لئے طاہر ہوگی۔

● اگر کسی لڑکی کو بالغ ہونے کے وقت یا بعد میں تین دن سے کم خون آیا لیکن پھر ہمیشہ پاک رہی اس کا بھی یہی حکم ہے کہ وہ مہینوں کے حساب سے عدت گزارے گی اور نماز اور روزہ ترک نہیں کرے گی کیونکہ مذکورہ صورتوں میں لڑکیاں ذوات حیض سے نہیں ہیں۔

● اگر کسی لڑکی کو ایک مرتبہ تین دن یا دس دن خون آ گیا تو لڑکی ذوات حیض سے ہوگئی۔ اگر اسے پھر زندگی بھر خون نہیں آیا تو اس کی عدت تین حیض ہی ہوں گے مگر جب وہ سن ایاس کو پہنچ جائیگی تو اس کی عدت تین ماہ ہوگی۔ (شامی)

● آج کل بعض عورتیں بچہ دانی نکلوا دیتی ہیں یا خون کی نالی کٹوا دیتی ہیں جس کی وجہ سے ہمیشہ طاہرہ رہتی ہیں۔ اگر ایسی عورتیں ایک مرتبہ حیض والی ہو چکیں تھیں تو ان کی عدت مہینوں سے ہونی چاہئے کیونکہ آپریشن کے بعد یقیناً وہ عورت ذوات حیض سے نہیں رہی۔ وہ سن ایاس کو پہنچنے والی عورتوں سے بھی زیادہ مایوس ہوتی ہے لیکن تاحال اس صورت کا ہمارے مطالعہ میں کہیں پتہ نہیں ملا بلکہ شامی کی طرف سے ذکر کردہ تیسری صورت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپریشن سے بچہ دانی نکلوانے والی بے چاری عورت بھی عدت کے لئے سن ایاس کا طویل انتظار کرے۔ اور سن ایاس کے بعد تین ماہ عدت گزارے اس طرح جب عدت ختم ہوگی تو وہ عورت معمر ہونے کی وجہ سے دوسری جگہ نکاح کرنے کے قابل نہیں ہوگی۔ (مزید عدت کے باب میں ملاحظہ فرمائیں)۔

● اور اگر بالغ ہوتے ہی یا بالغ ہونے کے بعد کسی عورت کو ہمیشہ کے لئے خون جاری ہو گیا اور منقطع نہیں ہوتا تو اس کے لئے طہر کی مدت دو ماہ مقرر ہوگی

اور ہر دو ماہ کے بعد دس دن حیض کے ہوں گے، اس طرح سات ماہ کے بعد عدت ختم ہو جائے گی۔ یہ روایت حاکم شہید کی ہے اور فقط عدت کے حوالہ سے ہے۔

- علامہ میدانی جس کے قول پر اکثر علماء نے اعتماد کیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

اگر لڑکی بالغ ہوتے ہی استمرار اور دوام خون کی مریضہ ہوگئی تو ہر ماہ دس دن حیض اور بیس دن طہر شمار کئے جائیں اور اس حساب سے نماز روزوں کا حکم کیا جائے گا۔ اور اگر کسی عورت کی حیض اور طہر صحیح کی ایک عادت تھی پھر استمرار دم کی مریضہ ہوگئی تو اس کے لئے حیض اور طہر سابقہ عادت کے مطابق شمار ہوں گے نماز اور روزہ اور دیگر احکام میں اس کی عادت کا اعتبار ہوگا۔

مثلاً ایک خاتون کی عادت تھی پانچ دن حیض آتا تھا اور چالیس دن طہر رہتا تھا۔ پھر خون دائمی جاری ہو گیا تو دوام کے پہلے پانچ دن حیض ہوگا اور چالیس دن طہر ہوگا پھر پانچ دن حیض اور چالیس دن طہر ہوگا اسی طرح سے احکام جاری ہوں گے۔

- اور اگر عادت والی عورت کا طہر چھ ماہ سے کم ہوتا تھا تو اس کے لئے درج بالا حکم ہوگا اور اگر چھ ماہ یا اس سے زائد طہر کی عادت تھی تو اس کے لئے صرف عدت کی مجبوری کی نسبت سے حیض کے دن تو وہی عادت والے ہوں گے لیکن طہر کی مدت چھ ماہ ایک گھنٹہ کم ہوگی اگر ایسی عورت کو طلاق ہو جائے تو درج بالا پانچ دن حیض کی عادت والی عورت کی اٹھارہ ماہ پندرہ دن لیکن چار گھنٹے کم عدت ہوگی۔ اور باقی نماز اور روزوں کے احکام اس کی عادت کے مطابق ہوں گے۔ تفصیل شامی میں متحیرۃ اور مضلۃ عورت کے باب میں ملاحظہ فرمائیں۔

- حیض کی مدت کم از کم تین دن کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ مسلسل بغیر وقفہ کے تین دن خون جاری رہے کیونکہ مختلف وقفوں سے جاری خون بھی حیض ہوتا ہے۔

اور ہر دو ماہ کے بعد دس دن حیض کے ہوں گے، اس طرح سات ماہ کے بعد عدت ختم ہو جائے گی۔ یہ روایت حاکم شہید کی ہے اور فقط عدت کے حوالہ سے ہے۔

- علامہ میدانی جس کے قول پر اکثر علماء نے اعتماد کیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

اگر لڑکی بالغ ہوتے ہی استمرار اور دوام خون کی مریضہ ہوگئی تو ہر ماہ دس دن حیض اور بیس دن طہر شمار کئے جائیں اور اس حساب سے نماز روزوں کا حکم کیا جائے گا۔ اور اگر کسی عورت کی حیض اور طہر صحیح کی ایک عادت تھی پھر استمرار دم کی مریضہ ہوگئی تو اس کے لئے حیض اور طہر سابقہ عادت کے مطابق شمار ہوں گے نماز اور روزہ اور دیگر احکام میں اس کی عادت کا اعتبار ہوگا۔

مثلاً ایک خاتون کی عادت تھی پانچ دن حیض آتا تھا اور چالیس دن طہر رہتا تھا۔ پھر خون دائمی جاری ہو گیا تو دوام کے پہلے پانچ دن حیض ہوگا اور چالیس دن طہر ہوگا پھر پانچ دن حیض اور چالیس دن طہر ہوگا اسی طرح سے احکام جاری ہوں گے۔

- اور اگر عادت والی عورت کا طہر چھ ماہ سے کم ہوتا تھا تو اس کے لئے درج بالا حکم ہوگا اور اگر چھ ماہ یا اس سے زائد طہر کی عادت تھی تو اس کے لئے صرف عدت کی مجبوری کی نسبت سے حیض کے دن تو وہی عادت والے ہوں گے لیکن طہر کی مدت چھ ماہ ایک گھنٹہ کم ہوگی اگر ایسی عورت کو طلاق ہو جائے تو درج بالا پانچ دن حیض کی عادت والی عورت کی اٹھارہ ماہ پندرہ دن لیکن چار گھنٹے کم عدت ہوگی۔ اور باقی نماز اور روزوں کے احکام اس کی عادت کے مطابق ہوں گے۔ تفصیل شامی میں متحیرۃ اور مضلۃ عورت کے باب میں ملاحظہ فرمائیں۔

- حیض کی مدت کم از کم تین دن کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ مسلسل بغیر وقفہ کے تین دن خون جاری رہے کیونکہ مختلف وقفوں سے جاری خون بھی حیض ہوتا ہے۔

- تین دن اور دس دن سے مراد دن اور رات دونوں ہیں یعنی چوبیس گھنٹے کم از کم حیض کی مدت تین دن اور تین رات ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن اور دس رات ہے۔

- نیز دن رات سے مراد تین دن اور تین رات کا وقت بہتر (۷۲) گھنٹے ہوگا۔ لہٰذا دس دن اور رات سے مراد دو سو چالیس گھنٹے ہوگا۔ مثلاً ایک دن صبح بارہ بجے حیض شروع ہوا تو بارہ بجے سے بہتر گھنٹے تک جاری رہنے والا خون حیض ہوگا۔ ایسا نہیں ہوگا کہ آدھا دن کا پورا دن شمار کر کے تین دن پورے کئے جائیں۔ (بحرالرائق)

- حیض کے انقطاع کے بعد نماز پڑھنے کے لئے غسل فرض ہے۔ اگر وقت کم ہے مگر حائض غسل کر کے نماز کا وقت نکلنے سے پہلے تکبیر تحریمہ کہہ سکتی ہے تو اس وقت کی نماز اس پر واجب ہے۔

- عموماً خواتین حیض کے انقطاع کے بعد ایک ایک دو دو دن تک بغیر غسل وقت گزار دیتی ہیں ایسی خواتین پر پاک ہونے کے دنوں کی نمازیں قضاء کرنا فرض تو ہے ہی لیکن قصداً غسل مؤخر کر کے نماز نہ پڑھنا سخت کبیرہ گناہ ہے۔

- اگر شوہر حیض کے انقطاع کے بعد بیوی سے وظیفہ زوجیت ادا کرنا چاہتا ہے تو اس کی تین صورتیں ہیں ایک یہ کہ حیض دس دن گزرنے پر ختم ہوا ہو، دوم عادت کے دن گزرنے پر حیض ختم ہوا، لیکن عادت کے دن دس دن سے کم ہیں، سوم دس دن اور عادت کے دنوں سے کم پر حیض ختم ہوا۔ پہلی صورت میں غسل سے پہلے بھی زوجیت کا عمل جائز ہے اور تیسری صورت میں بیوی کے ساتھ عادت کے دن پورے کرنے تک مباشرت جائز نہیں ہے اگر چہ غسل بھی کر لے اور دوسری

صورت میں غسل کر لینے کے بعد یا نماز کا وقت گزر جانے کے بعد غسل سے پہلے مباشرت جائز ہے۔

اگر حیض کا انقطاع نماز کے وقت کی ابتداء میں ہوا یا درمیان میں ہوا تو پورا وقت گزرنے کے بعد مباشرت جائز ہوگی اور اگر وقت کے آخر میں انقطاع ہوا اگر اتنا وقت باقی تھا کہ وضو وغسل کر کے تکبیر تحریمہ کہہ سکتی تھی اور وقت نکل گیا تو مباشرت جائز ہوگی اگر اس سے بھی کم وقت تھا تو خروج وقت کے بعد مباشرت غسل سے پہلے جائز نہیں ہوگی۔

● کسی خاتون کی عادت کے دنوں سے حیض زیادہ دنوں تک جاری رہا اگر دس دنوں سے تجاوز کر گیا تو عادت کے دنوں کے بعد استحاضہ ہوگا نمازوں کی قضاء واجب ہوگی۔ اور اگر دس دن تک جاری ہوا تو عادت کے دنوں کے بعد کے دنوں کا خون بھی حیض ہوگا۔ (بحر)

● بعض خواتین کی صحت خراب ہونے کی وجہ سے اور بعض خواتین کا مانع حمل ادویہ استعمال کرنے سے حیض کے ایام میں تسلسل نہیں رہتا کبھی خون بند ہو جاتا ہے اور کبھی آنا شروع ہو جاتا ہے، اسی لئے نماز اور روزے اور مباشرت اور طواف اور تلاوت قرآن اور دخول مسجد کے حوالہ سے خواتین پریشان ہوتی ہیں۔

● فقہاء کرام نے فرمایا حیض کی مدت اور ایام میں جو طہر دو خونوں کے درمیان ہے اول اور آخر خون ہے لیکن طہر اور وقفہ پندرہ دن یا پندرہ دن سے زائد رہا ہے تو اس پر ائمہ کرام کا اتفاق ہے کہ اس طہر کو طہر شمار کیا جائے گا اور طہر سے پہلا خون اور بعد والا دونوں خون تین تین دن یا تین دن سے زائد ہے تو دونوں خون الگ الگ حیض شمار کئے جائیں گے اگر دونوں خون اول اور آخر تین تین دن

صورت میں غسل کر لینے کے بعد یا نماز کا وقت گزر جانے کے بعد غسل سے پہلے مباشرت جائز ہے۔

اگر حیض کا انقطاع نماز کے وقت کی ابتداء میں ہوا یا درمیان میں ہوا تو پورا وقت گزرنے کے بعد مباشرت جائز ہوگی اور اگر وقت کے آخر میں انقطاع ہوا اگر اتنا وقت باقی تھا کہ وضو و غسل کر کے تکبیر تحریمہ کہہ سکتی تھی اور وقت نکل گیا تو مباشرت جائز ہوگی اگر اس سے بھی کم وقت تھا تو خروج وقت کے بعد مباشرت غسل سے پہلے جائز نہیں ہوگی۔

- کسی خاتون کی عادت کے دنوں سے حیض زیادہ دنوں تک جاری رہا اگر دس دنوں سے تجاوز کر گیا تو عادت کے دنوں کے بعد استحاضہ ہوگا نمازوں کی قضاء واجب ہوگی۔ اور اگر دس دن تک جاری ہوا تو عادت کے دنوں کے بعد کے دنوں کا خون بھی حیض ہوگا۔ (بحر)
- بعض خواتین کی صحت خراب ہونے کی وجہ سے اور بعض خواتین کا مانع حمل ادویہ استعمال کرنے سے حیض کے ایام میں تسلسل نہیں رہتا کبھی خون بند ہو جاتا ہے اور کبھی آنا شروع ہو جاتا ہے، اسی لئے نماز اور روزے اور مباشرت اور طواف اور تلاوت قرآن اور دخول مسجد کے حوالہ سے خواتین پریشان ہوتی ہیں۔
- فقہاء کرام نے فرمایا حیض کی مدت اور ایام میں جو طہر دو خونوں کے درمیان ہے اول اور آخر خون ہے لیکن طہر اور وقفہ پندرہ دن یا پندرہ دن سے زائد رہا ہے تو اس پر ائمہ کرام کا اتفاق ہے کہ اس طہر کو طہر شمار کیا جائے گا اور طہر سے پہلا خون اور بعد والا دونوں خون تین تین دن یا تین دن سے زائد ہے تو دونوں خون الگ الگ حیض شمار کئے جائیں گے اگر دونوں خون اول اور آخر تین تین دن

سے کم ہیں تو دونوں حیض نہیں ہوں گے اگر ایک تین دن یا تین دن سے زائد ہے اور دوسرا نہیں ہے تو دوسرا حیض نہیں ہوگا چونکہ طہر کی مدت کم از کم پندرہ دن پر ائمہ کا اتفاق ہے۔ اس لئے پندرہ دن طہر کے بعد ظاہر خون حیض ہوسکتا ہے بشرطیکہ تین دن یا تین دن سے زائد جاری رہے۔

- اگر حیض کی مدت میں دو خونوں کے درمیان تین دن سے کم طہر وقفہ پایا گیا تو اس طہر کا اعتبار نہیں ہوگا اور یہ طہر حیض کے ایام میں شمار کرنے پر اتفاق ہے۔ اگر چہ یہ طہر دونوں سائیڈوں کے خون میں ہر ایک سے زائد ہو۔ (شامی)
- اگر دو خون کے درمیان طہر پندرہ دن سے کم دن کا ہے اور تین دن یا تین دن سے زیادہ ہے تو اس طہر میں امام اعظم ابوحنیفہؒ سے چھ روایتیں ہیں، ان میں سے دو یہ ہیں۔
- اول سیدنا ابو یوسف یہ روایت کرتے ہیں کہ دو خونوں کے درمیان پندرہ دن سے کم دنوں کا طہر معتبر نہیں ہوگا بلکہ یہ طہر مسلسل جاری خون کی طرح ہوگا۔ بشرطیکہ پندرہ دن سے کم طہر کے اول اور آخر دن دونوں طرف خون موجود ہو اس روایت پر حیض کی ابتداء اور حیض کا اختتام طہر پر بھی ہوسکتا ہے مثلاً وہ لڑکی جس کو زندگی کا پہلا حیض شروع ہوا اس نے ایک دن خون دیکھا اور چودہ دن طہر رہا اور پھر ایک دن خون رہا اس نئی بالغہ کے لئے پہلے دس دن حیض کے دن ہوں گے اور باقی چھ دن طہر کے ہوں گے۔ اور عادت والی عورت نے اپنی عادت کے دن سے ایک دن پہلے خون دیکھا پھر دس دن طہر رہا پھر ایک دن خون دیکھا تو طہر کے دس دن حیض شمار ہوں گے اور اول اور آخر خون والے دن طہر کے حکم میں ہوں گے، جب اس کی عادت دس دن حیض آنے کی تھی اور اگر اس کی عادت دس دن سے کم

تھی مثلاً سات دن تھی تو طہر کے سات دن حیض ہوں گے اور طہر سے ایک دن پہلے خون والا دن اور باقی پانچ دن طہر شمار ہوں گے۔

● دوسری روایت امام محمد کی ہے وہ فرماتے ہیں دو خونوں کے درمیان طہر متخلل کے دن خون کے ایام کے برابر ہوں یا دونوں خونوں کے وقت سے کم ہوں اور یہ طہر مدت حیض میں ہو اگر ایسا ہوا تو وہ طہر حیض میں شمار ہوگا اور اگر طہر متخلل کے ایام مدت حیض میں ہونے والے دو خونوں سے زائد ہیں تو اس میں تفصیل ہے۔

اگر طہر کے دونوں طرفوں میں خون کے ایام تین تین یا تین تین سے زائد ہیں تو پہلا خون حیض ہوگا باقی طہر، اور دوسرے خون کے دن استحاضہ کے ہوں گے اور اگر ایک طرف کا خون تین دن یا تین سے زائد بنتا ہے تو یہ حیض ہوگا باقی استحاضہ ہوں گے اور اگر دونوں طرف سے ظاہر ہونے والا خون حیض کے نصاب تین تین دن سے کم ہے تو سارے دن استحاضہ میں شمار ہوں گے۔ اس روایت پر حیض کی ابتداء اور اختتام طہر پر نہیں ہو سکتی۔

مثلاً پہلی دفعہ حیض سے دوچار ہونے والی لڑکی نے ایک دن خون دیکھا اور پھر دو دن طہر دیکھا اور پھر ایک دن خون دیکھا تو چاروں دن حیض شمار ہوں گے کیونکہ طہر کے دن خون کے دنوں کے برابر ہیں اور تین دنوں سے کم ہیں بالاتفاق یہ دو دن کا طہر معتبر نہیں ہوگا اور اگر ایک دن خون دیکھا اور تین دن طہر دیکھا اور دو دن خون دیکھا تو خون اور طہر کے دن برابر ہیں اس لئے چھ دن حیض ہوگا۔

اور اگر اس لڑکی نے تین دن خون دیکھا اور پانچ دن طہر دیکھا پھر ایک دن خون دیکھا تو پہلے تین دن حیض ہوگا اور باقی استحاضہ ہوگا کیونکہ طہر کے دن خون کے دنوں سے زائد ہیں اور پہلا خون حیض کے نصاب کو پہنچتا ہے۔ بعض علماء

تھی مثلاً سات دن تھی تو طہر کے سات دن حیض ہوں گے اور طہر سے ایک دن پہلے خون والا دن اور باقی پانچ دن طہر شمار ہوں گے۔

- دوسری روایت امام محمد کی ہے وہ فرماتے ہیں دو خونوں کے درمیان طہر متخلل کے دن خون کے ایام کے برابر ہوں یا دونوں خونوں کے وقت سے کم ہوں اور یہ طہر مدت حیض میں ہو اگر ایسا ہوا تو وہ طہر حیض میں شمار ہوگا اور اگر طہر متخلل کے ایام مدت حیض میں ہونے والے دوخونوں سے زائد ہیں تو اس میں تفصیل ہے۔

اگر طہر کے دونوں طرفوں میں خون کے ایام تین تین یا تین تین سے زائد ہیں تو پہلا خون حیض ہوگا باقی طہر، اور دوسرے خون کے دن استحاضہ کے ہوں گے اور اگر ایک طرف کا خون تین دن یا تین سے زائد بنتا ہے تو یہ حیض ہوگا باقی استحاضہ ہوں گے اور اگر دونوں طرف سے ظاہر ہونے والا خون حیض کے نصاب تین تین دن سے کم ہے تو سارے دن استحاضہ میں شمار ہوں گے۔ اس روایت پر حیض کی ابتداء اور اختتام طہر پر نہیں ہوسکتی۔

مثلاً پہلی دفعہ حیض سے دوچار ہونے والی لڑکی نے ایک دن خون دیکھا اور پھر دو دن طہر دیکھا اور پھر ایک دن خون دیکھا تو چاروں دن حیض شمار ہوں گے کیونکہ طہر کے دن خون کے دنوں کے برابر ہیں اور تین دنوں سے کم ہیں بالاتفاق یہ دو دن کا طہر معتبر نہیں ہوگا اور اگر ایک دن خون دیکھا اور تین دن طہر دیکھا اور دو دن خون دیکھا تو خون اور طہر کے دن برابر ہیں اس لئے چھ دن حیض ہوگا۔

اور اگر اس لڑکی نے تین دن خون دیکھا اور پانچ دن طہر دیکھا پھر ایک دن خون دیکھا تو پہلے تین دن حیض ہوگا اور باقی استحاضہ ہوگا کیونکہ طہر کے دن خون کے دنوں سے زائد ہیں اور پہلا خون حیض کے نصاب کو پہنچتا ہے۔ بعض علماء

نے امام محمد کے قول پر فتویٰ دیا ہے کیونکہ مبسوط اور محیط میں اس کی تصحیح کی گئی ہے اور اکثر علماء متاخرین نے امام ابو یوسف کے قول پر فتویٰ دیا ہے کیونکہ مفتی اور مستفتی دونوں کے لئے آسان ہے۔

استحاضہ کے احکام:

حیض اور نفاس نہ ہو سکنے والا خون استحاضہ کہلاتا ہے مثلاً تین دن سے کم جاری خون استحاضہ ہوگا اور دس دن سے زائد بھی استحاضہ ہوگا۔ کیونکہ تین سے دس دن تک کا خون حیض ہوتا ہے۔ اگر استحاضہ کا خون تسلسل کے ساتھ جاری رہے تو استحاضہ والی عورت کے احکام نماز کے کامل وقت (نماز کے اول وقت سے آخر تک) مسلسل ناک سے خون جاری رہنے والے شخص کی طرح ہوتے ہیں۔ یعنی نکسیر والے معذور آدمی کو جس طرح نمازیں اور روزے معاف نہیں ہوتے اسی طرح استحاضہ کی حالت میں استحاضہ والی عورت سے روزے اور فرض نمازیں ساقط نہیں ہوتے اور شوہر کے لئے وظیفہ زوجیت ادا کرنا ممنوع نہیں ہوتا کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے استحاضہ والی عورت سے فرمایا وضو کر اور نماز پڑھ اگرچہ چٹائی پر خون گرتا رہے۔ (درمختار)

معلوم ہوا مستحاضہ سے وطی کرنا جائز ہے۔ اگرچہ آلہ خون سے نجس ہو جائے۔ استحاضہ والی عورت کے ساتھ وطی کا جواز ضرورت کی وجہ سے ہے، ورنہ اگر مرد کے آلہ پر نجاست موجود ہو مثلاً پیشاب کے لگ جانے سے آلہ نجس ہو جائے تو وطی جائز نہیں ہوتی پہلے آلہ دھویا جائے پھر وطی کی جائے اسی لئے دوبارہ مباشرت کرنیکا ارادہ ہو تو استنجاء کر کے مباشرت کا حکم ہے تاکہ پہلی نجاست دھل جائے۔

استحاضہ کے تفصیلی احکام

- حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ بنت ابی جُبَیْش استحاضہ کی مریضہ تھیں جب اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے استحاضہ کے متعلق عرض کیا تو آپ نے فرمایا تَوَضَّئِیْ لِوَقْتِ کُلِّ صَلٰوۃٍ (شامی) ترجمہ: ہر وقت کی نماز کے لئے وضو کر لیا کر۔
- استحاضہ والی عورت اور ہر وہ شخص جس کے پیشاب کے قطرے ہر وقت خارج ہوتے رہتے ہیں اور ان کو روکنے کا امکان نہیں ہوتا اور ہر وہ شخص جس کو گیس کی بیماری ہے ہر وقت اس کی گیس اور ہوا خارج ہوتی رہتی ہے اور ہر وہ شخص جس کو مسلسل جلاب کی وجہ سے پاخانہ آتا رہتا ہے اور ہر وہ شخص جس کا زخم ہر وقت بہتا رہتا ہے، خون یا پیپ نکلتا رہا ہے یا زخم سے بدبودار سفید پانی نکلتا رہتا ہے اور وہ شخص جس کی آنکھوں سے بیماری کی وجہ سے آنسو بہتے رہتے ہیں یا خونی بواسیر کا مریض جس کی دبر سے ہر وقت خون جاری رہتا ہے، مذکورہ سب لوگ معذور ہیں۔
- چونکہ ہر وہ چیز جو نجس ہو اور جسم سے خارج ہو وہ وضو کے لئے ناقض ہوتی ہے، خون اور پیپ اور زخم سے رسنے والا بدبودار پانی اور آنکھ سے یا آنکھ میں زخم سے خارج ہونے والا سفید پانی اور آنکھ کی بیماری مثلاً سوجن وغیرہ سے نکلنے والا پانی نجس ہوتا ہے اور ان کے خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ایسے دائمی مریضوں کو معذور کہا جاتا ہے اور اس کی بیماری کو عذر کہا جاتا ہے۔
- معذور ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ پہلی مرتبہ عذر فرض نماز کے سارے

استحاضہ کے تفصیلی احکام

● حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ بنت ابی حُبَیْش استحاضہ کی مریضہ تھیں جب اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے استحاضہ کے متعلق عرض کیا تو آپ نے فرمایا تَوَضَّئِیْ لِوَقْتِ کُلِّ صَلٰوۃٍ (شامی) ترجمہ: ہر وقت کی نماز کے لئے وضو کر لیا کر۔

● استحاضہ والی عورت اور ہر وہ شخص جس کے پیشاب کے قطرے ہر وقت خارج ہوتے رہتے ہیں اور ان کو روکنے کا امکان نہیں ہوتا اور ہر وہ شخص جس کو گیس کی بیماری ہے ہر وقت اس کی گیس اور ہوا خارج ہوتی رہتی ہے اور ہر وہ شخص جس کو مسلسل جلاب کی وجہ سے پاخانہ آتا رہتا ہے اور ہر وہ شخص جس کا زخم ہر وقت بہتا رہتا ہے، خون یا پیپ نکلتا رہا ہے یا زخم سے بدبودار سفید پانی نکلتا رہتا ہے اور وہ شخص جس کی آنکھوں سے بیماری کی وجہ سے آنسو بہتے رہتے ہیں یا خونی بواسیر کا مریض جس کی دبر سے ہر وقت خون جاری رہتا ہے، مذکورہ سب لوگ معذور ہیں۔

● چونکہ ہر وہ چیز جو نجس ہو اور جسم سے خارج ہو وہ وضو کے لئے ناقض ہوتی ہے، خون اور پیپ اور زخم سے رسنے والا بدبودار پانی اور آنکھ سے یا آنکھ میں زخم سے خارج ہونے والا سفید پانی اور آنکھ کی بیماری مثلاً سوجن وغیرہ سے نکلنے والا پانی نجس ہوتا ہے اور ان کے خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ایسے دائمی مریضوں کو معذور کہا جاتا ہے اور اس کی بیماری کو عذر کہا جاتا ہے۔

● معذور ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ پہلی مرتبہ عذر فرض نماز کے سارے

وقت پر محیط ہو حتیٰ کہ اتنا وقفہ بھی نہ ہو کہ معذور وضو کر کے فرض ادا کر سکے ایسا شخص معذور بن جائے گا ورنہ معذور نہیں بنے گا۔ مثلاً استحاضہ والی عورت کا خون مسلسل خارج ہو رہا ہے، اتنا وقفہ بھی نہیں ہوتا کہ اس وقت میں وضو کر کے فرض نماز پڑھی جا سکے اور مثلاً وہ خون ظہر کی فرض نماز کے شروع وقت سے انتہاء تک جاری ہے تو وہ عورت معذور بن جائے گی اور اسی طرح خونی اور بادی بواسیر کا مریض اور مجروح اور زخمی آدمی کا عذر نماز کے کل وقت مسلسل موجود رہے تو وہ معذور ہو جائے گا اور اگر استحاضہ والی مریضہ کا خون وقفہ وقفہ کے بعد ظاہر ہوتا ہے اور اس وقفہ میں وضو کر کے فرض نماز ادا کی جا سکتی ہے تو وہ عورت معذور نہیں ہوگی اور یہی حکم دوسرے معذورین کا ہے۔

● ایک مرتبہ معذور ہو جانے کے بعد دوسری نمازوں کے اوقات میں عذر کے لئے نماز کے سارے وقت کا استیعاب اور تسلسل ضروری نہیں بلکہ ہر نماز کے وقت کی کسی ایک جزء میں عذر کا وجود ضروری ہے۔ مثلاً ظہر تا عصر استحاضہ کی وجہ سے معذور بن جانے والی عورت کو عصر اور مغرب کے درمیان اور مغرب تا عشاء پھر عشاء تا صبح کے وقت کی کسی ایک جزء میں ایک مرتبہ خون کا خارج ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا اگرچہ دوسری نمازوں کے اوقات میں خون کے جاری ہونے کا تسلسل نہیں رہا پھر بھی وہ عورت معذور ہوگی۔

● واضح ہوا کہ فرض نماز کے سارے وقت عذر کا وجود اور سارے وقت کا استیعاب معذور بنانے کے لئے ابتداء میں شرط ہے لیکن بعد میں عذر کا سارے وقت پر محیط ہونا معذور کے معذور باقی رہنے کے لئے شرط نہیں ہے۔ لہٰذا جب معذور دوسرے اوقات کی نمازیں ادا کرے گا تو اس کے احکام معذوروں والے

ہوں گے۔ اُسے صرف ہر نماز کے وقت میں ایک وضو کرنا ہوگا۔

- اگر کسی نماز کے سارے وقت مکمل طور پر معذور کا عذر منقطع رہا تو وہ معذور نہیں رہا پھر اگر دوسرے وقت وقفہ وقفہ سے عذر موجو ہوتا رہا اور وضو کر کے فرض نماز پڑھنے کیلئے درکار وقت میں عذر منقطع رہا تو وہ دوبارہ معذور نہیں بنے گا، دوبارہ معذور ہونے کیلئے عذر کا سارے وقت پر بغیر وقفہ شامل ہونا ضروری ہوگا۔
- استحاضہ والی اکثر خواتین اور خونی اور بادی بواسیر والے اکثر لوگ شرعی معذور نہیں ہوتے کیونکہ ان کا عذر ایسے لمبے لمبے وقفہ کے بعد ظاہر ہوتا ہے جس میں وضو کر کے فرض نماز ادا کی جاسکتی ہے۔ لیکن عدم علم کی وجہ سے بے چارے خود کو معذور سمجھتے ہوئے ایک وقت کیلئے ایک وضو کو کافی سمجھتے ہیں۔ ایسا کرنا ان کیلئے جائز نہیں ہے انہیں نمازیں قضاء کرنی ہوں گی۔
- آج کل بعض آپریشنوں کے مراحل میں مریض کے زخم سے پیپ یا خون کے اخراج کے لئے یا پیشاب کے اخراج کے لئے ایک پائپ یا نلکی لگا دی جاتی ہے جس کے ذریعہ پیپ اور خون یا پیشاب مریض کے باطن سے زخم خشک ہونے تک مسلسل خارج ہوتا رہتا ہے۔ ایسے مریض بھی معذور ہوتے ہیں۔ اگر وضو کر سکیں اور وضو مضر نہ ہو تو ہر نماز کے پورے وقت کے لئے وضو کے ساتھ اور اگر وضو نہ کر سکیں تو تیمّم کے ساتھ نماز پڑھتے رہیں۔ قیام کی حالت میں نماز ادا کرنا مشکل ہو تو بیٹھ کر اور رکوع اور سجود مشکل ہو تو اشارہ سے بیٹھنا بھی مشکل ہو تو لیٹ کر رکوع اور سجود کے لئے اشارہ سے نماز پڑھتے رہیں۔ نماز کا ترک کرنا کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔ اگر پیشاب اور خون یا پیپ وغیرھا کسی پلاسٹک کی تھیلی وغیرہ میں جمع ہوتا رہتا ہے اور وہ تھیلی مریض کے ساتھ باندھ دی گئی ہے،

ہوں گے۔ اُسے صرف ہر نماز کے وقت میں ایک وضو کرنا ہوگا۔

● اگر کسی نماز کے سارے وقت مکمل طور پر معذور کا عذر منقطع رہا تو وہ معذور نہیں رہا پھر اگر دوسرے وقت وقفہ وقفہ سے عذر موجو ہوتا رہا اور وضو کر کے فرض نماز پڑھنے کیلئے درکار وقت میں عذر منقطع رہا تو وہ دوبارہ معذور نہیں بنے گا، دوبارہ معذور ہونے کیلئے عذر کا سارے وقت پر بغیر وقفہ شامل ہونا ضروری ہوگا۔

● استحاضہ والی اکثر خواتین اور خونی اور بادی بواسیر والے اکثر لوگ شرعی معذور نہیں ہوتے کیونکہ ان کا عذر ایسے لمبے لمبے وقفہ کے بعد ظاہر ہوتا ہے جس میں وضو کر کے فرض نماز ادا کی جا سکتی ہے۔لیکن عدم علم کی وجہ سے بے چارے خود کو معذور سمجھتے ہوئے ایک وقت کیلئے ایک وضو کو کافی سمجھتے ہیں۔ایسا کرنا ان کیلئے جائز نہیں ہے انہیں نمازیں قضاء کرنی ہوں گی۔

● آج کل بعض آپریشنوں کے مراحل میں مریض کے زخم سے پیپ یا خون کے اخراج کے لئے یا پیشاب کے اخراج کے لئے ایک پائپ یا نلکی لگا دی جاتی ہے جس کے ذریعہ پیپ اور خون یا پیشاب مریض کے باطن سے زخم خشک ہونے تک مسلسل خارج ہوتا رہتا ہے۔ ایسے مریض بھی معذور ہوتے ہیں۔ اگر وضو کر سکیں اور وضو مضر نہ ہو تو ہر نماز کے پورے وقت کے لئے وضو کے ساتھ اور اگر وضو نہ کر سکیں تو تیمّم کے ساتھ نماز پڑھتے رہیں۔ قیام کی حالت میں نماز ادا کرنا مشکل ہو تو بیٹھ کر اور رکوع اور سجود مشکل ہو تو اشارہ سے بیٹھنا بھی مشکل ہو تو لیٹ کر رکوع اور سجود کے لئے اشارہ سے نماز پڑھتے رہیں۔ نماز کا ترک کرنا کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔ اگر پیشاب اور خون یا پیپ وغیرھا کسی پلاسٹک کی تھیلی وغیرہ میں جمع ہوتا رہتا ہے اور وہ تھیلی مریض کے ساتھ باندھ دی گئی ہے،

اگر اس تھیلی کو وضو یا تیمّم سے پہلے اتارا جا سکتا ہے تو اتار دیں ورنہ اُسے خالی کر لیں اور پھر نماز پڑھیں۔ اگر خالی کرنا بھی مشکل ہو تو اسی حالت میں نماز پڑھ لی جائے، نماز ہو جائے گی۔ کیونکہ دین میں جرج اور مشقت نہیں ہے۔

● استحاضہ کی مریضہ اور زخمی اور پیشاب کے قطروں کا مریض اگر شرعی معذور ہوں اور ان کا عذر ہر وقت جاری رہتا ہو تو انہیں کپڑوں کو نجاست سے محفوظ رکھنے کے لئے استحاضہ کی مریضہ کو مخصوص عضو پر فوم یا کپاس باندھ کر اور زخمی کو زخم پر فوم وغیرہ رکھ کر پٹی باندھ کر یا پلستر چڑھا کر اور پیشاب یا خون کے قطروں کے مریض کو پیشاب یا خون کی تھیلی کے ساتھ یا پیشاب کے سوراخ اور خون کے سوراخ پر فوم اور ٹشو پیپر باندھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ کیونکہ عذر ہر وقت جاری رہنے کی وجہ سے پٹی وغیرہ ہر نماز کے لئے اتارنے میں کوئی فائدہ نہیں اور اگر یہ لوگ شرعی معذور نہیں ہیں یہ کہ وضو اور نماز کے وقفہ تک کے لئے عذر منقطع ہو جاتا ہے تو نجس کپڑا اور تھیلی وغیرہ جسم سے دور کرنا یا اس کو پاک کر لینا ضروری ہے۔ (کتب فقہ)

● صحت مند آدمی جو شرعی معذور نہیں ہے اگر پیشاب یا خون کی بوتل یا پلاسٹک کی تھیلی اُٹھا کر یا جیب میں رکھ کر نماز پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوگی کیونکہ جس طرح نجس کپڑے کے ساتھ نماز صحیح نہیں ہوتی اسی طرح حالت نماز میں نجاست اُٹھا کر نماز پڑھنے سے بھی نماز نہیں ہوتی، مگر ضرورت اور اعذار کی حالت میں نماز ہو جاتی ہے جس طرح آپریشن کرانے والے مریضوں اور دیگر بیماریوں میں مبتلا لوگوں کے سلسلہ میں بیان ہو چکا ہے۔ معذور آدمی کے لئے وضو اور کپڑوں کے احکام صحت مند آدمی سے مختلف ہوتے ہیں۔

- معذور آدمی کو ہر فرض نماز کے پورے وقت کے لئے ایک مستقل وضو ضروری اور کافی ہوتا ہے اور نماز کے وقت کے خارج ہونے پر اس کا وضو باطل ہو جاتا ہے یا عذر کے علاوہ کسی دوسرے ناقض وضو کے عارض ہونے پر معذور کا وضو فاسد ہو جاتا ہے۔ مثلاً استحاضہ والی عورت نے ظہر کی نماز کے لئے وضو کیا تو یہ وضو عصر کی نماز تک قائم رہے گا، ظہر کے وقت میں اسی وضو سے فرض سنتیں اور نفل قرآنِ مجید کی تلاوت اور طواف اور سجدہ تلاوت اور مسجد میں دخول ہو سکتا ہے۔ بے شک نماز اور طواف کے دوران خون بہتا رہے۔ ظہر کا وقت ختم ہونے تک وضو قائم رہے گا، جس وقت ظہر کا وقت ختم ہوگا موصوفہ کا وضو باطل ہو جائے گا اور اگر ظہر کے وقت میں وضو کی حالت میں موصوفہ کی ہوا خارج ہوگئی یا جسم کے دوسرے حصوں سے خون جاری ہو گیا یا پیشاب کر لیا تو وضو ٹوٹ جائے گا، اسے دوبارہ وضو کرنا ہوگا۔ یہی حکم دوسرے معذورین کا ہوگا، وقت کے خروج کی طرح عارض ہونے والے عذر کے علاوہ خون اور پیپ اور ہوا اور بدبودار پانی کی جنس سے دوسرا ناقض وضو بھی معذور کے وضو کو فاسد کر دیتا ہے۔ اس لئے استحاضہ والی عورت یہ نہ سمجھے کہ ایک وقت کے لئے وضو وقت کے خروج تک ہر حالت قائم رہے گا چاہے ہوا خارج ہوتی رہے بول و براز کرتی رہے۔
- اگر وضو کرتے وقت عذر موجود تھا یا وضو کر لینے کے بعد عذر جاری ہو گیا تو وقت کے خروج سے ایسا وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر ایسا وضو جو عذر کے انقطاع کے وقفہ میں کیا گیا اور وقت کے خروج تک عذر منقطع رہا تو وہ وضو وقت کے خروج سے باطل نہیں ہوگا۔ مثلاً ظہر کے وقت پیشاب کے قطروں والے مریض نے اس وقت وضو کیا جب قطرے منقطع تھے پھر قطرے منقطع رہے حتیٰ کہ ظہر کا وقت ختم ہو

● معذور آدمی کو ہر فرض نماز کے پورے وقت کے لئے ایک مستقل وضو ضروری اور کافی ہوتا ہے اور نماز کے وقت کے خارج ہونے پر اس کا وضو باطل ہو جاتا ہے یا عذر کے علاوہ کسی دوسرے ناقض وضو کے عارض ہونے پر معذور کا وضو فاسد ہو جاتا ہے۔ مثلاً استحاضہ والی عورت نے ظہر کی نماز کے لئے وضو کیا تو یہ وضو عصر کی نماز تک قائم رہے گا، ظہر کے وقت میں اسی وضو سے فرض سنتیں اور نفل قرآنِ مجید کی تلاوت اور طواف اور سجدہ تلاوت اور مسجد میں دخول ہو سکتا ہے۔ بے شک نماز اور طواف کے دوران خون بہتا رہے۔ ظہر کا وقت ختم ہونے تک وضو قائم رہے گا، جس وقت ظہر کا وقت ختم ہوگا موصوفہ کا وضو باطل ہو جائے گا اور اگر ظہر کے وقت میں وضو کی حالت میں موصوفہ کی ہوا خارج ہو گئی یا جسم کے دوسرے حصوں سے خون جاری ہو گیا یا پیشاب کر لیا تو وضو ٹوٹ جائے گا، اسے دوبارہ وضو کرنا ہوگا۔ یہی حکم دوسرے معذورین کا ہوگا، وقت کے خروج کی طرح عارض ہونے والے عذر کے علاوہ خون اور پیپ اور ہوا اور بدبودار پانی کی جنس سے دوسرا ناقض وضو بھی معذور کے وضو کو فاسد کر دیتا ہے۔ اس لئے استحاضہ والی عورت یہ نہ سمجھے کہ ایک وقت کے لئے وضو وقت کے خروج تک ہر حالت قائم رہے گا چاہے ہوا خارج ہوتی رہے بول و براز کرتی رہے۔

● اگر وضو کرتے وقت عذر موجود تھا یا وضو کر لینے کے بعد عذر جاری ہو گیا تو وقت کے خروج سے ایسا وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر ایسا وضو جو عذر کے انقطاع کے وقفہ میں کیا گیا اور وقت کے خروج تک عذر منقطع رہا تو وہ وضو وقت کے خروج سے باطل نہیں ہوگا۔ مثلاً ظہر کے وقت پیشاب کے قطروں والے مریض نے اس وقت وضو کیا جب قطرے منقطع تھے پھر قطرے منقطع رہے حتیٰ کہ ظہر کا وقت ختم ہو

گیا تو پہلا وضو باطل نہیں ہوگا اسی وضو کے ساتھ عصر کی نماز پڑھ سکتا ہے۔ اگر پھر قطرے آنے لگے یا خون وغیرہ خارج ہونے لگا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

معذور کے کپڑوں کے احکام

اگر معذور بنانے والی نجاست معذور کے کپڑوں پر درہم کی مقدار سے زائد لگ جائے اور معذور غلبہ ظن سے سمجھتا ہے کہ اگر نجس کپڑا بدل لوں یا نجس کپڑے کو دھو کر پاک کر لوں، نماز سے فارغ ہونے سے پہلے پھر کپڑے نجس ہو جائیں گے تو مریض اسی نجس کپڑے میں نماز پڑھ لے اور اگر مریض سمجھتا ہے کہ نماز پڑھ لینے تک نجاست خارج نہیں ہوگی نماز کے بعد نجاست کے خروج سے کپڑا ناپاک ہوگا تو اس پر واجب ہے نجس کپڑا دھو لے یا بدل کر نماز پڑھے۔

● اور اگر زخمی آدمی کے زخم سے خون کپڑوں پر لگ جائے تو اس کا حکم بھی معذور کی طرح ہے کہ زخمی سمجھتا ہے کہ کپڑا بدلنے یا کپڑا دھونے کا کوئی فائدہ نہیں، نماز سے فارغ ہونے سے پہلے پھر کپڑا ناپاک ہو جائے گا تو نماز قضا نہ کرے خون آلود کپڑوں میں نماز پڑھ لے یہی حال نماز پڑھنے کی جگہ کا ہے کہ اگر وہ نجس ہو جاتی ہے اگر جگہ بدل کر نماز پڑھیں تو بھی متبادل جگہ ناپاک ہو جائے گی تو ناپاک جگہ پر نماز پڑھ لی جائے۔ قضاء کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

(درمختار اور ردالمحتار)

آج کل تارک نماز لوگوں کو جب ملامت کی جاتی ہے کہ تم نماز کیوں نہیں پڑھتے تو فوراً جواب دیتے ہیں کپڑے پاک نہیں ہیں، خصوصاً خواتین کی اکثریت تو قصداً نماز نہیں پڑھتی جو تھوڑی تعداد میں پڑھتی ہیں وہ بھی بچوں کے

پیشاب وغیرہ کی وجہ سے کپڑوں کے ناپاک ہونے کا بہانہ بنا کر نماز نہیں پڑھتیں۔ حالانکہ اُن کے پاس متبادل کپڑے بھی ہوتے ہیں اور کپڑے دھو کر پاک بھی کر سکتی ہیں۔ جب معذورین کے لئے نماز کسی حالت میں ترک کرنے کی اجازت نہیں تو صحت مند خواتین اور حضرات کو نماز ترک کرنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔

● معذور کی طہارت وقت کی انتہاء تک باقی رہنے کی دو شرطیں ہیں پہلی یہ کہ عذر کی وجہ سے معذور وضو کرے، دوم یہ کہ وقت کے خروج تک وضو کا دوسرا ناقض نہ پایا جائے۔

● اگر معذور عذر کی وجہ سے وضو نہ کرے بلکہ کسی دوسری حدث کی وجہ سے وضو کرے اور وضو کرتے وقت عذر منقطع تھا پھر عذر جاری ہو گیا تو پہلا وضو باقی نہیں رہے گا۔ مثلاً پیشاب کے قطروں کے معذور نے ہوا کے خارج ہونے کی وجہ سے وضو کیا وضو کرتے وقت قطرے منقطع تھے وضو کے بعد قطرے شروع ہو گئے تو وضو باطل ہو جائے گا۔

● اگر معذور نے عذر کی وجہ سے وضو کیا پھر اس پر دوسری حدث طاری ہو گئی تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ مثلاً پیشاب کے قطروں والے شخص نے پیشاب کے قطروں کی وجہ سے وضو کیا پھر اس کے جسم کے کسی حصہ سے خون بہنا شروع ہو گیا تو وضو جاتا رہے گا۔

● معذور پر واجب ہے کہ عذر ختم کرنے کی کوشش کرے اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے قطرے آتے ہوں تو بیٹھ کر نماز پڑھے، اگر سجدے کرنے میں عذر لاحق ہو، تو اشارہ سے نماز پڑھے۔ (درمختار، ردالمحتار)

پیشاب وغیرہ کی وجہ سے کپڑوں کے ناپاک ہونے کا بہانہ بنا کر نماز نہیں پڑھتیں۔ حالانکہ اُن کے پاس متبادل کپڑے بھی ہوتے ہیں اور کپڑے دھو کر پاک بھی کرسکتی ہیں۔ جب معذورین کے لئے نماز کسی حالت میں ترک کرنے کی اجازت نہیں تو صحت مند خواتین اور حضرات کو نماز ترک کرنا کس طرح جائز ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔

● معذور کی طہارت وقت کی انتہاء تک باقی رہنے کی دو شرطیں ہیں پہلی یہ کہ عذر کی وجہ سے معذور وضو کرے، دوم یہ کہ وقت کے خروج تک وضو کا دوسرا ناقض نہ پایا جائے۔

● اگر معذور عذر کی وجہ سے وضو نہ کرے بلکہ کسی دوسری حدث کی وجہ سے وضو کرے اور وضو کرتے وقت عذر منقطع تھا پھر عذر جاری ہوگیا تو پہلا وضو باقی نہیں رہے گا۔ مثلاً پیشاب کے قطروں کے معذور نے ہوا کے خارج ہونے کی وجہ سے وضو کیا وضو کرتے وقت قطرے منقطع تھے وضو کے بعد قطرے شروع ہو گئے تو وضو باطل ہو جائے گا۔

● اگر معذور نے عذر کی وجہ سے وضو کیا پھر اس پر دوسری حدث طاری ہوگئی تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ مثلاً پیشاب کے قطروں والے شخص نے پیشاب کے قطروں کی وجہ سے وضو کیا پھر اس کے جسم کے کسی حصہ سے خون بہنا شروع ہوگیا تو وضو جاتا رہے گا۔

● معذور پر واجب ہے کہ عذر ختم کرنے کی کوشش کرے اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے قطرے آتے ہوں تو بیٹھ کر نماز پڑھے، اگر سجدے کرنے میں عذر لاحق ہو، تو اشارہ سے نماز پڑھے۔ (درمختار، ردالمحتار)

● میری معلومات کے مطابق بہت کم لوگ معذور ہوتے ہیں اور اگر ہوں تو صرف ایک دو دن کے لئے چونکہ عذر کے وجود کے لئے نماز کے سارے وقت پر احاطہ ضروری ہوتا ہے، جیسے کہ گزر چکا ہے۔ لہٰذا ایسے لوگ بہت کم ہوں گے جن کا نماز کے اول وقت سے آخر وقت تک تسلسل کے ساتھ عذر جاری رہے۔

● معذور آدمی کسی کی امامت نہیں کرا سکتا مگر اپنے جیسے ہم جنس معذور کے لئے امام بن سکتا ہے جبکہ امام اور مقتدی کا ایک جیسا عذر ہو مثلاً دونوں گیس کی وجہ سے یا دونوں پیشاب کے قطروں کی وجہ سے معذور ہوں تو ایسے معذور ایک دوسرے کی امامت کرا سکتے ہیں۔

الحمدللہ حیض اور استحاضہ کے پیش آنے والے اکثر مسائل کا ہم نے ذکر کر دیا ہے اور بالتبع جملہ معذورین کے احکام بھی ذکر کر دیئے۔ لیکن تفصیل فقہ کی کتب میں ملاحظہ فرمائیں۔

● چونکہ بنیادی طور پر زیرنظر کتاب ''رفیق العروسین'' دلہن اور دولہا کے لئے ازدواجی مسائل بیان کرنے کے لئے ہے تاکہ دونوں رشتہ ازدواجیت کے بعد شریعت کے مطابق زندگی گزار سکیں اور زوجیت کے عمل کے لوازمات سے غسل کرنا ہے۔ اور غسل کے فرض ہونے کے چار اسباب سے ایک سبب تولیدی مادہ کا انزال ہے۔ اس لئے پہلے مادہ تولید کے انزال اور اخراج کے مسائل ذکر کئے جاتے ہیں۔

نفاس اور نفاس کے ایام میں طہر متخلل کے احکام:

عورت کے رحم سے ولادت کے بعد جاری ہونے والے خون کو نفاس کہا

جاتا ہے نفاس کے لئے کم از کم مدت کی کوئی مقدار نہیں زیادہ سے زیادہ مقدار چالیس دن ہے۔ نفاس کے احکام بھی حیض کے احکام کی طرح ہیں۔

- مسئلہ اگر آپریشن سے بچے کو عورت کے پیٹ سے نکال لیا جائے اور بچہ دانی سے خون نہ آئے، وہ عورت نفاس والی نہیں ہے اس لئے اس کو نمازیں اور روزے معاف نہیں ہیں۔ اور پیٹ سے خارج ہونے والے خون کو نفاس نہیں کہیں گے اور اگر بچہ دانی سے خون آنا شروع ہو جائے تو وہ نفاس والی ہے۔

- بچے کے مکمل خروج کے بعد یا اکثر بدن کے خروج کے بعد جاری خون نفاس ہوگا۔ اگر بچے کے بدن کا آدھے سے کم حصہ خارج ہوا مثلاً سر باہر ہو اور خون جاری ہو جائے تو یہ خون نفاس نہیں ہوگا۔ فقہاء کرام نے فرمایا اس حالت میں بھی نماز چھوڑنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ وہ عورت نفاس والی نہیں اس کو نماز ترک کرنا جائز نہیں حتیٰ کہ ایسی حالت میں اگر نماز کا وقت تنگ ہو گیا ہے تو اس عورت کے لئے حکم ہے اگر وضو کر سکتی ہے اور وضو کرنے سے اسے ضرر نہیں پہنچے گا تو وضو کر لے ورنہ تیمّم کر لے اور اشارہ سے نماز پڑھ لے اور نماز قضاء نہ ہونے دے۔ اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائے ہمیں اگر نزلہ بھی ہو جائے تو ہم نماز چھوڑ دیتے ہیں اور خواتین کی حالت تو مردوں سے بھی ابتر ہے۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**۔ مفروضہ صورت میں آدھا بچہ باہر آ چکا ہے لیکن پھر بھی نماز معاف نہیں ہے۔

- اگر پہلی دفعہ نفاس میں چالیس دن سے زائد خون جاری رہے تو چالیس دن کے بعد استحاضہ ہوگا۔ اور عادت والی کے عادت کے دنوں کے بعد جاری خون استحاضہ ہوگا مثلاً بچے کی ولادت کے بعد بیس دن خون آیا کرتا تھا دوبارہ کبھی بیس سے زائد آنے والا خون استحاضہ ہوگا اور عادت کے بعد والے دنوں کی نمازیں ادا

جاتا ہے نفاس کے لئے کم از کم مدت کی کوئی مقدار نہیں زیادہ سے زیادہ مقدار چالیس دن ہے۔ نفاس کے احکام بھی حیض کے احکام کی طرح ہیں۔

● مسئلہ اگر آپریشن سے بچے کو عورت کے پیٹ سے نکال لیا جائے اور بچہ دانی سے خون نہ آئے، وہ عورت نفاس والی نہیں ہے اس لئے اس کو نمازیں اور روزے معاف نہیں ہیں۔ اور پیٹ سے خارج ہونے والے خون کو نفاس نہیں کہیں گے اور اگر بچہ دانی سے خون آنا شروع ہو جائے تو وہ نفاس والی ہے۔

● بچے کے مکمل خروج کے بعد یا اکثر بدن کے خروج کے بعد جاری خون نفاس ہوگا۔ اگر بچے کے بدن کا آدھے سے کم حصہ خارج ہوا مثلاً سر باہر ہو اور خون جاری ہو جائے تو یہ خون نفاس نہیں ہوگا۔ فقہاء کرام نے فرمایا اس حالت میں بھی نماز چھوڑنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ وہ عورت نفاس والی نہیں اس کو نماز ترک کرنا جائز نہیں حتیٰ کہ ایسی حالت میں اگر نماز کا وقت تنگ ہو گیا ہے تو اس عورت کے لئے حکم ہے اگر وضو کر سکتی ہے اور وضو کرنے سے اسے ضرر نہیں پہنچے گا تو وضو کر لے ورنہ تیمّم کر لے اور اشارہ سے نماز پڑھ لے اور نماز قضاء نہ ہونے دے۔ اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائے ہمیں اگر نزلہ بھی ہو جائے تو ہم نماز چھوڑ دیتے ہیں اور خواتین کی حالت تو مردوں سے بھی ابتر ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مفروضہ صورت میں آدھا بچہ باہر آ چکا ہے لیکن پھر بھی نماز معاف نہیں ہے۔

● اگر پہلی دفعہ نفاس میں چالیس دن سے زائد خون جاری رہے تو چالیس دن کے بعد استحاضہ ہوگا۔ اور عادت والی کے عادت کے دنوں کے بعد جاری خون استحاضہ ہوگا مثلاً بچے کی ولادت کے بعد بیس دن خون آیا کرتا تھا دوبارہ کبھی بیس سے زائد آنے والا خون استحاضہ ہوگا اور عادت کے بعد والے دنوں کی نمازیں ادا

کرنا ہوں گی۔ اور اگر عادت سے کم خون آئے تو باقی دن طہر کے ہوں گے مگر یہ کہ نفاس کے ایام میں دوبارہ خون جاری ہو جائے اور چالیس دن سے زائد جاری رہے۔ مثلاً عادت تیس دن تھی لیکن بیس دن خون آیا پھر بند ہو گیا تو بیس دن نفاس ہوگا اور اگر چالیس دن سے پہلے دوبارہ خون جاری ہو گیا اور چالیس کے بعد جاری رہا تو تیس دن نفاس کے ہوں گے اور باقی استحاضہ ہوگا۔

● نفاس کے چالیس دنوں یا عادت کے دنوں میں اول اور آخری دن خون کے درمیان پندرہ دن یا کم یا پندرہ سے زائد دن خون نہ آئے تو خون بند ہونے اور طہر کے دنوں کو بھی نفاس شمار کیا جائے گا مثلاً ولادت کے بعد ایک دن خون آیا اور اڑتیس (۳۸) دن خون منقطع رہا پھر چالیسویں دن خون ظاہر ہوا تو پورے چالیس دن نفاس ہوگا۔ یہی امام اعظم کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (شامی)

اگر پہلے نفاس والی عورت کو پانچ دن خون آیا پھر پندرہ دن خون منقطع رہا پھر پانچ دن خون آیا پھر پندرہ دن چالیس دن ہونے تک خون منقطع رہا تو پہلے پچیس دن نفاس ہوگا۔

مہر کے متعلق آیات اور احادیث

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَالَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ط وَمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ط مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ط حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ o وَاِنْ

طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَ الَّذِىْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ط وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○ (۲/۲۳٦، ۲۳۷)

تم پر کوئی مطالبہ نہیں اگر تم اپنی بیویوں کو ہاتھ لگانے اور مہر مقرر کرنے سے پہلے طلاق دے دو اور ان کو کچھ نفع اُٹھانے کے لئے دو، مالدار پر اس کے مناسب اور تنگ دست پر اس کے مناسب متاع اور نفع اُٹھانے کی چیز عرف کے مطابق دینا واجب ہے۔ احسان کرنے والوں پر اور اگر تم نے ہاتھ لگانے سے پہلے بیویوں کو طلاق دے دی اور ان کے لئے مہر مقرر کر چکے تھے تو جتنا مقرر کیا تھا اس کا آدھا واجب ہے مگر یہ کہ عورتیں معاف کر دیں یا وہ زیادہ دے دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے اور تمہارا زیادہ دینا تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور آپس میں احسان کرنا نہ بھولو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

- **عن ابی سلمة قال سئلت عائشة کم کان صداق النبی صلی اللہ علیه وسلم قالت کان صداقه لازواجه ثنتی عشره اوقیة ونش قالت اتدری ما النُّشُّ قلت لا قالت نصف اوقیة فتلک خمس مائة درهم رواه مسلم۔**

حضرت ابی سلمہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مہر کتنا تھا حضرت عائشہؓ نے

طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَ الَّذِىْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ط وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○ (۲/۲۳۶، ۲۳۷)

تم پر کوئی مطالبہ نہیں اگر تم اپنی بیویوں کو ہاتھ لگانے اور مہر مقرر کرنے سے پہلے طلاق دے دو اور ان کو کچھ نفع اُٹھانے کے لئے دو، مالدار پر اس کے مناسب اور تنگ دست پر اس کے مناسب متاع اور نفع اُٹھانے کی چیز عرف کے مطابق دینا واجب ہے۔ احسان کرنے والوں پر اور اگر تم نے ہاتھ لگانے سے پہلے بیویوں کو طلاق دے دی اور ان کے لئے مہر مقرر کر چکے تھے تو جتنا مقرر کیا تھا اس کا آدھا واجب ہے مگر یہ کہ عورتیں معاف کر دیں یا وہ زیادہ دے دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے اور تمہارا زیادہ دینا تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور آپس میں احسان کرنا نہ بھولو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

● **عن ابی سلمة قال سئلت عائشة كم كان صداق النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت كان صداقه لازواجه ثنتی عشرہ اوقیة ونش قالت اتدری ما النُّشُّ قلت لا قالت نصف اوقیة فتلك خمس مائة درهم رواہ مسلم۔**

حضرت ابی سلمہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مہر کتنا تھا حضرت عائشہؓ نے

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ازواج مبارکہ کے لئے مہر بارہ اوقیہ اور نش تھا حضرت عائشہؓ نے ابوسلمہ سے سوال کیا کیا تو نش جانتا ہے ابوسلمۃ کہتے ہیں میں نے کہا نہیں۔ حضرت عائشہ نے فرمایا آدھا اوقیہ پس یہ پانچ سو درہم ہیں۔

● حضرت ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا مہر چار ہزار درہم یا چار سو دینار تھا لیکن یہ مہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام کے لئے نجاشی بادشاہ نے ادا کیا تھا اور حضرت عائشہؓ اس مہر کا ذکر کر رہی ہیں جو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مال سے ازواج مطہرات کو ادا فرمایا تھا۔ (مرقاۃ)

● حضرت عمر ابن خطاب سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا خبردار عورتوں کے مہر زیادہ نہ کرو کیونکہ مہر کا زیادہ دینا اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا میں عزت اور آخرت میں تقویٰ کی بات ہوتی تو مہر زیادہ کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے زیادہ حق دار ہوتے کیونکہ میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے نکاح کیا اور اپنی بیٹیوں کا نکاح کر کے دیا یہ کہ آپ نے بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر دیا یا مال دیا ہو۔ (اس کو احمد نے روایت کیا) یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹیوں اور بیویوں کا مہر بارہ اوقیہ مقرر فرمایا تھا۔

● چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں بارہ اوقیہ اور نصف اوقیہ کا ذکر تھا تو حضرت عمر کی روایت میں بھی بارہ اوقیہ اور نصف مراد ہوگا۔ حضرت عمر نے نصف اوقیہ کا ذکر نہیں فرمایا کیونکہ عربوں کی عادت ہوتی ہے وہ نصف ربع ثلث کا ذکر نہیں کرتے۔ اگرچہ مراد ہوتے ہیں۔ (مرقاۃ) انشاء اللہ تفصیل مہر کی مقدار کے فصل میں ذکر کی جائے گی۔

مہر کے مسائل

- مہر کے ادا کرنے کی تین صورتیں ہوتی ہیں مہر معجّل اور مہر غیر معجّل اور نصف یا بعض معجّل اور بعض غیر معجّل تینوں طریقے جائز ہیں۔ اگر کل یا بعض مہر معجّل ہوتو زوجیت کے عمل سے پہلے مہر معجّل ادا کرنا ضروری ہے اگر شوہر مہر معجّل ادانہیں کرتا تو بیوی کو زوجیت کے عمل سے منع کرنا جائز ہے اور اگر کل مہر غیر معجّل ہوتو بیوی شوہر کو زوجیت کے عمل سے منع نہیں کرسکتی۔

اور غیر معجّل میں مدت کا تعین باہمی رضامندی سے کیا جا سکتا ہے چونکہ مہر بیوی کا حق ہے اور شوہر پر دین ہے۔ اگر مدہ معین نہ ہو، بیوی جب چاہے مہر کا مطالبہ کرسکتی ہے بہتر ہے کہ مدت مجہول نہ ہو اور طے شدہ مدت لکھ دی جائے اگر مدت طے شدہ متعین ہے تو اس مدت سے پہلے عورت مہر کا مطالبہ نہیں کرسکتی۔

- چونکہ مہر کی مالک بیوی ہوتی ہے اس کی اجازت کے بغیر مہر میں کسی دوسرے کا تصرف جائز نہیں ہوگا اور مہر کی تعیین میں بیوی کی رائے معتبر ہوگی۔ لہٰذا لڑکی کا نکاح کرتے وقت لڑکی سے مہر کے متعلق مشورہ کرنا لازم ہے۔ اگر بیوی فوت ہو جائے تو مہر میں وراثت بھی جاری ہوگی۔

نکاح کے ساتھ مہر کے تعلق کی کیفیت

نکاح کے ساتھ مہر کے تعلق کی کیفیت وجوب شرعی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ نکاح کے ہونے پر مہر لازم ہوگا۔ اسی لئے ہمارے علماء نے فرمایا مہر کے نکاح کی ابتداء میں لزوم اور وجوب شرعی ہے اور مہر کو نکاح کے بعد باقی رکھنا

مہر کے مسائل

● مہر کے ادا کرنے کی تین صورتیں ہوتی ہیں مہر معجّل اور مہر غیر معجّل اور نصف یا بعض معجّل اور بعض غیر معجّل تینوں طریقے جائز ہیں۔ اگر کل یا بعض مہر معجّل ہو تو زوجیت کے عمل سے پہلے مہر معجّل ادا کرنا ضروری ہے اگر شوہر مہر معجّل ادا نہیں کرتا تو بیوی کو زوجیت کے عمل سے منع کرنا جائز ہے اور اگر کل مہر غیر معجّل ہو تو بیوی شوہر کو زوجیت کے عمل سے منع نہیں کر سکتی۔

اور غیر معجّل میں مدت کا تعین باہمی رضامندی سے کیا جا سکتا ہے چونکہ مہر بیوی کا حق ہے اور شوہر پر دین ہے۔ اگر مدہ معین نہ ہو، بیوی جب چاہے مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے بہتر ہے کہ مدت مجہول نہ ہو اور طے شدہ مدت لکھ دی جائے اگر مدت طے شدہ متعین ہے تو اس مدت سے پہلے عورت مہر کا مطالبہ نہیں کر سکتی۔

● چونکہ مہر کی مالک بیوی ہوتی ہے اس کی اجازت کے بغیر مہر میں کسی دوسرے کا تصرف جائز نہیں ہوگا اور مہر کی تعیین میں بیوی کی رائے معتبر ہوگی۔ لہٰذا لڑکی کا نکاح کرتے وقت لڑکی سے مہر کے متعلق مشورہ کرنا لازم ہے۔ اگر بیوی فوت ہو جائے تو مہر میں وراثت بھی جاری ہوگی۔

نکاح کے ساتھ مہر کے تعلق کی کیفیت

نکاح کے ساتھ مہر کے تعلق کی کیفیت وجوب شرعی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ نکاح کے ہونے پر مہر لازم ہوگا۔ اسی لئے ہمارے علماء نے فرمایا مہر کے نکاح کی ابتداء میں لزوم اور وجوب شرعی ہے اور مہر کو نکاح کے بعد باقی رکھنا

زوجہ کا حق ہے چونکہ ابتداء میں مہر حق اللہ اور شرعاً لازم ہو جاتا ہے اس لئے اگر نکاح مہر کی نفی کے ساتھ ہو یا نکاح میں مہر کا ذکر نہ ہو تب بھی مہر لازم ہوگا۔ شرعی حق میں بندہ تصرف نہیں کر سکتا۔ صاحب حق شارع علیہ السلام ہی تصرف کر سکتے ہیں اور مہر کا باقی رکھنا بیوی کا حق ہے اس لئے بیوی پورا مہر بھی معاف کر سکتی ہے اور اس کا کچھ حصہ بھی ساقط کر سکتی ہے کیونکہ صاحب حق اپنے حق میں تصرف کر سکتا ہے۔

● مہر نکاح کی صحت اور انعقاد کے لئے شرط نہیں ہے۔ لہٰذا مہر کی نفی اور مہر کے ذکر نہ ہونے سے بھی نکاح منعقد ہو جائے گا۔ مگر مہر کی نفی یا عدم ذکر کی صورت میں مہر مثلی واجب ہوگا۔

● مہر مثلی سے مراد ان لڑکیوں کا مہر ہوتا ہے جو منکوحہ لڑکی کے باپ کی قوم سے صورت اور سیرت اور عمر میں مماثل لڑکیوں کا مہر تھا مثلاً منکوحہ جس کے نکاح میں مہر کی نفی کی شرط پر نکاح ہوا تھا اس کی قوم کی مماثل لڑکیوں کا مہر دس ہزار روپے تھا تو موصوفہ کا مہر مثلی بھی دس ہزار روپے ہوگا۔

● بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے لڑکی یا لڑکی والے خود کہتے ہیں ہمیں مہر کی ضرورت نہیں ہے ہمیں کچھ نہیں چاہئے اور بعض مرتبہ شوہر یا اس کے سرپرست کہتے ہیں ہمیں بغیر مہر دیئے رشتہ کرنا ہے دونوں صورتوں میں فریقین اللہ تعالیٰ کے حق (وجوب شرعی) میں تصرف کرنے کی وجہ سے گنہگار ہیں لیکن نکاح ہو جائے گا اور دونوں صورتوں میں مہر مثلی واجب ہوگا، نکاح ہو جانے کے بعد لڑکی کہہ سکتی ہے کہ میں مہر مثلی معاف کرتی ہوں، صحیح طریقہ یہی ہے۔

مہر شرعی کی مقدار کا بیان

- مہر کی شرعی مقدار کم سے کم دس درہم چاندی ہے اس مقدار سے کم مہر نہیں ہوسکتا اگر دس درہم سے کم ہر نکاح کیا گیا تو پھر بھی دس درہم مہر واجب ہوگا اور مہر میں زیادہ کی حد نہیں ہے۔

جتنا زیادہ مہر دیا جائے سب شرعی ہوگا اور لازم ہوگا مگر مناسب ہے کہ منکوحہ کا مہر سیرت اور صورت اور عمر میں مماثل لڑکیوں کے ادا کئے گئے مہر کے برابر ہو اور شوہر کی مالی پوزیشن کا لحاظ بھی کیا جائے۔

- اگر شوہر مملکت کا سربراہ ہے تو اس کی حیثیت کے مطابق مہر ہونا چاہئے اور اگر شوہر نہایت فقیر ہے تو اس کی حیثیت کے مطابق مہر مقرر کیا جائے تاہم ناکح اور منکوحہ کی باہم رضامندی سے مہر کی مقدار جو بھی مقرر کی جائے وہ جائز ہے اور شرعی ہے۔
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب مسلمانوں کے سربراہ تھے انہوں نے حضرت علی اور سیدۃ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بیٹی سیدۃ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو چالیس ہزار درہم مہر ادا فرمایا۔ (تفسیر قرطبی جزء خامس، ص ۱۰۱، مرقاۃ)
- سیدی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نجاشی بادشاہ نے ام المؤمنین سیدۃ اُمّہ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر چار ہزار درہم ادا کیا تھا۔
- خود سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بنات طیبات اور ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا مہر پانچ پانچ سو درہم مقرر ہوا تھا۔ جیسا کہ حضرت ابوسلمہ اور حضرت عمر کی روایات میں آپ پڑھ چکے ہیں۔

مہر شرعی کی مقدار کا بیان

- مہر کی شرعی مقدار کم سے کم دس درہم چاندی ہے اس مقدار سے کم مہر نہیں ہوسکتا اگر دس درہم سے کم ہر نکاح کیا گیا تو پھر بھی دس درہم مہر واجب ہوگا اور مہر میں زیادہ کی حد نہیں ہے۔

جتنا زیادہ مہر دیا جائے سب شرعی ہوگا اور لازم ہوگا مگر مناسب ہے کہ منکوحہ کا مہر سیرت اور صورت اور عمر میں مماثل لڑکیوں کے ادا کئے گئے مہر کے برابر ہو اور شوہر کی مالی پوزیشن کا لحاظ بھی کیا جائے۔

- اگر شوہر مملکت کا سربراہ ہے تو اس کی حیثیت کے مطابق مہر ہونا چاہئے اور اگر شوہر نہایت فقیر ہے تو اس کی حیثیت کے مطابق مہر مقرر کیا جائے تاہم ناکح اور منکوحہ کی باہم رضامندی سے مہر کی مقدار جو بھی مقرر کی جائے وہ جائز ہے اور شرعی ہے۔

- حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب مسلمانوں کے سربراہ تھے انہوں نے حضرت علی اور سیدۃ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بیٹی سیدۃ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو چالیس ہزار درہم مہر ادا فرمایا۔ (تفسیر قرطبی جزء خامس، ص ۱۰۱، مرقاۃ)

- سیدی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نجاشی بادشاہ نے ام المؤمنین سیدۃ اُمّہ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر چار ہزار درہم ادا کیا تھا۔

- خود سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بنات طیبات اور ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا مہر پانچ پانچ سو درہم مقرر ہوا تھا۔ جیسا کہ حضرت ابوسلمہ اور حضرت عمر کی روایات میں آپ پڑھ چکے ہیں۔

- حضرت مصعب ابن زبیر نے محترمہ سیّدہ سکینہ بنت سیدنا حسین بن سیدنا علی اور سیدہ عائشہ بنت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ نکاح کیا تھا کیونکہ آپ نے کعبۃ اللہ کے مقام مستجار یا مقامِ ملتزم پر دعا مانگی تھی یااللہ مجھے سکینہ بنت حسین اور عائشہ بنت طلحہ اور عراق کی حکومت عطا فرما ایک روایت میں ہے کہ حضرت مصعب ابن زبیر اور حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت عروۃ ابن زبیر اور حضرت عبداللہ بن عمر نے حطیم کعبہ میں دعا مانگی حضرت عبداللہ ابن زبیر نے حجاز کی حکومت مانگی اور حضرت مصعب ابن زبیر نے عراق کی حکومت اور حضرت سکینہ بنت حسین اور حضرت عائشہ بنت طلحہ کے ساتھ نکاح ہو جانے کی دعا مانگی۔ اور حضرت عروۃ ابن زبیر نے علم نافع مانگا اور حضرت مصعب ابن زبیر نے دعا مانگی یااللہ مجھے عراق کی حکومت اور حضرت سکینہ بنت حسین اور عائشہ بنت طلحہ عطا فرما اور حضرت عبداللہ بن عمر نے دعا مانگی یااللہ میری مغفرت فرما۔ اللہ تعالیٰ نے سب کی دعا قبول فرمائی اور ایک روایت میں ہے عبدالملک بن مروان نے بھی ان کے ہمراہ دعا مانگی کہ یااللہ مجھے سارے مسلمانوں کی سربراہی اور خلافت عطا فرما۔ جو شخص مزاحمت کرے وہ شکست خوردہ ہو، اس کی دعا بھی قبول ہوئی۔

بدایہ ونہایہ چھٹے جلد میں ہے کہ حضرت مصعب ابن زبیر نے عائشہ بنت طلحہ کے ساتھ جب نکاح کیا تو ایک لاکھ دینار مہر عطا فرمایا۔ دینار تقریباً چار مثقال سونے کا ہوتا ہے مثقال چار ماشہ کا ہوتا ہے اور بارہ ماشہ کا ایک تولہ ہوتا ہے ٹوٹل ایک لاکھ تینتیس ہزار تین سو تینتیس اعشاریہ تینتیس تولے (۱۳۳۳۳۳٫۳۳) بنتے ہیں اگر ایک تولہ سونے کی قیمت دس ہزار روپے ہو تو کل رقم تین کروڑ تینتیس لاکھ تینتیس ہزار تین سو تینتیس روپے (۳۳۳۳۳۳۳۳) بنے گی۔ (بدایہ ونہایہ)

یعنی حضرت عائشہ بنت طلحہ کا مہر کروڑوں روپے تھا حضرت سکینہ بنت حسین کا مہر بھی شاید اتنا ہوگا لیکن کہیں روایت نہیں ملی۔ نیز حضرت مصعب ابن زبیر کے عمل سے معلوم ہوا شرع شریف میں مہر کی فوقانی حد متعین نہیں ہے۔

● حدیث شریف میں ہے جنت کی حوروں کا مہر مسجد سے صاف کردہ تنکے اور تہجد کے نوافل ہوں گے۔ (تذکرۃ علامہ قرطبی) معلوم ہوا سب سے کم مہر سب سے زیادہ حسین جنت کی حوروں کا ہوگا جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی مساجد صاف کیں اور رات کے نفل ادا کئے تو اس کے نامۂ اعمال میں حوروں کا مہر موجود ہوگا اور دوسرے لوگ جنھوں نے مسجدیں صاف نہیں کیں اور تہجد کے نوافل ادا نہیں کئے اُن کے مہر کا علم نہیں ہے۔ وہ کیا دیں گے۔

● تفسیر صاوی میں آیت یَـآدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ کے تحت ایک روایت لکھی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام قربت کی نیت سے حضرت حواء علیہا السلام کے قریب ہونے لگے تو ملائکہ نے حضرت حواء علیہا السلام کیلئے مہر طلب کیا حضرت آدم علیہ السلام نے تین مرتبہ یا بیس مرتبہ درود شریف پڑھ کر حضرت حواء کا مہر ادا کیا۔ اگر یہ روایت صحیح ہے تو اللہ تعالیٰ کی کائنات میں سب سے زیادہ قیمتی مہر حضرت حواء علیہا السلام کا ہوگا۔ لیکن درود شریف اور قرآنِ مجید کا مہر ہونا حضرت آدم علیہ السلام کی خصوصیات سے ہوگا۔

کیونکہ ہماری شریعت میں مہر کا مال متقوم ہونا لازم ہے۔

● معلوم ہوا مہر میں زیادہ سے زیادہ مقدار کی کوئی حد نہیں ہے لہٰذا لاکھوں اور کروڑوں روپے بھی باہمی رضامندی سے مہر مقرر کیا جا سکتا ہے۔

● حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ خطبہ دیا، آپ نے فرمایا:

یعنی حضرت عائشہ بنت طلحہ کا مہر کروڑوں روپے تھا حضرت سکینہ بنت حسین کا مہر بھی شاید اتنا ہوگا لیکن کہیں روایت نہیں ملی۔ نیز حضرت مصعب ابن زبیر کے عمل سے معلوم ہوا شرع شریف میں مہر کی فوقانی حد متعین نہیں ہے۔

● حدیث شریف میں ہے جنت کی حوروں کا مہر مسجد سے صاف کردہ تنکے اور تہجد کے نوافل ہوں گے۔ (تذکرۃ علامہ قرطبی) معلوم ہوا سب سے کم مہر سب سے زیادہ حسین جنت کی حوروں کا ہوگا جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی مساجد صاف کیں اور رات کے نفل ادا کئے تو اس کے نامۂ اعمال میں حوروں کا مہر موجود ہوگا اور دوسرے لوگ جنہوں نے مسجدیں صاف نہیں کیں اور تہجد کے نوافل ادا نہیں کئے اُن کے مہر کا علم نہیں ہے۔ وہ کیا دیں گے۔

● تفسیر صاوی میں آیت یَـآدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ کے تحت ایک روایت لکھی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام قربت کی نیت سے حضرت حواء علیہا السلام کے قریب ہونے لگے تو ملائکہ نے حضرت حواء علیہا السلام کیلئے مہر طلب کیا حضرت آدم علیہ السلام نے تین مرتبہ یا بیس مرتبہ درود شریف پڑھ کر حضرت حواء کا مہر ادا کیا۔ اگر یہ روایت صحیح ہے تو اللہ تعالیٰ کی کائنات میں سب سے زیادہ قیمتی مہر حضرت حواء علیہا السلام کا ہوگا۔ لیکن درود شریف اور قرآنِ مجید کا مہر ہونا حضرت آدم علیہ السلام کی خصوصیات سے ہوگا۔

کیونکہ ہماری شریعت میں مہر کا مال متقوم ہونا لازم ہے۔

● معلوم ہوا مہر میں زیادہ سے زیادہ مقدار کی کوئی حد نہیں ہے لہٰذا لاکھوں اور کروڑوں روپے بھی باہمی رضامندی سے مہر مقرر کیا جا سکتا ہے۔

● حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ خطبہ دیا، آپ نے فرمایا:

اَلاَ لاَ تَغَالَوْا فِیْ صَدُقَاتِ النِّسَآءِ فَاِنَّھَا لَوْ کَانَتْ مَکْرُمَۃً فِی الدُّنْیَا اَوْ تَقْوٰی عِنْدَاللّٰہِ لَکَانَ اَوْلاَکُمْ بِھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَصْدَقَ قَطُّ امْرَءَۃً مِّنْ نِسَآئِہٖ وَلاَ بَنَاتِہٖ فَوْقَ اُثْنَتَیْ عَشْرَۃَ اُوْقِیَۃً فَقَامَتْ اِلَیْہِ امْرَءَۃٌ فَقَالَتْ یَا عُمَرُ یُعْطِیْنَا اللّٰہُ وَتَحْرِمُنَا اَلَیْسَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ تَعَالٰی یَقُوْلُ وَاٰتَیْتُمْ اِحْدَاھُنَّ قِنْطَاراً فَلاَ تَاْخُذُوْا مِنْہُ شَیْئًا؟ قَالَ عُمَرُ اَصَابَتْ امْرَءَۃٌ وَ اَخْطَأَ عُمَرُ وَفِیْ رِوَایَتِہٖ فَاَطْرَقَ عُمَرُ ثُمَّ قَالَ کُلُّ النَّاسِ اَفْقَہُ مِنْکَ یَاعُمَرُ۔

(قرطبی جزء خامس، ص ۹۸، آیت ۲۱ کے ماتحت، سورۃ نساء)

حضرت عمر نے فرمایا خبردار عورتوں کے مہروں میں بہت زیادہ زیادتی نہ کرو پس بے شک اگر مہر کی زیادتی اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا میں عزت اور آخرت میں تقویٰ کی بات ہوتی تو تم سے زیادہ مہر کی زیادتی اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بنات طیبات اور ازواج مطہرات کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ نہیں رکھا (جب حضرت عمر نے یہ فرمایا) تو ایک عورت آپ کے سامنے کھڑی ہوگئی اس عورت نے کہا اے عمر! اللہ تعالیٰ ہمیں عطا فرماتا ہے اور تم ہمیں محروم کرتے ہو کیا اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے نہیں فرمایا (اور تم نے (مہر میں) عورتوں سے کسی ایک کو قنطار دیا تھا (پھر طلاق دے دی) پس اس میں سے کوئی چیز واپس نہ لو) عمر نے کہا ایک عورت حق پر ہے اور عمر خطا پر اور ایک روایت میں ہے عمر تھوڑی دیر گردن نیچے کر

کے سوچتے رہے پھر فرمایا سارے لوگ تم سے اے عمر زیادہ علم والے میں اور ایک دوسری روایت میں ہے جب عمر نے فرمایا عورتوں کے مہر میں بہت زیادتی نہ کرو اگر بہت زیادہ کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا میں عزت اور آخرت میں تقویٰ کی بات ہوتی تو اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ حق دار تھے پس اللہ تعالیٰ کی قسم نہیں نکاح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کا چار سو اوقیہ اور نش سے زیادہ پر فَقَامَتْ سُفَهَاءُ الْخَدِّيْنَ وَقَالَتْ اَنْتَ تَقُوْلُ بِرَائِكَ اَمْ سَمِعْتَهُ، مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنَا نَجِدُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى بِخِلَافِ مَا تَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاٰتَيْتُمْ اِحْدَاهُنَّ قِنْطَاراً فَلَا تَأْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا فَبَكٰى عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ كُلُّ النَّاسِ اَفْقَهُ مِنْ عُمَرَ حَتَّى النِّسَآءِ فِي الْبُيُوْتِ.

(کفایہ علی الہدایہ مع فتح القدیر جزء ثامن، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر ص ۴۴۱) (ترجمہ): پس سفید چہرے والی عورت کھڑی ہوئی اور اس نے کہا اے عمر! تم جو کچھ کہہ رہے ہو اپنی رائے سے کہہ رہے ہو یا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اس کے خلاف پاتے ہیں جو آپ کہہ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اگر) عورتوں سے کسی ایک کو تم نے مہر قنطار دیا تھا تو اُن سے واپس نہ لو پس حضرت عمر روئے اور فرمایا سارے لوگ عمر سے زیادہ فقیہ ہیں حتیٰ کہ گھروں میں بیٹھنے والی عورتیں۔

شرح ہدایہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر نے رسول اللہ صلی

کے سوچتے رہے پھر فرمایا سارے لوگ تم سے اے عمر زیادہ علم والے ہیں اور ایک دوسری روایت میں ہے جب عمر نے فرمایا عورتوں کے مہر میں بہت زیادتی نہ کرو اگر بہت زیادہ کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا میں عزت اور آخرت میں تقویٰ کی بات ہوتی تو اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ حق دار تھے پس اللہ تعالیٰ کی قسم نہیں نکاح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کا چارسو اوقیہ اور نش سے زیادہ پر فَقَامَتْ سُفَهَاءُ الْخَدِّيْنَ وَقَالَتْ اَنْتَ تَقُوْلُ بِرَائِكَ اَمْ سَمِعْتَه' مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنَا نَجِدُ فِيْ كِتَابِ اللهِ تَعَالٰى بِخِلَافِ مَا تَقُوْلُ قَالَ اللهُ تَعَالٰى وَاٰتَيْتُمْ اِحْدَاهُنَّ قِنْطَاراً فَلَا تَأْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا فَبَكٰى عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ كُلُّ النَّاسِ اَفْقَهُ مِنْ عُمَرَ حَتَّى النِّسَآءِ فِي الْبُيُوْتِ.

(کفایہ علی الہدایہ مع فتح القدیر جزء ثامن، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر ص ۴۴۱) (ترجمہ): پس سفید چہرے والی عورت کھڑی ہوئی اور اس نے کہا اے عمر! تم جو کچھ کہہ رہے ہو اپنی رائے سے کہہ رہے ہو یا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اس کے خلاف پاتے ہیں جو آپ کہہ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اگر) عورتوں سے کسی ایک کو تم نے مہر قنطار دیا تھا تو اُن سے واپس نہ لو پس حضرت عمر روئے اور فرمایا سارے لوگ عمر سے زیادہ فقیہ ہیں حتیٰ کہ گھروں میں بیٹھنے والی عورتیں۔

شرح ہدایہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر نے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے مہر کی مقدار چارسو اوقیہ اور آدھا اوقیہ ذکر کیا تھا ہوسکتا ہے اس روایت میں کتابت کی غلطی ہو ورنہ اکثر روایات میں بارہ اوقیہ کا ذکر آتا ہے اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ نش آدھا اوقیہ بیس درہم کا ہوتا ہے جیسے کہ گزر چکا ہے۔ نیز فقہاء کرام نے یہ روایت اجنبیہ عورت کے چہرہ کی طرف دیکھنے کے جواز میں باب الکراہیۃ میں ذکر کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ عورت کے چہرہ پر نقاب ضروری نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن عباس نے لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کی تفسیر میں بھی فرمایا ہے کہ عورتوں کا چہرہ اور ہاتھوں کا اجنبی لوگوں کے سامنے ظاہر ہونا مراد ہے کیونکہ مقام زینت یہی ہیں۔

- مذکورہ روایت میں موصوفہ نے حضرت عمر اور دیگر صحابہ کرام کو سورۃ نساء کی آیت ۲۰، ۲۱ کی طرف توجہ دلائی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا:

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا اَتَأْخُذُوْنَه' بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ○ وَكَيْفَ تَأْخُذُوْنَه' وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ○ (سورۃ نساء، آیت ۲۰، ۲۱)

اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی بدلنا چاہتے ہو اور تم ان میں سے کسی ایک کو اپنے (مال) سے قنطار دے چکے ہو تو اس مال سے کچھ واپس نہ لو کیا تم بیوی پر بہتان باندھ کر اور کھلے گناہ کا الزام لگا کر وہ مال واپس لینا چاہتے ہو اور تم کس طرح مال واپس کرو گے حالانکہ تمہارا بعض بعض تک پہنچ چکا ہے۔ (یعنی تم مباشرت کر چکے ہو) حالانکہ بیویوں نے تم سے مضبوط عہد لیا تھا۔

● تفسیر قرطبی میں ہے کہ ابو داوٗد نے عقبہ ابن عامر سے روایت کیا ہے بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے میں تمہارا نکاح فلاں عورت سے کردوں؟ اُس آدمی نے عرض کیا جی ہاں اور پھر عورت سے فرمایا کیا تو پسند کرتی ہے میں تمہارا نکاح فلاں آدمی سے کر دوں؟ عورت نے کہا جی ہاں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کا نکاح کر دیا۔ آدمی نے اس عورت کو بیوی بنا لیا اور اس نے نہ اس کیلئے مہر مقرر کیا اور نہ اُسے کوئی چیز دی اور وہ آدمی اُن لوگوں سے تھا جو حدیبیہ میں شریک تھے اور اس کا خیبر میں زمین کا حصہ تھا جب وہ آدمی فوت ہونے لگا تو اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلانہ عورت کے ساتھ میرا نکاح کیا تھا میں نے عورت کیلئے نہ مہر مقرر کیا تھا اور نہ کوئی چیز دی تھی۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں میں خیبر میں اپنا حصہ بیوی کو مہر میں دیتا ہوں اس کی بیوی نے وہ حصہ لے لیا اور اس کو ایک لاکھ درہم میں فروخت کیا۔

(قرطبی، ص ۱۰۱، جزء خامس)

اوقیہ اور قنطار اور درہم پر تبصرہ

چونکہ ایک صحابیہ نے جرأت کرتے ہوئے مہر کی حد بندی کرنے سے حضرت عمر جیسے جلیل القدر امیر المؤمنین کو روک دیا تھا اور اپنے مؤقف پر قرآنی آیت کے لفظ قنطار سے استدلال کیا تھا اس لئے قنطار کا معنی معلوم ہونا ضروری ہے۔ قنطار کے مفہوم میں متعدد اقوال مروی ہیں ہمارے خیال میں درج ذیل حدیث شریف میں بیان کردہ معنی مراد لیا جائے تو بہتر ہے۔

وہ حدیث یہ ہے:

● تفسیر قرطبی میں ہے کہ ابو داؤد نے عقبہ ابن عامر سے روایت کیا ہے بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے میں تمہارا نکاح فلاں عورت سے کردوں؟ اُس آدمی نے عرض کیا جی ہاں اور پھر عورت سے فرمایا کیا تو پسند کرتی ہے میں تمہارا نکاح فلاں آدمی سے کر دوں؟ عورت نے کہا جی ہاں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کا نکاح کر دیا۔ آدمی نے اس عورت کو بیوی بنا لیا اور اس نے نہ اس کیلئے مہر مقرر کیا اور نہ اُسے کوئی چیز دی اور وہ آدمی اُن لوگوں سے تھا جو حدیبیہ میں شریک تھے اور اس کا خیبر میں زمین کا حصہ تھا جب وہ آدمی فوت ہونے لگا تو اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلانہ عورت کے ساتھ میرا نکاح کیا تھا میں نے عورت کیلئے نہ مہر مقرر کیا تھا اور نہ کوئی چیز دی تھی۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں میں خیبر میں اپنا حصہ بیوی کو مہر میں دیتا ہوں اس کی بیوی نے وہ حصہ لے لیا اور اس کو ایک لاکھ درہم میں فروخت کیا۔

(قرطبی، ص ۱۰۱، جزء خامس)

اوقیہ اور قنطار اور درہم پر تبصرہ

چونکہ ایک صحابیہ نے جرأت کرتے ہوئے مہر کی حد بندی کرنے سے حضرت عمر جیسے جلیل القدر امیر المؤمنین کو روک دیا تھا اور اپنے مؤقف پر قرآنی آیت کے لفظ قنطار سے استدلال کیا تھا اس لئے قنطار کا معنیٰ معلوم ہونا ضروری ہے۔ قنطار کے مفہوم میں متعدد اقوال مروی ہیں ہمارے خیال میں درج ذیل حدیث شریف میں بیان کردہ معنیٰ مراد لیا جائے تو بہتر ہے۔

وہ حدیث یہ ہے:

فِیْ مُسْنَدِ اَبِیْ مُحَمَّدَ الدَارَمِیُ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیُ قَالَ مَنْ قَرَءَ فِیْ لَیْلَةٍ عَشْرَ آیَاتٍ کُتِبَ مِنَ الذَّاکِرِیْنَ وَمَنْ قَرَءَ بِمِائَةِ آیتٍ کُتِبَ مِنَ الْقَانِتِیْنَ وَمَنْ قَرَءَ بِخَمْسِ مِائَةِ آیتٍ اِلَی الْاَلْفِ اَصْبَحَ وَلَه' قِنْطَارٌ مِنَ الْاَجْرِ قیل وما القنطار قال مِلْ ءُ مِسْکُ ثورٍ ذَھْبًا۔

(قرطبی، جزء رابع، ص ۳۰، زیر آیت زین للناس)

ابو محمد دارمی کی مسند میں ابوسعید خدری سے روایت ہے آپ نے کہا جس شخص نے رات میں دس قرآنی آیات پڑھیں وہ ذاکرین میں لکھا جائے گا اور جس شخص نے ایک سو آیات پڑھیں وہ قانتین میں لکھا جائے گا اور جس شخص نے پانچ سو سے ایک ہزار آیات پڑھیں اس کے لئے اجر سے قنطار ہوگا آپ سے پوچھا گیا قنطار کیا ہے آپ نے فرمایا قنطار گائے کی کھال میں سما سکنے والا سونا ہے۔

● اس حدیث کی روشنی میں اگر شوہر بیوی کو گائے کی کھال میں سما سکنے والا سونا بھی مہر میں دے دے تو مباح ہے۔

● ہمارے دور میں سونے اور چاندی کے لئے ملی گرام اور گرام اور کلوگرام کے اوزان کا رواج ہے پہلے رتی اور ماشہ اور تولہ کے اوزان کا رواج تھا۔ یوں کہا جاتا تھا پانچ دھان (چاول بمع چھلکا) یا آٹھ چاول کی ایک رتی اور آٹھ رتی کا ایک ماشہ اور بارہ ماشہ کا ایک تولہ اسی حساب سے زکوٰۃ میں چاندی کا نصاب باون تولے چھ ماشہ بیان کیا جاتا تھا اور سونے کا نصاب سات تولہ چھ ماشہ بیان کیا جاتا تھا۔ اور مہر کا کم سے کم نصاب دو تولہ سات ماشہ چاندی ذکر کیا جاتا تھا جبکہ زکوٰۃ

میں ساڑھے باون تولہ چاندی دوسو درہم کا وزن تھا اور ساڑھے سات تولہ سونا بیس مثقال کا وزن تھا اور مہر میں دو تولہ سات ماشہ چاندی دس درہم کا وزن تھا۔ اس تناظر میں ایک درہم کا وزن تین ماشہ اور ماشہ کا تیسرا حصہ یعنی تقریباً تین رتی ہوگا۔ اور گراموں میں اوزان کا حساب اس طرح ہوتا ہے، ایک ہزار ملی گرام کا ایک گرام اور ایک ہزار گرام کا ایک کلوگرام گراموں کے اوزان کے حساب سے ہمارے علماء نے زکوٰۃ اور مہر کے نصاب کے لئے یہ اوزان ذکر کئے۔ زکوٰۃ میں چاندی کا نصاب (۶۱۲/۳۶) چھ سو بارہ گرام اور چھتیس ملی گرام اور سونے کا نصاب (۴۸/ ۸۷) ستاسی گرام اور اڑتالیس ملی گرام ہوگا (شرح مسلم علامہ سعیدی) اس حساب سے مہر کا کم سے کم نصاب ۶۱/ ۳۰ یعنی تیس گرام اور اکسٹھ ملی گرام اور درہم کا وزن ۶۱/ ۳ تین گرام اور اکسٹھ ملی گرام ہوگا۔

چونکہ آج مارچ ۲۰۰۵ء میں چاندی کا بھاؤ فی دس گرام ایک سو روپے ہے اسلئے پاکستانی روپے میں آج مہر کا کم سے کم نصاب تین سو روپے اکسٹھ پیسے ہوگا۔

- اسی پس منظر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور بنات طیبات علی صاحبہا وعلیھن الصلوات والتسلیمات کا مہر پانچ سو درہم چاندی کا وزن ایک سو اکتیس تولہ تین رتی مساوی پندرہ سو تیس گرام اور نو ملی گرام ہوگا جس کی قیمت پاکستانی روپے میں پندرہ ہزار تین سو اور نوے پیسہ ۹۰/۱۵۳۰۰ روپے بنتی ہے لہٰذا یہ کہنا کہ سادات کا مہر یا مہر فاطمی تیس روپے تھا یا بہارِ شریعت کے مطابق یہ کہنا کہ کم سے کم مہر بارہ روپے ہے صحیح نہیں ہے۔ حقیقت میں کسی پرانے زمانے میں پندرہ سو تیس گرام اور نو ملی گرام چاندی کی قیمت بتیس روپے ہوتی تھی اس لئے اس وقت کے علماء نے اپنی تصنیفات میں وہ قیمت لکھ دی اور کم سے کم مہر تیس گرام

میں ساڑھے باون تولہ چاندی دوسو درہم کا وزن تھا اور ساڑھے سات تولہ سونا بیس مثقال کا وزن تھا اور مہر میں دو تولہ سات ماشہ چاندی دس درہم کا وزن تھا۔ اس تناظر میں ایک درہم کا وزن تین ماشہ اور ماشہ کا تیسرا حصہ یعنی تقریباً تین رتی ہوگا۔ اور گراموں میں اوزان کا حساب اس طرح ہوتا ہے، ایک ہزار ملی گرام کا ایک گرام اور ایک ہزار گرام کا ایک کلوگرام گراموں کے اوزان کے حساب سے ہمارے علماء نے زکوٰۃ اور مہر کے نصاب کے لئے یہ اوزان ذکر کیئے۔ زکوٰۃ میں چاندی کا نصاب (۶۱۲/۳۶) چھ سو بارہ گرام اور چھتیس ملی گرام اور سونے کا نصاب (۸۷/۴۸) ستاسی گرام اور اڑتالیس ملی گرام ہوگا (شرح مسلم علامہ سعیدی) اس حساب سے مہر کا کم سے کم نصاب ۳۰/۶۱ یعنی تیس گرام اور اکسٹھ ملی گرام اور درہم کا وزن ۳/۶۱ تین گرام اور اکسٹھ ملی گرام ہوگا۔

چونکہ آج مارچ ۲۰۰۵ء میں چاندی کا بھاؤ فی دس گرام ایک سو روپے ہے اسلئے پاکستانی روپے میں آج مہر کا کم سے کم نصاب تین سو روپے اکسٹھ پیسے ہوگا۔

● اسی پس منظر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور بنات طیبات علی صاحبھا وعلیھن الصلوات والتسلیمات کا مہر پانچ سو درہم چاندی کا وزن ایک سو اکتیس تولہ تین رتی مساوی پندرہ سو تیس گرام اور نو ملی گرام ہوگا جس کی قیمت پاکستانی روپے میں پندرہ ہزار تین سو اور نوے پیسہ ۱۵۳۰۰/۹۰ روپے بنتی ہے لہٰذا یہ کہنا کہ سادات کا مہر یا مہر فاطمی تیس روپے تھا یا بہارِ شریعت کے مطابق یہ کہنا کہ کم سے کم مہر بارہ روپے ہے صحیح نہیں ہے۔ حقیقت میں کسی پرانے زمانے میں پندرہ سو تیس گرام اور نو ملی گرام چاندی کی قیمت بتیس روپے ہوتی تھی اس لئے اس وقت کے علماء نے اپنی تصنیفات میں وہ قیمت لکھ دی اور کم سے کم مہر تیس گرام

اور اکسٹھ ملی گرام کی قیمت صدر الشریعہ مولانا امجد علی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں بارہ روپے تھی اس لئے انہوں نے مہر کی کم سے کم قیمت بارہ روپے لکھ دی اور اس وقت کے مطابق پانچ سو درہم مہر فاطمی کی قیمت تقریباً تین سو پچھتر روپے بنتی تھی وہی لکھ دی گئی اسی طرح ہمارے دور میں چاندی کی جو قیمت ہے اس حساب سے ہم نے پاکستانی کرنسی میں اصل مہر اور مہر فاطمی کی قیمت لکھ دی آئندہ ہر دور میں ہر ملک کی کرنسی میں مذکورہ اوزان کے اعتبار سے اصل مہر اور مہر فاطمی کی قیمت کم اور زیادہ ہوتی رہے گی۔

● چونکہ صحابہ کرام کے دور تک (پانچ سو درہم ایک سو اکتیس تولہ تین رتی چاندی مساوی پندرہ سو تیس گرام اور نو ملی گرام) کی مارکیٹ ویلیو اٹھارہ تولہ اور نو ماشہ مساوی دو سو اٹھارہ گرام اور سات ملی گرام سونا کے برابر تھی اور آج کل سونے کا بھاؤ اگر نو ہزار روپے فی دس گرام ہو تو پاکستانی کرنسی میں سونے کے اعتبار سے فاطمی مہر کی رقم ایک لاکھ چھیانوے ہزار آٹھ سو تیس روپے بنے گی۔ اسی پر حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے مہر کو قیاس کریں۔ آپ کا مہر چار ہزار درہم تھا جس کا وزن بارہ ہزار دو سو سینتالیس گرام اور دو ملی گرام ۱۲۲۴۷/۲ گرام بنتا ہے چاندی کے حساب سے آج کل اس کی قیمت تقریباً ایک لاکھ بائیس ہزار چار سو سات بنتی ہے۔ اور ویلیو کے اندازہ سے سونا کی قیمت کا خود حساب لگالیں۔

● اور زوجہ محترم حضرت عمر فاروق سیدہ ام کلثوم بنت فاطمہ علی ابیھا وعلیھما الصلوٰۃ والسلام کا مہر چالیس ہزار درہم تھا جس کا وزن ایک لاکھ بائیس ہزار چار سو بہتر گرام (۱۲۲۴۷۲) چاندی تھا اس کی قیمت تقریباً بارہ لاکھ چوبیس ہزار ستر

روپے (۱۲۲۴۰۷۰) بنتی ہے۔

- اگر مذکورہ نسبت سے سونے کی ویلیو دیکھی جائے تو سیدہ ام کلثوم کا مہر مبارک کروڑوں میں جا کر بنے گا بارک اللہ تعالیٰ فی مھرھا **قرت عینا مُحِبّیٌ آلِ بَیْتِہٖ فِیْ غِلاَءِ مَھْرِھا علیھم الصلوٰۃ و السلام** ۔ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ ام کلثوم کے مہر میں برکت فرمائے اہل بیت کرام کے مہر کے زیادہ ہونے میں اہل بیت کے محبین کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ والحمدللہ علی ذالک۔ (رفیق حسنی)
- قرطبی کے حوالہ سے آپ نے پڑھ لیا کہ ایک صحابیہ خوش قسمت جس کا نکاح خود سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا اس کا مہر ایک لاکھ درہم تھا۔ معلوم ہوا مہر کتنا ہی زائد ہو مباح ہے لیکن شوہر کی مالی حیثیت کے اعتبار سے مہر مقرر کیا جائے تو مستحب ہے۔ کم سے کم مہر پر ڈٹ جانا اور کہنا کہ کم سے کم مہر ہی سنت ہے غلط ہے کیونکہ مہر میں سنت وہ مقدار ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور بنات طیبات رضی اللہ عنہن کے لئے مقرر تھی اور وہ مقدار آج کل کے حساب سے تقریباً پندرہ ہزار تین سو بنتی ہے لیکن یہ مقدار متوسط طبقہ کے لئے ہے اور غریب اور فقیر آدمی کے لئے تین سو روپے سے لے کر پندرہ ہزار تک اپنی حیثیت کے مطابق مہر کا تعین بھی سنت ہے۔
- تفسیر قرطبی میں ہے ایک صحابی حضرت ابی حدرو نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مہر میں استعانت اور مدد چاہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا مہر کتنا ہے عرض کیا دوسو درہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ میں فرمایا گویا کہ تم لوگ سونا اور چاندی حرۃ یا کسی دوسرے پہاڑ سے کاٹتے رہتے ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ مبارک کا مطلب یہ تھا کہ یہ مہر زیادہ ہے صاحب قرطبی فرماتے ہیں اس

روپے (۱۲۲۴۰۷۰) بنتی ہے۔

● اگر مذکورہ نسبت سے سونے کی ویلیو دیکھی جائے تو سیدہ ام کلثوم کا مہر مبارک کروڑوں میں جا کر بنے گا بارک اللہ تعالیٰ فی مھرھا **قرت عینا مُحِبِّیْ آلِ بَیْتِہٖ فِیْ غِلاَءِ مَھْرِھا علیھم الصلوٰۃ والسلام** ۔اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ ام کلثوم کے مہر میں برکت فرمائے اہل بیت کرام کے مہر کے زیادہ ہونے میں اہل بیت کے محبین کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ والحمدللہ علی ذالک۔ (رفیق حسنی)

● قرطبی کے حوالہ سے آپ نے پڑھ لیا کہ ایک صحابیہ خوش قسمت جس کا نکاح خود سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا اس کا مہر ایک لاکھ درہم تھا۔ معلوم ہوا مہر کتنا ہی زائد ہو مباح ہے لیکن شوہر کی مالی حیثیت کے اعتبار سے مہر مقرر کیا جائے تو مستحب ہے۔ کم سے کم مہر پر ڈٹ جانا اور کہنا کہ کم سے کم مہر ہی سنت ہے غلط ہے کیونکہ مہر میں سنت وہ مقدار ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور بنات طیبات رضی اللہ عنہن کے لئے مقرر تھی اور وہ مقدار آج کل کے حساب سے تقریباً پندرہ ہزار تین سو بنتی ہے لیکن یہ مقدار متوسط طبقہ کے لئے ہے اور غریب اور فقیر آدمی کے لئے تین سو روپے سے لے کر پندرہ ہزار تک اپنی حیثیت کے مطابق مہر کا تعین بھی سنت ہے۔

● تفسیر قرطبی میں ہے ایک صحابی حضرت ابی حدرو نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مہر میں استعانت اور مدد چاہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا مہر کتنا ہے عرض کیا دو سو درہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ میں فرمایا گویا کہ تم لوگ سونا اور چاندی حرۃ یا کسی دوسرے پہاڑ سے کاٹتے رہتے ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ مبارک کا مطلب یہ تھا کہ یہ مہر زیادہ ہے صاحب قرطبی فرماتے ہیں اس

واقعہ اور اس قسم کے دوسرے واقعات میں آپ کا انکار اس وجہ سے تھا کہ وہ آدمی فقیر تھا اور مانگ کر دو سو درہم ادا کرنا چاہتا تھا اس لئے فقیروں کے لئے وہ مقدار جو اس کی اپنی حالت کے مطابق ہو وہ سنت ہے۔ اپنی حیثیت سے زیادہ مہر مقرر کرنا مناسب نہیں ہے۔

مہر مکمل ادا کرنے یا آدھا ادا کرنے کی صورتیں

● جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں نکاح کرنے سے شوہر پر شرعاً ازخود مہر واجب ہو جاتا ہے لیکن اگر مہر کی کوئی مقدار معین کی گئی ہو تو تین صورتوں میں طے شدہ پورا مہر ادا کرنا لازم ہوتا ہے اگر یہ تین صورتیں موجود نہ ہوں تو آدھا مہر دینا ضروری ہوتا ہے اول یہ کہ نکاح کے بعد زوجیت کا عمل پایا جائے، دوم زوجین میں سے کوئی ایک خلوت صحیحہ اور رخصتی سے پہلے فوت ہو جائے، سوم زوجین کے درمیان خلوت صحیحہ پائی جائے۔ اگرچہ مباشرت نہ ہو ان تین صورتوں میں پورا مقرر شدہ مہر ادا کرنا لازم ہوتا ہے کیونکہ مہر بیوی کے مخصوص اعضاء سے انتفاع کے بدلے میں ہوتا ہے جب زوجیت کے عمل یا خلوت صحیحہ میں بیوی نے اپنا جسم شوہر کو تسلم کر دیا تو اس کا بدل مکمل واجب ہو گیا اور شوہر اور بیوی سے کسی ایک کی وفات پر بیوی کی جانب سے جسم تسلیم کرنے سے موت رکاوٹ بن گئی جس میں بیوی کی طرف سے کوئی غلطی نہیں تھی اور نکاح انتہاء کو پہنچ کر ختم ہو گیا اس لئے پورا مہر لازم ہو جائے گا۔

● اور اگر مہر کی مقدار مقرر شدہ ہو اور شوہر اور بیوی کے درمیان ذکر شدہ صورتوں کے بغیر طلاق ہو جائے یا کوئی ایسی فرقت اور فسخ نکاح کی صورت پائی

جائے جس کا سبب شوہر ہو تو آدھا مہر دینا لازم ہوگا۔ پورا مہر لازم نہیں ہوگا۔

مثلاً دس ہزار روپے مہر طے ہوا تھا دونوں میاں بیوی سے کسی ایک کی موت ہوگئی یا مباشرت یا خلوت صحیحہ کے بعد طلاق ہوگئی تو دس ہزار ادا کرنا لازم ہے اور اگر زوجیت کے عمل اور خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق ہوگئی تو پانچ ہزار روپے ادا کرنا لازم ہوگا کیونکہ طلاق کی وجہ سے شوہر نے اپنے اختیار سے بیوی کے منافع ضائع کئے اور قرآنِ مجید میں بھی اسی طرح حکم دیا گیا ہے لہٰذا آدھا مہر دینا ہوگا۔

- اگر مہر کی پوری رقم بیوی کو دے دی گئی تھی تو آدھی رقم بیوی کے رضا یا قضا سے واپس کی جائے گی اور اگر ابھی مہر ادا نہیں کیا تھا تو آدھا مہر ادا کرنا ہوگا اور آدھا کر چکا ہے تو ادا ہو چکا۔
- بعض دفعہ لوگ لاکھوں روپے مہر طے کر لیتے ہیں پھر رخصتی سے پہلے بغیر خلوت اور مباشرت طلاق واقع ہو جاتی ہے جب لڑکے والوں کو بتایا جاتا ہے یا طلب کیا جاتا ہے کہ آدھا مہر بیوی کو دینا لازم ہے تو وہ نہایت پریشان ہوتے ہیں کہ جب بیوی کے جسم سے نفع نہیں اُٹھایا گیا، آدھا مہر کس لئے دیا جائے انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ایک تو آدھا مہر دینے کا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے دوم یہ کہ اس میں بیوی کا قصور نہیں ہے طلاق دینے والے کا ہے کہ اس نے اپنے اختیار سے رخصتی سے پہلے طلاق دے دی یہی وجہ ہے کہ اگر فرقت اور فسخ کا سبب بیوی بنے تو نصف مہر ساقط ہو جاتا ہے مثلاً بیوی نے شوہر کے بیٹے یا باپ کو شہوت سے مس کر لیا یا ان کا بوسہ لے لیا تو نکاح فسخ ہو جائے گا اور اس کا سبب بیوی ہے لہٰذا نصف مہر کی حقدار نہیں رہے گی۔ لیکن اس حکم سے یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ بیوی سے مباشرت یا خلوت صحیحہ کے بعد بھی بیوی کی جان سے فسخ کی صورت میں مہر

جائے جس کا سبب شوہر ہوتو آدھا مہر دینا لازم ہوگا۔ پورا مہر لازم نہیں ہوگا۔

مثلاً دس ہزار روپے مہر طے ہوا تھا دونوں میاں بیوی سے کسی ایک کی موت ہوگئی یا مباشرت یا خلوت صحیحہ کے بعد طلاق ہوگئی تو دس ہزار ادا کرنا لازم ہے اور اگر زوجیت کے عمل اور خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق ہوگئی تو پانچ ہزار روپے ادا کرنا لازم ہوگا کیونکہ طلاق کی وجہ سے شوہر نے اپنے اختیار سے بیوی کے منافع ضائع کئے اور قرآنِ مجید میں بھی اسی طرح حکم دیا گیا ہے لہٰذا آدھا مہر دینا ہوگا۔

● اگر مہر کی پوری رقم بیوی کو دے دی گئی تھی تو آدھی رقم بیوی کے رضا یا قضا سے واپس کی جائے گی اور اگر ابھی مہر ادا نہیں کیا تھا تو آدھا مہر ادا کرنا ہوگا اور آدھا کر چکا ہے تو ادا ہو چکا۔

● بعض دفعہ لوگ لاکھوں روپے مہر طے کر لیتے ہیں پھر رخصتی سے پہلے بغیر خلوت اور مباشرت طلاق واقع ہو جاتی ہے جب لڑکے والوں کو بتایا جاتا ہے یا طلب کیا جاتا ہے کہ آدھا مہر بیوی کو دینا لازم ہے تو وہ نہایت پریشان ہوتے ہیں کہ جب بیوی کے جسم سے نفع نہیں اُٹھایا گیا، آدھا مہر کس لئے دیا جائے انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ایک تو آدھا مہر دینے کا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے دوم یہ کہ اس میں بیوی کا قصور نہیں ہے طلاق دینے والے کا ہے کہ اس نے اپنے اختیار سے رخصتی سے پہلے طلاق دے دی یہی وجہ ہے کہ اگر فرقت اور فسخ کا سبب بیوی بنے تو نصف مہر ساقط ہو جاتا ہے مثلاً بیوی نے شوہر کے بیٹے یا باپ کو شہوت سے مس کر لیا یا ان کا بوسہ لے لیا تو نکاح فسخ ہو جائے گا اور اس کا سبب بیوی ہے لہٰذا نصف مہر کی حقدار نہیں رہے گی۔ لیکن اس حکم سے یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ بیوی سے مباشرت یا خلوت صحیحہ کے بعد بھی بیوی کی جان سے فسخ کی صورت میں مہر

ساقط ہو جاتا ہے یا بیوی کی طرف سے طلاق کے مطالبہ کی صورت میں مہر ساقط ہو جاتا ہے کیونکہ بیوی مطالبہ کر کے طلاق حاصل کرے تو بھی شوہر ہی طلاق دیتا ہے اسی طرح مباشرت یا خلوت صحیحہ کے بعد تو مہر لازم ہو جاتا ہے اس لئے خلوت یا مباشرت کے بعد بیوی کی طرف سے فسخ کی صورت میں بھی پورا مہر ادا کرنا ہوگا۔ (بحر، فتح)

● اگر مہر کی مقدار طے نہیں تھی یا مہر کی نفی کی شرط پر نکاح ہوا تھا تو مباشرت یا خلوت صحیحہ یا دونوں میں سے کسی کی موت کی صورت میں مہر مثلی واجب ہوگا اور مباشرت اور خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق کی صورت میں متعہ واجب ہوگا۔

فائدہ:

ایلاء اور لعان اور ذکر بریدہ ہونے، اور نامرد ہونے، اور شوہر کے مرتد ہو جانے اور شوہر کا اسلام قبول کرنے سے انکار کرنے اور شوہر کا بیوی کی بیٹی یا بیوی کی ماں سے غلط عمل کرنے اور بوس و کنار کرنے اور شہوت سے چھونے کی وجہ سے فرقت اور نکاح کا فسخ طلاق کی طرح ہوتا ہے۔ رخصتی سے پہلے ذکر کردہ امور کی وجہ سے فرقت کی صورت میں نصف مہر دینا ہوگا اور اگر مہر مقرر نہیں تھا تو متعہ (کپڑوں کے تین پیس) دینا ہوں گے۔ اور تفویض طلاق کی صورت میں اگرچہ بیوی طلاق اختیار کر کے آزاد ہوتی ہے لیکن تفویض کا حکم بھی شوہر کی طرف سے دی گئی طلاق کی طرح ہوگا اور اگر فرقت اور نکاح کا فسخ بیوی کی وجہ سے ہوا مثلاً بیوی کے مرتد ہو جانے اور بیوی کا اسلام قبول کرنے سے انکار کرنے اور بیوی کا قصداً شوہر کے بیٹے کو شہوت کے ساتھ چھونے یا بدکاری کرنے یا بوسہ لینے اور اڑھائی سال عمر ہونے سے پہلے چھوٹے شوہر کو اپنا دو

ھ پلانے اور خیار بلوغ اور شوہر کا بیوی کے لئے کفو اور ہم پلہ نہ ہونے کی وجہ سے مباشرت اور خلوت سے پہلے فرقت اور فسخ ہو جانے میں طے شدہ مہر کا نصف اور طے نہ ہونے کی صورت میں (کپڑوں کے تین پیس) متعہ ساقط ہو جائیں گے۔

● اگر نکاح کے وقت مہر کی مقدار طے تھی تو خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق کی صورت میں آدھا مہر دینا فرض ہے اور اگر طے نہیں تھی تو متعہ دینا فرض ہے (متعہ سے مراد تین کپڑے ہیں جو عورت اپنے جسم کے ستر کے لئے استعمال کرتی ہے (دوپٹہ، قمیص، شلوار وغیرہا) اور کپڑوں کی قیمت کے اعتبار سے شوہر کی حیثیت کا لحاظ ہوگا۔ تفصیل کتب فقہ میں ہے۔

● چونکہ مہر بیوی کا حق ہوتا ہے اور شوہر پر دین ہوتا ہے اس لئے مہر بیوی یا اس کے وکیل کو ادا کرنا ضروری ہے بیوی کی اجازت کے بغیر بیوی کے باپ اور بھائی وغیرہ کو مہر ادا کرنے سے مہر ادا نہیں ہوگا اور مہر کی تعیین اور مقدار کا حق بھی بیوی کو حاصل ہے کیونکہ اس کا حق ہے موجودہ زمانہ میں بے چاری بیوی کا مہر سرپرست اور والدین طے کرتے ہیں اور ہڑپ کر جاتے ہیں۔ بیوی موصوفہ کو علم ہی نہیں ہوتا کہ میرا مہر کتنا طے ہوا تھا وہ کدھر گیا انسان کی عادت ہے کمزور کی کمزوری سے ناجائز فائدہ اُٹھاتا ہے اور کسی کی کمزوری سے ناجائز نفع اُٹھانا بہت بڑا ظلم ہے خصوصاً جب باپ بیٹی اور بھائی بہن کے حق مہر اور حق وراثت پر ڈاکہ ڈالے اور کھا جائے، اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ نہایت تعجب اُن جعلی گدی نشین پیروں اور مفتیوں اور علماء سے ہے کہ وہ بھی اپنی بچیوں اور بہنوں کے مال ہضم کر جاتے ہیں۔ بے چاری خواتین کو وراثت سے محروم کر کے انہیں محتاج بنا دیتے ہیں۔

ھ پلانے اور خیار بلوغ اور شوہر کا بیوی کے لئے کفو اور ہم پلہ نہ ہونے کی وجہ سے مباشرت اور خلوت سے پہلے فرقت اور فسخ ہو جانے میں طے شدہ مہر کا نصف اور طے نہ ہونے کی صورت میں (کپڑوں کے تین پیس) متعہ ساقط ہو جائیں گے۔

- اگر نکاح کے وقت مہر کی مقدار طے تھی تو خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق کی صورت میں آدھا مہر دینا فرض ہے اور اگر طے نہیں تھی تو متعہ دینا فرض ہے (متعہ سے مراد تین کپڑے ہیں جو عورت اپنے جسم کے ستر کے لئے استعمال کرتی ہے (دوپٹہ، قمیص، شلوار وغیرہا) اور کپڑوں کی قیمت کے اعتبار سے شوہر کی حیثیت کا لحاظ ہوگا۔ تفصیل کتب فقہ میں ہے۔
- چونکہ مہر بیوی کا حق ہوتا ہے اور شوہر پر دین ہوتا ہے اس لئے مہر بیوی یا اس کے وکیل کو ادا کرنا ضروری ہے بیوی کی اجازت کے بغیر بیوی کے باپ اور بھائی وغیرہ کو مہر ادا کرنے سے مہر ادا نہیں ہوگا اور مہر کی تعیین اور مقدار کا حق بھی بیوی کو حاصل ہے کیونکہ اس کا حق ہے موجودہ زمانہ میں بے چاری بیوی کا مہر سرپرست اور والدین طے کرتے ہیں اور ہڑپ کر جاتے ہیں۔ بیوی موصوفہ کو علم ہی نہیں ہوتا کہ میرا مہر کتنا طے ہوا تھا وہ کدھر گیا انسان کی عادت ہے کمزور کی کمزوری سے ناجائز فائدہ اُٹھاتا ہے اور کسی کی کمزوری سے ناجائز نفع اُٹھانا بہت بڑا ظلم ہے خصوصاً جب باپ بیٹی اور بھائی بہن کے حق مہر اور حق وراثت پر ڈاکہ ڈالے اور کھا جائے، اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ نہایت تعجب اُن جعلی گدی نشین پیروں اور مفتیوں اور علماء سے ہے کہ وہ بھی اپنی بچیوں اور بہنوں کے مال ہضم کر جاتے ہیں۔ بے چاری خواتین کو وراثت سے محروم کر کے انہیں محتاج بنا دیتے ہیں۔

- مہر چونکہ بیوی کا حق ہے وہ کل مہر یا بعض اور کچھ حصہ معاف بھی کر سکتی ہے اور شوہر بھی مقرر شدہ مہر سے زائد عطا کر سکتا ہے۔
- موجودہ زمانہ میں بہتر یہ ہے کہ مہر کی مقدار زیادہ رکھی جائے تا کہ طلاق اور فسخ نکاح کی صورت میں بیوی مہر کی رقم سے کاروبار کر کے زندہ رہ سکے اور بیوی کے لئے اپنے حقوق کا علم ہونا نہایت ضروری ہے اور یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ صاحب حق کے لئے اپنا حق طلب کرنا اگرچہ باپ اور بھائی یا شوہر سے ہو فرض اور باعث ثواب ہے اور حق طلب کرنے میں شرم کرنا منع ہے۔ ہمارے معاشرہ میں خواتین کی محرومی کا باعث یہ بھی ہے کہ انہیں اتنا دبا دیا جاتا ہے کہ بے چاری خواتین اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے میں والدین اور بھائیوں کی بے ادبی سمجھتیں ہیں۔ اگر کسی خاتون نے اپنا حق طلب کر لیا تو برادری کے لوگ اسے گستاخ کہتے ہیں اور اسے ایسی سزا دیتے ہیں کہ دوسری خواتین اپنا حق طلب کرنے کی جرأت ہی نہیں کر سکتیں۔
- آج کل ایک ظلم یہ بھی ہو رہا ہے کہ ایک دن کے لئے بیوی کو رکھا اور دوسرے دن بیوی کو طلاق دے دی اور مہر مقرر نہیں ہوا تھا یا معاف کرا لیا گیا تھا۔ اب مطلقہ در بدر ٹھوکریں کھاتی پھرتی ہے۔
- یہ بھی یاد رہے کہ مہر کے لئے ہر قسم کا حلال مال مقرر کیا جا سکتا ہے پلاٹ، مکان، جائیداد اور نقد، سونا اور چاندی وغیرہ۔

خلوت کے احکام

- خلوت دو قسم کی ہے خلوت صحیحہ اور خلوت فاسدہ۔

خلوت صحیحہ کا مہر کے سلسلہ میں مباشرت اور زوجیت کے عمل والا حکم ہوتا ہے کیونکہ خلوت صحیحہ میں اگرچہ بظاہر شوہر نے بیوی کے جسم سے نفع نہیں اُٹھایا ہوتا لیکن بیوی نے تو خلوت صحیحہ میں ملاقات کر کے شوہر کو اپنا جسم سپرد کر دیا تھا۔ اس لئے خلوت صحیحہ پر پورا مہر واجب ہو جاتا ہے خلوت کا وقفہ منٹوں کا ہو یا گھنٹوں کا، خلوت کے وقت بیوی مباشرت کے حقوق ادا کرنے کے لئے تیار ہو یا نہ ہو سب صورتوں میں نکاح اور خلوت صحیحہ کے بعد پورا مہر ادا کرنا فرض ہو جائے گا۔ جس طرح مباشرت اور زوجیت کا عمل کرنے سے پورا مہر ادا کرنا فرض ہو جاتا ہے۔

- خلوت صحیحہ کا حکم زوجیت کے عمل کی طرح ہونے پر علامہ طحاوی نے صحابہ کرام کا اجماع نقل کیا ہے اور دارقطنی میں حدیث ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **من کشف خمار امرء ۃ او نظر الیھا وجب الصداق دخل او لم یدخل** (ترجمہ): جس شخص نے عورت کے چہرہ سے دوپٹہ اتارا یا اس کی طرف نظر کی مہر واجب ہوگیا دخول ہو یا نہ۔ اسی لئے علماء نے فرمایا قرآنِ مجید کی آیت وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْھُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْھُنَّ (ترجمہ): اگر اپنی بیویوں کو مس کرنے سے پہلے طلاق دے دو) میں مس سے مراد خلوت صحیحہ ہے۔
- خلوت صحیحہ جس طرح مہر کے اکمال میں زوجیت کے عمل کے قائم مقام ہے اسی طرح نسب کے ثبوت میں اور عدت کے وجوب میں اور خلوت کی عدت کے نفقہ اور سکنی کے وجوب میں اور بیوی کی بہن کے ساتھ نکاح کرنے کی حرمت میں اور بیوی کے سوا چار عورتوں کے نکاح کرنے کی حرمت میں بھی خلوت صحیحہ عمل زوجیت کے قائم مقام ہے۔

لیکن محصن ہونے کے حکم کے لئے خلوت صحیحہ مباشرت کے قائم مقام

خلوت صحیحہ کا مہر کے سلسلہ میں مباشرت اور زوجیت کے عمل والا حکم ہوتا ہے کیونکہ خلوت صحیحہ میں اگرچہ بظاہر شوہر نے بیوی کے جسم سے نفع نہیں اُٹھایا ہوتا لیکن بیوی نے تو خلوت صحیحہ میں ملاقات کر کے شوہر کو اپنا جسم سپرد کر دیا تھا۔ اس لئے خلوت صحیحہ پر پورا مہر واجب ہو جاتا ہے خلوت کا وقفہ منٹوں کا ہو یا گھنٹوں کا، خلوت کے وقت بیوی مباشرت کے حقوق ادا کرنے کے لئے تیار ہو یا نہ ہو سب صورتوں میں نکاح اور خلوت صحیحہ کے بعد پورا مہر ادا کرنا فرض ہو جائے گا۔ جس طرح مباشرت اور زوجیت کا عمل کرنے سے پورا مہر ادا کرنا فرض ہو جاتا ہے۔

● خلوت صحیحہ کا حکم زوجیت کے عمل کی طرح ہونے پر علامہ طحاوی نے صحابہ کرام کا اجماع نقل کیا ہے اور دار قطنی میں حدیث ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **من کشف خمار امرءۃ او نظر الیها وجب الصداق دخل او لم یدخل** (ترجمہ): جس شخص نے عورت کے چہرہ سے دوپٹہ اتارا یا اس کی طرف نظر کی مہر واجب ہوگیا دخول ہو یا نہ۔ اسی لئے علماء نے فرمایا قرآنِ مجید کی آیت وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ (ترجمہ): اگر اپنی بیویوں کو مس کرنے سے پہلے طلاق دے دو) میں مس سے مراد خلوت صحیحہ ہے۔

● خلوت صحیحہ جس طرح مہر کے اکمال میں زوجیت کے عمل کے قائم مقام ہے اسی طرح نسب کے ثبوت میں اور عدت کے وجوب میں اور خلوت کی عدت کے نفقہ اور سکنی کے وجوب میں اور بیوی کی بہن کے ساتھ نکاح کرنے کی حرمت میں اور بیوی کے سوا چار عورتوں کے نکاح کرنے کی حرمت میں بھی خلوت صحیحہ عمل زوجیت کے قائم مقام ہے۔

لیکن محصن ہونے کے حکم کے لئے خلوت صحیحہ مباشرت کے قائم مقام

نہیں ہے اگر ناکح اور منکوحہ دونوں اقرار کرتے ہیں کہ خلوت میں زوجیت کا عمل وجود میں نہیں آیا تو دونوں کا محصن ہونا ثابت نہیں ہوگا اگر ایک اقرار کرتا ہے اور دوسرا انکار کرتا ہے تو اقرار والے کے حق میں محصن ہونا ثابت ہوگا اور محصن کی زنا کرنے میں سزا رجم ہے اور غیر محصن کی سزا (۱۰۰) کوڑے ہیں، اسی طرح بنات کی حرمت میں خلوت صحیحہ وظیفہ زوجیت کی طرح نہیں ہوگی۔ یعنی صرف خلوت صحیحہ سے منکوحہ کی بیٹی شوہر کے لئے حرام نہیں ہوگی اور پہلے شوہر جس نے بیوی کو تین طلاق دیں تھیں کے لئے حلال ہونے کیلئے تحلیل شرعی میں دوسرے شوہر کے ساتھ صرف خلوت صحیحہ وظیفہ زوجیت کے قائم مقام نہیں ہوگی اور مطلقہ پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوگی۔ اور طلاق رجعی کے بعد رجوع کے ثبوت کے لئے بھی خلوت صحیحہ مباشرت کی طرح نہیں ہوگی اور خلوت صحیحہ کے بعد طلاق کی عدت میں دوسری طلاق کے وقوع کے سلسلہ میں علماء کا اختلاف ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ عدت تک مطلقہ طلاق کا محل ہوتی ہے۔

● خلوت کی دو قسمیں ہیں خلوت صحیحہ اور خلوت فاسدۃ خلوت صحیحہ اس خلوت کو کہتے ہیں جس میں ناکح اور منکوحہ ایسی جگہ جمع ہوں جس جگہ زوجیت کا عمل کرنے کی سہولت حاصل ہو اور دوسروں کے مطلع ہو جانے سے بے خوف ہوں اور مباشرت سے حسی اور طبعی اور شرعی مانع نہ ہو۔ جیسے کمرہ اور خیمہ اور باغ اور بونڈری وال دیوار جس کا دروازہ بند کیا جا سکتا ہو اور اتنی اونچی دیوار ہو کہ کوئی شخص عام حالات میں دیکھ نہ سکے ان جگہوں پر خلوت صحیحہ ہوگی۔ مسجد اور شارع عام اور چھوٹے حمام اور بغیر پردہ کے کمرہ کی چھت پر دونوں کا جمع ہونا خلوت صحیحہ نہیں ہوگا اسی طرح موجودہ دور میں بلند و بالا عمارتوں کی لفٹ اور سیڑھیوں پر

جمع ہونا خلوت صحیحہ نہیں ہوگا۔

چڑیا گھر اور عام پبلک جگہوں جہاں دروازے بند کرنے کی اجازت نہیں ہوتی یا پارکوں اور تفریح گاہوں جہاں دروازے اور دیواریں نہیں ہوتیں ایسے مقامات پر جمع ہونا خلوت صحیحہ نہیں ہوگا۔

- اگر خلوت کے وقت خلوت کی جگہ کوئی تیسرا آدمی عاقل موجود ہو بصیر ہو یا نابینا نائم ہو یا بیدار سمیع ہو یا بہرہ تو خلوت صحیحہ نہیں ہوگی کیونکہ تیسرا آدمی موانع حسیہ سے ہے۔
- زوجین میں سے دونوں کا یا کسی ایک کا مریض اور بیمار ہونا بھی موانع حسیہ سے ہے اور منکوحہ کا بالکل کم سن ہونا جس کے ساتھ مباشرت نہ کی جا سکے یا ناکح اتنا کم سن ہو کہ مباشرت کا شعور نہ رکھتا ہو بھی موانع حسیہ سے ہے لہٰذا ان امور کی وجہ سے خلوت صحیحہ وجود میں نہیں آئے گی۔
- خلوت صحیحہ کے لئے ضروری ہے کہ خلوت کی جگہ مانع طبعی بھی نہ ہو اس لئے حیض اور نفاس کی حالت میں جمع ہونے سے خلوت صحیحہ نہیں ہوگی۔ کیونکہ حیض اور نفاس مانع طبعی ہے۔
- خلوت صحیحہ کے لئے ضروری ہے کہ خلوت میں مانع شرعی بھی نہ ہو جیسے زوجین میں سے کسی ایک یا دونوں کا احرام میں ہونا یا رمضان کے فرض روزوں کی ادا کی حالت میں جمع ہونا خلوت صحیحہ نہیں ہوگی۔
- شوہر کا منکوحہ کو شخصی طور پر نہ جاننا بھی مانع شرعی ہے اور عدم تعارف کی وجہ سے خلوت صحیحہ نہیں ہوگی اور اگر شوہر جانتا ہے اور منکوحہ نہیں جانتی تو خلوت صحیحہ ہوگی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اگر خلوت میں مانع حسی یا طبعی یا شرعی حائل ہو

جمع ہونا خلوت صحیحہ نہیں ہوگا۔

چڑیا گھر اور عام پبلک جگہوں جہاں دروازے بند کرنے کی اجازت نہیں ہوتی یا پارکوں اور تفریح گاہوں جہاں دروازے اور دیواریں نہیں ہوتیں ایسے مقامات پر جمع ہونا خلوت صحیحہ نہیں ہوگا۔

● اگر خلوت کے وقت خلوت کی جگہ کوئی تیسرا آدمی عاقل موجود ہو بصیر ہو یا نابینا نائم ہو یا بیدار سمیع ہو یا بہرہ تو خلوت صحیحہ نہیں ہوگی کیونکہ تیسرا آدمی موانع حسیہ سے ہے۔

● زوجین میں سے دونوں کا یا کسی ایک کا مریض اور بیمار ہونا بھی موانع حسیہ سے ہے اور منکوحہ کا بالکل کم سن ہونا جس کے ساتھ مباشرت نہ کی جا سکے یا ناکح اتنا کم سن ہو کہ مباشرت کا شعور نہ رکھتا ہو بھی موانع حسیہ سے ہے لہٰذا ان امور کی وجہ سے خلوت صحیحہ وجود میں نہیں آئے گی۔

● خلوت صحیحہ کے لئے ضروری ہے کہ خلوت کی جگہ مانع طبعی بھی نہ ہو اس لئے حیض اور نفاس کی حالت میں جمع ہونے سے خلوت صحیحہ نہیں ہوگی۔ کیونکہ حیض اور نفاس مانع طبعی ہے۔

● خلوت صحیحہ کے لئے ضروری ہے کہ خلوت میں مانع شرعی بھی نہ ہو جیسے زوجین میں سے کسی ایک یا دونوں کا احرام میں ہونا یا رمضان کے فرض روزوں کی ادا کی حالت میں جمع ہونا خلوت صحیحہ نہیں ہوگی۔

● شوہر کا منکوحہ کو شخصی طور پر نہ جاننا بھی مانع شرعی ہے اور عدم تعارف کی وجہ سے خلوت صحیحہ نہیں ہوگی اور اگر شوہر جانتا ہے اور منکوحہ نہیں جانتی تو خلوت صحیحہ ہوگی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اگر خلوت میں مانع حسی یا طبعی یا شرعی حائل ہو

جائے تو وہ خلوت فاسدہ ہوگی اور اگر یہ رکاوٹیں دور ہوں تو خلوت صحیحہ ہوگی۔

● نیز شوہر کا ذکر بریدہ ہونا اور نامرد ہونا اور خصی ہونا خلوت صحیحہ کے ہونے میں مانع نہیں ہے۔

فائدہ:

خلوت صحیحہ کے مذکورہ احکام نکاح صحیح ہونے کی صورت میں ہیں اور اگر نکاح ہی فاسد ہو مثلاً بغیر گواہوں کے نکاح ہو یا دو بہنوں سے بیک وقت نکاح ہو یا مطلقہ کی عدت میں اس کی بہن سے نکاح ہو یا وفات یا طلاق کی عدت میں کسی عورت سے نکاح ہو یا چوتھی عورت کی عدت میں پانچویں عورت سے نکاح ہو تو نکاح فاسد ہوگا اگر نکاح فاسد کے بعد شوہر نے منکوحہ سے مباشرت کر لی تو طے شدہ مہر دینا لازم نہیں ہوگا بلکہ مہر مثلی دینا ہوگا بشرطیکہ طے شدہ مہر سے مہر مثلی زائد نہ ہو ورنہ طے شدہ مہر دینا ہوگا لیکن نکاح فاسد کے بعد خلوت صحیحہ نہیں ہوگی لہٰذا نکاح فاسد میں خلوت کے احکام نکاح صحیح کے بعد خلوت صحیحہ جیسے نہیں ہوں گے مباشرت سے پہلے فرقت ہو جانے پر نصف مہر لازم نہیں ہوگا اور نکاح فاسد میں قاضی پر واجب ہے کہ فوراً شوہر بیوی کے درمیان تفریق کا فیصلہ کر کے ان کو زوجیت کے اعمال سے روک دے تاکہ دونوں گناہ کے مرتکب نہ ہوتے رہیں۔

● نکاح فاسد کی مذکورہ صورتوں میں دونوں شوہر بیوی پر زنا کی حد اور سزا نکاح ہونے سے جواز کے شبہ کی وجہ سے نہیں ہوگی لیکن نسب ثابت ہو جائے گا اور اگر زوجیت کا عمل ہو گیا تھا تو عدت بھی لازم ہوگی۔

● مذکورہ مسائل کی تفصیل بوقت ضرورت فقہ حنفی کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

جہیز کا حکم:

ہمارے عرف میں جہیز اس سامان کو کہا جاتا ہے جو لڑکی کو باپ کے گھر سے رخصتی کے وقت دیا جاتا ہے اور اکثر سامان ماں باپ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور دلہن کے لئے جو سامان دولہا والوں کی طرف سے ہوتا ہے، وہ تحفہ/گفٹ/ ہدیہ کہلاتا ہے۔ والدین پر اپنی بیٹیوں کو جہیز دینا واجب یا سنت مؤکدہ تو نہیں لیکن افضل ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک تکیہ اور ایک گدا جن میں کھجور کی کھال بھری ہوئی تھی اور پانی کے لئے کھال کے ایک یا دو مشکیزے اور لباس اور ایک لوٹا بعض روایات میں بچھانے کے لئے دنبہ کی کھال اور چادر عطا فرمائی تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مہر ادا کرنے کے لئے آپ نے زرہ فروخت کی جس کے پانچ سو درہم یا چار سو اسی درہم حاصل ہوئے۔ تفصیل سیرت کی کتابوں میں ہے وہ یہ کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی کے لئے حضرت فاطمہ کا رشتہ قبول کرلیا تو آپ نے حضرت علی سے مہر فراہم کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ حضرت علی نے عرض کیا میرے پاس تو صرف ایک گھوڑا ہے اور ایک زرہ ہے آپ نے فرمایا گھوڑا تو جہاد کی ضرورت ہے لہٰذا زرہ فروخت کردو زرہ فروخت کرنے کیلئے جب حضرت علی بازار جانے لگے تو راستہ میں حضرت علی کی حضرت عثمان سے ملاقات ہوگئی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی سے دریافت کیا کہ زرہ کیوں فروخت کرتے ہو حضرت علی نے کہا مہر کی رقم ادا کرنے کیلئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زرہ فروخت کرنے کا حکم دیا ہے تو وہ زرہ حضرت عثمان نے خرید لی اور چار سو اسی درہم حضرت علی کو دے دیئے اور پھر زرہ بھی واپس کردی۔ (بدایہ ونہایہ: سبل الہدیٰ)

جہیز کا حکم :

ہمارے عرف میں جہیز اس سامان کو کہا جاتا ہے جولڑکی کو باپ کے گھر سے رخصتی کے وقت دیا جاتا ہے اوراکثر سامان ماں باپ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور دلہن کے لئے جو سامان دولہا والوں کی طرف سے ہوتا ہے، وہ تحفہ/ گفٹ/ ہدیہ کہلاتا ہے۔ والدین پر اپنی بیٹیوں کو جہیز دینا واجب یا سنت مؤکدہ تو نہیں لیکن افضل ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک تکیہ اور ایک گدا جن میں کھجور کی کھال بھری ہوئی تھی اور پانی کے لئے کھال کے ایک یا دو مشکیزے اور لباس اور ایک لوٹا بعض روایات میں بچھانے کے لئے دنبہ کی کھال اور چادر عطا فرمائی تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مہر ادا کرنے کے لئے آپ نے زرہ فروخت کی جس کے پانچ سو درہم یا چارسواسی درہم حاصل ہوئے۔ تفصیل سیرت کی کتابوں میں ہے وہ یہ کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی کے لئے حضرت فاطمہ کا رشتہ قبول کرلیا تو آپ نے حضرت علی سے مہر فراہم کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ حضرت علی نے عرض کیا میرے پاس تو صرف ایک گھوڑا ہے اور ایک زرہ ہے آپ نے فرمایا گھوڑا تو جہاد کی ضرورت ہے لہٰذا زرہ فروخت کردو زرہ فروخت کرنے کیلئے جب حضرت علی بازار جانے لگے تو راستہ میں حضرت علی کی حضرت عثمان سے ملاقات ہوگئی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی سے دریافت کیا کہ زرہ کیوں فروخت کرتے ہو حضرت علی نے کہا مہر کی رقم ادا کرنے کیلئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زرہ فروخت کرنے کا حکم دیا ہے تو وہ زرہ حضرت عثمان نے خرید لی اور چارسواسی درہم حضرت علی کو دے دیئے اور پھر زرہ بھی واپس کردی۔ (بدایہ ونہایہ: سبل الہدیٰ)

صحابہ کرام سے روایت ہے کہ مہر کے دراہم سے کچھ درہم آپ نے حضرت بلال کو دیئے تا کہ بازار سے خوشبو لے آئے۔

- جہیز دینا جائز ہے منع نہیں ہے لیکن جہیز کو ناک کا مسئلہ بنا کر بھاری جہیز دینے کی غرض سے جائیداد یا مکان فروخت کرنا یا بھاری قرض اُٹھالینا تا کہ جہیز دیا جائے جائز نہیں ہے۔ حسب توفیق بغیر ریا کاری اپنی بیٹی کو جہیز دینا ایک ہدیہ ہوتا ہے جو کہ مستحب ہے۔ یہی حکم دولہا والوں کی طرف سے ہدایا کا ہے کہ یہ لڑکی کے لئے ہدیہ اور تحفہ ہوتا ہے لہٰذا مستحب ہے۔ دولہا والوں کی طرف سے تحائف اور والدین کی جانب سے جہیز کی تمام اشیاء ہمارے عرف عام میں بیوی کی ملکیت ہوتی ہیں اس لئے طلاق ہوجانے یا شوہر یا بیوی کی وفات کے بعد دولہا والوں اور دلہن والوں کا تنازع مناسب نہیں البتہ اگر بصراحۃً تحریر کردیا گیا ہو یا گواہ بنا لئے گئے ہوں کہ فلاں فلاں اشیاء دلہن کو عاریۃ اور صرف چند روز پہننے کے لئے دی گئی ہیں تو اس کا اعتبار ہوگا جہیز کے سامان کی مقدار کے حوالہ سے اگرچہ اسلام میں کوئی تحدید اور تعیین نہیں ہے لیکن جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں صحابہ کرام اپنی بیٹیوں کو معمولی سامان ضرورت دیا کرتے تھے۔ خود جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جہیز اپنی پیاری شہزادی سیدہ فاطمۃ الزہراء کو عطا فرمایا وہ آپ پڑھ چکے ہیں، اتنی قلیل مقدار میں حضرت خاتونِ جنت کی رخصتی میں ہمارے لئے درس اور پیغام تھا کہ اگر جہیز دینا ہو تو حقیقی ضرورتوں کے مطابق جہیز کی مقدار ہونی چاہئے۔ نمائش اور تفاخر اور مقابلہ اگر جہیز کی مقدار کی کثرت کا باعث ہوا تو اللہ تعالیٰ ایسے والدین پر ناراض ہوگا۔

مورخہ اکیس رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰۰۴ء جمعہ کے دن

پاکستان کی عدالت عالیہ سپریم کورٹ نے جہیز اور شادی کی رسومات کے حوالہ سے ایک اچھا اور اسلامی فیصلہ فرمایا ہے۔

عدالت عالیہ سے جاری فیصلہ میں کہا گیا ہے مائیوں، مہندی، کثیر جہیز اور بارات کی دھوم دھڑے والی رسومات اور بے جا اخراجات نمود اور نمائش اور غیر ضروری کھانے وغیرہا کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور یہ ساری رسومات ہندوانہ ہیں۔ آج کل جہیز میں دلہن کو رخصتی کے وقت ریفریجریٹر، ڈیپ فریزر، ایئر کنڈیشنز واشنگ مشین، برقی پنکھے، کچن میں استعمال ہونے والی تمام الیکٹرک مشینیں اور نہایت مہنگے بیسیوں لباس کے جوڑے اور ایسے زیورات جن کی قیمت لاکھوں روپے ہو اور بعض لوگوں کی طرف سے کار اور بنگلہ وغیرہا بھی دینے کا عام رواج ہو گیا ہے اس پر مستزاد یہ کہ ہزاروں لوگوں کی دلہن والوں کی جانب سے دعوت اور مہنگے ہوٹلوں میں یا لانوں اور شادی ہالوں میں بیسیوں قسم کی ڈشیں اور مشروبات یہ ساری سماجی برائیاں ہیں۔ ایسی رسم و رواج کی رسومات سے متوسط اور سفید پوش لوگ نہایت پریشان ہیں۔ اس لئے عدالت عالیہ نے کھانوں پر پابندی لگا دی ہے صرف گھر میں اپنے خاص مہمانوں کو کھانا دیا جا سکتا ہے۔ اور دولہا کی طرف سے دعوت ولیمہ گھر میں کی جا سکتی ہے، کلبوں، ہوٹلوں اور شادی ہالوں میں صرف مشروبات ٹھنڈے یا گرم سے ہی مہمانوں کی تواضع کی جا سکتی ہے۔

پاکستان کے آئین میں ایکٹ نمبر ۴۳ مصدر ۱۹۷۶ء کو عدالت عالیہ نے نافذ کر دیا ہے جس کی گیارہ دفعات ہیں اور نہایت مناسب ہیں اس میں کہا گیا ہے عروسی تحفہ سے وہ تحفہ مراد ہے۔

۱۔ جو دولہا یا اس کے والدین نے دلہن کو شادی سے پہلے یا بر موقع یا بعد میں

پاکستان کی عدالت عالیہ سپریم کورٹ نے جہیز اور شادی کی رسومات کے حوالہ سے ایک اچھا اور اسلامی فیصلہ فرمایا ہے۔

عدالت عالیہ سے جاری فیصلہ میں کہا گیا ہے مائیوں، مہندی، کثیر جہیز اور بارات کی دھوم دھڑے والی رسومات اور بے جا اخراجات نمود اور نمائش اور غیر ضروری کھانے وغیرہا کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور یہ ساری رسومات ہندوانہ ہیں۔ آج کل جہیز میں دلہن کو رخصتی کے وقت ریفریجریٹر، ڈیپ فریزر، ایئر کنڈیشنز واشنگ مشین، برقی پنکھے، کچن میں استعمال ہونے والی تمام الیکٹرک مشینیں اور نہایت مہنگے بیسیوں لباس کے جوڑے اور ایسے زیورات جن کی قیمت لاکھوں روپے ہو اور بعض لوگوں کی طرف سے کار اور بنگلہ وغیرہا بھی دینے کا عام رواج ہو گیا ہے اس پر مستزاد یہ کہ ہزاروں لوگوں کی دلہن والوں کی جانب سے دعوت اور مہنگے ہوٹلوں میں یا لانوں اور شادی ہالوں میں بیسیوں قسم کی ڈشیں اور مشروبات یہ ساری سماجی برائیاں ہیں۔ ایسی رسم و رواج کی رسومات سے متوسط اور سفید پوش لوگ نہایت پریشان ہیں۔ اس لئے عدالت عالیہ نے کھانوں پر پابندی لگا دی ہے صرف گھر میں اپنے خاص مہمانوں کو کھانا دیا جا سکتا ہے۔ اور دولہا کی طرف سے دعوت ولیمہ گھر میں کی جا سکتی ہے، کلبوں، ہوٹلوں اور شادی ہالوں میں صرف مشروبات ٹھنڈے یا گرم سے ہی مہمانوں کی تواضع کی جا سکتی ہے۔

پاکستان کے آئین میں ایکٹ نمبر ۴۳ مصدرہ ۱۹۷۶ء کو عدالت عالیہ نے نافذ کر دیا ہے جس کی گیارہ دفعات ہیں اور نہایت مناسب ہیں اس میں کہا گیا ہے عروسی تحفہ سے وہ تحفہ مراد ہے۔

۱۔ جو دولہا یا اس کے والدین نے دلہن کو شادی سے پہلے یا بر موقع یا بعد میں

شادی سے متعلقہ بطور تحفہ دیا ہو مہر اس میں داخل نہیں ہے۔

۲۔ جہیز سے مراد وہ جائیداد ہے جو دلہن کے والدین نے دلہن کو شادی سے پہلے شادی پر یا شادی کے بعد بلاواسطہ یا بالواسطہ تحفے میں دی ہو اس میں وراثت میں پائی ہوئی جائیداد شامل نہیں اور شادی سے مراد منگنی، نکاح اور رخصتی ہے۔

۳۔ دلہن کو والدین کی جانب سے دیئے گئے جہیز کی قیمت پانچ ہزار روپے پاکستانی سے زیادہ نہیں ہوگی۔

۴۔ دولہا کو دیئے گئے تحائف کی قیمت پانچ ہزار سے متجاوز نہیں ہوگی اور دوستوں اور رشتہ داروں کے نذرانوں کی مالیت ایک سو روپے سے زیادہ نہیں ہوگی۔

● چونکہ یہ ایکٹ ۱۹۷۶ء میں آئین کا حصہ بنا تھا اور عدالت عالیہ نے اس کو بحال کر دیا ہے لیکن ۱۹۷۶ء میں روپے کی قدر کی مناسبت سے آج ۲۰۰۵ء میں اضافہ کرنا چاہئے۔ بہرصورت اگر اس فیصلہ پر عمل ہو جائے تو نہایت احسن ہوگا۔ اس ایکٹ میں یہ بھی ہے کہ دلہن کو ملنے والے تحائف اور جہیز دلہن کی ملکیت ہوگا اور دیگر رسموں پر خرچ ہونے والی رقم اڑھائی ہزار سے زائد نہیں ہوگی اور اس قانون کی کسی شق کی خلاف ورزی پر چھ ماہ قید یا دس ہزار جرمانہ یا دونوں بطور سزا بھگتنا ہوں گی اور خلاف ورزی کی صورت میں تمام تحائف اور نذرانے بحق سرکار ضبط ہوں گے اور اُن ضبط شدہ تحائف سے غریب لڑکیوں کے جہیز کا بندوبست کیا جائے گا۔

● اور وہ تحائف اور ہدایا جو دوستوں اور عزیزوں کی طرف سے دلہن کو پیش کئے جاتے ہیں، بعض برادریوں میں یہ ہدایا اور تحائف بظاہر دلہن کو دیئے جاتے

ہیں لیکن عرف میں دلہن کے سرپرست والد یا بھائی وغیرہ کو دینا مقصود ہوتا ہے کیونکہ دلہن کے گھر والوں نے اپنی بیٹی کی شادی سے پہلے تحائف دینے والے دوستوں اور رشتہ داروں کو ان کی بیٹیوں کی رخصتی کے وقت اتنے ہی تحائف دیئے ہوتے ہیں۔ گویا یہ تحفے بطور معاوضہ ہوتے ہیں اور بعض لوگ تو اس کو قرضہ بھی کہتے ہیں حتیٰ کہ رجسٹرز میں بطور ریکارڈ لکھ لیتے ہیں تاکہ بوقت ضرورت واپس کئے جائیں۔ یہی رواج عقیقہ اور ختنہ وغیرہ کے موقع پر ہوتا ہے کہ عقیقہ اور ختنہ کے موقع پر ملنے والے تحائف اور رقم بچے کے والدین کی ملکیت ہوتی ہے۔

- شادی بیاہ اور عقیقہ میں اگر تحریر اور تصریح نہ ہو تو احکام شرعی کا مدار قوم کے رسم و رواج اور عرف پر ہوتا ہے اس لئے بعض برادریوں میں عرف اور رواج میں شادی کے موقع پر دلہن کو اگر تحائف بطور قرض دیئے جاتے ہوں جیسے دولہا کو عام عرف میں بعض افراد کی طرف سے سلامی یا نیندرا بطور قرض دیا جاتا ہے تو ان تحائف کے مالک کی تعیین میں عرف کو حاکم بنائیں گے، اگر عرف اور رواج میں دلہن کے والدین کو تحائف دینا مقصود ہے تو ان تحائف کے مالک والدین ہوں گے اور وہی قرض واپس کریں گے۔ اور اگر عرف میں دلہن کو دیئے جاتے ہیں تو دلہن پر قرض ہوگا اور ان تحائف کی مالکہ دلہن ہوگی۔ شادی کے موقع پر برادری کے ہر فرد سے لین دین سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس موقع پر دیا گیا تحفہ حقیقت میں قرض ہے یا حقیقت میں تحفہ ہے۔ اگر تحفہ ہے تو واپس کرنا ضروری نہیں ہوگا اگر قرض ہے تو واپس کرنا ضروری ہوگا۔ ہماری اپنی برادری میں عموماً دولہا اور دلہن کو شادی کے موقع پر جو رقم یا کپڑے دوست دیتے ہیں وہ تحفے کے طور پر دیتے ہیں لیکن رشتہ دار واپسی کی نیت سے بطور قرض کپڑے یا رقم دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ ہمارے

ہیں لیکن عرف میں دلہن کے سرپرست والد یا بھائی وغیرہ کو دینا مقصود ہوتا ہے کیونکہ دلہن کے گھر والوں نے اپنی بیٹی کی شادی سے پہلے تحائف دینے والے دوستوں اور رشتہ داروں کو ان کی بیٹیوں کی رخصتی کے وقت اتنے ہی تحائف دیئے ہوتے ہیں۔ گویا یہ تحفے بطور معاوضہ ہوتے ہیں اور بعض لوگ تو اس کو قرضہ بھی کہتے ہیں حتیٰ کہ رجسٹرز میں بطور ریکارڈ لکھ لیتے ہیں تا کہ بوقت ضرورت واپس کئے جائیں۔ یہی رواج عقیقہ اور ختنہ وغیرہ کے موقع پر ہوتا ہے کہ عقیقہ اور ختنہ کے موقع پر ملنے والے تحائف اور رقم بچے کے والدین کی ملکیت ہوتی ہے۔

● شادی بیاہ اور عقیقہ میں اگر تحریر اور تصریح نہ ہو تو احکام شرعی کا مدار قوم کے رسم و رواج اور عرف پر ہوتا ہے اس لئے بعض برادریوں میں عرف اور رواج میں شادی کے موقع پر دلہن کو اگر تحائف بطور قرض دیئے جاتے ہوں جیسے دولہا کو عام عرف میں بعض افراد کی طرف سے سلامی یا نیندرا بطور قرض دیا جاتا ہے تو ان تحائف کے مالک کی تعیین میں عرف کو حاکم بنائیں گے، اگر عرف اور رواج میں دلہن کے والدین کو تحائف دینا مقصود ہے تو ان تحائف کے مالک والدین ہوں گے اور وہی قرض واپس کریں گے۔ اور اگر عرف میں دلہن کو دیئے جاتے ہیں تو دلہن پر قرض ہوگا اور ان تحائف کی مالکہ دلہن ہوگی۔ شادی کے موقع پر برادری کے ہر فرد سے لین دین سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس موقع پر دیا گیا تحفہ حقیقت میں قرض ہے یا حقیقت میں تحفہ ہے۔ اگر تحفہ ہے تو واپس کرنا ضروری نہیں ہوگا اگر قرض ہے تو واپس کرنا ضروری ہوگا۔ ہماری اپنی برادری میں عموماً دولہا اور دلہن کو شادی کے موقع پر جو رقم یا کپڑے دوست دیتے ہیں وہ تحفے کے طور پر دیتے ہیں لیکن رشتہ دار واپسی کی نیت سے بطور قرض کپڑے یا رقم دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ ہمارے

لوگوں نے رجسٹر رکھے ہوئے ہیں۔ ہر ایک آدمی کی جانب سے دیئے گئے سامان کی تفصیل لکھی جاتی ہے اور واپس کرنے کی فکر رہتی ہے۔ (رفیق حسنی)

● وہ سامان جو دلہن والے دلہن کو دیتے ہیں آج کل اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ والدین مالکانہ حقوق کے ساتھ سامان گفٹ کرتے ہیں یا پھر عاریۃً دیتے ہیں یعنی صرف استعمال کے لئے، دونوں صورتوں میں ضروری ہے کہ سامان دیتے وقت اس کی وضاحت ہو جائے اور اسٹام پیپر پر گواہوں کی موجودگی میں تحریر ہو جائے یا نکاح فارم پر تمام اشیاء کی تفصیل لکھ دی جائے اور یہ لکھ دیا جائے کہ مذکورہ سامان مالکانہ حقوق کے ساتھ دیا جا رہا ہے یا عاریۃً دیا جا رہا ہے۔ اگر اتفاق سے کوئی تحریر نہیں یا گواہوں کی موجودگی میں کوئی بات نہیں کہی گئی تو پھر ہر قوم کا عرف اور رواج اس قوم کے متنازع معاملات کے لئے پر حاکم ہوگا۔ اور مختلف اشیاء کے مختلف احکام ہوں گے۔ مثلاً دلہن کے ناپ کے سلے ہوئے کپڑے دلہن کو مالکانہ حقوق کے ساتھ دیئے جاتے ہیں لہٰذا ان کی مالکہ دلہن ہوگی۔ بغیر سلائی کپڑوں میں بھی تقریباً یہی رواج ہوتا ہے چونکہ آج کل اشراف اور بڑے لوگ اپنی بیٹیوں کو سیکڑوں لباس کے جوڑے دیتے ہیں اور ایک ایک جوڑا لاکھوں روپے کا بھی ہوتا ہے۔ پھر طلاق یا موت کی صورت میں تنازع ہوسکتا ہے یہاں بڑے لوگوں کے عرف کو حاکم بنایا جائے گا اور ان کے عرف کے مطابق فیصلہ ہوگا۔ اسی طرح گھر میں استعمال ہونے والے برتن، فرنیچر، بستر، ٹی وی، فرج، استری، کھانے پینے کی اشیاء تیار کرنے کی جدید مشینیں، تعلیم وتعلّم کیلئے کمپیوٹر وغیرہ گھر کی صفائی کیلئے مشینیں اور دیگر سامان اکثر برادریوں میں بیٹی کو مالکانہ حقوق کے ساتھ دیا جاتا ہے اسلئے ان کی مالکہ موصوفہ لڑکی ہوگی اور طلاق ہو جانے

یا موت کی صورت میں وراثت کا حکم لڑکی کے مالک ہونے کی حیثیت سے ہوگا۔

- رخصتی کے وقت لڑکی والے لڑکی کو زیورات کے ساتھ رخصت کرتے ہیں زیورات میں گواہ اور تحریر نہ ہونے کی صورت میں بھی رواج کو دخل ہوگا، بڑے لوگ لاکھوں اور کروڑوں کے زیورات دیتے ہیں۔ میرے علم کے مطابق بڑے لوگوں کے عرف میں بیٹی کو مالکانہ حقوق کے ساتھ زیورات دیئے جاتے ہیں۔ اس لئے اشراف کی بیٹیاں زیورات کی مالکہ ہوں گی لیکن چھوٹے گھروں میں اکثر لوگ بیٹیوں کو صرف استعمال کے لئے زیورات دیتے ہیں لہٰذا غیر اشرافیہ کی بیٹی ان کی مالکہ نہیں ہوگی اور طلاق اور موت کی صورت میں شوہر پر فرض ہوگا کہ وہ زیورات لڑکی والوں کو واپس کرے۔ اس حکم سے زکوٰۃ کا مسئلہ بھی واضح ہوگیا کہ ان زیورات کی زکوٰۃ اُن لوگوں پر واجب ہوگی، جو ان زیورات کے مالک ہوں گے۔ اگر والد مالک ہے تو والد زکوٰۃ دے گا اور اگر لڑکی مالک ہے تو لڑکی زکوٰۃ دے گی۔ موجودہ دور میں لڑکی والے جو جہیز اپنی بیٹی کو دیتے ہیں تقریباً سب لوگ اپنی بیٹی کو ہی دیتے ہیں، اس جہیز میں دولہا کا کوئی حصہ نہیں ہوتا اس لئے دولہا بیوی کے جہیز کی اشیاء کو بغیر اذن استعمال نہیں کرسکتا۔ اگر بالفرض ان اشیاء کو بیوی اسٹور میں رکھ دے اور استعمال نہ کرے تو اس کو ایسا کرنا جائز ہے اور اس کو ملامت نہیں کی جاسکتی۔ بیوی کی اشیاء کو شوہر جبر کے ساتھ استعمال کرے تو حرام کا مرتکب ہوگا اور گنہگار ہوگا جیسا پہلے گزر چکا ہے۔

- ہاں دلہن والے خصوصاً اشرافیہ اور بڑے لوگ انگوٹھی اور کچھ کپڑے دولہا کی ناپ کے سلوا کر دولہا کو بطور تحفہ دیتے ہیں تو وہ دولہا کے ہوں گے۔ لڑکی والے واپس نہیں لے سکتے۔

یا موت کی صورت میں وراثت کا حکم لڑکی کے مالک ہونے کی حیثیت سے ہوگا۔

- رخصتی کے وقت لڑکی والے لڑکی کو زیورات کے ساتھ رخصت کرتے ہیں زیورات میں گواہ اور تحریر نہ ہونے کی صورت میں بھی رواج کو دخل ہوگا، بڑے لوگ لاکھوں اور کروڑوں کے زیورات دیتے ہیں۔ میرے علم کے مطابق بڑے لوگوں کے عرف میں بیٹی کو مالکانہ حقوق کے ساتھ زیورات دیئے جاتے ہیں۔ اس لئے اشراف کی بیٹیاں زیورات کی مالکہ ہوں گی لیکن چھوٹے گھروں میں اکثر لوگ بیٹیوں کو صرف استعمال کے لئے زیورات دیتے ہیں لہٰذا غیر اشرافیہ کی بیٹی ان کی مالکہ نہیں ہوگی اور طلاق اور موت کی صورت میں شوہر پر فرض ہوگا کہ وہ زیورات لڑکی والوں کو واپس کرے۔ اس حکم سے زکوٰۃ کا مسئلہ بھی واضح ہوگیا کہ ان زیورات کی زکوٰۃ اُن لوگوں پر واجب ہوگی، جو ان زیورات کے مالک ہوں گے۔ اگر والد مالک ہے تو والد زکوٰۃ دے گا اور اگر لڑکی مالک ہے تو لڑکی زکوٰۃ دے گی۔ موجودہ دور میں لڑکی والے جو جہیز اپنی بیٹی کو دیتے ہیں تقریباً سب لوگ اپنی بیٹی کو ہی دیتے ہیں، اس جہیز میں دولہا کا کوئی حصہ نہیں ہوتا اس لئے دولہا بیوی کے جہیز کی اشیاء کو بغیر اذن استعمال نہیں کرسکتا۔ اگر بالفرض ان اشیاء کو بیوی اسٹور میں رکھ دے اور استعمال نہ کرے تو اس کو ایسا کرنا جائز ہے اور اس کو ملامت نہیں کی جاسکتی۔ بیوی کی اشیاء کو شوہر جبر کے ساتھ استعمال کرے تو حرام کا مرتکب ہوگا اور گنہگار ہوگا جیسا پہلے گزر چکا ہے۔
- ہاں دلہن والے خصوصاً اشرافیہ اور بڑے لوگ انگوٹھی اور کچھ کپڑے دولہا کی ناپ کے سلوا کر دولہا کو بطور تحفہ دیتے ہیں تو وہ دولہا کے ہوں گے۔ لڑکی والے واپس نہیں لے سکتے۔

- لڑکے والے جو سامان دلہن کو دیتے ہیں اس سامان میں طلاق اور موت کی صورت میں کافی اختلافات واقع ہوتے ہیں پہلی بات تو یہ ہے اگر تمام تفاصیل تحریر کر دی جائیں اور اس تحریر کی ایک ایک کاپی ہر فریق کے پاس ہو، فیصلہ کرنا آسان ہوگا اگر کوئی تحریر عمل میں نہ آسکی ہو تو کم از کم گواہوں کے سامنے اقرار ہونا چاہئے۔ مثلاً دولہا والے بتا دیں کہ ہم نے جو اشیاء دلہن کے چڑھاوا میں دی ہیں وہ مالکانہ حقوق کے ساتھ دی ہیں۔ یا وہ صرف استعمال کے لئے ہیں۔ اگر شرما شرمی میں کوئی تحریر عمل میں نہیں لائی گئی اور نہ کسی امر کے اقرار کا ثبوت ہے تو معاملہ عرف کے مطابق حل کیا جائے گا۔ برادری کے چند معمر اور عقلمند لوگ بیٹھ کر فیصلہ کرلیں وہی فیصلہ شریعت کا ہوگا۔
- بعض والدین بیٹی کو جہیز دے دینے پر دوسری جائیداد میں اس کو حصہ دار نہیں سمجھتے اور وراثت میں بھائی اس بہن کو کوئی حصہ نہیں دیتے، پوچھنے پر جواب دیا جاتا ہے بہن یا بیٹی وراثتی حصہ جہیز میں لے چکی ہے۔ اس مسئلہ میں اگر بیٹی یا بہن نے جہیز ملنے کی شرط پر بقیہ جائیداد سے دست برداری کا اقرار کیا ہوا ہو تو اس بیٹی یا بہن کو والد کی موت کے بعد والد یا بھائی کی جائیداد سے کوئی حصہ نہیں ملے گا اور اگر بیٹی یا بہن وراثت سے دست بردار نہیں ہوئی تھی تو اس کو بطور وراثت جائیداد سے حصہ ضرور ملے گا۔ اس معاملہ میں تحریر شدہ دستاویز تنازع کے حل میں مدد دی سکتی ہے لہٰذا تحریر ہونی چاہئے یا پھر گواہ بنا لئے جائیں۔ اور بہن یا بیٹی کا وراثتی حصہ سے دستبردار ہونا جائز ہے اور دستبردار ہونے میں والد یا بھائی گنہگار نہیں ہوں گے۔ کیونکہ بیٹی از خود جہیز وصول کرنے کی وجہ سے بقیہ جائیداد سے لاتعلق ہو رہی ہے۔

- دلہن کو جہیز والد اور سرپرست کی طرف سے ہبہ (گفٹ) ہوتا ہے اس لئے والد پر لازم ہے۔ جتنی مالیت کا جہیز ایک بیٹی کو دیا ہے دوسری بیٹیوں اور بیٹوں کو بھی اتنی مالیت کا مال ہبہ کرے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اولاد کے متعلق فرمایا کہ اولاد میں برابری کرو آپ نے فرمایا: سَوُّوْا بَیْنَ اَوْلَادِکُمْ۔ (کنز الدقائق) اولاد میں برابری کرو۔
- حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ میرے باپ نے مجھے ہدیہ دیا اور حضرت جابر کی روایت میں نعمان ابن بشیر نے کہا کہ میری ماں نے میرے باپ سے کہا میرے بیٹے کو ایک غلام اور عبد عطیہ دو، حضرت نعمان فرماتے ہیں۔ میری ماں عمرہ بنت رواحۃ نے (میرے باپ سے) کہا میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (اس عطیہ) پر گواہ نہیں بناؤ گے میرے والد مجھے ساتھ لے کر جناب رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں نے عمرہ بنت رواحۃؓ سے ہونے والے اس بیٹے کو غلام عطیہ دیا ہے۔ مجھے بیوی عمرہ نے کہا کہ آپ کو یا رسول اللہ میں اس پر گواہ بناؤں۔ آپ نے ارشادفرمایا باقی سب بچوں کو اس غلام کی مثل تو نے عطیہ دیا ہے میرے والد نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشادفرمایا پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی اولادوں میں عدل کرو ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا میں ظلم اور جور پر گواہ نہیں بنتا میرے والد نے وہ غلام واپس لے لیا۔
- اس حدیث کی روشنی میں اولاد مذکر اور مؤنث کے تحائف میں برابری کا حکم ہے چونکہ جور کا معنی ظلم کے علاوہ میل بھی ہوتا ہے تو اس لئے فقہاء نے فرمایا اگر اعتدال سے ایک جانب میلان مراد ہو تو اولاد میں برابری نہ کرنا مکروہ ہوگا۔

● دلہن کو جہیز والد اور سرپرست کی طرف سے ہبہ (گفٹ) ہوتا ہے اس لئے والد پر لازم ہے۔ جتنی مالیت کا جہیز ایک بیٹی کو دیا ہے دوسری بیٹیوں اور بیٹوں کو بھی اتنی مالیت کا مال ہبہ کرے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اولاد کے متعلق فرمایا کہ اولاد میں برابری کرو آپ نے فرمایا: سَوُّوْا بَیْنَ اَوْلَادِکُمْ ۔ (کنز الدقائق) اولاد میں برابری کرو۔

● حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ میرے باپ نے مجھے ہدیہ دیا اور حضرت جابر کی روایت میں نعمان ابن بشیر نے کہا کہ میری ماں نے میرے باپ سے کہا میرے بیٹے کو ایک غلام اور عبد عطیہ دو، حضرت نعمان فرماتے ہیں۔ میری ماں عمرہ بنت رواحۃ نے (میرے باپ سے) کہا میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (اس عطیہ) پر گواہ نہیں بناؤ گے میرے والد مجھے ساتھ لے کر جناب رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں نے عمرہ بنت رواحۃؓ سے ہونے والے اس بیٹے کو غلام عطیہ دیا ہے۔ مجھے بیوی عمرہ نے کہا کہ آپ کو یا رسول اللہ میں اس پر گواہ بناؤں۔ آپ نے ارشاد فرمایا باقی سب بچوں کو اس غلام کی مثل تو نے عطیہ دیا ہے میرے والد نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی اولادوں میں عدل کرو ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا میں ظلم اور جور پر گواہ نہیں بنتا میرے والد نے وہ غلام واپس لے لیا۔

● اس حدیث کی روشنی میں اولاد مذکر اور مؤنث کے تحائف میں برابری کا حکم ہے چونکہ جور کا معنی ظلم کے علاوہ میل بھی ہوتا ہے تو اس لئے فقہاء نے فرمایا اگر اعتدال سے ایک جانب میلان مراد ہو تو اولاد میں برابری نہ کرنا مکروہ ہوگا۔

احناف کا یہی مذہب ہے کہ والدین اگر اولاد میں سے بعض کو بلاوجہ شرعی زیادہ عطیہ دیں اور بعض کو کم تو کراہت ہوگی اور کراہت کے باوجود حکم نافذ ہو جائے گا اور اگر بالغ عاقل اولاد باہمی رضامندی سے والد کی غیر مساوی تقسیم کو قبول کر لیں تو کراہت بھی نہیں ہوگی۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت عائشہ کو اکیس وسق عطا فرمائے تھے لیکن دوسری اولاد کو نہیں دیئے تھے حضرت عمر بن خطاب نے اپنے بیٹے عاصم کو عطا میں زیادہ دیا تھا اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے ام کلثوم کی اولاد کو زیادہ دیا تھا۔ ان حضرات کے اس عمل کو جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر انکار نہیں فرمایا اس لئے اولاد میں ہدایا میں عدم مساوات زیادہ سے زیادہ مکروہ تنزیہی ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ص ۳۰۱۹، ۲۰۰۹)

معلوم ہوا اگر کسی بیٹی کو ایک مخصوص مقدار میں جہیز دیا گیا تو دوسری بیٹیوں اور بیٹوں کو اتنی مقدار میں تحفہ یا جہیز دیا جائے۔ **اللھم وفقنی لذاک۔**

● بعض دفعہ ایک دو بیٹی کی شادی ہونے پر والد ان بیٹیوں کو لاکھوں مالیت کا جہیز دے دیتے ہیں۔ لیکن فوت ہو جانے پر دوسری بیٹیاں سابقہ بیٹیوں کے جہیز کی مقدار مالیت کا بھائیوں اور شادی شدہ بہنوں سے مطالبہ کرتی ہیں اس صورت میں اگر مرحوم کے بیٹے اور بیٹیاں اور دیگر وارث بالغ اور عاقل ہیں اور مرحوم کی جائیداد تقسیم کرنے سے پہلے غیر شادی شدہ بہنوں کا مطلوبہ جہیز الگ کرنے پر رضامند ہیں تو ایسا ہو سکتا ہے اگر ان میں کوئی وارث رضامند نہیں تو ایسا نہیں ہوسکتا یا کوئی وارث نابالغ یا غیر عاقل ہے تو بھی غیر شادی شدہ بہنوں کا جہیز الگ کرنا جائز نہیں۔ البتہ نابالغ یا مجنوں اولاد کا حصہ کل جائیداد سے الگ کر دیا جائے اس

کے بقیہ حصہ سے بالغ عاقل اولاد کا باہمی رضامندی سے غیرشادی شدہ بہنوں یا بھائیوں کے لئے جہیز کی وہ مقدار جو والد اپنی زندگی میں شادی شدہ اولاد کو دے گیا تھا دینا جائز ہے۔ اگر مرحوم پہلے جہیز کے موقع پر سب بچوں کے لئے برابر رقم نکال کر الگ کر کے ہر ایک کے قبضہ میں دے دیتا تو بہتر ہوتا۔ اب متروکہ جائیداد تقسیم کر دی جائے اور جو حصہ بطور وراثت غیرشادی شدہ بہنوں کو ملنا ہے وہی ان کا حق ہے اور شادی شدہ بہنوں کو سابق جہیز کے علاوہ جائیداد سے بطور وراثت بھی حصہ ملے گا ہاں ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ شادی شدہ بہنیں جہیز کی وجہ سے بقیہ جائیداد سے دستبردار ہو جائیں لیکن ان پر جبر نہیں ہوسکتا کیونکہ والد کی طرف سے جہیز شادی شدہ بہنوں کا مملوک ہے اس لئے اُن بہنوں سے بغیر رضا کوئی چیز واپس لینا یا اس کے معاوضہ کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہے۔

نجاست سے طہارت کے مسائل

مادہ تولید کی نجاست اور طہارت میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے، امام شافعی کے نزدیک ہر انسان کا مادہ تولید پاک ہے جسم اور کپڑوں پر درہم سے زائد لگ جانے سے بھی نماز پڑھنا جائز ہے۔ لیکن احناف کے نزدیک مادہ تولید نجس ہے۔ اگر درہم سے زائد مادہ منویہ جسم یا کپڑے پر لگ جائے تو نماز ادا نہیں ہوگی۔

- لیکن احناف کے نزدیک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مادہ منویہ طاہر ہے۔ دلائل مبسوط کتابوں میں ہے۔

علامہ شامی لکھتے ہیں۔

صحح بعض ائمة الشافعية طهارة بوله صلى الله عليه وسلم

کے بقیہ حصہ سے بالغ عاقل اولاد کا باہمی رضامندی سے غیر شادی شدہ بہنوں یا بھائیوں کے لئے جہیز کی وہ مقدار جو والد اپنی زندگی میں شادی شدہ اولاد کو دے گیا تھا دینا جائز ہے۔ اگر مرحوم پہلے جہیز کے موقع پر سب بچوں کے لئے برابر رقم نکال کر الگ کر کے ہر ایک کے قبضہ میں دے دیتا تو بہتر ہوتا۔ اب متروکہ جائیداد تقسیم کر دی جائے اور جو حصہ بطور وراثت غیر شادی شدہ بہنوں کو ملنا ہے وہی ان کا حق ہے اور شادی شدہ بہنوں کو سابق جہیز کے علاوہ جائیداد سے بطور وراثت بھی حصہ ملے گا ہاں ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ شادی شدہ بہنیں جہیز کی وجہ سے بقیہ جائیداد سے دستبردار ہو جائیں لیکن ان پر جبر نہیں ہوسکتا کیونکہ والد کی طرف سے جہیز شادی شدہ بہنوں کا مملوک ہے اس لئے اُن بہنوں سے بغیر رضا کوئی چیز واپس لینا یا اس کے معاوضہ کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہے۔

نجاست سے طہارت کے مسائل

مادہ تولید کی نجاست اور طہارت میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے، امام شافعی کے نزدیک ہر انسان کا مادہ تولید پاک ہے جسم اور کپڑوں پر درہم سے زائد لگ جانے سے بھی نماز پڑھنا جائز ہے۔ لیکن احناف کے نزدیک مادہ تولید نجس ہے۔ اگر درہم سے زائد مادہ منویہ جسم یا کپڑے پر لگ جائے تو نماز ادا نہیں ہوگی۔

- لیکن احناف کے نزدیک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مادہ منویہ طاہر ہے۔ دلائل مبسوط کتابوں میں ہے۔

علامہ شامی لکھتے ہیں۔

صحح بعض ائمة الشافعية طهارة بوله صلى الله عليه وسلم

وسائر فضلاته وبه قال ابو حنيفة كما نقله فى المواهب اللدنية عن شرح البخارى للعينى وصرح به البيرى فى شرح الاشباه وقال الحافظ ابن حجر تظافرت الادلة على ذالك وعد الائمة ذالك من خصائصه صلى الله عليه وسلم ونقل بعضهم عن شرح المشكاة لملا على القارى انه قال اختاره' كثير من اصحابنا واطال فى تحقيقه فى شرحه على الشمائل فى باب ما جاء فى تعطرهٖ عليه الصلوة والسلام ۔(ا ج/۵۲۳) (مکتبہ الباز باب الانجاس اور عمدۃ القاری، ۳/۳۵، مکتبہ دارالفکر بیروت)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بول (پیشاب مبارک) اور دوسرے فضلات کے پاک ہونے کا بعض شافعی ائمہ نے تصحیح فرمائی ہے اور امام اعظم ابوحنیفہؒ نے بھی یہی فرمایا ہے جس طرح مواہب لدنیہ میں علامہ عینی کی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری سے نقل کیا گیا ہے اور علامہ بیری نے اشباہ کی شرح میں اس قول کی تصریح کی ہے اور حافظ ابن حجر نے فرمایا اس امر پر دلائل کثرت سے موجود ہیں اور ائمہ کرام نے آپ کے فضلات کی طہارت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصیات سے شمار کی ہے اور بعض نے ملا علی قاری کی شرح مشکاۃ سے نقل کیا کہ ملا علی قاری نے فرمایا کہ ہمارے اصحابِ احناف سے کثیر تعداد میں علماء نے اس کو اختیار فرمایا اور آپ نے شمائل پر اپنی شرح میں اس امر کی تحقیق میں طویل بحث ذکر کی ہے۔ یہ بحث آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

تعطر میں وارد ہونے والی روایات کے باب میں ذکر کی گئی ہے۔

● عمدۃ القاری میں علامہ عینی نے امام غزالی اور دیگر علماء جنہوں نے سرورِ عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے بول اور براز کونجس کہاہے ان کے اقوال کونہایت غلط اور قبیح اور ہفوات قرار دیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں حضرت ام ایمن نے آپ کا پیشاب پیا، حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت علی اور حضرت ابو طیب حجام نے آپ کا خون پیا اور حضرت سلمٰی زوجہ حضرت ابی رافع نے آپ کے غسل کا پانی پیا تو آپ نے دعا دی اللہ تعالیٰ تمہارے بدن پر آگ کوحرام فرمادے۔

معلوم ہوا آپ کے سارے فضلات پاک تھے۔

● مادہ تولید اگر کپڑے یا بدن کے کسی حصہ پر لگ جائے اور وہ حصہ پہلے کسی دوسری نجاست سے نجس نہ ہواور پھر مادہ تولید خشک ہو جائے تو کپڑے اور بدن سے مادہ تولید ہاتھ یا کسی دوسری چیز کے ساتھ کھرچنے سے بدن اور کپڑا پاک ہو جائے گا اور اگر مادہ تولید تر ہو یا بالکل پیشاب کی طرح رقیق اور پتلا ہو اور خشک ہو گیا ہوتو دھونے سے ہی پاک ہوسکتا ہے۔جس طرح پیشاب دھونے سے ہی پاک ہوتا ہے۔

● کسی شخص کے بدن کے کسی حصہ پر درہم کی مقدار سے زائد پیشاب پھیل گیا تھا اور پانی سے پاک نہیں کیا تھا پھر اسی جگہ پر مادہ منویہ لگ گیا، تو اب کھرچنے سے وہ حصہ پاک نہیں ہوگا بلکہ دھونا ضروری ہے۔

● پاک پانی کے ساتھ دھونے سے تو ہر نجس چیز سے ہر چیز پاک ہو جاتی ہے لیکن کپڑے اور بدن پر اگر مادہ تولید (عورت کا ہو یا مرد کا) خشک ہو جائے تو

تعطر میں وارد ہونے والی روایات کے باب میں ذکر کی گئی ہے۔

● عمدۃ القاری میں علامہ عینی نے امام غزالی اور دیگر علماء جنہوں نے سرورِ عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے بول اور براز کو نجس کہا ہے ان کے اقوال کو نہایت غلط اور قبیح اور ہفوات قرار دیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں حضرت ام ایمن نے آپ کا پیشاب پیا، حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت علی اور حضرت ابو طیب حجام نے آپ کا خون پیا اور حضرت سلمٰی زوجہ حضرت ابی رافع نے آپ کے غسل کا پانی پیا تو آپ نے دعا دی اللہ تعالیٰ تمہارے بدن پر آگ کو حرام فرمادے۔

معلوم ہوا آپ کے سارے فضلات پاک تھے۔

● مادہ تولید اگر کپڑے یا بدن کے کسی حصہ پر لگ جائے اور وہ حصہ پہلے کسی دوسری نجاست سے نجس نہ ہو اور پھر مادہ تولید خشک ہو جائے تو کپڑے اور بدن سے مادہ تولید ہاتھ یا کسی دوسری چیز کے ساتھ کھرچنے سے بدن اور کپڑا پاک ہو جائے گا اور اگر مادہ تولید تر ہو یا بالکل پیشاب کی طرح رقیق اور پتلا ہو اور خشک ہو گیا ہو تو دھونے سے ہی پاک ہو سکتا ہے۔ جس طرح پیشاب دھونے سے ہی پاک ہوتا ہے۔

● کسی شخص کے بدن کے کسی حصہ پر درہم کی مقدار سے زائد پیشاب پھیل گیا تھا اور پانی سے پاک نہیں کیا تھا پھر اسی جگہ پر مادہ منویہ لگ گیا، تو اب کھرچنے سے وہ حصہ پاک نہیں ہوگا بلکہ دھونا ضروری ہے۔

● پاک پانی کے ساتھ دھونے سے تو ہر نجس چیز سے ہر چیز پاک ہو جاتی ہے لیکن کپڑے اور بدن پر اگر مادہ تولید (عورت کا ہو یا مرد کا) خشک ہو جائے تو

کھرچنے سے بھی کپڑا اور بدن پاک ہو جاتے ہیں۔ (درمختار)

● مفتی بہ قول پر کھرچنے سے صرف خشک مادہ منویہ سے کپڑا اور بدن پاک ہو سکتا ہے۔ باقی نجاستوں سے کپڑے اور بدن دھونے سے ہی پاک ہوں گے، کھرچنے سے پاک نہیں ہوں گے۔ مثلاً خون کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو دھونے سے ہی پاک ہوگا۔ کیونکہ کھرچنے سے کپڑے اور بدن کا پاک ہونا حدیث سے ثابت اور خلافِ قیاس ہے اور حدیث شریف کی وجہ سے قیاس متروک ہے۔

● اگر کپڑا یا بدن مادہ منویہ کے کھرچنے سے پاک ہو گئے تھے دوبارہ پانی لگنے سے تر ہو جائیں تو پاک رہیں گے، دوبارہ دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔

● ہر وہ چیز جو پاک پانی یا سیلان والی چیز سے یا پانی کے علاوہ کسی دوسرے طریقہ مسح یا رگڑ وغیرہا کے ساتھ نجاست کے عین کے زوال سے پاک کی گئی ہو اگر اس کو تر کیا جائے اور بھیگ جائے تو وہ ناپاک نہیں ہوگی۔

مثلاً موزہ کو رگڑنے سے پاک کر دیا گیا ہو اور زمین کے خشک ہو جانے پر اور خام چمڑہ کو دباغت سے اور لوہے اور شیشے کو مسح اور پونچھ لینے سے جسم والی (خشک ہونے کے بعد نظر آنے والی) نجاست سے پاک کیا گیا ہو پھر یہ چیزیں گیلی ہو جائیں تو بھی پاک رہیں گی۔ اگر پانی میں گر جائیں تو پانی ناپاک نہیں ہوگا۔ اگر شیشہ کے گلاس کو نجاست سے مسح سے پاک کر لیا گیا ہو تو اس میں پانی پینا جائز ہوگا لیکن پتھروں سے استنجا کرنے والا آدمی اگر پانی میں داخل ہو جائے تو پانی ناپاک ہو جائے گا۔ کیونکہ ڈھیلے اور پتھروں سے نجاست کم تو ہو جاتی ہے بالکل زائل نہیں ہوتی۔

- حیض کے خون سے ناپاک بدن اور کپڑے صرف دھونے سے پاک ہو سکتے ہیں۔
- پانی سے نجس بدن اور کپڑے کو پاک کرنے کے لئے تین مرتبہ دھونا شرط نہیں ہے۔ اگر ایک مرتبہ دھونے سے دھونے والے آدمی کو ظن حاصل ہو جائے کہ نجاست زائل ہوگئی ہے تو بدن اور کپڑا پاک ہو جائے گا۔ (درمختار)

اور اگر ایک مرتبہ دھونے سے نجاست زائل ہونے کا ظن حاصل نہ ہو تو تین مرتبہ دھونا شرط ہے۔ اور اگر تین مرتبہ دھونے سے بھی بدن اور کپڑے سے نجاست کی بدبو آ رہی ہو یا نجاست کا ذائقہ موجود ہو، تو تین مرتبہ سے زائد اتنی مرتبہ دھونا شرط ہے کہ ظن حاصل ہو جائے کہ بدبو اور ذائقہ زائل ہو گئے ہیں۔

- معلوم ہوا کپڑے اور بدن کی طہارت کا مدار نجاست کے زوال پر ہے نجاست کے زوال سے مراد نجاست کی بدبو اور ذائقہ باقی نہ رہے اگر نجاست کا رنگ اور داغ باقی ہو تب بھی طہارت حاصل ہو جائے گی اور زوال نجاست مبتلی اور غاسل کے غلبہ ظن کے حاصل ہو جانے پر ہے۔ اگر دھونے والے کو پہلی مرتبہ دھونے سے نجاست کے زوال کا ظن بلکہ یقین حاصل ہو جائے تو بدن اور کپڑے اور دیگر اشیاء پاک ہو جائیں گے۔
- درمختار میں ہے:

وَكَذَا يَطْهُرُ مَحَلُّ نِجَاسَتِهٖ (اَمَّا عَيْنُهَا فَلاَ تَقْبَلُ الطَّهَارَةَ) مَرْئِيَةٍ بَعْدَ جِفَافٍ بِقُلْعِهَا اَىْ بِزَوَالِ عَيْنِهَا وَاَثْرِهَا وَلَوْ بِمَرَّةٍ اَوْ بِمَا فَوْقَ ثَلاَثٍ فِى الْاَصَحِّ وَلَمْ يَقُلْ بِغَسْلِهَا لِيَعُمَّ نَحوَ دَلَكٍ وَفَرْكٍ وَلَا يَضُر بقاء اَثَرٍ كَلَوْنٍ وَرِيْحٍ لازم فَلاَ

- حیض کے خون سے ناپاک بدن اور کپڑے صرف دھونے سے پاک ہو سکتے ہیں۔
- پانی سے نجس بدن اور کپڑے کو پاک کرنے کے لئے تین مرتبہ دھونا شرط نہیں ہے۔ اگر ایک مرتبہ دھونے سے دھونے والے آدمی کو ظن حاصل ہو جائے کہ نجاست زائل ہوگئی ہے تو بدن اور کپڑا پاک ہو جائے گا۔ (درمختار)

اور اگر ایک مرتبہ دھونے سے نجاست زائل ہونے کا ظن حاصل نہ ہو تو تین مرتبہ دھونا شرط ہے۔ اور اگر تین مرتبہ دھونے سے بھی بدن اور کپڑے سے نجاست کی بدبو آ رہی ہو یا نجاست کا ذائقہ موجود ہو، تو تین مرتبہ سے زائد اتنی مرتبہ دھونا شرط ہے کہ ظن حاصل ہو جائے کہ بدبو اور ذائقہ زائل ہو گئے ہیں۔

- معلوم ہوا کپڑے اور بدن کی طہارت کا مدار نجاست کے زوال پر ہے نجاست کے زوال سے مراد نجاست کی بدبو اور ذائقہ باقی نہ رہے اگر نجاست کا رنگ اور داغ باقی ہو تب بھی طہارت حاصل ہو جائے گی اور زوال نجاست مبتلی اور غاسل کے غلبہ ظن کے حاصل ہو جانے پر ہے۔ اگر دھونے والے کو پہلی مرتبہ دھونے سے نجاست کے زوال کا ظن بلکہ یقین حاصل ہو جائے تو بدن اور کپڑے اور دیگر اشیاء پاک ہو جائیں گے۔
- درمختار میں ہے:

وَكَذَا يَطْهُرُ مَحَلُّ نِجَاسَتِهٖ (اَمَّا عَيْنُهَا فَلاَ تَقْبَلُ الطَّهَارَةَ) مَرْئِيَةٍ بَعْدَ جِفَافٍ بِقَلْعِهَا اَىْ بِزَوَالِ عَيْنِهَا وَاَثْرِهَا وَلَوْ بِمَرَّةٍ اَوْ بِمَا فَوْقَ ثَلاَثٍ فِى الْاَصَحِّ وَلَمْ يَقُلْ بِغَسْلِهَا لِيَعُمَّ نَحوَ دَلْكٍ وَفَرْكٍ وَلاَ يَضُرُّ بَقَاءُ اَثَرٍ كَلَوْنٍ وَرِيْحٍ لاَزِمٍ فَلاَ

يُكَلَّفُ فِىْ اِزَالَتِهٖ اِلٰى مَاءٍ حَارٍ اَوْ صَابُوْنٍ وَنَحْوِهٖ بَلْ يَطْهُرُ مَا صُبِغَ اَوْ خُضِبَ بِنَجِسٍ لِغَسْلِهٖ ثَلاَثًا وَالْاَوْلٰى غَسْلُهٗ اِلٰى اَنْ يَصْفُوَ الْمَاءُ (الى) وَيَطْهُرُ مَحَلُّ غَيْرِهَا اَىْ غَيْرِ مَرْئِيَةٍ بِغَلَبَةِ ظَنِّ غَاسِلٍ لَوْ مُكَلَّفًا وَاِلَّا فَمُسْتَعْمِلٌ طَهَارَةَ مَحَلِّهَا بِلاَ عَدَدٍ (به يفتى) وَقُدِّرَ ذَالِكَ لِمُوَسْوِسٍ بِغَسْلٍ وَعَصْرٍ ثَلاَثًا اَوْ سَبْعًا فِيْمَا يَنْعَصِرُ مُبَالِغًا بِحَيْثُ لاَ يَقْطُرُ وَلَوْ كَانَ لَوْ عَصَرَهٗ غَيْرُهٗ قَطَرَ طَهُرَ بِالنِّسْبَةِ اِلَيْهِ دُوْنَ ذَالِكَ الْغَيْرِ وَلَوْ لَمْ يُبَالِغْ لِرِقَّتِهٖ هَلْ يَطْهُرُ اَلْاَظْهَرُ نَعَمْ لِلضَّرُوْرَةِ۔ (درمختار باب الانجاس)

اسی طرح خشک ہونے کے بعد نظر آنے والی نجاست کا محل نجاست کے جسم نجاست کے زوال اور نجاست کے اثر کے زوال کے بعد پاک ہو جاتا ہے۔ (لیکن خود نجاست طہارہ کو قبول نہیں کرتی کیونکہ نجاست کی طہارت سے مراد نجاست کا محل ہوتا ہے)۔ محل کا پاک ہونا نجاست کے زوال سے ہوتا ہے اگر ایک مرتبہ سے نجاست کا زوال ہو جائے یا تین مرتبہ سے زائد مرتبہ سے نجاست زائل ہو (اصح قول یہی ہے)۔ (مصنف نے نجاست کے دھونے کا ذکر نہیں کیا بلکہ نجاست کے زوال کا ذکر کیا) تاکہ مصنف کی عبارت رگڑنے اور کھرچنے کو شامل ہو جائے۔ (کہ اگر نجاست کا زوال دھونے سے ہو یا رگڑنے اور کھرچنے سے ہو نجاست کا محل پاک ہو جائے گا اور طہارت کے حصول میں نجاست کے زوال کے بعد نجاست کے اثر کا مثلاً لازم رنگ اور لازم بدبو کا باقی رہنا نقصان دہ نہیں ہے رنگ اور بدبو زائل

کرنے کے لئے گرم پانی یا صابن اور صابن کی طرح کیمیکل اور پوڈر وغیرہ سے دھونا طہارت کے حاصل کرنے کے لئے شرط نہیں ہے بلکہ وہ کپڑا وغیرہ جس کو ناپاک رنگ سے رنگ دیا گیا ہو یا بالوں کو ناپاک خضاب سے رنگ دیا گیا ہو وہ بھی تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتے ہیں بہتر یہ ہے کہ ایسے کپڑے یا بالوں کو اتنی مرتبہ دھویا جائے کہ خالص سفید پانی نکلنے لگے پانی میں رنگ اور کلر کی آمیزش نہ رہے۔ اور خشک ہو جانے کے بعد نظر نہ آنے والی نجاست کا محل دھونے والے (غاسل) کے غلبہ ظن کے وقت کہ نجاست کے محل کپڑا یا بدن وغیرہ سے نجاست زائل ہونے کے بعد پاک ہو گیا ہے تو پاک ہو جائے گا، کوئی عدد شرط نہیں ہے۔ اسی پر فتویٰ دیا گیا ہے لیکن غاسل اگر غیر مکلّف نابالغ یا مجنوں ہے (یا کافر ہے) تو کپڑے کے استعمال کرنے والے کا ظن معتبر ہوگا دھونے والے (کافر یا غیر مکلّف) آدمی کے ظن کا اعتبار نہیں ہوگا۔

مگر وسوسوں میں پڑنے والے آدمی کے لئے نجاست غیر مرئیہ کیلئے تین یا سات مرتبہ دھونا مقرر اور معین کیا گیا ہے اور وہ چیزیں جو نچوڑی جا سکتی ہیں ان میں تین یا سات مرتبہ نچوڑنا ہر مرتبہ دھونے کے بعد مقرر کیا گیا ہے حتیٰ کہ طاقت سے نچوڑنے سے پانی کے قطرے نہ ٹپکیں اور اگر دوسرے طاقت ور آدمی کے نچوڑنے سے قطرے ٹپکیں تو دوسرے آدمی کے حق میں وہ کپڑا پاک نہیں ہوگا لیکن پہلے شخص کے حق میں پاک ہو جائے گا اور اگر کپڑے وغیرہ کے باریک ہونے کی وجہ سے زور اور طاقت سے نچوڑنا مناسب نہیں تو زیادہ ظاہر یہ ہے کہ وہ پاک ہو جائے گا۔

کرنے کے لئے گرم پانی یا صابن اور صابن کی طرح کیمیکل اور پوڈر وغیرہ سے دھونا طہارت کے حاصل کرنے کے لئے شرط نہیں ہے بلکہ وہ کپڑا وغیرہ جس کو ناپاک رنگ سے رنگ دیا گیا ہو یا بالوں کو ناپاک خضاب سے رنگ دیا گیا ہو وہ بھی تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتے ہیں بہتر یہ ہے کہ ایسے کپڑے یا بالوں کو اتنی مرتبہ دھویا جائے کہ خالص سفید پانی نکلنے لگے پانی میں رنگ اور کلر کی آمیزش نہ رہے۔

اور خشک ہو جانے کے بعد نظر نہ آنے والی نجاست کا محل دھونے والے (غاسل) کے غلبہ ظن کے وقت کہ نجاست کے محل کپڑا یا بدن وغیرہ سے نجاست زائل ہونے کے بعد پاک ہو گیا ہے تو پاک ہو جائے گا، کوئی عدد شرط نہیں ہے۔ اسی پر فتویٰ دیا گیا ہے لیکن غاسل اگر غیر مکلّف نابالغ یا مجنوں ہے (یا کافر ہے) تو کپڑے کے استعمال کرنے والے کا ظن معتبر ہوگا دھونے والے (کافر یا غیر مکلّف) آدمی کے ظن کا اعتبار نہیں ہوگا۔

مگر وسوسوں میں پڑنے والے آدمی کے لئے نجاست غیر مرئیہ کیلئے تین یا سات مرتبہ دھونا مقرر اور معین کیا گیا ہے اور وہ چیزیں جو نچوڑی جا سکتی ہیں ان میں تین یا سات مرتبہ نچوڑنا ہر مرتبہ دھونے کے بعد مقرر کیا گیا ہے حتیٰ کہ طاقت سے نچوڑنے سے پانی کے قطرے نہ ٹپکیں اور اگر دوسرے طاقت ور آدمی کے نچوڑنے سے قطرے ٹپکیں تو دوسرے آدمی کے حق میں وہ کپڑا پاک نہیں ہوگا لیکن پہلے شخص کے حق میں پاک ہو جائے گا اور اگر کپڑے وغیرہ کے باریک ہونے کی وجہ سے زور اور طاقت سے نچوڑنا مناسب نہیں تو زیادہ ظاہر یہ ہے کہ وہ پاک ہو جائے گا۔

● شامی میں ہے:

وظاهره انه لو غلب على ظنه زوالهما بمرةٍ اجزاه وبه جَزَمَ الامام الكرخي في مختصره واختاره الامام الاسبيجابي وفي غاية البيان ان التقدير بالثلاث ظاهر الرِّوَايَةِ(ص۵۴۰)

متن کی عبارت کا ظاہر یہ ہے کہ اگر دھونے والے کے ظن پر نجاست مرئیہ اور غیر مرئیہ کا زوال ایک ہی مرتبہ دھو لینے سے غالب ہے تو کفایت کرے گا۔ اور اسی کو امام کرخی نے جزم کے ساتھ اپنی مختصر میں لکھا اور امام اسبیجابی نے اسی کو اختیار کیا اور غایت البیان میں ہے کہ تین مرتبہ دھونے کی تقدیر ظاہر الروایت ہے۔

آج کل کچھ محتاط اور عابد لوگ دھوبی اور ڈرائی کلیننگ سے دھلے ہوئے کپڑوں کے استعمال کو جائز نہیں سمجھتے، ہم نے درمختار اور شامی کی عبارت ان کے اوہام باطلہ کے زائل کرنے کے لئے لکھی ہے۔

● کیونکہ ماضی میں یقیناً کپڑے وغیرہ سادہ پانی سے دھوئے جاتے تھے، پھر صابن ایجاد ہوا۔ لیکن لوگ کپڑے ہاتھوں سے دھویا اور نچوڑا کرتے تھے، موجودہ مادی اور سائنسی ترقی کے دور میں کپڑے وغیرہ دھونے کے لئے واشنگ مشینیں تیار ہو گئیں ہیں مشین میں کپڑا ڈالو اور صاف ستھرا دھلا ہوا اور استری کیا ہوا کپڑا نکال لو نہ دھونے کی مشقت اور نہ نچوڑنے کی ضرورت اس لئے پرانے طور طریقوں سے واقف لوگوں کا مسائل پوچھنا اور علماء کا جدید تقاضوں کے مطابق جواب دینا ضروری ہے۔ فقہاء کرام نے احادیث وقرآن کی روشنی میں جو یقینی بات ذکر فرمائی تھی وہ یہ کہ غاسل کو جب یقین ہو جائے کہ نجاست خارج ہوگئی ہے

تو جس مقام پر نجاست لگی تھی وہ جگہ پاک ہو جائے گی۔ نجاست مرئی (خشک ہونے کے بعد نظر آنے والی) اور نجاست غیر مرئی (خشک ہونے کے بعد نظر نہ آنے والی) دونوں کے لئے یہی حکم ہے کہ نجاست کا زوال یقینی ہو۔ حتیٰ کہ علماء نے تحریر فرمایا نجاست کے زائل ہونے کے بعد نجاست کا لون اور رنگ (داغ) باقی رہے تب بھی کپڑا پاک ہو جائے گا۔ نجاست رنگ اتارنے کے لئے گرم پانی یا صابن کا استعمال طہارت کیلئے شرط قرار دینا یہ اللہ کے بندوں کو مشقت میں ڈالنا ہے۔ البتہ نجاست کا ذائقہ اور بعض روایات کے مطابق نجاست کی بدبو اگر باقی ہو تو کپڑا پاک نہیں ہوگا کیونکہ ذائقہ اور بدبو نجاست کے باقی ہونے کی دلیل ہے جب تک ذائقہ اور بدبو زائل نہیں ہوگی نجاست زائل نہیں ہوگی۔ اور بعض علماء نے بدبو کے زوال کی شرط کو لازمی قرار نہیں دیا جیسا کہ متن کی عبارت میں گزرا ہے۔

- مگر اس بات پر اتفاق ہے کہ جب نجاست کے وجود کی تینوں علامتیں ذائقہ اور بدبو اور رنگ زائل ہو جائیں تو نجاست زائل ہو جاتی ہے اور باقی نہیں رہتی۔ اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ غاسل کے ظن میں جب نجاست محل سے زائل اور خارج ہو جائے تو وہ محل اور جگہ پاک ہو جاتی ہے۔ اس قاعدہ اتفاقیہ کے تناظر میں یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ صابن اور صرف اور پیٹرول اور دیگر کیمیکل خواہ پوڈر کی صورت میں ہوں یا آئل کی صورت میں اگر کپڑے کو صاف کرنے کے لئے استعمال کئے جائیں تو پہلی مرتبہ میں ہی نجاست خارج ہو جاتی ہے، چاہے واشنگ مشین استعمال کی جائے یا ہاتھوں سے کپڑا دھویا جائے جبکہ بغیر صابن اور کیمیکل سادہ پانی سے تین مرتبہ بھی نجس کپڑا دھویا جائے تو نجاست کے زائل ہونے کا ایسا ظن غالب حاصل نہیں ہوتا جیسا کہ صابن وغیرہ استعمال کرنے کی وجہ

تو جس مقام پر نجاست لگی تھی وہ جگہ پاک ہو جائے گی۔ نجاست مرئی (خشک ہونے کے بعد نظر آنے والی) اور نجاست غیر مرئی (خشک ہونے کے بعد نظر نہ آنے والی) دونوں کے لئے یہی حکم ہے کہ نجاست کا زوال یقینی ہو۔ حتیٰ کہ علماء نے تحریر فرمایا نجاست کے زائل ہونے کے بعد نجاست کا لون اور رنگ (داغ) باقی رہے تب بھی کپڑا پاک ہو جائے گا۔ نجاست رنگ اتارنے کے لئے گرم پانی یا صابن کا استعمال طہارت کیلئے شرط قرار دینا یہ اللہ کے بندوں کو مشقت میں ڈالنا ہے۔ البتہ نجاست کا ذائقہ اور بعض روایات کے مطابق نجاست کی بدبو اگر باقی ہو تو کپڑا پاک نہیں ہوگا کیونکہ ذائقہ اور بدبو نجاست کے باقی ہونے کی دلیل ہے جب تک ذائقہ اور بدبو زائل نہیں ہوگی نجاست زائل نہیں ہوگی۔ اور بعض علماء نے بدبو کے زوال کی شرط کو لازمی قرار نہیں دیا جیسا کہ متن کی عبارت میں گزرا ہے۔

● مگر اس بات پر اتفاق ہے کہ جب نجاست کے وجود کی تینوں علامتیں ذائقہ اور بدبو اور رنگ زائل ہو جائیں تو نجاست زائل ہو جاتی ہے اور باقی نہیں رہتی۔ اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ غاسل کے ظن میں جب نجاست محل سے زائل اور خارج ہو جائے تو وہ محل اور جگہ پاک ہو جاتی ہے۔ اس قاعدہ اتفاقیہ کے تناظر میں یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ صابن اور صرف اور پیٹرول اور دیگر کیمیکل خواہ پوڈر کی صورت میں ہوں یا آئل کی صورت میں اگر کپڑے کو صاف کرنے کے لئے استعمال کئے جائیں تو پہلی مرتبہ میں ہی نجاست خارج ہو جاتی ہے، چاہے واشنگ مشین استعمال کی جائے یا ہاتھوں سے کپڑا دھویا جائے جبکہ بغیر صابن اور کیمیکل سادہ پانی سے تین مرتبہ بھی نجس کپڑا دھویا جائے تو نجاست کے زائل ہونے کا ایسا ظن غالب حاصل نہیں ہوتا جیسا کہ صابن وغیرہ استعمال کرنے کی وجہ

سے حاصل ہوتا ہے۔ فقہاء کرام نے بدن اور کپڑے کی طہارت کے لئے دوسری شرط کا بھی ذکر کیا ہے کہ نجاست کا زوال کسی آلہ کے ذریعہ ہو اگر بدن یا کپڑے پر نجاست خود غائب ہو گئی تو کپڑا اور بدن پاک نہیں ہوگا، کیونکہ بغیر آلہ تطہیر کے نجاست کے زوال سے صرف زمین پاک ہوتی ہے چونکہ واشنگ مشینیں بھی تطہیر کا آلہ ہیں لہٰذا ڈرائی کلینرز کے ذریعہ کپڑے دھوئے جائیں یا واشنگ مشینوں کے ذریعے کپڑے دھوئے جائیں، دھوبی دھوئیں یا گھر کے افراد دھوئیں سب کو جب نجاست کے زوال کا یقین ہوتا ہے اور خود غاسل کو یقین ہوتا ہے تو کپڑوں کے پاک ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ کیونکہ تین مرتبہ دھونا اور تین مرتبہ نچوڑنا بھی نجاست کے زوال کو یقینی بنانے کیلئے تھا ورنہ بذاتہٖ تین تین مرتبہ دھونا اور نچوڑنا مقصود نہیں تھا اس لئے دھوبیوں کے دھلے ہوئے کپڑے پاک ہوتے ہیں۔

جب ڈرائی کلینرز اور واشنگ مشینوں میں ڈالے گئے کیمیکل سے میل کچیل داغ دھبے زائل ہو جاتے ہیں تو نجاست کے زائل نہ ہونے میں تردد کس طرح ہو سکتا ہے۔

البتہ یہ شرط ضروری ہے کہ دھوبی حضرات پاک پانی سے کپڑے دھوئیں اور نچوڑیں۔ اگر گٹر کے ناپاک پانی سے دھوئیں گے تو کپڑے پاک نہیں ہوں گے۔ سارے مسلمانوں کا وبال دھوبیوں پر ہوگا۔

درمختار کی عبارت میں ناپاک رنگ اور ناپاک پوڈر سے رنگ شدہ کپڑوں اور بالوں کی طہارت کا بھی ذکر کیا گیا ہے کہ ناپاک رنگ اور ناپاک پوڈر کے ساتھ رنگ شدہ بال اور کپڑے تین مرتبہ دھو لینے سے پاک ہو جاتے ہیں۔ اور احتیاط یہ ہے کہ نجس رنگ سے رنگ شدہ کپڑوں اور بالوں کو اتنی مرتبہ دھویا جائے

کہ خارج ہونے والے پانی میں رنگ نظر نہ آئے بلکہ صاف سفید پانی نظر آئے۔ چونکہ اسلام دین یسر ہے یہاں کپڑوں اور بالوں کی طہارت کے لئے نجس رنگ کے زائل ہونے کی شرط نہیں رکھی گئی کیونکہ رنگ اتارنے میں مشقت اور مال کا ضیاع ہے اس لئے صرف تین مرتبہ دھونے اور نچوڑنے سے کپڑا پاک ہو جائے گا۔ میری نیت اس مسئلہ کی وضاحت کرنے سے ان صوفیوں کے خام اوہام کو زائل کرنا ہے جو وہم کرتے ہیں کہ دھوبیوں کے دھلے ہوئے کپڑے تین مرتبہ نہیں دھوئے اور نچوڑے جاتے اس لئے وہ ناپاک رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آج کل رنگ شدہ کپڑوں کو فیکٹریوں میں رنگ دیا جاتا ہے چونکہ ہزاروں من کپڑا رنگ کیا جاتا ہے وہاں نجاست سے بچنے کی احتیاط نہیں کی جاتی مزدور لوگ نجس پانی سے رنگ مکس کر دیتے ہیں پھر نجس رنگ کپڑے پر ہمیشہ قائم رہتا ہے اس لئے رنگ شدہ کپڑے پہننا جائز نہیں ہے۔ یہ تھے صوفیوں کے اوہام جن کے ازالہ کے لئے ہم نے مذکورہ عبارت لکھ دی بالفرض ایسا ہی ہوتا ہو پھر بھی کپڑے پاک ہو جاتے ہیں۔ موجودہ دور میں بالوں اور کپڑوں کے رنگنے کے لئے مارکیٹ میں بے شمار پوڈر اور کریمیں اور آئل موجود ہیں۔ اور کہا جاتا ہے ان میں سپرٹ اور ناپاک کیمیکل مکس ہوتے ہیں۔ کیونکہ کسی چیز کو تادیر قائم کرنے کے لئے سپرٹ یا کیمیکل کا ملانا ضروری ہوتا ہے اور بعض علماء اسپرٹ کو نجس کہتے ہیں کیونکہ یہ نشہ آور ہوتی ہے۔ بعض رنگنے والی اشیاء میں الکحل کی آمیزش بھی ہوتی ہے بعض علماء کے نزدیک الکحل خمر کی طرح حرام اور نجس ہوتا ہے۔ نیز موجودہ دور میں خواتین سر کے بالوں اور علماء ڈاڑھیوں کے بالوں کا مختلف پوڈروں اور کریموں اور آئل وغیرہ سے خضاب کرتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟

کہ خارج ہونے والے پانی میں رنگ نظر نہ آئے بلکہ صاف سفید پانی نظر آئے۔ چونکہ اسلام دین یسر ہے یہاں کپڑوں اور بالوں کی طہارت کے لئے نجس رنگ کے زائل ہونے کی شرط نہیں رکھی گئی کیونکہ رنگ اتارنے میں مشقت اور مال کا ضیاع ہے اس لئے صرف تین مرتبہ دھونے اور نچوڑنے سے کپڑا پاک ہو جائے گا۔ میری نیت اس مسئلہ کی وضاحت کرنے سے ان صوفیوں کے خام اوہام کو زائل کرنا ہے جو وہم کرتے ہیں کہ دھوبیوں کے دھلے ہوئے کپڑے تین مرتبہ نہیں دھوئے اور نچوڑے جاتے اس لئے وہ ناپاک رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آج کل رنگ شدہ کپڑوں کو فیکٹریوں میں رنگ دیا جاتا ہے چونکہ ہزاروں من کپڑا رنگ کیا جاتا ہے وہاں نجاست سے بچنے کی احتیاط نہیں کی جاتی مزدور لوگ نجس پانی سے رنگ مکس کر دیتے ہیں پھر نجس رنگ کپڑے پر ہمیشہ قائم رہتا ہے اس لئے رنگ شدہ کپڑے پہننا جائز نہیں ہے۔ یہ تھے صوفیوں کے اوہام جن کے ازالہ کے لئے ہم نے مذکورہ عبارت لکھ دی بالفرض ایسا ہی ہوتا ہو پھر بھی کپڑے پاک ہو جاتے ہیں۔ موجودہ دور میں بالوں اور کپڑوں کے رنگنے کے لئے مارکیٹ میں بے شمار پوڈر اور کریمیں اور آئل موجود ہیں۔ اور کہا جاتا ہے ان میں سپرٹ اور ناپاک کیمیکل مکس ہوتے ہیں۔ کیونکہ کسی چیز کو تادیر قائم کرنے کے لئے سپرٹ یا کیمیکل کا ملانا ضروری ہوتا ہے اور بعض علماء اسپرٹ کو نجس کہتے ہیں کیونکہ یہ نشہ آور ہوتی ہے۔ بعض رنگنے والی اشیاء میں الکحل کی آمیزش بھی ہوتی ہے بعض علماء کے نزدیک الکحل خمر کی طرح حرام اور نجس ہوتا ہے۔ نیز موجودہ دور میں خواتین سر کے بالوں اور علماء ڈاڑھیوں کے بالوں کا مختلف پوڈروں اور کریموں اور آئل وغیرہ سے خضاب کرتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟

جواب: اولاً تو یہ بات خلافِ واقع ہے کہ بالوں کے رنگ کرنے والی سب کریموں اور پوڈروں اور آئل میں سپرٹ یا الکحل کی آمیزش ہوتی ہے۔ ثانیاً یہ کہنا کہ اسپرٹ اور الکحل نجس ہوتے ہیں یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ الکحل اور اسپرٹ خمر کی اقسام سے نہیں ہیں۔ اس لئے رنگ دار اشیاء سپرٹ یا الکحل کی آمیزش کی وجہ سے ناپاک نہیں ہیں۔ علماء کا فرمانا کہ ان میں نشہ ہوتا ہے اگر صحیح ہے تو ان کا اتنا مقدار پینا حرام ہوگا جس مقدار سے نشہ چڑھ جاتا ہے، جس طرح افیون نجس نہیں ہے لیکن اتنی مقدار کھانا کہ نشہ چڑھ جائے حرام ہے۔ لیکن اسپرٹ اور الکحل کے قلیل کو نجس اور حرام نہیں کہہ سکتے کیونکہ خمر کا قلیل اور کثیر نجس ہوتا ہے اور اسپرٹ اور الکحل خمر نہیں ہے۔ نیز کپڑوں میں عموم بلوی بھی ہے کہ دنیا بھر کی مارکیٹیں رنگ شدہ کپڑوں سے بھری ہوئی ہیں اور مسلمان استعمال کر رہے ہیں۔ ان سے اجتناب مشکل ہے۔ بالفرض اسپرٹ وغیرہ ناپاک ہوں پھر بھی ان کی ملاوٹ والی اشیاء سے کپڑے رنگ کئے جاتے ہوں تو تین مرتبہ دھل جانے پر پاک ہو جائیں گے۔ (درمختار)

الحاصل دھوبی اگر نجس کپڑوں کو پاک پانی سے واشنگ مشینوں میں صابن اور صَرف اور دیگر صاف کرنے والی اشیاء سے دھو لیتا ہے تو یقیناً نجاست زائل ہو جاتی ہے حتیٰ کہ داغ اور دھبے بھی زائل ہو جاتے ہیں، لہٰذا کپڑے پاک ہو جائیں گے اور ان کا استعمال نماز وغیرہ میں جائز ہے۔

فائدہ: تین مرتبہ دھونا طہارت کیلئے شرط نہیں ہے۔ اور کپڑے اور بدن کی طہارت کے لئے کلمہ طیبہ یا شہادت کا پڑھنا بھی شرط نہیں ہے۔ بعض لوگ کلمہ پڑھنا شرط سمجھتے ہیں۔

غسل کے احکام

زیر تالیف کتاب نکاح اور ازدواجی عمل کے احکام پر مشتمل ہے۔ اور ازدواجی عمل کے بعد غسل فرض ہو جاتا ہے اسلئے غسل کے احکام ذکر کرنا ضروری تھا۔ نیز موجودہ زمانہ میں عام لوگوں سے نوے فیصد لوگ غسل کے فرائض اور سنن سے ناواقف ہیں، خصوصاً خواتین غسل کے مسائل نہیں جانتیں۔ اس لئے میں نے غسل کے بعض مسائل کا ذکر کرنا ضروری سمجھا اور اس کتاب میں لکھ دیئے۔

- عاقل بالغ آدمی پر غسل فرض ہونے کے چار سبب ہیں۔

(۱) انزال (۲) ادخال (۳) حیض کا انقطاع (۴) اور نفاس کا انقطاع۔

- غسل کی تین اقسام ہیں فرض، واجب اور سنت۔

جنابت اور حیض اور نفاس کے انقطاع کے بعد غسل فرض ہو جاتا ہے اور فرض غسل کے پھر تین فرض ہیں۔ (۱) منہ بھر پانی سے کلی کرنا (۲) ناک کے نرم حصہ ہڈی تک پانی پہنچانا (۳) اور بدن کے ہر اس عضو پر ایک مرتبہ پانی بہانا جس عضو پر پانی کا بہانا ممکن ہو فرض ہے یعنی ظاہر بدن کے ہر بال اور بدن کے ہر حصہ پر پانی بہہ جائے یہ غسل کا فرض ہے۔ اگر بدن کے ظاہر حصہ سے بال کی مقدار بھر پانی نہ بہا تو غسل نہیں ہوگا۔

- کان اور ناف اور بدن کی سلوٹوں کے درمیان اور انگلیوں کے درمیان اور بھنوؤں کے نیچے اور پلکوں کے اوپر اور نیچے سر اور بالوں کی جڑوں میں پانی بہانا فرض غسل کی شرط ہے۔ لہٰذا ان کا بہت خیال رکھا جائے۔

- اگر غسل کرتے وقت کوئی شخص کلی نہ کرے یا ناک میں قصداً پانی نہ

غسل کے احکام

زیر تالیف کتاب نکاح اور ازدواجی عمل کے احکام پر مشتمل ہے۔ اور ازدواجی عمل کے بعد غسل فرض ہو جاتا ہے اسلئے غسل کے احکام ذکر کرنا ضروری تھا۔ نیز موجودہ زمانہ میں عام لوگوں سے نوے فیصد لوگ غسل کے فرائض اور سنن سے ناواقف ہیں، خصوصاً خواتین غسل کے مسائل نہیں جانتیں۔ اس لئے میں نے غسل کے بعض مسائل کا ذکر کرنا ضروری سمجھا اور اس کتاب میں لکھ دیئے۔

● عاقل بالغ آدمی پر غسل فرض ہونے کے چار سبب ہیں۔

(۱) انزال (۲) ادخال (۳) حیض کا انقطاع (۴) اور نفاس کا انقطاع۔

● غسل کی تین اقسام ہیں فرض، واجب اور سنت۔

جنابت اور حیض اور نفاس کے انقطاع کے بعد غسل فرض ہو جاتا ہے اور فرض غسل کے پھر تین فرض ہیں۔ (۱) منہ بھر پانی سے کلی کرنا (۲) ناک کے نرم حصہ ہڈی تک پانی پہنچانا (۳) اور بدن کے ہر اس عضو پر ایک مرتبہ پانی بہانا جس عضو پر پانی کا بہانا ممکن ہو فرض ہے یعنی ظاہر بدن کے ہر بال اور بدن کے ہر حصہ پر پانی بہہ جائے یہ غسل کا فرض ہے۔ اگر بدن کے ظاہر حصہ سے بال کی مقدار بھر پانی نہ بہا تو غسل نہیں ہوگا۔

● کان اور ناف اور بدن کی سلوٹوں کے درمیان اور انگلیوں کے درمیان اور بھنوؤں کے نیچے اور پلکوں کے اوپر اور نیچے سر اور بالوں کی جڑوں میں پانی بہانا فرض غسل کی شرط ہے۔ لہٰذا ان کا بہت خیال رکھا جائے۔

● اگر غسل کرتے وقت کوئی شخص کلی نہ کرے یا ناک میں قصداً پانی نہ

ڈالے یا ڈالنا بھول جائے تو غسل صحیح نہیں ہوگا اور اگر کلی کرنا یا ناک میں پانی چڑھانا بھول گیا تھا غسل کر لینے کے بعد یاد آیا یا بغیر یاد کے کلی کر لی یا ناک میں پانی چڑھا لیا تو غسل صحیح ہو جائے گا۔ دوبارہ غسل کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

● اگر ناک میں خشک بلغم نہیں نکالا گیا اور اس کے نیچے پانی نہیں پہنچا تو غسل نہیں ہوگا۔

● اکثر لوگ خصوصاً خواتین غسل کے فرائض نہیں جانتیں کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کو غیر ضروری سمجھتی ہیں، انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جب تک کلی اور ناک میں پانی نہیں چڑھائیں گی غسل نہیں ہوگا اور نمازیں نہیں ہوں گی۔

● اگر کسی آدمی نے مصنوعی دانت لگوائے ہوئے ہیں اور ان کا اتارنا آسان ہے اور بغیر اتارے ان کے نیچے پانی نہیں پہنچتا تو دانت اتارے بغیر غسل صحیح نہیں ہوگا اور اگر دانت اتارنا مشکل ہے تو بغیر اتارے غسل صحیح ہو جائے گا۔ کیونکہ رسول اکرم ﷺ کی امت سے مشقت اور حرج معاف اور مرفوع ہے۔

● اگر کسی شخص کے سر کے بال مصنوعی ہیں یا سر پر وگ لگوایا ہوا ہے اور اتارنا مشکل ہے مثلاً پلاسٹک سرجری سے مصنوعی بال سر کے مسامات میں اتارے گئے ہیں یا جس پلاسٹک کے کور اور وگ میں بال لگے ہوئے ہیں اس کو سر کے ساتھ چمٹا دیا گیا ہے اگر کور اور بالوں کو اتار لینا آسان ہے تو بغیر اتارے غسل صحیح نہیں ہوگا۔ اور اگر کور اور بالوں کو اتارنا مشکل ہے تو بغیر اتارے غسل صحیح ہوگا۔

● اسی طرح پلاسٹک سرجری کے ذریعہ لگائے گئے دیگر اعضاء کان اور ناک اور بازو اور ٹانگیں وغیرہا کا اتارنا مشکل ہو تو بغیر اتارے غسل صحیح ہو جائے گا۔

● قرونِ اولیٰ میں مصنوعی اعضاء چاندی اور سونے کے لگائے جاتے تھے

جیسے مشہور صحابی حضرت عرفجہ کا ناک پہلے چاندی کا تھا پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشورہ سے انہوں نے سونے کا ناگ لگوایا لیکن آج کل پلاسٹک سرجری سے ناک کان ہونٹ اور دیگر اعضاء لگائے جا رہے ہیں۔ اور اس طرح سیٹ کیے جاتے ہیں کہ ان کا اتارنا مشکل ہوتا ہے لہٰذا ان اعضاء کے اتارے بغیر غسل صحیح ہو جائے گا۔

- اگر بدن کے زخموں پر پٹی باندھی گئی ہے یا پلاستر چھڑھایا گیا ہے اور پٹی یا پلستر کی وجہ سے پانی سے زخم کا دھونا مشکل ہے یا پلستر اور پٹی اتارنا تو مشکل نہیں لیکن پانی کے ساتھ دھونے سے نقصان اور ضرر کا اندیشہ ہے تو وضو اور غسل میں ان اعضاء کو دھونا معاف ہے۔
- اگر غیر زخمی اعضاء پر پانی بہانے سے زخمی اعضاء پر پانی پہنچنے کا اندیشہ ہوتو غیر زخمی اعضاء کا دھونا بھی معاف ہے۔

اگر جسم اور مادہ رکھنے والی چیز جسم کے کسی ایسے حصہ پر چپک جائے جس کا دھونا فرض ہو، اگر چپکنے والی چیز کا جسم ٹھوس ہے یا چکنا ہے جس کی وجہ سے آدمی کے جسم کے اس حصہ پر پانی نہیں بہایا جا سکتا لیکن اس کا زائل کرنا آسان ہے تو ایسی چیز کے چپکے حصہ پر پانی نہ بہنے کی وجہ سے غسل صحیح نہیں ہوگا مثلاً آٹا جسم کے کسی حصہ پر چپک جائے یا مچھلی کا چھلکا یا موم یا پلاسٹک اور سنی پلاسٹ وغیرہ بغیر ضرورت چپکی ہو اور اس کا اتارنا بھی آسان ہو، اتارنے میں حرج نہ ہو تو غسل کرنے کیلئے اُسے اتارنا ضروری ہے بغیر اتارے غسل صحیح نہیں ہوگا۔ کیونکہ مذکورہ اشیاء کے نیچے پانی نہیں بہتا اور فرض غسل میں بدن کے ہر حصہ پر پانی بہانا شرط ہے۔ پانی سے مسح کرنا یا پانی کا پہنچنا کافی نہیں ہوتا۔ (فتاویٰ رضویہ)

جیسے مشہور صحابی حضرت عرفجہ کا ناک پہلے چاندی کا تھا پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشورہ سے انہوں نے سونے کا ناک لگوایا لیکن آج کل پلاسٹک سرجری سے ناک کان ہونٹ اور دیگر اعضاء لگائے جا رہے ہیں۔ اور اس طرح سیٹ کئے جاتے ہیں کہ ان کا اتارنا مشکل ہوتا ہے لہٰذا ان اعضاء کے اتارے بغیر غسل صحیح ہو جائے گا۔

● اگر بدن کے زخموں پر پٹی باندھی گئی ہے یا پلاستر چھڑھایا گیا ہے اور پٹی یا پلستر کی وجہ سے پانی سے زخم کا دھونا مشکل ہے یا پلستر اور پٹی اتارنا تو مشکل نہیں لیکن پانی کے ساتھ دھونے سے نقصان اور ضرر کا اندیشہ ہے تو وضو اور غسل میں ان اعضاء کو دھونا معاف ہے۔

● اگر غیر زخمی اعضاء پر پانی بہانے سے زخمی اعضاء پر پانی پہنچنے کا اندیشہ ہو تو غیر زخمی اعضاء کا دھونا بھی معاف ہے۔

اگر جسم اور مادہ رکھنے والی چیز جسم کے کسی ایسے حصہ پر چپک جائے جس کا دھونا فرض ہو، اگر چپکنے والی چیز کا جسم ٹھوس ہے یا چکنا ہے جس کی وجہ سے آدمی کے جسم کے اس حصہ پر پانی نہیں بہایا جا سکتا لیکن اس کا زائل کرنا آسان ہے تو ایسی چیز کے چپکے حصہ پر پانی نہ بہنے کی وجہ سے غسل صحیح نہیں ہوگا مثلاً آٹا جسم کے کسی حصہ پر چپک جائے یا مچھلی کا چھلکا یا موم یا پلاسٹک اور سنی پلاسٹ وغیرہ بغیر ضرورت چپکی ہو اور اس کا اتارنا بھی آسان ہو، اتارنے میں حرج نہ ہو تو غسل کرنے کیلئے اُسے اتارنا ضروری ہے بغیر اتارے غسل صحیح نہیں ہوگا۔ کیونکہ مذکورہ اشیاء کے نیچے پانی نہیں بہتا اور فرض غسل میں بدن کے ہر حصہ پر پانی بہانا شرط ہے۔ پانی سے مسح کرنا یا پانی کا پہنچنا کافی نہیں ہوتا۔ (فتاویٰ رضویہ)

● اگر یہی اشیاء جسم کے کسی حصہ پر ضرورت کی وجہ سے چپکی ہوں مثلاً زخم پر پلاسٹک لگا دی جائے تاکہ زخم کو پانی نہ لگے یا موم کے کام کرنے والے کے جسم پر موم لگ جائے یا مچھلی کا کام کرنے والے کے جسم پر مچھلی کا چھلکا لگ جائے اور اتارنا مشکل ہو یا رنگ ریز کے ناخنوں پر رنگ چپک جائے اور رنگ کی جمی تہہ کو اتارنا مشکل ہو یا مہندی کی تہہ جسم پر موجود ہو یا مکھی اور مچھر جیسی مخلوق کی بیٹھ جسم پر خشک ہو جائے اور اس کے اتارنے میں مشقت اور حرج ہو یا ناخن میں مٹی جم جائے یا میل جم جائے اور ناخن کے اندر پانی بہانا ممکن نہ ہو تو حاجت اور حرج کی وجہ سے پانی بہانا ضروری نہیں ہے۔ اور ذکر کردہ اشیاء کے نیچے پانی نہ بہنے سے وضو اور غسل میں کوئی خلل نہیں آئے گا۔ ان مسائل کی تفصیل آنے والے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

آج کل خواتین میں لمبے ناخنوں کا فیشن ہے بعض خواتین اصلی ناخن بڑھا لیتی ہیں اور بعض خواتین پلاسٹک کے ریڈی میڈ لمبے ناخن لگا لیتی ہیں۔ ایسی خواتین کو جعلی ناخن اتار کر وضو اور غسل کرنا ہوگا ورنہ وضو اور غسل نہیں ہوگا۔ کیونکہ ناخنوں سے بڑھے ہوئے حصوں کے نیچے پانی بہانا بھی فرض ہے اور اصلی ناخنوں کی پشت پر پانی بہانا بھی فرض ہے۔

● حدیث شریف میں ہے لمبے ناخن والے آدمی اور عورت کے گھر رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے، ایک لمبے ناخن والے شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا پہلے ناخن کٹواؤ پھر مسئلہ پوچھنا۔ لمبے ناخن خلافِ سنت ہیں اور نجاستوں کا محل بھی کیونکہ لمبے ناخنوں والی خواتین کے ناخنوں کے نیچے استنجا کرتے وقت گوبر جم جانے کا احتمال ہوتا ہے۔ آج کل نوے

فیصد خواتین وحضرات صرف پانی سے استنجا کرتے ہیں اور پھر صابن سے ہاتھ نہیں دھوتے۔ حالانکہ استنجا کے وقت نجاست کے مقام کو پہلے ڈھیلوں سے یا ٹشو پیپر سے صاف کرنا چاہیئے پھر صاف پانی سے اس مقام کو دھوکر دوبارہ صابن یا شیمپو سے استنجا کی جگہ کو دھونا چاہیئے تا کہ بدبو نہ رہے۔ پھر خشک کپڑے یا ٹشو پیپر سے استنجے کی جگہ کا پانی صاف کر کے خشک کر لینا چاہیئے یا تھوڑی دیر توقف کیا جائے تا کہ پانی کے قطرے خشک ہو جائیں پھر بیت الخلاء سے اُٹھ کر بیسن کی ٹوٹی سے یا کسی برتن سے صابن یا شیمپو سے ہاتھوں کو اچھی طرح دھو کر وضو بنا لینا چاہیئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام دیوار یا زمین پر ہاتھ مار کر استنجا کی جگہ کو پانی سے دھولیا کرتے تھے تا کہ بدبو نہ رہے۔ ہمارے علماء نے اسی طریقہ کو اپنی کتابوں میں تحریر فرمایا ہے۔ (شامی)

مگر ہمارے دور کے پاک صاف ماڈرن لوگ صرف پانی سے استنجا کر کے فوراً اُٹھ جاتے ہیں، شلوار اور تنگ پاجامہ اور پینٹ پتلون استنجاء کے بقیہ پانی سے بھیگے نظر آ رہے ہوتے ہیں یہ لوگ استنجا کی جگہ پر نہ صابن استعمال کرتے ہیں اور نہ استنجاء کی جگہ کو خشک کیا جاتا ہے اور نہ ہی استنجا کے بعد صابن سے ہاتھ دھوئے جاتے ہیں اور اس پر مستزاد یہ کہ لمبے ناخن رکھے جاتے ہیں۔ خواتین انہیں ہاتھوں سے آٹا گوندھتی اور دوسری چیزیں بناتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ ناپاک ہاتھوں سے گندھے آٹے وغیرہ سے تیار ہونے والی اشیاء میں برکت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر رحم فرمائے۔

- آج کل آنکھوں کے ڈھیلوں کے اوپر خول نما رنگ برنگے لینس اور پلاسٹک یا شیشہ کے خول چڑھانے کا خواتین کو بہت شوق ہے چونکہ غسل اور وضو

فیصد خواتین وحضرات صرف پانی سے استنجا کرتے ہیں اور پھر صابن سے ہاتھ نہیں دھوتے۔ حالانکہ استنجا کے وقت نجاست کے مقام کو پہلے ڈھیلوں سے یا ٹشو پیپر سے صاف کرنا چاہئے پھر صاف پانی سے اس مقام کو دھوکر دوبارہ صابن یا شیمپو سے استنجا کی جگہ کو دھونا چاہئے تا کہ بدبو نہ رہے۔ پھر خشک کپڑے یا ٹشو پیپر سے استنجے کی جگہ کا پانی صاف کر کے خشک کر لینا چاہئے یا تھوڑی دیر توقف کیا جائے تا کہ پانی کے قطرے خشک ہو جائیں پھر بیت الخلاء سے اُٹھ کر بیسن کی ٹوٹی سے یا کسی برتن سے صابن یا شیمپو سے ہاتھوں کو اچھی طرح دھوکر وضو بنا لینا چاہئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام دیوار یا زمین پر ہاتھ مار کر استنجا کی جگہ کو پانی سے دھولیا کرتے تھے تا کہ بدبو نہ رہے۔ ہمارے علماء نے اسی طریقہ کو اپنی کتابوں میں تحریر فرمایا ہے۔ (شامی)

مگر ہمارے دور کے پاک صاف ماڈرن لوگ صرف پانی سے استنجا کر کے فوراً اُٹھ جاتے ہیں، شلوار اور تنگ پاجامہ اور پینٹ پتلون استنجاء کے بقیہ پانی سے بھیگے نظر آ رہے ہوتے ہیں یہ لوگ استنجا کی جگہ پر نہ صابن استعمال کرتے ہیں اور نہ استنجاء کی جگہ کو خشک کیا جاتا ہے اور نہ ہی استنجا کے بعد صابن سے ہاتھ دھوئے جاتے ہیں اور اس پر مستزاد یہ کہ لمبے ناخن رکھے جاتے ہیں۔ خواتین انہیں ہاتھوں سے آٹا گوندھتی اور دوسری چیزیں بناتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ ناپاک ہاتھوں سے گندھے آٹے وغیرہ سے تیار ہونے والی اشیاء میں برکت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر رحم فرمائے۔

● آج کل آنکھوں کے ڈھیلوں کے اوپر خول نما رنگ برنگے لینس اور پلاسٹک یا شیشہ کے خول چڑھانے کا خواتین کو بہت شوق ہے چونکہ غسل اور وضو

میں آنکھوں کے اندر پانی پہنچانا شرط نہیں اس لئے ایسی خواتین کے لئے وضو اور غسل کے وقت آنکھوں سے لینس نکالنا ضروری نہیں۔

● ناخن پالش وضو اور غسل میں طہارت سے مانع ہے ناخن پالش کے اتارے بغیر وضو اور غسل صحیح نہیں ہوگا۔ تفصیل عنقریب ذکر کی جائے گی۔

● اگر غسل واجب ہے لیکن غسل کرنے سے یا وضو کرنے سے کسی بیماری کا اندیشہ ہے یا بیمار آدمی مرض میں زیادتی کا اندیشہ ہے تو وضو اور غسل معاف ہے۔ ایسا شخص نماز اور تلاوت کے لئے تیمّم کر لے۔ (فتاویٰ رضویہ)

● بعض آدمیوں کو الرجی کی وجہ سے منہ ہاتھ دھونے سے زکام شروع ہو جاتا ہے اور سر پر پانی ڈالنے سے سر کا درد شروع ہو جاتا ہے ایسے لوگوں کے لئے بھی تیمّم کا حکم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

● اگر جسم کا اکثر حصہ زخمی ہے اور کم حصہ صحیح ہے تو غسل معاف ہے۔ تیمّم کیا جائے اور کم حصہ زخمی ہے لیکن غیر زخمی حصہ اوپر ہے اس کو دھونے سے زخموں تک پانی کے پہنچنے کا اندیشہ ہے تو بھی غسل معاف ہے، تیمّم کیا جائے۔

● لیکن اگر پلاسٹک وغیرہ سے زخمی حصے کو پانی سے محفوظ کیا جا سکتا ہے تو غسل کرنا ضروری ہوگا۔ (کتب فقہ)

● سرد علاقوں اور سرد موسم میں اگر سخت سردی کی وجہ سے یا پانی کے سخت ٹھنڈا ہونے کی وجہ سے غسل کرنے سے ہلاک ہونے یا کسی عضو کے ضائع ہونے یا بیمار ہو جانے کا صحیح اندیشہ ہو تو غسل نہ کیا جائے بلکہ تیمّم کر کے نماز پڑھ لی جائے۔ (درمختار) لیکن پانی گرم کرنے کا انتظام ہو تو غسل ہی کیا جائے۔

● اگر غسل واجب ہو لیکن وقت کی تنگی کی وجہ سے غسل کرنے پر نماز کے

قضاء ہو جانے کا خوف ہو تو پہلے غسل کرے اور نماز قضاء کرے تیمّم کر کے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ مثلاً مباشرت یا احتلام کی وجہ سے جنبی یا حیض اور نفاس کے انقطاع کے بعد عورت سمجھتی ہے کہ غسل کرنے سے نماز قضاء ہو جائے گی لہٰذا تیمّم کر کے نماز پڑھ لی جائے ایسا کرنا جائز نہیں ہے بلکہ غسل کرنا ضروری ہے۔

- اور اگر جنبی کو غسل کرنے کی وجہ سے نماز جنازہ یا عید کی نماز یا استسقاء کی نماز یا کسوف کی نماز یا سنن مؤکدۃ کے قضاء ہو جانے کا اندیشہ ہو تو غسل مؤخر کر دیا جائے اور تیمّم کر کے نماز پڑھ لی جائے پھر غسل کیا جائے۔ کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ نماز جس کا خلف نہیں نہ وہ نماز دوبارہ ادا ہو سکتی ہے اور نہ قضاء۔ اس کے قضاء ہو جانے کے اندیشہ پر بے وضو اور جنبی کو اگر خوف ہو کہ وضو کرنے تک یا غسل کرنے تک نماز چلی جائے گی اور پھر نہیں ملے گی، اس کے لئے غسل ضروری نہیں ہے تیمّم کر کے نماز پڑھ لی جائے۔ چونکہ عیدین کی نماز اور نمازِ جنازہ اور سنن مؤکدۃ اور کسوف کی نماز کا کوئی خلف نہیں اسلئے مذکورہ نمازیں تیمّم کے ساتھ پڑھنا جائز ہیں لیکن جمعہ کی نماز کا خلف ظہر کی نماز ہے اور پانچوں وقت کے فرائض کیلئے قضاء خلف ہے اسلئے اگر چہ غسل کرنے سے ان نمازوں کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تب بھی غسل کرنا فرض ہے۔ صرف تیمّم کر کے نماز پڑھ لینا جائز نہیں ہے۔

ہم نے بعض مسائل فتاویٰ رضویہ میں درج ذیل مسائل کی روشنی میں تحریر کئے ہیں۔

- فتاویٰ رضویہ باب الوضو میں ہے:

  ''جس چیز کی آدمی کو عموماً یا خصوصاً ضرورت پڑتی رہتی ہے اور اس کے ملاحظہ اور احتیاط میں حرج ہے اس کا ناخنوں کے اندر یا اوپر یا اور کہیں

قضاء ہو جانے کا خوف ہو تو پہلے غسل کرے اور نماز قضاء کرے تیمّم کر کے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ مثلاً مباشرت یا احتلام کی وجہ سے جنبی یا حیض اور نفاس کے انقطاع کے بعد عورت سمجھتی ہے کہ غسل کرنے سے نماز قضاء ہو جائے گی لہٰذا تیمّم کر کے نماز پڑھ لی جائے ایسا کرنا جائز نہیں ہے بلکہ غسل کرنا ضروری ہے۔

● اور اگر جنبی کو غسل کرنے کی وجہ سے نماز جنازہ یا عید کی نماز یا استسقاء کی نماز یا کسوف کی نماز یا سنن مؤکدۃ کے قضاء ہو جانے کا اندیشہ ہو تو غسل مؤخر کر دیا جائے اور تیمّم کر کے نماز پڑھ لی جائے پھر غسل کیا جائے۔ کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ نماز جس کا خلف نہیں نہ وہ نماز دوبارہ ادا ہو سکتی ہے اور نہ قضاء۔ اس کے قضاء ہو جانے کے اندیشہ پر بے وضو اور جنبی کو اگر خوف ہو کہ وضو کرنے تک یا غسل کرنے تک نماز چلی جائے گی اور پھر نہیں ملے گی، اس کے لئے غسل ضروری نہیں ہے تیمّم کر کے نماز پڑھ لی جائے۔ چونکہ عیدین کی نماز اور نمازِ جنازہ اور سنن مؤکدۃ اور کسوف کی نماز کا کوئی خلف نہیں اسلئے مذکورہ نمازیں تیمّم کے ساتھ پڑھنا جائز ہیں لیکن جمعہ کی نماز کا خلف ظہر کی نماز ہے اور پانچوں وقت کے فرائض کیلئے قضاء خلف ہے اسلئے اگرچہ غسل کرنے سے ان نمازوں کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تب بھی غسل کرنا فرض ہے۔ صرف تیمّم کر کے نماز پڑھ لینا جائز نہیں ہے۔

ہم نے بعض مسائل فتاویٰ رضویہ میں درج ذیل مسائل کی روشنی میں تحریر کئے ہیں۔

● فتاویٰ رضویہ باب الوضو میں ہے:

''جس چیز کی آدمی کو عموماً یا خصوصاً ضرورت پڑتی رہتی ہے اور اس کے ملاحظہ اور احتیاط میں حرج ہے اس کا ناخنوں کے اندر یا اوپر یا اور کہیں

لگا رہ جانا اگرچہ جرم دار ہو (جسم رکھتی ہو) اگرچہ پانی اس کے نیچے نہ پہنچ سکے جیسے پکانے، گوندھنے والوں کے لئے آٹا، رنگ ریز کے لئے رنگ کا جرم، عورت کے لئے مہندی کا جرم (جسم) کاتب کے لئے (ناخنوں کے اوپر) روشنائی مزدور کے لئے گارا مٹی عام لوگوں کے لئے کوئے (آنکھ کا کنارا) یا پلک میں سرمہ کا جرم (جسم) بدن کا میل مٹی غبار مکھی مچھر کی بیٹ وغیرہا کہ ان کا رہ جانا فرض اعتقادی کی ادا کو مانع نہیں۔'' (۲۰۳، جلد اول، رضا فاؤنڈیشن)

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

''میں نے اپنے فتاویٰ میں ثابت کیا تھا کہ جس چیز کے زائل کرنے بلکہ خیال رکھنے میں حرج نہیں ہے جب اس پر مطلع ہو تو اس کا زائل کرنا واجب ہے اور اسے ترک کرنا جائز نہیں ہے جیسے مہندی، سرمہ اور مکھی کی بیٹ وغیرہ۔'' (۲۰۶/۱)

معلوم ہوا اگر کسی چیز کے زائل کرنے میں حرج اور مشقت ہو تو اطلاع کے باوجود وضو اور غسل کے لئے اس کا زائل کرنا شرط نہیں ہے۔ اور اگر اس کے چپکنے میں احتیاط کرنا مشکل نہیں یا اس کے زائل کرنے میں مشقت نہیں تو اس چیز کا زائل کرنا وضو اور غسل کے لئے شرط ہے۔ اگر ایسی چیز کا وضو یا غسل کر لینے کے بعد علم ہوا تو اس کو زائل کرنے کے بعد وضو اور غسل میں جسم کے اس حصہ کو دوبارہ دھونا ضروری ہے اور پہلے والے وضو یا غسل سے پڑھی گئی نمازوں کا اعادہ بھی ضروری ہے۔ مثلاً کسی آدمی کا پیشہ رنگ ریزی نہیں لیکن اتفاق سے اُس کے ہاتھوں پر یا ناخنوں پر رنگ چپک گیا یا خود چپکایا اس کو اگر رنگ اتارنا مشکل نہ تھا تو

زائل کرنا ضروری تھا۔ کیونکہ حرج اس آدمی کے لئے ہوتا ہے جو پیشہ کی وجہ سے مبتلا ہو، اور بار بار اتارنا پڑے لہٰذا رنگ ریز کے غیر کا بغیر رنگ اتارے وضو اور غسل صحیح نہیں ہوگا۔ پھر اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ لکھتے ہیں: جس کا خلاصہ یہ ہے کہ فقہ کی کتابوں میں مختلف جزئیات کا ذکر ہے۔ اور انہوں نے جسم پر چپکنے والی اشیاء میں ایک قید لگائی ہے کہ وہ چیز ایسی نرم ہو جس میں پانی سرایت کر سکے تو اس کے موجود ہوتے ہوئے وضو اور غسل ہو جائے گا۔ مثلاً جیسے مٹی اور گارا اور تیل اور شیرا اور دانتوں کے سوراخوں میں پھنسے ہوئے روٹی کے ٹکڑے کیونکہ ان اشیاء کے نرم ہونے کی وجہ سے جسم تک پانی پہنچ جاتا ہے اور اگر چپکنے والی اشیاء سخت ہیں اور آدمی کی ضرورت بھی نہیں یا ان کا زائل کرنا آسان ہے تو ان کے ہوتے ہوئے وضو اور غسل نہیں ہوں گے۔ مثلاً موم، دنداسہ، مچھلی کا چھلکا اور چبائی ہوئی روٹی کا سخت ٹکڑا جو جم جائے وغیرہ وغیرہ۔

آپ فرماتے ہیں:

''اس (نرم اور سخت والے ضابطہ) کا لحاظ مناسب ہے۔ اگرچہ تحقیق یہ ہے کہ مدار ضرورت وحرج عام یا خاص پر ہے اگر (زائل کرنے میں) حرج نہیں طہارت نہ ہوگی۔ اگرچہ پانی سرایت کرے کہ مجرد تری پہنچنا کافی نہیں بہنا شرط ہے اور وہ قطعاً گارے وغیرہ جرم دار چیزوں میں بھی نہ ہوگا۔ جب تک ان کا جرم نہ زائل ہو تو نرمی اور سختی کا فرق بیکار ہے اور حرج اور ضرورت ہو اور طہارت کر لی اور ایسی چیز لگی رہ گئی اور نماز پڑھ لی تو معافی ہے اگرچہ (وہ چیز) سخت و مانع نفوذ ہو آخر مکھی مچھر کی بیٹ پر خود درمختار میں **لم يصل الماء تحته** (اس کے

زائل کرنا ضروری تھا۔ کیونکہ حرج اس آدمی کے لئے ہوتا ہے جو پیشہ کی وجہ سے مبتلا ہو، اور بار بار اتارنا پڑے لہٰذا رنگ ریز کے غیر کا بغیر رنگ اتارے وضو اور غسل صحیح نہیں ہوگا۔ پھر اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ لکھتے ہیں: جس کا خلاصہ یہ ہے کہ فقہ کی کتابوں میں مختلف جزئیات کا ذکر ہے۔ اور انہوں نے جسم پر چپکنے والی اشیاء میں ایک قید لگائی ہے کہ وہ چیز ایسی نرم ہو جس میں پانی سرایت کر سکے تو اس کے موجود ہوتے ہوئے وضو اور غسل ہو جائے گا۔ مثلاً جیسے مٹی اور گارا اور تیل اور شیرا اور دانتوں کے سوراخوں میں پھنسے ہوئے روٹی کے ٹکڑے کیونکہ ان اشیاء کے نرم ہونے کی وجہ سے جسم تک پانی پہنچ جاتا ہے اور اگر چپکنے والی اشیاء سخت ہیں اور آدمی کی ضرورت بھی نہیں یا ان کا زائل کرنا آسان ہے تو ان کے ہوتے ہوئے وضو اور غسل نہیں ہوں گے۔ مثلاً موم، دنداسہ، مچھلی کا چھلکا اور چبائی ہوئی روٹی کا سخت ٹکڑا جو جم جائے وغیرہ وغیرہ۔

آپ فرماتے ہیں:

''اس (نرم اور سخت والے ضابطہ) کا لحاظ مناسب ہے۔ اگرچہ تحقیق یہ ہے کہ مدار ضرورت وحرج عام یا خاص پر ہے اگر (زائل کرنے میں) حرج نہیں طہارت نہ ہوگی۔ اگرچہ پانی سرایت کرے کہ مجرد تری پہنچنا کافی نہیں بہنا شرط ہے اور وہ قطعاً گارے وغیرہ جرم دار چیزوں میں بھی نہ ہوگا۔ جب تک ان کا جرم نہ زائل ہو تو نرمی اور سختی کا فرق بیکار ہے اور حرج اور ضرورت ہو اور طہارت کر لی اور ایسی چیز لگی رہ گئی اور نماز پڑھ لی تو معافی ہے اگرچہ (وہ چیز) سخت و مانع نفوذ ہو آخر مکھی مچھر کی بیٹ پر خود درمختار میں **لم یصل الماء تحتہ** (اس کے

نیچے پانی نہ پہنچا ہو) فرما کر حکم دیا کہ **لا یمنع الطھارۃ** (طہارت سے مانع نہیں ہے) اور مہندی کے جرم کو بھی مانع نہ مانا اور فرمایا **بہ یفتی** (اسی پر فتویٰ ہے) حالانکہ اس کا جرم خصوصاً بعد خشکی یقیناً نفوذ آب کو مانع ہے۔'' (ا ج/ ۲۲۱)

- ایک جگہ آپ فرماتے ہیں بالجملۃ (غسل) میں ظاہر بدن ہر ذرہ ہر رونگٹے پر سر سے پاؤں تک پانی بہنا فرض ہے ورنہ غسل نہ ہوگا مگر مواضع حرج معاف ہیں۔ مثلاً:
- آنکھوں کے ڈھیلے
- عورت کے گندھے ہوئے بال۔
- ناک کان کے زیوروں کے وہ سوراخ جو بند ہو گئے۔
- نامختون کا حشفہ جبکہ کھال چڑھانے میں تکلیف ہو۔
- اس حالت میں اس کھال کی اندرونی سطح جہاں تک پانی بے کھولے نہ پہنچے۔
- مکھی یا مچھر کی بیٹ جو بدن پر ہو اس کے نیچے۔
- عورت کے ہاتھ پاؤں میں اگر کہیں مہندی کا جرم لگا رہ گیا ہو۔
- دانتوں کا جما ہوا چونا۔
- مسی کی ریخیں۔
- بدن کا میل۔
- ناخنوں میں بھری ہوئی یا بدن پر لگی ہوئی مٹی۔
- جو بال گرہ کھا کر رہ گیا ہو اگرچہ مرد کا ہو۔
- پلک یا کوئے میں سرمہ کا جرم۔

- کاتب کے انگوٹھے پر روشنائی۔
- رنگ ریز کے ناخن پر رنگ کا جرم۔
- نان بائی یا پکانے والی عورت کے ناخن میں آٹا **علی خلافه**۔
- کھانے کے ریزے کہ دانت کی جڑ یا جوف میں رہ گئے **کما مر انفا عن الخلاصه**۔
- (اقول میں کہتا ہوں)۔ یوں ہی پان کے ریزے نہ چھالیا کے دانے کہ سخت ہیں۔ **کما مر ایضا**۔
- (اقول میں کہتا ہوں) **بتعلیل المسئلة بالحرج لعموم البلوی یندفع مامر من الایراد**۔ (ترجمہ) جب حکم مسئلہ کی علت یہ قرار پائی کہ عموم بلوی کی وجہ سے حرج واقع ہوتا ہے تو گزشتہ ایراد ختم ہو گیا۔
- اقول ہلتا ہوا دانت اگر تار سے جکڑا ہے معافی ہونی چاہئے اگرچہ پانی تار کے نیچے نہ بہے کہ بار بار کھولنا ضرر دیگا نہ اس سے ہر وقت بندش ہو سکے گی۔
- یوں ہی اگر اکھڑ ہوا دانت کسی مسالے مثلاً برادہ آہن (لوہے کا برادہ) و مقناطیس وغیرہ سے جمایا گیا ہے جمے ہوئے چونے کی مثل اس کی بھی معافی ہونی چاہئے۔ **اقول : لانه ارتفاق مباح وفی الازالة حرج** ۔ میں کہتا ہوں چونکہ یہ مباح منفعت کا حاصل کرنا ہے اور اس کے ازالہ میں حرج ہے۔ (الی) ہاں اگر کمانی چڑھی ہو جس کے اتارنے چڑھانے میں حرج نہیں اور پانی بہنے کو روکے گی تو اتارنا لازم ہے۔
- پٹی کہ زخم پر ہو اور کھولنے میں ضرر یا حرج ہے۔
- ہر وہ جگہ کہ کسی درد یا مرض کے سبب اس پر پانی بہنے سے ضرر ہوگا۔

- کاتب کے انگوٹھے پر روشنائی۔
- رنگ ریز کے ناخن پر رنگ کا جرم۔
- نان بائی یا پکانے والی عورت کے ناخن میں آٹا **علی خلافه**۔
- کھانے کے ریزے کہ دانت کی جڑ یا جوف میں رہ گئے **كما مر انفا عن الخلاصه**۔
- (اقول میں کہتا ہوں)۔ یوں ہی پان کے ریزے نہ چھالیا کے دانے کہ سخت ہیں۔ **کما مر ایضا**۔
- (اقول میں کہتا ہوں) **بتعلیل المسئلة بالحرج لعموم البلوی یندفع مامر من الایراد**۔ (ترجمہ) جب حکم مسئلہ کی علت یہ قرار پائی کہ عموم بلوی کی وجہ سے حرج واقع ہوتا ہے تو گزشتہ ایراد ختم ہو گیا۔
- اقول ہلتا ہوا دانت اگر تار سے جکڑا ہے معافی ہونی چاہئے اگرچہ پانی تار کے نیچے نہ بہے کہ بار بار کھولنا ضرر دیگا نہ اس سے ہر وقت بندش ہو سکے گی۔
- یوں ہی اگر اکھڑ ہوا دانت کسی مسالے مثلاً برادہ آہن (لوہے کا برادہ) و مقناطیس وغیرہ سے جمایا گیا ہے جمے ہوئے چونے کی مثل اس کی بھی معافی ہونی چاہئے۔ **اقول : لانه ارتفاق مباح وفی الازالة حرج** ۔ میں کہتا ہوں چونکہ یہ مباح منفعت کا حاصل کرنا ہے اور اس کے ازالہ میں حرج ہے۔ (الی) ہاں اگر کمانی چڑھی ہو جس کے اتارنے چڑھانے میں حرج نہیں اور پانی بہنے کو روکے گی تو اتارنا لازم ہے۔
- پٹی کہ زخم پر ہو اور کھولنے میں ضرر یا حرج ہے۔
- ہر وہ جگہ کہ کسی درد یا مرض کے سبب اس پر پانی بہنے سے ضرر ہوگا۔

والمسائل مشهورة وفی فتاونا مذكورة. عرض مدار حرج پر ہے اور حرج بنص قرآن مدفوع اور یہ امت دنیا و آخرت میں مرحومہ ہے والحمدللہ رب العالمین۔ (۱/۴۵۴)

- پھر فرمایا اقول میں کہتا ہوں وباللہ التوفیق حرج کی تین صورتیں ہیں ایک یہ کہ وہاں پانی پہنچانے میں مضرت ہو جیسے آنکھ کے اندر دوم مشقت ہو جیسے عورت کی گندھی ہوئی چوٹی، سوم بعد علم و اطلاع کوئی ضرر و مشقت تو نہیں مگر اس کی نگہداشت اس کی دیکھ بھال میں دقت ہے جیسے مچھر مکھی کی بیٹ یا الجھا ہوا گرہ کھایا ہوا بال، قسم اول و دوم کی معافی تو ظاہر ہے اور قسم سوم میں (جس کے اتارنے میں ضرر اور مشقت نہیں) بعد اطلاع ازالہ مانع ضروری ہے۔ مثلاً جہاں مذکورہ صورتوں میں مہندی، سرمہ، آٹا، روشنائی، رنگ، بیٹ وغیرہ میں سے کوئی چیز جمی ہوئی دیکھ پائی تو اب یہ نہ ہو کہ اُسے یوں ہی رہنے دے اور پانی اوپر سے بہا دے بلکہ چھڑالے کہ آخر ازالہ میں تو کوئی حرج تھا ہی نہیں تعاہد (بچنے اور احتیاط) میں تھا بعد اطلاع اس کی حاجت نہ رہی۔ **ومن المعلوم ان ما كان بضرورة تقدر بقدرها** (۴۵۵۱) اور شرعی معلومات سے ہے کہ جو چیز ضرورت کی وجہ سے ہو وہ بقدر ضرورت جائز ہوتی ہے۔
- فقہاء عظام رحمہم اللہ اور فتاویٰ رضویہ کی عبارتوں سے واضح ہے جو چیز بدن پر چپک جائے اور اس کے چپک جانے میں کسی کو ابتلاء ہے مثلاً رنگ ریز جو گاڑیوں اور مکانوں اور کپڑوں کے رنگنے کا کام کرتا ہے۔ اس کو وضو اور غسل کے لئے بار بار بدن سے رنگ اتارنا مشقت میں ڈالے گا کیونکہ عام سادہ پانی سے رنگ نہیں اترتا، ہاں کیمیکل صابن یا تھنر سے اُتارا جا سکتا ہے، صابن یا تھنر کا

انتظام کرنا پھر بار بار دن میں پانچ بار یا اس سے زائد مرتبہ استعمال کر کے رنگ اتارنا، رنگ کرنے کا پیشہ والے کے لئے حرج اور مشقت کا کام ہے لہٰذا اُسے علم بھی ہو کہ جسم پر رنگ کا جرم چپکا ہوا ہے۔ اس کے وضو اور غسل کے جواز میں چپکا رنگ مانع نہیں ہے۔ رنگ کرنے والے پیشہ ور آدمی کے لئے ضرورت اور حرج دونوں موجود ہیں۔

- اور اگر کوئی آدمی رنگ کا کام نہیں کرتا اس کے جسم پر رنگ چپک جاتا ہے تو اس کو علم کے بعد رنگ اتارنا ضروری ہے کیونکہ صابن یا تھنر وغیرہ سے رنگ کا جسم زائل ہو جاتا ہے اس کے لئے نہ ضرورت تھی اور نہ اس کے اتارنے میں اسے حرج ہے۔ اسی پر باقی چیزوں کو قیاس کیا جائے گا۔
- مذکورہ بالا تحقیق سے معلوم ہوا پان کھانے سے دانتوں میں جم جانے والا چونا اور عورتوں کے دانتوں کے درمیان میں مسی اور دانت چمکانے اور خوبصورت بنانے والی ادویہ کے اجزاء جن کے اتارنے میں کیمیکل خریدنے اور بار بار اتارنے میں حرج ہوتا ہے، معاف ہیں۔ کیونکہ چونے کے ساتھ پان کھانا اور دانتوں کو چمکانے کے لئے مسی (دنداسہ) استعمال کرنا شرعاً مباح ہیں۔ عورت کو مہندی لگانا اور سر کے بال دھاگوں سے گوندھنا وغیرہ مباح ہیں اس لئے آدمی کو ہر وہ چیز جس سے نفع اٹھانا جائز ہو اور اس کی وجہ سے بدن کے کسی حصہ پر وہ چیز جم جائے اور اس کے زائل کرنے میں حرج ہو تو وہ معاف ہوتی ہے۔ گویا آدمی کے لئے مباح چیز استعمال کرنا انسان کی حاجت ہے اور پانی بہنے سے رکاوٹ ڈالنے والی بدن پر چپکی چیز کے زائل کرنے میں مشقت حرج ہے اور حاجت اور حرج پر معافی کا حکم ہے۔

انتظام کرنا پھر بار بار دن میں پانچ بار یا اس سے زائد مرتبہ استعمال کر کے رنگ اتارنا، رنگ کرنے کا پیشہ والے کے لئے حرج اور مشقت کا کام ہے لہٰذا اُسے علم بھی ہو کہ جسم پر رنگ کا جرم چپکا ہوا ہے۔ اس کے وضو اور غسل کے جواز میں چپکا رنگ مانع نہیں ہے۔ رنگ کرنے والے پیشہ ور آدمی کے لئے ضرورت اور حرج دونوں موجود ہیں۔

● اور اگر کوئی آدمی رنگ کا کام نہیں کرتا اس کے جسم پر رنگ چپک جاتا ہے تو اس کو علم کے بعد رنگ اتارنا ضروری ہے کیونکہ صابن یا تھنر وغیرہ سے رنگ کا جسم زائل ہو جاتا ہے اس کے لئے نہ ضرورت تھی اور نہ اس کے اتارنے میں اسے حرج ہے۔ اسی پر باقی چیزوں کو قیاس کیا جائے گا۔

● مذکورہ بالا تحقیق سے معلوم ہوا پان کھانے سے دانتوں میں جم جانے والا چونا اور عورتوں کے دانتوں کے درمیان میں مسی اور دانت چمکانے اور خوبصورت بنانے والی ادویہ کے اجزاء جن کے اتارنے میں کیمیکل خریدنے اور بار بار اتارنے میں حرج ہوتا ہے، معاف ہیں۔ کیونکہ چونے کے ساتھ پان کھانا اور دانتوں کو چمکانے کے لئے مسی (دنداسہ) استعمال کرنا شرعاً مباح ہیں۔ عورت کو مہندی لگانا اور سر کے بال دھاگوں سے گوندھنا وغیرہ مباح ہیں اس لئے آدمی کو ہر وہ چیز جس سے نفع اٹھانا جائز ہو اور اس کی وجہ سے بدن کے کسی حصہ پر وہ چیز جم جائے اور اس کے زائل کرنے میں حرج ہو تو وہ معاف ہوتی ہے۔ گویا آدمی کے لئے مباح چیز استعمال کرنا انسان کی حاجت ہے اور پانی بہنے سے رکاوٹ ڈالنے والی بدن پر چپکی چیز کے زائل کرنے میں مشقت حرج ہے اور حاجت اور حرج پر معافی کا حکم ہے۔

انزال کے مسائل

● مرد اور عورت کے باطنی اجزاء سے مادہ تولید اگر لذت اور شہوت کے ساتھ جدا ہو اور مرد اور عورت کی شرمگاہوں سے خارج ہو جائے تو غسل فرض ہو جاتا ہے۔ طرفین کے نزدیک آلہ مردانگی سے خروج کے وقت تک شہوت کا باقی رہنا شرط نہیں ہے بلکہ غسل کے وجوب کے لئے مادہ منویہ کے انفصال کے وقت شہوت کا ہونا شرط ہے۔ لیکن ابو یوسف کے نزدیک خروج کے وقت بھی شہوت کا باقی ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا اگر کسی آدمی کا مادہ منویہ جسم کے باطنی اجزاء سے شہوت سے جدا ہوا لیکن اس آدمی نے آلہ مردانگی پکڑ کر دبا دیا جب شہوت ختم ہوگئی تو مادہ منویہ خارج ہوا طرفین کے نزدیک اس آدمی پر غسل فرض ہوگا لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک اس پر غسل فرض نہیں ہوگا۔ (درمختار)

● درمختار میں ہے اگر کسی آدمی کو اپنے اوپر تہمت اور الزام لگنے کا خوف ہو تو اس کے لئے احتلام کی صورت میں امام ابو یوسف کے قول پر عمل کرنے کا فتویٰ دیا جائے گا۔

اور سخت سردیوں اور سفر میں جب غسل کرنے میں مشقت ہو تو امام ابو یوسف کے قول پر عمل کرنا جائز ہے۔ قہستانی اور تاتر خانیہ میں نوازل کی طرف منسوب ہے کہ ہم ابو یوسف کے قول پر فتویٰ دیتے ہیں کیونکہ یہ مسلمانوں کے لئے آسان ہے۔ خصوصاً سفر اور سردیوں میں یعنی امام ابو یوسف کا قول اگرچہ سردیوں اور سفر یا تہمت کی حالت کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ لیکن عام حالات میں طرفین کے قول پر اور ضرورت کی جگہ امام ابو یوسف کے قول پر عمل کرنا بہتر ہے۔

- مدارس میں زیرِ تعلیم طالب علم اور رشتہ داروں کے گھروں میں مقیم مہمانوں کے لئے بھی امام ابو یوسف کے قول پر عمل کرنے کا فتویٰ دیا جائے تو بہتر ہوگا کیونکہ گھر میں مقیم مہمان اگر صبح صبح غسل کرے گا تو میز بان کو شک ہوگا کہ شاید مہمان نے میرے گھر میں خیانت کی ہے اور طالب علم بے چارے پانی کا انتظام نہ ہونے یا گرم پانی کا انتظام نہ ہونے کی صورت سے نہایت پریشان ہوتے ہیں اور بے چاروں کو احتلام بھی کثرت سے ہوتا ہے اس لئے اُن کے لئے ابو یوسف کے قول پر عمل کرنا جائز ہے۔ مہمانوں اور طلباء کو چاہئے کہ فوراً آلہ مردانگی کو دبا دیں جب شہوت ختم ہو جائے تو منی کا خروج ہو اب صرف وضو کر لیں غسل کی ضرورت نہیں۔
- علامہ شامی تہمت سے بچنے کا ایک اور طریقہ بھی ذکر کرتے ہیں:

کہ اگر مہمان آلہ مردانگی کو دبا کر منی کے خروج کو نہیں روک سکا اور منی کا انفعال اور خروج بھی شہوت سے ہو گیا تو بالاتفاق وہ جنبی ہو جائے گا اگر اسے تہمت لگ جانے کا اندیشہ ہے تو نماز کو مؤخر کر دے اور غسل نہ کرے نماز کے لئے کھڑا ہو جائے بغیر نیت اور تحریمہ اور قرأت کے رفع یدین اور قیام اور رکوع اور سجدے کرتا رہے تاکہ میز بان یہ سمجھے کہ مہمان پر غسل فرض نہیں تھا۔ وہ نماز پڑھ رہا ہے۔ یعنی اس شخص کے لئے نماز قضاء کرنے کا گناہ نہیں ہوگا۔ (۲۹۸ شامی) اس مسئلہ سے تہمت اور الزام سے بچنے کی اہمیت کا اندازہ کرنا مشکل نہیں ہے۔

- اور اگر جنبی کو نماز نہ پڑھنے سے میز بان کے ناراض ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو بستر میں سویا رہے غسل نہ کرے تاکہ تہمت نہ لگے۔ (از رفیق حسنی)

● مدارس میں زیر تعلیم طالب علم اور رشتہ داروں کے گھروں میں مقیم مہمانوں کے لئے بھی امام ابو یوسف کے قول پر عمل کرنے کا فتویٰ دیا جائے تو بہتر ہوگا کیونکہ گھر میں مقیم مہمان اگر صبح صبح غسل کرے گا تو میزبان کو شک ہوگا کہ شاید مہمان نے میرے گھر میں خیانت کی ہے اور طالب علم بے چارے پانی کا انتظام نہ ہونے یا گرم پانی کا انتظام نہ ہونے کی صورت سے نہایت پریشان ہوتے ہیں اور بے چاروں کو احتلام بھی کثرت سے ہوتا ہے اس لئے اُن کے لئے ابو یوسف کے قول پر عمل کرنا جائز ہے۔ مہمانوں اور طلباء کو چاہئے کہ فوراً آلہ مردانگی کو دبا دیں جب شہوت ختم ہو جائے تو منی کا خروج ہو اب صرف وضو کر لیں غسل کی ضرورت نہیں۔

● علامہ شامی تہمت سے بچنے کا ایک اور طریقہ بھی ذکر کرتے ہیں:

کہ اگر مہمان آلہ مردانگی کو دبا کر منی کے خروج کو نہیں روک سکا اور منی کا انفعال اور خروج بھی شہوت سے ہو گیا تو بالاتفاق وہ جنبی ہو جائے گا اگر اسے تہمت لگ جانے کا اندیشہ ہے تو نماز کو مؤخر کر دے اور غسل نہ کرے نماز کے لئے کھڑا ہو جائے بغیر نیت اور تحریمہ اور قرأت کے رفع یدین اور قیام اور رکوع اور سجدے کرتا رہے تا کہ میزبان یہ سمجھے کہ مہمان پر غسل فرض نہیں تھا۔ وہ نماز پڑھ رہا ہے۔ یعنی اس شخص کے لئے نماز قضاء کرنے کا گناہ نہیں ہوگا۔ (۲۹۸ شامی) اس مسئلہ سے تہمت اور الزام سے بچنے کی اہمیت کا اندازہ کرنا مشکل نہیں ہے۔

● اور اگر جنبی کو نماز نہ پڑھنے سے میزبان کے ناراض ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو بستر میں سویا رہے غسل نہ کرے تا کہ تہمت نہ لگے۔ (از رفیق حسنی)

ایلاج اور ادخال کے مسائل:

● زندہ آدمی کے قبل اور دبر دو راستوں سے کسی ایک میں آلہ مردانگی کے دخول سے فاعل اور مفعول دونوں پر غسل کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ انزال ہو یا نہ ہو۔ اگر فاعل اور مفعول سے کوئی ایک بالغ نہیں یا مجنون ہے تو اس پر غسل فرض نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ مکلّف نہیں ہے۔

● پیچھے یا آگے کے راستہ میں جب آلہ کا ختنہ شدہ حصہ غائب ہو جائے تو غسل فرض ہو جائے گا۔ مکمل آلے کا داخل ہونا ضروری نہیں اور اگر ختنہ کی مقدار آلہ غائب نہ ہو صرف دونوں مرد اور عورت کی شرمگاہیں بغیر دخول کے ٹکرا جائیں اور انزال بھی نہ ہو تو غسل کرنا فرض نہیں ہوگا۔

● شہوت سے انزل وظیفہ زوجیت ادا کرنے کی وجہ سے ہو یا احتلام کی وجہ سے ہو، احتلام مرد کو ہو یا عورت کو ہو یا شہوت کے ساتھ بوس و کنار سے مرد یا عورت کو انزال ہو جائے یا عورت کے مخصوص اعضاء کو شہوت کی نظر سے دیکھنے کی وجہ سے عورت یا مرد کا انزال ہو جائے سب صورتوں میں غسل فرض ہو جاتا ہے۔

● بعض نوجوانوں کے آلہ سے انتشار کی حالت میں لیس دار گاڑھا سفید پانی خارج ہوتا ہے۔ خصوصاً بیوی سے بوس و کنار کے وقت انتشار کے وقت اکثر نوجوان اس میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس سفید پانی کو ''مذی'' کہا جاتا ہے اس کے خروج سے وضو تو فاسد ہو جاتا ہے اور کپڑا ناپاک ہو جاتا ہے لیکن غسل فرض نہیں ہوتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے بہت مذی آتی تھی میں نے کسی دوسرے آدمی کے ذریعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ پچھوایا تو آپ

نے فرمایا اس میں وضو ہے غسل نہیں ہے۔ ہاں اگر مذی کپڑے پر لگ جائے تو کپڑا ناپاک ہو جائے گا۔ اسی طرح خواتین کا بھی بوس و کنار کی صورت میں مخصوص عضو سے پانی نکل آتا ہے، اس سے غسل واجب نہیں ہوتا۔

- بعض نوجوانوں کا پیشاب کے بعد گاڑھا سفید پانی خارج ہوتا ہے اس کو ''ودی'' کہا جاتا ہے اس سے بھی غسل فرض نہیں ہوتا۔
- اگر احتلام ہو جائے اور یاد نہ ہو لیکن کپڑوں پر مادہ منویہ موجود ہے تو غسل کرنا فرض ہوگا۔
- اگر خواب میں مباشرت کی لیکن بدن اور کپڑوں پر مادہ منویہ کے آثار نہیں ہیں تو غسل کرنا فرض نہیں ہے۔
- اپنے ہاتھوں یا بیوی کے ہاتھوں میں شہوت رانی سے اگر انزال ہو جائے تو غسل کرنا فرض ہوگا ورنہ غسل فرض نہیں ہوگا، لیکن اپنے ہاتھوں میں شہوت رانی حرام ہے اور بیوی کے ہاتھوں میں جائز ہے۔
- قبل یا دبر میں انگلی داخل کرنے سے غسل واجب نہیں ہوتا اور وہ نابالغ بچہ جو شہوت کی عمر کو نہیں پہنچا اس کے آلہ تناسل کے داخل کرنے اور جنی اور کتے اور پلاسٹک سے تیار کردہ آلہ تناسل کے ادخال سے جب تک عورت کو انزال نہ ہو غسل کرنا واجب نہیں ہوگا اور اگر لڑکا مراہق ہے لیکن بالغ نہیں ہے یعنی بارہ سال سے پندرہ سال کے درمیان کی عمر میں لڑکا نابالغ ہے اس کی مباشرت سے عورت پر غسل واجب ہوگا۔
- موجودہ دور کی یورپی تہذیب کی برائیوں سے ایک برائی یہ بھی ہے کہ پلاسٹک کے آلۂ میں ہوا بھر کر الیکٹرک مشین کے ذریعہ خواتین اپنے مخصوص عضو

نے فرمایا اس میں وضو ہے غسل نہیں ہے۔ ہاں اگر مذی کپڑے پر لگ جائے تو کپڑا ناپاک ہو جائے گا۔ اسی طرح خواتین کا بھی بوس و کنار کی صورت میں مخصوص عضو سے پانی نکل آتا ہے، اس سے غسل واجب نہیں ہوتا۔

● بعض نوجوانوں کا پیشاب کے بعد گاڑھا سفید پانی خارج ہوتا ہے اس کو ''ودی'' کہا جاتا ہے اس سے بھی غسل فرض نہیں ہوتا۔

● اگر احتلام ہو جائے اور یاد نہ ہو لیکن کپڑوں پر مادہ منویہ موجود ہے تو غسل کرنا فرض ہوگا۔

● اگر خواب میں مباشرت کی لیکن بدن اور کپڑوں پر مادہ منویہ کے آثار نہیں ہیں تو غسل کرنا فرض نہیں ہے۔

● اپنے ہاتھوں یا بیوی کے ہاتھوں میں شہوت رانی سے اگر انزال ہو جائے تو غسل کرنا فرض ہوگا ورنہ غسل فرض نہیں ہوگا، لیکن اپنے ہاتھوں میں شہوت رانی حرام ہے اور بیوی کے ہاتھوں میں جائز ہے۔

● قبل یا دبر میں انگلی داخل کرنے سے غسل واجب نہیں ہوتا اور وہ نابالغ بچہ جو شہوت کی عمر کو نہیں پہنچا اس کے آلہ تناسل کے داخل کرنے اور جنی اور کتے اور پلاسٹک سے تیار کردہ آلہ تناسل کے ادخال سے جب تک عورت کو انزال نہ ہو غسل کرنا واجب نہیں ہوگا اور اگر لڑکا مراہق ہے لیکن بالغ نہیں ہے یعنی بارہ سال سے پندرہ سال کے درمیان کی عمر میں لڑکا نابالغ ہے اس کی مباشرت سے عورت پر غسل واجب ہوگا۔

● موجودہ دور کی یورپی تہذیب کی برائیوں سے ایک برائی یہ بھی ہے کہ پلاسٹک کے آلۂ میں ہوا بھر کر الیکٹرک مشین کے ذریعہ خواتین اپنے مخصوص عضو

میں پلاسٹک کا متحرک آلۂ داخل کر کے تسکین حاصل کرتی ہیں اور بعض خواتین کتوں سے باقاعدہ مرد و زن کی طرح ہمبستر ہوتی ہیں۔ چونکہ یورپی تہذیب کی خرافات سے مسلمان عورتیں بھی محفوظ نہیں رہیں۔ ایسی صورتوں میں انزال ہونے پر مسلمان عورت پر غسل فرض ہو جائے گا اور اگر انزال نہ ہوا تو غسل فرض نہیں ہوگا۔ کیونکہ غسل کے وجوب کا سبب مذکر آدمی کے آلہ کا دخول ہے۔ لہٰذا پلاسٹک اور جانور کے آلہ کے دخول سے بغیر انزال کے مدخولہ پر غسل واجب نہیں ہوگا۔

● خنثی مشکل (ہیجڑا) جس کے دونوں نامکمل آلے ہوں نہ وہ مرد ہو اور نہ وہ عورت ہو اگر اس کا آلہ کسی مؤنث میں داخل کیا جائے یا کسی مرد کا آلہ اس کے خاتونی منفذ میں داخل ہو تو بغیر انزال فاعل اور مفعول دونوں پر غسل واجب نہیں ہوگا لیکن اگر خنثی کے دبر میں ادخال ہو تو دونوں فاعل اور مفعول پر غسل واجب ہو جائے گا۔ کیونکہ لواطت میں فاعل اور مفعول دونوں پر غسل واجب ہوتا ہے۔

● دیہاتی لوگوں میں جانوروں کے ساتھ زنا کے واقعات ہوتے رہے ہیں اگر کسی بدبخت نے کسی مؤنث جانور حلال یا حرام کے ساتھ زنا کیا تو انزال ہونے پر غسل واجب ہوگا اگر انزال نہیں ہوا تو غسل واجب نہیں ہوگا۔ جانور کے ساتھ زنا کرنے والے آدمی کو تعزیر لگائی جائے گی اور جانور کو ذبح کر کے دفن کر دیا جائے گا اور جانور کی قیمت بطور جرمانہ فاعل سے لی جائے گی۔ (کتب فقہ)

حیض اور نفاس کے منقطع ہونے کے بعد کے احکام

خواتین کا جب حیض اور نفاس منقطع ہو جائے تو نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے اور قرآن کو چھونے اور تلاوت کرنے اور طواف کرنے اور مسجد میں داخل

ہونے کے لئے غسل کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ جب تک غسل نہیں کریں گی جنابت کی وجہ سے مذکورہ امور ادا نہیں کر سکتی۔ حیض کے باب میں تفصیل گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

غسل واجب ہونے کے چار سبب تھے، انزال اور ادخال اور حیض کا انقطاع اور نفاس کا انقطاع، جن کی بقدر ضرورت تفصیل ذکر کر دی ہے۔

بالوں کے کلر کرنے کی وجہ سے وضو اور غسل کے احکام:

- بال کلر کرنے والے پوڈر اور کریمیں اور آئل نجس نہ ہوں تو ان کا استعمال مباح اور جائز ہے اور وضو اور غسل میں طہارت کے لئے مانع نہیں ہے۔
- میرے بعض معاصر مشائخ اور علماء جن کو میں نے ڈاڑھی اور سر کے بالوں کو کلر کرتے دیکھا یا وہ مشائخ اور علماء جن کے متعلق ہمیں اپنے استاذوں سے روایت ملی کہ وہ خضاب استعمال فرماتے تھے، اُن میں سے بعض حضرات کے نام۔

خضاب لگانے والے علماء کے نام:

۱۔ پیر طریقت سیدی خواجہ غلام محمد صاحب نور اللہ مضجعہ دربار پیر سواگ لیہ۔ آپ سرخ اور سیاہ پوڈر سے بال کلر فرماتے تھے سیاہی غالب ہوتی تھی میں خود طالب علمی کے زمانہ میں آپ کے بال کلر کرنے والوں میں شریک رہا۔

۲۔ پیر طریقت سیدی پیر مہر علی شاہ صاحب برد اللہ مضجعہ گولڑہ شریف، آپ نے بالوں کے کلر کرنے کے جواز پر ایک رسالہ بھی تحریر فرمایا ہے جس کا نام ''عجالہ بردو سالہ'' ہے۔ آپ کی زیارت نہیں کی تھی۔ لیکن استاذ العلماء

ہونے کے لئے غسل کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ جب تک غسل نہیں کریں گی جنابت کی وجہ سے مذکورہ امور ادا نہیں کر سکتی۔ حیض کے باب میں تفصیل گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

غسل واجب ہونے کے چار سبب تھے، انزال اور ادخال اور حیض کا انقطاع اور نفاس کا انقطاع، جن کی بقدر ضرورت تفصیل ذکر کر دی ہے۔

بالوں کے کلر کرنے کی وجہ سے وضو اور غسل کے احکام:

- بال کلر کرنے والے پوڈر اور کریمیں اور آئل نجس نہ ہوں تو ان کا استعمال مباح اور جائز ہے اور وضو اور غسل میں طہارت کے لئے مانع نہیں ہے۔
- میرے بعض معاصر مشائخ اور علماء جن کو میں نے ڈاڑھی اور سر کے بالوں کو کلر کرتے دیکھا یا وہ مشائخ اور علماء جن کے متعلق ہمیں اپنے استاذوں سے روایت ملی کہ وہ خضاب استعمال فرماتے تھے، اُن میں سے بعض حضرات کے نام۔

خضاب لگانے والے علماء کے نام:

۱۔ پیر طریقت سیدی خواجہ غلام محمد صاحب نور اللہ مضجعہ دربار پیر سواگ لیہ۔

آپ سرخ اور سیاہ پوڈر سے بال کلر فرماتے تھے سیاہی غالب ہوتی تھی میں خود طالب علمی کے زمانہ میں آپ کے بال کلر کرنے والوں میں شریک رہا۔

۲۔ پیر طریقت سیدی پیر مہر علی شاہ صاحب برد اللہ مضجعہ' گولڑہ شریف، آپ نے بالوں کے کلر کرنے کے جواز پر ایک رسالہ بھی تحریر فرمایا ہے جس کا نام ''عجالہ بردو سالہ'' ہے۔ آپ کی زیارت نہیں کی تھی۔ لیکن استاذ العلماء

استاذی عطاء محمد بندیالوی رحمہ اللہ اور استاذیم مولانا عبد الغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے، گویا آپ کو بھی میں نے دیکھا ہے۔

۳۔ استاذ العلماء استاذیم عطاء محمد صاحب بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ۔ جامعہ امدادیہ مظہریہ بندیال شریف۔

۴۔ استاذ العلماء استاذیم عبد الغفور صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ۔ وزیر آباد۔

۵۔ حضرت علامہ مولانا فیض احمد صاحب زید مجدہ' گولڑہ شریف۔

۶۔ حضرت علامہ مولانا مشتاق احمد صاحب زید مجدہ' شیخ الحدیث انوار القرآن ملتان۔

۷۔ حضرت علامہ مولانا عبد الحق صاحب زید مجدہ' بندیال شریف (ابتدائی زمانہ میں)

۸۔ حضرت علامہ مولانا محمد حسین شوق رحمہ اللہ، پپلاں شریف۔

۹۔ حضرت علامہ مولانا غلام رسول صاحب سعیدی زید مجدہ' شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ کراچی آپ نے بالوں کے کلر کرنے کے جواز پر شرح صحیح مسلم میں تفصیلی دلائل ذکر فرمائے ہیں قارئین کو ضرور مطالعہ کرنا چاہئے۔

۱۰۔ حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب زید مجدہ' ناظم دار العلوم نعیمیہ، کراچی۔

۱۱۔ حضرت علامہ مولانا مفتی منیب الرحمٰن صاحب زید مجدہ' مہتمم دار العلوم نعیمیہ، کراچی۔

۱۲۔ حضرت علامہ مولانا شاہ حسین گردیزی زید مجدہ' مہتمم دار العلوم مہریہ، کراچی

۱۳۔ حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ صدر جمعیت العلماء پاکستان

۱۴۔ حضرت علامہ مولانا قاری رضاء المصطفیٰ صاحب زید مجدہٗ خطیب جامع مسجد بولٹن مارکیٹ، کراچی۔

۱۵۔ حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم صاحب چشتی زید مجدہٗ مدرسہ انوار القرآن ملتان۔

۱۶۔ حضرت علامہ مولانا ہدایت اللہ صاحب زید مجدہٗ جامعہ ہدایۃ القرآن ملتان

۱۷۔ حضرت علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ خطیب پاکستان کراچی۔ آپ نے بالوں کے رنگ کرنے کے جواز پر ''سیاہ خضاب'' کے نام سے ایک رسالہ بھی تحریر فرمایا تھا۔

۱۸۔ حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر صاحب زید مجدہٗ مہتمم جامعہ رکن الاسلام حیدرآباد۔

۱۹۔ حضرت علامہ مولانا غلام مصطفیٰ صاحب رضوی زید مجدہٗ مدرس انوار القرآن، ملتان۔

۲۰۔ حضرت علامہ مولانا مفتی سید شجاعت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، رکن اسلامی نظریاتی کونسل اور جسٹس وفاقی شرعی عدالت اور بانی دارالعلوم نعیمیہ کراچی۔

۲۱۔ حضرت علامہ مولانا سید سعادت علی قادری، خطیب پاکستان۔

۲۲۔ حضرت علامہ مولانا محمد یوسف صاحب بندیالوی شیخ الحدیث شمس العلوم جامعہ رضویہ کراچی۔

ذکر کردہ مشائخ اور علماء سے اکثر سیاہ خضاب استعمال کرتے ہیں اور کچھ سرخ اور سیاہ مکس خضاب لگاتے ہیں۔

ان علماء کرام کا عمل بھی ہمارے لئے جواز کی دلیل ہے۔ کیونکہ شیخ اور صحیح عالم کی تعریف یہی ہے کہ جسکے اقوال اور اعمال لوگوں کیلئے دلیل اور حجت ہوں۔

۱۴۔ حضرت علامہ مولانا قاری رضاء المصطفیٰ صاحب زید مجدہٗ خطیب جامع مسجد بولٹن مارکیٹ، کراچی۔

۱۵۔ حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم صاحب چشتی زید مجدہٗ مدرسہ انوار القرآن ملتان۔

۱۶۔ حضرت علامہ مولانا ہدایت اللہ صاحب زید مجدہٗ جامعہ ہدایۃ القرآن ملتان

۱۷۔ حضرت علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ خطیب پاکستان کراچی۔ آپ نے بالوں کے رنگ کرنے کے جواز پر ''سیاہ خضاب'' کے نام سے ایک رسالہ بھی تحریر فرمایا تھا۔

۱۸۔ حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر صاحب زید مجدہٗ مہتمم جامعہ رکن الاسلام حیدرآباد۔

۱۹۔ حضرت علامہ مولانا غلام مصطفیٰ صاحب رضوی زید مجدہٗ مدرس انوار القرآن، ملتان۔

۲۰۔ حضرت علامہ مولانا مفتی سید شجاعت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، رکن اسلامی نظریاتی کونسل اور جسٹس وفاقی شرعی عدالت اور بانی دارالعلوم نعیمیہ کراچی۔

۲۱۔ حضرت علامہ مولانا سید سعادت علی قادری، خطیب پاکستان۔

۲۲۔ حضرت علامہ مولانا محمد یوسف صاحب بندیالوی شیخ الحدیث شمس العلوم جامعہ رضویہ کراچی۔

ذکر کردہ مشائخ اور علماء سے اکثر سیاہ خضاب استعمال کرتے ہیں اور کچھ سرخ اور سیاہ مکس خضاب لگاتے ہیں۔

ان علماء کرام کا عمل بھی ہمارے لئے جواز کی دلیل ہے۔ کیونکہ شیخ اور صحیح عالم کی تعریف یہی ہے کہ جسکے اقوال اور اعمال لوگوں کیلئے دلیل اور حجت ہوں۔

احادیث اور فقہی روایات

- حضرت عبداللہ بن عمر سے جب کہا گیا کہ آپ زرد رنگ سے خضاب کیوں کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا:

واما الصفره فانی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یصبغ بها فانا احب ان اصبغ بها (بخاری شریف)

اور لیکن زرد رنگ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اس رنگ سے رنگا کرتے تھے، میں پسند کرتا ہوں کہ میں بھی اس رنگ سے رنگوں۔

عمدۃ القاری میں ہے:

جاء ت آثار عن ابن عمر تبین فیها تصفیر ابن عمر لحیة واحتَجَّ بانه علیه الصلٰوة والسلام کان یصفر لحیته' بالورس والزعفران اخرجه ابو داؤد (الی) وکان اکثر الصحابة والتابعین یخضب بالصفرة منهم ابو هریرة و آخرون ویروی ذالک عن علی رضی اللہ عنه۔ (۳/۲۷، عمدۃ القاری)

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایسے آثار آئے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے آپ اپنی ڈاڑھی کو زرد رنگ (پیلا) کرتے تھے اور اس پر دلیل یہ دیتے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ڈاڑھی مبارک کو ورس اور زعفران سے پیلے رنگ سے رنگا کرتے تھے، اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور اکثر صحابہ اور تابعین زرد رنگ سے رنگا کرتے تھے ان

میں سے حضرت ابو ہریرہ اور دوسرے صحابہ بھی ہیں اور حضرت علی سے بھی مروی ہے کہ آپ زرد رنگ سے خضاب کرتے تھے۔

- علامہ شامی نے ذکر فرمایا حضرت ابوبکر الصدیق مہندی اور کتم کے ساتھ بالوں کو رنگا کرتے تھے۔ (۵/ ۲۹۹)

- حضرت ابوبکر بن حزم جن کو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے مدینہ منورہ کا امیر مقرر فرمایا تھا اور نمازیں وہی پڑھاتے تھے وہ مہندی اور کتم سے بالوں کو رنگ کرتے تھے۔ عمدۃ القاری میں ہے:

وکان ابوبکر هو الذی یصلی بالناس ویتولی امرهم وکان یخضب بالحناء والکتم۔ (ص ۱۲۹، جزء ثانی)

حضرت ابوبکر ابن حزم لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے اور ان کے امور کی تولیت فرماتے تھے اور مہندی اور کتم سے خضاب فرماتے تھے۔

- حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ابو قحافہ عثمان (حضرت ابوبکر صدیق کے والد) کو فتح مکہ کے دن لایا گیا اور ان کا سر اور ڈاڑھی (سفید پھول) کی طرح سفید تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

غیروا هذا بشیء واجتنبوا السواد۔

اس سفیدی کو کسی چیز سے بدل دو اور سیاہ رنگ سے اجتناب کرو۔

- حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان الیهود والنصاری لا یصبغون فخالفوهم۔ (مسلم شریف)

بے شک یہودی اور نصرانی بالوں کو نہیں رنگتے تم ان کی مخالفت کرو۔

- مذکورہ احادیث کے تحت علامہ نووی نے پہلے اپنا مختار بیان فرمایا پھر

میں سے حضرت ابو ہریرہ اور دوسرے صحابہ بھی ہیں اور حضرت علی سے بھی مروی ہے کہ آپ زرد رنگ سے خضاب کرتے تھے۔

● علامہ شامی نے ذکر فرمایا حضرت ابوبکر الصدیق مہندی اور کتم کے ساتھ بالوں کو رنگا کرتے تھے۔ (۵/ ۲۹۹)

● حضرت ابو بکر بن حزم جن کو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے مدینہ منورہ کا امیر مقرر فرمایا تھا اور نمازیں وہی پڑھاتے تھے وہ مہندی اور کتم سے بالوں کو رنگ کرتے تھے۔ عمدۃ القاری میں ہے:

وکان ابوبکر هو الذی یصلی بالناس ویتولی امرهم وکان یخضب بالحناء والکتم۔ (ص ۱۲۹، جزء ثانی)

حضرت ابوبکر ابن حزم لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے اور ان کے امور کی تولیت فرماتے تھے اور مہندی اور کتم سے خضاب فرماتے تھے۔

● حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ابو قحافہ عثمان (حضرت ابوبکر صدیق کے والد) کو فتح مکہ کے دن لایا گیا اور ان کا سر اور ڈاڑھی (سفید پھول) کی طرح سفید تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

غیروا هذا بشیء واجتنبوا السواد۔

اس سفیدی کو کسی چیز سے بدل دو اور سیاہ رنگ سے اجتناب کرو۔

● حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان الیهود والنصاری لا یصبغون فخالفوهم۔ (مسلم شریف)

بے شک یہودی اور نصرانی بالوں کو نہیں رنگتے تم ان کی مخالفت کرو۔

● مذکورہ احادیث کے تحت علامہ نووی نے پہلے اپنا مختار بیان فرمایا پھر

قاضی کے قول سے تفصیل بیان فرمائی۔ ہم پہلے قاضی کا قول نقل کرتے ہیں:

قال القاضی اختلف السلف من الصحابة والتابعین فی الخضاب فی جنسه فقال بعضهم ترک الخضاب افضل ورووا حدیثا من النبی صلی الله علیه وسلم فی النهی عن تغییر الشیب ولانه صلی الله علیه وسلم لم یغیر شیبه' روی هذا عن عمر وعلی وابی و آخرین وقال آخرون الخضاب افضل و خضب جماعة من الصحابة والتابعین ومن بعدهم للاحادیث التی ذکرها مسلم وغیره ثم اختلف هؤلاء فکان اکثرهم یخضب بالصفره منهم ابن عمر وابو هریرة وآخرون وروی ذالک عن علی وخضب جماعة منهم بالحناء والکتم وبعضهم بالزعفران وخضب جماعة بالسواد وروی ذالک عن عثمان والحسن والحسین ابنی علی وعقبة ابن عامر وابن سیرین وأبی بردة وآخرین قال القاضی قال الطبرانی الصواب ان الآثار المرویة عن النبی صلی الله علیه وسلم بتغییر الشیب وبالنهی عنه کلها صحیحة ولیس فیها تناقض بل الامر لمن شَیُبه' کشیب ابی قحافة والنهی لمن له شمط فقط قال واختلاف السلف فی فعل الامرین بحسب اختلاف احوالهم فی ذالک مع ان الامر والنهی فی ذالک لیس للوجوب بالاجماع ولهذا لم ینکر بعضهم علی بعض خلافه فی ذالک قال ولا یجوز

فی ذالک ان یقال فیهما ناسخ و منسوخ قال القاضی. وقال غیره، وهو علی حالین فمن کان فی موضع عادة اهله الصبغ او ترکه فخروجه عن العادة شهرة ومکروه والثانی انه یختلف باختلاف نظافة الشیب فمن کان شیبته تکون نقیة احسن منها مصوغة فالترک اولی ومن کانت شیبته، تسبشع فالصبغ اولی هذا ما نقله القاضی والاصح الاوفق ما قدمناه عن مذهبنا ـ (۱/۹۹) مسلم شریف مع حاشیہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ، کراچی۔

قاضی نے فرمایا پہلے لوگ صحابہ کرام اور تابعین رحمہم اللہ کا خضاب میں اس کی جنس میں اختلاف تھا۔ بعض حضرات نے فرمایا خضاب کا ترک افضل ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالوں کی سفیدی کے بدلنے میں نہی روایت فرمائی اور انہوں نے فرمایا کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سفیدی کو نہیں بدلا اس کی روایت حضرت عمر اور حضرت علی اور حضرت ابی اور دیگر صحابہ کرام سے کی گئی ہے اور دوسرے بعض صحابہ کرام نے فرمایا خضاب اور بالوں کو رنگ کرنا افضل ہے۔ صحابہ کرام اور تابعین کی ایک جماعت نے خضاب لگایا اور ان کے بعد والے لوگوں نے بھی خضاب لگایا۔ ان احادیث کی وجہ سے جن کو مسلم اور دوسرے محدثین نے ذکر فرمایا پھر خضاب لگانے والے تابعین اور صحابہ کرام مختلف رنگ کے خضاب لگاتے تھے، ان میں سے اکثر زرد خضاب لگاتے تھے ان میں سے حضرت عبداللہ بن عمر اور

فی ذالک ان یقال فیهما ناسخ و منسوخ قال القاضی. وقال غیره، وهو علی حالین فمن کان فی موضع عادة اهله الصبغ او ترکه فخروجه عن العادة شهرة ومکروه والثانی انه یختلف باختلاف نظافة الشیب فمن کان شیبته تکون نقیة احسن منها مصوغة فالترک اولی ومن کانت شیبته تسبشع فالصبغ اولی هذا ما نقله القاضی والاصح الاوفق ما قدمناه عن مذهبنا ۔ (۱/۹۹) مسلم شریف مع حاشیہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ، کراچی۔

قاضی نے فرمایا پہلے لوگ صحابہ کرام اور تابعین رحمہم اللہ کا خضاب میں اس کی جنس میں اختلاف تھا۔ بعض حضرات نے فرمایا خضاب کا ترک افضل ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالوں کی سفیدی کے بدلنے میں نہی روایت فرمائی اور انہوں نے فرمایا کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سفیدی کو نہیں بدلا اس کی روایت حضرت عمر اور حضرت علی اور حضرت ابی اور دیگر صحابہ کرام سے کی گئی ہے اور دوسرے بعض صحابہ کرام نے فرمایا خضاب اور بالوں کو رنگ کرنا افضل ہے۔ صحابہ کرام اور تابعین کی ایک جماعت نے خضاب لگایا اور ان کے بعد والے لوگوں نے بھی خضاب لگایا۔ ان احادیث کی وجہ سے جن کو مسلم اور دوسرے محدثین نے ذکر فرمایا پھر خضاب لگانے والے تابعین اور صحابہ کرام مختلف رنگ کے خضاب لگاتے تھے، ان میں سے اکثر زرد خضاب لگاتے تھے ان میں سے حضرت عبداللہ بن عمر اور

حضرت ابو ہریرۃ اور دیگر صحابہ کرام اور ایک روایت ہے کہ حضرت علی بھی زرد خضاب کرتے تھے اور صحابہ کرام سے ایک جماعت نے مہندی اور کتم (سیاہ رنگ) سے خضاب لگایا اور بعض صحابہ کرام نے زعفران کے ساتھ خضاب کیا اور صحابہ کرام کی ایک جماعت نے سیاہ خضاب لگایا اور سیاہ خضاب کرنے کی روایت حضرت عثمان اور حضرت حسن اور حضرت حسین حضرت علی کے صاحبزادوں اور عقبہ ابن عامر اور ابن سیرین اور ابو بردہ اور دیگر حضرات کے متعلق کی گئی ہے (کہ یہ حضرات سیاہ خضاب لگاتے تھے) قاضی نے فرمایا طبرانی نے کہا ہے کہ سفیدی کی تغییر اور بدل دینے کے امر کی یا تغییر سے منع کرنے کے رسول اکرم ﷺ سے مروی سب آثار اور روایات صحیح ہیں۔

ان میں کوئی تناقض نہیں ہے بلکہ تغییر کا امر اس شخص کے لئے ہے جس کی ڈاڑھی کے بالوں کی سفیدی ابو قحافہ کی ڈاڑھی کے بالوں کی سفیدی کی طرح ہو یعنی سارے بال سفید ہوں اور تغییر سے منع اس شخص کے لئے ہے جس کی ڈاڑھی سے ایک حصہ سفید ہو اور اس نے کہا سلف کا اختلاف دو امروں کے کرنے میں ان کے احوال کے اختلاف کی وجہ سے ہے۔ حالانکہ اس امر پر اجماع ہے کہ بالوں کی سفیدی کے تغییر کا امر اور نہی دونوں وجوب کے لئے نہیں اور اسی وجہ سے بعض نے بعض کی مخالفت پر انکار نہیں کیا اور یہ کہنا کہ یہاں ناسخ اور منسوخ ہیں جائز نہیں ہے۔ یہ قاضی نے کہا اور قاضی کے علاوہ دوسرے لوگوں نے کہا صحابہ کرام کا اختلاف دو حالتوں پر ہے پس وہ شخص جس کے علاقہ میں اہل علاقہ کی عادۃ بالوں کو رنگنا ہے یا ترک کرنا ہے پس عادت کے خلاف اور خروج شہرت اور مکروہ ہے

دوسرا حال یہ کہ اختلاف سفیدی کی نظافت اور صفائی کے اختلاف کی وجہ سے ہے جس کی سفیدی نظافت اور صاف ہونے میں احسن ہو۔ رنگ کرنے سے اُس کیلئے رنگ کرنے کا ترک اولی ہے اور وہ شخص جس کی سفیدی میں نظافت نہ ہو اور میلا پن ہو اس کے لئے بالوں کا رنگ کرنا اولیٰ ہے۔ یہ وہ ہے جو قاضی نے نقل کیا اور زیادہ صحیح اور زیادہ موافق وہ ہے جو ہم نے پہلے اپنا مذہب ذکر کیا۔

- علامہ نووی کی نقل کردہ عبارت سے معلوم ہوا کہ بالوں کی سفیدی کی تغییر کا امر **غیروا الشیب** (سفیدی کو بدل دو) اور **خالفوھم** (یہود ونصاریٰ کی مخالفت کرو اور ڈاڑھیوں کو رنگ کرو) اور **اجتنبوا السواد** (سیاہ رنگ سے اجتناب کرو)۔ وجوب کے لئے نہیں اور دونوں امروں کے وجوب کے لئے نہ ہونے پر علماء کا اجماع ہے اور نہی تحریم کے لئے نہیں ہے اس پر بھی اجماع ہے اور امر اور نہی کے وجوب اور تحریم کے لئے نہ ہونے پر دلیل انہوں نے صحابہ کرام کا ایک دوسرے پر انکار اور طعن نہ کرنا بتایا ہے۔ کیونکہ وجوب کی مخالفت اور تحریم پر عدم عمل پر خاموش رہنا صحابہ کرام کی شان سے بعید ہے۔
- نیز معلوم ہوا بالوں کی تغییر میں رنگ اور کلر کرنے میں مختلف رنگوں کے استعمال کی بھی اجازت تھی جس شخص کو جو رنگ پسند تھا وہی رنگ لگاتا تھا۔
- نقشہ کچھ اس طرح بنا کہ خلفاء راشدین سے (حضرت ابوبکر الصدیق مہندی اور کتم ملا کر ڈاڑھی کو (ڈارک براؤن یا لائٹ براؤن) رنگ کرتے تھے اور (۲) ایک روایت کے مطابق حضرت عمر فاروق کی ڈاڑھی سفید تھی وہ رنگ نہیں فرماتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ بھی حناء اور کتم سے خضاب کرتے تھے۔ (۳) حضرت عثمان غنیؓ ڈاڑھی کو بالکل سیاہ رنگ سے رنگتے تھے۔ اور (۴)

دوسرا حال یہ کہ اختلاف سفیدی کی نظافت اور صفائی کے اختلاف کی وجہ سے ہے جس کی سفیدی نظافت اور صاف ہونے میں احسن ہو۔ رنگ کرنے سے اُس کیلئے رنگ کرنے کا ترک اولی ہے اور وہ شخص جس کی سفیدی میں نظافت نہ ہو اور میلا پن ہو اس کے لئے بالوں کا رنگ کرنا اولیٰ ہے۔ یہ وہ ہے جو قاضی نے نقل کیا اور زیادہ صحیح اور زیادہ موافق وہ ہے جو ہم نے پہلے اپنا مذہب ذکر کیا۔

● علامہ نووی کی نقل کردہ عبارت سے معلوم ہوا کہ بالوں کی سفیدی کی تغییر کا امر غیروا الشیب (سفیدی کو بدل دو) اور خالفوھم (یہود ونصاریٰ کی مخالفت کرو اور ڈاڑھیوں کو رنگ کرو) اور اجتنبوا السواد (سیاہ رنگ سے اجتناب کرو)۔ وجوب کے لئے نہیں اور دونوں امروں کے وجوب کے لئے نہ ہونے پر علماء کا اجماع ہے اور نہی تحریم کے لئے نہیں ہے اس پر بھی اجماع ہے اور امر اور نہی کے وجوب اور تحریم کے لئے نہ ہونے پر دلیل انہوں نے صحابہ کرام کا ایک دوسرے پر انکار اور طعن نہ کرنا بتایا ہے۔ کیونکہ وجوب کی مخالفت اور تحریم پر عدم عمل پر خاموش رہنا صحابہ کرام کی شان سے بعید ہے۔

● نیز معلوم ہوا بالوں کی تغییر میں رنگ اور کلر کرنے میں مختلف رنگوں کے استعمال کی بھی اجازت تھی جس شخص کو جو رنگ پسند تھا وہی رنگ لگاتا تھا۔

● نقشہ کچھ اس طرح بنا کہ خلفاء راشدین سے (حضرت ابوبکر الصدیق مہندی اور کتم ملا کر ڈاڑھی کو (ڈارک براؤن یا لائٹ براؤن) رنگ کرتے تھے اور (۲) ایک روایت کے مطابق حضرت عمر فاروق کی ڈاڑھی سفید تھی وہ رنگ نہیں فرماتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ بھی حناء اور کتم سے خضاب کرتے تھے۔ (۳) حضرت عثمان غنیؓ ڈاڑھی کو بالکل سیاہ رنگ سے رنگتے تھے۔ اور (۴)

حضرت علی ڈاڑھی مبارک کو پیلے رنگ سے رنگا کرتے تھے۔

● دوسرا نقشہ کچھ اس طرح بنا کہ صحابہ کرام کی اکثریت بالوں کو رنگ کرتی تھی ایسے تھوڑے لوگ تھے جن کی ڈاڑھیاں سفید تھیں۔

● حضرت علی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شہزادے امام حسن اور امام حسین بھی حضرت عثمان کی طرح سیاہ رنگ پسند فرماتے اور لگاتے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق مہندی اور کتم کو ملا کر ڈاڑھی رنگ فرماتے تھے اب اگر کوئی شخص ڈاڑھی رنگ نہیں کرتا تو وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یا دوسرے صحابہ کرام کی سنت پر عمل کرتا ہے اور جو شخص ڈارک براؤن یا لائٹ براؤن کلر کرتا ہے وہ حضرت ابوبکر صدیق کی سنت پر عمل کرتا ہے اور جو شخص بالکل سیاہ رنگ استعمال کرتا ہے وہ حضرت عثمان غنی اور حسنین کریمین کی سنت پر عمل کرتا ہے اور جو شخص پیلا رنگ استعمال کرتا ہے تو وہ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن عمر کی سنت پر عمل کرتا ہے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے تمہارے لئے میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے۔ نیز فرمایا میرے صحابہ کی مثال ستاروں کی طرح ہے جس کی اقتداء کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ لہٰذا سب کو ثواب ملا کوئی شخص گنہگار نہ ہوا مگر وہ شخص جو ذکر شدہ تفصیل کا منکر ہے۔

● جب صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر الصدیق کی اقتداء میں نماز پڑھنے سے انکار نہ کیا جبکہ وہ ڈاڑھی کلر کرتے تھے اور حضرت عمر نے دس سال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز سفید ڈاڑھی کے ساتھ پڑھائی اور کسی نے انکار نہ کیا۔ اور ڈاڑھی پر سیاہ کلر کر کے حضرت عثمان مسجد نبوی میں بارہ سال کے عرصہ

میں امامت فرماتے رہے اور آپ کی اقتداء سے کسی کی نماز واجب الاعادہ نہ ہوئی اور پانچ سال تک کوفہ کی جامع مسجد میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نماز پڑھاتے اور ڈاڑھی مبارک پر پیلا رنگ فرماتے تھے آپ کی اقتداء سے کسی نے انکار نہ کیا تو آج کل بعض حضرات کی طرف سے خصوصاً علماء کی طرف سے اتنی شدت کہ بالوں کو سیاہ خضاب لگانے والے کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوتی ہے، نہایت تعجب اور حیرت انگیز ہے کیونکہ یہ فتویٰ بالواسطہ حضرت عثمان ذوالنورین اور حسنین کریمین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک جا پہنچتا ہے۔

کیونکہ آپ پڑھ چکے ہیں بعض صحابہ کرام خضاب کرنے کو افضل اور ترک خضاب کو غیر افضل فرماتے تھے اگر کوئی شخص یہ کہنا شروع کر دے کہ سفید ڈاڑھی والے ائمہ کی اقتداء میں نماز مکروہ ہے تو یہ کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؟

اگر فقہاء عظام کی جانب سے کی گئی تحقیق کی چھان بین کی جائے تو زیادہ سے زیادہ سیاہ خضاب خلاف اولیٰ اور مکروہ تنزیہہ ہے اور خلافِ اولیٰ کے ارتکاب سے آدمی نہ فاسق ہوتا ہے اور نہ باعث طعن اور ملامت کیونکہ خلافِ اولیٰ کا ارتکاب صغیرۃ گناہ بھی نہیں ہوتا۔ نہایت تعجب ہے کہ خضاب لگانے والے ائمہ کرام کے خلاف طوفان برپا کر دیا جاتا ہے اور انہیں مساجد کی امامت سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ تفصیل (حضرت علامہ غلام رسول سعیدی دام ظلہ (اب وفات پا چکے ہیں) کی شرح مسلم میں ملاحظہ فرمائیں)۔

- ذکر شدہ علماء سے اکثر ڈاڑھی پر سیاہ اور سرخ کریم سے بالوں کا خضاب کرتے ہیں، میری طرح بعض حضرات گہرا سرخ (ڈارک براؤن) اور بعض حضرات ہلکا سرخ (لائٹ براؤن) خضاب لگاتے ہیں بحمدہٖ تعالیٰ ہم حضرت ابوبکر

میں امامت فرماتے رہے اور آپ کی اقتداء سے کسی کی نماز واجب الاعادہ نہ ہوئی اور پانچ سال تک کوفہ کی جامع مسجد میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نماز پڑھاتے اور ڈاڑھی مبارک پر پیلا رنگ فرماتے تھے آپ کی اقتداء سے کسی نے انکار نہ کیا تو آج کل بعض حضرات کی طرف سے خصوصاً علماء کی طرف سے اتنی شدت کہ بالوں کو سیاہ خضاب لگانے والے کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوتی ہے، نہایت تعجب اور حیرت انگیز ہے کیونکہ یہ فتویٰ بالواسطہ حضرت عثمان ذوالنورین اور حسنین کریمین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک جا پہنچتا ہے۔

کیونکہ آپ پڑھ چکے ہیں بعض صحابہ کرام خضاب کرنے کو افضل اور ترک خضاب کو غیر افضل فرماتے تھے اگر کوئی شخص یہ کہنا شروع کر دے کہ سفید ڈاڑھی والے ائمہ کی اقتداء میں نماز مکروہ ہے تو یہ کس طرح صحیح ہوسکتا ہے؟

اگر فقہاء عظام کی جانب سے کی گئی تحقیق کی چھان بین کی جائے تو زیادہ سے زیادہ سیاہ خضاب خلاف اولیٰ اور مکروہ تنزیہہ ہے اور خلافِ اولیٰ کے ارتکاب سے آدمی نہ فاسق ہوتا ہے اور نہ باعث طعن اور ملامت کیونکہ خلافِ اولیٰ کا ارتکاب صغیرۃ گناہ بھی نہیں ہوتا۔ نہایت تعجب ہے کہ خضاب لگانے والے ائمہ کرام کے خلاف طوفان برپا کر دیا جاتا ہے اور انہیں مساجد کی امامت سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ تفصیل (حضرت علامہ غلام رسول سعیدی دام ظلہ (اب وفات پاچکے ہیں) کی شرح مسلم میں ملاحظہ فرمائیں)۔

● ذکر شدہ علماء سے اکثر ڈاڑھی پر سیاہ اور سرخ کریم سے بالوں کا خضاب کرتے ہیں، میری طرح بعض حضرات گہرا سرخ (ڈارک براؤن) اور بعض حضرات ہلکا سرخ (لائٹ براؤن) خضاب لگاتے ہیں بحمدہٖ تعالیٰ ہم حضرت ابوبکر

الصدیق اور آپ کے گروپ کے صحابہ کرام کی سنت پر عمل کرتے ہیں۔ ہمارے اساتذہ کرام اور مشائخ عظام یہی کلر پسند فرماتے رہے اور استعمال کرتے رہے۔

(لطیفہ): جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں سواد سے احتراز کیلئے امر کا صیغہ واقع ہے اور بالوں کو رنگنے اور سفیدی کو تبدیل کرنے کے لئے بھی امر کا صیغہ وارد ہے اور دونوں وجوب کے لئے نہیں ہیں بلکہ استحباب یا ترکِ اولیٰ کے لئے وارد ہیں۔ استاذیم حضرت عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ بیان فرماتے تھے کہ لاہور کے بعض نامور علماء نے فتویٰ جاری کیا کہ سیاہ خضاب لگانے والے اماموں کے پیچھے نماز مکروہ واجب الاعادہ ہوتی ہے کیونکہ **اجتنبوا السواد** میں امر کا صیغہ وجوب کے لئے ہے اور واجب کا تارک فاسق ہوتا اور فاسق کی امامت مکروہ ہوتی ہے آپ نے فرمایا ہم نے الزامی فتویٰ جاری کیا کہ اگر ایسا ہے تو سفید ڈاڑھی والے ائمہ کے پیچھے نماز مکروہ واجب الاعادہ ہے کیونکہ **غیروا الشیب** میں امر وجوب کے لئے ہے اور واجب کا تارک فاسق ہوتا اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے۔ آپ فرماتے تھے جب ہمارا الزامی فتویٰ جاری ہوا تو فسادی مفتیوں کی زبان بند ہوگئی۔ کیونکہ اگر وہ جواب دیتے تو ہم کہتے **فما ھو جوابکم فھو جوابنا** پس جو تمہارا جواب ہوگا وہی ہمارا جواب ہوگا۔ مثلاً وہ جواب دیتے کہ **غیروا والا امر استحباب** کے لئے ہے تو ہم بھی کہتے **اجتنبوا والا امر استحباب** کے لئے ہے۔

(تنبیہ): اگرچہ بالوں کے رنگ کرنے کا جواز اور عدم جواز ہماری گفتگو کا موضوع نہیں تھا لیکن ہم نے متعدد حوالوں سے جواز ثابت کیا تاکہ اہلسنّت علماء

میں سے بعض علماء کی غلط فہمی دور ہو جائے اور علماء ایک دوسرے کی ٹانگیں نہ کھینچیں۔

- معلوم ہوا بالوں پر خضاب غسل اور وضو کے لئے رکاوٹ نہیں ہے۔ اگر طہارت سے خضاب مانع ہوتا تو صحابہ کرام خضاب استعمال نہ فرماتے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی چیز کے استعمال کے اذن شرعی سے وہ چیز آدمی کی حاجت میں داخل ہو جاتی ہے لہٰذا بالوں کا رنگنا خواتین وحضرات کی حاجت میں داخل ہے اور طہارت کیلئے مانع نہیں ہے اور ناخن پالش اور میک اپ (Makd up) کی ٹھوس کریمیں جو جسم کی جلد پر پانی کے بہنے سے مانع ہیں، ان کے استعمال کی شرعاً اجازت نہیں اور حاجت انسانی میں داخل نہیں ہیں اور طہارت سے مانع ہیں۔
- مزید روایات ملاحظہ فرمائیں: بدایہ ونہایہ میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس سرخ یا سیاہ خضاب لگاتے تھے، فرمایا:

كان جسيما (الى) له وفرة قد شاب مقدم راسه و شابت لمته و كان يخضب بالحناء وقيل بالسواد۔(٦/٦٥)

وہ خوبصورت جسم والے تھے ان کی زلفیں تھیں آپ کے سر مبارک سے اگلے بال اور دو سائیڈیں سفید ہو گئیں آپ مہندی سے خضاب فرماتے تھے اور بعض نے کہا آپ سیاہ خضاب کرتے تھے۔

وسئلته عن الوسمة فقال هو خضابنا اهل البيت (٥/٣٤٦، اعلام النبلاء)

میں نے امام محمد باقر سے وسمۃ (سیاہ رنگ) کے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا وسمۃ ہم اہل بیت کا خضاب ہے۔

میں سے بعض علماء کی غلط فہمی دور ہو جائے اور علماء ایک دوسرے کی ٹانگیں نہ کھینچیں۔

● معلوم ہوا بالوں پر خضاب غسل اور وضو کے لئے رکاوٹ نہیں ہے۔ اگر طہارت سے خضاب مانع ہوتا تو صحابہ کرام خضاب استعمال نہ فرماتے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی چیز کے استعمال کے اذن شرعی سے وہ چیز آدمی کی حاجت میں داخل ہو جاتی ہے لہٰذا بالوں کا رنگنا خواتین وحضرات کی حاجت میں داخل ہے اور طہارت کیلئے مانع نہیں ہے اور ناخن پالش اور میک اپ (Makd up) کی ٹھوس کریمیں جو جسم کی جلد پر پانی کے بہنے سے مانع ہیں، ان کے استعمال کی شرعاً اجازت نہیں اور حاجت انسانی میں داخل نہیں ہیں اور طہارت سے مانع ہیں۔

● مزید روایات ملاحظہ فرمائیں: بدایہ ونہایہ میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس سرخ یا سیاہ خضاب لگاتے تھے، فرمایا:

کان جسیما (الی) له وفرة قد شاب مقدم راسه و شابت لمته و کان یخضب بالحناء وقیل بالسواد۔(۶/۶۵)

وہ خوبصورت جسم والے تھے ان کی زلفیں تھیں آپ کے سر مبارک سے اگلے بال اور دو سائیڈیں سفید ہو گئیں آپ مہندی سے خضاب فرماتے تھے اور بعض نے کہا آپ سیاہ خضاب کرتے تھے۔

وسئلته عن الوسمة فقال هو خضابنا اهل البیت (۳۴۶/۵، اعلام النبلاء)

میں نے امام محمد باقر سے وسمۃ (سیاہ رنگ) کے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا وسمۃ ہم اہل بیت کا خضاب ہے۔

روی عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا خطب احدکم المرء ة وهو یخضب بالسواد فلیعلمها انه یخضب ۔(۹/۴۲/۱۴۲، سبل الهدی والرشاد)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارا ایک عورت کو نکاح کی دعوت دے اور وہ سیاہ خضاب کرتا ہو پس اس عورت کو بتا دے کہ وہ خضاب لگاتا ہے۔

وروی البلاذری عن محمد بن السائب ان عبدالمطلب اول من خضب بالوسمة لان الشیب اسرع الیه فدخل علی بعض ملوک الیمن فاشار علیه بالخضاب فغیر شیبته' بالحِنة ثم علاه بالوسمة فلما انصرف وصار بقرب مکة جدد خضابه وقد کان تَزَوَّدَ من الوسمة شیئًا کثیرا فدخل منزله وشعره مثل حلک الغراب فقالت امر ء ته فتیلة ام العباس یا شیب ما احسن هذا الصبغ لو دام فقال عبدالمطلب. لو دام لی هذا السواد حمدته وکان بدیلا من شباب قد انصرم (الی) ثم ان اهل مکة خضبوا ۔(سبل الهدیٰ والرشاد، ۱/۲۶۶، دارالکتب العلمیه، بیروت)

اور بلاذری نے محمد ابن سائب سے روایت کی ہے کہ بے شک حضرت عبدالمطلب پہلے شخص ہیں جنھوں نے وسمہ (سیاہ رنگ) کے ساتھ خضاب فرمایا کیونکہ سفیدی نے آپ کے بالوں کی طرف بہت جلدی

کی آپ کسی بادشاہ کے پاس یمن تشریف لے گئے اس نے خضاب لگانے کا مشورہ دیا آپ نے سفیدی کو مہندی سے تبدیل کیا پھر اس پر وسمہ (سیاہ رنگ) چڑھایا جب واپس لوٹے اور مکہ مکرمہ کے قریب ہوئے آپ نے دوبارہ خضاب فرمایا کیونکہ آپ نے وسمہ کی کافی مقدار اپنے ساتھ رکھ لی تھی آپ اپنے گھر داخل ہوئے اور آپ کے بال مبارک کالے کوے کے بالوں کی طرح سیاہ تھے آپ کی بیوی مسماۃ فتیلہ حضرت عباس کی ماں نے عرض کیا اے سفیدی والے کتنا احسن ہے یہ رنگ اگر ہمیشہ رہتا حضرت عبدالمطلب نے فرمایا۔ اگر یہ بالوں کی سیاہی میرے لئے ہمیشہ رہتی تو میں اس کی تعریف کرتا اور بدل ہو جاتی ختم ہو جانے والی جوانی سے۔ الخ

روی الدیلمی اول من خضب بالحناء والکتم ابراهیم علیه السلام.

دیلمی نے روایت کیا کہ پہلے شخص جنہوں نے مہندی اور کتم سے خضاب فرمایا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔

نقل غیر واحد ان علی بن الحسین کان یخضب بالحناء والکتم وقیل کان له کساء اصفر یلبسه یوم الجمعة

(۵/۳۳۹، اعلام النبلاء مکتبہ دارالفکر)

کافی لوگوں نے روایت کیا ہے حضرت علی بن حسین (زین العابدین) مہندی اور کتم کے ساتھ خضاب لگاتے تھے اور کہا گیا جمعہ کے دن زرد رنگ کا کپڑا ازیب تن فرماتے تھے۔

کی آپ کسی بادشاہ کے پاس یمن تشریف لے گئے اس نے خضاب لگانے کا مشورہ دیا آپ نے سفیدی کو مہندی سے تبدیل کیا پھر اس پر وسمہ (سیاہ رنگ) چڑھایا جب واپس لوٹے اور مکہ مکرمہ کے قریب ہوئے آپ نے دوبارہ خضاب فرمایا کیونکہ آپ نے وسمہ کی کافی مقدار اپنے ساتھ رکھ لی تھی آپ اپنے گھر داخل ہوئے اور آپ کے بال مبارک کالے کوے کے بالوں کی طرح سیاہ تھے آپ کی بیوی مسماۃ فتیلہ حضرت عباس کی ماں نے عرض کیا اے سفیدی والے کتنا احسن ہے یہ رنگ اگر ہمیشہ رہتا حضرت عبدالمطلب نے فرمایا۔ اگر یہ بالوں کی سیاہی میرے لئے ہمیشہ رہتی تو میں اس کی تعریف کرتا اور بدل ہو جاتی ختم ہو جانے والی جوانی سے۔ الخ

روی الدیلمی اول من خضب بالحناء والکتم ابراھیم علیه السلام.

دیلمی نے روایت کیا کہ پہلے شخص جنہوں نے مہندی اور کتم سے خضاب فرمایا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔

نقل غیر واحد ان علی بن الحسین کان یخضب بالحناء والکتم وقیل کان لہ کساء اصفر یلبسه یوم الجمعة

(۵/۳۳۹، اعلام النبلاء مکتبہ دارالفکر)

کافی لوگوں نے روایت کیا ہے حضرت علی بن حسین (زین العابدین) مہندی اور کتم کے ساتھ خضاب لگاتے تھے اور کہا گیا جمعہ کے دن زرد رنگ کا کپڑا زیب تن فرماتے تھے۔

قیل ان فرعون رکن الی قول موسی لما دعاہ وشاور امرءتهٗ فامنت واشارت علیه بالایمان فشاور هامان فقال لا تفعل بعد ان کنت مالکا تصیر مملوکا ان کنت ربًّا تصیر مربوباً وقال له انا اردک شابا فخضب لحیته بالسواد فهو اول من خضب۔ (۱۱/۶/۲۰۱، قرطبی)

کہا گیا ہے بے شک فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت اسلام کی طرف میلان کیا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو دعوت دی اس نے اپنی بیوی سے مشورہ کیا وہ ایمان لے آئیں اور فرعون کو ایمان لانے کا مشورہ دیا پھر فرعون نے ہامان سے مشورہ کیا تو اس نے کہا نہ کر واس لئے کہ تو ایمان لانے سے مالک ہونے کے بعد مملوک ہو جائے گا اور تو رب تھا تو مربوب بن جائے گا اور اسے کہا میں تیری جوانی واپس کر دیتا ہوں اس کی ڈاڑھی کو سیاہ رنگ کے ساتھ خضاب کیا پس وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے خضاب لگایا ہو سکتا ہے صرف کالا خضاب سب سے پہلے فرعون نے لگایا ہو ورنہ مہندی کے ساتھ کالا خضاب سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لگایا تھا اور فرعون کے کالا خضاب لگانے سے یہ سمجھنا کہ فرعون نے جو کام کئے وہ سارے حرام ہیں غلط ہے کیونکہ اگر کالا خضاب بالکل حرام ہوتا تو حضرت عثمان اور حسنین کریمین نہ لگاتے جیسا کہ گزرا ہے۔

- **قول ابن عباس انی لا تزین لامرءتی (الی) والخضاب للشیوخ والخاتم للجمیع من الشباب والشیوخ زینته وهو**

حلی الرجال علی ما یاتی بیانہ فی سورۃ النحل

(۱۲۴/۳،قرطبی)

حضرت عبداللہ بن عباس کا قول مبارک کہ بے شک میں اپنی بیوی کے لئے (خضاب لگا کر) زینت حاصل کرتا ہوں (تا) کیونکہ خضاب بوڑھوں کیلئے اور انگوٹھی سب جوانوں اور بوڑھوں کیلئے زینت ہے اور یہ انگوٹھی مردوں کا زیور ہے جیسا کہ سورۃ نحل میں اس کا ذکر آئے گا۔

آخر میں ہم خود صاحب شرع کے ذاتی عمل کے متعلق آثار نقل کرتے ہیں تاکہ قارئین خود فیصلہ تک پہنچ سکیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب کے متعلق

(مختلف روایات کا ذکر۔سبل الہدیٰ والرشاد)

(ص۳۴۲ تا ۳۴۴ جلد سابع دارالکتب العلمیہ بیروت)

- حضرت ابی رمثہ سے روایت ہے:

کان رسول صلی اللہ علیہ وسلم یختضب بالحناء والکتم ۔

(رواہ الامام احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہندی اور کتم کیساتھ خضاب فرماتے تھے۔

روی البخاری عن ابن عمرؓ قال رَئَیتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخضب بالصغرۃ۔

بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا وہ زرد رنگ کے ساتھ

حلی الرجال علی ما یاتی بیانه فی سورة النحل

(۱۲۴/۳،قرطبی)

حضرت عبداللہ بن عباس کا قول مبارک کہ بے شک میں اپنی بیوی کے لئے (خضاب لگا کر) زینت حاصل کرتا ہوں (تا) کیونکہ خضاب بوڑھوں کیلئے اور انگوٹھی سب جوانوں اور بوڑھوں کیلئے زینت ہے اور یہ انگوٹھی مردوں کا زیور ہے جیسا کہ سورۃ نحل میں اس کا ذکر آئے گا۔

آخر میں ہم خود صاحب شرع کے ذاتی عمل کے متعلق آثار نقل کرتے ہیں تا کہ قارئین خود فیصلہ تک پہنچ سکیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب کے متعلق

(مختلف روایات کا ذکر۔سبل الہدیٰ والرشاد)

(ص۳۴۲ تا ۳۴۴ جلد سابع دارالکتب العلمیہ بیروت)

- حضرت ابی رمثہ سے روایت ہے:

کان رسول صلی الله علیه وسلم یختضب بالحناء والکتم ۔

(رواہ الامام احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہندی اور کتم کیساتھ خضاب فرماتے تھے۔

روی البخاری عن ابن عمرؓ قال رَئَیْتُ رسول الله صلی الله علیه وسلم یخضب بالصغرة۔

بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا وہ زرد رنگ کے ساتھ

خضاب فرماتے تھے۔

وروی یعقوب بن سفیان عنه قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصفر لحیته بالورس۔

یعقوب ابن سفیان سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ڈاڑھی مبارک کو ورس کے ساتھ زرد رنگ والا کرتے تھے۔

روی البخاری والامام احمد عن عثمان بن عبدالله ابن موهب قال ارسلنی اهلی بقدح من ماءٍ الی ام سلمةؓ فجاء ت بجلجل من فضة فیه شعر من شعر رسول الله صلی الله علیه وسلم فکان الانسان اذا اصابه عین او شیء بعث الیها باناء فخضخضت له فشرب منه فاطلعت فی الجلجل فرأیت شعرات حمر۔

بخاری اور امام احمد نے عثمان بن عبداللہ بن موہب سے روایت کیا کہ مجھے گھر والوں نے پانی کے پیالے کے ساتھ ام المؤمنین سیدۃ ام سلمۃ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا آپ چاندی کی ڈبیہ لائیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں سے کچھ بال مبارک رکھے تھے جب کسی انسان کو نظر لگتی یا کوئی تکلیف پہنچتی تو اسے حضرت ام سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف بھیجا جاتا آپ اس شخص کے لئے (ڈبیہ میں رکھے گئے بالوں کو پانی میں گھول دیتیں) مریض اس پانی سے پی لیتا میں نے ڈبیہ میں جھانک کر دیکھا تو آپ کے بال مبارک سرخ رنگ کے تھے۔

روی الامام احمد عن عبداللہ بن زید بن عبد ربه الانصاری انه شهد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم عند المنحر ورجل من قریش وهو یقسم اَضَاحِیُ فلم یصبه شیء ولا صاحبه فحلق رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم راسه فی ثوبه فاعطاه فقسم منه علی رجال وقلم اظافیره فاعطاه صاحبه قال فانه لعندنا مخضوبا بالحناء والکتم۔

امام احمد نے عبداللہ ابن زیدانصاری سے روایت کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں منی کی قربان گاہ میں حاضر ہوئے اور ایک آدمی قریش سے بھی حاضر ہوا آپ قربانی کے جانور تقسیم فرما رہے تھے، اسے عبداللہ کو اور اس کے صاحب قریشی کو کچھ نہ ملا لیکن آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا سر مبارک اس عبداللہ کے کپڑے میں حلق فرمایا پس اُسے بال مبارک عطا فرمائے پھر اس نے اُن بالوں کو دوسرے آدمیوں پر تقسیم فرمایا پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ناخن اتارے وہ ناخن اس کے صاحب قریشی کو دے دیئے عبداللہ فرماتے ہیں وہ بال مبارک جومہندی اور کتم سے رنگے ہوئے تھے وہ ہمارے پاس موجود ہیں۔

وروی الشیخان وابو یعلی ابن سیرین قال سألنا انساهل کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یخضب قال نعم بالحناء والکتم وفی لفظ قال لم یبلغ الشیب الاقلیلا وقد اِختضب ابوبکر وعمر بالحناء والکتم ۔بخاری اور مسلم اورابو

روی الامام احمد عن عبدالله بن زید بن عبد ربه الانصاری انه شهد رسول الله صلی الله علیه وسلم عند المنحر ورجل من قریش وهو یقسم اَضَاحِیُ فلم یصبه شیء ولا صاحبه فحلق رسول الله صلی الله علیه وسلم راسه فی ثوبه فاعطاه فقسم منه علی رجال وقلم اظافیره فاعطاه صاحبه قال فانه لعندنا مخضوبا بالحناء والکتم۔

امام احمد نے عبداللہ ابن زید انصاری سے روایت کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں منی کی قربان گاہ میں حاضر ہوئے اور ایک آدمی قریش سے بھی حاضر ہوا آپ قربانی کے جانور تقسیم فرما رہے تھے، اسے عبداللہ کو اور اس کے صاحب قریشی کو کچھ نہ ملا لیکن آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا سر مبارک اس عبداللہ کے کپڑے میں حلق فرمایا پس اُسے بال مبارک عطا فرمائے پھر اس نے اُن بالوں کو دوسرے آدمیوں پر تقسیم فرمایا پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ناخن اتارے وہ ناخن اس کے صاحب قریشی کو دے دیئے عبداللہ فرماتے ہیں وہ بال مبارک جو مہندی اور کتم سے رنگے ہوئے تھے وہ ہمارے پاس موجود ہیں۔

وروی الشیخان وابو یعلی ابن سیرین قال سألنا انساهل کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یخضب قال نعم بالحناء والکتم وفی لفظ قال لم یبلغ الشیب الاقلیلا وقد اِختضب ابوبکر وعمر بالحناء والکتم ۔بخاری اور مسلم اور ابو

یعلی نے ابن سیرین سے روایت کیا ہم نے حضرت انس سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا خضاب لگاتے تھے انہوں نے فرمایا ہاں مہندی اور کتم کے ساتھ اور ایک روایت میں فرمایا نہیں پہنچی تھی سفیدی مگر تھوڑے بالوں کو اور بے شک حضرت ابوبکر اور عمر نے مہندی اور کتم کے ساتھ خضاب لگایا۔

روی ابن سعد عن ابی جعفر قال شمط عارض رسول الله صلی الله علیه وسلم فخضبه بحنأ و کتم۔

ابن سعد نے ابوجعفر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک کے بال مبارک سفید ہو گئے تھے تو آپ نے مہندی اور کتم سے خضاب فرمایا۔

ضروری گزارش

ہم نے مختلف روایات کثرت اور تفصیل کے ساتھ اس لئے ذکر کیں تا کہ خضاب لگانے والے اور نہ لگانے والے اور اسی طرح مختلف رنگ پسند کرنے والوں میں ایک دوسرے کے خلاف شدت کم ہو کیونکہ خضاب لگانے اور نہ لگانے کا مسئلہ کفر اور اسلام کا مسئلہ نہیں ہے اور تحقیق وہی ہے جو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

● نیز ایک عرصہ سے اس مسئلہ پر لکھنے کا ارادہ تھا کیونکہ جب میں نے اسلامی کتب میں تفصیلات دیکھیں تو مجھے یقین کی حد تک علم حاصل ہوا کہ خضاب لگانا گناہ نہیں ہے اور ایسا بھی ہرگز نہیں کہ خضاب لگانے والے کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوتی ہے۔

اسی لئے میں نے متعدد مشائخ اور علماء کے اسماء مبارک ذکر کر دیئے تاکہ قارئین کے علم میں یہ بات آ جائے کہ خضاب لگانا گناہ نہیں ہے۔ اگر گناہ ہوتا تو مشائخ اور علماء اس سے اجتناب کرتے۔

خاک پائے اہل ایمان
محمد رفیق حسنی عفی عنہ

اور اب فقہاء کرام کی آراء

- درمختار باب الحظر والاباحت میں ہے:

یستحب للرجل خضاب شعره ولحیته ولو فی غیر حَرْبٍ فی الاصح والاصح انه علیه الصلٰوة والسلام لم یفعله ویکره بالسواد وقیل لا مجمع الفتاوی والکل من منح المصنف۔ (۵/۵۳۳، ۵/۲۹۹، مکتبہ ماجدیہ)

مرد کے لئے اپنی ڈاڑھی اور بالوں کو رنگ کرنا مستحب ہے اگرچہ جنگ اور جہاد میں نہ ہو زیادہ صحیح یہی ہے اور اصح یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں فرمایا اور سیاہ خضاب مکروہ ہے اور بعض نے کہا سیاہ خضاب مکروہ نہیں ہے۔ (مجمع الفتاویٰ) ساری تفصیل مصنف کی کتاب منح سے ہے۔

- علامہ شامی فرماتے ہیں:

(قوله خضاب شعرهٖ ولحیتهٖ) لا یدیه و رجلیه فانه مکروه للتشبه بالنساء۔

اسی لئے میں نے متعدد مشائخ اور علماء کے اسماءِ مبارک ذکر کر دیئے تا کہ قارئین کے علم میں یہ بات آ جائے کہ خضاب لگانا گناہ نہیں ہے۔ اگر گناہ ہوتا تو مشائخ اور علماء اس سے اجتناب کرتے۔

خاک پائے اہل ایمان

محمد رفیق حسنی عفی عنہ

اور اب فقہاء کرام کی آراء

- درمختار باب الحظر والاباحت میں ہے:

یستحب للرجل خضاب شعره ولحیته ولو فی غیر حَرْبٍ فی الاصح والاصح انه علیه الصلوٰة والسلام لم یفعله ویکره بالسواد وقیل لا مجمع الفتاوی والکل من منح المصنف۔ (۵/۵۳۳، ۵/۲۹۹، مکتبہ ماجدیہ)

مرد کے لئے اپنی ڈاڑھی اور بالوں کو رنگ کرنا مستحب ہے اگر چہ جنگ اور جہاد میں نہ ہو زیادہ صحیح یہی ہے اور اصح یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں فرمایا اور سیاہ خضاب مکروہ ہے اور بعض نے کہا سیاہ خضاب مکروہ نہیں ہے۔ (مجمع الفتاویٰ) ساری تفصیل مصنف کی کتاب منح سے ہے۔

- علامہ شامی فرماتے ہیں:

(قوله خضاب شعرهٖ ولحیتهٖ) لایدیه و رجلیه فانه مکروه للتشبه بالنساء۔

سر اور ڈاڑھی کا خضاب مستحب ہے، ہاتھوں اور پیروں کا خضاب کرنا مستحب نہیں ہے بلکہ عورتوں کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے مکروہ ہے۔

(قوله والاصح انه علیه الصلوٰة والسلام لم یفعله) لانه لم یحتج الیه لانه توفی ولم یبلغ شیبه عشرین شعرة فی رأسهٖ ولحیتهٖ بل کان سبع عشرة کما فی البخاری وغیره وورد ان ابابکرؓ خضب بالحناء والکتم (مدنی)۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں لگایا کیونکہ آپ کو حاجت نہیں تھی کیونکہ آپ علیہ السلام نے وفات پائی اور آپ کے مبارک بالوں کی سفیدی سر اور ڈاڑھی مبارک میں بیس بالوں تک نہیں پہنچی تھی بلکہ سترہ بال سفید ہوئے تھے جس طرح بخاری اور غیر بخاری میں ہے اور روایت ہے بے شک حضرت ابی بکر مہندی اور کتم سے خضاب فرمایا کرتے تھے۔

(قوله یکره بالسواد) ای لغیر الحرب قال فی الذخیرة اما الخضاب بالسواد للغزو لیکون اهیب فی عین العدو فهو محمود بالاتفاق وان لیزین نفسه للنساء فمکروه وعلیه عامة المشائخ وبعضهم جوزه بلا کراهة روی عن ابی یوسف انه قال کما یعجبنی ان تتزن لی یعجبها ان اَتَزن لها۔

مصنف نے فرمایا سیاہ خضاب مکروہ ہے یہ مکروہ ہونا بغیر جنگ کی حالت کے لئے ہے ذخیرہ میں فرمایا لیکن سیاہ خضاب جنگ میں تا کہ

دشمن کی آنکھ میں ہیبت بڑھ جائے۔ بالاتفاق محمود ہے اور اگر عورتوں کے لئے سیاہ خضاب سے اپنے نفس کی زینت کرے تو مکروہ ہے عام مشائخ کا یہی قول ہے اور بعض مشائخ نے سیاہ خضاب کو بلا کراہت جائز فرمایا ہے امام ابو یوسف سے روایت ہے بے شک انہوں نے فرمایا جس طرح مجھے پسند ہے کہ بیوی میرے لئے زینت اختیار کرے اسی طرح بیوی کو پسند ہے کہ (سیاہ خضاب) سے میں اس کیلئے زینت اختیار کرو (شامی، ۲۹۹/۵)

● مذکورہ عبارت سے واضح ہے کہ سیاہ اور سرخ ملے جلے رنگ سے بالوں کو رنگنا بالاتفاق مستحب ہے اور بالکل سیاہ مجاہدین کے لئے بالاتفاق محمود ہے اور مردوں کا اپنی عورتوں کے لئے بالوں کو سیاہ خضاب لگانے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء اسے مکروہ فرماتے ہیں اور امام ابو یوسف اور بعض محققین اسے بلا کراہت جائز فرماتے ہیں۔ لیکن ائمہ کرام تو اپنی بیویوں کے لئے خضاب کرتے تھے اور آج لوگ اجنبیہ خواتین کیلئے خضاب کرتے ہیں جو کہ نہایت کبیرہ گناہ ہے اور ائمہ کی عورتیں اپنے شوہروں کیلئے زینت کرتی تھیں اور ہماری عورتیں غیروں کیلئے زینت کرتی ہیں۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

پھر درمختار مسائل شتی میں فرمایا:

اختضب لاجل التیزن للنساء والجواری جاز فی الاصح و یکره بالسواد وقیل لاء مر فی الخطر۔ (۵۳۳/۵، ماجدیہ)

بیوی اور لونڈیوں کے لئے زینت حاصل کرنے کے لئے خضاب لگانا جائز ہے اصح یہی ہے اور سیاہ مکروہ ہے۔

دشمن کی آنکھ میں ہیبت بڑھ جائے۔ بالاتفاق محمود ہے اور اگر عورتوں کے لئے سیاہ خضاب سے اپنے نفس کی زینت کرے تو مکروہ ہے عام مشائخ کا یہی قول ہے اور بعض مشائخ نے سیاہ خضاب کو بلا کراہت جائز فرمایا ہے امام ابو یوسف سے روایت ہے بے شک انہوں نے فرمایا جس طرح مجھے پسند ہے کہ بیوی میرے لئے زینت اختیار کرے اسی طرح بیوی کو پسند ہے کہ (سیاہ خضاب) سے میں اس کیلئے زینت اختیار کرو (شامی،۵/۲۹۹)

- مذکورہ عبارت سے واضح ہے کہ سیاہ اور سرخ ملے جلے رنگ سے بالوں کو رنگنا بالاتفاق مستحب ہے اور بالکل سیاہ مجاہدین کے لئے بالاتفاق محمود ہے اور مردوں کا اپنی عورتوں کے لئے بالوں کو سیاہ خضاب لگانے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء اسے مکروہ فرماتے ہیں اور امام ابو یوسف اور بعض محققین اسے بلا کراہت جائز فرماتے ہیں۔ لیکن ائمہ کرام تو اپنی بیویوں کے لئے خضاب کرتے تھے اور آج لوگ اجنبیہ خواتین کیلئے خضاب کرتے ہیں جو کہ نہایت کبیرہ گناہ ہے اور ائمہ کی عورتیں اپنے شوہروں کیلئے زینت کرتی تھیں اور ہماری عورتیں غیروں کیلئے زینت کرتی ہیں۔ **(انا للہ وانا الیہ راجعون)**

پھر درمختار مسائل شتی میں فرمایا:

اختضب لاجل التیزن للنساء والجواری جاز فی الاصح و یکرہ بالسواد وقیل لاء مر فی الخطر۔ (۵/۵۳۳، ماجدیہ)

بیوی اور لونڈیوں کے لئے زینت حاصل کرنے کے لئے خضاب لگانا جائز ہے اصح یہی ہے اور سیاہ مکروہ ہے۔

اور بعض نے کہا مکروہ نہیں ہے اور یہ الحضر کے باب میں گزر چکا ہے۔

- شامی میں ہے:

وفی شرح المشارق للاکمل والمختار انه صلی الله علیه وسلم خضب فی وقت وترکه فی معظم الاوقات ومذهبنا ان الصبغ بالحناء والوسمة حسن کما فی الخانیه الخ۔

اکمل کی شرح مشارق میں ہے اور مختار یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وقت میں خضاب لگایا اور اکثر اوقات چھوڑ دیتے تھے اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ مہندی اور وسمۃ کے ساتھ بالوں کا رنگنا مستحب اور حسن ہے جیسے خانیہ میں ہے۔

- درمختار میں ہے:

ویستحب التجمل واباح الله الزینة بقوله تعالیٰ قل من حرم زینة الله التی اخرج لعباده الآیة وخرج صلی الله علیه وسلم وعلیه رداء قیمته الف دینار۔ (۵/۵۳۳)

اور خوبصورتی اختیار کرنا مستحب ہے اور اللہ تعالیٰ نے زینت کو مباح فرمایا۔ اپنے قول کے ساتھ کہ فرما دو کس شخص نے اللہ تعالیٰ کی زینت کو حرام کیا جو زینت اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے نکالی ہے۔ اور ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو آپ نے ایک ہزار دینار کی قیمت والی چادر مبارک پہنی ہوئی تھی۔

- علامہ شامی فرماتے ہیں:

(قوله یستحب التَجمل الخ) قال علیه الصلوٰة والسلام ان

اللہ اذا انعم علی عبدہٖ احب ان یری اثر نعمته علیه و ابو حنیفة کان یتردی برداء قیمته اربعماته دینار و کان یامر اصحابه بذالک الخ۔

جمال اختیار کرنا مستحب ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر انعام فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ اپنی نعمت کا اثر اس پر دیکھے اور امام ابوحنیفہ چارسو دینار والی چادر پہنا کرتے تھے اور اپنے دوستوں کو اس کا امر فرماتے تھے اور فرمایا کرتے تھے بے شک لوگ تمہاری طرف رحمت کی نظر سے دیکھیں گے۔

اور امام محمد نہایت مہنگے کپڑے پہنا کرتے تھے فرماتے تھے میرے پاس بیویاں اور لونڈیاں ہیں میں زینت اختیار کرتا ہوں تاکہ وہ میرے غیر کی طرف نہ دیکھیں آپ سے کہا گیا کیا حضرت عمر ایسا قمیص نہیں پہنتے تھے جس پر سترہ سترہ پیوند لگے ہوتے تھے؟ آپ نے جواب دیا یہ حکمت کی وجہ سے تھا وہ امیر المؤمنین تھے اور اس کے گورنر اور عمال آپ کی اقتداء کرتے تھے اور بسااوقات ان کے پاس مال نہیں ہوتا تھا وہ مسلمانوں سے لیا کرتے تھے۔ (ذخیرۃ ملخص) (شامی ۵/۵۳۳)

● معلوم ہوا آج کل دولت مند لوگ تجمل اور زینت کی نیت سے خود لاکھوں کے لباس اور گھڑیاں اور ہیرے پہنیں اور جواہرات سے جڑے زیورات ان کی بیویاں پہنیں تو اس میں کوئی حرج نہیں اور یہ اسراف نہیں ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہزار دینار کی چادر زیب تن فرمائی جس کا سونا تین سو تینتیس تولہ اعشاریہ تینتیس بنتا ہے۔۳۳۳٫۳۳ جس کی قیمت گیارہ ہزار فی

الله اذا انعم علی عبده احب ان یری اثر نعمته علیه و ابو حنیفة کان یتردی برداء قیمته اربعماته دینار و کان یامر اصحابه بذالک الخ۔

جمال اختیار کرنا مستحب ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر انعام فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ اپنی نعمت کا اثر اس پر دیکھے اور امام ابو حنیفہ چار سو دینار والی چادر پہنا کرتے تھے اور اپنے دوستوں کو اس کا امر فرماتے تھے اور فرمایا کرتے تھے بے شک لوگ تمہاری طرف رحمت کی نظر سے دیکھیں گے۔

اور امام محمد نہایت مہنگے کپڑے پہنا کرتے تھے فرماتے تھے میرے پاس بیویاں اور لونڈیاں ہیں میں زینت اختیار کرتا ہوں تا کہ وہ میرے غیر کی طرف نہ دیکھیں آپ سے کہا گیا کیا حضرت عمر ایسا قمیص نہیں پہنتے تھے جس پر سترہ سترہ پیوند لگے ہوتے تھے؟ آپ نے جواب دیا یہ حکمت کی وجہ سے تھا وہ امیر المؤمنین تھے اور اس کے گورنر اور عمال آپ کی اقتداء کرتے تھے اور بسااوقات ان کے پاس مال نہیں ہوتا تھا وہ مسلمانوں سے لیا کرتے تھے۔ (ذخیرۃ ملخص) (شامی ۵/۵۳۳)

● معلوم ہوا آج کل دولت مند لوگ تجمل اور زینت کی نیت سے خود لاکھوں کے لباس اور گھڑیاں اور ہیرے پہنیں اور جواہرات سے جڑے زیورات ان کی بیویاں پہنیں تو اس میں کوئی حرج نہیں اور یہ اسراف نہیں ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہزار دینار کی چادر زیب تن فرمائی جس کا سونا تین سو تینتیس تولہ اعشاریہ تینتیس بنتا ہے۔ ۳۳۳٫۳۳ جس کی قیمت گیارہ ہزار فی

تولہ کے حساب چھتیس لاکھ چھیاسٹھ ہزار چھ سو تیس -/۳۶۶۶۶۳۰ روپے بنتی ہے اور امام اعظم کی چادر ۱۳۳٫۳۳ تولہ بقیمت (۱۴۶۶۶۶۶/۶۶) چودہ لاکھ چھیاسٹھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ اعشاریہ چھیاسٹھ بنتی ہے جب ہمارے ائمہ اتنے مہنگے کپڑے پہنتے تھے تو ہمارے لئے کیوں جائز نہیں ہیں؟

ہمارے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں (کتم) کا پوڈر جو بالوں کو سیاہ کرتا تھا اور حناء مہندی کا پوڈر جو بالوں کو سرخ کرتا تھا صحابہ کرام استعمال فرماتے تھے۔ بعض صحابہ کرام دونوں پوڈر مکس کر کے بالوں کو گہرا سرخ رنگ دیتے تھے اور اکثر صحابہ صرف مہندی کے پوڈر سے بالوں کو سرخ فرماتے تھے اور بعض صحابہ کرام کا صرف کتم کا پوڈر استعمال کرنے کا ذکر بھی آتا ہے۔ (کتب احادیث)
بہر حال اکثر صحابہ کرام بالوں کو کلر کرتے تھے بہت کم صحابہ کرام کی ڈاڑھیاں سفید تھیں جو کلر نہیں کرتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ذیشان تھا کہ سفید بالوں کی سفیدی کو بدل دو اس کی اجازت میں صحابہ مجاہدین اور غیر مجاہدین سب صحابہ کرام شامل تھے اور انہی کلر شدہ بالوں کے ساتھ وضو اور غسل فرما کر عبادات کرتے تھے۔ معلوم ہوا کلر شدہ اور رنگ کئے ہوئے بالوں پر رنگ طہارت سے مانع نہیں ہوتا۔

اور اہل علم پر واضح ہے کہ بالوں کا جسم ٹھوس ہے اس پر جب مہندی کا پوڈر لگایا جاتا ہے تو بال کے اوپر رنگ کی ایک سطح قائم ہو جاتی ہے ایسا نہیں ہوتا کہ رنگ بال میں حلول کر جائے اور بال کی جان بن کر بال میں گھل جائے۔ کیونکہ کلر اتارنے کے لئے جب کیمیکل استعمال کیا جاتا ہے تو پھر بالوں کا اصلی کلر ظاہر ہو

جاتا ہے اگر بال سفید تھے تو سفیدی ظاہر ہو جاتی ہے۔ آج کل سیاہ بالوں کو سرخ یا براؤن بھی کیا جاتا ہے جب کلر اترتا ہے تو سیاہی ظاہر ہو جاتی ہے۔ معلوم ہوا رنگ بال کا غیر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ رنگ شدہ بالوں کا وزن اصل کلر والے بالوں سے زیادہ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا جب بالوں پر پانی ڈالا جاتا ہے تو پانی رنگ کی سطح کے اوپر بہہ جاتا ہے بال تک نہیں پہنچتا مگر چونکہ اسلام میں بالوں کو رنگنے اور کلر کرنے کی اجازت احادیث سے ثابت ہے لہٰذا غسل اور وضو میں کوئی خلل نہیں آتا۔

- جب عورت کو بال گوندھنا اور ہر آدمی کے لئے دانتوں کو دوبارہ چاندی کی تاروں سے باندھنا اور دانتوں کے خولوں کو مسالہ یا چاندی یا کسی دوسری دھات کے پوڈر سے بھرنا، چونے والا پان کھانا ان سب کی شریعت میں اجازت ہے تو اجازت کی وجہ سے مذکورہ امور منفعت اور جائز حاجت میں داخل ہیں اور جائز حاجت میں حرج کا مرفوع ہونا نصوص سے ثابت ہے۔ اس لئے مذکورہ اشیاء طہارت کے لئے مانع نہیں ہیں اسی طرح بالوں کا کلر کرنا بھی اذن شرعی کی وجہ سے حاجت میں داخل ہے اور طہارت سے مانع نہیں ہے۔
- بعض علماء فرماتے ہیں کہ بالوں کا کلر کرنا اس لئے ناجائز ہے کیونکہ بالوں کا کلر کرنا آدمی کی ضرورت نہیں نیز موجودہ دور میں کلر کرنے والی کریمیں اور پوڈروں کی بالوں پر تہہ جم جاتی ہے اور بال کے عین اور ذات تک پانی نہیں پہنچتا اور کلر کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ اس لئے بال رنگ کرنے والی خواتین وحضرات کا نہ وضو ہوتا ہے اور نہ غسل اور نہ نمازیں اور نہ دیگر عبادتیں اور مہندی سے کلر کرنا اس لئے جائز ہے کہ اس میں صرف بال یا بدن مہندی کے پوڈر سے رنگ پکڑ لیتا ہے اور تہہ نہیں جمتی۔ وضو اور غسل میں پانی خود بال اور جسم تک پہنچ جاتا ہے اور اس کا

جاتا ہے اگر بال سفید تھے تو سفیدی ظاہر ہو جاتی ہے۔ آج کل سیاہ بالوں کو سرخ یا براؤن بھی کیا جاتا ہے جب کلر اترتا ہے تو سیاہی ظاہر ہو جاتی ہے۔ معلوم ہوا رنگ بال کا غیر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ رنگ شدہ بالوں کا وزن اصل کلر والے بالوں سے زیادہ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا جب بالوں پر پانی ڈالا جاتا ہے تو پانی رنگ کی سطح کے اوپر بہہ جاتا ہے بال تک نہیں پہنچتا مگر چونکہ اسلام میں بالوں کو رنگنے اور کلر کرنے کی اجازت احادیث سے ثابت ہے لہٰذا غسل اور وضو میں کوئی خلل نہیں آتا۔

● جب عورت کو بال گوندھنا اور ہر آدمی کے لئے دانتوں کو دوبارہ چاندی کی تاروں سے باندھنا اور دانتوں کے خولوں کو مسالہ یا چاندی یا کسی دوسری دھات کے پوڈر سے بھرنا، چونے والا پان کھانا ان سب کی شریعت میں اجازت ہے تو اجازت کی وجہ سے مذکورہ امور منفعت اور جائز حاجت میں داخل ہیں اور جائز حاجت میں حرج کا مرفوع ہونا نصوص سے ثابت ہے۔ اس لئے مذکورہ اشیاء طہارت کے لئے مانع نہیں ہیں اسی طرح بالوں کا کلر کرنا بھی اذن شرعی کی وجہ سے حاجت میں داخل ہے اور طہارت سے مانع نہیں ہے۔

● بعض علماء فرماتے ہیں کہ بالوں کا کلر کرنا اس لئے ناجائز ہے کیونکہ بالوں کا کلر کرنا آدمی کی ضرورت نہیں نیز موجودہ دور میں کلر کرنے والی کریمیں اور پوڈروں کی بالوں پر تہہ جم جاتی ہے اور بال کے عین اور ذات تک پانی نہیں پہنچتا اور کلر کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ اس لئے بال رنگ کرنے والی خواتین وحضرات کا نہ وضو ہوتا ہے اور نہ غسل اور نہ نمازیں اور نہ دیگر عبادتیں اور مہندی سے کلر کرنا اس لئے جائز ہے کہ اس میں صرف بال یا بدن مہندی کے پوڈر سے رنگ پکڑ لیتا ہے اور تہہ نہیں جمتی۔ وضو اور غسل میں پانی خود بال اور جسم تک پہنچ جاتا ہے اور اس کا

جائز ہونا صحابہ کرام اور صحابیات کے عمل سے ثابت ہے۔ لہٰذا مہندی اور کتم کے پوڈر سے بالوں اور ہاتھوں کا رنگ کرنا جائز ہے لیکن دستیاب پوڈروں اور کریموں سے بالوں اور ہاتھوں کا کلر کرنا جائز نہیں ہے۔ گزارش یہ ہے کہ جو حاجت اور منفعت مہندی اور کتم کے پوڈر میں صحابہ کرام کے زمانہ میں تھی وہ آج بھی باقی ہے اور جس طرح مہندی اور کتم کے پوڈروں سے بالوں کا رنگنا جائز تھا اسی طرح دستیاب پوڈروں اور کریموں سے بھی بالوں کو رنگنا جائز ہے۔ مہندی اور کتم کے پوڈر سے بھی بالوں پر رنگ کی لطیف تہہ جم جاتی ہے، تب جا کر بال رنگ دار ہوتے ہیں اسی طرح دستیاب پوڈروں اور کریموں سے بھی بالوں پر رنگ کی لطیف تہہ جم جاتی ہے لیکن اذن شرعی کی وجہ طہارت کیلئے مانع نہیں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بیوٹی پارلر کے میک اپ اور ناخن پالش کا حکم:

آج کل ناخن پالش ایک فیشن ہے اور بیوٹی پارلر خواتین کی ضرورت ہے خصوصاً دلہنیں اور دولہے چہرے کا اس طرح میک اپ کراتے ہیں کہ چہرہ پر موجود چیچک کے داغ کے خول اور جھریاں بھی بھر جاتی ہیں اور چہرہ صاف نظر آتا ہے۔ بعض مرتبہ چہرہ پر باریک پلاسٹک کا ماسک لگا دیا جاتا ہے اسی طرح ٹی وی ڈراموں کے فنکاروں کا اصلی چہرہ نظر نہیں آتا بلکہ مصنوعی اور جعلی چہرہ نظر آتا ہے چونکہ میکپ کافی مہنگا ہوتا ہے اس لئے فنکار اور دولہے اور دلہنیں میک اپ کے بعد ہفتہ ہفتہ یا تو وضو اور غسل ہی نہیں کرتے یا پھر پلاسٹک کے کور چہرہ پر چڑھا کے غسل کرتے ہیں تاکہ مے کپ نہ اترے۔

میرے خیال میں ناخن پالش اور ایسا میک اپ جس سے چہرہ کے

کھڈے بھر جائیں جائز نہیں ہیں۔ کیونکہ ناخنوں پر پالش کی تہہ چڑھانے اور چہرہ کی جھریاں بھرنے کا کسی روایت سے ثبوت نہیں ملتا، لہٰذا اذن شرعی نہ ہونے کی وجہ سے ناخن پالش اور چہرہ پر پوڈر کی پالش اور پلاسٹک کور چڑھانا جائز نہیں ہے۔ جب یہ جائز نہیں تو وضو اور غسل سے طہارت کے لئے مانع ہوں گے کیونکہ جواز کی علت حاجت شرعی اور حرج کا وجود تھا۔ ہر وضو کے لئے ناخن پالش تھنر وغیرہ سے اتارنے اور پھر لگانے اور چہرہ کا میک اپ اتارنے اور پھر لگوانے میں شدید حرج واقع ہوتی ہے لیکن اذن شرعی نہ ہونے کی وجہ سے حاجت شرعی اور منفعت جائزہ کا وجود نہیں ہے۔ اس لئے ناخن پالش اور گہرے میک اپ والی خواتین وحضرت پر لازم ہے کہ وضو اور جنابت کے غسل کیلئے پالش اور میک اپ اتار کر وضو اور غسل کریں، ورنہ ناپاک رہیں گی۔

- چونکہ غسل کے تین قسم تھے فرض غسل کی تفصیلات ذکر کر دیں اب غسل مسنون کے احکام ملاحظہ فرمائیں۔

غسل مسنون کے احکام:

مسنون غسل جب خود سنت ہے تو اس میں ناک میں پانی چڑھانا اور کلی کرنا اور بدن کے ظاہر ہر حصہ اور بال پر پانی بہانا سنت ہے۔ اور غسل مستحب کا بھی یہی حکم ہے۔ جب غسل ہی مستحب ہے تو باقی امور بھی مستحب ہوں گے۔

غسل کرنے کا مسنون طریقہ:

غسل کے لئے وہی امور سنت ہیں جو وضو کے لئے سنت ہیں لیکن غسل میں ترتیب سنت نہیں ہے۔ مثلاً نیت کرنا، بسم اللہ پڑھنا، مسواک کرنا الخ۔ جس

کھڈے بھر جائیں جائز نہیں ہیں۔ کیونکہ ناخنوں پر پالش کی تہہ چڑھانے اور چہرہ کی جھریاں بھرنے کا کسی روایت سے ثبوت نہیں ملتا، لہٰذا اذن شرعی نہ ہونے کی وجہ سے ناخن پالش اور چہرہ پر پوڈر کی پالش اور پلاسٹک کور چڑھانا جائز نہیں ہے۔ جب یہ جائز نہیں تو وضو اور غسل سے طہارت کے لئے مانع ہوں گے کیونکہ جواز کی علت حاجت شرعی اور حرج کا وجود تھا۔ ہر وضو کے لئے ناخن پالش تھنر وغیرہ سے اتارنے اور پھر لگانے اور چہرہ کا میک اپ اتارنے اور پھر لگوانے میں شدید حرج واقع ہوتی ہے لیکن اذن شرعی نہ ہونے کی وجہ سے حاجت شرعی اور منفعت جائزہ کا وجود نہیں ہے۔ اس لئے ناخن پالش اور گہرے میک اپ والی خواتین وحضرت پر لازم ہے کہ وضو اور جنابت کے غسل کیلئے پالش اور میک اپ اتار کر وضو اور غسل کریں، ورنہ ناپاک رہیں گی۔

- چونکہ غسل کے تین قسم تھے فرض غسل کی تفصیلات ذکر کر دیں اب غسل مسنون کے احکام ملاحظہ فرمائیں۔

غسل مسنون کے احکام:

مسنون غسل جب خود سنت ہے تو اس میں ناک میں پانی چڑھانا اور کلی کرنا اور بدن کے ظاہر ہر حصہ اور بال پر پانی بہانا سنت ہے۔ اور غسل مستحب کا بھی یہی حکم ہے۔ جب غسل ہی مستحب ہے تو باقی امور بھی مستحب ہوں گے۔

غسل کرنے کا مسنون طریقہ:

غسل کے لئے وہی امور سنت ہیں جو وضو کے لئے سنت ہیں لیکن غسل میں ترتیب سنت نہیں ہے۔ مثلاً نیت کرنا، بسم اللہ پڑھنا، مسواک کرنا الخ۔ جس

طرح وضو کیلئے سنت ہیں اسی طرح غسل کیلئے بھی سنت ہیں۔ غسل واجب ہو یا سنت اگر غسل کنندہ کے جسم پر کوئی نجاست لگی ہے تو اس کو دور کر دیا جائے۔ پھر دونوں ہاتھ دھونے کے بعد استنجاء کیا جائے۔ پھر مسنون کامل وضو کر لیا جائے، پیر بھی دھو لئے جائیں۔ اگرچہ غسل خانہ میں مستعمل پانی جمع رہتا ہو اور فوراً خارج نہ ہوتا ہو۔ اگر پانی مٹکے یا بالٹی وغیرہ سے لینا ہے تو دائیں جانب سے پانی ڈالنے کی ابتداء کی جائے پھر بائیں جانب پر پانی ڈالا جائے۔ سارے بدن پر تین مرتبہ پانی بہایا جائے اور اگر پانی ٹوٹی یا شاور سے جسم پر ڈالنا ہے تو حتی الامکان ابتداء دائیں طرف سے کی جائے۔

- جیسے ہم ذکر کر چکے ہیں آدمی کے سارے جسم پر جب ایک مرتبہ پانی بہہ جائے اور کلی کر لی جائے اور ناک میں پانی چڑھا دیا جائے تو جنابت سے آدمی پاک ہو جاتا ہے تین مرتبہ پانی بہانا سنت ہے اس کے بعد آدمی طاہر اور پاک ہو جاتا ہے۔ غسل کے لئے کلمہ طیب یا شہادۃ کا کلمہ پڑھنا شرط نہیں ہے اور مسنون غسل میں کوئی چیز فرض نہیں ہے۔
- درمختار میں ہے اگر کوئی جنبی جاری پانی میں یا بارش کے پانی میں یا بڑے حوض میں حرکت کرتا رہے یا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہے اور وضو اور غسل کرنے کیلئے درکار وقت کی مقدار پانی میں ٹھہرا رہے تو وضو اور غسل میں تمام امور مسنونہ ادا ہو جائیں گے اور سب سنتوں کا ثواب مل جائیگا۔ (۱/۲۹۲) مکتبہ الباز۔
- آج کل گھروں میں بڑے بڑے غسل خانوں کا رواج ہے غسل خانوں اور واش روموں میں شاور کے علاوہ بڑے بڑے ٹب بھر کر غسل کیا جاتا ہے شاور سے غسل کرنا بارش میں غسل کرنے کی طرح ہے اور ٹب میں لیٹ کر غسل کرنا حوض

میں غسل کرنے کی طرح ہے لہٰذا شاور اور ٹب میں غسل کرنے سے سب سنتیں ادا ہو جائیں گی۔ غسل کرنے والے کو اسے سب سنتوں کا ثواب مل جائے گا۔ الحمدللہ علی ذالک۔

فائدہ:

- غسل فرض ہو یا سنت غسل کر لینے پر وضو ہو جاتا ہے اگر ابتداء میں وضو کی نیت بھی کر لی جائے تو وضو کا ثواب مل جائے گا اور اگر نیت نہیں کی تھی تو وضو کا ثواب نہیں ملے گا لیکن وضو ہو جائے گا کیونکہ وضو کے لئے نیت شرط نہیں ہے۔
- اگر غسل میں ستر ننگا ہے تو غسل کے وقت کلام کرنا اور دعا مانگنا اور قبلہ کی طرف منہ کرنا خلافِ ادب ہے۔
- ننگے جسم کے وقت موبائل فون پر بات کرنا بھی خلافِ ادب ہے لیکن ضرورت ہو تو گناہ نہیں چونکہ فون کرنے والا غائب ہوتا ہے ہوسکتا ہے ضروری بات کرنا ہو، وفات کی اطلاع مقصود ہو یا کسی دوسرے اہم کام کی اس لئے موبائل پر جواب دینا حاجت میں داخل ہے، خلافِ ادب نہیں ہے۔ یہی حکم قضاء حاجت کے وقت کا ہے۔
- فرض غسل میں اگر بدن کے کسی حصہ پر پانی نہیں پہنچا تھا علم ہونے پر صرف اسی حصہ پر پانی بہا لینا ضروری اور کافی ہے غسل کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔
- فرض غسل میں جلدی کرنا چاہئے کیونکہ احادیث میں آیا ہے جس مکان میں جنابت والا آدمی ہوتا ہے اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ (فتاویٰ رضویہ)

میں غسل کرنے کی طرح ہے لہٰذا شاور اور ٹب میں غسل کرنے سے سب سنتیں ادا ہو جائیں گی۔ غسل کرنے والے کو اسے سب سنتوں کا ثواب مل جائے گا۔ الحمدللہ علی ذالک۔

فائدہ:

- غسل فرض ہو یا سنت غسل کر لینے پر وضو ہو جاتا ہے اگر ابتداء میں وضو کی نیت بھی کر لی جائے تو وضو کا ثواب مل جائے گا اور اگر نیت نہیں کی تھی تو وضو کا ثواب نہیں ملے گا لیکن وضو ہو جائے گا کیونکہ وضو کے لئے نیت شرط نہیں ہے۔
- اگر غسل میں ستر ننگا ہے تو غسل کے وقت کلام کرنا اور دعا مانگنا اور قبلہ کی طرف منہ کرنا خلافِ ادب ہے۔
- ننگے جسم کے وقت موبائل فون پر بات کرنا بھی خلافِ ادب ہے لیکن ضرورت ہو تو گناہ نہیں چونکہ فون کرنے والا غائب ہوتا ہے ہو سکتا ہے ضروری بات کرنا ہو، وفات کی اطلاع مقصود ہو یا کسی دوسرے اہم کام کی اس لئے موبائل پر جواب دینا حاجت میں داخل ہے، خلافِ ادب نہیں ہے۔ یہی حکم قضاء حاجت کے وقت کا ہے۔
- فرض غسل میں اگر بدن کے کسی حصہ پر پانی نہیں پہنچا تھا علم ہونے پر صرف اسی حصہ پر پانی بہا لینا ضروری اور کافی ہے غسل کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔
- فرض غسل میں جلدی کرنا چاہئے کیونکہ احادیث میں آیا ہے جس مکان میں جنابت والا آدمی ہوتا ہے اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ (فتاویٰ رضویہ)

مستحب غسل کی اقسام:

- گنبد خضراء علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی نیت کر کے سونے کے وقت اور جمعہ کی نماز اور عید کی نماز کے لئے اور حج اور عمرہ کے احرام کے لئے اور وقوف عرفات کے لئے زوال کے بعد اور وقوف مزدلفہ میں دس ذوالحجہ کی صبح اور جمرۃ عقبہ کی رمی کے لئے اور منیٰ میں دس ذوالحجہ کو داخل ہونے کے لئے اور گیارہ اور بارہ ذوالحجہ جمار کی رمی کے لئے اور طواف زیارت کے لئے اور مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے لئے اور عرفہ کی رات اور شب برأت اور شب قدر میں اور خسوف اور کسوف کی نماز کے لئے اور نمازِ استسقاء کے لئے اور گھبراہٹ کے وقت اور دن میں شدید تاریکی کے وقت اور سخت آندھی کے وقت اور مدینہ منورہ میں دخول کے وقت اور لوگوں کے اجتماع میں جانے کے وقت اور نئے کپڑے پہننے کے وقت اور میت کو غسل دینے کے بعد اور پھانسی لگنے کے وقت اور گناہ سے توبہ کرنے کے لئے اور سفر سے واپسی کے وقت اور مستحاضہ عورت کیلئے جب خون منقطع ہو اور جنبی کیلئے جب اس کا بیوی سے دوبارہ مباشرت کا ارادہ ہو تمام غسل کر لینا سنت ہے۔
- اگر جمعہ اور عید جمع ہو جائیں تو نماز عید اور جمعہ کیلئے ایک غسل مسنون کافی ہے اگر دونوں کی نیت کر لی جائے تو ثواب دونوں کا حاصل ہو جائے گا۔
- دس ذوالحجہ کے دن حاجی صاحبان کے لئے پانچ غسل سنت ہیں۔ وقوف مزدلفہ اور دخول منیٰ اور جمرۃ کی رمی اور مکہ مکرمہ کے دخول اور طواف زیارت کے لئے لیکن اگر پانچوں کی نیت سے ایک غسل کر لیا جائے تو ایک کافی ہے اور سب کا ثواب مل جائے گا۔ (شامی)

ولادت کے آداب:

● ولادت کے آداب سے پہلا ادب ہے کہ بیٹی پیدا ہونے پر والدین غمگین نہ ہوں اور بیٹے کی ولادت پر زیادہ خوش نہ ہوں۔ کیونکہ انہیں اس کا علم نہیں کہ والدین کے حق میں بیٹی بہتر ہے یا بیٹا۔ بلکہ بیٹی میں سلامتی اور اجر زیادہ ہے۔ قرآنِ مجید میں ہے: اٰبَـاءُ کُمْ وَاَبْنَاءُ کُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَیُّھُمْ اَقْرَبُ لَکُمْ نَفْعًا ۔ (نساء: ۱۱/۴) یعنی تم اپنے آباء اور ابناء میں سے نہیں جانتے ان میں سے کون تمہارے لئے نافع ہے۔ بیٹی اور بیٹے اور باپ اور ماں کی وراثت کے ذکر کی آیت کے آخر میں مذکورہ جملہ ذکر فرمانے کا مفہوم یہ ہے کہ تمہیں معلوم نہیں تمہارے لئے دنیا اور آخرت میں بیٹی نافع ہے یا بیٹا۔لہٰذا بیٹے کی ولادت پر زیادہ خوش نہیں ہونا چاہئے۔حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ نے نذر مانی تھی کہ اگر بیٹا پیدا ہوا تو بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف ہوگا لیکن حضرت مریم علیہا السلام پیدا ہوئیں تو آپ کی والدہ نے رَبِّ اِنِّـیْ وَضَعْتُھَا اُنْثٰی سے غم کا اظہار کیا تو اللہ تعالیٰ ارشاد نے فرمایا یہ بیٹی نہایت عظمت اور شان والی ہے۔ یہ دوسری بیٹیوں کی طرح نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت مریم علیہا السلام کے بطن اطہر سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

● حضور علیہ السلام نے فرمایا:

مَـنْ کَـانَ لَـہٗ اِبْـنَۃٌ فَـاَدَّبَھَـا فَـاَحْسَنَ تَادِیْبَھَا وَغَذَاھَا فَاَحْسَنَ غَـذَاھَـا وَ اَسْبَـغَ عَـلَیْھَـا النِّعْمَۃَ الَّتِیْ اَسْبَغَ اللّٰہُ عَلَیْہِ کَانَتْ لَہٗ مَیْمَنَۃً وَ مَیْسَرَۃً مِنَ النَّارِ اِلَی الْجَنَّۃِ۔

یعنی وہ شخص جس کے لئے بیٹی ہو وہ اس کی تعلیم اور تربیت کرے اور

ولادت کے آداب:

● ولادت کے آداب سے پہلا ادب ہے کہ بیٹی پیدا ہونے پر والدین غمگین نہ ہوں اور بیٹے کی ولادت پر زیادہ خوش نہ ہوں۔ کیونکہ انہیں اس کا علم نہیں کہ والدین کے حق میں بیٹی بہتر ہے یا بیٹا۔ بلکہ بیٹی میں سلامتی اور اجر زیادہ ہے۔ قرآنِ مجید میں ہے: اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۔ (نساء: ۴/۱۱) یعنی تم اپنے آباء اور ابناء میں سے نہیں جانتے ان میں سے کون تمہارے لئے نافع ہے۔ بیٹی اور بیٹے اور باپ اور ماں کی وراثت کے ذکر کی آیت کے آخر میں مذکورہ جملہ ذکر فرمانے کا مفہوم یہ ہے کہ تمہیں معلوم نہیں تمہارے لئے دنیا اور آخرت میں بیٹی نافع ہے یا بیٹا۔ لہٰذا بیٹے کی ولادت پر زیادہ خوش نہیں ہونا چاہئے۔ حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ نے نذر مانی تھی کہ اگر بیٹا پیدا ہوا تو بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف ہوگا لیکن حضرت مریم علیہا السلام پیدا ہوئیں تو آپ کی والدہ نے رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَا اُنْثٰی سے غم کا اظہار کیا تو اللہ تعالیٰ ارشاد نے فرمایا یہ بیٹی نہایت عظمت اور شان والی ہے۔ یہ دوسری بیٹیوں کی طرح نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت مریم علیہا السلام کے بطن اطہر سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

● حضور علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ كَانَ لَهٗ اِبْنَةٌ فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَادِيْبَهَا وَغَذَاهَا فَاَحْسَنَ غَذَاهَا وَ اَسْبَغَ عَلَيْهَا النِّعْمَةَ الَّتِيْ اَسْبَغَ اللّٰهُ عَلَيْهِ كَانَتْ لَهٗ مَيْمَنَةً وَ مَيْسَرَةً مِنَ النَّارِ اِلَى الْجَنَّةِ۔

یعنی وہ شخص جس کے لئے بیٹی ہو وہ اس کی تعلیم اور تربیت کرے اور

اچھی تعلیم اور تربیت کرے اور اس کو غذا کھلائے اور اچھی غذا کھلائے اور اس کو وہ نعمتیں عطا کرے جو نعمتیں اس کو اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہیں تو وہ بیٹی اس باپ کے لئے دائیں اور بائیں سے جہنم سے حجاب بن جائے گی اور جنت کی طرف لے جائے گی۔

● حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے دو بیٹیاں پائیں اور جب تک اس کے پاس رہیں ان کے ساتھ وہ احسان کرتا رہا وہ بیٹیاں اس کو جنت میں داخل کرائیں گی۔

● حضرت انس سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ اِبْنَتَانِ اَوْ اُخْتَانِ فَاَحْسَنَ اِلَيْهِمَا مَا صَحِبَتَاهُ كُنْتُ اَنَا وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ۔ (احیاء)

یعنی وہ شخص جس کی دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں اور وہ جب تک اس کے پاس رہیں وہ شخص ان کے ساتھ احسان کرتا رہا میں اور وہ شخص جنت میں اس طرح ہوں گے آپ نے دو انگلیوں کو ملا کر اشارہ فرمایا جیسے یہ دو انگلیاں۔

● حضرت انس سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ اِلٰى سُوْقٍ مِنْ اَسْوَاقِ الْمُسْلِمِيْنَ فَاشْتَرٰى شَيْئًا اِلٰى بَيْتِهٖ فَخَصَّ الْاُنَاثَ دُوْنَ الذُّكُوْرِ نَظَرَ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَمَنْ نَظَرَ اللّٰهُ اِلَيْهِ لَمْ يُعَذِّبْهُ۔ (احیاء)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جو مسلمانوں کے

بازاروں سے ایک بازار کی طرف خارج ہوا اس نے بازار سے کوئی چیز خرید کی اور گھر اُٹھا کر لے آیا وہ چیز لڑکیوں کو دی اور لڑکوں کو نہیں دی تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف رحمت کی نظر فرمائے گا اور جس کی طرف اللہ تعالیٰ نظر فرمائے گا اس کو عذاب نہیں دے گا۔

- حضرت انس سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَمَلَ طَرْفَۃً مِنَ السُّوْقِ اِلٰی عَیَالِہٖ فَکَاَنَّمَا حَمَلَ اِلَیْھِمْ صَدَقَۃً حَتّٰی یَضَعُھَا فِیْھِمْ وَلْیَبْدَءْ بِالْاُنَاثِ قَبْلَ الذُّکُوْرِ فَاِنَّہٗ مَنْ فَرَّحَ اُنْثٰی فَکَاَنَّمَا بَکٰی مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ وَمَنْ بَکٰی مِنْ خَشْیَتِہٖ حَرَّمَ اللّٰہُ بَدَنَہٗ عَلَی النَّارِ۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے بازار سے کوئی ہلکی چیز عیال کے لئے اٹھائی گویا اس نے ان کے لئے صدقہ اٹھایا حتیٰ کہ ان کو کھلایا اس شخص کے لئے مناسب ہے کہ لڑکوں سے پہلے لڑکیوں سے ابتداء کرے کیونکہ جس شخص نے مؤنث کو فرحت پہنچائی گویا وہ اللہ تعالیٰ کی خشیت سے رویا اور جو اللہ تعالیٰ کی خشیت سے رویا اللہ تعالیٰ اس کے بدن پر آگ حرام فرما دے گا۔

- حضرت ابو ہریرۃ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَتْ لَہٗ ثَلَاثُ بَنَاتٍ اَوْ اَخَوَاتٍ فَصَبَرَ عَلٰی لَاْوَائِھِنَّ وَضَرَائِھِنَّ اَدْخَلَہُ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ بِفَضْلِ رَحْمَتِہٖ اِیَّاھُنَّ فَقَالَ رَجُلٌ وَثِنْتَانِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

بازاروں سے ایک بازار کی طرف خارج ہوا اس نے بازار سے کوئی چیز خرید کی اور گھر اُٹھا کر لے آیا وہ چیز لڑکیوں کو دی اور لڑکوں کو نہیں دی تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف رحمت کی نظر فرمائے گا اور جس کی طرف اللہ تعالیٰ نظر فرمائے گا اس کو عذاب نہیں دے گا۔

● حضرت انس سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَمَلَ طَرْفَةً مِنَ السُّوْقِ اِلٰى عَيَالِهٖ فَكَاَنَّمَا حَمَلَ اِلَيْهِمْ صَدَقَةً حَتّٰى يَضَعُهَا فِيْهِمْ وَلْيَبْدَءْ بِالْاُنَاثِ قَبْلَ الذُّكُوْرِ فَاِنَّه، مَنْ فَرَّحَ اُنْثٰى فَكَاَنَّمَا بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَمَنْ بَكٰى مِنْ خَشْيَتِهٖ حَرَّمَ اللّٰهُ بَدَنَه، عَلَى النَّارِ۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے بازار سے کوئی ہلکی چیز عیال کے لئے اٹھائی گویا اس نے ان کے لئے صدقہ اٹھایا حتیٰ کہ ان کو کھلایا اس شخص کے لئے مناسب ہے کہ لڑکوں سے پہلے لڑکیوں سے ابتداء کرے کیونکہ جس شخص نے مؤنث کو فرحت پہنچائی گویا وہ اللہ تعالیٰ کی خشیت سے رویا اور جو اللہ تعالیٰ کی خشیت سے رویا اللہ تعالیٰ اس کے بدن پر آگ حرام فرما دے گا۔

● حضرت ابو ہریرۃ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَه، ثَلَاثُ بَنَاتٍ اَوْ اَخَوَاتٍ فَصَبَرَ عَلٰى لَاْوَائِهِنَّ وَضَرَائِهِنَّ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ اِيَّاهُنَّ فَقَالَ رَجُلٌ وَثِنْتَانِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

قَالَ وَثِنْتَانِ فَقَالَ رَجُلٌ اَوْ وَاحِدَةٌ فَقَالَ اَوْ وَاحِدَةٌ۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں اور ان کی طرف سے شدت اور ضرر پہنچنے پر صبر کرے بیٹیوں یا بہنوں پر اس آدمی کے فضل اور رحمت کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس آدمی کو جنت میں داخل فرمائے گا ایک شخص نے کہا اور دو یارسول اللہ تو آپ نے فرمایا اور دو پھر ایک شخص نے کہا اور ایک یارسول اللہ تو آپ نے فرمایا ایک۔

ان احادیث سے معلوم ہوا بیٹیاں اللہ تعالیٰ کی رحمت ہیں۔ ان کے پیدا ہونے پر ماں باپ اور دیگر رشتہ داروں کو غمگین نہیں ہونا چاہئے۔ موجودہ دور میں لڑکی پیدا ہونے پر کچھ گھروں میں بے چاری بیوی کو طلاق دے دی جاتی ہے لڑکی پیدا ہونے پر نہ مٹھائی تقسیم ہوتی ہے نہ صدقہ کیا جاتا ہے۔ اور نہ عقیقہ بلکہ لڑکی پیدا ہو جائے تو لوگوں سے لڑکی کے ماں باپ منہ چھپاتے پھرتے ہیں کسی کو اطلاع نہیں دیتے اور لڑکی پیدا ہونے پر لوگ انہیں مبارک نہیں دیتے اور لڑکی دینے والی بیوی کو معاشرہ منحوس سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ الحمدللہ اپنے کریم والد غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرح میری بھی پانچ بیٹیاں اور چار بیٹے ہیں، میں حسب استطاعت ان کے لاواء اور ضراء پر صابر ہوں اور ذکر کردہ حدیثوں پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مزید توفیق عطا فرمائے اور حسب وعدہ جنت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ (لاشی محمد رفیق حسنی)

ولادت کے آداب سے دوسرا ادب:

ولادت کے آداب سے دوسرا ادب یہ ہے کہ بچی یا بچے کے کانوں میں

اذان دی جائے بچے یا بچی کے دائیں کان میں صبح کی اذان اور بائیں کان میں اقامت کے کلمات ادا کئے جائیں۔ حضرت رافع اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے (حضرت امام) حسین (رضی اللہ عنہ) کے کان میں اس وقت اذان دی جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان کی ولادت ہوئی تھی۔

- امام بیہقی نے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جس کے بچہ پیدا ہوا پس اس نے بچے کے دائیں کان میں اذان دی اور بائیں کان میں اقامت کہی تو اس بچے سے ام الصبیان کا مرض دور کر دیا جائے گا۔

ولادت کے آداب سے تیسرا ادب:

ولادت کے آداب سے تیسرا ادب یہ ہے کہ بچے کو کھجور یا شہد یا میٹھی چیز کسی نیک آدمی کے لعاب کے ساتھ ملا کر گھٹی دی جائے۔ یعنی کسی صالح آدمی سے کھجور چبوا کر یا شہد کے ساتھ اس کا لعاب ملا کر بچے کے منہ اور پیٹ میں سب سے پہلی غذا یہی لعاب اور میٹھی چیز جانی چاہیئے۔ عربی میں اس کو تَحنِیک کہتے ہیں اور یہ سنت ہے۔

- روایت ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر فرماتی ہیں محلّہ قباء میں، میں نے عبداللہ ابن زبیر کو جنا اور میں عبداللہ کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی میں نے عبداللہ کو آپ کی گود میں رکھ دیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھجور منگوائی پھر اس کو چبایا پھر عبداللہ کے منہ میں اپنا لعاب مبارک ڈالا سب سے پہلی چیز جو عبداللہ کے پیٹ میں پہنچی وہ حضور علیہ السلام کا لعاب مبارک تھا پھر کھجور کے ساتھ تحنیک فرمائی اور عبداللہ کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔

اذان دی جائے بچے یا بچی کے دائیں کان میں صبح کی اذان اور بائیں کان میں اقامت کے کلمات ادا کئے جائیں۔ حضرت رافع اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے (حضرت امام) حسین (رضی اللہ عنہ) کے کان میں اس وقت اذان دی جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان کی ولادت ہوئی تھی۔

● امام بیہقی نے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جس کے بچہ پیدا ہوا پس اس نے بچے کے دائیں کان میں اذان دی اور بائیں کان میں اقامت کہی تو اس بچے سے ام الصبیان کا مرض دور کر دیا جائے گا۔

ولادت کے آداب سے تیسرا ادب :

ولادت کے آداب سے تیسرا ادب یہ ہے کہ بچے کو کھجور یا شہد یا میٹھی چیز کسی نیک آدمی کے لعاب کے ساتھ ملا کر گھٹی دی جائے۔ یعنی کسی صالح آدمی سے کھجور چبوا کر یا شہد کے ساتھ اس کا لعاب ملا کر بچے کے منہ اور پیٹ میں سب سے پہلی غذا یہی لعاب اور میٹھی چیز جانی چاہیئے۔ عربی میں اس کو تَحنِیک کہتے ہیں اور یہ سنت ہے۔

● روایت ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر فرماتی ہیں محلّہ قباء میں، میں نے عبداللہ ابن زبیر کو جنا اور میں عبداللہ کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی میں نے عبداللہ کو آپ کی گود میں رکھ دیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھجور منگوائی پھر اس کو چبایا پھر عبداللہ کے منہ میں اپنا لعاب مبارک ڈالا سب سے پہلی چیز جو عبداللہ کے پیٹ میں پہنچی وہ حضور علیہ السلام کا لعاب مبارک تھا پھر کھجور کے ساتھ تحنیک فرمائی اور عبداللہ کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔

● ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں پہنچ کر عبداللہ ابن زبیر پہلا اسلامی بچہ تھا اس پر صحابہ کرام بہت خوش ہوئے تھے کیونکہ مشہور تھا کہ مسلمانوں پر یہودیوں نے جادو کر رکھا ہے، لہٰذا مہاجرین کے ہاں مدینہ منورہ میں کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوگا۔ اس روایت سے معلوم ہوا بچے کو کسی صالح آدمی کے لعاب کے ساتھ گھٹی دینا مستحب ہے اور جو آج کل ڈاکٹر لوگ بچے کو ماں کے دودھ سے پہلے کوئی بھی غذا منع کرتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔

ولادت کے آداب سے چوتھا ادب :

ولادت کے آداب سے چوتھا ادب یہ ہے کہ ولادت کے ساتویں دن بچے کا عقیقہ کیا جائے، عقیقہ کرنا سنت ہے۔ لڑکے کی جانب سے دو قربانیاں اور لڑکی کی طرف سے ایک قربانی کا عقیقہ مستحب ہے اور عقیقہ کے جانور کے لئے بھی قربانی کے جانور کی شرائط ہیں، عقیقہ کی نیت سے بڑے اور چھوٹے دونوں جانور میں عقیقہ کرنا جائز ہے اور عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی کے ساتھ عقیقہ کی نیت سے بڑے جانور میں حصے کرنا بھی جائز ہے۔

● اور اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کر سکیں تو سات کے عدد کی مناسبت سے چودھویں یا اکیسویں دن عقیقہ کر لیں اور بعد میں اسی گنتی کے حوالہ سے مثلاً اگر ولادت جمعرات کو ہوئی تو عمر کے کسی بھی درجہ میں بدھ کے دن عقیقہ کرنے میں ساتویں دن کی رعایت ہوگی۔ اسی دن عقیقہ کر لیں اور اگر ساتویں دن کی رعایت نہ کی جائے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ مرنے تک عقیقہ کر لینا سنت ہے۔ عقیقہ میں جانور کا ذبح کرنا اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا ہے اور جانور بچے کا فدیہ ہوتا ہے۔ عقیقہ کا جانور ذبح کرتے وقت درج ذیل دعا پڑھ لینا بہتر ہے :

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلِّمْ اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ عَقِيْقَةُ فُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ اگر لڑکی ہوتو کہے فُلاَ نَةِ بِنْتِ فُلَانٍ فَاجْعَلْ جَسْدَهَا بِجَسْدِهٖ وَلَحْمَهَا بِلَحْمِهٖ وَعَظْمَهَا بِعَظْمِهٖ وَجِلْدَهَا بِجِلْدِهٖ وَشَعْرَهَا بِشَعْرِهٖ فِدَاءً مِنَ الْاَمْرَاضِ وَالْاَوْجَاعِ وَفِدَاءً مِنَ النَّارِ وَتَقَبَّلْهَا مِنَّا وَارْزُقْهُ صِحَّةً كَامِلَةً مَعَ الْاِيْمَانِ وَالْغِنٰی بِجَاهِ سَيِّدِالْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ ط وَبِذَالِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ○ وَصَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلٰی خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

● دعا پڑھنے والا شخص فلان ابن فلان یا فلانۃ بنت فلاں کی جگہ بچے یا بچی کا نام لے کر دعا یا پھر نیت کر لے اور اگر اپنا بیٹا یا بیٹی ہو لِابْنِیْ یا لِبِنْتِیْ کہہ دے اور بچی کے عقیقہ میں بِجَسْدِهَا وَبِلَحْمِهَا مؤنث ضمیر کے ساتھ پڑھے اس طرح سب جگہ مؤنث کا ضمیر ذکر کرے۔ اگر دو بچے ہوں تو تثنیہ کا ضمیر ذکر کرے۔

اور اگر دو سے زیادہ بچوں کا عقیقہ ہو جمع کا ضمیر ذکر کیا جائے۔ اگر عربی نہ آئے تو ترجمہ ذکر کر دیا جائے۔ اے اللہ یہ قربانی فلاں ابن فلاں کا عقیقہ ہے اس قربانی کے جسم کو بچے کے جسم کا اور قربانی کے گوشت کو بچے کے گوشت کا اور قربانی کی ہڈیوں کو بچے کی ہڈیوں کا اور قربانی کے چمڑے کو بچے کے چمڑہ کا اور قربانی کے بالوں کو بچے کے بالوں کا سب مرضوں اور دردوں سے فدیہ بنا اور جہنم کی آگ سے فدیہ بنا۔ اور ایمان اور غنی کے ساتھ بچے کو صحت کاملہ عطا فرما۔ سید الانبیاء

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلِّمْ اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ عَقِیْقَۃُ فُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ اگرلڑکی ہوتو کہے فُلاَ نَۃِ بِنْتِ فُلَانٍ فَاجْعَلْ جَسُدَھَا بِجَسُدِہٖ وَلَحُمَھَا بِلَحُمِہٖ وَعَظْمَھَا بِعَظْمِہٖ وَجِلْدَھَا بِجِلْدِہٖ وَشَعْرَھَا بِشَعْرِہٖ فِدَاءً مِنَ الْاَمْرَاضِ وَالْاَوْجَاعِ وَفِدَاءً مِنَ النَّارِ وَتَقَبَّلْھَا مِنَّا وَارْزُقْہُ صِحَّۃً کَامِلَۃً مَعَ الْاِیْمَانِ وَالْغِنٰی بِجَاہِ سَیِّدِالْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ اِنَّ صَلاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ ط وَبِذَالِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ وَصَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

● دعا پڑھنے والا شخص فلان ابن فلان یا فلانۃ بنت فلاں کی جگہ بچے یا بچی کا نام لے کر دعا یا پھر نیت کرلے اور اگر اپنا بیٹا یا بیٹی ہو لِابْنِیْ یا لِبِنْتِیْ کہہ دے اور بچی کے عقیقہ میں بِجَسُدِھَا وَبِلَحُمِھَا مؤنث ضمیر کے ساتھ پڑھے اس طرح سب جگہ مؤنث کا ضمیر ذکر کرے۔ اگر دو بچے ہوں تو تثنیہ کا ضمیر ذکر کرے۔

اور اگر دو سے زیادہ بچوں کا عقیقہ ہو جمع کا ضمیر ذکر کیا جائے۔ اگر عربی نہ آئے تو ترجمہ ذکر کر دیا جائے۔ اے اللہ یہ قربانی فلاں ابن فلاں کا عقیقہ ہے اس قربانی کے جسم کو بچے کے جسم کا اور قربانی کے گوشت کو بچے کے گوشت کا اور قربانی کی ہڈیوں کو بچے کی ہڈیوں کا اور قربانی کے چمڑے کو بچے کے چمڑہ کا اور قربانی کے بالوں کو بچے کے بالوں کا سب مرضوں اور دردوں سے فدیہ بنا اور جہنم کی آگ سے فدیہ بنا۔ اور ایمان اور غنی کے ساتھ بچے کو صحت کاملہ عطا فرما۔ سید الانبیاء

والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے۔ بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ تعالیٰ رب العالمین کیلئے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کے ساتھ مجھے امر کیا گیا ہے اور میں مسلمانوں سے پہلا ہوں۔ پھر جانور ذبح کر دیا جائے۔ ذبح کرنے والا بسم اللہ اللہ اکبر بلند آواز سے پڑھتے ہوئے جانور ذبح کردے۔

● عقیقہ کے جانور کے گوشت کا حکم قربانی کے جانور کے گوشت کا حکم ہے کہ عقیقہ کرنے والا خود اور اس کے بچے اور والدین اور عزیز بھی عقیقہ کا گوشت کھا سکتے ہیں مستحب ہے کہ گوشت کے تین حصے کئے جائیں، ایک حصہ غریبوں میں صدقہ کر دیا جائے اور ایک حصہ عزیزوں میں تقسیم کر دیا جائے اور ایک حصہ گھر والے استعمال کریں۔ سارا گوشت صدقہ کرنا یا اپنے لئے رکھ لینا بھی جائز ہے۔ اور گوشت پکا کر کھلانا بھی جائز ہے۔ شادی کے ولیمہ میں بھی عقیقہ کے جانور کا گوشت استعمال کرنا جائز ہے۔ لیکن جانور کا گوشت یا کھال اپنے لئے فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ مگر کسی محتاج کے لئے کھال فروخت کر کے اس کی رقم سے محتاج کی مدد کرنا جائز ہے۔

● حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے کیلئے دو بکریوں کا جو آپس میں مماثل ہوں اور لڑکی کیلئے ایک بکری کے ساتھ قربانی کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ لیکن لڑکے کے لئے نر اور لڑکی کے لئے مادہ جانور ضروری نہیں ہے۔ حدیث شریف میں شاۃ کا لفظ وارد ہے جو مذکر اور مؤنث دونوں کو شامل ہے اور لڑکے کی طرف سے ایک قربانی بھی جائز ہے اور عقیقہ نہ کرنے میں

بھی کوئی گناہ نہیں ہے کیونکہ عقیقہ کرنا سنت غیر مؤکدہ ہے جس کے ترک میں گناہ نہیں ہوتا۔عقیقہ کا گوشت یا کھال قصائی کو بطور اجرت دینا جائز نہیں ہے۔

- اور یہ بھی سنت ہے کہ ساتویں دن بچے کے بال اور ناخن اتار کر ان کے وزن کے برابر چاندی یا سونا صدقہ کیا جائے۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

مَعَ الْغُلَامُ عَقِيْقَتُه فَاَهْرِيْقُوْا عَنْهُ دَمًا وَاَمِيْطُوْا عَنْهُ الْاَذٰى۔ (احیاء العلوم)

یعنی لڑکے کے ساتھ اس کا عقیقہ ہے اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے اذی دور کرو یعنی بال اور ناخن دور کرو۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت حسین کی ولادت کے ساتویں دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت فاطمہ کو حکم فرمایا ان کے بالوں کا حلق کیا جائے اور بالوں کے وزن کے مساوی چاندی یا سونا صدقہ کر دیا جائے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عقیقہ کے جانور کی ہڈیوں کے جوڑ الگ الگ کر کے گوشت استعمال کیا جائے اور ہڈیوں کو توڑا نہ جائے۔ ہمارے استاذ مکرم حضرت علامہ مولانا عطاء محمد بندیالوی نور اللہ مرقدہ نے اپنے بچوں کے عقیقہ میں حضرت عائشہ کے قول پر عمل فرمایا تھا۔بکروں کی ہڈیوں کے جوڑ الگ الگ کر کے پکائے گئے تھے لیکن ہڈیوں کو نہیں توڑا گیا تھا۔اگرچہ ہڈیوں کو توڑنا منع نہیں ہے لیکن نیک فال کیلئے حضرت عائشہ نے ایسا نہ کرنے کا فرمایا۔یعنی بچے کی ہڈیوں کی سلامتی کیلئے اچھا فال ہے۔

ختنہ کے مسئلہ سے معلوم ہوا کہ جب سنت شعائر اسلام اور اسلام کی علامتوں سے ہو اُس کا حکم فرض کی طرح ہو جاتا ہے اسی لئے حکم ہے کہ بڑے آدمی

بھی کوئی گناہ نہیں ہے کیونکہ عقیقہ کرنا سنت غیر مؤکدہ ہے جس کے ترک میں گناہ نہیں ہوتا۔ عقیقہ کا گوشت یا کھال قصائی کو بطور اجرت دینا جائز نہیں ہے۔

● اور یہ بھی سنت ہے کہ ساتویں دن بچے کے بال اور ناخن اتار کر ان کے وزن کے برابر چاندی یا سونا صدقہ کیا جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

مَعَ الْغُلَامُ عَقِيْقَتُه، فَاهْرِيْقُوْا عَنْهُ دَمًا وَامِيْطُوْا عَنْهُ الاَذٰى۔

(احیاء العلوم)

یعنی لڑکے کے ساتھ اس کا عقیقہ ہے اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے اذی دور کرو یعنی بال اور ناخن دور کرو۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت حسین کی ولادت کے ساتویں دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت فاطمہ کو حکم فرمایا ان کے بالوں کا حلق کیا جائے اور بالوں کے وزن کے مساوی چاندی یا سونا صدقہ کر دیا جائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عقیقہ کے جانور کی ہڈیوں کے جوڑ الگ الگ کر کے گوشت استعمال کیا جائے اور ہڈیوں کو توڑا نہ جائے۔ ہمارے استاذ مکرم حضرت علامہ مولانا عطاء محمد بندیالوی نور اللہ مرقدہ نے اپنے بچوں کے عقیقہ میں حضرت عائشہ کے قول پر عمل فرمایا تھا۔ بکروں کی ہڈیوں کے جوڑ الگ الگ کر کے پکائے گئے تھے لیکن ہڈیوں کو نہیں توڑا گیا تھا۔ اگر چہ ہڈیوں کو توڑنا منع نہیں ہے لیکن نیک فال کیلئے حضرت عائشہ نے ایسا نہ کرنے کا فرمایا۔ یعنی بچے کی ہڈیوں کی سلامتی کیلئے اچھا فال ہے۔

ختنہ کے مسئلہ سے معلوم ہوا کہ جب سنت شعائر اسلام اور اسلام کی علامتوں سے ہو اُس کا حکم فرض کی طرح ہو جاتا ہے اسی لئے حکم ہے کہ بڑے آدمی

کا ختنہ بھی کیا جائے اور اس کے ستر غلیظ کو خاتن دیکھ سکتا ہے کیونکہ سنت بمنزلہ فرض ہے اور فرض پر عمل اگر حرمت ظنی کے ارتکاب کے بغیر نہ ہو سکتا ہو تو حرام ظنی کی حرمت ساقط ہو جاتی ہے۔ اسی طرح وہ سنت جس کو اسلام کی علامت کا مرتبہ حاصل ہو گیا ہو اس پر عمل کرنے سے حرمت ظنی ساقط ہو جائے گی۔ (رفیق حسنی)

ولادت کے آداب سے پانچواں ادب:

ولادت کے آداب سے پانچواں ادب یہ ہے کہ ساتویں دن لڑکے کا ختنہ کر دیا جائے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت حسن اور حسین کا ساتویں دن ختنہ فرمایا تھا۔ ختنہ سنت مؤکدہ بلکہ شعائر اسلام سے ہے اس لئے ختنہ کرنا ضروری ہے حتیٰ کہ درمختار میں ہے۔ اگر کوئی آدمی نابالغ ہونے کی عمر میں ختنہ نہیں کرا سکا یا غیر مسلم نے اسلام قبول کیا اور اس کا ختنہ نہیں ہوا تھا تو ختنہ کے لئے کشف عورت اور خاتن (ختنہ کرنے والا) کا اس کے ستر کو دیکھنا جائز ہے۔ لہٰذا غیر مختون بالغ ہونے کے بعد بھی ختنہ کا آپریشن کرائے۔ شامی میں ہے **عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ لِصَاحِبِ الْحَمَّامِ يَنْظُرُ اِلَى الْعَوْرَةِ حجتهُ الختان فانه مطلق يَشْمَلُ خَتَّانَ الصغير والكبير وكذا اطلقه فى النهاية كما قدمناهُ واقره الشراح والظاهر ترجيحه** (باب الحظر والاباحۃ) پر ہے:

ترجمہ: امام ابی حنیفہ سے روایت ہے صاحب حمام دوسرے آدمی کے ستر کو دیکھے تو جائز ہے اور آپ کی دلیل ختنہ کرنے والا ہے۔ کیونکہ ختان مطلق ہے بالغ اور نابالغ دونوں کو شامل ہے اسی طرح نہایۃ میں اس کو مطلق رکھا جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے، اور شارحین نے اس کو ثابت اور برقرار رکھا اس سے ظاہر اس قول کی ترجیح ہے۔"

الحمدللہ ختنہ انبیاء کرام کی سنت ہے اور ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مختون اور ناف بریدہ پیدا ہوئے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ختنہ

اسی (۸۰) برس کی عمر میں ہوا تھا۔ شاید ختنہ کی ابتداء حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی۔ فقہاء کرام نے ماں کے پیٹ سے مختون پیدا ہونے والے انبیاء علیہم السلام کی تعداد سترہ (۱۷) ذکر فرمائی ہے۔

ختنہ شدہ پیدا ہونے والے انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء مبارکہ یہ ہیں:

- حضرت آدم علیہ السلام
- حضرت شیث علیہ السلام
- حضرت ادریس علیہ السلام
- حضرت نوح علیہ السلام
- حضرت سام علیہ السلام
- حضرت ھود علیہ السلام
- حضرت صالح علیہ السلام
- حضرت یوسف علیہ السلام
- حضرت حنظلۃ علیہ السلام
- حضرت لوط علیہ السلام
- حضرت سلیمان علیہ السلام
- حضرت موسیٰ علیہ السلام
- حضرت شعیب علیہ السلام
- حضرت زکریا علیہ السلام
- حضرت یحییٰ علیہ السلام
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام
- حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(از جلال الدین سیوطی مسائل شتی درمختار ۵/۵۳۰ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ، تفسیر قرطبی ۲/۱۰۰ اذ ابتلی ابراہیم ربہ کے ماتحت)

بچی اور بچے کا خوبصورت نام رکھا جائے

ولادت کے آداب سے چھٹا ادب یہ ہے کہ بچے یا بچی کا اسلامی اور خوبصورت نام رکھا جائے حدیث شریف میں:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّکُمْ تُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِاَسْمَآءِکُمْ وَاَسْمَآءِ اٰبَاءِکُمْ فَاَحْسِنُوْا اَسْمَائَکُمْ.

اسی (۸۰) برس کی عمر میں ہوا تھا۔ شاید ختنہ کی ابتداء حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی۔ فقہاء کرام نے ماں کے پیٹ سے مختون پیدا ہونے والے انبیاء علیہم السلام کی تعداد سترہ (۱۷) ذکر فرمائی ہے۔

ختنہ شدہ پیدا ہونے والے انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء مبارکہ یہ ہیں:

- حضرت آدم علیہ السلام
- حضرت شیث علیہ السلام
- حضرت ادریس علیہ السلام
- حضرت نوح علیہ السلام
- حضرت سام علیہ السلام
- حضرت ھود علیہ السلام
- حضرت صالح علیہ السلام
- حضرت یوسف علیہ السلام
- حضرت حنظلۃ علیہ السلام
- حضرت لوط علیہ السلام
- حضرت سلیمان علیہ السلام
- حضرت موسیٰ علیہ السلام
- حضرت شعیب علیہ السلام
- حضرت زکریا علیہ السلام
- حضرت یحییٰ علیہ السلام
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام
- حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(از جلال الدین سیوطی مسائل شتی در مختار ۵/۵۴۰ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ، تفسیر قرطبی ۲/۱۰۰ اذ ابتلی ابراہیم ربہ کے ماتحت)

بچی اور بچے کا خوبصورت نام رکھا جائے

ولادت کے آداب سے چھٹا ادب یہ ہے کہ بچے یا بچی کا اسلامی اور خوبصورت نام رکھا جائے حدیث شریف میں:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاَسْمَآءِكُمْ وَاَسْمَآءِ اٰبَاءِكُمْ فَاَحْسِنُوْا اَسْمَائَكُمْ.

یعنی تم قیامت کے روز اپنے اور اپنے آباء کے نام سے پکارے جاؤ گے پس اچھے نام رکھو۔ معلوم ہوا یہ جو مشہور ہے کہ قیامت میں ہر شخص کو ماں کے نام سے پکارا جائیگا تا کہ کسی ولد الزنا کا راز فاش نہ ہو۔ غلط ہے بلکہ سب لوگوں کو اپنے اپنے باپ کے نام سے پکارا جائے گا۔ قرآن مجید میں ہے:

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاءَ كُمْ اَبْنَاءَ كُمْ ذَالِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ۔

اللہ تعالیٰ نے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا حقیقی بیٹا نہیں بنایا یہ صرف تمہارے منہ سے نکلنے والا تمہارا قول ہی ہے پھر فرمایا:

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَاءِ هِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ۔ (۳۳/۵)

تم اولاد کو ان کے اباء کی طرف منسوب کیا کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ بہتر ہے۔

معلوم ہوا دنیا اور آخرت میں اولاد کی نسبت باپ کی طرف ہوگی۔ لیکن ایسی ولد الزنا اولاد کو جن کی ولادت کسی کے نکاح اور ملک یمین میں نہیں ہوئی ان کو کس کے نام صاحب نطفہ زانی یا ماں کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا۔ ابھی تک مجھے معلوم نہیں ہو سکا۔ (رفیق حسنی)

- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسماء میں سے محبوب ترین نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے ایک روایت میں ہے جب تم نام رکھو تو عبد کے ساتھ نام رکھو یعنی عبدالعزیز اور عبدالکریم وغیرہ۔ جن میں عبد کی اضافت اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ کی طرف ہو۔ علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محمد اور احمد کا اسم مبارک بھی احب الاسماء سے ہے۔ کیونکہ اگر یہ اسم مبارک اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین نہ ہوتے تو ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب نبی کا نام نہ

رکھتا اس لئے عبداللہ اور عبدالرحمٰن کا احب ہونا ان اسماء کی نسبت سے ہے جن میں لفظ عبد غیر اللہ کی طرف مضاف اور استعمال ہوتا ہے جیسے عبدالدار اور عبدالشمس وغیرہ اور یہ اسم محمد یا احمد کے احب (زیادہ محبوب) ہونے کے منافی نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے: مَنْ وُلِدَ لَہٗ مَوْلُوْدٌ فَسَمَّاہُ مُحَمَّداً کَانَ ھُوَ وَمَوْلُوْدُہٗ فِی الْجَنَّةِ۔ (شامی باب الحظر والاباحت) یعنی وہ شخص جس کا لڑکا پیدا ہوا اور اس نے لڑکے کا نام محمد رکھ لیا وہ آدمی اور اس کا لڑکا جنت میں ہوگا یہ امر واضح ہے کہ جس شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے اپنے لڑکے کا نام محمد رکھا اس کو آپ کی محبت جنت لے جائے گی۔ لہٰذا بچوں کے نام محمد رفیق، محمد شریف، محمد حنیف، محمد اقبال، محمد سہیل، محمد اویس، محمد جنید، محمد عمیر وغیرہا رکھنے چاہئیں۔

- ناموں میں قطع و برید اور تغییر نہایت قبیح اور ممنوع ہے۔ خصوصاً جب آدمی کا نام اللہ اور رسول کے ناموں کی طرف نسبت کے ساتھ ہو مثلاً عبدالرحمٰن اور عبدالرزاق کے ناموں سے عبد کو دور کر کے آدمی کو رحمٰن اور رزاق کہا جائے تو یہ ممنوع ہے کیونکہ رحمٰن اور رزاق تو اللہ تعالیٰ کے نام ہیں پھر ان الفاظ میں بھی تبدیلی اور تغیر مثلاً رحمٰن کو رحمو اور رزاق کو رزاقو۔ اگر اللہ تعالیٰ کا نام سمجھ کر ایسا کرنا قصداً اور علم کے ساتھ ہو تو کفر ہے۔ اسی طرح لفظ محمد نام والے شخص کو ممدو اور لفظ احمد نام والے شخص کو حمدو وغیرہ کہنا جبکہ عمداً ہو اور اس علم کے ساتھ ہو کہ ایسا کرنا بے ادبی ہے تو کفر ہے اور بچوں کے ایسے نام رکھنا جن میں نہایت تزکیہ اور بڑائی ہو بھی ناجائز ہیں۔ مثلاً محمد مصطفیٰ کامل کسی امتی کا نام رکھنا نہایت ممنوع ہے کیونکہ اس اسم مبارک کا مصداق تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں۔ دوسرے کے لئے

رکھتا اس لئے عبداللہ اور عبدالرحمٰن کا احب ہونا ان اسماء کی نسبت سے ہے جن میں لفظ عبد غیراللہ کی طرف مضاف اور استعمال ہوتا ہے جیسے عبدالدار اور عبدالشّمس وغیرہ اور یہ اسم محمد یا احمد کے احب (زیادہ محبوب) ہونے کے منافی نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے: **مَنْ وُلِدَ لَـهٗ مَوْلُوْدٌ فَسَمَّاهُ مُحَمَّداً كَانَ هُوَ وَمَوْلُوْدُهٗ فِي الْجَنَّةِ**۔ (شامی باب الحظر والاباحت) یعنی وہ شخص جس کا لڑکا پیدا ہوا اور اس نے لڑکے کا نام محمد رکھ لیا وہ آدمی اور اس کا لڑکا جنت میں ہوگا یہ امر واضح ہے کہ جس شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے اپنے لڑکے کا نام محمد رکھا اس کو آپ کی محبت جنت لے جائے گی۔ لہٰذا بچوں کے نام محمد رفیق، محمد شریف، محمد حنیف، محمد اقبال، محمد سہیل، محمد اویس، محمد جنید، محمد عمیر وغیرہا رکھنے چاہئیں۔

● ناموں میں قطع و برید اور تغییر نہایت قبیح اور ممنوع ہے۔ خصوصاً جب آدمی کا نام اللہ اور رسول کے ناموں کی طرف نسبت کے ساتھ ہو مثلاً عبدالرحمٰن اور عبدالرزاق کے ناموں سے عبد کو دور کر کے آدمی کو رحمٰن اور رزاق کہا جائے تو یہ ممنوع ہے کیونکہ رحمٰن اور رزاق تو اللہ تعالیٰ کے نام ہیں پھر ان الفاظ میں بھی تبدیلی اور تغییر مثلاً رحمٰن کو رحمو اور رزاق کو رزاقو۔ اگر اللہ تعالیٰ کا نام سمجھ کر ایسا کرنا قصداً اور علم کے ساتھ ہو تو کفر ہے۔ اسی طرح لفظ محمد نام والے شخص کو ممدو اور لفظ احمد نام والے شخص کو حمدو وغیرہ کہنا جبکہ عمداً ہو اور اس علم کے ساتھ ہو کہ ایسا کرنا بے ادبی ہے تو کفر ہے اور بچوں کے ایسے نام رکھنا جن میں نہایت تزکیہ اور بڑائی ہو بھی ناجائز ہیں۔ مثلاً محمد مصطفیٰ کامل کسی امتی کا نام رکھنا نہایت ممنوع ہے کیونکہ اس اسم مبارک کا مصداق تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں۔ دوسرے کے لئے

یہ لفظ استعمال کرنا کیسے جائز ہوسکتا ہے۔ ایسے نام رکھنے چاہئے جن کے مفہوم میں تواضع اور انکسار ہو یہی وجہ ہے کہ عبدالنبی اور عبدالرسول بمعنی غلام نبی اور غلام رسول نام رکھنا جائز ہے۔

● حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی آپ ﷺ غلط نام تبدیل فرما دیتے تھے اس لئے اگر کسی کا نام شرعاً قبیح ہو تو تبدیل کرنا ضروری ہے ایک شخص کا نام اصرم تھا جس کا معنی کٹا ہوا بنتا ہے تو آپ نے اس کا زرعہ رکھا اسی طرح آپ نے مضطجع (لیٹے رہنے والا) کا نام منبعث (اُٹھنے والا) رکھا۔ حضرت عمر کی بیٹی کا نام عاصیہ یعنی (نافرمانی کرنے والی) تھا آپ نے اس کا نام جمیلہ رکھا۔ عاص (نافرمان) کا نام تبدیل کر کے عبداللہ رکھا اور بَـرَّة (نیکیوں والی) کا نام زینب رکھا۔ آپ یسار (یسر والا)، رباح (نفع مند)، نجاح (نجات پانے والا)، افلح (فلاح پانے والا) اور برکہ نام رکھنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ کیونکہ یہ آپ کو پسند نہیں تھا کہ کہا جائے آپ برکۃ کے گھر سے نکلے ہیں یا کوئی پوچھے گھر میں برکۃ ہے تو جواب میں کہا جائے نہیں۔

● نامکمل پیدا ہونے والے مردہ بچے کا نام بھی رکھنا چاہئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت ہے کہ السقط یعنی ساقط ہونے والا نامکمل بچہ روز قیامت چیخ کر پیچھے سے باپ کو پکارے گا اور کہے گا تو نے مجھے ضائع کر دیا تھا اور میرا نام نہیں رکھا تھا حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ نامکمل بچے کا نام مذکر کا رکھا جائے یا مؤنث کا تو عبدالرحمٰن نے جواب دیا ایسا نام رکھا جائے جو مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے ہو سکے جیسے حمزہ اور عمارۃ اور طلحہ اور عتبہ وغیرھا۔ **(وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین)**

بیوی سے ایذاء رسانی کو برداشت کرنے کی فضیلت:

● اکثر خواتین چونکہ ناقصات عقل و دین ہوتی ہیں اس لئے ان کے ساتھ حسن خلق اور پیار ومحبت اور ان کی غلطیوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے سے ازدواجی زندگی خوشگوار گزرتی ہے۔قرآنِ مجید میں ہے: عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی بیویوں کے ساتھ احسان اور معروف معاشرت اور برتاؤ کرو۔ قرآنِ مجید میں ہے وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ ۔(ترجمہ) اور پہلو کے مصاحب کے ساتھ احسان کرو۔ پہلو کے مصاحب سے بعض مفسرین نے بیوی مراد لی ہے یعنی بیوی کے ساتھ احسان کرو۔

بعض روایات کے مطابق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زندگی مبارک کی آخری وصیت میں تین باتوں کا ذکر فرمایا تھا اول یہ کہ نماز کا خیال کرنا، دوم لونڈیوں کا خیال کرنا انہیں طاقت سے زائد تکلیف نہ دینا، سوم فرمایا اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِی النِّسَآءِ فَاِنَّھُنَّ عَوَانٌ فِیْ اَیْدِیْکُمْ اَخَذْتُمُوْھُنَّ بِاَمَانَۃِ اللّٰہِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَھُنَّ بِکَلِمَۃِ اللّٰہِ ۔(ترجمہ) اللہ کے لئے اللہ کے لئے بیویوں کے حقوق کا خیال کرنا بے شک بیویاں تمہارے ہاتھوں میں اسیر اور قیدی ہیں تم نے انہیں اللہ کی امانت کے ساتھ حاصل کیا ہے اور ان کے فروج کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ حلال کیا ہے۔

عین وصال فرمانے سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لوگوں کو بیویوں کے لئے وصیت فرمانے سے ان کے حقوق کی اہمیت کی طرف توجہ دلانا تھا۔

بخاری اور مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا عورتوں کے حق میں خیر کی وصیت قبول کرو

بیوی سے ایذاء رسانی کو برداشت کرنے کی فضیلت:

● اکثر خواتین چونکہ ناقصات عقل و دین ہوتی ہیں اس لئے ان کے ساتھ حسن خلق اور پیار ومحبت اور ان کی غلطیوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے سے ازدواجی زندگی خوشگوار گزرتی ہے۔قرآنِ مجید میں ہے: عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی بیویوں کے ساتھ احسان اور معروف معاشرت اور برتاؤ کرو۔ قرآنِ مجید میں ہے وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ ۔(ترجمہ) اور پہلو کے مصاحب کے ساتھ احسان کرو۔ پہلو کے مصاحب سے بعض مفسرین نے بیوی مراد لی ہے یعنی بیوی کے ساتھ احسان کرو۔

بعض روایات کے مطابق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زندگی مبارک کی آخری وصیت میں تین باتوں کا ذکر فرمایا تھا اول یہ کہ نماز کا خیال کرنا، دوم لونڈیوں کا خیال کرنا انہیں طاقت سے زائد تکلیف نہ دینا، سوم فرمایا اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِی النِّسَآءِ فَاِنَّهُنَّ عَوَانٌ فِیْ اَیْدِیْکُمْ اَخَذْتُمُوْهُنَّ بِاَمَانَةِ اللهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللهِ ۔(ترجمہ) اللہ کے لئے اللہ کے لئے بیویوں کے حقوق کا خیال کرنا بے شک بیویاں تمہارے ہاتھوں میں اسیر اور قیدی ہیں تم نے انہیں اللہ کی امانت کے ساتھ حاصل کیا ہے اور ان کے فروج کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ حلال کیا ہے۔

عین وصال فرمانے سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لوگوں کو بیویوں کے لئے وصیت فرمانے سے ان کے حقوق کی اہمیت کی طرف توجہ دلانا تھا۔

بخاری اور مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا عورتوں کے حق میں خیر کی وصیت قبول کرو

کیونکہ عورتیں پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور پسلیوں میں سب سے ٹیڑھی پسلی اوپر والی پسلی ہے اگر تو اُسے سیدھا کرنا شروع کرے گا تو اس کو توڑ دے گا اور اگر اس کو ترک کریگا تو وہ ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی، پس عورتوں کیلئے میری وصیت قبول کرو۔

یعنی جب خواتین کی تخلیق کا اصل ٹیڑھا ہے تو ان کی کجروی دور نہیں ہوگی تمہیں ان سے نفع اُٹھانے کے لئے ان سے مدارات بلکہ مداہنت کرنا ہوگی اور ان کی ایذاء پر صبر کرنا ہوگا ورنہ نتیجہ طلاق ہوگی۔

● حضور علیہ السلام کے حسن خلق کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں (صغرسنی) کی وجہ سے لڑکیوں کے ساتھ مل کر گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر تشریف لاتے تو وہ لڑکیاں چھپنے لگتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان لڑکیوں کو تلاش کر کے میرے پاس بھیجتے اور پھر ہم کھیلتی رہتیں۔(متفق علیہ)۔

● حضرت عائشہ فرماتی ہیں اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حجرے کی دروازے پر کھڑے دیکھا اور حبشی لوگ مسجد میں نیزوں کے ساتھ کھیل رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی چادر سے اپنے شانہ مبارک اور گردن کے درمیان چھپا لیا تاکہ میں ان کو کھیلتے دیکھوں پھر میری وجہ سے آپ کھڑے رہے حتیٰ کہ خود میں دیکھنے سے پھر گئی آپ لوگ خود اندازہ کریں کہ ایک لڑکی حداثۃ السن (صغرسنی میں) لہو اور کھیل پر حریص کتنی دیر کھڑی رہی ہو گی۔(متفق علیہ)

● حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے فرمایا بے شک تو مجھ سے جب راضی ہوتی ہے میں جان جاتا ہوں اور جب تو ناراض

ہوتی ہے جان جاتا ہوں حضرت عائشہ عرض کرتی ہیں آپ کیسے جانتے ہیں تو آپ نے فرمایا جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہے تو بے شک کہتی ہے **لَا وَ رَبِّ مُحَمَّدٍ** (یعنی قسم اُٹھانے میں رب محمد کہتی ہے) میرے نام کی رب کی طرف اضافت کر کے قسم کھاتی ہے اور جب تو مجھ پر ناراض ہوتی ہے تو تو کہتی ہے **لَا وَرَبِّ اِبْرَاهِيْمَ** یعنی قسم اُٹھانے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام ذکر کرتی ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ لیکن نہیں چھوڑتی میں مگر آپ کے اسم مبارک کو یعنی غضب کی حالت میں آپ کا صرف اسم مبارک ذکر نہیں کرتی لیکن آپ کی ذات کی محبت کو ترک نہیں کرتی۔ حدیث شریف میں **مَا اَهْجُرُ اِلَّا اِسْمَكَ** علماء فرماتے ہیں حضرت عائشہ نے لفظ ترک کی جگہ ھجر ذکر کیا اس کی وجہ یہ ہے ہجر کے لفظ میں اشارہ ہے کہ اے محبوب اس ترک اسم میں بھی مجھے ایسا الم اور درد ہوتا ہے جس طرح محبوب سے ہجرت کر کے چلے جانے میں الم اور درد ہوتا ہے۔ کیا کروں غیر اختیاری صورت میں ترک اسم کرنا پڑتا ہے لیکن اس میں بھی میں الم محسوس کر رہی ہوتی ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف)

● حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں ایک سفر میں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی آپ کے ساتھ میں نے دوڑ لگائی تو میں سبقت لے گئی جب میں لحیم اور موٹی ہوگئی تو پھر دوڑ لگائی تو حضور علیہ السلام سبقت لے گئے آپ نے فرمایا اس سبقت سے پہلی سبقت کا بدلہ ہوگیا۔ سبحان اللہ ثم سبحان اللہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ حسن خلق کی مثال نہیں ملتی۔ ان احادیث میں ہمارے لئے درس ونصیحت ہے کہ بیویوں کے ساتھ جائز تفریح اور بے تکلفی میں کوئی حرج نہیں، مجھے خشک علماء اور صوفیاء پر حیرت ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی

ہوتی ہے جان جاتا ہوں حضرت عائشہ عرض کرتی ہیں آپ کیسے جانتے ہیں تو آپ نے فرمایا جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہے تو بے شک کہتی ہے لَا وَ رَبِّ مُحَمَّدٍ (یعنی قسم اُٹھانے میں رب محمد کہتی ہے) میرے نام کی رب کی طرف اضافت کر کے قسم کھاتی ہے اور جب تو مجھ پر ناراض ہوتی ہے تو تو کہتی ہے لَا وَرَبِّ اِبْرَاهِيْمَ یعنی قسم اُٹھانے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام ذکر کرتی ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ لیکن نہیں چھوڑتی میں مگر آپ کے اسم مبارک کو یعنی غضب کی حالت میں آپ کا صرف اسم مبارک ذکر نہیں کرتی لیکن آپ کی ذات کی محبت کو ترک نہیں کرتی۔ حدیث شریف میں مَا اَهْجُرُ اِلَّا اِسْمَکَ علماء فرماتے ہیں حضرت عائشہ نے لفظ ترک کی جگہ ھجر ذکر کیا اس کی وجہ یہ ہے ہجر کے لفظ میں اشارہ ہے کہ اے محبوب اس ترک اسم میں بھی مجھے ایسا الم اور درد ہوتا ہے جس طرح محبوب سے ہجرت کر کے چلے جانے میں الم اور درد ہوتا ہے۔ کیا کروں غیر اختیاری صورت میں ترک اسم کرنا پڑتا ہے لیکن اس میں بھی میں الم محسوس کر رہی ہوتی ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف)

● حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں ایک سفر میں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی آپ کے ساتھ میں نے دوڑ لگائی تو میں سبقت لے گئی جب میں لحیم اور موٹی ہوگئی تو پھر دوڑ لگائی تو حضور علیہ السلام سبقت لے گئے آپ نے فرمایا اس سبقت سے پہلی سبقت کا بدلہ ہوگیا۔ سبحان اللہ ثم سبحان اللہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ حسن خلق کی مثال نہیں ملتی۔ ان احادیث میں ہمارے لئے درس ونصیحت ہے کہ بیویوں کے ساتھ جائز تفریح اور بے تکلفی میں کوئی حرج نہیں، مجھے خشک علماء اور صوفیاء پر حیرت ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی

بیوی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۃ حسنہ کے مطابق تفریح کرتا ہے تو یہ لوگ تنقید کرتے ہیں اور اس کو برا سمجھتے ہیں۔ بلکہ بعض نام نہاد مشائخ قرآن و سنت سے ناواقف اپنی بیویوں کے ساتھ حج اور عمرہ جیسا سفر کرنے میں شرم محسوس کرتے ہیں بلکہ ایسے سفر کو غیرت کے خلاف سمجھ کر ازواج کے ساتھ سفر کرنے والوں پر طعن وتشنیع کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے پناہ مصروفیت کے دور میں بھی اپنی ازواج کو جائز خوشی اور تفریح سے منع نہیں فرمایا بلکہ خود اس میں شریک ہوئے تو آج پندرہ سو سال کے بعد اگر کوئی شخص جائز تفریح کے لئے خوشگوار سفر پر ملک سے باہر چلا جائے یا ہنی مون منائے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے شاہکار مناظر دیکھنے کے لئے بیوی کو مری اور ایوبیہ اور سوات ساتھ لے جائے تو خشک ملا اور صوفی اس کو نہایت عجیب اور قبیح سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسی ملائیت اور صوفیت سے محفوظ رکھے جو اُسوۃ حسنہ سے ہٹ کر ہو۔

● شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے بیوی کے ساتھ جتنی نرمی ہو سکے نرمی کرنا بہتر ہے حالانکہ جھوٹ گناہ کبیرہ ہے لیکن بیوی اور شوہر کو باہمی محبت قائم رکھنے کے لئے جھوٹ بولنے کی اجازت ہے مثلاً شوہر بیوی سے کہے تم مجھے بہت اچھی لگتی ہو آپ خوبصورت ہو وغیرہ وغیرہ۔ اگرچہ حقیقت میں ایسا نہ ہو اور بیوی شوہر سے کہے آپ بہت اچھے ہو حسن خلق سے پیش آتے ہو۔

● حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں مؤمن مرد مؤمنہ بیوی سے بغض نہ رکھے اگر مؤمنہ بیوی کی ایک چیز ناپسندیدہ ہوگی تو دوسری چیز پسندیدہ ہوگی۔ یعنی ناپسندیدہ خصلت اور عادت کی وجہ سے بیوی سے بغض نہ رکھا جائے۔

● شوہر کے لئے بیوی کو مارنے کی اجازت نہیں ہے لیکن اگر بیوی قضاء

شہوت میں شوہر کی اطاعت نہیں کرتی اور نافرمانی کرتی ہے تو بیوی کو ہلکا پھلکا مارنا جائز بھی ہے۔مگر ایسی ضرب جس سے ہڈی ٹوٹ جائے یا زخم آ جائے جائز نہیں ہے ہمارے ملک میں شہر کے متمول گھرانوں میں تو میاں بیوی عموماً پڑھے لکھے ہوتے ہیں ایک دوسرے کا احترام کرتے ہیں لیکن دیہاتوں میں عموماً شوہر جاہل ہوتے ہیں اس لئے عورتوں کو چھوٹی چھوٹی باتوں پر سخت زدوکوب کرتے ہیں بلکہ بعض دفعہ جان سے مار دیا جاتا ہے۔ حالانکہ ایسی ضرب جس سے عورت کے جسم پر نشان آ جائیں، سخت حرام ہے۔قرآنِ مجید سورۃ النساء کی آیت نمبر ۳۴ میں ہے اگر تمہیں ازواج کے عصیان اور حقوق ادا نہ کرنے کا غلبہ ظن ہو تو ان کو نصیحت اور وعظ کرو، اگر پھر بھی عصیان سے باز نہ آئیں تو الگ کر دو انہیں خوابگاہوں سے اور (پھر بھی باز نہ آئیں) تو مارو انہیں پس اگر تمہاری اطاعت کرنے لگیں تو نہ تلاش کرو ان پر (ظلم کرنے کی راہ)۔ اللہ تعالیٰ (عظمت اور کبریائی) میں سب سے بالا سب سے بڑا ہے۔

- حدیث شریف میں ہے حضرت سعد بن ربیع نے اپنی بیوی کو نافرمانی پر تھپڑ مار دیا تو اس کا والد اپنی بیٹی کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں لے گیا عرض کرنے لگا یارسول اللہ میں نے اپنی بیٹی کو اس کا فراش بنایا ہے اور یہ میری بیٹی کو مارتا ہے آپ نے فرمایا قصاص لے لو سعد کی بیوی کا والد واپس چل پڑا۔حضور علیہ السلام نے فرمایا (اے سعد) یہ جبرئیل ہے رک جاؤ تو درج بالا آیت نازل ہوئی کہ نافرمانی کرنے پر بیوی کو مارنا جائز ہے آپ نے پہلا حکم منسوخ کر دیا۔ معلوم ہوا بیوی کی تادیب کے لئے بیوی کو مارنا جائز ہے لیکن مارنے سے بالکل معمولی ضرب مراد ہے اور اگر مارنے پر تادیب کی بجائے الٹا تخریب اور تفسید کا

شہوت میں شوہر کی اطاعت نہیں کرتی اور نافرمانی کرتی ہے تو بیوی کو ہلکا پھلکا مارنا جائز بھی ہے۔ مگر ایسی ضرب جس سے ہڈی ٹوٹ جائے یا زخم آ جائے جائز نہیں ہے ہمارے ملک میں شہر کے متمول گھرانوں میں تو میاں بیوی عموماً پڑھے لکھے ہوتے ہیں ایک دوسرے کا احترام کرتے ہیں لیکن دیہاتوں میں عموماً شوہر جاہل ہوتے ہیں اس لئے عورتوں کو چھوٹی چھوٹی باتوں پر سخت زدوکوب کرتے ہیں بلکہ بعض دفعہ جان سے مار دیا جاتا ہے۔ حالانکہ ایسی ضرب جس سے عورت کے جسم پر نشان آ جائیں، سخت حرام ہے۔ قرآنِ مجید سورۃ النساء کی آیت نمبر ۳۴ میں ہے اگر تمہیں ازواج کے عصیان اور حقوق ادا نہ کرنے کا غلبہ ظن ہو تو ان کو نصیحت اور وعظ کرو، اگر پھر بھی عصیان سے باز نہ آئیں تو الگ کر دو انہیں خوابگاہوں سے اور (پھر بھی باز نہ آئیں) تو مارو انہیں پس اگر تمہاری اطاعت کرنے لگیں تو نہ تلاش کرو ان پر (ظلم کرنے کی راہ)۔ اللہ تعالیٰ (عظمت اور کبریائی) میں سب سے بالا سب سے بڑا ہے۔

● حدیث شریف میں ہے حضرت سعد بن ربیع نے اپنی بیوی کو نافرمانی پر تھپڑ مار دیا تو اس کا والد اپنی بیٹی کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں لے گیا عرض کرنے لگا یارسول اللہ میں نے اپنی بیٹی کو اس کا فراش بنایا ہے اور یہ میری بیٹی کو مارتا ہے آپ نے فرمایا قصاص لے لو سعد کی بیوی کا والد واپس چل پڑا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا (اے سعد) یہ جبرئیل ہے رک جاؤ تو درج بالا آیت نازل ہوئی کہ نافرمانی کرنے پر بیوی کو مارنا جائز ہے آپ نے پہلا حکم منسوخ کر دیا۔ معلوم ہوا بیوی کی تادیب کے لئے بیوی کو مارنا جائز ہے لیکن مارنے سے بالکل معمولی ضرب مراد ہے اور اگر مارنے پر تادیب کی بجائے الٹا تخریب اور تفسید کا

خوف ہو جس طرح موجودہ دور میں ہوتا ہے تو بالکل نہ مارا جائے بلکہ بعض روایات میں ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں اگر بیوی کو مارنا ضروری ہو تو مسواک سے مارا جائے۔

حسن خلق کے چند واقعات:

● روایت ہے ایک عابد اپنی بیوی کے ساتھ نہایت اخلاق سے پیش آتے تھے ان کی بیوی فوت ہو گئی تو لوگوں نے دوسری شادی کرنے کا مشورہ دیا۔ عابد نے انکار کر دیا اور فرمایا وحدۃ سے دل کو راحت پہنچتی ہے اور عبادت میں فراغ قلب سے نہایت خشوع اور خضوع حاصل ہوتا ہے بیوی کی وفات کے ایک ہفتہ بعد خواب میں دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہیں لوگ اوپر جا رہے ہیں اور ہوا میں اڑتے ہوئے ایک دوسرے کے پیچھے جا رہے ہیں۔ آگے والا پیچھے والے کو کہتا ہے کیا یہ وہ مشئوم ہے یعنی منحوس ہے دوسرا کہتا ہے ہاں اسی طرح کا تیسرا اور چوتھا کہتے ہوئے گزر جاتا ہے میں خوف کی وجہ سے اُن سے نہیں پوچھ سکا کہ کون منحوس ہے، حتیٰ کہ ان میں سے آخری شخص گزرنے لگا تو میں نے پوچھا کون شخص منحوس ہے اس نے جواب دیا تو منحوس ہے میں نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا ہم تیرے اعمال مجاہدین کے اعمال کے ساتھ اُٹھا کر لے جاتے تھے لیکن ایک ہفتہ سے ہمیں حکم ہوا کہ اس کے اعمال جہاد سے پیچھے رہ جانے والے لوگوں کے ساتھ اُٹھائیں جائیں، ہمیں علم نہیں کیا حادثہ ہوا؟ عابد کی آنکھ کھل گئی صبح ہوتے ہی اپنے دوستوں سے کہا میرا نکاح کرو پھر ایسا ہوا کہ اس عابد کے نکاح میں دو بیویاں یا تین ہمیشہ رہتی تھیں۔ (روح البیان) معلوم ہوا بیوی اور بچوں کی کفالت میں

مشقت اُٹھانے کا اجر جہاد کے برابر ہوتا ہے۔

● بیویوں کی کثرت دنیا سے نہیں ہے۔ کیونکہ اولیاء کرام دو دو اور تین تین اور چار چار بیویاں ایک ہی وقت میں رکھا کرتے تھے اور انبیاء کرام سے حضرت داؤد علیہ السلام کی بیویوں کی تعداد ایک سو اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویوں کی تعداد سات سو تھی اور تین سو لونڈیاں ازواج کے علاوہ بیک وقت آپ کے پاس ہوتی تھیں اور ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی تعداد ایک وقت میں نو ہوتی تھی اور ام المؤمنین حضرت سیدہ ماریہ قبطیہ اور سیدۃ ریحانہ رضی اللہ عنہا آپ کے حرم میں ازواج کے علاوہ شرف فراش ہونے سے مشرف تھیں اگر تعداد ازواج اور کثرت ازواج دنیا سے ہوتی تو انبیاء کرام اور اولیاء اعلام اس سے اجتناب فرماتے۔

اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلاَثٌ النِّسَآءُ وَالطِّیْبُ وَقُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوةِ ۔(ترجمہ): تمہاری دنیا سے تین چیزوں کی مجھے محبت عطا فرمائی گئی۔ بیویاں اور خوشبو اور نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

معلوم ہوا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیویوں سے محبت عطا فرمائی تھی اور تمہاری دنیا کے لفظ سے معلوم ہوا یہ دنیا ہماری ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا کا حصہ نہیں ہیں۔ اس لئے جن امور سے آپ کو محبت تھی وہ امور دین کا حصہ ہیں اور دنیا سے خارج ہیں لہٰذا بیویاں دین کا حصہ ہیں۔

● صاحب روح البیان نے اسی مقام پر ذکر فرمایا کہ ایک صالح اور صاحب حال آدمی نے بیان کیا کہ میں نے ایک واعظ اور تقریر کرنے والے

مشقت اُٹھانے کا اجر جہاد کے برابر ہوتا ہے۔

● بیویوں کی کثرت دنیا سے نہیں ہے۔ کیونکہ اولیاء کرام دو دو اور تین تین اور چار چار بیویاں ایک ہی وقت میں رکھا کرتے تھے اور انبیاء کرام سے حضرت داؤد علیہ السلام کی بیویوں کی تعداد ایک سو اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویوں کی تعداد سات سو تھی اور تین سو لونڈیاں ازواج کے علاوہ بیک وقت آپ کے پاس ہوتی تھیں اور ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی تعداد ایک وقت میں نو ہوتی تھی اور ام المؤمنین حضرت سیدہ ماریہ قبطیہ اور سیدۃ ریحانہ رضی اللہ عنہا آپ کے حرم میں ازواج کے علاوہ شرف فراش ہونے سے مشرف تھیں اگر تعداد ازواج اور کثرت ازواج دنیا سے ہوتی تو انبیاء کرام اور اولیاء اعلام اس سے اجتناب فرماتے۔

اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلَاثٌ النِّسَآءُ وَالطِّیْبُ وَقُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ۔ (ترجمہ): تمہاری دنیا سے تین چیزوں کی مجھے محبت عطا فرمائی گئی۔ بیویاں اور خوشبو اور نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

معلوم ہوا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیویوں سے محبت عطا فرمائی تھی اور تمہاری دنیا کے لفظ سے معلوم ہوا یہ دنیا ہماری ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا کا حصہ نہیں ہیں۔ اس لئے جن امور سے آپ کو محبت تھی وہ امور دین کا حصہ ہیں اور دنیا سے خارج ہیں لہٰذا بیویاں دین کا حصہ ہیں۔

● صاحب روح البیان نے اسی مقام پر ذکر فرمایا کہ ایک صالح اور صاحب حال آدمی نے بیان کیا کہ میں نے ایک واعظ اور تقریر کرنے والے

مولوی کی مجلس میں اسے بیان کرتے ہوئے سنا انہوں نے کہا کوئی شخص بھی ہوس اور نفسانی شہوت اور خواہش سے سالم نہیں ہے حتیٰ کہ اس مولوی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک بھی ذکر کر دیا یعنی آپ بھی نفسانی خواہش سے سالم نہیں تھے (العیاذ باللہ) میں نے کہا مولوی اللہ تعالیٰ سے ڈرو ایسا نہ کہو مولوی نے جواب دیا کیا آپ علیہ السلام نے نہیں فرمایا ''حُبِّبَ اِلَیَّ'' میں نے کہا مولوی تمہارے لئے ہلاکت ہو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حُبِّبَ فرمایا اور اَحْبَبْتُ نہیں فرمایا وہ صالح آدمی کہتا ہے میں نہایت غمزدہ ہو کر اس مجلس سے چلا گیا پھر میں خواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا آپ نے فرمایا غم مت کرو ہم نے اس مولوی کو قتل کر دیا ہے چنانچہ وہ واعظ مولوی ایک دن کسی گاؤں جا رہا تھا تو اس کو ڈاکوؤں نے قتل کر دیا۔

● حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں ذکر کیا ہے کہ انبیاء عظام کو جسمانی اور جنسی قوت زیادہ دی جاتی ہے اس لئے ان کے لئے زیادہ نکاح کرنا ہی مناسب ہوتا ہے۔

● بعض روایات سے ثابت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس نوجوان مردوں کے مساوی قوت مردمی عطا فرمائی گئی تھی اور بعض علماء نے فرمایا چالیس مردوں سے مراد جنتی مرد ہیں جنت میں ایک مرد کو دنیا کے ایک سو آدمی کے مساوی قوت مردمی عطا کی جائے گی اگر اس حساب سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت مردمی کا اندازہ لگایا جائے تو الحمدللہ آپ کو دنیا کے چار ہزار آدمی کے مساوی قوت عطا فرمائی گئی تھی اس تفصیل کی روشنی میں ہر عقلمند غیر متعصب آدمی بھی انبیاء کرام کے لئے عام لوگوں سے زائد شادیاں کرنے کے فلسفہ کو سمجھ سکتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ قُوَّۃً کَمَا رَزَقْتَہٗ اَوْلِیَاءَ کَ۔ آمین

بیوی سے بے تکلفی اور فری ہونے میں افراط نہیں ہونا چاہئے:

ازدواجی زندگی کو خوشگوار رکھنے کے لئے بیوی کو فری ہینڈ اور چھوٹ دینا کہ ہر بات میں بیوی مختار ہو اور شوہر بیوی کی تمام خواہشات کی پیروی کرے یہ مناسب نہیں ہے۔ خصوصاً منکرات اور مخالف شرع امور میں بیوی کو نہ ٹوکنا اور دبے رہنا ازدواجی زندگی کو عذاب بنانا ہوتا ہے اور یہ غیرت کے فقدان کی وجہ سے ہوتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثَۃٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمُ الْجَنَّۃَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَالْعَاقُّ وَالدَّیُّوْثُ الَّذِیْ یُقِرُّ فِیْ اَھْلِہِ الْخُبْثَ۔ (رواہ احمد مشکٰوۃ)

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخصوں پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام فرما دی۔ دائمی شراب نوش اور والدین کا نافرمان اور وہ بے غیرت آدمی جو اپنے گھر والوں میں زنا کو برداشت کرتا ہے۔

- بے حیائی اور عریانی اور ازواج پرستی کے موجودہ دور میں نیم عریاں لباس اور فحش محافل میں شرکت اور تفریح گاہوں اور بازاروں میں بلاحجاب گھومنے اور بیوی کو اپنی خواہش کے مطابق ہر چیز کی خرید وفروخت سے روکنا ضروری ہے۔
- حضرت حسن بصری کا قول ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کی ناجائز خواہش میں بیوی کی اطاعت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں داخل فرمائے گا۔
- حضرت عمر فرماتے ہیں بیویوں کی ناجائز اور غیرضروری خواہشات میں

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ قُوَّۃً کَمَا رَزَقْتَہٗ اَوْلِیَاءَ کَ۔ آمین

بیوی سے بے تکلفی اور فری ہونے میں افراط نہیں ہونا چاہئے:

ازدواجی زندگی کو خوشگوار رکھنے کے لئے بیوی کو فری ہینڈ اور چھوٹ دینا کہ ہر بات میں بیوی مختار ہو اور شوہر بیوی کی تمام خواہشات کی پیروی کرے یہ مناسب نہیں ہے۔ خصوصاً منکرات اور مخالف شرع امور میں بیوی کو نہ ٹوکنا اور دبے رہنا ازدواجی زندگی کو عذاب بنانا ہوتا ہے اور یہ غیرت کے فقدان کی وجہ سے ہوتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثَۃٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمُ الْجَنَّۃَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَالْعَاقُّ وَالدَّیُّوْثُ الَّذِیْ یُقِرُّ فِیْ اَھْلِہِ الْخُبْثَ۔ (رواہ احمد مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخصوں پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام فرما دی۔ دائمی شراب نوش اور والدین کا نافرمان اور وہ بے غیرت آدمی جو اپنے گھر والوں میں زنا کو برداشت کرتا ہے۔

- بے حیائی اور عریانی اور ازواج پرستی کے موجودہ دور میں نیم عریاں لباس اور فحش محافل میں شرکت اور تفریح گاہوں اور بازاروں میں بلا حجاب گھومنے اور بیوی کو اپنی خواہش کے مطابق ہر چیز کی خرید و فروخت سے روکنا ضروری ہے۔
- حضرت حسن بصری کا قول ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کی ناجائز خواہش میں بیوی کی اطاعت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں داخل فرمائے گا۔
- حضرت عمر فرماتے ہیں بیویوں کی ناجائز اور غیر ضروری خواہشات میں

مخالفت کرو اس مخالفت میں برکت ہے۔

- حضور علیہ السلام نے فرمایا تَعِسَ عَبْدُ الزَّوْجَۃِ یعنی زوجہ کا بندہ اور غلام ہلاک ہو جائے۔
- امام غزالی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے تو شوہر کو بیوی کا مالک اور سوار بنایا تھا جب شوہر نے بیوی کی ہر خواہش پوری کی تو بیوی اس کی مالکہ اور سوار ہو گئی یعنی اللہ تعالیٰ کی حکمت کے خلاف ہو گیا۔
- اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں رجال کو بیویوں کے لئے قوام اور سید کے لقب سے خطاب فرمایا ہے۔ مثلاً قرآنِ مجید میں ہے اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ (ترجمہ): مرد عورتوں کے قوام ہیں اور سورۃ یوسف میں ہے: وَاَلْفَیَا سَیِّدَھَا لَدَی الْبَابِ ۔ (ترجمہ): دونوں نے اپنے سید کو دروازے پر پایا۔ شوہر کے قوام اور سید ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ شوہر پر بیوی کی اطاعت واجب نہیں بلکہ بیوی پر شوہر کی اطاعت واجب ہے۔ لہٰذا شوہر کو بیوی کا مطیع بننے کی ضرورت نہیں۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں تین لوگ ایسے ہیں کہ اگر تو ان کا حد سے زیادہ احترام کرے گا تو وہ تیری اہانت کریں گے اور اگر تو ان کی اہانت کرے گا تو وہ تیرا احترام اور اکرام کریں گے۔ بیوی اور خادم اور نبطی یعنی عجمی۔
- امام شافعیؒ کا اپنے تجربہ کی بنیاد پر مذکور فرمان کا مطلب یہ ہے کہ بیوی اور نوکر اور عجمی پر شفقت کے ساتھ ساتھ سختی بھی ہو تو یہ تینوں افراد اپنے آقاؤں کی عزت اور احترام کرتے ہیں اور اگر بالکل سختی نہ ہو تو یہ لوگ اپنے سرداروں کی اہانت کرتے ہیں۔
- امام غزالی فرماتے ہیں عرب خواتین اپنی بیٹیوں کو شادی پر اپنے شوہروں

کا امتحان لینے کے لئے سمجھاتی تھیں کہ شوہر کے گھر جا کر شوہر کے نیزے کے پھل کو کھینچ لینا (چونکہ نیزہ ڈھال اور تلوار کو گھر کے اثاثوں میں نہایت اہمیت کا حامل سمجھا جاتا تھا اس لئے نیزے کے حوالہ سے لوگ بات کرتے تھے)۔ اگر شوہر خاموش رہے اور کہے کوئی بات نہیں تو اس کی ڈھال پر گوشت کاٹنا اگر پھر بھی خاموش رہے تو اس کی تلوار سے گوشت بناتے وقت جانور کی ہڈیاں توڑنا اگر پھر بھی خاموش رہے تو اپنے شوہر کے اوپر زین رکھ کر زندگی بھر سواری کرنا وہ گدھا ہے۔ اگرچہ موجودہ دور نیزوں، ڈھالوں اور تلواروں کا نہیں ہے لیکن آج کل کے دور کے مطابق بیویاں طبعی خواہش کے مطابق اپنے شوہروں کو آزماتی ہیں اس لئے شوہر کو چاہئے کہ بیوی کو غلط باتوں سے ٹوکے اگر دوبارہ اور سہ بارہ بیوی غلطی کرے تو شوہر سختی سے روکے ورنہ پھر ساری زندگی گدھا بن کے رہنا پسند کرے۔ استاذ العلماء سیدی استاذیم مولانا عطاء محمد بندیالوی نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے اگر ایک مرتبہ بیوی شوہر سے کہے کہ بازار سے میرے لئے جوتا لیتے آنا تو پھر ساری زندگی بیوی کے جوتے اُٹھاتے گزرے گی۔ آپ کے اس ارشاد سے یہ بتانا مقصود تھا کہ بیوی کی اگر ہر خواہش پوری کی جائے تو پھر ساری زندگی اسی اطاعت گزاری میں صرف ہو جائے گی، کوئی دوسرا کام نہیں ہو سکے گا۔

- چونکہ خواتین میں اکثریت بداخلاق عورتوں کی ہوتی ہے تو اس لئے ان کے شر سے بچنے کے لئے سختی کے ساتھ ساتھ نرمی بھی ضروری ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا عورتوں میں نیک عورت کی مثال ایسی ہے جیسے ایک سو کالے کوؤں میں ایک سفید کوا۔ (احیاء العلوم)
- حضرت لقمان حکیم نے بیٹے کو وصیت فرمائی۔ بیٹے بدخلق بیوی سے بچنا

کا امتحان لینے کے لئے سمجھاتی تھیں کہ شوہر کے گھر جا کر شوہر کے نیزے کے پھل
کو کھینچ لینا (چونکہ نیزہ ڈھال اور تلوار کو گھر کے اثاثوں میں نہایت اہمیت کا حامل
سمجھا جاتا تھا اس لئے نیزے کے حوالہ سے لوگ بات کرتے تھے)۔ اگر شوہر
خاموش رہے اور کہے کوئی بات نہیں تو اس کی ڈھال پر گوشت کاٹنا اگر پھر بھی
خاموش رہے تو اس کی تلوار سے گوشت بناتے وقت جانور کی ہڈیاں توڑنا اگر پھر
بھی خاموش رہے تو اپنے شوہر کے اوپر زین رکھ کر زندگی بھر سواری کرنا وہ گدھا
ہے۔ اگرچہ موجودہ دور نیزوں، ڈھالوں اور تلواروں کا نہیں ہے لیکن آج کل کے
دور کے مطابق بیویاں طبعی خواہش کے مطابق اپنے شوہروں کو آزماتی ہیں اس لئے
شوہر کو چاہئے کہ بیوی کو غلط باتوں سے ٹوکے اگر دوبارہ اور سہ بارہ بیوی غلطی
کرے تو شوہر سختی سے روکے ورنہ پھر ساری زندگی گدھا بن کے رہنا پسند کرے۔
استاذ العلماء سیدی استاذیم مولانا عطاء محمد بندیالوی نوراللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے
اگر ایک مرتبہ بیوی شوہر سے کہے کہ بازار سے میرے لئے جوتا لیتے آنا تو پھر
ساری زندگی بیوی کے جوتے اُٹھاتے گزرے گی۔ آپ کے اس ارشاد سے یہ بتانا
مقصود تھا کہ بیوی کی اگر ہر خواہش پوری کی جائے تو پھر ساری زندگی اسی اطاعت
گزاری میں صرف ہو جائے گی، کوئی دوسرا کام نہیں ہو سکے گا۔

● چونکہ خواتین میں اکثریت بداخلاق عورتوں کی ہوتی ہے تو اس لئے ان
کے شر سے بچنے کے لئے سختی کے ساتھ ساتھ نرمی بھی ضروری ہے۔ حضور علیہ السلام
نے فرمایا عورتوں میں نیک عورت کی مثال ایسی ہے جیسے ایک سو کالے کوؤں میں
ایک سفید کوا۔ (احیاء العلوم)

● حضرت لقمان حکیم نے بیٹے کو وصیت فرمائی۔ بیٹے بدخلق بیوی سے بچنا

وہ تجھے بوڑھا ہونے سے پہلے بوڑھا کر دے گی۔ اور شریر خواتین سے دور رہنا وہ
تجھے خیر کی طرف نہیں بلائیں گی۔ اور غیر شریر عورتوں سے بھی ڈرتے رہنا۔

● حضرت داؤد علیہ السلام دعا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ جَارِ السُّوْءِ وَمِنْ زَوْجَةٍ یُشَیِّبُنِیْ قَبْلَ
الْمَشِیْبِ وَمِنْ وَلَدٍ یَکُوْنُ عَلَیَّ وَبَاءً وَمِنْ مَّالٍ یَکُوْنُ عَلَیَّ
عَذَابًا وَّمِنْ خَلِیْلٍ مَاکِرٍ عَیْنَاهُ تَرَیَانِیْ وَقَلْبُهٗ یَرْعَانِیْ اِذَا رَاٰی
حَسَنَةً دَفَنَهَا وَاِذَا رَاٰی سَیِّئَةً اَذَاعَهَا۔ (تاریخ دمشق)

اے اللہ میں تیرے ساتھ امان چاہتا ہوں بُرے پڑوسی سے اور ایسی
بیوی سے جو بوڑھا ہونے کے وقت سے پہلے بوڑھا کر دے اور ایسی
اولاد سے جو میرے لئے وبا اور مصیبت ہو اور ایسے مال سے جو
میرے اوپر عذاب ہو اور ایسے فریب دینے والے دوست سے جس کی
آنکھیں مجھے دیکھتی رہیں اور اُس کا دل میری نگرانی کرے جب وہ
اچھی چیز دیکھے اس کو چھپا دے اور جب وہ برائی دیکھے اس کو لوگوں
میں پھیلا دے۔

● ایک دوسری حدیث میں حضور علیہ السلام نے ایک آدمی کو شریر بیوی کے
متعلق فرمایا کہ شریر بیوی وہ ہے جب تو گھر میں داخل ہو تو وہ تجھے گالیاں دے اور
اگر تو گھر میں نہ رہے تو تیرے مال اور عزت میں خیانت کرے۔

● ایک حدیث میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حضور علیہ السلام نے
فرمایا کیا تجھے مرد کے خزانوں سے اچھے خزانہ کی خبر نہ دوں؟ پھر ارشاد فرمایا اچھا
خزانہ وہ نیک بیوی ہے جب شوہر اس کو دیکھے تو بیوی کو دیکھنا اس کو سرور پہنچائے

اور جب اس کو حکم کرے تو وہ اس کی اطاعت کرے اور جب اس سے غائب ہو تو بیوی اس کی حفاظت کرے، عزت اور مال میں۔

- حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین زوجات سے وہ زوجہ ہے جب تو اس کی طرف دیکھے تجھے مسرت پہنچائے اور جب تو اس کو امر کرے وہ تیری اطاعت کرے اور جب تو اس سے غائب ہو تو وہ اپنے نفس اور تیرے مال میں تیری حفاظت کرے پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ الآیۃ۔ یعنی مرد عورتوں پر قوام ہیں۔

شوہر کے لئے غیرت میں اعتدال ضروری ہے:

ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لئے بلاوجہ بدگمانی اور جاسوسی سے دونوں میاں بیوی کو ایک دوسرے سے احتراز کرنا ضروری ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شوہروں کو اپنی بیویوں کی عیب جوئی سے منع فرمایا۔

- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک سفر سے واپسی پر مدینۃ منورہ میں داخل ہونے سے پہلے لوگوں کو رات میں اچانک گھروں میں داخل ہونے سے منع فرمایا لیکن دو آدمی مخالفت کرتے ہوئے رات کو گھروں میں چلے گئے تو انہوں نے گھروں میں وہ چیز پائی جس کو وہ ناپسند کرتے تھے۔
- حضور علیہ السلام نے فرمایا ایک غیرت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے وہ یہ کہ مرد بغیر شک کے اپنے گھر والوں پر غیرت کرے۔
- حضرت علی سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا اپنی بیوی پر کثرت کے ساتھ غیرت نہ کرو کیونکہ تمہاری غیرت کی وجہ سے بیوی پر سوء اور برائی کی تہمت

اور جب اس کو حکم کرے تو وہ اس کی اطاعت کرے اور جب اس سے غائب ہو تو بیوی اس کی حفاظت کرے، عزت اور مال میں۔

● حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین زوجات سے وہ زوجہ ہے جب تو اس کی طرف دیکھے تجھے مسرت پہنچائے اور جب تو اس کو امر کرے وہ تیری اطاعت کرے اور جب تو اس سے غائب ہو تو وہ اپنے نفس اور تیرے مال میں تیری حفاظت کرے پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ الآیۃ۔ یعنی مرد عورتوں پر قوام ہیں۔

شوہر کے لئے غیرت میں اعتدال ضروری ہے:

ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لئے بلاوجہ بدگمانی اور جاسوسی سے دونوں میاں بیوی کو ایک دوسرے سے احتراز کرنا ضروری ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شوہروں کو اپنی بیویوں کی عیب جوئی سے منع فرمایا۔

● حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک سفر سے واپسی پر مدینۃ منورہ میں داخل ہونے سے پہلے لوگوں کو رات میں اچانک گھروں میں داخل ہونے سے منع فرمایا لیکن دو آدمی مخالفت کرتے ہوئے رات کو گھروں میں چلے گئے تو انہوں نے گھروں میں وہ چیز پائی جس کو وہ ناپسند کرتے تھے۔

● حضور علیہ السلام نے فرمایا ایک غیرت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے وہ یہ کہ مرد بغیر شک کے اپنے گھر والوں پر غیرت کرے۔

● حضرت علی سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا اپنی بیوی پر کثرت کے ساتھ غیرت نہ کرو کیونکہ تمہاری غیرت کی وجہ سے بیوی پر سوء اور برائی کی تہمت

لگ جائے گی۔

● لیکن محل غیرت میں غیرت ضروری ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ غیرت والا ہے اور مؤمن بھی غیرت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت کا مفہوم یہ ہے کہ بندۂ مؤمن وہ کام نہ کرے جن کو اللہ تعالیٰ نے اس پر حرام فرمایا ہے۔

● حضور علیہ السلام نے فرمایا کیا تم لوگ سعد کی غیرت سے تعجب کرتے ہو اللہ تعالیٰ کی قسم میں سعد سے زیادہ غیرت والا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ غیرت والا ہے۔ غیرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ظاہری اور باطنی ناجائز خواہشات کو حرام کر دیا۔

● حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں نے معراج کی رات جنت میں ایک بنگلہ دیکھا اور اس کے صحن میں ایک لڑکی موجود تھی۔ مجھے کہا گیا یہ لڑکی عمر کے لئے ہے میں نے ارادہ کیا کہ اس کی طرف دیکھوں لیکن اے عمر آپ کی غیرت یاد آ گئی میں نے اُسے نہیں دیکھا حضرت عمر نے رو دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا۔ (احیاء العلوم)

ان احادیث کی روشنی میں شوہر کو بیوی پر اور والدین کو بچوں پر بلاوجہ شکی مزاج نہیں ہونا چاہئے۔ اور اگر بیوی اور بچے مقام تہمت سے احتراز نہ کریں تو شوہر کو بیوی پر اور والدین کو بچوں پر سوءِ ظن کی اجازت ہے ایسی صورت میں بیوی اور بچے ملامت اور ہدایت کے مستحق ہیں۔ اگر بیوی گھر میں شوہر کی غیبت میں غیرمحرم مردوں کو گھر میں آنے سے نہیں روکتی یا بیوی غیرمحرم لوگوں کے گھر بن ٹھن کے جاتی رہتی ہے یا غیرمحرم لوگوں کے ساتھ سفر کرتی ہے یا خلوت میں انٹرنیٹ یا فون کے ذریعہ اجنبی مردوں سے بیوی اور بچے اور بچیاں رابطہ رکھتے ہیں تو ان

صورتوں میں سر پرستوں کا سوءظن رکھنا فطری بات ہے انہیں شکی مزاج والا کہہ کر برا بھلا کہنا غلط ہے۔

حضرت عمر نے فرمایا:

مَنْ اَقَامَ نَفْسَه، مَقَامَ التُّهَمِ فَلاَ یَلُوْمَنَّ مَنْ اَسَاءَ الظَّنَ بِهٖ۔

جس شخص (مرد یا عورت) نے اپنے آپ کو تہمتوں کے مقام میں کھڑا کیا خود کو مقام تہمت میں کھڑا کرنے والا آدمی اس شخص کو ملامت نہ کرے جو شخص اس کے ساتھ سوءظن رکھے۔

اکثر بیویاں بلا وجہ رات کو دیر سے آنے والے شوہروں پر شک کرتی ہیں اُن کا شک کرنا صحیح ہے لیکن وہ بیویاں جو غیر محرم مردوں سے بے تکلف ہوتی ہیں ان کا کردار بھی صحیح نہیں ہوتا۔

بیوی پر شوہر کے حقوق:

بیوی کے حق میں نکاح ایک عظیم نعمت ہے لیکن منکوحہ ہونے میں ایک قسم کی رقیت اور غلامی ہوتی ہے گویا بیوی ایک فروخت شدہ لونڈی کی طرح ہے۔ اس لئے بیوی پر ہر اس امر میں شوہر کی اطاعت کرنا فرض ہے جو معصیت نہ ہو اور وہ امر ازدواجی عمل کے لوازمات سے ہو۔

- حدیث شریف میں ہے اگر کسی کی بیوی اونٹ پر سوار جا رہی ہے اور شوہر اپنی جنسی خواہش کے لئے اُسے بلاتا ہے تو بیوی پر واجب ہے کہ اونٹ سے اتر کر شوہر کی خواہش پوری کرے بشرطیکہ حالت حیض اور نفاس میں نہ ہو۔
- ایک روایت میں ہے کہ وہ بیوی جس کو شوہر نے اپنی حاجت کے لئے

صورتوں میں سرپرستوں کا سوءظن رکھنا فطری بات ہے انہیں شکی مزاج والا کہہ کر برا بھلا کہنا غلط ہے۔

حضرت عمر نے فرمایا:

مَنْ اَقَامَ نَفْسَه، مَقَامَ التُّهَمِ فَلاَ يَلُوْمَنَّ مَنْ اَسَاءَ الظَّنَ بِهٖ۔

جس شخص (مرد یا عورت) نے اپنے آپ کو تہمتوں کے مقام میں کھڑا کیا خود کو مقام تہمت میں کھڑا کرنے والا آدمی اس شخص کو ملامت نہ کرے جو شخص اس کے ساتھ سوءظن رکھے۔

اکثر بیویاں بلاوجہ رات کو دیر سے آنے والے شوہروں پر شک کرتی ہیں اُن کا شک کرنا صحیح ہے لیکن وہ بیویاں جو غیرمحرم مردوں سے بے تکلف ہوتی ہیں ان کا کردار بھی صحیح نہیں ہوتا۔

بیوی پر شوہر کے حقوق:

بیوی کے حق میں نکاح ایک عظیم نعمت ہے لیکن منکوحہ ہونے میں ایک قسم کی رقیّت اور غلامی ہوتی ہے گویا بیوی ایک فروخت شدہ لونڈی کی طرح ہے۔ اس لئے بیوی پر ہر اس امر میں شوہر کی اطاعت کرنا فرض ہے جو معصیت نہ ہو اور وہ امر ازدواجی عمل کے لوازمات سے ہو۔

- حدیث شریف میں ہے اگر کسی کی بیوی اونٹ پر سوار جا رہی ہے اور شوہر اپنی جنسی خواہش کے لئے اُسے بلاتا ہے تو بیوی پر واجب ہے کہ اونٹ سے اتر کر شوہر کی خواہش پوری کرے بشرطیکہ حالت حیض اور نفاس میں نہ ہو۔
- ایک روایت میں ہے کہ وہ بیوی جس کو شوہر نے اپنی حاجت کے لئے

بلایا اور اس نے بغیر عذر شرعی کے انکار کر دیا تو اس پر ساری رات آسمان کے فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں۔

- حدیث شریف میں ہے ہر وہ عورت جس پر موت کے وقت شوہر راضی ہو وہ جنت میں داخل ہوگی۔
- حدیث شریف میں ہے جب عورت پانچ وقت کی نماز پڑھتی رہے اور رمضان المبارک کے روزے رکھتی رہے اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرتی رہے اور شوہر کی اطاعت کرتی رہے وہ اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جائے۔
- چونکہ بیوی کے گھریلو اخراجات شوہر کے ذمہ واجب ہوتے ہیں عام رواج کے مطابق اکثر عورتیں کاروبار نہیں کرتیں اس لئے اکثر عورتیں مالدار اور غنیّہ نہیں ہوتیں ان پر زکوٰۃ اور حج فرض نہیں ہوتا اس لئے مذکور حدیث شریف میں حج اور زکوٰۃ کا ذکر نہیں ہے۔ صرف نماز اور روزے اور عزت کی حفاظت اور زوج کی اطاعت کا ذکر ہے لیکن اگر بیوی مالدار اور غنیّہ ہو تو اس پر زکوٰۃ اور حج بھی فرض ہے۔
- نیز ذکر کردہ حدیث شریف میں جنت میں داخل ہونے کا ذکر ہے مگر دخول سے مراد بلاحساب وعقاب دخول ہو ضروری نہیں ہے۔ امام غزالی نے ایک واقعہ ذکر فرمایا ہے کہ ایک مرد سفر پر چلا گیا اور بیوی سے عہد لیا کہ میرے واپس آنے تک تو گھر کے بالا خانہ سے نیچے نہیں اترے گی۔ تحتانی منزل میں اس خاتون کا والد رہتا تھا اس کا والد بیمار ہو گیا اس عورت نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آدمی بھیجا اور شوہر کے ساتھ عہد کا ذکر کرنے کے بعد دریافت کیا کہ مجھے والد کی عیادت کے لئے نیچے اترنے کی اجازت ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا شوہر کی اطاعت کر یعنی آپ نے نیچے اترنے کی اجازت نہ دی۔

اتفاق سے اس عورت کا والد اسی مرض میں فوت ہو گیا۔ پھر اس عورت نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نیچے اترنے اور والد کے جنازہ میں شرکت کیلئے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا اپنے شوہر کی اطاعت کر۔ چنانچہ اس عورت کے والد کو دفن کر دیا گیا۔ اور شوہر کی اطاعت کی وجہ سے وہ عورت نیچے نہ اتری۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عورت کی طرف آدمی بھیجا اور خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کی مغفرت اس لئے فرما دی ہے کہ تو نے شوہر کی پوری اطاعت کی تھی۔

چونکہ اس عورت پر شوہر کے عہد پر عمل کرنا واجب تھا اور والد کی عیادت اور موت پر حاضری مستحب تھی اسلئے حضور علیہ السلام نے اس خاتون کو نیچے اترنے کی اجازت نہ دی جب اس صالحہ خاتون نے حضور علیہ السلام کے حکم اور شوہر کے عہد پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے اس خاتون کے والد کی مغفرت فرما دی۔ خواتین کو اس واقعہ سے شوہر کی اطاعت کی اہمیت معلوم ہونی چاہئے۔

● حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار اور مہاجرین کی جماعت میں تشریف فرما تھے ایک اونٹ نے حاضر ہو کر آپ کو سجدہ کیا آپ کے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کو جانور اور درخت سجدہ کرتے ہیں ہم آپ کو سجدہ کرنے کے زیادہ حق دار ہیں (یعنی سجدے کی اجازت مرحمت فرمائیں)۔ پس آپ نے فرمایا اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کا اکرام کرو اگر میں کسی آدمی کو کسی غیر اللہ کے لئے سجدہ کرنے کا حکم کرتا تو عورت کو اپنے شوہر کے لئے سجدہ کرنے کا حکم کرتا۔ اور اگر شوہر بیوی کو حکم کرے کہ زرد پہاڑ سے پتھر اُٹھا کر سیاہ پہاڑ کی طرف نقل کرے اور سیاہ پہاڑ سے پتھر سفید پہاڑ کی طرف نقل کرے تو مناسب ہے کہ بیوی اسکی اطاعت کرے۔ (مشکوٰۃ شریف)

اتفاق سے اس عورت کا والد اسی مرض میں فوت ہو گیا۔ پھر اس عورت نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نیچے اترنے اور والد کے جنازہ میں شرکت کیلئے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا اپنے شوہر کی اطاعت کر۔ چنانچہ اس عورت کے والد کو دفن کر دیا گیا۔ اور شوہر کی اطاعت کی وجہ سے وہ عورت نیچے نہ اتری۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عورت کی طرف آدمی بھیجا اور خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کی مغفرت اس لئے فرما دی ہے کہ تو نے شوہر کی پوری اطاعت کی تھی۔

چونکہ اس عورت پر شوہر کے عہد پر عمل کرنا واجب تھا اور والد کی عیادت اور موت پر حاضری مستحب تھی اسلئے حضور علیہ السلام نے اس خاتون کو نیچے اترنے کی اجازت نہ دی جب اس صالحہ خاتون نے حضور علیہ السلام کے حکم اور شوہر کے عہد پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے اس خاتون کے والد کی مغفرت فرما دی۔ خواتین کو اس واقعہ سے شوہر کی اطاعت کی اہمیت معلوم ہونی چاہئے۔

● حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار اور مہاجرین کی جماعت میں تشریف فرما تھے ایک اونٹ نے حاضر ہو کر آپ کو سجدہ کیا آپ کے صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ آپ کو جانور اور درخت سجدہ کرتے ہیں ہم آپ کو سجدہ کرنے کے زیادہ حق دار ہیں (یعنی سجدے کی اجازت مرحمت فرمائیں)۔ پس آپ نے فرمایا اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کا اکرام کرو اگر میں کسی آدمی کو کسی غیر اللہ کے لئے سجدہ کرنے کا حکم کرتا تو عورت کو اپنے شوہر کے لئے سجدہ کرنے کا حکم کرتا۔ اور اگر شوہر بیوی کو حکم کرے کہ زرد پہاڑ سے پتھر اُٹھا کر سیاہ پہاڑ کی طرف نقل کرے اور سیاہ پہاڑ سے پتھر سفید پہاڑ کی طرف نقل کرے تو مناسب ہے کہ بیوی اسکی اطاعت کرے۔ (مشکوٰۃ شریف)

مذکورہ حدیث میں شوہر کی اطاعت کی اہمیت بیان کی جا رہی ہے کہ جب شوہر کی اطاعت میں بیوی کو بے مقصد اور بامشقت کام ایک پہاڑ سے پتھر دوسرے پہاڑ کی طرف نقل کرنا مناسب ہے اور اگر بامقصد اور بے مشقت کام کیلئے شوہر بیوی کو حکم کرے تو بیوی کو شوہر کی بطریق اولیٰ اطاعت کرنی چاہئے۔

● حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کی نماز قبول نہیں ہوتی اور ان کی کوئی نیکی آسمانوں کی طرف صعود نہیں کرتی۔ (۱) مولیٰ کی اجازت کے بغیر بھاگ جانے والا عبد جب تک اپنے مولیٰ کی طرف نہ لوٹے اور ان کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دے، (۲) اور عورت جس پر شوہر ناراض ہو۔ (۳) اور نشہ والا شخص جب تک ہوش میں نہ آئے۔

● حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار چیزیں ایسی ہیں جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائیں اس کو دین اور دنیا کی خیر عطا فرما دی۔ (۱) قلب شاکر اور (۲) زبان ذاکر اور (۳) بدن صابر اور (۴) ایسی بیوی جو شوہر کے لئے اپنی عزت اور اس کے مال میں خیانت نہیں کرتی۔ (مشکوٰۃ شریف)

● حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی جبکہ آپ کے پاس بڑے بڑے صحابہ بیٹھے ہوئے تھے، اس عورت نے کہا (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) میرا شوہر صفوان بن معطل جس وقت میں نماز پڑھتی ہوں مجھے مارتا ہے اور جب روزہ رکھتی ہوں تو روزہ افطار کرا دیتا ہے اور فجر کی نماز نہیں پڑھتا حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جاتا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت صفوان بھی آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام نے اس سے وہ چیزیں پوچھیں جو اس کی بیوی نے بطور شکایت ذکر کیں تھیں صفوانؓ نے عرض کیا یارسول اللہ میری بیوی کا یہ کہنا کہ جب میں نماز پڑھتی ہوں مجھے صفوان مارتا ہے وہ اس لئے ہے کہ یہ نماز میں دو (طویل) سورتیں پڑھتی ہے اور میں نے اس سے اس کو منع کیا، راوی کہتا ہے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ایک سورۃ ہو تو لوگوں کو کافی ہے (پھر) صفوان نے عرض کیا لیکن میری بیوی کا یہ قول کہ جب میں روزے رکھتی ہوں تو یہ افطار کرا دیتا ہے وہ اس لئے ہے کہ یہ روزے رکھنا شروع ہو جاتی ہے اور میں جوان آدمی ہوں پس صبر نہیں کر سکتا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت (نفلی) روزے نہ رکھے مگر اپنے شوہر کی اجازت سے پھر صفوان (نے کہا) لیکن اس کا قول یہ کہ میں نماز نہیں پڑھتا حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جاتا ہے پس بے شک ہم (محنت اور مشقت کے) گھر والے ہیں یہ ہمارے لئے معروف اور عادت ہو گئی ہے۔ ہم نہیں جاگ پاتے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جاتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے صفوان جب بھی جاگ جائے تو نماز پڑھ لیا کر۔ (مشکوٰۃ شریف)

درج بالا حدیث شریف میں بیوی کی شکایت پر الٹا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیوی کو سمجھایا کہ ان باتوں میں تمہارا شوہر حق پر ہے۔ نماز میں چھوٹی اور ایک سورۃ پڑھ لیا کر اور نفلی روزے نہ رکھ تاکہ تمہارا شوہر دن کو بھی اپنی خواہش پوری کر سکے اور نماز کے متعلق آپ نے اپنے خاص اختیارات سے صفوان کو سورج کے طلوع ہونے کے بعد بھی نماز پڑھ لینے کی اجازت دے دی لیکن صفوان کے علاوہ کسی کو یہ اجازت نہ تھی۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن درج ذیل الفاظ کے ساتھ

الصلوٰۃ والسلام نے اس سے وہ چیزیں پوچھیں جو اس کی بیوی نے بطور شکایت ذکر کیں تھیں صفوانؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میری بیوی کا یہ کہنا کہ جب میں نماز پڑھتی ہوں مجھے صفوان مارتا ہے وہ اس لئے ہے کہ یہ نماز میں دو (طویل) سورتیں پڑھتی ہے اور میں نے اس سے اس کو منع کیا، راوی کہتا ہے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ایک سورۃ ہو تو لوگوں کو کافی ہے (پھر) صفوان نے عرض کیا لیکن میری بیوی کا یہ قول کہ جب میں روزے رکھتی ہوں تو یہ افطار کرا دیتا ہے وہ اس لئے ہے کہ یہ روزے رکھنا شروع ہو جاتی ہے اور میں جوان آدمی ہوں پس صبر نہیں کر سکتا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت (نفلی) روزے نہ رکھے مگر اپنے شوہر کی اجازت سے پھر صفوان (نے کہا) لیکن اس کا قول یہ کہ میں نماز نہیں پڑھتا حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جاتا ہے پس بے شک ہم (محنت اور مشقت کے) گھر والے ہیں یہ ہمارے لئے معروف اور عادت ہو گئی ہے۔ ہم نہیں جاگ پاتے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جاتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے صفوان جب بھی جاگ جائے تو نماز پڑھ لیا کر۔ (مشکوٰۃ شریف)

درج بالا حدیث شریف میں بیوی کی شکایت پر الٹا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیوی کو سمجھایا کہ ان باتوں میں تمہارا شوہر حق پر ہے۔ نماز میں چھوٹی اور ایک سورۃ پڑھ لیا کر اور نفلی روزے نہ رکھ تا کہ تمہارا شوہر دن کو بھی اپنی خواہش پوری کر سکے اور نماز کے متعلق آپ نے اپنے خاص اختیارات سے صفوان کو سورج کے طلوع ہونے کے بعد بھی نماز پڑھ لینے کی اجازت دے دی لیکن صفوان کے علاوہ کسی کو یہ اجازت نہ تھی۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

● رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن درج ذیل الفاظ کے ساتھ

عورتوں کا ذکر فرمایا آپ نے فرمایا حَامِلَاتٌ وَالِدَاتٌ مُرْضِعَاتٌ رَحِيمَاتٌ بِاَوْلَادِهِنَّ لَوْ لَا مَا يَأْتِيْنَ اِلٰى اَزْوَاجِهِنَّ دَخَلَ مُصَلِّيَاتُهُنَّ الْجَنَّةَ۔ یعنی حمل والیاں بچے، جننے والیاں، دودھ پلانے والیاں اپنی اولاد کے لئے رحم کرنے والیاں اگر ان میں اپنے ازواج کو ایذاء پہنچانے والی باتیں نہ ہوتیں تو ان میں سے صرف نماز پڑھنے والیاں بھی جنت میں داخل ہوتیں۔

یعنی نو ماہ تک حمل کی مشقت اور ولادت کے وقت وضع حمل کی شدت کی تکلیف اور دو یا اڑھائی سال بچوں کو مسلسل دودھ پلانے کا عمل اور اپنی اولادوں پر شفقت کرنے والیاں اگر ان کی طرف سے اپنے شوہروں کے لئے ایذاء رسانی اور ناشکری اور بدکلامی اور نافرمانی نہ ہو اور نماز پڑھتی رہیں تو ایسے عورتوں کو اللہ تعالیٰ جنت عطا فرمائے گا۔

● حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں نے جہنم میں دیکھا تو اہل نار لوگوں میں سے اکثر اہل نار عورتیں تھیں۔ عورتوں نے عرض کیا کیوں یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا عورتیں لعنت کی کثرت کرتی ہیں اور شوہر کی ناشکری کرتی ہیں۔

● ایک دوسری خبر میں آپ نے فرمایا میں نے جنت میں دیکھا تو اہل جنت لوگوں میں سے عورتیں بہت کم ہیں تو میں نے پوچھا عورتیں کہاں ہیں تو جواب ملا ان کو اَحْمَرَان ذَهَبٌ اور زَعفران نے مشغول کر رکھا ہے یعنی دو سرخ چیزوں سونے اور زعفرانی خوشبو نے ان کو جنت سے محروم کر دیا ہے۔

حقیقت یہی ہے کہ سونا زیورات اور خوشبو دار اشیاء پرفیومز اور پوڈر اور کریمیں عورت کی کمزوری ہے اور اس میں منہمک ہونے کی وجہ سے نہ انہیں نماز کا خیال ہوتا ہے نہ روزے کا نہ زکوٰۃ اور نہ کسی دوسری عبادت کا۔ اس لئے ان اشیاء

کی وجہ سے جنت سے دور کر دی گئیں۔

● حضرت عائشہ سے روایت ہے ایک نوجوان لڑکی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ میں نوجوان ہوں مجھے نکاح کی دعوت دی جاتی ہے اور میں نکاح کرنے کو ناپسند کرتی ہوں، شوہر کا بیوی پر کیا حق ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا اگر شوہر کے سر سے لے کر قدموں تک پیپ ہو اور بیوی اس کو زبان سے صاف کرے تو بھی بیوی شوہر کا شکریہ ادا نہیں کر سکتی۔ نوجوان لڑکی نے عرض کیا کیا میں نکاح نہ کروں؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں نکاح کر لو بے شک یہ بہتر ہے۔ (احیاء العلوم)

اس حدیث مبارک میں بیوی پر شوہر کیلئے خدمت اور اطاعت کی اہمیت کا درس ہے کہ بیوی کمال خدمت کے عمل سے بھی شوہر کا شکریہ ادا نہیں کر سکتی۔

● ایک جگہ حضور علیہ السلام نے فرمایا عورت عورت ہے یعنی عورت سراپا ننگ اور مخفی چیز ہے جب گھر سے نکلتی ہے تو اس عورت کا استقبال شیطان کرتا ہے یعنی شیطان اس کے خروج سے خوش ہوتا ہے اور عورتوں کو شکار کرنے والی جال کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ اسلئے حضور علیہ السلام نے عورتوں کیلئے حبائل الشیطان فرمایا۔ یعنی عورتیں شیطان کی رسیاں ہیں۔ لہٰذا عورت کو بلاوجہ شرعی گھر سے نہیں نکلنا چاہئے اور اگر نکلنے کی ضرورت ہو تو حجاب کے ساتھ نکلے اور دورانِ سفر نگاہیں نیچی رکھے۔ کسی اجنبی مرد سے آنکھیں دوچار نہ کرے اور اگر کسی اجنبی مرد سے کلام کرنے کی ضرورت پیش آئے تو مسکراہٹ اور نرم لہجہ میں بات نہ کرے۔

● ایک حدیث شریف میں ہے عورت کے لئے دس عورات ہیں یعنی دس ننگ اور ستر ہیں جن کو چھپانا ضروری ہے، ان سے عورت کا ایک ستر شوہر ہے اور

کی وجہ سے جنت سے دور کر دی گئیں۔

● حضرت عائشہ سے روایت ہے ایک نوجوان لڑکی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ میں نوجوان ہوں مجھے نکاح کی دعوت دی جاتی ہے اور میں نکاح کرنے کو ناپسند کرتی ہوں، شوہر کا بیوی پر کیا حق ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا اگر شوہر کے سر سے لے کر قدموں تک پیپ ہو اور بیوی اس کو زبان سے صاف کرے تو بھی بیوی شوہر کا شکریہ ادا نہیں کرسکتی۔ نوجوان لڑکی نے عرض کیا کیا میں نکاح نہ کروں؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں نکاح کر لو بے شک یہ بہتر ہے۔ (احیاء العلوم)

اس حدیث مبارک میں بیوی پر شوہر کیلئے خدمت اور اطاعت کی اہمیت کا درس ہے کہ بیوی کمال خدمت کے عمل سے بھی شوہر کا شکریہ ادا نہیں کرسکتی۔

● ایک جگہ حضور علیہ السلام نے فرمایا عورت عورت ہے یعنی عورت سراپا ننگ اور مخفی چیز ہے جب گھر سے نکلتی ہے تو اس عورت کا استقبال شیطان کرتا ہے یعنی شیطان اس کے خروج سے خوش ہوتا ہے اور عورتوں کو شکار کرنے والی جال کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ اسلئے حضور علیہ السلام نے عورتوں کیلئے حبائل الشیطان فرمایا۔ یعنی عورتیں شیطان کی رسیاں ہیں۔ لہٰذا عورت کو بلا وجہ شرعی گھر سے نہیں نکلنا چاہئے اور اگر نکلنے کی ضرورت ہو تو حجاب کے ساتھ نکلے اور دورانِ سفر نگاہیں نیچی رکھے۔ کسی اجنبی مرد سے آنکھیں دوچار نہ کرے اور اگر کسی اجنبی مرد سے کلام کرنے کی ضرورت پیش آئے تو مسکراہٹ اور نرم لہجہ میں بات نہ کرے۔

● ایک حدیث شریف میں ہے عورت کے لئے دس عورات ہیں یعنی دس ننگ اور ستر ہیں جن کو چھپانا ضروری ہے، ان سے عورت کا ایک ستر شوہر ہے اور

عورتوں کے نو ستر قبر ہے۔ (اس کی مزید تفصیل معلوم نہیں ہوسکی)۔ امام غزالی فرماتے ہیں شوہر کے بیوی پر حقوق کثیرہ سے دو اہم حق ہیں ایک یہ کہ اپنی عزت کی حفاظت اور ستر یعنی غیر محرم لوگوں سے مستور رہنا دوسرا یہ کہ شوہر سے ضرورت سے زیادہ اخراجات کا مطالبہ نہ کرنا، موجودہ دور کی خواتین میں نہ حفاظت ہے اور نہ ستر ہے اور نہ ہی اخراجات کے مطالبہ میں قناعت ہے بلکہ عریانی ہے، بے حیائی ہے، فحاشی ہے اور اخراجات کی حالت یہ ہے کہ ہمارے ایک دوست فرمایا کرتے ہیں آج کل بیوی کو پالنا ہاتھی کو پالنا ہے، میں نے عرض کیا حضرت ایک ہاتھی نہیں دس ہاتھی فرمائیں کیونکہ روزانہ دسترخوان پر دو دو تین ڈشیں صبح ناشتہ دوپہر اور شام کھانا اور سارے دن منہ کو حرکت میں رکھنے کے لئے کم از کم پچاس پان اور متعدد دفعہ مشروبات اور چائے۔ روزانہ میک اپ اور بازار آنے جانے کے اخراجات اور چالیس چالیس اور مہنگے مہنگے لباس کے جوڑے اور سوٹ لیکن بدن کے لئے غیر ساتر اور ساڑھیاں، مہندی کا جوڑا الگ، پارٹیوں پر الگ الگ جوڑا بارات پر الگ، ولیمہ پر الگ رات کا لباس الگ اور دن کا الگ، ہر تقریب کے لئے نیا جوڑا۔ طہارت اور روحانی پاکیزگی کی خوش بو سے عاری بالوں اور جسم کو معطر اور خوشبو دار رکھنے کے لئے سینکڑوں قسم کے پرفیومز اور پوڈر اور کریمیں اور جسم اور بالوں کیلئے بیسیوں قسم کی الیکٹرک مشینیں اور دوسرے تیسرے دن بیوٹی پارلر کے اخراجات الحفیظ والامان۔ کسی متوسط حلال آمدنی والے شخص کی طاقت سے خارج ہیں۔ البتہ منشیات فروش اور جاگیردار اور سرمایہ دار اخراجات برداشت کرسکتے ہیں، جن کی بے حد آمدنی نے پورے معاشرہ کو بگاڑ دیا ہے۔

● لڑکیوں کے والدین پر واجب ہے کہ اپنی بچیوں کی تربیت کریں اور

لوگوں کے ساتھ معاملات خصوصاً شوہر کے ساتھ حسن معاشرہ کے آداب کی تربیت دیں جیسا ہے کہ درج ذیل روایت میں ایک ماں نے اپنی بیٹی کو نصیحت فرمائی تھی۔

● حضرت اسماء بنت خارجہ فزاری نے اپنی بیٹی کو شادی کے وقت رخصت ہونے پر نصیحت فرمائی کہ اے بیٹی تو اپنے گھونسلے سے نکل رہی ہے جس میں تو بڑی ہوئی اور ایسا فراش اور بچھونا بننے جا رہی ہے جسے تو نہیں جانتی اور ایسے رفیق کے پاس جا رہی ہے جس سے تو مالوف اور مانوس نہ تھی تو اس رفیق حیات کے لئے زمین بن جانا کہ وہ تیرے لئے آسمان بن جائے تو اس کے لئے بچھونا بن جانا تاکہ وہ تیرے لئے آسرا بن جائے تو اس کی لونڈی بن جانا تاکہ وہ تیرے لئے عبد بن جائے بالکل چپک نہ جانا کہ وہ تجھے ناپسند کرے گا اور بالکل دور نہ ہونا وہ تجھے بھول جائے گا جب وہ قریب ہونے لگے تو اس کے قریب ہو جا جب وہ دور ہونے لگے تو دور ہو جا۔ اس کے ناک اور کان اور آنکھ کی حفاظت کرنا تمہارا رفیق تجھ سے خوشبو ہی سونگھے اور حسین اور نرم کلام سنے اور جمال اور حسن کو دیکھے یعنی بیوی کو اپنے شوہر کے لئے معطر اور صاف ستھرا رہنا چاہیئے۔

شوہر کے غصہ کے وقت خاموش رہنا مرد کی عیب جوئی نہ کرنا، شوہر کی غیبت نہ کرنا اس کے وقار کا خیال کرنا، گالی کا جواب نہ دینا، تہمت کی جگہ نہ جانا، شوہر جس جگہ جانے سے روکے اگرچہ تیرے والدین اور رشتے دار ہوں نہ جانا بلاوجہ پڑوس میں نہ جانا، اجنبی لوگوں سے اختلاط اور میل جول نہ رکھنا اگر شوہر کا دوست گھر آئے اور شوہر گھر نہ ہو تو شوہر کے دوست کو گھر نہ بلانا بلکہ تلخ لہجہ میں بات کرنا اور کلام کو طویل نہ کرنا اور شوہر کی آمدنی پر قناعت کرنا اور شوہر کے عزیزوں اور رشتہ داروں خصوصاً اس کے والدین کا احترام کرنا، شوہر کے لئے ہر

لوگوں کے ساتھ معاملات خصوصاً شوہر کے ساتھ حسن معاشرہ کے آداب کی تربیت دیں جیسا ہے کہ درج ذیل روایت میں ایک ماں نے اپنی بیٹی کونصیحت فرمائی تھی۔

● حضرت اسماء بنت خارجہ فزاری نے اپنی بیٹی کو شادی کے وقت رخصت ہونے پر نصیحت فرمائی کہ اے بیٹی تو اپنے گھونسلے سے نکل رہی ہے جس میں تو بڑی ہوئی اور ایسا فراش اور بچھونا بننے جا رہی ہے جسے تو نہیں جانتی اور ایسے رفیق کے پاس جا رہی ہے جس سے تو مالوف اور مانوس نہ تھی تو اس رفیق حیات کے لئے زمین بن جانا کہ وہ تیرے لئے آسمان بن جائے تو اس کے لئے بچھونا بن جانا تا کہ وہ تیرے لئے آسرا بن جائے تو اس کی لونڈی بن جانا تا کہ وہ تیرے لئے عبد بن جائے بالکل چپک نہ جانا کہ وہ تجھے ناپسند کرے گا اور بالکل دور نہ ہونا وہ تجھے بھول جائے گا جب وہ قریب ہونے لگے تو اس کے قریب ہو جا جب وہ دور ہونے لگے تو دور ہو جا۔ اس کے ناک اور کان اور آنکھ کی حفاظت کرنا تمہارا رفیق تجھ سے خوشبو ہی سونگھے اور حسین اور نرم کلام سنے اور جمال اور حسن کو دیکھے یعنی بیوی کو اپنے شوہر کے لئے معطر اور صاف ستھرا رہنا چاہئے۔

شوہر کے غصہ کے وقت خاموش رہنا مرد کی عیب جوئی نہ کرنا، شوہر کی غیبت نہ کرنا اس کے وقار کا خیال کرنا، گالی کا جواب نہ دینا، تہمت کی جگہ نہ جانا، شوہر جس جگہ جانے سے روکے اگرچہ تیرے والدین اور رشتے دار ہوں نہ جانا بلاوجہ پڑوس میں نہ جانا، اجنبی لوگوں سے اختلاط اور میل جول نہ رکھنا اگر شوہر کا دوست گھر آئے اور شوہر گھر نہ ہو تو شوہر کے دوست کو گھر نہ بلانا بلکہ تلخ لہجہ میں بات کرنا اور کلام کو طویل نہ کرنا اور شوہر کی آمدنی پر قناعت کرنا اور شوہر کے عزیزوں اور رشتہ داروں خصوصاً اس کے والدین کا احترام کرنا، شوہر کے لئے ہر

وقت پاک صاف ہو کر تیار رہنا تا کہ جب چاہے اپنی حاجت پوری کر لے، اپنی اولاد پر شفقت کرنا، اولاد کی سب وشتم سے اجتناب کرنا، شوہر کی جائز اور ناجائز بات کا جواب نہ دینا، شوہر کے سامنے نجاست حیض و نفاس کا خون اور خون آلود کپڑے نہ رکھنا، شوہر کے سامنے خلال نہ کرنا اور نہ تھوکنا، جوئیں نہ نکالنا، شوہر کے جنسی عمل کو راز میں رکھنا اور اس کی کیفیت یا کمزوری بیان نہ کرنا، ایسے امور ہیں جو عورت پر بحیثیت بیوی لازم ہیں اور محبت کے دوام کے لئے ضروری ہیں۔ خصوصاً شوہر پر زنا اور ناجائز دوستی کا الزام لگانا نہایت مضر ہے۔

اگر بیوی خوبصورت ہو اور شوہر بدصورت تو بیوی کو تعلّی اور بڑائی نہ کرنا شوہر کو بدصورت نہ کہنا، مذکورہ تمام امور بیوی کے آداب سے ہیں۔

● روایت ہے معروف صرف ونحو کے عالم حضرت اصمعی کہتے ہیں میں ایک گاؤں گیا تو دیکھا ایک چاند صورت حسینہ اور جمیلہ عورت نہایت بدصورت اور قبیح المنظر شوہر کے ساتھ خوش و خرم زندگی گزار رہی ہے۔ تو میں نے اس خاتون سے کہا کیا تو اپنے لئے راضی ہے کہ ایسے شوہر کے پاس رہے اس خاتون نے جواب دیا اے فلاں چپ ہو جا تو نے یہ بات کر کے اچھا نہیں کیا ہو سکتا ہے میرے شوہر نے کوئی ایسی نیکی کی ہو جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو اور اس نیکی کی جزاء اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی بیوی بنایا ہو اور ہو سکتا ہے کہ میں نے کوئی ایسا گناہ کیا ہو جس کی سزا اللہ تعالیٰ نے دنیا میں مجھے اس بدصورت شوہر کی صورت دی ہو پس میں کیوں راضی نہ ہوں اس شوہر پر جس کو اللہ تعالیٰ نے میرے لئے پسند فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہے۔

پھر اصمعی کہتے ہیں میں نے گاؤں میں دیکھا ایک خاتون نے سرخ

عروسی لباس پہنا ہوا ہے اور مہندی سے ہاتھ سرخ ہیں لیکن تسبیح پڑھ رہی ہے تو میں نے تعجب کرتے ہوئے پوچھا یہ کیا ہے (یعنی اس لباس اور زینت میں تسبیح پڑھنا کیسا ہے) تو اس نے جواب دیا اللہ تعالیٰ کی جانب سے میرے اوپر وہ حق ہے جو میں وہ تسبیح کی صورت میں ادا کر رہی ہوں اور دوسرا حق شوہر کے لئے زینت اور لہو کا ہے وہ بھی ادا کر رہی ہوں تو اصمعی کہتے ہیں میں سمجھ گیا کہ یہ نیک عورت ہے اور اس نے زینت اپنے شوہر کیلئے کی ہوئی ہے اور تسبیح اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے پڑھ رہی ہے۔ ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ پاک اور صاف اور عفیفہ صالحہ بیوی عطا فرمائے۔

- ایسی بیوی جو نماز اور روزہ ادا نہ کرے جس کے لباس سے بدبو آتی ہو اور کپڑوں اور جسم کے مستور اجزاء پر نجاست کے داغ ہوں، ہاتھوں اور پیروں میں جانوروں کے گوبر خشک ہو جائیں اور انہیں ہاتھوں سے گھر کا کام کاج کرے حتیٰ کہ آٹا گوندھے نہ بات کرنے کی تمیز ہو اور نہ بیٹھنے اُٹھنے کا سلیقہ، صرف عورت کی شکل ہو لیکن اس کے اخلاق اور عادتیں جانوروں جیسی ہوں، حیاء نام کی کوئی چیز نہ ہو جب بھی گفتگو کرے فحش بکواس کرے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسی رفیقہ حیات سے نجات عطا فرمائے۔

- حضور علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ رحم کرے ایسے شوہر پر جو رات کے آخری حصہ میں اُٹھ جائے اور تہجد کے نوافل پڑھے اور بیوی کو اُٹھائے اگر بیوی نہ اُٹھے تو اس کے منہ پر پانی چھڑکے بیوی اُٹھ جائے اور تہجد ادا کرے اور اللہ تعالیٰ رحم کرے ایسی بیوی پر کہ تہجد کے نوافل پڑھ کر شوہر کو جگائے اگر نہ جاگے شوہر کے چہرہ پر پانی چھڑک کر اس کو جگائے شوہر اُٹھ جائے اور تہجد پڑھے۔ نماز پنجگانہ تو فرض ہیں اور تہجد کی نماز مستحب ہے۔ صالحات خواتین نماز پنجگانہ کے

عروسی لباس پہنا ہوا ہے اور مہندی سے ہاتھ سرخ ہیں لیکن تسبیح پڑھ رہی ہے تو میں نے تعجب کرتے ہوئے پوچھا یہ کیا ہے (یعنی اس لباس اور زینت میں تسبیح پڑھنا کیسا ہے) تو اس نے جواب دیا اللہ تعالیٰ کی جانب سے میرے اوپر وہ حق ہے جو میں وہ تسبیح کی صورت میں ادا کر رہی ہوں اور دوسرا حق شوہر کے لئے زینت اور لہو کا ہے وہ بھی ادا کر رہی ہوں تو اصمعی کہتے ہیں میں سمجھ گیا کہ یہ نیک عورت ہے اور اس نے زینت اپنے شوہر کیلئے کی ہوئی ہے اور تسبیح اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے پڑھ رہی ہے۔ ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ پاک اور صاف اور عفیفہ صالحہ بیوی عطا فرمائے۔

● ایسی بیوی جو نماز اور روزہ ادا نہ کرے جس کے لباس سے بدبو آتی ہو اور کپڑوں اور جسم کے مستور اجزاء پر نجاست کے داغ ہوں، ہاتھوں اور پیروں میں جانوروں کے گوبر خشک ہو جائیں اور انہیں ہاتھوں سے گھر کا کام کاج کرے حتیٰ کہ آٹا گوندھے نہ بات کرنے کی تمیز ہو اور نہ بیٹھنے اُٹھنے کا سلیقہ، صرف عورت کی شکل ہو لیکن اس کے اخلاق اور عادتیں جانوروں جیسی ہوں، حیاء نام کی کوئی چیز نہ ہو جب بھی گفتگو کرے فحش بکواس کرے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسی رفیقہ حیات سے نجات عطا فرمائے۔

● حضور علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ رحم کرے ایسے شوہر پر جو رات کے آخری حصہ میں اُٹھ جائے اور تہجد کے نوافل پڑھے اور بیوی کو اُٹھائے اگر بیوی نہ اُٹھے تو اس کے منہ پر پانی چھڑکے بیوی اُٹھ جائے اور تہجد ادا کرے اور اللہ تعالیٰ رحم کرے ایسی بیوی پر کہ تہجد کے نوافل پڑھ کر شوہر کو جگائے اگر نہ جاگے شوہر کے چہرہ پر پانی چھڑک کر اس کو جگائے شوہر اُٹھ جائے اور تہجد پڑھے۔ نماز پنجگانہ تو فرض ہیں اور تہجد کی نماز مستحب ہے۔ صالحات خواتین نماز پنجگانہ کے

علاوہ تلاوت وظائف اور تہجد اور اشراق بھی ادا کرتی ہیں اور بعض خواتین اس گئے گزرے دور میں بھی پنجگانہ نمازوں کے علاوہ دس دس پارے روزانہ قرآنِ مجید کی تلاوت کرتی ہیں اور روزانہ تہجد اور اشراق اور چاشت اور اوابین کے نوافل کے علاوہ صلوٰۃ التسبیح کی نماز بھی ادا کرتی ہیں۔

● اور بیوی کے آداب سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ شوہر کو کسی حال میں اپنے قول اور عمل سے ایذاء نہ پہنچائے اور جب شوہر گھر آئے مسکراہٹ سے اس کا استقبال کرے اور مشروبات و ماکولات سے اسکی تواضع کرے اور خوشی کا اظہار کرے۔

حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بیوی دنیا میں اپنے مسلمان شوہر کو ایذاء نہیں پہنچاتی مگر جنت میں موجود سفید بڑی آنکھوں والی (حورعین) اس شوہر کی اُخروی بیوی کہتی ہے اے دنیا کی بیوی اللہ تعالیٰ تجھے قتل کرے شوہر کو تکلیف نہ دو وہ تیرے پاس مہمان ہے عنقریب میرے پاس پہنچنے والا ہے۔

● بیوی کے آداب سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ بیوی حسب طاقت شوہر کے گھر کی نگرانی اور دیکھ بھال کرے۔ گھر کی صفائی اور کھانا اور شوہر کے کپڑے وغیرہ صاف کرنے کا کام کرتی رہے اور شوہر کیلئے مناسب ہے بیوی کے گھر سے باہر کے کام کرتا رہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ تمہارے باہر کے کام کرے گا اور تم علی کے گھر کے کام کروگی۔

● حضرت اسماء بنت صدیق رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ میرے ساتھ (حضرت) زبیر بن عوام نے نکاح کیا تو ان کے پاس سوائے ایک اونٹنی اور

گھوڑے کے کچھ نہ تھا میں ان کے گھوڑے کی خدمت کرتی تھی اس کو گھاس ڈالتی تھی، زبیر کی طرف سے گھوڑے کی مشقت میں کفایت کرتی تھی اور کھجور کی گٹھلیاں باریک کر کے ان کی اونٹنی کو کھلاتی تھی اور اس پر پانی بھر کے لاتی تھی اور تقریباً دو میل سے گٹھلیاں جمع کر کے اور سر پر اُٹھا کے لے آتی یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق نے ایک لونڈی عطا فرمائی تو گھوڑے کی خدمت سے میں آزاد ہوگئی۔

● فرماتی ہیں ایک دن پیدل سر پر کھجور کی گٹھلیاں اُٹھا کر واپس آ رہی تھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اصحاب کے ساتھ کسی سفر سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ میری آپ سے ملاقات ہوگئی آپ نے فرمایا: ''اخ اخ'' آپ نے ارادہ فرمایا اونٹنی بٹھا کر مجھے اپنے پیچھے بٹھا لیں مجھے زبیر کی غیرت یاد آئی میں نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلنے سے شرم کا اظہار فرمایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے شرم کو سمجھ گئے۔ میں زبیر کے پاس آئی تو ساری حکایت عرض کی حضرت زبیر نے فرمایا تیرا سر پر گٹھلیاں اُٹھانا میرے لئے زیادہ سخت اور افسوسناک ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار ہونے سے یعنی حضرت اسماء سے فرمایا اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اونٹنی پر سوار ہو جاتی تو یہ تیرے لئے میرے نزدیک بہتر تھا کیونکہ آپ علیہ السلام ہر عورت کے لئے محرم اور باپ کی طرح ہیں۔ ان روایات سے معلوم ہوا شوہر کے گھر کے کام اگر بیوی سنبھال لے تو یہ اچھی چیز ہے۔ اگر بیوی کے لئے شوہر کے گھر کے کام ظلم ہوتا تو حضور علیہ السلام اس سے منع فرما دیتے۔

شوہر پر بیوی کے حقوق:

گھوڑے کے کچھ نہ تھا میں ان کے گھوڑے کی خدمت کرتی تھی اس کو گھاس ڈالتی تھی، زبیر کی طرف سے گھوڑے کی مشقت میں کفایت کرتی تھی اور کھجور کی گٹھلیاں باریک کر کے ان کی اونٹنی کو کھلاتی تھی اور اس پر پانی بھر کے لاتی تھی اور تقریباً دو میل سے گٹھلیاں جمع کر کے اور سر پر اُٹھا کے لے آتی یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق نے ایک لونڈی عطا فرمائی تو گھوڑے کی خدمت سے میں آزاد ہوگئی۔

● فرماتی ہیں ایک دن پیدل سر پر کھجور کی گٹھلیاں اُٹھا کر واپس آ رہی تھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اصحاب کے ساتھ کسی سفر سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ میری آپ سے ملاقات ہوگئی آپ نے فرمایا: ''اخ اخ'' آپ نے ارادہ فرمایا اونٹنی بٹھا کر مجھے اپنے پیچھے بٹھا لیں مجھے زبیر کی غیرت یاد آئی میں نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلنے سے شرم کا اظہار فرمایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے شرم کو سمجھ گئے۔ میں زبیر کے پاس آئی تو ساری حکایت عرض کی حضرت زبیر نے فرمایا تیرا سر پر گٹھلیاں اُٹھانا میرے لئے زیادہ سخت اور افسوسناک ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار ہونے سے یعنی حضرت اسماء سے فرمایا اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اونٹنی پر سوار ہو جاتی تو یہ تیرے لئے میرے نزدیک بہتر تھا کیونکہ آپ علیہ السلام ہر عورت کے لئے محرم اور باپ کی طرح ہیں۔ ان روایات سے معلوم ہوا شوہر کے گھر کے کام اگر بیوی سنبھال لے تو یہ اچھی چیز ہے۔ اگر بیوی کے لئے شوہر کے گھر کے کام ظلم ہوتا تو حضور علیہ السلام اس سے منع فرما دیتے۔

شوہر پر بیوی کے حقوق:

جیسا کہ پہلے باب سے معلوم ہو چکا شریعت میں بیوی پر شوہر کے لئے صرف ایک چیز واجب ہے کہ جب بیوی حیض اور نفاس سے پاک ہو اور احرام کی حالت میں نہ ہو اور ظہار کے کفارہ ادا کرنے سے پہلے کی حالت میں نہ ہو مرد کو اپنے جسم سے نفع اُٹھانے سے نہ روکے کیونکہ قضاءِ شہوت میں بیوی پر شوہر کی اطاعت شرعی واجب ہے، جنسی افعال کی اطاعت مخصوصہ کے علاوہ دیگر امور میں شوہر کی اطاعت شرعی واجب نہیں بلکہ اخلاقاً واجب ہے۔ اس لئے شرعی عدالت بیوی کے خلاف شوہر کے دوسرے کاموں سے انکار کی صورت میں حکم نہیں کر سکتی۔

مثلاً شوہر بیوی کے گھر سے باہر کے کام کرے اور بیوی شوہر کے گھر کے اندر کے کام کرے جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے کام تقسیم کر دیئے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے باہر کے اعمال حضرت علی کیا کرتے تھے اور حضرت علی کے گھر کے اندر کے اعمال حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ذمہ مقرر فرمائے تھے۔

● نکاح ہو جانے کے بعد رخصتی اور شوہر کے گھر منتقل ہونے سے پہلے اگر منکوحہ شوہر سے اپنے جسم کے منافع نہ روکے اور رخصتی سے انکار نہ کرے تو بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب ہو جاتا ہے۔ اور رخصتی اور شوہر کے گھر منتقل ہونے کے بعد بیوی صغیرہ ہو یا کبیرہ مسلمہ ہو یا کتابیہ کے لئے شوہر پر تین چیزیں شرعاً واجب ہو جاتی ہیں اول طعام، دوم کپڑے، سوم سکنی (رہائش دینا)۔ کیونکہ بیوی پر شوہر کے لئے شوہر کے گھر میں رہنا واجب ہے اور یہ ضابطہ ہے جو شخص کسی غیر کے لئے محبوس ہو تو اس کا نفقہ اور سکنی اس پر واجب ہوتا ہے جیسے مفتی اور قاضی اور مجاہدین کا نفقہ اور جملہ ضروری اخراجات مسلمانوں کے بیت المال سے ادا کرنا واجب ہوتا

ہے۔ کیونکہ یہ حضرات عوام کے لئے محبوس ہوتے ہیں خود کاروبار نہیں کر سکتے، یہی حکم مدارس دینیہ اور دینی تنظیمات کے ناظمین کے لئے ہے مدرسوں کے ناظمین کے جملہ اخراجات مدرسہ کے بیت المال سے ادا کئے جائیں گے۔

- چونکہ شوہر کے حق احتباس کی وجہ سے بیوی کے لئے ممنوع ہے کہ شوہر کے گھر سے بلا اذن شوہر خارج ہو، خواہ مزدوری کرے یا کاروبار کرے اس لئے شوہر پر مذکورہ تینوں چیزیں واجب ہیں۔ سورۃ طلاق میں ہے اَسۡکِنُوۡهُنَّ مِنۡ حَيۡثُ سَكَنۡتُمۡ مِنۡ وُّجۡدِكُمۡ ۔(ترجمہ): بیویوں کو اس جگہ رہائش دو جس جگہ تمہاری رہائش ہو اپنی حیثیت کے مطابق۔ دوسری آیت میں وَلَا تُضَآرُّوۡهُنَّ لِتُضَيِّقُوۡا عَلَيۡهِنَّ۔ (طلاق:٦) (ترجمہ): بیویوں کو ضرر نہ پہنچاؤ تا کہ تم ان پر تنگی کرو۔

ایک جگہ فرمایا:

وَاِنۡ كُنَّ اُولَاتِ حَمۡلٍ فَاَنۡفِقُوۡا عَلَيۡهِنَّ حَتّٰى يَضَعۡنَ حَمۡلَهُنَّ۔ (طلاق:٦)

اور اگر (تمہاری) بیویاں حمل والی ہیں پس ان پر خرچ کرو حتیٰ کہ وہ اپنے حمل کو وضع کریں اور اتاریں۔

اور فرمایا:

وَعَلَى الۡمَوۡلُوۡدِ لَه، رِزۡقُهُنَّ وَكِسۡوَتُهُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ۔

(بقرہ:۲۳۳)

اور مولود لہ یعنی جس شخص کے لئے بچے کی ولادت ہوئی (یعنی شوہروں پر بیویں کا رزق اور لباس عرف کے مطابق واجب ہیں۔

ہے۔ کیونکہ یہ حضرات عوام کے لئے محبوس ہوتے ہیں خود کاروبار نہیں کر سکتے، یہی حکم مدارس دینیہ اور دینی تنظیمات کے ناظمین کے لئے ہے مدرسوں کے ناظمین کے جملہ اخراجات مدرسہ کے بیت المال سے ادا کئے جائیں گے۔

● چونکہ شوہر کے حق احتباس کی وجہ سے بیوی کے لئے ممنوع ہے کہ شوہر کے گھر سے بلا اذن شوہر خارج ہو، خواہ مزدوری کرے یا کاروبار کرے اس لئے شوہر پر مذکورہ تینوں چیزیں واجب ہیں۔ سورۃ طلاق میں ہے اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُّجْدِكُمْ ۔ (ترجمہ): بیویوں کو اس جگہ رہائش دو جس جگہ تمہاری رہائش ہو اپنی حیثیت کے مطابق۔ دوسری آیت میں وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ۔ (طلاق:٦) (ترجمہ): بیویوں کو ضرر نہ پہنچاؤ تا کہ تم ان پر تنگی کرو۔

ایک جگہ فرمایا:

وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۔ (طلاق:٦)

اور اگر (تمہاری) بیویاں حمل والی ہیں پس ان پر خرچ کرو حتیٰ کہ وہ اپنے حمل کو وضع کریں اور اتاریں۔

اورفرمایا:

وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۔

(بقرہ:٢٣٣)

اور مولود لہ یعنی جس شخص کے لئے بچے کی ولادت ہوئی (یعنی شوہروں پر بیویں کا رزق اور لباس عرف کے مطابق واجب ہیں۔

پھر فرمایا:

لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا اٰتٰهُ اللّٰهُ ۔ (طلاق:٧)

ضرور خرچ کریں اپنی وسعت سے وسعت والے (مالدار) اور وہ شخص جس کا رزق تنگ کیا گیا ہے پس وہ ضرور خرچ کرے اس مال سے جو اس کو اللہ تعالیٰ نے دیا۔

● حدیث شریف میں ہے ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا عورت کا شوہر پر کیا حق ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شوہر کھانا کھائے بیوی کو بھی کھانا کھلائے اور جب کپڑے پہنے تو اس کو بھی کپڑے پہنائے۔

● شوہر پر شرعاً بیوی کے تین حق واجب ہیں۔ اول ماکولات اور مشروبات یعنی بیوی کے کھانے اور پینے کی اشیاء شوہر کو فراہم کرنا واجب ہے۔ دوم ملبوسات سردیوں اور گرمیوں کے لباس، سوم رہائش کے لئے مکان۔ حقوق کے معاملہ میں خلاصہ یہ ہے کہ بیوی پر صرف ایک فرض ہے کہ شوہر کے گھر منتقل ہو کر اپنے جسم کے منافع شوہر کو تسلیم کر دے یا بیوی اپنے گھر میں شوہر کو اپنے جسم سے نفع اُٹھانے کی قدرت دیدے لیکن شوہر پر بیوی کے غناء یا فقر کی حالت کی مناسبت سے ہر وہ چیز واجب ہے جو بیوی کو کفایت کرے ماکولات اور مشروبات یعنی عرف کے مطابق کھانے پینے کی تیار اشیاء اور ملبوسات اور مفروشات پہننے اور سونے کے لئے ضرورت کے مطابق کپڑے اور بستر اور برتن اور ایسا گھر اور کمرہ جس میں شوہر کے عزیز اور رشتہ دار قیام پذیر نہ ہوں۔ یہ سب چیزیں شوہر کو فراہم کرنا

واجب ہے۔

● اور ہر وہ چیز جو بیوی کی ذاتی ملکیت ہے اور والدین یا دوستوں اور رشتہ داروں سے بیوی کو وصول ہوئی۔ بیوی پر واجب نہیں کہ وہ شوہر کے گھر استعمال کرے مثلاً بیوی کے ذاتی کپڑے ہوں یا برتن ہوں یا فرنیچر، فرج، ٹی وی، جوسر مشین اور دیگر ذاتی اشیاء بیوی اپنی اشیاء کو شوہر کے گھر میں استعمال کرنے میں مختار ہے اس پر جبر نہیں ہوسکتا۔ چاہے تو وہ اسٹور میں رکھے یا فروخت کردے اور چاہے تو شوہر کے گھر میں استعمال کی اجازت دیدے۔ شامی میں بحرالرائق سے منقول ہے:

وَالْحَاصِلُ اَنَّ الْمَرْءَ ةَ لَيْسَ عَلَيْهَا اِلَّا تَسْلِيْمُ نَفْسِهَا فِىْ بَيْتِهٖ وَعَلَيْهِ لَهَا جَمِيْعُ مَا يَكْفِيْهَا بِحَسْبِ حَالِهَا مِنْ اَكَلٍ وَشَرْبٍ وَلَبْسٍ وَفُرُشٍ وَلَا يَلْزَمُهَا اَنْ تَتَمَتَّعَ بِمَا هُوَ مِلْكُهَا وَلَا تَفْرِشُ لَهٗ شَيْئًا مِنْ فِرَاشِهَا (اِلٰى) لَوْكَانَ لَهَا اَمْتِعَةٌ مِنْ فُرُشٍ وَنَحْوِهَا لَا يَسْقُطُ عَنْ الزَّوْجِ ذَالِكَ بَلْ يُجِبُ عَلَيْهِ وَقَدْ رَأَيْنَا مَنْ يَأْمُرُهَا بِفَرْشٍ اَمْتِعَتِهَا لَهٗ وَلَاضْيَافِهٖ جَبْراً عَلَيْهَا وَذَالِكَ حَرَامٌ كَمَنْعِ كِسْوَتِهَا۔ الخ (شامی باب النفقہ)

اور خلاصہ یہ ہے کہ بیوی پر کوئی چیز واجب نہیں سوائے اس کے کہ وہ اپنا نفس شوہر کے گھر میں شوہر کو تسلیم کردے اور شوہر پر واجب ہے کہ بیوی کی حیثیت کے مطابق ہر وہ چیز فراہم کرے جو بیوی کی ضرورتوں کے لئے کافی ہو، کھانے اور پینے اور لباس اور بچھونے سے اور بیوی پر لازم نہیں کہ وہ اپنا ذاتی مال اور سامان شوہر کے گھر استعمال کرے اور

واجب ہے۔

● اور ہر وہ چیز جو بیوی کی ذاتی ملکیت ہے اور والدین یا دوستوں اور رشتہ داروں سے بیوی کو وصول ہوئی۔ بیوی پر واجب نہیں کہ وہ شوہر کے گھر استعمال کرے مثلاً بیوی کے ذاتی کپڑے ہوں یا برتن ہوں یا فرنیچر، فرج، ٹی وی، جوسر مشین اور دیگر ذاتی اشیاء بیوی اپنی اشیاء کو شوہر کے گھر میں استعمال کرنے میں مختار ہے اس پر جبر نہیں ہو سکتا۔ چاہے تو وہ اسٹور میں رکھے یا فروخت کر دے اور چاہے تو شوہر کے گھر میں استعمال کی اجازت دیدے۔ شامی میں بحر الرائق سے منقول ہے:

وَالْحَاصِلُ اَنَّ الْمَرْءَ ةَ لَيْسَ عَلَيْهَا اِلَّا تَسْلِيْمُ نَفْسِهَا فِيْ بَيْتِهٖ وَعَلَيْهِ لَهَا جَمِيْعُ مَا يَكْفِيْهَا بِحَسْبِ حَالِهَا مِنْ اَكْلٍ وَشُرْبٍ وَلُبْسٍ وَفُرُشٍ وَلَا يَلْزَمُهَا اَنْ تَتَمَتَّعَ بِمَا هُوَ مِلْكُهَا وَلَا تَفْرِشُ لَهٗ شَيْئًا مِنْ فِرَاشِهَا (اِلٰى) لَوْكَانَ لَهَا اَمْتِعَةٌ مِنْ فُرُشٍ وَنَحْوِهَا لَا يَسْقُطُ عَنِ الزَّوْجِ ذَالِكَ بَلْ يُجِبُ عَلَيْهِ وَقَدْ رَأَيْنَا مَنْ يَاْمُرُهَا بِفَرْشِ اَمْتِعَتِهَا لَهٗ وَلِاَضْيَافِهٖ جَبْراً عَلَيْهَا وَذَالِكَ حَرَامٌ كَمَنْعِ كِسْوَتِهَا۔ الخ (شامی باب النفقہ)

اور خلاصہ یہ ہے کہ بیوی پر کوئی چیز واجب نہیں سوائے اس کے کہ وہ اپنا نفس شوہر کے گھر میں شوہر کو تسلیم کر دے اور شوہر پر واجب ہے کہ بیوی کی حیثیت کے مطابق ہر وہ چیز فراہم کرے جو بیوی کی ضرورتوں کے لئے کافی ہو، کھانے اور پینے اور لباس اور بچھونے سے اور بیوی پر لازم نہیں کہ وہ اپنا ذاتی مال اور سامان شوہر کے گھر استعمال کرے اور

بیوی کو لازم نہیں کہ اپنے ذاتی بستر اور پلنگ استعمال کرے۔ اگر بیوی کے اپنے ذاتی بستر اور سامان وغیرہ موجود ہیں تو بھی شوہر سے ان اشیاء کا فراہم کرنا ساقط نہیں ہے بلکہ اس پر واجب باقی ہے اور ہم نے دیکھا اس شخص کو جو اپنی بیوی پر حکم چلاتا ہے کہ اپنا ذاتی سامان شوہر کو اس کے لئے اور اس کے مہمانوں کے لئے استعمال کرنے دے اور وہ بیوی کو مجبور کرتا ہے حالانکہ یہ اس شوہر کیلئے حرام ہے جس طرح بیوی کے کپڑے اس کو استعمال کرنے ممنوع ہیں۔

یعنی بیوی کی ذاتی اشیاء سے شوہر کو اس کی اجازت کے بغیر نفع اُٹھانا اور استعمال کرنا حرام ہے اسی طرح بیوی کو مجبور کرنا کہ شوہر کو اپنا مال استعمال کرنے دے حرام ہے۔ نیز بیوی کی اپنی ذاتی ملکیت کی اشیاء کے باوجود شوہر پر بیوی کے لئے ماکولات اور مشروبات اور ملبوسات فراہم کرنا واجب ہے بلکہ اگر مقرر شدہ مقدار اور تعیین شدہ نفقہ سے بیوی بچت کرتی رہے تو بچت سے جمع ہونے والے مال سمیت شوہر کو حسب تقدیر اور تعیین نفقہ دیتے رہنا واجب ہے۔ بچت بیوی کی ذاتی ملکیت ہوتی ہے۔

● البتہ اگر رخصتی سے پہلے لڑکی والوں کو شوہر کچھ رقم دیدے کہ اس رقم سے میرے گھر کے لئے یا میرے لئے سامان خرید کر لو (اس ایڈوانس رقم کو) (فارسی عرف میں دستپیمان کہتے ہیں) تاکہ لوگوں میں لڑکی والوں کی عظمت اور وقار قائم رہے اس رقم سے جو سامان خریدا جائے وہ سامان شوہر کا ہوگا۔ اس لئے شوہر کو اس سامان سے بیوی کی اجازت کے بغیر استعمال کرنا جائز ہے۔

● اور اگر لڑکی والے شوہر سے رقم لے کر سامان نہ خریدیں تو شوہر اس رقم

کی واپسی کا مطالبہ بھی کر سکتا ہے۔

● مجھے یہ جان کر تعجب ہوا کہ بعض بڑے بڑے مشائخ اور علماء اور سرمایہ دار اپنی لڑکی کی رخصتی سے پہلے شوہر سے بھاری رقم پیشگی لے لیتے ہیں اور لڑکی کے جہیز کے نام پر قیمتی زیورات اور دیگر اشیاء خرید لیتے ہیں اور متعدد ٹرک سامان لڑکی کے جہیز میں دے دیتے ہیں اور ظاہر یہ کرتے ہیں کہ لڑکی والوں نے اپنی بیٹی کو بھاری جہیز دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی ریا کاری اور منافقت اور خسیس اور رذیل اعمال سے پناہ عطا فرمائے مگر ایسی صورت میں اگر شوہر نے پیشگی رقم اس شرط کے ساتھ دی تھی کہ اس کا سامان خرید کر واپس میرے گھر بھیج دیا جائے تو وہ سامان شوہر کا ہوگا اور اگر شوہر نے بطور تعاون رقم فراہم کی تھی جس طرح فقیر لوگ اپنی لڑکی کی رخصتی پر کچھ رقم شوہر سے پیشگی لے لیتے ہیں تا کہ اپنی بیٹی کی رخصتی کر سکیں تو اس رقم سے جو سامان خریدا گیا اور جہیز میں دیا گیا وہ لڑکی کا ہے اس سے شوہر کا کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ بطور ہدیہ دی گئی رقم قبضہ کے بعد بیوی کی ملکیت ہوتی ہے۔

● چونکہ عورت کا بیوی ہونا نکاح ہو جانے پر ثابت ہو جاتا ہے۔ اس لئے نکاح ہو جانے کے بعد اگر چہ رخصتی نہ ہو شوہر پر طعام اور کسوۃ (کپڑے) اور سکنی (مکان) واجب ہو جاتے ہیں۔ بشرطیکہ بیوی کی طرف سے جسم سے نفع اُٹھانے کی کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ شوہر پر اپنی اور بیوی کی مالی حیثیت اور پوزیشن کے مطابق بیوی کا طعام اور کپڑے اور مکان فراہم کرنا واجب ہوتا ہے۔ اگر میاں بیوی دونوں مالدار ہیں تو بیوی کے ذاتی اخراجات کے علاوہ اس بیوی کی ضرورت کے مطابق ایک یا متعدد نوکر فراہم کرنا بھی شوہر پر واجب ہوں گے۔ جو کہ بیوی کے داخلی اور خارجی کام کریں گے۔ مثلاً بیوی ہونے والی لڑکی اگر کسی حاکم یا اعلیٰ افسر

کی واپسی کا مطالبہ بھی کر سکتا ہے۔

● مجھے یہ جان کر تعجب ہوا کہ بعض بڑے بڑے مشائخ اور علماء اور سرمایہ دار اپنی لڑکی کی رخصتی سے پہلے شوہر سے بھاری رقم پیشگی لے لیتے ہیں اور لڑکی کے جہیز کے نام پر قیمتی زیورات اور دیگر اشیاء خرید لیتے ہیں اور متعدد ٹرک سامان لڑکی کے جہیز میں دے دیتے ہیں اور ظاہر یہ کرتے ہیں کہ لڑکی والوں نے اپنی بیٹی کو بھاری جہیز دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی ریاکاری اور منافقت اور خسیس اور رذیل اعمال سے پناہ عطا فرمائے مگر ایسی صورت میں اگر شوہر نے پیشگی رقم اس شرط کے ساتھ دی تھی کہ اس کا سامان خرید کر واپس میرے گھر بھیج دیا جائے تو وہ سامان شوہر کا ہوگا اور اگر شوہر نے بطور تعاون رقم فراہم کی تھی جس طرح فقیر لوگ اپنی لڑکی کی رخصتی پر کچھ رقم شوہر سے پیشگی لے لیتے ہیں تاکہ اپنی بیٹی کی رخصتی کر سکیں تو اس رقم سے جو سامان خریدا گیا اور جہیز میں دیا گیا وہ لڑکی کا ہے اس سے شوہر کا کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ بطور ہدیہ دی گئی رقم قبضہ کے بعد بیوی کی ملکیت ہوتی ہے۔

● چونکہ عورت کا بیوی ہونا نکاح ہو جانے پر ثابت ہو جاتا ہے۔ اس لئے نکاح ہو جانے کے بعد اگرچہ رخصتی نہ ہو شوہر پر طعام اور کسوۃ (کپڑے) اور سکنی (مکان) واجب ہو جاتے ہیں۔ بشرطیکہ بیوی کی طرف سے جسم سے نفع اُٹھانے کی کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ شوہر پر اپنی اور بیوی کی مالی حیثیت اور پوزیشن کے مطابق بیوی کا طعام اور کپڑے اور مکان فراہم کرنا واجب ہوتا ہے۔ اگر میاں بیوی دونوں مالدار ہیں تو بیوی کے ذاتی اخراجات کے علاوہ اس بیوی کی ضرورت کے مطابق ایک یا متعدد نوکر فراہم کرنا بھی شوہر پر واجب ہوں گے۔ جو کہ بیوی کے داخلی اور خارجی کام کریں گے۔ مثلاً بیوی ہونے والی لڑکی اگر کسی حاکم یا اعلیٰ افسر

یا کسی مل مالک یا سرمایہ دار کی بیٹی ہے اور والدین کے گھر میں کھانا بنانے اور گھر کی صفائی کرنے کی اس کی عادت نہیں تھی تو ایسی بیوی کیلئے اس کی حیثیت کے مطابق متعدد نوکر اور نوکرانیاں باورچی، ڈرائیور، گھر کی صفائی کرنے والا، کپڑے صاف کرنے والا دھوبی اور استری کرنے والا فراہم کرنا واجب ہوگا۔ اور اگر زوجین متوسط طبقہ سے تعلق رکھتے ہوں تو ان کی مالی حیثیت کے مطابق شوہر پر طعام اور کپڑوں کا انتظام کرنا واجب ہے اور اگر زوجین نہایت فقیر لوگ ہیں تو شوہر پر فقیروں کی حیثیت کے مطابق خوراک اور کپڑوں کا بندوبست کرنا ضروری ہے۔

اور متوسط اور غریب زوجین کے گھروں میں اگر بیوی مریضہ نہیں ہے تو بیوی کو اپنا کھانا خود پکانا اور تیار کرنا ہوگا اور گھر کے کام اخلاقاً خود کرنا واجب ہوں گے اور اگر شوہر مالدار ہو اور بیوی فقیر ہو یا بیوی مالدار ہو اور شوہر فقیر ہو تو درمیانے قسم کا طعام اور کپڑے شوہر پر واجب ہوں گے یعنی یسار سے کم اور اعسار سے زائد ہونے چاہیں۔ طعام اور کپڑوں میں اپنی قوم کے عرف اور رواج کو دخل ہوتا ہے۔

علامہ شامی فرماتے ہیں نفقہ زوجہ میں خوشحالی اور تنگدستی کی کوئی جامع تعریف نہیں کی گئی شاید اس کی وجہ عرف اور رواج پر اعتماد کرنا ہے۔

بحرالرائق میں ہے کہ اس بات پر اتفاق ہے اگر زوجین دونوں غنی ہوں تو شوہر پر غنیوں والا نفقہ واجب ہوگا اور اگر دونوں فقیر ہوں تو فقیروں والا نفقہ واجب ہوگا اور اگر شوہر غنی ہو اور بیوی فقیر ہو یا بیوی غنی ہو اور شوہر فقیر ہو تو ظاہر الروایت کے مطابق شوہر کے حال کا اعتبار ہوگا لیکن مفتی بہ قول یہ ہے کہ ان دو مسئلوں میں نفقہ الوسط واجب ہوگا یعنی یسار اور غنی سے کم اور فقر اور تنگدستی سے زیادہ۔ شامی میں ہے: ذَالِکَ یَـخْتَلِفُ بِاخْتِلاَفِ الاَمَاکِنِ حَرًّا وَبَرْدًا وَّالْعَادَاتِ ۔یعنی

نفقہ گرمی اور سردی میں مختلف جگہوں اور عادات کی وجہ سے مختلف ہوتا ہے۔

فائدہ: ذکر کی گئی بحث اور اخراجات کی تفصیل وجوب اور عدم وجوب کے حوالہ سے ہے ورنہ احسان اور تبرع کے حوالہ سے حدیث شریف میں ہے شوہر جو لقمہ بیوی کے منہ میں دیتا ہے وہ بھی صدقہ ہے لہٰذا بیوی کے جملہ اخراجات اور مطالبات کا پورا کرنا بیوی کے ساتھ احسان اور صلہ رحمی ہے اور اس کے دو اجر ملیں گے ایک صدقہ کا اور دوسرا صلہ رحمی کا۔ اور اگر یہی احسانات کسی اجنبی کے ساتھ کئے جائیں تو صرف ایک اجر ملے گا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود کی بیوی حضرت زینب کو حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اگر تو شوہر پر صدقہ کرے گی تو تجھے دو اجر ملیں گے ایک صدقہ کرنے کا اور دوسرا صلہ رحمی کا اور اگر بیوی اپنے حقوق ساقط کر دے تو اس کو بھی دوگنا اجر ملے گا لہٰذا درج بالا تفصیل اس وقت ہے جب میاں بیوی ایک دوسرے پر احسان نہ کرنا چاہیں۔ ورنہ توسع اور احسان کا باب بہت وسیع ہے اور اسی میں محبت کا قائم ہونا مضمر ہے۔

- بیوی کے لئے صاف اور ستھرا رہنا اور جسم کو معطر رکھنا ضروری ہے تاکہ شوہر کے لئے کشش کا باعث ہو اور شوہر بیوی میں رغبت کرے نفرت نہ کرے۔ اس لئے بیوی کے صاف ستھرا اور معطر رہنے کے لئے صابن اور شیمپو اور معطر کریمیں اور پرفیوم اور زیور کا شوہر کے لئے انتظام کرنا ضروری ہے اسی طرح کنگھا، ٹوتھ برش، ٹوتھ کریم یا پاؤڈر وغیرہ کا انتظام کرنا شوہر پر واجب ہے۔
- بیوی کے علاج کا حکم ہر قوم کے عرف پر ہوگا قدیم زمانہ میں عرف یہ تھا کہ بیوی کا علاج شوہر کی ذمہ داری نہیں تھی لیکن موجودہ دور میں شوہر کی ذمہ داری

نفقہ گرمی اور سردی میں مختلف جگہوں اور عادات کی وجہ سے مختلف ہوتا ہے۔

فائدہ: ذکر کی گئی بحث اور اخراجات کی تفصیل وجوب اور عدم وجوب کے حوالہ سے ہے ورنہ احسان اور تبرع کے حوالہ سے حدیث شریف میں ہے شوہر جو لقمہ بیوی کے منہ میں دیتا ہے وہ بھی صدقہ ہے لہٰذا بیوی کے جملہ اخراجات اور مطالبات کا پورا کرنا بیوی کے ساتھ احسان اور صلہ رحمی ہے اور اس کے دو اجر ملیں گے ایک صدقہ کا اور دوسرا صلہ رحمی کا۔ اور اگر یہی احسانات کسی اجنبی کے ساتھ کئے جائیں تو صرف ایک اجر ملے گا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود کی بیوی حضرت زینب کو حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اگر تو شوہر پر صدقہ کرے گی تو تجھے دو اجر ملیں گے ایک صدقہ کرنے کا اور دوسرا صلہ رحمی کا اور اگر بیوی اپنے حقوق ساقط کر دے تو اس کو بھی دوگنا اجر ملے گا لہٰذا درج بالا تفصیل اس وقت ہے جب میاں بیوی ایک دوسرے پر احسان نہ کرنا چاہیں۔ ورنہ توسع اور احسان کا باب بہت وسیع ہے اور اسی میں محبت کا قائم ہونا مضمر ہے۔

● بیوی کے لئے صاف اور ستھرا رہنا اور جسم کو معطر رکھنا ضروری ہے تا کہ شوہر کے لئے کشش کا باعث ہو اور شوہر بیوی میں رغبت کرے نفرت نہ کرے۔ اس لئے بیوی کے صاف ستھرا اور معطر رہنے کے لئے صابن اور شیمپو اور معطر کریمیں اور پرفیوم اور زیور کا شوہر کے لئے انتظام کرنا ضروری ہے اسی طرح کنگھا، ٹوتھ برش، ٹوتھ کریم یا پاؤڈر وغیرہ کا انتظام کرنا شوہر پر واجب ہے۔

● بیوی کے علاج کا حکم ہر قوم کے عرف پر ہوگا قدیم زمانہ میں عرف یہ تھا کہ بیوی کا علاج شوہر کی ذمہ داری نہیں تھی لیکن موجودہ دور میں شوہر کی ذمہ داری

سمجھی جاتی ہے اس لئے بیوی کا علاج بھی شوہر پر واجب ہوگا۔ (عامہ کتب) فروٹ اگر چہ نفقہ میں داخل نہیں ہیں لیکن کبھی کبھی انتظام کرنا چاہئے۔ مگر سگریٹ یا قہوہ وغیرہ شوہر پر واجب نہیں ہے۔ (شامی)

● اگر بیوی اشراف سے ہے والدین کے گھر میں سالن اور کھانا نہیں بناتی تھی یا بیماری کی وجہ سے روٹی اور سالن نہیں پکا سکتی تو شوہر پر واجب ہے کہ بیوی کو روٹی اور سلان بنانے والا خادم فراہم کرے یا پھر تیار سالن اور روٹی فراہم کرے اور اگر بیوی اپنا سالن اور روٹی پکا سکتی ہے مریضہ نہیں اور بنات اشراف سے نہیں ہے تو شوہر پر تیار سالن اور روٹی فراہم کرنا واجب نہیں ہے بلکہ صرف خورد ونوش کی اشیاء فراہم کرنا واجب ہے اور بیوی اپنے کھانے کا خود اہتمام کرے گی۔ لیکن بیوی کا اپنے کھانے اور پینے کے اعمال خود کرنا بھی بیوی پر اخلاقاً واجب ہیں۔ شرعاً واجب نہیں لہٰذا غیر اشراف کی بیٹی اخلاقی واجب امور اور اعمال کی اجرت نہیں لے سکتی اور شرعاً واجب نہ ہونے کی وجہ سے قاضی بیوی پر مذکورہ اعمال کے واجب ہونے کا فیصلہ نہیں کر سکتا۔ البتہ بیوی کے لئے شوہر پر طعام تیار کرنے کے آلات فراہم کرنا شرعاً واجب ہیں تا کہ اپنا کھانا بنا سکے۔

فائدہ: یاد رہے شرعی وجوب وہ ہوتا ہے جس کے مطالبہ پر قاضی فیصلہ کر سکتا ہے اور اخلاقی وجوب کے فیصلہ کا قاضی کو اختیار نہیں۔ لہٰذا بیوی پر شرعاً اور قضاءً اپنے اور شوہر کے کھانے اور پینے کی اشیاء کا تیار کرنا حتیٰ کہ اپنے کپڑے تک دھونا بھی واجب نہیں بلکہ اخلاقاً اور دیانۃً واجب ہیں۔ بلکہ قضاء و شرعاً تو شوہر پر واجب ہے کہ بیوی کو تیار کھانا اور صاف کپڑے فراہم کرے اور شوہر اور بچوں کے رشتہ دار دیگر افراد مثلاً شوہر کے والدین اور عزیزوں کا

کھانا تیار کرنا اور ان کے کپڑے دھونا اور استری کرنا اور گھر کا جھاڑو دینا، باتھ روم صاف کرنا اور شوہر کے مہمانوں کا کھانا تیار کرنا، بچوں کے نجاست آلود کپڑے دھونا بیوی پر نہ دیانۃً واجب ہیں اور نہ شرعاً واجب ہیں۔ اگر بیوی شوہر اور اس کے بچوں اور رشتہ داروں اور مہمانوں کے لئے کھانا تیار کرے یا کپڑے دھوئے تو بیوی کا شوہر پر عظیم احسان ہے۔ شوہر ان کاموں کے لئے بیوی کو مجبور نہیں کر سکتا۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ موجودہ جہالت کے دور میں بیوی پر شوہر کے کپڑے صاف کرنے اور استری کرنے اور کھانا اور چائے تیار کرنے، بوٹ پالش کرنے اور شوہر کے والد اور والدہ کی جملہ خدمت کے افعال بلکہ دیوروں کے کام اور گھر کی صفائی حتیٰ کہ باتھ روموں کی صفائی اور مہمانوں کے جملہ کام بیوی کے فرائض سے سمجھے جاتے ہیں۔ اور اگر بیوی یہ کام نہ کرے تو معاملہ زدوکوب تک جا پہنچتا ہے اور بعض دفعہ طلاق تک نوبت پہنچ جاتی ہے بیوی بیچاری جو اجنبی گھر میں صرف شوہر کی جنسی خواہش پوری کرنے اور اس کی خوشیوں میں اپنی خوشیاں حاصل کرنے کے لئے آئی تھی اس کی زندگی عذاب بنا دی جاتی ہے۔ خصوصاً ساس اور سسر بہو کے لئے عذاب بنے رہتے ہیں۔ جاہل سسر اور ساس کو اتنا علم بھی نہیں ہوتا کہ بیوی کے کھانے اور پینے اور کپڑوں کے حوالہ سے سارے کام شوہر پر واجب ہیں خود بیوی پر اپنی ذات سے متعلق کام بھی واجب نہیں۔ تو شوہر اور اس کے والدین کے کام بیوی پر کیوں واجب ہوں گے۔ قاضی خان میں ہے:

وَلَيْسَ عَلَيْهَا اَنْ تَعْمَلَ بِيَدِهَا شَيْئًا لِزَوْجِهَا قَضَاءً مِنَ الْخُبْزِ

کھانا تیار کرنا اور ان کے کپڑے دھونا اور استری کرنا اور گھر کا جھاڑو دینا، باتھ روم صاف کرنا اور شوہر کے مہمانوں کا کھانا تیار کرنا، بچوں کے نجاست آلود کپڑے دھونا بیوی پر نہ دیانۃً واجب ہیں اور نہ شرعاً واجب ہیں۔ اگر بیوی شوہر اور اس کے بچوں اور رشتہ داروں اور مہمانوں کے لئے کھانا تیار کرے یا کپڑے دھوئے تو بیوی کا شوہر پر عظیم احسان ہے۔ شوہر ان کاموں کے لئے بیوی کو مجبور نہیں کر سکتا۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ موجودہ جہالت کے دور میں بیوی پر شوہر کے کپڑے صاف کرنے اور استری کرنے اور کھانا اور چائے تیار کرنے، بوٹ پالش کرنے اور شوہر کے والد اور والدہ کی جملہ خدمت کے افعال بلکہ دیوروں کے کام اور گھر کی صفائی حتیٰ کہ باتھ روموں کی صفائی اور مہمانوں کے جملہ کام بیوی کے فرائض سے سمجھے جاتے ہیں۔ اور اگر بیوی یہ کام نہ کرے تو معاملہ زدوکوب تک جا پہنچتا ہے اور بعض دفعہ طلاق تک نوبت پہنچ جاتی ہے بیوی بیچاری جو اجنبی گھر میں صرف شوہر کی جنسی خواہش پوری کرنے اور اس کی خوشیوں میں اپنی خوشیاں حاصل کرنے کے لئے آئی تھی اس کی زندگی عذاب بنا دی جاتی ہے۔ خصوصاً ساس اور سسر بہو کے لئے عذاب بنے رہتے ہیں۔ جاہل سسر اور ساس کو اتنا علم بھی نہیں ہوتا کہ بیوی کے کھانے اور پینے اور کپڑوں کے حوالہ سے سارے کام شوہر پر واجب ہیں خود بیوی پر اپنی ذات سے متعلق کام بھی واجب نہیں۔ تو شوہر اور اس کے والدین کے کام بیوی پر کیوں واجب ہوں گے۔ قاضی خان میں ہے:

وَلَيْسَ عَلَيْهَا اَنْ تَعْمَلَ بِيَدِهَا شَيْئًا لِزَوْجِهَا قَضَاءً مِنَ الْخُبْزِ

وَالطَّبْخِ وَكَنْسِ الْبَيْتِ وَغَيْرِ ذَالِكَ۔

یعنی بیوی پر قضاءً واجب نہیں کہ شوہر کا کوئی کام کرے۔ روٹی اور سالن پکائے اور گھر کی صفائی وغیرہ کرے۔

اس لئے کتب فقہ میں مذکور ہے کہ اگر بیوی اپنا کھانا تیار کرنے اور کپڑے دھونے سے انکار کر دے تو اس کو یہ حق حاصل ہے اور شوہر بیوی پر جبر نہیں کر سکتا بلکہ شوہر پر بیوی کے لئے تیار کھانا اور صاف کپڑے فراہم کرنا واجب ہے۔ لہٰذا ان اعمال کی وجہ سے بیوی پر جبر اور ملامت ظلم ہے۔ اللہ تعالیٰ جہالت سے پناہ عطا فرمائے۔ اگر بیوی شوہر کے ساتھ سفر پر ہے اور شوہر کی وجہ سے سفر کر رہی ہے تو سفر کے اخراجات بھی شوہر پر واجب ہیں اور اگر بیوی اپنے کام سے سفر کر رہی ہے تو سفر کے اخراجات شوہر پر واجب نہیں ہیں۔ صرف حضر والے کھانے پینے کے اخراجات واجب ہیں۔

- شوہر پر جس طرح بیوی کے کھانے اور پینے کا انتظام کرنا اور لباس دینا واجب ہے اسی طرح بیوی کے لئے مکان یا کمرہ میں رہائش فراہم کرنا واجب ہے جس میں باتھ روم اور کچن کی سہولت موجود ہو اور وہ مکان شوہر کے والدین اور دیگر رشتہ داروں سے خالی ہو اور خود بیوی کے رشتہ داروں سے بھی خالی ہو۔ اگر بیوی اپنی سوکن کے ساتھ یا شوہر کی ماں اور بہنوں کے ساتھ ایک کمرہ میں رہنے سے انکار کرتی ہے تو اس کو یہ حق حاصل ہے لہٰذا شوہر پر واجب ہے کہ ایسا کمرہ بیوی کی رہائش کے لئے فراہم کرے جس کا گیٹ الگ ہو اور بیوی اس کو تالا لگا سکے کیونکہ بیوی کے سامان اور بیوی کے ساتھ شوہر کے بے تکلفی سے انتفاع کیلئے علیحدہ کمرے کا ہونا ضروری ہے اور مکان میں سونے کیلئے حسب عادت اور حسب

حیثیت بستر اور چارپائی یا پلنگ اور تکیے وغیرہ بھی شوہر پر فراہم کرنا واجب ہے۔

لیکن اگر بیوی ناشزۃ ہے یعنی شوہر کو اپنے جسم سے ازدواجی منافع نہیں اُٹھانے دیتی تو اس کا نفقہ اور اخراجات شوہر پر واجب نہیں ہیں۔ ناشزہ اس بیوی کو کہا جاتا ہے جو شوہر کے گھر سے بغیر حق چلی جائے اور کسی دوسری جگہ قیام پذیر رہے اور شوہر کو اپنے جسم سے نفع حاصل کرنے کی قدرت نہ دے۔ ایسی بیوی کے اخراجات شوہر پر واجب نہیں ہوتے اور اس کو ناشزہ کہتے ہیں۔ اور اگر بیوی شوہر کے مکان میں رہائش پذیر ہے لیکن شوہر کو اپنے جسم سے نفع حاصل کرنے کی قدرت نہیں دیتی تو وہ بیوی ناشزۃ نہیں ہے اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے کیونکہ جبراً وطی کرنا شوہر کے لئے ممکن ہے اور اگر شوہر کا مکان ناجائز اور غصب شدہ ہے بیوی شوہر کے مکان میں رہائش حرام سے بچنے کے لئے ترک کرتی ہے اور چلی جاتی ہے تو بھی وہ نفقہ کی مستحق ہوگی اور اگر مکان میں حرام کا شبہ ہے جیسے حکومت کی جانب سے مکان ہوتا ہے تو بیوی ایسے مکان سے چلے جانے پر نفقہ کی مستحق نہیں ہوگی۔ کیونکہ ہمارے زمانہ میں شبہات سے احتراز مشکل ہے اور اگر شوہر کا مکان بے دین لوگوں کے شہر یا محلّہ میں ہے اور بیوی کو وہاں رہنے سے دین کے فساد کا خطرہ ہے تو بیوی دوسری جگہ رہنے کے باوجود نفقہ کی مستحق ہوگی کیونکہ بیوی کا خروج حق کی وجہ سے ہے مثلاً اہل محلّہ کی اکثریت شیعہ ہے یا مرزائی اگر بیوی وہاں نہ رہے اہلسنّت کے محلّہ میں رہے تو دوسری جگہ رہنے کے باوجود نفقہ کی مستحق ہوگی علامہ شامی نے دروز ملحدین کی آبادی کو دارالحرب کی شبیہ قرار دیا ہے، جس سے ہجرت واجب ہے۔ (باب النفقہ)

- اگر بیوی شوہر کے ساتھ ایسے سفر پر جانے سے انکار کرتی ہے جس میں

حیثیت بستر اور چارپائی یا پلنگ اور تکیے وغیرہ بھی شوہر پر فراہم کرنا واجب ہے۔

لیکن اگر بیوی ناشزۃ ہے یعنی شوہر کو اپنے جسم سے ازدواجی منافع نہیں اُٹھانے دیتی تو اس کا نفقہ اور اخراجات شوہر پر واجب نہیں ہیں۔ ناشزہ اس بیوی کو کہا جاتا ہے جو شوہر کے گھر سے بغیر حق چلی جائے اور کسی دوسری جگہ قیام پذیر رہے اور شوہر کو اپنے جسم سے نفع حاصل کرنے کی قدرت نہ دے۔ ایسی بیوی کے اخراجات شوہر پر واجب نہیں ہوتے اور اس کو ناشزہ کہتے ہیں۔ اور اگر بیوی شوہر کے مکان میں رہائش پذیر ہے لیکن شوہر کو اپنے جسم سے نفع حاصل کرنے کی قدرت نہیں دیتی تو وہ بیوی ناشزۃ نہیں ہے اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے کیونکہ جبراً وطی کرنا شوہر کے لئے ممکن ہے اور اگر شوہر کا مکان ناجائز اور غصب شدہ ہے بیوی شوہر کے مکان میں رہائش حرام سے بچنے کے لئے ترک کرتی ہے اور چلی جاتی ہے تو بھی وہ نفقہ کی مستحق ہوگی اور اگر مکان میں حرام کا شبہ ہے جیسے حکومت کی جانب سے مکان ہوتا ہے تو بیوی ایسے مکان سے چلے جانے پر نفقہ کی مستحق نہیں ہوگی۔ کیونکہ ہمارے زمانہ میں شبہات سے احتراز مشکل ہے اور اگر شوہر کا مکان بے دین لوگوں کے شہر یا محلّہ میں ہے اور بیوی کو وہاں رہنے سے دین کے فساد کا خطرہ ہے تو بیوی دوسری جگہ رہنے کے باوجود نفقہ کی مستحق ہوگی کیونکہ بیوی کا خروج حق کی وجہ سے ہے مثلاً اہل محلّہ کی اکثریت شیعہ ہے یا مرزائی اگر بیوی وہاں نہ رہے اہلسنّت کے محلّہ میں رہے تو دوسری جگہ رہنے کے باوجود نفقہ کی مستحق ہوگی علامہ شامی نے دروز ملحدین کی آبادی کو دارالحرب کی شبیہ قرار دیا ہے، جس سے ہجرت واجب ہے۔ (باب النفقہ)

● اگر بیوی شوہر کے ساتھ ایسے سفر پر جانے سے انکار کرتی ہے جس میں

اس کی عفت کو خطرہ ہے یا شوہر کے کہنے پر اجنبی آدمی کے ساتھ سفر کرنے سے انکار کر دیتی ہے تو بھی نفقہ کی مستحق ہوگی۔ اگر بیوی مرتد ہو جائے یا شوہر کے بیٹے کا شہوت سے بوسہ لے لے یا مباشرت کر لے یا بیوی نکاح فاسد کے ساتھ منکوحہ ہو اور یا بیوی موت کی عدت میں ہو یا نکاح فاسد کی عدت میں ہو تو نفقہ کی مستحق نہیں ہوگی۔

● اگر بیوی صرف رات کے لئے شوہر کو اپنا جسم تسلیم کرتی ہے اور شوہر کی اجازت کے بغیر دن کو ملازمت کرتی ہے دفتروں میں کام کی وجہ سے یا ٹیچر ہونے یا ایئر ہوسٹس ہونے یا نرس ہونے یا ڈاکٹر ہونے کی وجہ سے دن بھر گھر سے باہر رہتی ہے تو وہ نفقہ کی مستحق نہیں ہوگی۔ کیونکہ تسلیم ناقص ہونے کی وجہ سے مذکورہ بیویاں ناشزۃ کے حکم میں ہیں۔ (شامی باب النفقہ)

● بیوی اگر کسی ذاتی جرم کی وجہ سے جیل میں محبوس ہے یا اغواء کر لی گئی ہے یا رخصتی سے پہلے ایسی مریضہ ہے کہ رخصتی سے انکار کرتی ہے اور اس کے ساتھ وطی ممکن نہیں تو وہ نفقہ کی مستحق نہیں ہے۔ اور اگر مریضہ ہے لیکن رخصتی کے لئے تیار ہے اگرچہ اس کے ساتھ وطی نہیں ہو سکتی تو وہ نفقہ کی مستحق ہے چاہے وہ والدین کے گھر پر رہے۔ اسی طرح حج فرض پر جانے والی بیوی اگر شوہر کے ساتھ نہیں ہے تو نفقہ کی مستحق نہیں ہے یہی حکم عمرہ اور نفلی حجوں کا ہے۔

عزیزوں اور رشتہ داروں سے ملاقات کے احکام:

● شوہر کو یہ حق حاصل نہیں کہ بیوی کے والدین کو بیٹی کی ملاقات سے بیوی کے کمرہ میں داخل ہونے سے روکے۔ ہفتہ میں ایک دفعہ بیوی کے والدین کو اور ہر ماہ دیگر محرم رشتہ داروں کو بیوی کے کمرہ میں ملاقات کرنے اور آنے سے روکنا

منع ہے۔ البتہ شوہر بیوی کے کمرہ میں بیوی کے رشتہ داروں کی رہائش اور قیام پر پابندی لگا سکتا ہے۔

- اسی طرح اگر بیوی ہفتہ میں ایک مرتبہ والدین کی زیارت کے لئے اور ہر ماہ دیگر محرم رشتہ داروں کی ملاقات کے لئے والدین اور رشتہ داروں کے گھر جانا چاہتی ہے تو شوہر کو منع نہیں کرنا چاہئے۔ (درمختار مع الشامی)
- نیز شوہر بیوی کو اپنے والدین سے اور بیوی کے سابق شوہر سے ہونے والے بچوں اور دیگر محرم عزیزوں سے کلام کرنے اور ایک دوسرے کو دیکھنے سے منع نہیں کرسکتا۔ یہ لوگ جب چاہیں آپس میں فون پر اور دیگر ذرائع سے گفتگو کر سکتے ہیں۔
- اگر بیوی ملازمت کرتی ہے یا تجارت کرتی ہے قابلہ (یعنی بچوں کی ولادت کا پیشہ کرتی ہے) یا اموات کو غسل دیتی رہتی ہے یا ڈاکٹر ہے یا ٹیچر ہے یا نرس ہے تو شوہر کے لئے ایسی بیوی کو گھر سے خروج پر منع کرنے کا حق حاصل نہیں بشرطیکہ ہمیشہ سارا دن باہر نہ رہے ورنہ نفقہ کی مستحق نہیں ہوگی جیسے آپ پڑھ چکے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ ان اعمال کے لئے بیوی شوہر سے اجازت حاصل کرے ورنہ بغیر اجازت جانا بھی جائز ہے اور حج فرض کے لئے بھی جب محرم کے ساتھ جانا میسر ہو بغیر اذن جا سکتی ہے لیکن اجنبی مردوں کی ملاقات یا دعوتوں میں جہاں اجنبی مرد ہوں بیوی کو جانے سے شوہر منع کرسکتا ہے۔ قاضی خان میں ہے شوہر کو یہ حق حاصل ہے کہ بیوی کو ایسے عمل سے منع کرے جس کی وجہ سے شوہر کے لئے عار ہو جیسے جولاہے کا کام جھاڑو پوچا وغیرہ وغیرہ۔

منع ہے۔ البتہ شوہر بیوی کے کمرہ میں بیوی کے رشتہ داروں کی رہائش اور قیام پر پابندی لگا سکتا ہے۔

● اسی طرح اگر بیوی ہفتہ میں ایک مرتبہ والدین کی زیارت کے لئے اور ہر ماہ دیگر محرم رشتہ داروں کی ملاقات کے لئے والدین اور رشتہ داروں کے گھر جانا چاہتی ہے تو شوہر کو منع نہیں کرنا چاہئے۔ (درمختار مع الشامی)

● نیز شوہر بیوی کو اپنے والدین سے اور بیوی کے سابق شوہر سے ہونے والے بچوں اور دیگر محرم عزیزوں سے کلام کرنے اور ایک دوسرے کو دیکھنے سے منع نہیں کرسکتا۔ یہ لوگ جب چاہیں آپس میں فون پر اور دیگر ذرائع سے گفتگو کر سکتے ہیں۔

● اگر بیوی ملازمت کرتی ہے یا تجارت کرتی ہے قابلہ (یعنی بچوں کی ولادت کا پیشہ کرتی ہے) یا اموات کو غسل دیتی رہتی ہے یا ڈاکٹر ہے یا ٹیچر ہے یا نرس ہے تو شوہر کے لئے ایسی بیوی کو گھر سے خروج پر منع کرنے کا حق حاصل نہیں بشرطیکہ ہمیشہ سارا دن باہر نہ رہے ورنہ نفقہ کی مستحق نہیں ہوگی جیسے آپ پڑھ چکے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ ان اعمال کے لئے بیوی شوہر سے اجازت حاصل کرے ورنہ بغیر اجازت جانا بھی جائز ہے اور حج فرض کے لئے بھی جب محرم کے ساتھ جانا میسر ہو بغیر اذن جاسکتی ہے لیکن اجنبی مردوں کی ملاقات یا دعوتوں میں جہاں اجنبی مرد ہوں بیوی کو جانے سے شوہر منع کرسکتا ہے۔ قاضی خان میں ہے شوہر کو یہ حق حاصل ہے کہ بیوی کو ایسے عمل سے منع کرے جس کی وجہ سے شوہر کے لئے عار ہو جیسے جولاہے کا کام جھاڑو پوچا وغیرہ وغیرہ۔

بیوی کو مارنے کا حکم:

● چار چیزوں پر شوہر کا بیوی کو مارنا جائز ہے۔ اول ترک زینت پر جب شوہر بیوی کی زینت چاہتا ہو، دوم ترک اجابت پر جب شوہر بیوی کو مباشرت کے لئے بلائے کیونکہ بیوی پر واجب ہے کہ شوہر کی اطاعت کرے۔ سوم ترک صلوٰۃ پر، چہارم بغیر اجازت کے شوہر کے گھر سے خروج پر لیکن جب بیوی کا خروج شرعاً ممنوع ہو اور بیوی مہر لے چکی ہو۔ فقہاء کرام فرماتے ہیں اگر بیوی نماز نہیں پڑھتی اس کو طلاق دینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ حضرت ابوحفص فرمایا کرتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کروں کہ بیوی کا مہر میری گردن پر دین ہو، مجھے ایسی حالت سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں ایسی بیوی سے جماع کروں جو نماز نہیں پڑھتی۔ یعنی مہر کے ادا کرنے کی طاقت بھی ہو اور ادا نہ کرے پھر بھی تارک صلوٰۃ بیوی کو طلاق دے دینی چاہئے۔

گھر سے نکلنے کے جواز کی صورتیں:

● اگر مکان کے گرنے کا اندیشہ ہے تو بیوی کا شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جانا جائز ہے اور اگر بیوی کو شرعی مسئلہ درپیش ہے اور شوہر نہیں بتا سکتا تو مجلس علم میں بیوی کو جانا جائز ہے حج فرض کے لئے محرم کے ساتھ بغیر اذن زوج بیوی گھر سے نکل سکتی ہے۔ والدین کی زیارت اور ان کی عیادت اور ان کی تعزیت اور محرم رشتہ داروں کی زیارت کے لئے بھی بغیر اجازت کے بیوی گھر سے باہر جانے میں گنہگار نہیں ہوگی۔ اگر بیوی پر کسی کا حق ہے یا بیوی کا کسی پر حق ہے تو شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی گھر سے باہر جا سکتی ہے۔ لہٰذا مذکورہ صورتوں میں

شوہر بیوی کو نہ مار سکتا ہے اور نہ ملامت کر سکتا ہے۔

- شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی کا قرآنِ مجید کی تلاوت کرنا اور نفلی نماز اور روزے رکھنا جائز نہیں اور بیوی کا عمرہ اور نفلی حج اور تبلیغ اور تعلیم کے لئے سفر کرنا شوہر کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہے۔ کیونکہ شوہر کی اطاعت واجب ہے اور واجب نفلی سے مقدم ہوتا ہے۔ اور شوہر کا ایسی مجالس میں بیوی کو شریک ہونے کی اجازت دینا جن مجالس میں امور شرعیہ کی خلاف ورزی ہو معصیت اور گناہ ہے۔ دونوں میاں بیوی گنہگار ہوں گے، قرآنِ مجید میں ہے: (معصیت اور ظلم پر کسی کا تعاون نہ کرو)۔
- اگر شوہر تارکِ صلوٰۃ ہو تو بیوی کو یہ حق نہیں کہ اس کی زوجیت سے انکار کرے جیسے دائن پر حقوق اللہ زکوٰۃ حج اور عشر واجب ہوں اور وہ ان کو ادا نہ کرتا ہو تو اس دائن کے مدیوں کو یہ حق نہیں کہ وہ کہے تم حقوق اللہ ادا نہیں کرتے اس لئے میں تمہارا دین ادا نہیں کرتا۔ اسی طرح زوجہ یہ نہیں کہہ سکتی تم نماز نہیں پڑھتے اس لئے میں تمہارے ازدواجی حقوق ادا نہیں کرتی۔
- ہاں شوہر کے فاسق مہمانوں کی سالن اور روٹی پکانے سے بیوی انکار کر سکتی ہے اگر پکائے تو اس نیت سے کہ جب تک یہاں کھاتے رہیں گے فسق کے عمل سے محفوظ رہیں گے۔ (قاضی خان)

تفویض طلاق کا بیان

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

یَـاَیُّهَـا الـنَّبِـیُّ قُـلْ لِّاَزْوَاجِکَ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا

شوہر بیوی کو نہ مار سکتا ہے اور نہ ملامت کر سکتا ہے۔

● شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی کا قرآنِ مجید کی تلاوت کرنا اور نفلی نماز اور روزے رکھنا جائز نہیں اور بیوی کا عمرہ اور نفلی حج اور تبلیغ اور تعلیم کے لئے سفر کرنا شوہر کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہے۔ کیونکہ شوہر کی اطاعت واجب ہے اور واجب نفلی سے مقدم ہوتا ہے۔ اور شوہر کا ایسی مجالس میں بیوی کو شریک ہونے کی اجازت دینا جن مجالس میں امورِ شرعیہ کی خلاف ورزی ہو معصیت اور گناہ ہے۔ دونوں میاں بیوی گنہگار ہوں گے، قرآنِ مجید میں ہے: (معصیت اور ظلم پر کسی کا تعاون نہ کرو)۔

● اگر شوہر تارکِ صلوٰۃ ہو تو بیوی کو یہ حق نہیں کہ اس کی زوجیت سے انکار کرے جیسے دائن پر حقوق اللہ زکوٰۃ حج اور عشر واجب ہوں اور وہ ان کو ادا نہ کرتا ہو تو اس دائن کے مدیوں کو یہ حق نہیں کہ وہ کہے تم حقوق اللہ ادا نہیں کرتے اس لئے میں تمہارا دین ادا نہیں کرتا۔ اسی طرح زوجہ یہ نہیں کہہ سکتی تم نماز نہیں پڑھتے اس لئے میں تمہارے ازدواجی حقوق ادا نہیں کرتی۔

● ہاں شوہر کے فاسق مہمانوں کی سالن اور روٹی پکانے سے بیوی انکار کر سکتی ہے اگر پکائے تو اس نیت سے کہ جب تک یہاں کھاتے رہیں گے فسق کے عمل سے محفوظ رہیں گے۔ (قاضی خان)

تفویض طلاق کا بیان

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

یَـاَیُّهَـا النَّبِـیُّ قُـلْ لِّاَزْوَاجِکَ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا

وَزِیْـنَتَهَـا فَتَعَـالَیْنَ اُمَتِّعْکُنَّ وَ اُسَرِّحْکُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلاً ○ وَاِنْ کُنْتُنَّ تُـرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَـه‘ وَالـدَّارَ الْاٰخِـرَۃَ فَـاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْکُنَّ اَجْراً عَظِیْمًا ○ (احزاب ۳۳/ ۲۹، ۲۸)

ترجمہ: اے نبی اپنی ازواج سے فرما دو اگر تم دنیا کی زندگی اور دنیا کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مال دوں اور تمہیں اچھی طرح چھوڑ دوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آخرت کا گھر چاہتی ہو پس بے شک اللہ تعالیٰ نے تم سے احسان کرنے والیوں کے لئے اجر عظیم تیار کیا ہے۔

حدیث:

صحیح مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اے عائشہ! میں تجھ پر ایک بات پیش کرتا ہوں اس میں جلدی نہ کرنا اور جب تک اپنے والدین سے مشورہ نہ کر لینا جواب نہ دینا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ نے عرض کیا یارسول اللہ کیا بات ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ احزاب کی مذکورہ آیات کی تلاوت فرمائی تو سیدۃ عائشہ نے عرض کیا یارسول اللہ کیا آپ کے بارے میں والدین سے مشورہ کروں مجھے مشورہ کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو اختیار کرتی ہوں۔ یارسول اللہ میں چاہتی ہوں دیگر ازواج مطہرات کو آپ میرے جواب کی خبر نہ دیں آپ نے ارشاد فرمایا جو مجھ سے پوچھے گی کہ عائشہ نے کیا جواب دیا ہے میں اُسے ضرور خبر دوں گا اللہ تعالیٰ نے مجھے مشقت میں ڈالنے والا اور مشقت میں پڑنے والا بنا

کر نہیں بھیجا اس نے مجھے معلم اور آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔

صحیح بخاری میں سیدہ حضرت عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اختیار دیا ہم نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کیا اور اس کو طلاق شمار نہیں کیا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بیوی کو طلاق کا اختیار دینا قرآنِ مجید سے ثابت اور جائز ہے اور اگر بیوی طلاق اختیار کر لے تو طلاق بائن واقع ہو جائے گی۔

تفویض طلاق کے مسائل اور احکام:

شوہر کا اپنی بیوی کو طلاق دینے کا اختیار دینا یا کسی دوسرے آدمی کے ذریعہ طلاق دلوانے اور کسی دوسرے کو اپنی بیوی کی طلاق کا حق دینے کے تین طریقے ہوتے ہیں تفویض اور توکیل اور ترسیل ان تینوں میں فرق ہوتا ہے اور ان کے احکام مختلف ہوتے ہیں۔ تفویض تملیک کے معنی میں ہے تفویض سے شوہر دوسرے آدمی کو طلاق کا مالک بنا دیتا ہے اور مالک کی تعریف یہ ہے کہ وہ اپنے ملک میں حسب خواہش تصرف کر سکتا ہے اس لئے جس آدمی کو طلاق تفویض کی گئی ہے وہ مالکانہ حقوق کے ساتھ طلاق کے تصرفات کا حق دار ہو جاتا ہے۔

- اور توکیل میں مؤکل وکیل کو اپنی بیوی کی طلاق کا مالک تو نہیں بناتا لیکن طلاق میں تصرف کا حق سپرد کر دیتا ہے اور وکیل صرف طلاق میں بقدر وکالت تصرف کا مالک ہو جاتا ہے اصل طلاق کا مالک نہیں ہوتا اور
- ترسیل میں شوہر کی جانب سے پیغام رساں اور رسول نہ طلاق کا مالک ہوتا ہے اور نہ طلاق میں تصرف کا مالک ہوتا ہے بلکہ شوہر کی جانب سے دی گئی

کر نہیں بھیجا اس نے مجھے معلم اور آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔

صحیح بخاری میں سیدہ حضرت عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اختیار دیا ہم نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کیا اور اس کو طلاق شمار نہیں کیا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بیوی کو طلاق کا اختیار دینا قرآنِ مجید سے ثابت اور جائز ہے اور اگر بیوی طلاق اختیار کر لے تو طلاق بائن واقع ہو جائے گی۔

تفویض طلاق کے مسائل اور احکام:

شوہر کا اپنی بیوی کو طلاق دینے کا اختیار دینا یا کسی دوسرے آدمی کے ذریعہ طلاق دلوانے اور کسی دوسرے کو اپنی بیوی کی طلاق کا حق دینے کے تین طریقے ہوتے ہیں تفویض اور توکیل اور ترسیل ان تینوں میں فرق ہوتا ہے اور ان کے احکام مختلف ہوتے ہیں۔ تفویض تملیک کے معنی میں ہے تفویض سے شوہر دوسرے آدمی کو طلاق کا مالک بنا دیتا ہے اور مالک کی تعریف یہ ہے کہ وہ اپنے ملک میں حسب خواہش تصرف کر سکتا ہے اس لئے جس آدمی کو طلاق تفویض کی گئی ہے وہ مالکانہ حقوق کے ساتھ طلاق کے تصرفات کا حق دار ہو جاتا ہے۔

● اور توکیل میں مؤکل وکیل کو اپنی بیوی کی طلاق کا مالک تو نہیں بناتا لیکن طلاق میں تصرف کا حق سپرد کر دیتا ہے اور وکیل صرف طلاق میں بقدر وکالت تصرف کا مالک ہو جاتا ہے اصل طلاق کا مالک نہیں ہوتا اور

● ترسیل میں شوہر کی جانب سے پیغام رساں اور رسول نہ طلاق کا مالک ہوتا ہے اور نہ طلاق میں تصرف کا مالک ہوتا ہے بلکہ شوہر کی جانب سے دی گئی

طلاق کی خبر پہنچاتا ہے۔ تفصیل انشاء اللہ آئندہ ذکر کی جائے گی۔ پاکستان میں چونکہ نکاح ناموں کے کالم نمبر ۱۸ میں تفویض طلاق کا ذکر ہے اس لئے ہم تفویض کے مسائل پہلے ذکر کرتے ہیں۔

● شریعت مطہرہ میں نکاح منعقد ہو جانے کے بعد شوہر اپنی منکوحہ کو آزاد کرنے کے حوالہ سے تین مرتبہ طلاق دینے کا اس طرح مالک ہو جاتا ہے جس طرح کوئی شخص خریدی گئی چیز کا مالک ہو جاتا ہے لہٰذا جس طرح مال کا مالک اپنے مال کا دوسرے آدمی کو مالک بنا سکتا ہے اسی طرح شوہر بھی طلاق کا کسی دوسرے آدمی کو مالک بنا سکتا ہے اور شوہر کا کسی کو اپنی بیوی کی طلاق کے مالک بنانے کا نام تفویض طلاق ہے۔ لیکن طلاق کی تملیک اور دوسری تملیکات میں متعدد وجوہ سے فرق ہے اوّل طلاق کی تملیک میں دوسرے آدمی کا قبول کرنا شرط نہیں ہوتا دوسرا آدمی قبول کرے یا نہ کرے مالک ہو جاتا ہے۔ بخلاف بیع وشرأ کے وہاں تملیک کے لئے مشتری کا قبول کرنا شرط ہوتا ہے۔ دوم مال کی تملیک میں مال مالک کے ملک سے نکل جاتا ہے دوبارہ اصل مالک اس مال میں تصرف کرنے کا مجاز نہیں رہتا لیکن طلاق کی تملیک میں شوہر بھی طلاق کا حسب سابق مالک رہتا ہے دوسرے آدمی کو اپنی بیوی کی طلاق کا مالک بنا دینے سے شوہر کے ملک سے طلاق کا ملک خارج نہیں ہوتا اور شوہر تفویض کے بعد بھی طلاق دینے کے حق سے محروم نہیں ہوتا۔ سوم مال کی تملیک اگر بلا معاوضہ ہو یعنی ہبہ اور گفٹ ہو تو مالک رجوع کر کے مال واپس لے سکتا ہے لیکن طلاق کی تملیک اور تفویض میں شوہر رجوع نہیں کر سکتا جس آدمی کو شوہر نے طلاق کا مالک بنا دیا وہ مالک ہو گیا اب اگر شوہر نادم ہو کر کہتا ہے میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں یا طلاق کا حق واپس لیتا ہوں

وہ ایسا نہیں کر سکتا۔

● زمانہ قدیم کے عربی عرف میں بیوی کو طلاق تفویض اور تملیک کرنے کے لئے عموماً تین لفظ استعمال ہوتے تھے **طلقی** اور **اختیاری** اور **امرک بیدک** مثلاً شوہر نے بیوی کو اگر طلاق تفویض کرنا ہوتی تو شوہر کہتا تھا **طلقی نفسک** یعنی تو اپنے نفس کو مالکانہ حقوق کے ساتھ طلاق دیدے یا شوہر کہتا تھا **اختاری** یعنی تو طلاق لینے میں مختار ہے یا شوہر کہتا تھا **امرک بیدک** یعنی تیرا امر تیرے ہاتھ ہے ان تینوں الفاظ سے شوہر اپنی بیوی کو طلاق تفویض کرتا تھا اور بیوی کو طلاق کا مالک بنا دیتا تھا لیکن ان تینوں الفاظ کے ساتھ تفویض طلاق کے احکام مختلف ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ **اختاری** اور **امرک بیدک** میں بیوی کو طلاق بائن کا مالک بنایا جاتا ہے جب بیوی **اخترت نفسی** یا **طلقت نفسی وغیرھا** الفاظ کہے گی تو بیوی طلاق بائن سے آزاد ہو جائے گی لیکن **طلقی نفسک** میں بیوی کو طلاق رجعی کا مالک بنایا جاتا ہے اس لئے بیوی طلاق رجعی کی مالک ہو گی۔ اور طلاق واقع کرنے سے طلاق رجعی واقع ہو گی اس فرق کی وجہ ظاہر ہے کہ **اختاری** اور **امرک بیدک** کنایات تفویض سے ہیں اور کنایات سے طلاق بائن کا اختیار دیا جاتا ہے اور **طلقی نفسک** میں صریح طلاق کی تفویض ہے اس میں طلاق رجعی تفویض کی گئی ہے۔ دوم یہ کہ **اختاری** اور **امرک بیدک** میں تفویض تب ہو گی جب شوہر طلاق کے تفویض کی نیت کرے گا اور اگر شوہر حالت رضا میں اور خوشی میں یہ الفاظ کہتا ہے اور حلف کے ساتھ تفویض کی نیت سے انکار کرتا ہے تو اس کی قسم کا اعتبار ہوگا بیوی کو طلاق کا اختیار نہیں ہوگا مگر شوہر غصہ یا مذاکرۃ اور مطالبہ طلاق کی حالت میں اگر یہی الفاظ کہے گا تو شوہر کا طلاق تفویض

وہ ایسا نہیں کرسکتا۔

● زمانہ قدیم کے عربی عرف میں بیوی کو طلاق تفویض اور تملیک کرنے کے لئے عموماً تین لفظ استعمال ہوتے تھے **طلقی** اور **اختیاری** اور **امرک بیدک** مثلاً شوہر نے بیوی کو اگر طلاق تفویض کرنا ہوتی تو شوہر کہتا تھا **طلقی نفسک** یعنی تو اپنے نفس کو مالکانہ حقوق کے ساتھ طلاق دیدے یا شوہر کہتا تھا **اختاری** یعنی تو طلاق لینے میں مختار ہے یا شوہر کہتا تھا **امرک بیدک** یعنی تیرا امر تیرے ہاتھ ہے ان تینوں الفاظ سے شوہر اپنی بیوی کو طلاق تفویض کرتا تھا اور بیوی کو طلاق کا مالک بنا دیتا تھا لیکن ان تینوں الفاظ کے ساتھ تفویض طلاق کے احکام مختلف ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ **اختاری** اور **امرک بیدک** میں بیوی کو طلاق بائن کا مالک بنایا جاتا ہے جب بیوی **اخترت نفسی** یا **طلقت نفسی** وغیرھا الفاظ کہے گی تو بیوی طلاق بائن سے آزاد ہوجائے گی لیکن **طلقی نفسک** میں بیوی کو طلاق رجعی کا مالک بنایا جاتا ہے اس لئے بیوی طلاق رجعی کی مالک ہوگی۔ اور طلاق واقع کرنے سے طلاق رجعی واقع ہوگی اس فرق کی وجہ ظاہر ہے کہ **اختاری** اور **امرک بیدک** کنایات تفویض سے ہیں اور کنایات سے طلاق بائن کا اختیار دیا جاتا ہے اور **طلقی نفسک** میں صریح طلاق کی تفویض ہے اس میں طلاق رجعی تفویض کی گئی ہے۔ دوم یہ کہ **اختاری** اور **امرک بیدک** میں تفویض تب ہوگی جب شوہر طلاق کے تفویض کی نیت کرے گا اور اگر شوہر حالت رضا میں اور خوشی میں یہ الفاظ کہتا ہے اور حلف کے ساتھ تفویض کی نیت سے انکار کرتا ہے تو اس کی قسم کا اعتبار ہوگا بیوی کو طلاق کا اختیار نہیں ہوگا مگر شوہر غصہ یا مذاکرۃ اور مطالبہ طلاق کی حالت میں اگر یہی الفاظ کہے گا تو شوہر کا طلاق تفویض

کرنے کی نیت کا انکار معتبر نہیں ہوگا۔ اور **طلقی نفسک** میں طلاق کی تفویض کے لئے نیت کرنا شرط نہیں ہے کیونکہ یہ صریح تفویض ہے اور صریح خود نیت کے قائم مقام ہوتا ہے لہٰذا **طلقی** میں شوہر کا کہنا کہ میری نیت تفویض طلاق کی نہیں تھی معتبر نہیں ہوگا۔ یہاں **طلقی** میں حالت رضا اور غصہ اور مذاکرہ اور مطالبہ طلاق کی حالت سب برابر ہوں گی۔

● پھر تفویض کی دو قسمیں ہیں تفویض مطلق اور تفویض معلق یعنی تفویض غیر مشروط اور تفویض مشروط پھر ان میں سے ہر ایک کے دو دو قسم ہیں۔ (۱) تفویض غیر مشروط موقت (۲) اور تفویض غیر مشروط غیر مؤقت (۳) اور تفویض مشروط مؤقت (۴) اور تفویض مشروط غیر مؤقت پھر تفویض مؤقت مشروط ہو یا غیر مشروط ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں۔ (۵) مؤقت **بالوقت المحدود** (۶) اور مؤقت **بالوقت الغیر المحدود**۔ پہلی قسم تفویض غیر مشروط سے مراد یہ ہے کہ تفویض کے الفاظ میں شرط کا ذکر نہ ہو اور دوسری قسم تفویض مشروط سے مراد یہ ہے کہ اس میں شرط کا ذکر ہو۔ پہلی کی مثال **طلقی نفسک** اور دوسری کی مثال **اذا جاء زید طلقی نفسک** یہ دونوں مشروط اور غیر مشروط تفویض غیر مؤقت ہیں یعنی ان میں وقت کا ذکر نہیں اور تفویض غیر مشروط مؤقت اور تفویض مشروط مؤقت سے مراد وہ تفویض ہے جن میں وقت کا ذکر ہو مثلاً **طلقی نفسک الٰی ثلثة ایام** اور **اذا جاء زید فطلقی نفسک الٰی ثلثه ایام** پہلی مثال غیر مشروط مؤقت کی ہے کیونکہ اس کا ترجمہ ہے تو تین دن تک اپنے نفس کو طلاق دے دے اور دوسری مثال مشروط مؤقت کی ہے کیونکہ اس میں وقت کے ذکر کے ساتھ زید کے آنے کی شرط کا ذکر بھی ہے۔ لیکن یہ دونوں مثالیں مؤقت **بالوقت المحدود** کی ہیں اور تفویض

مشروط یا غیر مشروط بالوقت الغیر المحدود کی مثال **طلقی نفسک اذا ما شئت** ترجمہ جب تو چاہے طلاق دے دے اور **اذا جاء زید طلقی نفسک اذا ما شئت** ترجمہ: جب زید آ جائے تو جب چاہے طلاق لے لے پہلی مثال میں شرط کا ذکر نہیں اور دوسری میں شرط کا ذکر ہے لیکن دونوں میں زمانہ کی تحدید اور تعیین نہیں ہے بلکہ دائمی اور کل وقت مراد ہے۔

- تفویض مشروط مؤقت اور غیر مشروط مؤقت میں زمانہ کا ذکر ہوتا ہے اور زمانہ اور وقت کے ذکر کے مختلف استعمالات کی وجہ سے احکام بھی مختلف ہوتے ہیں۔ جیسے عنقریب ذکر ہوگا لیکن مکمل بحث کتب فقہ کے باب **اضافة الطلاق** میں ہے۔

- طلاق کی تفویض کے الفاظ میں اگر زمانہ کا ذکر نہ ہو اور تفویض غیر مشروط ہو تو بیوی کو تفویض کا علم ہو جانے کی پہلی مجلس میں اپنے نفس پر طلاق واقع کرنے کا اختیار ہوگا مجلس کے ختم ہونے کے بعد بیوی کو طلاق لینے کا اختیار نہیں رہے گا مثلاً شوہر نے کہا **طلقی نفسک** (تو اپنے نفس کو طلاق دے دے) یا اختاری (تجھے طلاق لینے کا اختیار ہے) یا **امرک بیدک** (تیرا امر تیرے اختیار میں ہے) ان تینوں صورتوں میں بیوی کو تفویض کا علم جس مجلس میں ہوگا کہ مجھے طلاق تفویض کی گئی ہے اسی مجلس تک اس کو طلاق حاصل کرنے کا اختیار ہوگا اگر مجلس نکاح اور مجلس علم دونوں ایک ہی ہیں تو مجلس نکاح کے ختم ہونے پر اختیار ختم ہو جائے گا۔

- اگر تفویض مشروط ہو جب شرط پائے جائے گی وجود شرط کی پہلی مجلس علم میں بیوی کو طلاق لینے کا اختیار ہوگا مثلاً شوہر نے بیوی سے کہا **اذا جاء زید**

مشروط یا غیر مشروط بالوقت الغیر المحدود کی مثال طلقی نفسک اذا ما شئت ترجمہ جب تو چاہے طلاق دے دے اور اذا جاء زید طلقی نفسک اذا ما شئت ترجمہ: جب زید آ جائے تو جب چاہے طلاق لے لے پہلی مثال میں شرط کا ذکر نہیں اور دوسری میں شرط کا ذکر ہے لیکن دونوں میں زمانہ کی تحدید اور تعیین نہیں ہے بلکہ دائمی اور کل وقت مراد ہے۔

● تفویض مشروط موَقت اور غیر مشروط موَقت میں زمانہ کا ذکر ہوتا ہے اور زمانہ اور وقت کے ذکر کے مختلف استعمالات کی وجہ سے احکام بھی مختلف ہوتے ہیں۔ جیسے عنقریب ذکر ہوگا لیکن مکمل بحث کتب فقہ کے باب اضافة الطلاق میں ہے۔

● طلاق کی تفویض کے الفاظ میں اگر زمانہ کا ذکر نہ ہو اور تفویض غیر مشروط ہو تو بیوی کو تفویض کا علم ہو جانے کی پہلی مجلس میں اپنے نفس پر طلاق واقع کرنے کا اختیار ہوگا مجلس کے ختم ہونے کے بعد بیوی کو طلاق لینے کا اختیار نہیں رہے گا مثلاً شوہر نے کہا طلقی نفسک (تو اپنے نفس کو طلاق دے دے) یا اختاری (تجھے طلاق لینے کا اختیار ہے) یا امرک بیدک (تیرا امر تیرے اختیار میں ہے) ان تینوں صورتوں میں بیوی کو تفویض کا علم جس مجلس میں ہوگا کہ مجھے طلاق تفویض کی گئی ہے اسی مجلس تک اس کو طلاق حاصل کرنے کا اختیار ہوگا اگر مجلس نکاح اور مجلس علم دونوں ایک ہی ہیں تو مجلس نکاح کے ختم ہونے پر اختیار ختم ہو جائے گا۔

● اگر تفویض مشروط ہو جب شرط پائے جائے گی وجود شرط کی پہلی مجلس علم میں بیوی کو طلاق لینے کا اختیار ہوگا مثلاً شوہر نے بیوی سے کہا اذا جاء زید

طلقی نفسک جب زید آ جائے تو اپنے اوپر طلاق واقع کرلو۔ جس دن زید آ گیا اور بیوی کو پہلے تفویض مشروط کا علم تھا تو زید کے آنے کی پہلی مجلس میں بیوی طلاق لے سکتی ہے اگر اس مجلس علم میں طلاق نہیں لی تو بعد میں اُسے طلاق لینے کا حق نہیں ہوگا۔

● مشروط یا مطلق تفویض جس میں زمانے کا ذکر نہ ہو میں فسخ کی پہلی مجلس تک اختیار کے محدود ہونے سے عام آدمی یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ آخر ایسا کیوں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ علم کی پہلی مجلس تک اختیار کے محدود ہونے پر اور مجلس کے بدلنے سے اختیار ختم ہونے پر فقہاء کا اجماع بھی ہے اور عقلی دلائل بھی مذکور ہیں جس کے لئے فقہ کی کتب دیکھی جا سکتی ہیں۔

فائدہ: مجلس نہ بدلنے کا مفہوم یہ ہے کہ مخیّرۃ (اختیار دی گئی) اس تفویض کی مجلس میں ایسا کام نہ کرے جو طلاق لینے کے انکار پر دلالت کرتا ہو۔ اگر ایسا عمل کرے گی تو مجلس بدل گئی اور اس کے ہاتھ سے طلاق کا اختیار نکل گیا مثلاً مجلس میں مخیّرۃ بیٹھی تھی اور اختیار کا علم ہو جانے کے بعد کھڑی ہوگئی تو مجلس بدل گئی اختیار ختم ہوگیا۔

● ہمارے زمانہ کے نکاح خواں بے چاروں کی اکثریت جاہل ہوتی ہے یا پھر تفویض طلاق کے مسائل کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ نکاح فارم کے کالم نمبر ۱۸ کے جواب میں ''ہاں دیا'' کی عبارت لکھ دیتے ہیں حالانکہ اس عبارت سے بیچاری بیوی کو یا تو طلاق کا حق ہی نہیں ملتا یا پھر وہ حق صرف مجلس نکاح تک ہوتا ہے کیونکہ بالفرض تفویض کی عبارت نکاح کے لئے ایجاب وقبول سے پہلے لکھ دی گئی اور شوہر نے ایجاب وقبول کے بعد اس کا اعادہ نہیں کیا تو بیوی کو طلاق کا حق نہیں ملا

اور اگر نکاح کی مجلس میں ایجاب وقبول کے بعد تفویض کی عبارت لکھی گئی اور شوہر نے وہ عبارت خود لکھی یا پڑھی اور بیوی کو اسی مجلس میں تفویض کا علم بھی ہو گیا تو بیوی کو صرف اسی مجلس نکاح میں طلاق لینے کا اختیار ہوگا بعد میں ختم ہو جائے گا اور اگر بعد میں علم ہوا تو علم کی پہلی مجلس میں اختیار ہوگا بعد میں ختم ہو جائے گا۔

● تفصیل یہ ہے کہ نکاح فارم کے کالم نمبر ۱۸ کی عبارت دو لائنوں میں ہے۔
پہلی لائن : آیا شوہر نے طلاق کا حق بیوی کو تفویض کر دیا ہے.........................
دوسری لائن : اگر کر دیا ہے تو کونسی شرائط کے تحت..

● عام طور پر اکثر مولوی ایجاب وقبول کرانے سے پہلے پہلی لائن کے جواب میں لکھ دیتے ہیں ہاں کر دیا ہے۔ اور دوسری لائن کے جواب میں لکھ دیتے ہیں بغیر کسی شرط کے حالانکہ مسئلہ یہ ہے کہ نکاح کے انعقاد سے پہلے تفویض طلاق لغو ہوتی ہے الا یہ کہ تفویض طلاق نکاح یا ملک نکاح کی شرط کے ساتھ معلق ہو چونکہ نکاح ایجاب وقبول سے ہی منعقد ہوتا ہے نکاح فارم فل کرنے سے اور دستخط کرا لینے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا کیونکہ نکاح فارم تو معلوماتی فارم ہیں ان میں ایجاب وقبول کا ذکر نہیں ہے اس لئے نکاح فارموں پر دستخط کرا لینے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا اور اگر بالفرض نکاح فارموں میں ایجاب وقبول کے الفاظ بھی تحریر ہوتے تب بھی دستخطوں سے نکاح نہ ہوتا۔ کیونکہ ہم شرائط نکاح میں ذکر کر چکے ہیں کہ نکاح کے لئے ایجاب وقبول کے الفاظ کا تلفظ شرط ہوتا ہے۔ عاقدین کی طرف سے ایجاب وقبول کی صرف کتابت سے یا دستخطوں سے نکاح منعقد نہیں ہوتا لہٰذا صرف فارموں پر دستخط کرنے سے نکاح منعقد نہیں ہوگا لہٰذا ایجاب اور قبول سے پہلے جب نکاح ہی نہیں ہے تو کسی دوسرے کو تفویض طلاق اور فسخ نکاح

اور اگر نکاح کی مجلس میں ایجاب وقبول کے بعد تفویض کی عبارت لکھی گئی اور شوہر نے وہ عبارت خود لکھی یا پڑھی اور بیوی کو اسی مجلس میں تفویض کا علم بھی ہو گیا تو بیوی کو صرف اسی مجلس نکاح میں طلاق لینے کا اختیار ہوگا بعد میں ختم ہو جائے گا اور اگر بعد میں علم ہوا تو علم کی پہلی مجلس میں اختیار ہوگا بعد میں ختم ہو جائے گا۔

● تفصیل یہ ہے کہ نکاح فارم کے کالم نمبر ۱۸ کی عبارت دو لائنوں میں ہے۔

پہلی لائن: آیا شوہر نے طلاق کا حق بیوی کو تفویض کر دیا ہے..........................

دوسری لائن: اگر کر دیا ہے تو کونسی شرائط کے تحت..........................

● عام طور پر اکثر مولوی ایجاب وقبول کرانے سے پہلے پہلی لائن کے جواب میں لکھ دیتے ہیں ہاں کر دیا ہے۔ اور دوسری لائن کے جواب میں لکھ دیتے ہیں بغیر کسی شرط کے حالانکہ مسئلہ یہ ہے کہ نکاح کے انعقاد سے پہلے تفویض طلاق لغو ہوتی ہے الا یہ کہ تفویض طلاق نکاح یا ملک نکاح کی شرط کے ساتھ معلق ہو چونکہ نکاح ایجاب وقبول سے ہی منعقد ہوتا ہے نکاح فارم فل کرنے سے اور دستخط کرا لینے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا کیونکہ نکاح فارم تو معلوماتی فارم ہیں ان میں ایجاب وقبول کا ذکر نہیں ہے اس لئے نکاح فارموں پر دستخط کرا لینے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا اور اگر بالفرض نکاح فارموں میں ایجاب وقبول کے الفاظ بھی تحریر ہوتے تب بھی دستخطوں سے نکاح نہ ہوتا۔ کیونکہ ہم شرائط نکاح میں ذکر کر چکے ہیں کہ نکاح کے لئے ایجاب وقبول کے الفاظ کا تلفظ شرط ہوتا ہے۔ عاقدین کی طرف سے ایجاب وقبول کی صرف کتابت سے یا دستخطوں سے نکاح منعقد نہیں ہوتا لہٰذا صرف فارموں پر دستخط کرنے سے نکاح منعقد نہیں ہوگا لہٰذا ایجاب اور قبول سے پہلے جب نکاح ہی نہیں ہے تو کسی دوسرے کو تفویض طلاق اور فسخ نکاح

کا اختیار دینا لغو ہے۔

● اور اگر ایجاب وقبول کے بعد تفویض طلاق کے کالم فل کئے گئے مگر شوہر کو علم ہی نہیں کہ مولوی صاحب نے کیا لکھا ہے یا علم کے باوجود اس نے تفویض کے الفاظ نہ دہرائے اور نہ ہی تفویض کے تحریر شدہ الفاظ پر دستخط کئے تو بھی تفویض لغو ہے کیونکہ طلاق کی تفویض اور تملیک شوہر کی جانب سے ہوتی ہے اور جب شوہر کو اس کا علم ہی نہیں ہے تو تفویض کیسے ہو گی اور اگر اس کو علم تو ہو گیا تھا کہ تفویض کی عبارت کالم نمبر ۱۸ کے جواب میں لکھ دی گئی ہے لیکن اس نے اس پر دستخط نہیں کئے اور تفویض کے الفاظ بھی نہیں ادا کئے تو تفویض کیسے ہوگی؟

● اور اگر بالفرض کالم نمبر ۱۸ کی سوالیہ عبارت پڑھی گئی اور ''شوہر نے ہاں کر دیا ہے'' کے لفظ بول دیئے یا تحریر شدہ لفظوں پر دستخط کر دیئے تو تفویض صحیح ہے کیونکہ طلاق اور تفویض طلاق کے لئے تلفظ شرط نہیں ہوتا، کتابت سے بھی طلاق اور تفویض طلاق نافذ ہو جاتی ہے تلفظ صرف نکاح کے انعقاد کے لئے شرط ہے لیکن ان الفاظ سے بیوی کو صرف ایک طلاق رجعی کا حق حاصل ہوگا اور وہ بھی الفاظ کے تلفظ یا دستخطوں کے بعد اسی وقت اختیار ختم ہو جائے گا جس وقت بیوی کی مجلس بدل گئی کیونکہ تفویض غیر مؤقت میں اختیار علم کی پہلی مجلس تک ہوتا ہے۔ فرض کریں مجلس نکاح تک عورت کی مجلس نہیں بدلی تو مجلس نکاح تک اختیار رہا جب بے چاری شوہر کے گھر کے لئے روانہ ہوئی وہ اختیار ختم ہو گیا۔ بے چاری بیوی جو تحفظات چاہتی تھی وہ تحفظ کہاں؟ کیونکہ دلہن اور اس کے ولی تفویض طلاق کا مطالبہ اس لئے کر رہے تھے کہ جب حالات اس نہج کو پہنچ جائیں گے کہ بیوی کے لئے آزاد ہونا ضروری ہوگا اس وقت بیوی آزاد ہو سکے لیکن مذکورۃ صورت

میں یہ نہیں ہو سکے گا۔ لہٰذا تفویض طلاق کا صحیح اور مفید طریقہ یہ ہے کہ نکاح خواں حضرات پہلے کالم کے جواب میں شوہر سے درج ذیل الفاظ ایجاب وقبول کے بعد لکھوائیں یا کہلوائیں "میں نے اپنی بیوی کو ہمیشہ کے لئے طلاق بائن کا حق تفویض کر دیا ہے میری بیوی جب چاہے طلاق بائن حاصل کر کے آزاد ہو جائے۔" اور اگر تفویض مشروط ہوتو شرط کے ذکر کے بعد مذکورہ الفاظ لکھیں مثلاً اگر میں نے بیوی کو نفقہ نہ دیا تو میری بیوی کو ہمیشہ طلاق بائن الخ۔

اب مذکورہ الفاظ کی صورت میں بیوی کو یہ حق حاصل ہوگا کہ جب حالات خراب ہوں گے وہ طلاق بائن غیر مغلظ لے کر آزاد ہو جائے۔

تنبیہ: شوہر کو چاہئے کہ بیوی کو تین طلاق کا حق تفویض نہ کرے اور بیوی کے لئے بھی مناسب ہے کہ وہ تین طلاق کا حق نہ مانگے کیونکہ تین طلاق کے واقع کرنے سے بیوی کو طلاق بائن مغلظ ہو جائے گی اور مصالحت کا امکان باقی نہیں رہے گا اور طلاق بائن غیر مغلظ میں تجدید نکاح سے مصالحت کا امکان باقی رہتا ہے اور تین طلاقوں کے بعد مصالحت کا امکان بغیر تحلیل شرعی کے نہیں رہتا۔ یاد رکھیں ایجاب وقبول کے بولنے اور تلفظ کے بغیر ان لوگوں کا نکاح منعقد نہیں ہوتا جو گونگے نہیں ہیں یعنی صرف ایجاب اور قبول کی کتابت یا دستخطوں سے بھی نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ لہٰذا مروجہ نکاح فارموں کے کالم فل کر کے صرف دستخطوں سے شرعاً نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ ایجاب و قبول کے الفاظ کا تلفظ نکاح کے انعقاد کے لئے ضروری ہے اور تفویض طلاق انعقاد نکاح کے بعد ہوسکتی ہے باقی رہا نکاح بالخط کا مسئلہ تو ہم اس کا طریقہ پہلے ذکر چکے ہیں۔ خط کے ذریعہ نکاح اس قبیل سے نہیں ہے، وہاں ملاحظہ

میں یہ نہیں ہو سکے گا۔ لہٰذا تفویض طلاق کا صحیح اور مفید طریقہ یہ ہے کہ نکاح خواں حضرات پہلے کالم کے جواب میں شوہر سے درج ذیل الفاظ ایجاب وقبول کے بعد لکھوائیں یا کہلوائیں ”میں نے اپنی بیوی کو ہمیشہ کے لئے طلاق بائن کا حق تفویض کر دیا ہے میری بیوی جب چاہے طلاق بائن حاصل کر کے آزاد ہو جائے۔“ اور اگر تفویض مشروط ہو تو شرط کے ذکر کے بعد مذکورہ الفاظ لکھیں مثلاً اگر میں نے بیوی کو نفقہ نہ دیا تو میری بیوی کو ہمیشہ طلاق بائن الخ۔

اب مذکورہ الفاظ کی صورت میں بیوی کو یہ حق حاصل ہوگا کہ جب حالات خراب ہوں گے وہ طلاق بائن غیر مغلظ لے کر آزاد ہو جائے۔

تنبیہ: شوہر کو چاہئے کہ بیوی کو تین طلاق کا حق تفویض نہ کرے اور بیوی کے لئے بھی مناسب ہے کہ وہ تین طلاق کا حق نہ مانگے کیونکہ تین طلاق کے واقع کرنے سے بیوی کو طلاق بائن مغلظ ہو جائے گی اور مصالحت کا امکان باقی نہیں رہے گا اور طلاق بائن غیر مغلظ میں تجدید نکاح سے مصالحت کا امکان باقی رہتا ہے اور تین طلاقوں کے بعد مصالحت کا امکان بغیر تحلیل شرعی کے نہیں رہتا۔ یاد رکھیں ایجاب وقبول کے بولنے اور تلفظ کے بغیر ان لوگوں کا نکاح منعقد نہیں ہوتا جو گونگے نہیں ہیں یعنی صرف ایجاب اور قبول کی کتابت یا دستخطوں سے بھی نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ لہٰذا مروجہ نکاح فارموں کے کالم فل کر کے صرف دستخطوں سے شرعاً نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ ایجاب و قبول کے الفاظ کا تلفظ نکاح کے انعقاد کے لئے ضروری ہے اور تفویض طلاق انعقاد نکاح کے بعد ہو سکتی ہے باقی رہا نکاح بالخط کا مسئلہ تو ہم اس کا طریقہ پہلے ذکر چکے ہیں۔ خط کے ذریعہ نکاح اس قبیل سے نہیں ہے، وہاں ملاحظہ

فرمائیں۔ اس مسئلہ کی باریکی کو واضح کرنے کے لئے درمختار اور بحر الرائق میں مذکور دو فرضی مسائل کا ذکر ضروری ہے تاکہ آپ کے لئے درج بالا تفصیل واضح ہو جائے۔

- پہلا مسئلہ یہ ہے کہ زوج نے ہونے والی بیوی سے نکاح سے پہلے کہا میں تجھ سے نکاح کرتا ہوں اس شرط پر کہ تجھے اپنے نفس کو طلاق بائن دینے کا اختیار ہوگا جب چاہے طلاق حاصل کر لینا۔ بیوی نے کہا مجھے قبول ہے تو بیوی کو اپنی ذات کو طلاق دے کر آزاد کرنے کا حق حاصل نہیں ہوگا۔
- دوسرا مسئلہ یہ کہ عورت نے یہی الفاظ کہے مثلاً عورت نے مرد سے کہا میں نے تجھ سے نکاح کیا اس شرط پر کہ مجھے طلاق بائن دینے کا اختیار ہوگا جب چاہوں طلاق دے سکوں۔ شوہر نے کہا مجھے قبول ہے تو عورت کو اپنی ذات کو طلاق بائن دینے کا حق حاصل ہو جائے گا۔ دونوں مسائل میں عبارتیں ایک جیسی ہیں۔ لیکن پہلی عبارت میں شوہر کی جانب سے ایجاب ہے اور دوسری عبارت میں بیوی کی جانب سے ایجاب ہے۔

وجہ فرق یہ ہے کہ پہلے مسئلہ میں شوہر کی طرف سے ایجاب کے ساتھ تفویض طلاق کا بھی ذکر ہے جبکہ ابھی تک نکاح منعقد نہیں ہوا کیونکہ نکاح کا دوسرا رکن قبول ابھی تک نہیں پایا گیا۔ لہٰذا شوہر کی جانب سے انعقاد نکاح سے پہلے تفویض طلاق کا ذکر لغو ہے جب عورت نے کہا مجھے قبول ہے تو نکاح تو منعقد ہو جائے گا لیکن تفویض طلاق نہیں ہوگی۔ اگرچہ عورت کے جواب میں تفویض کے الفاظ کا اعادہ قبول کے بعد ہوگا کیونکہ جو عبارت سوال میں ہوتی ہے جواب میں اس کا اعادہ ہوتا ہے لیکن بیوی کی طرف سے تفویض کے الفاظ لغو ہوتے ہیں وہ تفویض

کا حق نہیں رکھتی لہٰذا اس کی جانب سے تفویض کے الفاظ معتبر نہیں ہوں گے اور دوسرے مسئلہ میں ایجاب کے الفاظ عورت کی طرف سے ہیں اور ساتھ ہی تفویض کے الفاظ کا ذکر ہے جب شوہر نے کہا مجھے قبول ہے تو نکاح منعقد ہو گیا اور شوہر کے جواب میں تفویض کے الفاظ کا اعادہ بھی ہو گیا۔ اگر چہ تفویض کے الفاظ کا ذکر عورت کی جانب سے ایجاب کی عبارت میں تھا۔ کیونکہ ایجاب کے جواب میں قبول اسی عبارت پر شامل ہوتا ہے جس کا ذکر ایجاب میں ہو، گویا قبول کے بعد شوہر نے تفویض کے وہی لفظ دہرائے جو عورت نے ذکر کئے تھے تفویض کے الفاظ شوہر کی جانب سے نکاح کے انعقاد کے بعد ہونے کی وجہ سے معتبر ہوں گے اور بیوی کو طلاق کا حق حاصل ہو جائیگا۔ ان دو مسئلوں سے واضح ہو گیا کہ تفویض کے الفاظ کا اعتبار اس وقت ہوگا جب ایجاب اور قبول سے نکاح منعقد ہو چکا ہوگا۔

● دوبارہ گزارش ہے ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ اگر تفویض کے الفاظ میں وقت کا ذکر نہ ہو تو تفویض سے بیوی کو تفویض کا علم ہو جانے کی مجلس قائم رہنے تک طلاق کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ اگر مجلس علم میں عورت نے طلاق کا حق استعمال نہیں کیا مثلاً علم ہونے کے بعد عورت نے مجلس بدل لی مثلاً بیٹھی تھی اور کھڑی ہو گئی یا چلی گئی یا علم ہو جانے کی مجلس میں بیٹھنے کی حالت میں عورت نے ایسا کام یا کلام شروع کر دیا جس سے طلاق اختیار کرنے سے اعراض کا پتہ چلتا ہے تو اب عورت کو طلاق کا اختیار نہیں رہے گا۔ اگر مجلس علم اور مجلس تفویض دونوں ایک ہوں جس طرح اکثر ہوتا رہتا ہے تو صرف مجلس تفویض میں بے چاری عورت کو اختیار حاصل ہوگا اور اگر نکاح پہلے کسی مجلس میں ہو چکا ہو اور تفویض طلاق کا علم ہونے کی مجلس بعد میں ہو یا تفویض ہی کسی بعد کی مجلس میں ہو تو اسی مجلس میں

کا حق نہیں رکھتی لہٰذا اس کی جانب سے تفویض کے الفاظ معتبر نہیں ہوں گے اور دوسرے مسئلہ میں ایجاب کے الفاظ عورت کی طرف سے ہیں اور ساتھ ہی تفویض کے الفاظ کا ذکر ہے جب شوہر نے کہا مجھے قبول ہے تو نکاح منعقد ہو گیا اور شوہر کے جواب میں تفویض کے الفاظ کا اعادہ بھی ہو گیا۔ اگرچہ تفویض کے الفاظ کا ذکر عورت کی جانب سے ایجاب کی عبارت میں تھا۔ کیونکہ ایجاب کے جواب میں قبول اسی عبارت پر شامل ہوتا ہے جس کا ذکر ایجاب میں ہو، گویا قبول کے بعد شوہر نے تفویض کے وہی لفظ دہرائے جو عورت نے ذکر کئے تھے تفویض کے الفاظ شوہر کی جانب سے نکاح کے انعقاد کے بعد ہونے کی وجہ سے معتبر ہوں گے اور بیوی کو طلاق کا حق حاصل ہو جائیگا۔ ان دو مسئلوں سے واضح ہو گیا کہ تفویض کے الفاظ کا اعتبار اس وقت ہوگا جب ایجاب اور قبول سے نکاح منعقد ہو چکا ہوگا۔

● دوبارہ گزارش ہے ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ اگر تفویض کے الفاظ میں وقت کا ذکر نہ ہو تو تفویض سے بیوی کو تفویض کا علم ہو جانے کی مجلس قائم رہنے تک طلاق کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ اگر مجلس علم میں عورت نے طلاق کا حق استعمال نہیں کیا مثلاً علم ہونے کے بعد عورت نے مجلس بدل لی مثلاً بیٹھی تھی اور کھڑی ہو گئی یا چلی گئی یا علم ہو جانے کی مجلس میں بیٹھنے کی حالت میں عورت نے ایسا کام یا کلام شروع کر دیا جس سے طلاق اختیار کرنے سے اعراض کا پتہ چلتا ہے تو اب عورت کو طلاق کا اختیار نہیں رہے گا۔ اگر مجلس علم اور مجلس تفویض دونوں ایک ہوں جس طرح اکثر ہوتا رہتا ہے تو صرف مجلس تفویض میں بے چاری عورت کو اختیار حاصل ہوگا اور اگر نکاح پہلے کسی مجلس میں ہو چکا ہو اور تفویض طلاق کا علم ہونے کی مجلس بعد میں ہو یا تفویض ہی کسی بعد کی مجلس میں ہو تو اسی مجلس میں

موصوفہ کو اختیار رہے گا جس میں موصوفہ کو طلاق کا حق ملنے کا علم حاصل ہوا۔ انتہائے مجلس کے بعد اختیار نہیں رہے گا۔ عام طور پر اہل علم حضرات بھی تفویض غیر مؤقت جس میں وقت کا ذکر نہ ہو کو تفویض عمری کہ (جب چاہے عورت طلاق دے سکے) سمجھتے ہیں اور ہمارے معاصر بعض علماء کو غلط فہمی اس لئے ہوئی کہ چونکہ فریقین کے درمیان تفویض کا معاملہ اس لئے ہوتا ہے کہ عورت اپنی مرضی سے جب چاہے آزاد ہو سکے۔ شوہر اور بیوی اور ان کے اقرباء بھی یہی سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ تفویض مطلق جس میں وقت کا ذکر نہیں ہے، میں عورت کو ہمیشہ کے لئے طلاق کا حق حاصل ہو جاتا ہے اس لئے علماء نے سمجھا تفویض غیر مؤقت میں دائمی اختیار حاصل ہو جاتا ہے۔ حالانکہ کتب فقہ میں مذکور ہے کہ ایک تو فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ تفویض غیر مؤقت میں مخیّرہ کو صرف مجلس علم میں اختیار ہوتا ہے۔ دوم یہ کہ تفویض میں طلاق کی تملیک ہوتی ہے اور تملیکات میں مجلس کے اندر جواب دینا ضروری ہوتا ہے جب مجلس ختم ہو جائے یا بدل جائے اور اس کا جواب پہلی مجلس میں نہ دیا جائے تو تملیک باطل ہو جاتی ہے اور تملیک کی مجلس کے بعد جواب دینا لغو ہو جاتا ہے۔ مثلاً بائع نے کہا بِعْتُ یعنی میں نے فلاں چیز کو فروخت کیا اگر مشتری نے اس مجلس میں جواب نہیں دیا اور مجلس چھوڑ کر چلا گیا تو بائع کا بِعْتُ (میں نے فروخت کیا) کہنا باطل ہو گیا۔ مجلس کے بعد اگر مشتری واپس آ کر کہے میں نے خرید کر لیا تو بیع منعقد نہیں ہوگی اسی طرح تملیک طلاق بھی مجلس علم میں جواب نہ ہونے سے باطل ہو جاتی ہے۔ اور بعض علماء کو غلط فہمی یہ ہوتی ہے کہ چونکہ کسی خاص وقت کا غیر مؤقت تفویض میں ذکر نہیں ہوتا اس لئے کل وقت اور دائمی وقت مراد ہے حالانکہ کل وقت اور دائمی وقت کیلئے تفویض تب

ہوتی ہے جب تفویض میں صراحۃً کے ساتھ ایسے الفاظ مذکور ہوں جن کی وقت کے عموم پر دلالت ہو جیسے مَتَیٰ شِئْتِ وغیرہ میں ہے۔

● تفویض مطلق کے مسئلہ میں بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے اگرچہ دائمی وقت کے الفاظ ذکر نہیں کئے لیکن ہماری نیت یہی تھی کہ ہمیشہ کے لئے موصوفہ کو اختیار ہوگا بلکہ شوہر بھی کہتا ہے میری نیت ہمیشہ کے لئے اختیار دینا تھا اُن سے گزارش ہے کہ صرف نیت کر لینے سے دائمی وقت کے لئے تفویض کا مراد ہونا شرعاً باطل اور غیر معتبر ہے۔ نیز یہ بھی غلط فہمی ہوتی ہے کہ تفویض طلاق میں یہ سمجھ لیا جائے کہ فارم کے کالم نمبر ۱۸ کے جواب میں صرف ''ہاں دیا'' لکھ دینے سے عورت کو طلاق بائن کا اختیار حاصل ہو جاتا ہے حالانکہ بائن طلاق کا اختیار اس وقت ہوتا ہے جب تفویض بھی طلاق بائن کی ہو یا کنائی طلاق کی ہو ورنہ صریح طلاق کے ساتھ تفویض سے عورت کو صرف طلاق رجعی کا حق حاصل ہوتا ہے۔ طلاق بائن یا طلاق مغلظہ کا عورت کو اس وقت حق حاصل ہوگا جب صراحت کے ساتھ طلاق بائن یا کنائی الفاظ یا طلاق مغلظہ ثلاثہ کا تفویض کے الفاظ میں ذکر موجود ہو۔ کیونکہ فارم کے کالم نمبر ۱۸ کی سوالیہ عبارت میں طلاق صریح کا ذکر ہے لہٰذا ''ہاں دیا'' لکھنے یا کہنے سے طلاق رجعی کا اختیار ہوگا۔

نکاح خواں حضرات کے لئے خصوصی ہدایت:

مروج نکاح فارموں کے کالم نمبر ۱۸ کی سوالیہ عبارت کے جواب میں (ایجاب اور قبول سے نکاح منعقد ہو جانے کے بعد) اگر تفویض طلاق میں شوہر دلہن کا مطالبہ تسلیم کرتا ہے تو شوہر سے درج ذیل عبارت لکھوائیں یا دستخط

ہوتی ہے جب تفویض میں صراحۃً کے ساتھ ایسے الفاظ مذکور ہوں جن کی وقت کے عموم پر دلالت ہو جیسے مَتَیٰ شِئْتِ وغیرہ میں ہے۔

● تفویض مطلق کے مسئلہ میں بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے اگرچہ دائمی وقت کے الفاظ ذکر نہیں کئے لیکن ہماری نیت یہی تھی کہ ہمیشہ کے لئے موصوفہ کو اختیار ہوگا بلکہ شوہر بھی کہتا ہے میری نیت ہمیشہ کے لئے اختیار دینا تھا اُن سے گزارش ہے کہ صرف نیت کر لینے سے دائمی وقت کے لئے تفویض کا مراد ہونا شرعاً باطل اور غیر معتبر ہے۔ نیز یہ بھی غلط فہمی ہوتی ہے کہ تفویض طلاق میں یہ سمجھ لیا جائے کہ فارم کے کالم نمبر ۱۸ کے جواب میں صرف ''ہاں دیا'' لکھ دینے سے عورت کو طلاق بائن کا اختیار حاصل ہو جاتا ہے حالانکہ بائن طلاق کا اختیار اس وقت ہوتا ہے جب تفویض بھی طلاق بائن کی ہو یا کنائی طلاق کی ہو ورنہ صریح طلاق کے ساتھ تفویض سے عورت کو صرف طلاق رجعی کا حق حاصل ہوتا ہے۔ طلاق بائن یا طلاق مغلظہ کا عورت کو اس وقت حق حاصل ہوگا جب صراحت کے ساتھ طلاق بائن یا کنائی الفاظ یا طلاق مغلظہ ثلاثہ کا تفویض کے الفاظ میں ذکر موجود ہو۔ کیونکہ فارم کے کالم نمبر ۱۸ کی سوالیہ عبارت میں طلاق صریح کا ذکر ہے لہٰذا ''ہاں دیا'' لکھنے یا کہنے سے طلاق رجعی کا اختیار ہوگا۔

نکاح خواں حضرات کے لئے خصوصی ہدایت:

مروج نکاح فارموں کے کالم نمبر ۱۸ کی سوالیہ عبارت کے جواب میں (ایجاب اور قبول سے نکاح منعقد ہو جانے کے بعد) اگر تفویض طلاق میں شوہر دلہن کا مطالبہ تسلیم کرتا ہے تو شوہر سے درج ذیل عبارت لکھوائیں یا دستخط

کروائیں۔ ''ہاں! شوہر اپنی منکوحہ فلانۃ بنت فلاں کو طلاق بائن کا حق تفویض کرتا ہے منکوحہ جب چاہے طلاق بائن لے سکتی ہے۔'' اور اگر تفویض مشروط ہو تو یوں عبارت ہونی چاہئے مثلاً ''ہاں! نان ونفقہ نہ دینے یا مار پٹائی کی حالت کے بعد شوہر اپنی منکوحہ فلانہ بنت فلاں کو طلاق بائن کا حق تفویض کرتا ہے منکوحہ عدم ادائیگی نان ونفقہ یا مار پٹائی کی حالت کے بعد جب چاہئے طلاق بائن حاصل کر سکتی ہے۔''

● ہم نے طلاق کی تفویض کے وقت بائن طلاق کے لکھنے کا مشورہ دیا ہے اور رجعی اور مغلظ تین طلاق کے لکھنے کا مشورہ نہیں دیا کیونکہ بائن طلاق سے نکاح ختم ہو جاتا ہے اس سے بیوی کو فائدہ ہوگا کہ وہ آزاد ہو جائے گی اور پھر صلح ہو سکے گی۔ اور رجعی طلاق سے یعنی ایک یا دو صریح طلاق سے عدت تک نکاح ختم نہیں ہوگا اگر شوہر عدت میں رجوع کر لے تو نکاح باقی رہے گا اس میں بیوی کو کوئی فائدہ نہیں وہ آزاد نہیں ہو سکے گی اور طلاق مغلظہ یعنی تین طلاق سے تجدید نکاح بغیر تحلیل شرعی بھی نہیں ہوسکتا اس سے دوبارہ مصالحت کا امکان مشکل ہو جاتا ہے اس لئے درمیانہ راستہ اختیار کیا جائے کہ ایسی تفویض ہونی چاہئے جس میں نکاح ختم ہو سکے اور تجدید نکاح سے دوبارہ صلح بھی ہو سکے۔ اور یہ تب ہوگا کہ طلاق بائن کی تفویض ہو اگر طلاق رجعی کی تفویض ہوگی تو بیوی کے طلاق اختیار کر لینے کے بعد عدت میں شوہر رجوع کر لے گا بیوی کا مقصد شوہر سے آزاد ہونا تھا وہ حاصل نہیں ہوگا اور اگر طلاق مغلظہ کی تفویض ہوگی تو اگر بیوی تین طلاق حسب تفویض اپنے اوپر واقع کر لے تو آئندہ بغیر تحلیل شرعی دوبارہ نکاح بھی نہیں ہو سکے گا۔ حالانکہ بعض حالات میں زوجین دوبارہ صلح کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اس

لئے نکاح خواں حضرات کیلئے ہمارا مشورہ یہ ہے کہ نکاح فارم کے کالم نمبر ۱۸ کے جواب میں شوہر سے طلاق بائن کی تفویض لکھوائیں اور ساتھ ہی ''بیوی جب چاہے طلاق واقع کر لے'' جیسی عبارت ضرور لکھوائیں کیونکہ بیوی کو ''جب چاہے'' کی عبارت کے بغیر طلاق کا اختیار صرف تفویض طلاق کے علم ہو جانے کی پہلی مجلس میں ہوگا بعد میں اختیار نہیں رہے گا۔ حالانکہ دلہن اور اس کے وارث تفویض کا مطالبہ اسلئے کر رہے تھے کہ نامساعد حالات میں بیوی کی گلو خلاصی ہو سکے لیکن جب چاہے جیسے لفظوں کے نہ ہونے سے وہ گلو خلاصی حاصل نہیں کر سکے گی۔

لہٰذا نکاح خواں حضرات کے لئے مناسب ہے کہ وہ شوہر سے نکاح فارم کے کالم نمبر ۱۸ کے جواب میں خطبہ اور ایجاب وقبول ہو جانے کے بعد درج ذیل عبارت یا اس جیسی کوئی عبارت لکھوائیں یا کہلوائیں کہ میں فلاں ابن فلاں نے اپنی بیوی مسماۃ فلانہ بنت فلاں کو ہمیشہ کے لئے طلاق بائن کا مالک بنا دیا ہے میری بیوی جب چاہے طلاق بائن اختیار کر کے آزاد ہو جائے۔ تفویض اگر مذکورہ الفاظ کے ساتھ ہوگی تو بیوی نامساعد حالات میں جب چاہے گی طلاق بائن اختیار کر کے شوہر سے آزاد ہو جائے گی اور اگر دوبارہ ازدواجی زندگی گزارنے کے لئے مصالحت ہوگئی ہے تو بغیر تحلیل شرعی عدت میں یا عدت کے بعد سابق شوہر سے کم از کم دو مرد گواہوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول سے نکاح کر لینے کے بعد فریقین میاں اور بیوی کی حیثیت سے زندگی کا سفر جاری رکھ سکیں گے۔

- اگر طلاق کی تفویض مشروط اور معلق بالشرط کرانا مقصود ہو تو شرط کے ذکر کے ساتھ طلاق بائن کا ذکر ہونا چاہئے اور دائمی وقت کا مذکور ہونا یا ملفوظ ہونا

لئے نکاح خواں حضرات کیلئے ہمارا مشورہ یہ ہے کہ نکاح فارم کے کالم نمبر ۱۸ کے جواب میں شوہر سے طلاق بائن کی تفویض لکھوائیں اور ساتھ ہی ”بیوی جب چاہے طلاق واقع کر لے“ جیسی عبارت ضرور لکھوائیں کیونکہ بیوی کو ”جب چاہے“ کی عبارت کے بغیر طلاق کا اختیار صرف تفویض طلاق کے علم ہو جانے کی پہلی مجلس میں ہوگا بعد میں اختیار نہیں رہے گا۔ حالانکہ دلہن اور اس کے وارث تفویض کا مطالبہ اسلئے کر رہے تھے کہ نامساعد حالات میں بیوی کی گلوخلاصی ہو سکے لیکن جب چاہے جیسے لفظوں کے نہ ہونے سے وہ گلوخلاصی حاصل نہیں کر سکے گی۔

لہٰذا نکاح خواں حضرات کے لئے مناسب ہے کہ وہ شوہر سے نکاح فارم کے کالم نمبر ۱۸ کے جواب میں خطبہ اور ایجاب وقبول ہو جانے کے بعد درج ذیل عبارت یا اس جیسی کوئی عبارت لکھوائیں یا کہلوائیں کہ میں فلاں ابن فلاں نے اپنی بیوی مسماۃ فلانہ بنت فلاں کو ہمیشہ کے لئے طلاق بائن کا مالک بنا دیا ہے میری بیوی جب چاہے طلاق بائن اختیار کر کے آزاد ہو جائے۔ تفویض اگر مذکورہ الفاظ کے ساتھ ہوگی تو بیوی نامساعد حالات میں جب چاہے گی طلاق بائن اختیار کر کے شوہر سے آزاد ہو جائے گی اور اگر دوبارہ ازدواجی زندگی گزارنے کے لئے مصالحت ہوگئی ہے تو بغیر تحلیل شرعی عدت میں یا عدت کے بعد سابق شوہر سے کم از کم دو مرد گواہوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول سے نکاح کر لینے کے بعد فریقین میاں اور بیوی کی حیثیت سے زندگی کا سفر جاری رکھ سکیں گے۔

● اگر طلاق کی تفویض مشروط اور معلق بالشرط کرانا مقصود ہو تو شرط کے ذکر کے ساتھ طلاق بائن کا ذکر ہونا چاہئے اور دائمی وقت کا مذکور ہونا یا ملفوظ ہونا

ضروری ہے مثلاً لکھا جائے اگر میں فلاں ابن فلاں نے اپنی مسماۃ فلانہ بنت فلانہ کو زدوکوب کیا تو میری بیوی کو ہمیشہ کے لئے طلاق بائن لینے کا حق ہوگا۔

● مسئلہ: تفویض غیر مشروط مطلق/ غیر مؤقت میں اگر بیوی اسی تفویض کی مجلس میں شوہر کو اختیار کر کے طلاق کا حاصل شدہ حق رد کر دے تو دوبارہ اسی مجلس میں بھی اس کو طلاق کا حق نہیں رہے گا۔

● تفویض مشروط یا معلق بالشرط غیر مؤقت سے مراد یہ ہے کہ تفویض کے الفاظ میں تفویض کو کسی شرط کے ساتھ معلق کیا گیا ہو اور اس تفویض میں زمانے کا ذکر نہ ہو مثلاً شوہر بیوی سے کہتا ہے اگر میں نے تجھے مارا تو تجھے طلاق بائن کا اختیار ہوگا یا اس طرح کہتا ہے کہ اگر میں نے تیرے بعد دوسرا نکاح کیا تو تجھے طلاق بائن کا اختیار ہوگا۔

● تفویض مشروط یا معلق بالشرط غیر مؤقت کا حکم یہ ہے کہ شرط کے پائے جانے کے وقت کی مجلس میں بیوی کو طلاق حاصل کر کے آزاد ہونے کا اختیار ہو گا۔ مجلس کے بدل جانے یا ختم ہونے کے بعد اختیار نہیں ہوگا۔ کیونکہ تفویض مشروط جس میں وقت کا ذکر نہ ہو شرط کے پائے جانے کے وقت مرسل اور غیر مشروط تفویض کے حکم میں ہوتی ہے۔

مثلاً مذکورہ مثالوں سے پہلی مثال میں شوہر کے مارنے کی مجلس میں عورت کو طلاق لے کر آزاد ہونے کا اختیار حاصل ہوگا۔ اگر مضروب ہونے کی مجلس میں بیوی نے طلاق نہیں لی تو اس کا اختیار ختم ہوگیا۔ اسے دوسری مجلس میں طلاق لینے کا اختیار نہیں ہوگا۔ دوسری مثال میں دوسرا نکاح کرنے کے وقت کی مجلس میں یا دوسرے نکاح کا علم ہو جانے کی مجلس میں پہلی بیوی کو آزاد ہونے کا اختیار حاصل

ہوگا اس مجلس کے بعد اختیار ختم ہو جائے گا۔ کیونکہ مشروط تفویض میں جب وقت کا ذکر نہ ہوتو وجود شرط کے وقت ہی تملیک اور تفویض ہوتی ہے لہٰذا وجود شرط کی مجلس کا اعتبار ہوتا ہے۔ اور بیوی کو وجود شرط کی مجلس میں تفویض کا علم ہو جائے یا شرط کے موجود ہونے کے بعد کسی دوسری مجلس میں بیوی کو مشروط تفویض اور شرط کے موجود ہونے کا علم ہوجائے تو علم ہو جانے کی مجلس میں بیوی کو طلاق کا اختیار ہوگا۔

● تفویض مشروط یا معلق بالشرط مؤقت سے مراد یہ ہے کہ تفویض کے الفاظ میں تفویض کو کسی شرط کے ساتھ مقید کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ کسی وقت معین یا دائمی کا بھی ذکر ہو، وقت معین کی مثال جیسے شوہر بیوی سے کہتا ہے اگر میری طرف سے تجھے تکلیف پہنچی تو تجھے ایک ماہ تک طلاق بائن کا اختیار ہوگا اور وقت غیر معین دائمی کی مثال جیسے کوئی شخص بیوی سے کہتا ہے اگر میں نے تیرے علاوہ دوسری بیوی رکھی تو جب چاہے طلاق بائن لے لینا۔ وقت معین اور غیر معین کی تقسیم کی وجہ سے تفویض معلق بالشرط مؤقت کے دو قسم ہو گئے تفویض معلق مؤقت بالوقت المعین اور بالوقت الغیر المعین جس کا ذکر پہلے بھی ہو چکا ہے۔

فائدہ: تفویض مؤقت جس میں وقت کا ذکر ہو مطلق ہو یعنی جس میں وقت کے سوا کسی دوسری شرط کا ذکر نہ ہو یا معلق بالشرط ہو دونوں صورتوں میں بیوی کو ذکر شدہ وقت میں آزاد ہونے کا اختیار ہوگا اگر دائمی وقت مذکور ہوگا تو انتہائے وقت تک اختیار رہے گا اور اگر دائمی وقت مذکور نہیں ہوگا تو وقت کے شروع ہونے کے پہلے حصہ میں اختیار ہوگا بعد میں اختیار ختم ہو جائیگا۔

مثلاً کسی نے کہا تجھے طلاق کا اس دن میں اختیار ہو گا جس دن زید گھر آئے گا یہاں دن سے مراد مطلق وقت دن اور رات کو شامل ہے لہٰذا جس دن یا

ہوگا اس مجلس کے بعد اختیار ختم ہو جائے گا۔ کیونکہ مشروط تفویض میں جب وقت کا ذکر نہ ہوتو وجود شرط کے وقت ہی تملیک اور تفویض ہوتی ہے لہٰذا وجود شرط کی مجلس کا اعتبار ہوتا ہے۔ اور بیوی کو وجود شرط کی مجلس میں تفویض کا علم ہو جائے یا شرط کے موجود ہونے کے بعد کسی دوسری مجلس میں بیوی کو مشروط تفویض اور شرط کے موجود ہونے کا علم ہو جائے تو علم ہو جانے کی مجلس میں بیوی کو طلاق کا اختیار ہوگا۔

● تفویض مشروط یا معلق بالشرط مؤقت سے مراد یہ ہے کہ تفویض کے الفاظ میں تفویض کو کسی شرط کے ساتھ مقید کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ کسی وقت معین یا دائمی کا بھی ذکر ہو، وقت معین کی مثال جیسے شوہر بیوی سے کہتا ہے اگر میری طرف سے تجھے تکلیف پہنچی تو تجھے ایک ماہ تک طلاق بائن کا اختیار ہوگا اور وقت غیر معین دائمی کی مثال جیسے کوئی شخص بیوی سے کہتا ہے اگر میں نے تیرے علاوہ دوسری بیوی رکھی تو جب چاہے طلاق بائن لے لینا۔ وقت معین اور غیر معین کی تقسیم کی وجہ سے تفویض معلق بالشرط مؤقت کے دو قسم ہو گئے تفویض معلق مؤقت بالوقت المعین اور بالوقت الغیر المعین جس کا ذکر پہلے بھی ہو چکا ہے۔

فائدہ: تفویض مؤقت جس میں وقت کا ذکر ہو مطلق ہو یعنی جس میں وقت کے سوا کسی دوسری شرط کا ذکر نہ ہو یا معلق بالشرط ہو دونوں صورتوں میں بیوی کو ذکر شدہ وقت میں آزاد ہونے کا اختیار ہوگا اگر دائمی وقت مذکور ہوگا تو انتہائے وقت تک اختیار رہے گا اور اگر دائمی وقت مذکور نہیں ہوگا تو وقت کے شروع ہونے کے پہلے حصہ میں اختیار ہوگا بعد میں اختیار ختم ہو جائیگا۔

مثلاً کسی نے کہا تجھے طلاق کا اس دن میں اختیار ہوگا جس دن زید گھر آئے گا یہاں دن سے مراد مطلق وقت دن اور رات کو شامل ہے لہٰذا جس دن یا

رات زید واپس آیا اس وقت کی پہلی جزء میں عورت کو طلاق کا اختیار ہوگا بعد میں اختیار نہیں رہے گا کیونکہ دن سے مراد استیعاب اور پورا وقت مراد نہیں ہے۔ (عالمگیری)

لغت عرب کے عرف کے مطابق اگر زمانہ اور وقت حرف ''فـــــی'' کا مدخول ہو اور فعل کے حق میں وقت متجزی ہوسکتا ہو تو زمانہ اور وقت سے وقت کا ایک مبہم غیر معین جزء مراد ہوتا ہے۔ استیعاب اور کل وقت مراد نہیں ہوتا اور اگر زمانہ اور وقت کا استعمال حرف ''فی'' کے بغیر ہو تو وقت سے کل وقت اور استیعاب مراد ہوتا ہے۔ مثلاً واللہ **لا صومن عمری** (ترجمہ) اللہ کی قسم عمر بھر روزہ رکھوں گا۔ اور واللہ **لاصومن فی عمری** (ترجمہ) اللہ کی قسم اپنی عمر میں روزہ رکھوں گا۔ اور **ان صمت شهرا فَعَبْدِیْ حر** (ترجمہ) اگر میں نے پورا مہینہ روزہ رکھا میرا عبد آزاد ہوگا۔ اور **ان صمت فی هذا الشهر فعبدی حر** (ترجمہ) اگر میں نے اس مہینہ میں روزہ رکھا تو میرا عبد آزاد ہوگا۔ میں ہے یعنی واللہ **لا صومن عمری** سے کل عمر مراد ہے کیونکہ حرف فی مذکور نہیں ہے۔ اگر ساری عمر روزے نہیں رکھے گا تو حانث ہو جائے گا اور **فی عمری** میں حرف فی مذکور ہے اس لئے عمر کے کسی حصہ میں روزہ رکھنے سے حالف قسم سے بری ہو جائے گا اسی طرح **ان صمت شهرا** میں پورا مہینہ مراد ہے اور **ان صمت فی هذا الشهر** میں ایک دن روزہ رکھنے سے عبد آزاد ہو جائے گا۔ اسی طرح **سرت فرسخا** (ترجمہ) ایک فرسخ چلا اور **سرت فی فرسخ** (ترجمہ) میں ایک فرسخ میں چلا میں فرق ہے پہلی صورت میں استیعاب اور کل فرسخ مراد ہے کیونکہ حرف فی مذکور نہیں ہے اور دوسری صورت میں فرسخ کا کوئی ایک جزء مراد ہے کیونکہ اس میں

حرف فی مذکور ہے۔ چونکہ طلاق اور تفویض طلاق کے حق میں زمانہ متجزی ہوتا ہے اس لئے طلاق اور تفویض طلاق میں اگر وقت کا ذکر حرف فــی کے بغیر ہے تو کل زمانہ بالاستیعاب مراد ہوگا اور اگر حرف فــی کا مدخول ہے تو وقت کی کوئی ایک جزء مراد ہوگی اسی ضابطہ کی بنیاد پر عالمگیری کی عبارت ملاحظہ ہو:

ان کـان امـرک بیدک یوماً او شهراً او سنة او قال الیـوم او الشهـر او الســنة او قــال هذا الیوم او هذا الشهـر او هـذا الســنة لا یتقید بالمجلس ولها الامر فی الوقت کله (عالمگیری مکتبہ ماجدیہ، ۱/۳۹۲)

ترجمہ: اگر شوہر نے بیوی سے کہا تیرا امر تیرے ہاتھ ہے ایک دن یا ایک ماہ یا ایک سال یا یوں کہا اس دن یا اس ماہ یا اس سال تو یہ تفویض مجلس کے ساتھ مقید نہیں ہوگی اور بیوی کے لئے سارے وقت میں اختیار رہے مذکورۃ عبارت میں دن یا مہینہ یا سال کے ذکر میں حرف فی کا واسطہ نہیں ہے۔ اس لئے کل وقت مراد ہے۔

پھر فرمایا:

ولـو قــال امـرک بیـدک فـی هـذا الیـوم فهو علی مـجلسها وهو صحیح موافق لقوله انت طالق غدا او انت طالق فی الغد کذا فی محیط السرخسی

(ص ۱/۲۹۳)

ترجمہ: اور اگر شوہر نے بیوی سے کہا تیرا امر اس دن میں تیرے ہاتھ

حرف فی مذکور ہے۔ چونکہ طلاق اور تفویض طلاق کے حق میں زمانہ متجزی ہوتا ہے اس لئے طلاق اور تفویض طلاق میں اگر وقت کا ذکر حرف **فی** کے بغیر ہے تو کل زمانہ بالاستیعاب مراد ہوگا اور اگر حرف **فی** کا مدخول ہے تو وقت کی کوئی ایک جزء مراد ہوگی اسی ضابطہ کی بنیاد پر عالمگیری کی عبارت ملاحظہ ہو:

ان کان امرک بیدک یوماً او شهراً او سنة او قال اليوم او الشهر او السنة او قال هذا اليوم او هذا الشهر او هذا السنة لا يتقيد بالمجلس ولها الامر في الوقت كله (عالمگیری مکتبہ ماجدیہ، ۱/۳۹۲)

ترجمہ: اگر شوہر نے بیوی سے کہا تیرا امر تیرے ہاتھ ہے ایک دن یا ایک ماہ یا ایک سال یا یوں کہا اس دن یا اس ماہ یا اس سال تو یہ تفویض مجلس کے ساتھ مقید نہیں ہوگی اور بیوی کے لئے سارے وقت میں اختیار ہے مذکورۃ عبارت میں دن یا مہینہ یا سال کے ذکر میں حرف فی کا واسطہ نہیں ہے۔ اس لئے کل وقت مراد ہے۔

پھر فرمایا:

ولو قال امرک بیدک في هذا اليوم فهو على مجلسها وهو صحيح موافق لقوله انت طالق غدا او انت طالق في الغد كذا في محيط السرخسي

(ص ۱/۲۹۳)

ترجمہ: اور اگر شوہر نے بیوی سے کہا تیرا امر اس دن میں تیرے ہاتھ

ہے پس یہ عورت کی مجلس پر منحصر ہوگا اور یہی صحیح اور موافق ہے اس کے قول **انت طالق غداً** اور **انت طالق في الغد** کے اسی طرح امام سرخسی کی محیط میں ہے۔

چونکہ مذکورہ عبارت میں زمانے کا استعمال فی کے واسطہ سے ہے اسلئے یہاں کل وقت مراد نہیں ہوگا بلکہ دن کا کوئی ایک حصہ مراد ہوگا اور تفویض کیلئے علم کی پہلی مجلس ہی معین ہوگی اور طلاق حاصل کرنے کا اختیار اسی مجلس علم تک ہوگا۔

- اگر بالفرض تفویض میں شرط کے طور پر زمانہ ذکر کیا جائے مثلاً کہا جائے:

اذا جاء الغد فامرک بیدک یا اذا جاء شعبان فامرک بیدک.

ترجمہ: جب کل ہوگی تیرا امر تیرے ہاتھ ہوگا یا جب شعبان آئے گا تیرا امر تیرے ہاتھ ہوگا۔

ایسی تفویض کو بھی معلق بالشرط اور مؤقت کہہ سکتے ہیں یہاں بھی مفتی بہ قول کے مطابق غد اور شعبان کی پہلی جزء میں خیار ہوگا غد کی آخری جزء اور شعبان کی آخر جزء تک اختیار باقی نہیں رہے گا اگر مخیّرۃ نے ذکر شدہ زمانہ کی پہلی جزء میں طلاق واقع کر لی تو طلاق واقع ہو جائے گی بعد میں واقع نہیں ہوگی اسی طرح **انت طالق غدا** میں صبح ہوتے ہی پہلی جزء میں طلاق واقع ہو جائے گی یہی قول مختار ہے۔

- اگر بالفرض تفویض میں زمانے کی انتہاء کا ذکر ہو تفویض مشروط ہو یا غیر مشروط ہو زمانے کی انتہاء تک مخیّرۃ کو طلاق حاصل کرنے کا حق ہوگا مثلاً شوہر کہتا ہے **امرک بیدک الی ثلثة ایام** (ترجمہ) تیرا امر تیرے ہاتھ تین دن تک ہے تو بیوی کو تین دن تک طلاق حاصل کرنے کا اختیار ہوگا۔

تنبیہ: حرف الی کا مدخول کبھی خارج ہوتا ہے اور کبھی داخل اس لئے ہر زبان میں اسی زبان کا عرف مراد ہوگا مثلاً اگر کوئی شخص بیوی سے کہتا ہے تجھے طلاق کا اختیار دیتا ہوں آج رات تک تو رات خارج ہوگی اختیار صرف دن میں ہوگا اگر کوئی شخص رمضان میں کہتا ہے تجھے طلاق کا اختیار ہے عید تک۔ تو عید کا دن خارج ہوگا عید کے دن سے پہلے ایام میں اختیار ہوگا اگر عرف اسی طرح ہے۔ اگر عرف بالعکس تو حکم بالعکس ہوگا۔

- اگر تفویض مشروط یا غیر مشروط میں کل وقت اور دائمی تفویض کا ذکر ہو جس کو ہم نے تفویض مؤقت عام کا نام دیا ہے ایسی صورت میں مخیّرۃ کو ہمیشہ طلاق حاصل کرنے کا اختیار ہوگا مشروط تفویض میں وجود شرط کے وقت دائمی اختیار ہوگا اور غیر مشروط میں ہر وقت دائمی اختیار ہوگا مثلاً تفویض مشروط میں شوہر کہتا ہے **اذا مرض زید فامرک بیدک متی شئت** (ترجمہ) جب زید مریض ہوگا تیرا امر تیرے ہاتھ ہوگا جب تو چاہے یہاں حالت مرض کے جمیع اوقات میں مخیّرہ کو اختیار حاصل ہوگا اور تفویض غیر مشروط میں اگر شوہر کہتا ہے **امرک بیدک متی شئتِ** تو اس میں ہمیشہ موصوفہ کو اختیار حاصل رہے گا۔

فائدہ: تفویض مؤقت میں اگر پورا وقت مراد ہو اور عورت حاصل کردہ اختیار کو وقت ختم ہونے سے پہلے رد کر دے یہ کہ شوہر کو اختیار کر لے اور طلاق کو رد کر دے تو پھر انتہاء وقت تک دوبارہ بیوی کو طلاق حاصل کرنے کا اختیار نہیں رہے گا۔ (عالمگیری)

مثلاً شوہر نے ایک ماہ تک بیوی کو طلاق سے آزاد ہونے کا حق تفویض کیا تھا لیکن دوسرے تیسرے دن بیوی کہتی ہے میں طلاق کے اختیار کو رد کرتی

تنبیہ: حرف الی کا مدخول کبھی خارج ہوتا ہے اور کبھی داخل اس لئے ہر زبان میں اسی زبان کا عرف مراد ہوگا مثلاً اگر کوئی شخص بیوی سے کہتا ہے تجھے طلاق کا اختیار دیتا ہوں آج رات تک تو رات خارج ہوگی اختیار صرف دن میں ہوگا اگر کوئی شخص رمضان میں کہتا ہے تجھے طلاق کا اختیار ہے عید تک۔ تو عید کا دن خارج ہوگا عید کے دن سے پہلے ایام میں اختیار ہوگا اگر عرف اسی طرح ہے۔ اگر عرف بالعکس تو حکم بالعکس ہوگا۔

- اگر تفویض مشروط یا غیر مشروط میں کل وقت اور دائمی تفویض کا ذکر ہو جس کو ہم نے تفویض مؤقت عام کا نام دیا ہے ایسی صورت میں مخیّرہ کو ہمیشہ طلاق حاصل کرنے کا اختیار ہوگا مشروط تفویض میں وجود شرط کے وقت دائمی اختیار ہوگا اور غیر مشروط میں ہر وقت دائمی اختیار ہوگا مثلاً تفویض مشروط میں شوہر کہتا ہے **اذا مرض زید فامرک بیدک متی شئت** (ترجمہ) جب زید مریض ہوگا تیرا امر تیرے ہاتھ ہوگا جب تو چاہے یہاں حالت مرض کے جمیع اوقات میں مخیّرہ کو اختیار حاصل ہوگا اور تفویض غیر مشروط میں اگر شوہر کہتا ہے **امرک بیدک متی شئتِ** تو اس میں ہمیشہ موصوفہ کو اختیار حاصل رہے گا۔

فائدہ: تفویض مؤقت میں اگر پورا وقت مراد ہو اور عورت حاصل کردہ اختیار کو وقت ختم ہونے سے پہلے رد کر دے یہ کہ شوہر کو اختیار کر لے اور طلاق کو رد کر دے تو پھر انتہاء وقت تک دوبارہ بیوی کو طلاق حاصل کرنے کا اختیار نہیں رہے گا۔ (عالمگیری)

مثلاً شوہر نے ایک ماہ تک بیوی کو طلاق سے آزاد ہونے کا حق تفویض کیا تھا لیکن دوسرے تیسرے دن بیوی کہتی ہے میں طلاق کے اختیار کو رد کرتی

ہوں اور شوہر کو اختیار کرتی ہوں تو طلاق کا اختیار مردود اور ختم ہو جائے گا مسماۃ کو دوبارہ ایک ماہ کے اندر طلاق لینے کا حق باقی نہیں رہے گا اور اسی طرح اگر تفویض میں وقت کا ذکر نہیں تھا یا وقت سے مراد پورا وقت مراد نہیں تھا اور عورت نے مجلس اختیار میں اختیار کو رد کر دیا اور کہہ دیا میں طلاق کا حق واپس کرتی ہوں اور شوہر کو اختیار کرتی ہوں تو بیوی کو دوبارہ طلاق کا حق نہیں رہے گا۔ (شامی)

تفویض کے ضروری مسائل

مسئلہ: ایک شخص نے بیوی سے کہا اگر میں نے تیرا نفقہ تجھے اس ماہ نہ بھیجا تو تجھے طلاق بائن کا اختیار ہوگا۔ شوہر نے اسی ماہ کسی آدمی کے ہاتھ بیوی کو نفقہ بھیجا لیکن نفقہ پہنچنے سے پہلے لے کر جانے والے آدمی کے ہاتھ سے وہ نفقہ ضائع ہوگیا تو بیوی کو طلاق کا اختیار حاصل نہیں ہوگا کیونکہ شوہر نے حسب وعدہ نفقہ بھیج دیا تھا۔

مسئلہ: اگر بیوی کو خوف ہے کہ میرا شوہر نکاح ہو جانے کے بعد طلاق کا اختیار نہیں دے گا تو بیوی ایجاب کے لفظوں سے اس طرح ابتداء کرے کہ میں نے بمعاوضہ مہر مبلغ اتنا اتنا تجھ سے نکاح کیا اس شرط کے ساتھ کہ مجھے اپنے نفس کو طلاق بائن دینے کا حق ہوگا جب میں چاہوں گی اپنے نفس کو طلاق بائن دے کر آزاد ہو جاؤں گی۔ شوہر کہے میں نے یہ نکاح بمع شرائط قبول کیا۔ اگر لڑکی کے نکاح کا وکیل ایجاب کے لفظ کہہ رہا ہے تو وکیل کہے میں نے اپنی مؤکلہ فلانہ بنت فلاں کا نکاح بمعاوضہ مہر مبلغ اتنا اتنا تجھ سے کر دیا اس شرط کے ساتھ کہ میری مؤکلہ کو اپنے نفس کو جب

چاہے طلاق بائن دینے کا حق ہوگا۔شوہر کہے میں نے یہ نکاح بمع شرائط قبول کیا۔درج بالا الفاظ کے ساتھ ایجاب وقبول کرنے سے بیوی کو ہمیشہ کے لئے آزاد ہونے کا حق حاصل ہو جائے گا۔اگر انہی الفاظ سے شوہر ایجاب کی ابتداء کرے اور بیوی قبول کرے تو بیوی کو طلاق کا اختیار حاصل نہ ہوگا۔اس کی وجہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

فائدہ: تحلیل شرعی میں مبتلی خاتون ذکر کردہ طریقہ سے زوج ثانی کے ساتھ نکاح کر لینے کے بعد محلل (زوج ثانی) سے اس کی رضا کے بغیر آزاد ہو سکتی ہے۔یعنی مذکورہ شرط کیساتھ ایجاب کی ابتداء اگر لڑکی کی جانب سے ہو۔

مسئلہ: تفویض طلاق میں شوہر کی جانب سے طلاق کی تملیک ہوتی ہے لیکن یہ تملیک دیگر تملیکات سے بعض وجوہ سے مختلف ہے۔اول یہ کہ اگر بیوی مجلس تفویض سے غائب ہو تو مجلس کے ختم ہونے سے تملیک ختم نہیں ہوتی بلکہ بیوی کو جس مجلس میں تفویض کا علم حاصل ہوگا اس مجلس میں بیوی کو طلاق کا اختیار ہوگا۔لیکن بیع وشرائط کی وجہ سے تملیک اور دیگر تملیکات میں مجلس ختم ہوتے ہی تملیک منسوخ اور ختم ہو جاتی ہیں۔مثلاً اگر خریدار نے مجلس ختم ہونے کے بعد قبول کیا تو بیع منعقد نہیں ہوگی۔دوم طلاق کی تملیک میں بیوی کی جانب سے قبول کرنا شرط نہیں ہے بلکہ شوہر کی تفویض سے تملیک مکمل ہو جائے گی طَلِّقِیْ نَفْسَکِ کے جواب میں بیوی کا قَبِلْتُ کہنا ضروری نہیں ہے۔جبکہ دیگر تملیکات میں ایسا نہیں ہوتا، دوسرے فریق کا قبول کرنا شرط ہوتا ہے۔

مسئلہ: تفویض میں چونکہ شوہر کی جانب سے تملیک مکمل ہو جاتی ہے فریق ثانی یا

چاہے طلاق بائن دینے کا حق ہوگا۔شوہر کہے میں نے یہ نکاح بمع شرائط قبول کیا۔ درج بالا الفاظ کے ساتھ ایجاب وقبول کرنے سے بیوی کو ہمیشہ کے لئے آزاد ہونے کا حق حاصل ہو جائے گا۔اگر انہی الفاظ سے شوہر ایجاب کی ابتداء کرے اور بیوی قبول کرے تو بیوی کو طلاق کا اختیار حاصل نہ ہوگا۔اس کی وجہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

فائدہ: تحلیل شرعی میں مبتلی خاتون ذکر کردہ طریقہ سے زوج ثانی کے ساتھ نکاح کر لینے کے بعد محلل (زوج ثانی) سے اس کی رضا کے بغیر آزاد ہو سکتی ہے۔یعنی مذکورہ شرط کیساتھ ایجاب کی ابتداء اگر لڑکی کی جانب سے ہو۔

مسئلہ: تفویض طلاق میں شوہر کی جانب سے طلاق کی تملیک ہوتی ہے لیکن یہ تملیک دیگر تملیکات سے بعض وجوہ سے مختلف ہے۔ اول یہ کہ اگر بیوی مجلس تفویض سے غائب ہو تو مجلس کے ختم ہونے سے تملیک ختم نہیں ہوتی بلکہ بیوی کو جس مجلس میں تفویض کا علم حاصل ہوگا اس مجلس میں بیوی کو طلاق کا اختیار ہوگا۔لیکن بیع وشرائط کی وجہ سے تملیک اور دیگر تملیکات میں مجلس ختم ہوتے ہی تملیک منسوخ اور ختم ہو جاتی ہیں۔ مثلاً اگر خریدار نے مجلس ختم ہونے کے بعد قبول کیا تو بیع منعقد نہیں ہوگی۔ دوم طلاق کی تملیک میں بیوی کی جانب سے قبول کرنا شرط نہیں ہے بلکہ شوہر کی تفویض سے تملیک مکمل ہو جائے گی طَلِّقِیْ نَفْسَکِ کے جواب میں بیوی کا قَبِلْتُ کہنا ضروری نہیں ہے۔ جبکہ دیگر تملیکات میں ایسا نہیں ہوتا، دوسرے فریق کا قبول کرنا شرط ہوتا ہے۔

مسئلہ: تفویض میں چونکہ شوہر کی جانب سے تملیک مکمل ہو جاتی ہے فریق ثانی یا

بیوی قبول کرے یا نہ کرے اور معنی اور مفہوم کے اعتبار سے تفویض میں تملیک کے علاوہ شرط کے ساتھ تعلیق بھی ہوتی ہے کہ اگر تو چاہے تو طلاق کو اختیار کر لے۔گویا تفویض کی عبارت میں تملیک اور تعلیق دونوں موجود ہوتی ہیں۔اس لئے تملیک کے اعتبار سے تفویض مجلس تفویض یا مجلس علم تک محدود ہوگی اور تعلیق کے اعتبار سے تملیک سے رجوع نہیں ہو سکے گا کیونکہ تعلیقات میں رجوع نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا وہ تفویض طلاق جس میں وقت کا ذکر نہ ہو اس میں مجلس تک عورت کو اختیار ہوگا اور شوہر تفویض سے رجوع نہیں کر سکے گا یعنی الفاظ واپس لینے سے تفویض باطل نہیں ہوگی۔ بلکہ تفویض قائم اور باقی رہے گی۔

مسئلہ: اگر تفویض کے الفاظ مثلاً تو اپنے نفس کو طلاق دے کی عبارت مشیت اور ارادہ اور محبت اور رضا جیسے الفاظ کے ساتھ اذا یا اذا ما یا متی شئتِ وغیرہ کا ذکر ہو تو ان میں دوام اور عموم وقت مراد ہوتا ہے مثلاً جب تو چاہے، جب تیرا ارادہ ہو طلاق لینے کا تجھے اختیار ہوگا۔ جب تو پسند کرے، جب تیری رضا ہو، میں بیوی کو ہمیشہ کے لئے طلاق لینے کا اختیار حاصل ہو جائے گا۔ (بحر الرائق)

مسئلہ: تملیک اور توکیل میں ایک فرق یہ ہوتا ہے کہ اگر شوہر اپنی بیوی کو طلاق تفویض کرے تو یہ ہمیشہ تملیک ہوگی توکیل نہیں ہوگی۔ کیونکہ تفویض کے بعد بیوی اپنے لئے طلاق میں تصرف کی مالکہ ہو جاتی ہے اپنے لئے وکیل نہیں بن سکتی، وکیل وہ ہوتا ہے جو دوسرے کے لئے دوسرے کی اجازت سے تصرف کرے، اپنے لئے عمل نہ کرے اور اگر شوہر بیوی کے علاوہ کسی

دوسرے آدمی کو اپنی بیوی کی طلاق کا حق تفویض کرتا ہے اور تفویض کی عبارت میں جب تو چاہے جیسی عموم پر دلالت کرنے والی عبارت ذکر نہیں کرتا تو یہ توکیل ہوگی کیونکہ وکیل وہ شخص ہوتا ہے جو دوسرے کے لئے دوسرے کی اجازت سے کام کرے اپنے لئے نہ کرے۔ ایسا اجنبی آدمی ہی ہوسکتا ہے۔ لہٰذا اجنبی آدمی وکیل ہوسکتا ہے اور بیوی اپنی طلاق کی تفویض میں وکیل نہیں ہوسکتی۔ (بحر)

مسئلہ: تملیک یعنی تفویض اور توکیل میں چار وجہ سے فرق کیا جاتا ہے اول تملیک اور تفویض جس میں وقت کا ذکر نہ ہو تفویض کی مجلس کے ساتھ مقید ہوتی ہے اور توکیل وکیل بنانے کی مجلس کے ساتھ مقید نہیں ہوتی۔ دوم تملیک سے رجوع نہیں ہوسکتا اور توکیل میں رجوع ہوسکتا ہے سوم تملیک میں مالک بنانے والا عزل کا حق نہیں رکھتا اور توکیل میں مؤکل وکیل کو معزول کرسکتا ہے، چہارم تملیک شوہر کے جنون سے باطل نہیں ہوتی اور توکیل مؤکل کے جنون سے باطل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ: اگر شوہر کسی آدمی کو کہتا ہے میری بیوی کو طلاق دے دے تو یہ توکیل ہے اور شوہر اس میں رجوع کرسکتا ہے مثلاً وکیل کی جانب طلاق دینے سے پہلے مؤکل اور شوہر کہہ دے میں نے وکیل سے طلاق کی وکالت واپس لے لی۔ تو وکالت منسوخ ہو جائے گی۔ لیکن تفویض میں رجوع کر کے تفویض شدہ حق طلاق کو منسوخ نہیں کیا جا سکتا اور توکیل مجلس کے ساتھ مقید نہیں ہوگی۔ وکیل بنانے کی مجلس کے بعد بھی وکیل طلاق دے سکے گا۔ لیکن اگر تو چاہے کی عبارت طلاق کے ساتھ لگا کر شوہر اجنبی آدمی کو یوں

دوسرے آدمی کو اپنی بیوی کی طلاق کا حق تفویض کرتا ہے اور تفویض کی عبارت میں جب تو چاہے جیسی عموم پر دلالت کرنے والی عبارت ذکر نہیں کرتا تو یہ توکیل ہوگی کیونکہ وکیل وہ شخص ہوتا ہے جو دوسرے کے لئے دوسرے کی اجازت سے کام کرے اپنے لئے نہ کرے۔ ایسا اجنبی آدمی ہی ہوسکتا ہے۔ لہٰذا اجنبی آدمی وکیل ہوسکتا ہے اور بیوی اپنی طلاق کی تفویض میں وکیل نہیں ہوسکتی۔ (بحر)

مسئلہ: تملیک یعنی تفویض اور توکیل میں چار وجہ سے فرق کیا جاتا ہے اول تملیک اور تفویض جس میں وقت کا ذکر نہ ہو تفویض کی مجلس کے ساتھ مقید ہوتی ہے اور توکیل وکیل بنانے کی مجلس کے ساتھ مقید نہیں ہوتی۔ دوم تملیک سے رجوع نہیں ہوسکتا اور توکیل میں رجوع ہوسکتا ہے سوم تملیک میں مالک بنانے والا عزل کا حق نہیں رکھتا اور توکیل میں مؤکل وکیل کو معزول کرسکتا ہے، چہارم تملیک شوہر کے جنون سے باطل نہیں ہوتی اور توکیل مؤکل کے جنون سے باطل ہوجاتی ہے۔

مسئلہ: اگر شوہر کسی آدمی کو کہتا ہے میری بیوی کو طلاق دے دے تو یہ توکیل ہے اور شوہر اس میں رجوع کرسکتا ہے مثلاً وکیل کی جانب طلاق دینے سے پہلے مؤکل اور شوہر کہہ دے میں نے وکیل سے طلاق کی وکالت واپس لے لی۔ تو وکالت منسوخ ہو جائے گی۔ لیکن تفویض میں رجوع کر کے تفویض شدہ حق طلاق کو منسوخ نہیں کیا جا سکتا اور توکیل مجلس کے ساتھ مقید نہیں ہوگی۔ وکیل بنانے کی مجلس کے بعد بھی وکیل طلاق دے سکے گا۔ لیکن اگر تو چاہے کی عبارت طلاق کے ساتھ لگا کر شوہر اجنبی آدمی کو یوں

کہتا ہے کہ میری بیوی کو طلاق دے دے اگر تو چاہے تو یہ تملیک ہو جائے گی اب شوہر رجوع نہیں کرسکتا۔ اور تفویض کی مجلس کے ساتھ یہ تملیک مقید ہوگی کیونکہ وکیل کو اپنی مشیت اور ارادہ سے کسی چیز میں تصرف کرنے کا حق دینا تملیک کہلاتا ہے۔ لہٰذا اجنبی بھی طلاق کا مالک ہو جائے گا۔ (بحر) گویا شوہر کی جانب سے اجنبی طلاق دینے کا مالک بھی ہوسکتا ہے اور وکیل بھی ہوسکتا ہے لیکن بیوی صرف اپنی طلاق کی مالکہ بن سکتی ہے وکیل نہیں بن سکتی۔

مسئلہ: اگر شوہر نے بیوی کو طلاق بائن تفویض کی لیکن بیوی نے طلاق رجعی لے لی تو طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر شوہر نے طلاق رجعی تفویض کی لیکن بیوی نے بائن لے لی تو طلاق رجعی واقع ہوگی کیونکہ شوہر جس طلاق کا بیوی کو مالک بنا رہا ہے وہی واقع ہوگی اگرچہ بیوی نے اس کا عکس کیا۔ (بحر)

مسئلہ: اگر بیوی سے کہا تجھے ایک طلاق کا اختیار ہے بیوی نے تین طلاق لے لیں یا بیوی سے کہا تجھے تین طلاق کا اختیار ہے بیوی کہتی ہے میں نے ایک ہزار طلاق لے لی تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔ کیونکہ تملیک کا ضابطہ یہ ہے کہ اگر مامور آمر کے اصل حکم میں سے اختلاف کرے تو مامور کا تصرف نافذ نہیں ہوتا اور اگر وصف میں اختلاف کرے تو تصرف نافذ ہو جاتا ہے اور وصف لغو ہو جاتی ہے۔ (بحر) پہلے مسئلہ طلاق رجعی اور بائن میں وصف کا اختلاف تھا اور دوسرے مسئلہ میں آمر اور مامور کا اصل حکم میں اختلاف ہے۔

مسئلہ: اگر شوہر بیوی سے کہے تجھے طلاق کا اختیار ہے جتنی مرتبہ چاہے تو خود کو

طلاق دے سکے گی تو بیوی تین مجالس میں تین مرتبہ تین طلاق الگ الگ کر کے لے سکتی ہے اور اگر شوہر کہے تجھے طلاق کا اختیار ہے جب چاہے تو طلاق لے سکتی ہے تو صرف ایک طلاق لے سکے گی۔ (بحر)

مسئلہ: اگر شوہر سے بندوق کی نوق پر جبراً لکھوایا گیا کہ اس کی بیوی کو طلاق ہے یا اس کی بیوی کو طلاق کا اختیار ہے، شوہر نے مجبور ہو کر لکھ دیا یا دستخط کر دیئے لیکن زبان سے نہیں کہا اور طلاق اور تفویض کی نیت نہیں کی تو بیوی کو طلاق واقع نہیں ہوگی اور نہ ہی اس کو طلاق کا اختیار ہوگا کیونکہ جبری طلاق اور تفویض کی کتابت سے طلاق اور تفویض واقع اور نافذ نہیں ہوتیں۔

مسئلہ: نکاح ہونے سے پہلے ایک عورت سے کہا اگر میں تجھ سے نکاح کروں یا تیرا مالک بنوں تو تجھے طلاق کا اختیار ہوگا پھر نکاح کر لیا تو عورت کو نکاح ہو جانے کے بعد طلاق کا اختیار ہوگا کیونکہ طلاق یا تفویض کی اضافت نکاح یا ملک کی طرف ہو تو تعلیق معتبر ہوتی ہے۔

مسئلہ: اجنبیہ سے کہا اگر میں نے کسی دوسری عورت سے نکاح کیا تو تجھے طلاق کا اختیار ہوگا تو یہ تفویض نہیں ہوئی کیونکہ یہاں تفویض کی نسبت نکاح یا ملک نکاح کی طرف نہیں۔ (بہارِ شریعت)

الحاصل: تفویض طلاق کا صحیح طریقہ جو کہ عورت کے لئے مفید ثابت ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ ایجاب وقبول شرعی سے نکاح منعقد ہو جانے کے بعد طلاق بائن غیر مغلظہ کی تفویض کا شوہر انشاء کرے اور تفویض کے الفاظ میں عموم وقت پر دلالت کرنے والے الفاظ کا ذکر بھی ہو۔ مثلاً تفویض کے الفاظ کے بعد ”میری بیوی جب چاہے خود کو طلاق دے دے“ وغیرھا۔ الفاظ کا اضافہ

طلاق دے سکے گی تو بیوی تین مجالس میں تین مرتبہ تین طلاق الگ الگ کر کے لے سکتی ہے اور اگر شوہر کہے تجھے طلاق کا اختیار ہے جب چاہے تو طلاق لے سکتی ہے تو صرف ایک طلاق لے سکے گی۔ (بحر)

مسئلہ: اگر شوہر سے بندوق کی نوک پر جبراً لکھوایا گیا کہ اس کی بیوی کو طلاق ہے یا اس کی بیوی کو طلاق کا اختیار ہے، شوہر نے مجبور ہو کر لکھ دیا یا دستخط کر دیئے لیکن زبان سے نہیں کہا اور طلاق اور تفویض کی نیت نہیں کی تو بیوی کو طلاق واقع نہیں ہوگی اور نہ ہی اس کو طلاق کا اختیار ہوگا کیونکہ جبری طلاق اور تفویض کی کتابت سے طلاق اور تفویض واقع اور نافذ نہیں ہوتیں۔

مسئلہ: نکاح ہونے سے پہلے ایک عورت سے کہا اگر میں تجھ سے نکاح کروں یا تیرا مالک بنوں تو تجھے طلاق کا اختیار ہوگا پھر نکاح کر لیا تو عورت کو نکاح ہو جانے کے بعد طلاق کا اختیار ہوگا کیونکہ طلاق یا تفویض کی اضافت نکاح یا ملک کی طرف ہو تو تعلیق معتبر ہوتی ہے۔

مسئلہ: اجنبیہ سے کہا اگر میں نے کسی دوسری عورت سے نکاح کیا تو تجھے طلاق کا اختیار ہوگا تو یہ تفویض نہیں ہوئی کیونکہ یہاں تفویض کی نسبت نکاح یا ملک نکاح کی طرف نہیں۔ (بہارِ شریعت)

الحاصل: تفویض طلاق کا صحیح طریقہ جو کہ عورت کے لئے مفید ثابت ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ ایجاب وقبول شرعی سے نکاح منعقد ہو جانے کے بعد طلاق بائن غیر مغلظہ کی تفویض کا شوہر انشاء کرے اور تفویض کے الفاظ میں عموم وقت پر دلالت کرنے والے الفاظ کا ذکر بھی ہو۔ مثلاً تفویض کے الفاظ کے بعد ''میری بیوی جب چاہے خود کو طلاق دے دے'' وغیرھا۔ الفاظ کا اضافہ

کرے مثلاً نکاح ہو جانے کے بعد شوہر کہے میں نے اپنی بیوی فلانہ بنت فلاں کو طلاق بائن کا حق تفویض کیا وہ جب چاہے خود کو طلاق دے دے۔ اور اگر شوہر مشروط تفویض کا حق دینا چاہتا ہے تو اس شرط کا ذکر کیا جائے جو مطلوب ہے۔ مثلاً شوہر نکاح ہو جانے کے بعد کہے اگر میں نے اپنی بیوی فلانہ بنت فلاں کو مارا تو اس کو طلاق بائن کا اختیار ہوگا جب چاہے خود کو طلاق دے کر آزاد ہو جائے۔

مسئلہ: طلاق مشروط میں اگر وقت کا ذکر نہ ہو تو شرط کے پائے جانے کی صرف پہلی مجلس میں بیوی کو طلاق کا اختیار ہوگا۔ مجلس کے ختم ہونے کے بعد اختیار ختم ہو جائے گا مثلاً شوہر نے کہا اگر میں نے بیوی کو مارا تو بیوی کو طلاق کا اختیار ہوگا پھر ایک دن بیوی کو مارا تو بیوی کو اُسی مجلس ضرب کی انتہاء تک طلاق کا اختیار ہوگا جب وہ مجلس ختم ہوئی اختیار باقی نہیں رہے گا۔ دوبارہ مارنے کے وقت بھی اختیار نہیں ہوگا اس لئے دائمی اختیار کے لئے مشروط تفویض ہو یا غیر مشروط جب چاہے یا ہمیشہ یا تازندگی جیسے الفاظ کا ذکر ہونا چاہئے۔ (عالمگیری)

نکاح خوان کی جانب سے شوہر کو مذکورہ الفاظ کہلوانے اور اقرار کرانے کے بعد نکاح فارم کے کالم نمبر ۱۸ کے جواب میں کہلوائے گئے الفاظ لکھ دیئے جائیں اور بہتر یہ ہے کہ ان کے ساتھ دستخط بھی کرا دیئے جائیں تاکہ انکار کی گنجائش نہ رہے۔

مسئلہ: بالفرض شوہر بیوی کو دیئے گئے دائمی یا مؤقت اختیار کو ختم کرانا چاہتا ہے تو اُسے چاہئے بیوی سے ایک مرتبہ کہلوائے کہ میں شوہر کو اختیار کرتی ہوں

طلاق نہیں چاہتی تو اس کے بعد بیوی کو اپنے نفس کو طلاق دینے کا اختیار نہیں رہے گا۔ یہی طرفین کا قول ہے اور علامہ شامی نے اسی کو صحیح کہا ہے۔

بدائع الصنائع میں ہے

ولو قالت اخترت زوجی او قالت لا اختار الطلاق ذکر فی بعض المواضع ان علی قول ابی حنیفة ومحمد یخرج الامر من یدها فی جمیع الوقت حتی لا تملک ان تختار نفسها بعد ذالک و ان بقی الوقت الخ (بدائع ۲۵۲/۴، مکتبہ عباس احمد باز مکہ مکرمہ)

ترجمہ: اگر بیوی نے کہا میں نے اپنے زوج کو اختیار کیا یا اس نے کہا میں طلاق اختیار نہیں کرتی (تو کتب فقہ میں) بعض جگہوں میں یہ مذکور ہے کہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے قول پر سارے وقتوں میں طلاق کا امر بیوی کے ہاتھ سے نکل جائے گا حتی کہ اس کے بعد اپنے نفس کو اختیار کرنے کی مالکہ نہیں رہے گی اگرچہ وقت باقی ہو۔

تفویض مؤقت کے دو قسم ہے مؤقت بوقت خاص اور مؤقت بوقت مطلق پہلے کی مثال جیسے **امرک بیدک الی الشھر** یعنی تیرا امر تیرے ہاتھ ہے ایک ماہ تک اور دوسرے کی مثال جیسے **امرک بیدک متی شئت** یعنی تیرا امر تیرے ہاتھ ہے جب تو چاہے ان دونوں صورتوں میں طرفین کا قول یہ ہے کہ اگر بیوی اوقات مذکورہ میں طلاق اختیار کرنے سے پہلے ایک مرتبہ کہتی ہے میں شوہر کو اختیار

طلاق نہیں چاہتی تو اس کے بعد بیوی کو اپنے نفس کو طلاق دینے کا اختیار نہیں رہے گا۔ یہی طرفین کا قول ہے اور علامہ شامی نے اسی کو صحیح کہا ہے۔

بدائع الصنائع میں ہے

ولو قالت اخترت زوجی او قالت لا اختار الطلاق ذکر فی بعض المواضع ان علی قول ابی حنیفة ومحمد یخرج الامر من یدها فی جمیع الوقت حتی لا تملک ان تختار نفسها بعد ذالک و ان بقی الوقت الخ (بدائع ۴/۲۵۲، مکتبہ عباس احمد باز مکہ مکرمہ)

ترجمہ: اگر بیوی نے کہا میں نے اپنے زوج کو اختیار کیا یا اس نے کہا میں طلاق اختیار نہیں کرتی (تو کتب فقہ میں) بعض جگہوں میں یہ مذکور ہے کہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے قول پر سارے وقتوں میں طلاق کا امر بیوی کے ہاتھ سے نکل جائے گا حتی کہ اس کے بعد اپنے نفس کو اختیار کرنے کی مالکہ نہیں رہے گی اگرچہ وقت باقی ہو۔

تفویض مؤقت کے دو قسم تھے مؤقت بوقت خاص اور مؤقت بوقت مطلق پہلے کی مثال جیسے امرک بیدک الی الشھر یعنی تیرا امر تیرے ہاتھ ہے ایک ماہ تک اور دوسرے کی مثال جیسے امرک بیدک متی شئت یعنی تیرا امر تیرے ہاتھ ہے جب تو چاہے ان دونوں صورتوں میں طرفین کا قول یہ ہے کہ اگر بیوی اوقات مذکورہ میں طلاق اختیار کرنے سے پہلے ایک مرتبہ کہتی ہے میں شوہر کو اختیار

کرتی ہوں یا میں طلاق نہیں چاہتی تو اسے دوبارہ کسی وقت اپنے نفس کو اختیار کرنے کا حق نہیں رہے گا۔

بدائع میں تفویض کی تقسیم اس طرح کی گئی ہے یہ کہ تفویض منجز ہوگی یا معلق بالشرط ہوگی یا مضاف الی الوقت ہوگی۔ پھر تفویض منجز مطلق ہوگی یا مؤقت ہوگی پھر مؤقت دو قسم ہوگی۔ مؤقت بوقت خاص اور مؤقت بوقت عام/ یا مؤقت بوقت مطلق اور تفویض معلق بالشرط کے تین قسم ہوں گے معلق بالشرط غیر مؤقت/ یعنی معلق بالشرط مطلق یا معلق بالشرط مؤقت بوقت خاص اور مؤقت بوقت عام اور تفویض مضاف کی ایک ایک قسم ہے تفویض مضاف کی مثال جیسے امرک بیدک غدا یعنی تیرا امر تیرے ہاتھ ہوگا کل کے دن اس کا حکم یہ ہے غدا اور کل کے دن میں صرف پہلی مجلس میں بیوی کو اختیار ہوگا سارا دن اختیار نہیں ہوگا۔ اور مؤقت بوقت عام کی مثال امرک بیدک متی شئت ۔یعنی تیرا امر تیرے ہاتھ ہے جب تو چاہے۔

واٰخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔

نکاح کے انعقاد کی شرائط

نکاح کے انعقاد اور صحت کی چوبیس شرطیں:

پہلی شرط گواہ:

۱۔ نکاح کے منعقد ہونے اور صحیح ہونے کے لئے دو مسلمان گواہوں کا نکاح کے وقت حاضر ہونا شرط ہے۔ دونوں مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں اور گواہ عاقدین کے علاوہ ہوں، نیز گواہوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ مسلمان

ہوں اور آزاد ہوں اور عاقل اور بالغ ہوں اور عاقدین کے ایجاب وقبول کے الفاظ بیک وقت سن رہے ہوں اور کم از اتنا سمجھتے ہوں کہ ان الفاظ سے نکاح ہو رہا ہے۔

● گواہوں کا عادل ہونا، بینا ہونا، زوجین کی اولاد میں سے نہ ہونا، نکاح کی شرط نہیں ہے۔ کیونکہ فاسق اور نابینا اور زوجین کی اولاد انعقاد نکاح کے لئے گواہ ہو سکتے ہیں۔

● تفصیل: مسلمان عورت کے نکاح کے انعقاد کے لئے ایجاب وقبول کرنے والے دو شخصوں کو عاقدین کہا جاتا ہے اور عاقدین وکیل ہوں یا اصیل یا ولی یا مختلف ہوں۔ ان عاقدین کے علاوہ دو مسلمان مرد گواہوں کا نکاح کے وقت حاضر ہونا یا ایک مسلمان مرد اور دو مسلمان عورتوں کا حاضر ہونا شرط ہے۔ اگر نکاح کے وقت ایک مرد ہے یا صرف دو عورتیں ہیں یا چار عورتیں ہیں اور ان کے ساتھ کوئی مرد نہیں ہے تو نکاح نہیں ہوگا۔ یعنی نکاح کے لئے نصاب شہادت دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ہیں۔ اس نصاب کی نفی سے نکاح کی نفی ہو گی۔ بالفرض چالیس عورتیں بھی نکاح کے وقت موجود ہوں لیکن عاقدین کے علاوہ کوئی مرد نہ ہو تو نکاح نہیں ہوگا۔

گواہوں کی صفات:

۱۔ گواہوں کا آزاد ہونا شرط ہے۔ غلام اور مملوک گواہ نہیں ہو سکتے۔ اگر دونوں یا دو گواہوں میں سے کوئی ایک مملوک اور عبد ہو یا دو عورتوں یا دو میں سے کوئی ایک عورت لونڈی ہو تو نکاح نہیں ہوگا۔

۲۔ گواہوں کا مسلمان ہونا شرط ہے۔ اگر دو مردوں سے ایک یا دونوں یا دو

ہوں اور آزاد ہوں اور عاقل اور بالغ ہوں اور عاقدین کے ایجاب وقبول کے الفاظ بیک وقت سن رہے ہوں اور کم از اتنا سمجھتے ہوں کہ ان الفاظ سے نکاح ہو رہا ہے۔

● گواہوں کا عادل ہونا، بینا ہونا، زوجین کی اولاد میں سے نہ ہونا، نکاح کی شرط نہیں ہے۔ کیونکہ فاسق اور نابینا اور زوجین کی اولاد انعقاد نکاح کے لئے گواہ ہو سکتے ہیں۔

● تفصیل: مسلمان عورت کے نکاح کے انعقاد کے لئے ایجاب وقبول کرنے والے دو شخصوں کو عاقدین کہا جاتا ہے اور عاقدین وکیل ہوں یا اصیل یا ولی یا مختلف ہوں۔ ان عاقدین کے علاوہ دو مسلمان مرد گواہوں کا نکاح کے وقت حاضر ہونا یا ایک مسلمان مرد اور دو مسلمان عورتوں کا حاضر ہونا شرط ہے۔ اگر نکاح کے وقت ایک مرد ہے یا صرف دو عورتیں ہیں یا چار عورتیں ہیں اور ان کے ساتھ کوئی مرد نہیں ہے تو نکاح نہیں ہوگا۔ یعنی نکاح کے لئے نصاب شہادت دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ہیں۔ اس نصاب کی نفی سے نکاح کی نفی ہو گی۔ بالفرض چالیس عورتیں بھی نکاح کے وقت موجود ہوں لیکن عاقدین کے علاوہ کوئی مرد نہ ہو تو نکاح نہیں ہوگا۔

گواہوں کی صفات:

۱۔ گواہوں کا آزاد ہونا شرط ہے۔ غلام اور مملوک گواہ نہیں ہو سکتے۔ اگر دونوں یا دو گواہوں میں سے کوئی ایک مملوک اور عبد ہو یا دو عورتوں یا دو میں سے کوئی ایک عورت لونڈی ہو تو نکاح نہیں ہوگا۔

۲۔ گواہوں کا مسلمان ہونا شرط ہے۔ اگر دو مردوں سے ایک یا دونوں یا دو

عورتوں سے ایک یا دونوں غیر مسلم ہوں تو نکاح نہیں ہوگا۔

تنبیہ: مسلم زوجین کی جانب سے عاقدین وکیل ہوں یا ولی ہوں ان عاقدین کا مسلمان ہونا نکاح کے انعقاد کے لئے شرط نہیں ہے۔

۳،۴ گواہوں کا عاقل اور بالغ ہونا شرط ہے۔ اگر دونوں یا ایک گواہ مجنون اور پاگل ہو تو نکاح نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر دونوں گواہ یا ایک گواہ نابالغ لڑکا یا لڑکی ہو تو نکاح نہیں ہوگا۔ کیونکہ جس طرح گواہوں کا عاقل ہونا شرط ہے اسی طرح بالغ ہونا بھی شرط ہے۔

۵۔ دونوں گواہوں کا عاقدین کے ایجاب اور قبول کو سننا شرط ہے۔ اس لئے اگر ایجاب وقبول کے وقت گواہ سوئے ہوئے تھے یا بہرے تھے تو نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ مگر اگر عاقدین یا نکاح کرنے والے زوج اور زوجہ اخرس (گونگے) ہوں اور ان کا ایجاب اور قبول اشاروں سے ہو رہا ہو تو بہرے لوگ گواہ ہو سکتے ہیں اور نکاح منعقد ہو جائے گا۔

۶۔ اور گواہوں کا ایجاب وقبول کو معاً یعنی ایک وقت میں سننا شرط ہے۔ (۱) اگر ایجاب اور قبول کو ایک گواہ نے سنا اور وہ چلا گیا دوسرا گواہ آ گیا اس کے سامنے ایجاب وقبول کا اعادہ کیا گیا (۲) یا دونوں گواہ مجلس نکاح میں موجود تھے لیکن پہلے ایک گواہ نے ایجاب وقبول سنا دوسرے نے نہیں سنا پھر ایجاب وقبول کا اعادہ کیا گیا تو صرف دوسرے نے سنا پہلے نے نہیں سنا۔ (۳) یا ایک گواہ نے صرف ایجاب سنا اور دوسرے نے صرف قبول سنا پھر ایجاب اور قبول کا اعادہ کیا گیا تو ایجاب سننے والے نے صرف ایجاب سنا اور قبول سننے والے نے صرف قبول سنا تو ان صورتوں میں نکاح نہیں ہوگا

کیونکہ بیک وقت دونوں گواہوں کا ایجاب وقبول سننا نکاح کی صحت کے لئے شرط ہے اگر چہ اتحاد مجلس ہو لہٰذا ذکر کردہ تینوں صورتوں میں نکاح نہیں ہوگا۔ (شامی و دیگر کتب فقہ)

۷۔ گواہوں کا ایجاب وقبول کے وقت ایجاب وقبول سے نکاح اور تزویج جیسے صریح الفاظ سے یہ فہم کہ ان لفظوں سے نکاح ہو جاتا ہے، نکاح کے صحیح ہونے کی مذہب مختار پر شرط ہے مثلاً ایجاب وقبول عربی میں ہو، ایک عاقد نے زَوَّجْتُ نَفْسِیْ عربی میں کہا دوسرے نے کہاقَبِلْتُ اور گواہ غیرعربی تھے ان کو ان لفظوں سے نکاح ہونا سمجھ نہیں آیا مختار قول پر نکاح نہیں ہوگا۔ اور اگر ایجاب اور قبول کے صریح لفظوں سے گواہوں کو نکاح ہونا سمجھ آیا کہ ان لفظوں سے نکاح ہوتا ہے لیکن تفصیلی مفہوم ان کو سمجھ نہیں آیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ (شامی)

- جس طرح ایجاب اور قبول کے صریح لفظوں سے گواہوں کا کم از کم یہ سمجھنا کہ ان لفظوں سے نکاح ہو جاتا ہے نکاح کے منعقد ہونے کے لئے شرط ہے اسی طرح خود عاقدین کا ایجاب اور قبول کے لفظوں سے کم از کم یہ سمجھنا کہ ان لفظوں سے نکاح ہو رہا ہے بھی نکاح کی صحت کے لئے شرط ہے اگر چہ تفصیلی مفہوم کا عاقدین کو علم نہ ہو۔ اکثر فقہاء کا یہی قول ہے لیکن فتح القدیر میں ہے کہ مرد نے غیرعربیہ عورت کو یہ لفظ پڑھائے کہ تم کہو زوجت نفسی اس عورت نے کہا زوجت نفسی اور مرد نے کہا قبلت اور گواہ موجود تھے تو نکاح ہو جائے گا۔ عورت کو زوجت کا مفہوم معلوم ہو یا نہ ہو گواہوں کو مفہوم کا علم ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں نکاح ہو جائے گا اسی طرح اگر مرد کو مذکورہ کلمہ پڑھا دیا جائے اور وہ کہے زَوَّجْتُکِ اور

کیونکہ بیک وقت دونوں گواہوں کا ایجاب وقبول سننا نکاح کی صحت کے لئے شرط ہے اگر چہ اتحاد مجلس ہولہٰذا ذکر کردہ تینوں صورتوں میں نکاح نہیں ہوگا۔(شامی ودیگر کتب فقہ)

۷۔ گواہوں کا ایجاب وقبول کے وقت ایجاب وقبول سے نکاح اور تزویج جیسے صریح الفاظ سے یہ فہم کہ ان لفظوں سے نکاح ہو جاتا ہے، نکاح کے صحیح ہونے کی مذہب مختار پر شرط ہے مثلاً ایجاب وقبول عربی میں ہو، ایک عاقد نے زَوَّجْتُ نَفْسِیْ عربی میں کہا دوسرے نے کہا قَبِلْتُ اور گواہ غیرعربی تھے ان کو ان لفظوں سے نکاح ہونا سمجھ نہیں آیا مختار قول پر نکاح نہیں ہوگا۔ اور اگر ایجاب اور قبول کے صریح لفظوں سے گواہوں کو نکاح ہونا سمجھ آیا کہ ان لفظوں سے نکاح ہوتا ہے لیکن تفصیلی مفہوم ان کو سمجھ نہیں آیا تو نکاح منعقد ہوجائے گا۔(شامی)

● جس طرح ایجاب اور قبول کے صریح لفظوں سے گواہوں کا کم ازکم یہ سمجھنا کہ ان لفظوں سے نکاح ہو جاتا ہے نکاح کے منعقد ہونے کے لئے شرط ہے اسی طرح خود عاقدین کا ایجاب اور قبول کے لفظوں سے کم ازکم یہ سمجھنا کہ ان لفظوں سے نکاح ہو رہا ہے بھی نکاح کی صحت کے لئے شرط ہے اگر چہ تفصیلی مفہوم کا عاقدین کو علم نہ ہو۔ اکثر فقہاء کا یہی قول ہے لیکن فتح القدیر میں ہے کہ مرد نے غیرعربیہ عورت کو یہ لفظ پڑھائے کہ تم کہو زوجت نفسی اس عورت نے کہا زوجت نفسی اورمرد نے کہا قبلت اور گواہ موجود تھے تو نکاح ہوجائے گا۔عورت کو زوجت کا مفہوم معلوم ہو یا نہ ہو گواہوں کو مفہوم کا علم ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں نکاح ہوجائے گا اسی طرح اگر مرد کو مذکورہ کلمہ پڑھا دیا جائے اور وہ کہے زَوَّجْتُکِ اور

عورت گواہوں کے سامنے کہے قَبِلْتُ تو نکاح ہو جائے گا۔

درمختار میں ہے:

ولا یشترط العلم بمعنی الایجاب والقبول فیما یستوی فیه الجّدو الْهزلُ اذ لم یحتج لنیة به یفتی۔

وہ عقود اور امور جن میں مزاح اور حقیقت برابر ہوتے ہیں ان میں ایجاب وقبول کے صریح لفظوں کے معنی کا علم شرط نہیں ہوتا کیونکہ یہ صریح الفاظ نیت کے محتاج نہیں ہوتے اسی کے ساتھ فتویٰ دیا جاتا ہے صاحب بزازیہ اور تجنیس اور صاحب فتح القدیر اور صاحب درر اور ملتقی اور وقایہ والے نے اسی کو ترجیح دی ہے کہ نکاح ہو جائے گا۔ (شامی)

لیکن تبیین اور جوہرہ اورظہیرۃ میں ہے کہ گواہوں کا کم ازکم یہ فہم کہ ان لفظوں سے نکاح ہو جاتا ہے نکاح کے انعقاد کے لئے شرط ہے۔ علامہ شامی فرماتے ہیں یہاں دوقول مروی ہیں ایک یہ کہ عاقدین اورشاہدین کے لئے مطلقاً ایجاب وقبول کے صریح لفظوں تزویج اور نکاح کے مفہوم کا علم شرط نہیں ہے۔بعض علماء نے اسی قول کوترجیح دی ہے اوراس کی تصحیح کی ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ کم ازکم نکاح ہو جانے کا علم شرط ہے بعض علماء نے اس کی تصحیح کی ہے۔مناسب یہ ہے کہ دوسرے قول پر فتویٰ دیا جائے۔ ہمارے استاذ حضرت علامہ مولانا عطاء محمد بندیالوی رحمہ اللہ دوسرے قول کوترجیح دیتے تھے اورطلاق میں بھی یہی تفصیل ذکر کرتے تھے۔ چنانچہ جب قبلہ استاذیم عطاء محمد بندیالوی سیال شریف میں پڑھاتے تھے دربار کے ایک مولوی نے دوسرے شخص کو سورۃ یٰسین یاد کراتے

ہوئے طَلَّقْتُ اِمْرَءَ تِیْ ثَلٰثاً کے الفظ بطور آیت یاد کرا دیئے تا کہ اس کی بیوی کو طلاق ہو جائے اور وہ مولوی شادی کر لے۔ وہ بے چارہ سورۃ یٰسین سمجھ کر ان الفاظ کا بیسیوں مرتبہ تکرار کرتا رہا ایک دن مولوی صاحب نے اس شخص کو حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی رحمہ اللہ کے پاس بھیجا کہ جاؤ ان کو سورۃ یٰسین سناؤ تو اس نے جب دوران تلاوت طَلَّقْتُ اِمْرَءَ تِیْ ثَلٰثًا کہا تو حضرت صاحب نے اس کو روک دیا اس ان پڑھ بیچارے نے ساری کہانی سنائی تو بحث ہونے لگی کہ طلاق ہو گئی یا نہیں ہوئی تو خواجہ قمرالدین سیالوی رحمہ اللہ اور ان کے ہمنوا علماء نے فتویٰ دیا کہ طلاق مغلظہ واقع ہو گئی اور ہمارے استاذوں نے فرمایا کہ طلاق نہیں ہوئی کیونکہ بیچارے شوہر کو ان الفاظ سے اتنا علم بھی نہیں تھا کہ ان سے طلاق واقع ہو جاتی ہے اور استاذیم قدس سرہ فرمایا کرتے تھے درمختار کی عبارت وَلاَ یُشْتَــــرَطُ الْعِلْمُ کا معنی یہ ہے کہ تفصیلی علم شرط نہیں ہے۔ اجمالی علم شرط ہے لہٰذا جس طرح نکاح میں اجمالی علم راجح قول پر شرط ہے اسی طرح طلاق میں بھی اجمالی علم شرط ہے۔ مگر ہمارے علم کے مطابق دو قول صرف نکاح میں منقول ہیں مگر طلاق میں صرف ایک ہی قول منقول ہے کہ طلاق کے صریح لفظ میں نہ اجمالی علم شرط ہے اور نہ تفصیلی جو شخص اجمالی علم بھی نہیں رکھتا اس کی طلاق بھی واقع ہو جائے گی لہٰذا خواجہ قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ صواب تھا۔ چنانچہ طلاق کے وقوع کے متعلق درمختار میں ہے: **او تلفظ به غير عالم بمعناه** (کتاب الطلاق) ترجمہ: یا آدمی نے طلاق کے کلمۃ کا تلفظ کیا جبکہ اس کلمۃ کے معنی کو جاننے والا نہیں تھا حاشیہ شامی میں ہے (**قوله غير عالم بمعناه) كما لو قالت اقرء على اعتدى انت طالق ثلثا ففعل طلقت ثلثاً فى القضاءِ لا فيما بينه وبين الله تعالٰى اذا لم**

ہوئے طَلَّقْتُ اِمْرَءَ تِیْ ثَلٰثاً کے الفاظ بطور آیت یادکرادیئے تاکہ اس کی بیوی کو طلاق ہو جائے اور وہ مولوی شادی کر لے۔ وہ بے چارہ سورۃ یٰسین سمجھ کر ان الفاظ کا بیسیوں مرتبہ تکرار کرتا رہا ایک دن مولوی صاحب نے اس شخص کو حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی رحمہ اللہ کے پاس بھیجا کہ جاؤ ان کو سورۃ یٰسین سناؤ تو اس نے جب دوران تلاوت طَلَّقْتُ اِمْرَءَ تِیْ ثَلٰثًا کہا تو حضرت صاحب نے اس کو روک دیا اس ان پڑھ بیچارے نے ساری کہانی سنائی تو بحث ہونے لگی کہ طلاق ہو گئی یا نہیں ہوئی تو خواجہ قمرالدین سیالوی رحمہ اللہ اور ان کے ہمنوا علماء نے فتویٰ دیا کہ طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور ہمارے استاذوں نے فرمایا کہ طلاق نہیں ہوئی کیونکہ بیچارے شوہر کو ان الفاظ سے اتنا علم بھی نہیں تھا کہ ان سے طلاق واقع ہو جاتی ہے اور استاذیم قدس سرہ فرمایا کرتے تھے درمختار کی عبارت وَلَا یُشْتَرَطُ الْعِلْمُ کا معنی یہ ہے کہ تفصیلی علم شرط نہیں ہے۔ اجمالی علم شرط ہے لہٰذا جس طرح نکاح میں اجمالی علم راجح قول پر شرط ہے اسی طرح طلاق میں بھی اجمالی علم شرط ہے۔ مگر ہمارے علم کے مطابق دو قول صرف نکاح میں منقول ہیں مگر طلاق میں صرف ایک ہی قول منقول ہے کہ طلاق کے صریح لفظ میں نہ اجمالی علم شرط ہے اور نہ تفصیلی جو شخص اجمالی علم بھی نہیں رکھتا اس کی طلاق بھی واقع ہو جائے گی لہٰذا خواجہ قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ صواب تھا۔ چنانچہ طلاق کے وقوع کے متعلق درمختار میں ہے: **او تلفظ به غیر عالم بمعناه** (کتاب الطلاق) ترجمہ: یا آدمی نے طلاق کے کلمۃ کا تلفظ کیا جبکہ اس کلمۃ کے معنی کو جاننے والا نہیں تھا حاشیہ شامی میں ہے **(قوله غیر عالم بمعناه) کما لو قالت اقرء علی اعتدی انت طالق ثلثا ففعل طلقت ثلثاً فی القضاءِ لا فیما بینه وبین الله تعالٰی اذا لم**

یعلم الزوج ولم ینو (بحر عن الخلاصة) ترجمہ: شارح کا قول **(غیر عالم بمعناه)** کہ طلاق کے معنی کا عالم نہ ہو جیسا کہ عورت عربی عبارت کے متعلق شوہر کو کہتی ہے پڑھو **(اعتدی انت طالق ثلثا)** یعنی تو عدت شمار کر تجھے تین طلاق ہیں شوہر نے یہ کلمات ادا کر دیئے تو قضاء میں تین طلاق واقع ہو جائیں گی لیکن بندے اور اللہ تعالٰی کے درمیان طلاق واقع نہیں ہوگی جب شوہر معنی نہیں جانتا اور اس نے نیت نہیں کی۔ (بحرالرائق)

شامی کی مذکورۃ عبارت سے معلوم ہوتا ہے طلاق کے وقوع میں شوہر کے لئے طلاق کا اجمالی علم بھی شرط نہیں ہے۔ البتہ دیانت اور عنداللہ طلاق کے وقوع کے لئے علم اجمالی اور نیت شرط ہے۔ لہٰذا طلاق میں صرف ایک ہی قول ہے:

- فتح القدیر میں ہے:

لو لقنت المرء ه زوجت نفسی بالعربیة ولا تعلم معناه وقبل والشهود یعلمون ذالک او لا صح کالطلاق وقیل لا کالبیع (باب النکاح)

اگر کسی عورت کو عربی لغت میں پڑھوایا گیا زوجت نفسی اور وہ زوجت نفسی کا معنی نہیں جانتی تھی اور مرد نے قبول کر لیا اور گواہ معنی جانتے تھے یا نہ نکاح منعقد ہو جائے گا جیسے طلاق واقع ہو جاتی ہے اور بعض علماء نے کہا نکاح نہیں ہوگا جیسے بیع منعقد نہیں ہوتی۔

معلوم ہوا طلاق کے وقوع میں ایک ہی قول ہے اسی لئے طلاق کے ساتھ انعقاد نکاح کو تشبیہ دی گئی اور بیع کے عدم انعقاد میں بھی ایک ہی قول ہے۔ اسی لئے نکاح میں دوسرے قول کو بیع کے ساتھ تشبیہ دی گئی۔ الغرض ہمیں کتب فقہ

کے مطالعہ کرنے سے طلاق کو نکاح پر قیاس کرنے کی روایت نہیں ملی لہٰذا طلاق میں علم اجمالی کا ہونا وقوع طلاق کی شرط نہیں ہے۔

- ہوسکتا ہے طلاق کے باب میں غیر عالم بمعناہ میں قبلہ استاذیم علم تفصیل کی نفی مراد لیتے ہوں لیکن ہمیں کہیں نظر نہیں آیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
- چونکہ نکاح میں دو قول ہیں لہٰذا غیر عالم مبتلی آدمی کسی قول پر بھی عمل کر سکتا ہے۔ کیونکہ غیر عالم کے لئے مختلف اقوال سے کسی قول پر عمل کر لینے کی گنجائش ہوتی ہے۔ مثلاً اگر کوئی آدمی زنا سے بچنے کے لئے لڑکی کو زَوَّجْتُ نَفْسِیْ بِکَ کی عبارت یاد کرا دیتا ہے تاکہ اس کا عمل زنا نہ ہو جائے۔ اور گواہوں کی موجودگی میں لڑکی یہ عبارت پڑھتی ہے اور وہ شخص قَبِلْتُ کہہ دیتا ہے یا مزاح میں ایجاب و قبول کرالیتا ہے تاکہ ناجائز تعلقات جائز ہو جائیں اور گواہوں کو حتیٰ کہ منکوحہ کو بھی نکاح ہو جانے کا علم نہ ہو تو امام ابن ہمام کے قول پر نکاح منعقد ہو جائے گا اور وہ لڑکی اس کی شرعی منکوحہ اور بیوی ہوگی اور لڑکی کے لئے زوجیت والے حقوق شوہر پر لازم ہوں گے۔

یہ تفصیل اس وقت ہے جب نکاح اور تزویج کے صریح لفظوں سے ایجاب اور قبول ہو اور اگر کنایات نکاح سے ایجاب وقبول ہو تو اس وقت عاقدین کے لئے نکاح کرنے کی نیت کے ساتھ ساتھ ایسے قرینہ کا ہونا ضروری ہے جو دلالت کرے کہ ان الفاظ سے نکاح مراد ہے جیسے مہر وغیرہ کا ذکر نکاح کے لئے قرینہ ہوتا ہے یا پھر قبول کرنے والا ایجاب کرنے والے کی تصدیق کرے کہ ان الفاظ سے نکاح مقصود تھا اور کنایات میں گواہوں کا فہم نکاح یا گواہوں کو نکاح کی نیت بتانا بھی شرط ہے۔

کے مطالعہ کرنے سے طلاق کو نکاح پر قیاس کرنے کی روایت نہیں ملی لہٰذا طلاق میں علم اجمالی کا ہونا وقوع طلاق کی شرط نہیں ہے۔

● ہوسکتا ہے طلاق کے باب میں غیر عالم بمعناہ میں قبلہ استاذیم علم تفصیل کی نفی مراد لیتے ہوں لیکن ہمیں کہیں نظر نہیں آیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

● چونکہ نکاح میں دو قول ہیں لہٰذا غیر عالم مبتلی آدمی کسی قول پر بھی عمل کر سکتا ہے۔ کیونکہ غیر عالم کے لئے مختلف اقوال سے کسی قول پر عمل کر لینے کی گنجائش ہوتی ہے۔ مثلاً اگر کوئی آدمی زنا سے بچنے کے لئے لڑکی کو زَوَّجْتُ نَفْسِیْ بِکَ کی عبارت یاد کرا دیتا ہے تاکہ اس کا عمل زنا نہ ہو جائے۔ اور گواہوں کی موجودگی میں لڑکی یہ عبارت پڑھتی ہے اور وہ شخص قَبِلْتُ کہہ دیتا ہے یا مزاح میں ایجاب و قبول کرا لیتا ہے تاکہ ناجائز تعلقات جائز ہو جائیں اور گواہوں کو حتیٰ کہ منکوحہ کو بھی نکاح ہو جانے کا علم نہ ہو تو امام ابن ہمام کے قول پر نکاح منعقد ہو جائے گا اور وہ لڑکی اس کی شرعی منکوحہ اور بیوی ہو گی اور لڑکی کے لئے زوجیت والے حقوق شوہر پر لازم ہوں گے۔

یہ تفصیل اس وقت ہے جب نکاح اور تزویج کے صریح لفظوں سے ایجاب اور قبول ہو اور اگر کنایات نکاح سے ایجاب وقبول ہو تو اس وقت عاقدین کے لئے نکاح کرنے کی نیت کے ساتھ ساتھ ایسے قرینہ کا ہونا ضروری ہے جو دلالت کرے کہ ان الفاظ سے نکاح مراد ہے جیسے مہر وغیرہ کا ذکر نکاح کے لئے قرینہ ہوتا ہے یا پھر قبول کرنے والا ایجاب کرنے والے کی تصدیق کرے کہ ان الفاظ سے نکاح مقصود تھا اور کنایات میں گواہوں کا فہم نکاح یا گواہوں کو نکاح کی نیت بتانا بھی شرط ہے۔

نکاح کے لئے کنائی الفاظ:

● نکاح کے کنائی الفاظ سے مراد وہ الفاظ ہیں جن کے مفہوم میں کسی ذات کی تملیک بروقت اور حالاً ہو لیکن صراحۃً نکاح پر دلالت نہ کریں۔ ایسے الفاظ کنایات نکاح سے ہوتے ہیں۔ مثلاً ہبہ اور تملیک اور صدقہ اور عطیہ اور قرض وغیرھا ان سے ایجاب وقبول کیا جائے اور نکاح کی نیت کر لی جائے گواہ بھی نکاح ہونا سمجھتے ہوں تو نکاح ہو جائے گا۔ مثلاً عورت شوہر کو کہتی ہے وَهَبْتُ نَفْسِیْ مِنْکَ (میں نے اپنا نفس تجھے ہبہ کیا)۔ یا نابالغ لڑکی کا باپ شوہر کو کہتا ہے کہ میں نے اپنی فلانہ لڑکی تجھے ہبہ کی ہے یا بالغ لڑکی کا وکیل شوہر کو کہتا ہے میں نے اپنی مؤکلہ آپ کو ہبہ کی ہے یا آپ کے مؤکل کو ہبہ کی ہے اگر شوہر نے کسی کو وکیل بنایا ہے یا ولی موجود ہے اور شوہر یا اس کا ولی یا وکیل کہتا ہے میں نے قبول کی ہے تو نکاح ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی عورت مرد سے کہتی ہے میں نے اپنے آپ کو آپ کی دلہن کیا، شوہر کہتا ہے میں نے قبول کیا یا مرد کہتا ہے تو میری بیوی ہو جا، لڑکی کہتی ہے میں نے قبول کیا تو نکاح ہو جائے گا۔ لڑکی کا ولی کہتا ہے میں نے اپنی فلانۃ بیٹی آپ کو فروخت کر دی مرد کہتا ہے میں نے خرید کر لی تو نکاح ہو جائے گا کیونکہ حرہ کی بیع ممنوع ہے لہٰذا مجازاً نکاح مراد ہوگا اگر لڑکی کا والد کہتا ہے میں نے آپ کو فلانہ بیٹی اتنے مہر کے ساتھ دے دی یا عطیہ کی اور شوہر کہتا ہے میں نے قبول کی تو نکاح ہو جائے گا۔ الحاصل کنایات نکاح کے الفاظ میں نیت اور قرینہ یا قبول کرنے والے کی تصدیق اور گواہوں کا کنایات سے نکاح سمجھنا خواہ قرائن سے ہو یا اعلام سے ہو نکاح کے منعقد ہونے کی شرط ہے۔

● ہمارے علاقہ بھکر کے مضافات میں ایک برادری کے اجتماع میں متعدد فریقوں میں ایک شخص کے پوچھنے پر باہمی طے شدہ رشتوں کے متعلق ایک نے دوسرے آدمی سے کہا میں نے اپنی بیٹی فلاں کے بیٹے کو دے دی دوسرے نے کہا میں نے آپ کی بیٹی اپنے بیٹے کے لئے قبول کی اسی طرح چار پانچ لوگوں نے باہمی الفاظ کا تبادلہ کیا تو علاقہ کے مفتی استاذ یم فقیہ اعظم شیخ محمد موسیٰ صاحب نوراللہ مرقدہ آستانہ سواگ شریف ضلع لیہ نے سب نکاحوں کے منعقد ہونے کا فتویٰ جاری فرمایا۔ کیونکہ دے دی کے الفظ ہمارے عرف میں ایجاب میں صریح ہیں اور صریح الفاظ میں بغیر نیت بھی اور مزاح کی صورت میں بھی نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ اس لئے آپ نے نکاح کے منعقد ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا۔ ذخیرہ میں ہے ایک شخص کہتا ہے میں نے یہ لڑکی ہزار روپے مہر کے معاوضہ میں آپ کے لئے کر دی، دوسرے نے کہا میں نے قبول کر لی تو نکاح ہو جائے گا۔ کیونکہ عقود میں معانی کا اعتبار ہوتا ہے لفظوں کا اعتبار نہیں ہوتا۔ اگر شوہر بائن شدہ بیوی کو کہتا ہے میں نے اتنے مہر کے معاوضہ تجھ سے رجوع کیا بیوی نے کہا میں نے قبول کیا یا بیوی نے کہا میں آپ پر اپنے آپ کو لوٹاتی ہوں، شوہر نے کہا میں نے قبول کیا یا کسی نے لڑکی سے کہا تو میری ہو جا لڑکی نے کہا ہو گئی یا مرد نے کہا میں تیرے لئے ہو گیا لڑکی نے کہا میں نے قبول کیا ان صورتوں میں نکاح منعقد ہو جائے گا۔ کیونکہ ان الفاظ سے نکاح کا معنی مفہوم ہوتا ہے۔ معلوم ہوا نکاح کے منعقد ہونے کی پہلی شرط کم از کم دو گواہ ہیں لیکن گواہوں کے لئے سات صفات شرط ہیں یہ کہ گواہ (۱) مسلمان ہوں، (۲) اور آزاد ہوں (۳) اور عاقل ہوں (۴) اور بالغ ہوں (۵) اور ایجاب و قبول کو سننے والے ہوں (۶) اور دونوں ایک وقت میں ہی

● ہمارے علاقہ بھکر کے مضافات میں ایک برادری کے اجتماع میں متعدد فریقوں میں ایک شخص کے پوچھنے پر باہمی طے شدہ رشتوں کے متعلق ایک نے دوسرے آدمی سے کہا میں نے اپنی بیٹی فلاں کے بیٹے کو دے دی دوسرے نے کہا میں نے آپ کی بیٹی اپنے بیٹے کے لئے قبول کی اسی طرح چار پانچ لوگوں نے باہمی الفاظ کا تبادلہ کیا تو علاقہ کے مفتی استاذیم فقیہ اعظم شیخ محمد موسیٰ صاحب نوراللہ مرقدہ آستانہ سواگ شریف ضلع لیہ نے سب نکاحوں کے منعقد ہونے کا فتویٰ جاری فرمایا۔ کیونکہ دے دی کے الفظ ہمارے عرف میں ایجاب میں صریح ہیں اور صریح الفاظ میں بغیر نیت بھی اور مزاح کی صورت میں بھی نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ اس لئے آپ نے نکاح کے منعقد ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا۔ ذخیرہ میں ہے ایک شخص کہتا ہے میں نے یہ لڑکی ہزار روپے مہر کے معاوضہ میں آپ کے لئے کردی، دوسرے نے کہا میں نے قبول کر لی تو نکاح ہو جائے گا۔ کیونکہ عقود میں معانی کا اعتبار ہوتا ہے لفظوں کا اعتبار نہیں ہوتا۔ اگر شوہر بائن شدہ بیوی کو کہتا ہے میں نے اتنے مہر کے معاوضہ تجھ سے رجوع کیا بیوی نے کہا میں نے قبول کیا یا بیوی نے کہا میں آپ پر اپنے آپ کو لوٹاتی ہوں، شوہر نے کہا میں نے قبول کیا یا کسی نے لڑکی سے کہا تو میری ہو جا لڑکی نے کہا ہوگئی یا مرد نے کہا میں تیرے لئے ہو گیا لڑکی نے کہا میں نے قبول کیا ان صورتوں میں نکاح منعقد ہو جائے گا۔ کیونکہ ان الفاظ سے نکاح کا معنی مفہوم ہوتا ہے۔ معلوم ہوا نکاح کے منعقد ہونے کی پہلی شرط کم از کم دو گواہ ہیں لیکن گواہوں کے لئے سات صفات شرط ہیں یہ کہ گواہ (۱) مسلمان ہوں، (۲) اور آزاد ہوں (۳) اور عاقل ہوں (۴) اور بالغ ہوں (۵) اور ایجاب وقبول کو سننے والے ہوں (۶) اور دونوں ایک وقت میں ہی

ایجاب وقبول سنیں (۷) اور انہیں کم از علم ہو کہ ان الفاظ سے نکاح ہو رہا ہے۔

دوسری شرط :

● نکاح کے انعقاد میں ایجاب اور قبول کے لئے عاقدین کی مجلس کا اتحاد اور ایک ہونا شرط ہے۔ اگر ایجاب ایک مجلس میں ہو اور قبول دوسری مجلس میں تو نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ کیونکہ نکاح کے وجود شرعی کے لئے ضروری ہے کہ ایجاب اور قبول اور ایجاب وقبول کے درمیان اتصال اور ارتباط ہو یعنی نکاح تین چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ ایجاب اور قبول اور ایجاب اور قبول میں اتصال، چنانچہ شامی میں ہے:

فَلَيْسَ الْعَقْدُ الشَّرْعِيُ مُجَرَّدُ الْاِيْجَابِ وَالْقَبُوْلِ وَلاَ الْاِرْتِبَاطُ وَحَدَه، بَلْ هُوَ مَجْمُوْعُ الثَّلاَثَةِ۔

عقد شرعی فقط ایجاب اور قبول نہیں اور نہ فقط اتصال اور ارتباط ہے بلکہ وہ عقد شرعی تین کا مجموعہ ہے۔

اور ایجاب اور قبول میں اتصال کے لئے لازم ہے کہ ایجاب اور قبول کے زمانوں میں اتصال ہو چنانچہ شامی میں، بحرالرائق سے منقول ہے:

لِاَنَّ شَرْطَ الْاِرْتِبَاطِ اِتِّحَادُ الزَّمَانِ۔

یعنی ایجاب اور قبول کے درمیان ارتباط اور اتصال کی شرط زمان کا اتصال اور ارتباط ہے اور ایجاب وقبول کے زمانہ کے اجزاء میں اتصال کے لئے ضروری ہے کہ ایجاب اور قبول کی مجلس میں اتحاد ہو اگر ایجاب کی مجلس قبول کی مجلس سے مختلف ہوئی تو زمانہ کا اتحاد اور اتصال نہیں ہوگا اور اتحاد زمان نہ ہوا تو ایجاب اور قبول میں اتصال نہیں ہوگا اور ایجاب وقبول میں اتصال نہ ہوا تو نکاح نہیں ہوگا کیونکہ نکاح

ایجاب اور قبول اور ان میں اتصال کے مجموعہ کا نام ہے۔ لہٰذا اتحاد مجلس نکاح کے انعقاد کے لئے شرط ہے چنانچہ شامی میں ہے: **فَجُعِلَ الْمَجْلِسُ جَامِعًا تَيْسِيْرًا** یعنی آسانی کیلئے ایک مجلس کو ایجاب اور قبول کو جمع کرنے والا قرار دیا گیا۔

اتحاد مجلس کیلئے وحدت مکان شرط نہیں ہے:

اتحاد مجلس کیلئے عقد کے وقت متعاقدین کا ایک مکان یا ایک جگہ میں ہونا شرط نہیں ہے۔ کیونکہ اتحاد مجلس کا مفہوم صرف یہ ہے کہ ایجاب اور قبول کا اتصال ہو، لہٰذا ہزاروں میل فاصلہ پر موجود متعاقدین کیلئے اتحاد مجلس بھی ممکن ہے اگر ایجاب اور قبول کا زمانہ ایک ہو، اور ایجاب اور قبول کے اتصال میں کوئی فاصلہ اور وقفہ نہ ہو تو اتحاد مجلس ممکن ہوسکتا ہے۔ موجودہ دور میں فون اور وائرلیس اور فیکس اور انٹرنیٹ پر اکثر بیع وشراء کے معاملات طے پاتے ہیں، بائع اور مشتری کے درمیان ہزاروں میل کا فاصلہ ہوتا ہے۔ اگر ایجاب اور قبول ہو جائے تو بیع نافذ اور لازم ہوگی۔ مثلاً امریکہ میں موجود آدمی فون پر کسی مال کے فروخت کیلئے ایجاب کرتا ہے اور پاکستان میں موجود فون پر قبول کرتا ہے تو عقد منعقد ہو جائے گا۔ لہٰذا دنیا بھر میں ہونے والے عقود اور بیوع اور خرید و فروخت کے معاملات صرف عاقدین کے ایجاب اور قبول سے فون اور انٹرنیٹ اور فیکس کے ذریعہ منعقد اور لازم ہوں گے۔ مگر نکاح کے ایجاب اور قبول کے لئے مجلس عقد میں ایجاب اور قبول کے وقت کم از کم دو گواہوں کا ہونا اور ایجاب اور قبول سننا شرط ہے اس لئے اگر مجلس عقد میں موجود دو گواہ نکاح کے وقت ایجاب اور قبول سن رہے ہیں اور ایجاب کرنے والا امریکہ میں ہے اور قبول کرنے والی خاتون یا اس کا وکیل مجلس عقد میں ہے تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔

نوٹ: میں نے رفیق العروسین میں اپنے مطالعہ کی بنیاد پر اتحاد مجلس کا مذکور مفہوم لکھ دیا

ایجاب اور قبول اور ان میں اتصال کے مجموعہ کا نام ہے۔ لہٰذا اتحاد مجلس نکاح کے انعقاد کے لئے شرط ہے چنانچہ شامی میں ہے: **فَجُعِلَ الْمَجْلِسُ جَامِعًا تَيْسِيْرًا** یعنی آسانی کیلئے ایک مجلس کو ایجاب اور قبول کو جمع کرنے والا قرار دیا گیا۔

اتحاد مجلس کیلئے وحدت مکان شرط نہیں ہے:

اتحاد مجلس کیلئے عقد کے وقت متعاقدین کا ایک مکان یا ایک جگہ میں ہونا شرط نہیں ہے۔ کیونکہ اتحاد مجلس کا مفہوم صرف یہ ہے کہ ایجاب اور قبول کا اتصال ہو، لہٰذا ہزاروں میل فاصلہ پر موجود متعاقدین کیلئے اتحاد مجلس بھی ممکن ہے اگر ایجاب اور قبول کا زمانہ ایک ہو، اور ایجاب اور قبول کے اتصال میں کوئی فاصلہ اور وقفہ نہ ہو تو اتحاد مجلس ممکن ہوسکتا ہے۔ موجودہ دور میں فون اور وائرلیس اور فیکس اور انٹرنیٹ پر اکثر بیع وشراء کے معاملات طے پاتے ہیں، بائع اور مشتری کے درمیان ہزاروں میل کا فاصلہ ہوتا ہے۔ اگر ایجاب اور قبول ہو جائے تو بیع نافذ اور لازم ہوگی۔ مثلاً امریکہ میں موجود آدمی فون پر کسی مال کے فروخت کیلئے ایجاب کرتا ہے اور پاکستان میں موجود فون پر قبول کرتا ہے تو عقد منعقد ہو جائے گا۔ لہٰذا دنیا بھر میں ہونے والے عقود اور بیوع اور خرید و فروخت کے معاملات صرف عاقدین کے ایجاب اور قبول سے فون اور انٹرنیٹ اور فیکس کے ذریعہ منعقد اور لازم ہوں گے۔ مگر نکاح کے ایجاب اور قبول کے لئے مجلس عقد میں ایجاب اور قبول کے وقت کم از کم دو گواہوں کا ہونا اور ایجاب اور قبول سننا شرط ہے اس لئے اگر مجلس عقد میں موجود دو گواہ نکاح کے وقت ایجاب اور قبول سن رہے ہیں اور ایجاب کرنے والا امریکہ میں ہے اور قبول کرنے والی خاتون یا اس کا وکیل مجلس عقد میں ہے تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔

نوٹ: میں نے رفیق العروسین میں اپنے مطالعہ کی بنیاد پر اتحاد مجلس کا مذکور مفہوم لکھ دیا

تھا اور فون پر نکاح کے جواز کی شرط اتحاد مجلس کا یہی مفہوم ذکر کیا تھا کہ عاقدین کے ایجاب اور قبول میں اتصال کا ہونا اتحاد مجلس ہے۔ لہٰذا فون پر ایجاب اور قبول سے نکاح منعقد ہو جائے گا اور میں نے بعض علماء کی جانب سے اتحاد مجلس کا مفہوم اتحاد مکان بیان کرنے کا رد کر دیا تھا، مگر فقہ کی قدیم کتب میں صریح الفاظ میں اپنے مؤقف پر کوئی عبارت نہیں ملی تھی۔ کتاب چھپ گئی ایک عرصہ کے بعد میں نے ڈاکٹر وھبہ زحیلی کی کتاب ''الفقہ الاسلامی وادلتہ'' خریدی تو میں نے اس کتاب میں اتحاد مجلس کا صریح عبارت میں وہی مفہوم پایا جو میں نے اپنے مطالعہ کی روشنی میں اپنی کتاب رفیق العروسین میں ذکر کیا تھا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ الفقہ الاسلامی کی عبارت ملاحظہ ہو۔

ليس المراد من اتحاد المجلس المطلوب في كل عقد كما بينا كون المتعاقدين في مكان واحد لانه قد يكون مكان احدهما غير مكان الآخر اذا وجد بينهما واسطة اتصال كالتعاقد بالهاتف او اللاسلكي او بالمراسلة (الكتابة) انما المراد باتحاد المجلس اتحاد الزمن او الوقت الذي يكون المتعاقدان مقبلين فيه بالتعاقد فمجلس العقد هو الحال التي يكون فيها المتعاقدان مقبلين على التفاوض في العقد وعن هذا قال الفقهاء ان المجلس يجمع المتفرقات) وعلى هذا يكون مجلس العقد في المكالمة الهاتفية او اللاسلكية وهو زمن الاتصال مادام الكلام في شان العقد فان انتقل المتحدثان الى حديث آخر انتهى المجلس الخ (ص ۱-۲۹۵۰، ج ۴، الفقہ الاسلامی وادلتہ (لاستاذ وھبۃ الزحیلی) (مکتبہ دار الفکر)

پھر فرمایا:

ومجلس التعاقد بارسال رسول او بتوجیه خطاب او بالبرقیه او التلکس او الفاکس ونحوها هو مجلس تبلیغ الرسالة او وصول الخطاب او البرقیة او اشعار التیلکس او الفاکس الخ

ہر عقد میں مطلوب اتحاد مجلس سے مراد جس طرح ہم نے بیان کیا متعاقدین کا ایک مکان میں ہونا شرط نہیں ہے، کیونکہ کبھی ایک عاقد کا مکان دوسرے کے مکان کا غیر ہوتا ہے، جب دونوں متعاقدین کے درمیان اتصال کا واسطہ پایا جاتا ہے، جس طرح فون کے ذریعہ یا وائرلیس کے ذریعہ یا مراسلہ اور کتابت کے ذریعہ معاملہ کیا جائے لہٰذا اتحاد مجلس سے مراد زمانہ اور اس وقت کا اتحاد ہے جس میں متعاقد عقد کرنے کے معاملہ میں مشغول ہوں پس عقد کی مجلس وہ حال ہے جس میں متعاقدین عقد میں مبادلۃ اور مفاوضہ مال کیلئے متوجہ ہوں اسی بنیاد پر فقہاء نے فرمایا کہ مجلس متفرقات کو جمع کرتی ہے پس مجلس کے اتحاد کے مذکور مفہوم کی بنیاد پر فون یا وائرلیس پر مکالمہ کے وقت عقد کی مجلس باہم اتصال کا زمانہ ہوگا جب اُن کی کلام عقد کے معاملہ میں ہوگی جب باہمی گفتگو کرنے والے دو فرد کسی دوسرے معاملہ میں گفتگو شروع کریں گے تو مجلس ختم ہو جائے گی۔ پھر فرمایا باہم عقد اور سودا کرنے کی مجلس جب عقد بذریعہ پیغام پہنچانے والے یا خطاب کے متوجہ کرنے یا تار کے ذریعہ سے یا ٹیلیکس یا فیکس یا اس کی مثل آلات کے ذریعہ سے ہو میں وہ مجلس کا عقد پیغام پہنچے کی یا خطاب کے وصول ہونے کی یا تار پہنچنے کی یا ٹیلیکس یا فیکس کے علم ہو جانے کی مجلس ہوگی۔

- اگر مجلس طویل ہو جائے لیکن تبدیل نہ ہو اور ایجاب ابتداء مجلس میں ہو

پھر فرمایا:

ومجلس التعاقد بارسال رسول او بتوجيه خطاب او بالبرقيه او التلكس او الفاكس ونحوها هو مجلس تبليغ الرسالة او وصول الخطاب او البرقية او اشعار التيلكس او الفاكس الخ

ہر عقد میں مطلوب اتحادِ مجلس سے مراد جس طرح ہم نے بیان کیا متعاقدین کا ایک مکان میں ہونا شرط نہیں ہے، کیونکہ کبھی ایک عاقد کا مکان دوسرے کے مکان کا غیر ہوتا ہے، جب دونوں متعاقدین کے درمیان اتصال کا واسطہ پایا جاتا ہے، جس طرح فون کے ذریعہ یا وائرلیس کے ذریعہ یا مراسلہ اور کتابت کے ذریعہ معاملہ کیا جائے لہٰذا اتحادِ مجلس سے مراد زمانہ اور اس وقت کا اتحاد ہے جس میں متعاقد عقد کرنے کے معاملہ میں مشغول ہوں پس عقد کی مجلس وہ حال ہے جس میں متعاقدین عقد میں مبادلۃ اور مفاوضہ مال کیلئے متوجہ ہوں اسی بنیاد پر فقہاء نے فرمایا کہ مجلس متفرقات کو جمع کرتی ہے پس مجلس کے اتحاد کے مذکور مفہوم کی بنیاد پر فون یا وائرلیس پر مکالمہ کے وقت عقد کی مجلس باہم اتصال کا زمانہ ہوگا جب اُن کی کلام عقد کے معاملہ میں ہوگی جب باہمی گفتگو کرنے والے دو فرد کسی دوسرے معاملہ میں گفتگو شروع کریں گے تو مجلس ختم ہو جائے گی۔ پھر فرمایا باہم عقد اور سودا کرنے کی مجلس جب عقد بذریعہ پیغام پہنچانے والے یا خطاب کے متوجہ کرنے یا تار کے ذریعہ سے یا ٹیلیکس یا فیکس یا اس کی مثل آلات کے ذریعہ سے ہو میں وہ مجلس کا عقد پیغام پہنچے کی یا خطاب کے وصول ہونے کی یا تار پہنچنے کی یا ٹیلیکس یا فیکس کے علم ہو جانے کی مجلس ہوگی۔

● اگر مجلس طویل ہو جائے لیکن تبدیل نہ ہو اور ایجاب ابتداء مجلس میں ہو

اور قبول وقفہ کے بعد مجلس کے آخر میں ہو تو مجلس کی وحدت کی وجہ سے ایجاب و قبول میں اتصال تسلیم کیا جائے گا اور نکاح ہو جائے گا، جس طرح طلاق کا اختیار دی گئی بیوی کو مجلس کے بدلنے سے پہلے تک اگرچہ مجلس طویل ہو جائے طلاق لینے کا اختیار باقی رہتا ہے۔ اسی طرح ایجاب اور قبول کی مجلس بدلنے تک اتصال باقی رہتا ہے۔ چنانچہ اتحادِ مجلس کے متعلق کتاب البیوع میں علامہ شامی لکھتے ہیں **(قوله في المجلس) حتى لو تكلم البائع مع انسان في حاجة فانه يبطل (بحر)** (ترجمہ) شارح کا قول فی المجلس) حتیٰ کہ اگر بائع ایجاب کے بعد (مشتری کے قبول کرنے سے پہلے) کسی دوسرے انسان سے کسی حاجت میں کلام شروع کر دے تو ایجاب باطل ہو جائے گا۔ (بحرالرائق)

● پھر فرمایا:

فالمراد بالمجلس مالا يوجد فيه ما يدل على الاعراض و ان لا يشتغل بمفوت له فيه وان لم يكن للاعراض افاده في النهر فان وجد بطل ولو اتحد المكان (ط)

پس مجلس سے مراد یہ ہے کہ اس میں اعراض پر دلالت والا قول یا عمل نہ پایا جائے اور ایسے عمل میں مشغول نہ ہو جو ایجاب کے لئے فناء کرنے والا ہوا اگرچہ وہ عمل اعراض کے لئے نہ ہو (یہ بات نہر الفائق سے مستفاد ہے) اگر ایسا عمل پایا گیا تو مجلس باطل ہو جائیگی اگرچہ مکان ایک ہو۔ (طحطاوی)

● درمختار میں ہے **مالم يقبل بطل الايجاب ان رجع الموجب قبل القبول او قام احدهما وان لم يذهب عن مجلسهٖ على**

الـراجـح (نهـر) وابن الكمال فانه كمجلس خيار المخيرة وكذا سائر التمليكات۔ (فتح)

جب تک قبول نہ کرے اگر قبول سے پہلے ایجاب والا رجوع کر لے تو ایجاب باطل ہو جائے گا یا دو میں سے ایک کھڑا ہو جائے اگر چہ اس مجلس سے وہ نہ جائے (راجح قول پر) (نہر) ابن کمال۔ کیونکہ بیع اور شراء کی مجلس اس مخیّرۃ عورت کی مجلس کی طرح ہے جس کو مجلس میں طلاق تفویض کی گئی ہے اور یہی حکم باقی تملیکات کا ہے۔

- شامی میں ہے:

قـوله وان لم يذهب عن مجلسه على الراجح و قيل لا يبطل مـادام فـى مـكـانـه (بحر) ويبطل بالقيام وان كان لمصلحة لامعـرضـا كما فى القنية قال فى النهرو اختلاف المجلس بـاعتـراض مـا يدل على الاعراض من الاشتغال بعملٍ آخر كـا كـل الا اذا كـان لقمةً وشُرُبٍ الا اذا كان الاناء فى يده ونـومٍ الا اذا يـكـونـا جـالسيـن وصلاةٍ الا اتمام الفريضة او شـفع نفلا وكلامٍ ولو لحاجة ومشيٍ مطلقا فى ظاهر الرواية حتـى لـو تبـايعـا وهـمـا يـمشيان او يسيران ولو على دابة واحدة لم يصح واختار غير واحد كالطحاوى انه ان اجاب عـلـى فـور كـلامــه جـاز وصـحـحـه فى المحيط وقال فى الـخـلاصة لـوقبـل بعد مامشى خطوةً او خطوتَيُنِ جاز وفى مجمع التفاريق وبه ناخذ (کتاب البیوع)۔

الـراجـح (نهـر) وابن الكمال فانه كمجلس خيار المخيرة وكذا سائر التمليكات۔(فتح)

جب تک قبول نہ کرے اگر قبول سے پہلے ایجاب والا رجوع کرلے تو ایجاب باطل ہو جائے گا یا دو میں سے ایک کھڑا ہو جائے اگر چہ اس مجلس سے وہ نہ جائے (راجح قول پر)(نہر) ابن کمال۔ کیونکہ بیع اور شراء کی مجلس اس مخیّرۃ عورت کی مجلس کی طرح ہے جس کو مجلس میں طلاق تفویض کی گئی ہے اور یہی حکم باقی تملیکات کا ہے۔

- شامی میں ہے:

قوله وان لم يذهب عن مجلسه على الراجح و قيل لا يبطل مادام في مكانه (بحر) ويبطل بالقيام وان كان لمصلحة لامعرضا كما في القنية قال في النهرو اختلاف المجلس باعتراض ما يدل على الاعراض من الاشتغال بعملٍ آخر كاكل الا اذا كان لقمةً وشُرُبٍ الا اذا كان الاناء في يده ونومٍ الا اذا يكونا جالسين وصلاةٍ الا اتمام الفريضة او شفع نفلا وكلامٍ ولو لحاجة ومشيٍ مطلقا في ظاهر الرواية حتى لو تبايعا وهما يمشيان او يسيران ولو على دابة واحدة لم يصح واختار غير واحد كالطحاوى انه ان اجاب على فور كلامه جاز وصححه في المحيط وقال في الخلاصة لوقبل بعد مامشى خطوةً او خطوتَينِ جاز وفي مجمع التفاريق وبه ناخذ (کتاب البیوع)۔

نہر الفائق والے کا قول اگر چہ کھڑا ہونے والا شخص اس مجلس سے نہ جائے راجح قول پر ایجاب باطل کر دے گا یہ ایک قول ہے اور ایک ضعیف قول یہ ہے ایجاب اس وقت تک باطل نہیں ہوگا جب تک وہ اسی مکان میں رہے گا۔ اور یہ قول کہ عاقدین میں سے کسی ایک کے قیام سے ایجاب باطل ہو جاتا ہے یعنی مجلس تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر چہ کھڑا ہونا کسی مصلحت کے لئے ہو اور اعراض کے لئے نہ ہو جیسا کہ قنیہ میں ہے اور نہر الفائق والے نے نہر میں فرمایا کہ مجلس کا اختلاف اور تبدیل ہونا اس وقت ثابت ہو جاتا ہے جب ایجاب اور قبول کے درمیان میں وہ چیز پائی جائے جو اعراض پر دلالت کرتی ہو۔ دوسرے عمل میں مشغول ہو جانا جیسا کھانے میں مشغول ہو جانا مگر ایک لقمہ ہو یا پینے میں مشغول ہو جانا مگر یہ کہ برتن اس کے ہاتھ میں ہو یا نیند میں مشغول ہو جانا مگر یہ کہ دونوں بیٹھے نیند کریں یا نماز میں مشغول ہو جانا مگر یہ کہ فرض کی تکمیل ہو یا دوگانہ نفل پڑھی جائے یا کلام میں مشغول ہو جانا اگر چہ کسی حاجت کی وجہ سے ہو یا چلنے میں مشغول ہو جانا ظاہرا الروایت میں چلنے سے مطلقاً مجلس باطل اور تبدیل ہو جاتی ہے حتیٰ کہ دونوں بائع اور مشتری نے چلتے چلتے خرید وفروخت کے کلمات کہے یا کسی جانور پر سوار ہو کر چل رہے ہیں تو بیع صحیح نہیں ہوگی اور ایک سے زائد علماء نے جیسے علامہ طحاوی نے یہ اختیار کیا کہ اگر مشتری نے چلتے ہوئے بائع کی کلام کے بعد فوراً قبول کیا تو جائز ہے۔ اور محیط میں اسی کی تصحیح کی گئی ہے اور خلاصہ والے

نے کہا اگر ایجاب کے بعد ایک قدم یا دو قدم چلا اور پھر قبول کیا تو جائز ہے اور مجمع التفاریق میں ہے اسی کو ہم لیتے ہیں۔

(کتاب البیوع شامی)

معلوم ہوا اتحاد مجلس کا مفہوم یہ ہے کہ موجب یعنی ایجاب کرنے والے کے ایجاب کے وقت قبول کرنے والا جس حالت میں تھا اسی حالت میں قبول کرے اگر قابل کی قبول کرتے وقت وہ حالت نہ رہے جو ایجاب کے وقت تھی یا قابل تو اسی حالت میں رہے لیکن موجب قبول کے وقت ایجاب والی حالت پر نہ رہے تو اتحاد مجلس نہیں رہے گا اور بیع اور نکاح نہیں ہوگا۔

مثلاً دلہن نے دولہا سے کہا میں نے آپ سے نکاح کیا یہ ایجاب ہے اور اس وقت دولہا بیٹھا ہوا تھا وہ کھڑا ہو کر کہتا ہے میں نے قبول کیا تو قبول کی مجلس تبدیل ہوگئی۔ نکاح نہیں ہوگا کیونکہ ایجاب اور قبول میں اتصال نہیں رہا۔ یا لڑکی نے لڑکے کو کہا میں نے آپ سے نکاح کیا اور لڑکا اس وقت بیٹھا ہوا تھا لیکن کوئی کام نہیں کر رہا تھا پھر اس نے روٹی کھانا شروع کر دی یا غیر متعلقہ اجنبی کلام شروع کر دی یا کوئی ایسا عمل شروع کر دیا جو اعراض پر اور ایجاب کے رد پر دلالت کرتا ہے اور پھر کہا میں نے قبول کیا تو نکاح نہیں ہوگا کیونکہ اجنبی عمل کرنے سے قبول کی مجلس تبدیل ہوگئی اسی طرح اگر قابل تو ایجاب کے وقت کی حالت پر قائم رہا لیکن اس کے قبول کرنے کے وقت موجب نے مجلس بدل لی اور ایجاب والی حالت کو قائم نہیں رکھا تو نکاح نہیں ہوگا مثلاً قبول کرنے والے شخص کے قبول کے وقت موجب کھڑا ہوگیا یا کھڑا ہو کر چل پڑا تو ایجاب کی مجلس بدل جانے سے ایجاب وقبول کی مجلس ایک نہیں رہی لہٰذا نکاح نہیں ہوگا۔ کیونکہ ایجاب اور قبول کی

نے کہا اگر ایجاب کے بعد ایک قدم یا دو قدم چلا اور پھر قبول کیا تو جائز ہے اور مجمع التفاریق میں ہے اسی کو ہم لیتے ہیں۔

(کتاب البیوع شامی)

معلوم ہوا اتحاد مجلس کا مفہوم یہ ہے کہ موجب یعنی ایجاب کرنے والے کے ایجاب کے وقت قبول کرنے والا جس حالت میں تھا اسی حالت میں قبول کرے اگر قابل کی قبول کرتے وقت وہ حالت نہ رہے جو ایجاب کے وقت تھی یا قابل تو اسی حالت میں رہے لیکن موجب قبول کے وقت ایجاب والی حالت پر نہ رہے تو اتحاد مجلس نہیں رہے گا اور بیع اور نکاح نہیں ہوگا۔

مثلاً دلہن نے دولہا سے کہا میں نے آپ سے نکاح کیا یہ ایجاب ہے اور اس وقت دولہا بیٹھا ہوا تھا وہ کھڑا ہو کر کہتا ہے میں نے قبول کیا تو قبول کی مجلس تبدیل ہوگئی۔ نکاح نہیں ہوگا کیونکہ ایجاب اور قبول میں اتصال نہیں رہا۔ یا لڑکی نے لڑکے کو کہا میں نے آپ سے نکاح کیا اور لڑکا اس وقت بیٹھا ہوا تھا لیکن کوئی کام نہیں کر رہا تھا پھر اس نے روٹی کھانا شروع کر دی یا غیر متعلقہ اجنبی کلام شروع کر دی یا کوئی ایسا عمل شروع کر دیا جو اعراض پر اور ایجاب کے رد پر دلالت کرتا ہے اور پھر کہا میں نے قبول کیا تو نکاح نہیں ہوگا کیونکہ اجنبی عمل کرنے سے قبول کی مجلس تبدیل ہوگئی اسی طرح اگر قابل تو ایجاب کے وقت کی حالت پر قائم رہا لیکن اس کے قبول کرنے کے وقت موجب نے مجلس بدل لی اور ایجاب والی حالت کو قائم نہیں رکھا تو نکاح نہیں ہوگا مثلاً قبول کرنے والے شخص کے قبول کے وقت موجب کھڑا ہو گیا یا کھڑا ہو کر چل پڑا تو ایجاب کی مجلس بدل جانے سے ایجاب وقبول کی مجلس ایک نہیں رہی لہٰذا نکاح نہیں ہوگا۔ کیونکہ ایجاب اور قبول کی

مجالس مختلف ہونے سے ایجاب اور قبول کے درمیان اتصال منقطع ہو جاتا ہے اور اتصال نکاح کا رکن ہے۔ قدیم فقہاء کی ذکر کردہ جزئیات سے معلوم ہوتا ہے جالس شخص کے قیام اور کھڑا ہونے سے اس کی مجلس تبدیل ہو جاتی ہے اور ایک عمل کو چھوڑ کر دوسرا عمل شروع کرنے سے بھی مجلس تبدیل ہو جاتی ہے۔ شامی میں بحر الرائق سے نقل کیا گیا ہے:

فَلَوِ اخْتَلَفَ الْمَجْلِسُ لَمْ يَنْعَقِدْ فَلَوْ اَوْجَبَ اَحَدُهُمَا فَقَامَ الْاٰخَرُ اَوِ اشْتَغَلَ بِعَمَلٍ اٰخَرَ بَطَلَ الْاِيْجَابُ۔

اگر مجلس مختلف ہو تو نکاح منعقد نہیں ہوگا پس اگر ایک نے ان دو میں سے ایجاب کیا اور دوسرا کھڑا ہو گیا یا دوسرا کسی دوسرے کام میں مشغول ہو گیا تو ایجاب باطل ہو جائے گا۔

اتحاد مجلس کی توضیح:

● عاقدین کے درمیان مجلس میں اتحاد کا مفہوم یہ بھی ہے کہ ایجاب اور قبول کے وقت دونوں اپنی اپنی جگہ پر قائم رہیں وقت اور جگہ نہ بدلیں کیونکہ ایجاب اور قبول کی جگہ اور وقت کے اختلاف اور تبدیلی سے بھی مجلس تبدیل ہو جاتی ہے۔ جیسے شامی میں فرمایا:

وَلَوْ عَقَدَا وَهُمَا يَمْشِيَانِ اَوْ يَسِيْرَانِ عَلَى الدَّابَّةِ لَا يَجُوْزُ وَاِنْ كَانَ عَلٰى سَفِيْنَةٍ سَائِرَةٍ جَازَ اه اَىْ لِاَنَّ السَّفِيْنَةَ فِىْ حُكْمِ مَكَانٍ وَاحِدٍ۔

اگر دونوں عاقدین نے عقد کیا یعنی ایجاب اور قبول کیا اور دونوں چل رہے تھے یا جانور پر سوار ہو کر جا رہے تھے تو دونوں صورتوں میں عقد

جائز نہیں ہوگا اور اگر چلنے والی کشتی پر عقد نکاح کیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا کیونکہ کشتی ایک مکان کے حکم میں ہے۔

عاقدین کا پیدل چلتے ہوئے ایجاب وقبول کرنے سے نکاح اس لئے نہیں ہوتا کہ ایجاب کے وقت قبول کرنے والا جس جگہ پر تھا قبول کرنے کے وقت اس نے جگہ کو چھوڑ دیا اور دوسری جگہ قدم رکھنے کی وجہ سے اس کی مجلس تبدیل ہوگئی اور بعد میں قبول کیا لہٰذا نکاح نہیں ہوگا۔ اسی طرح جانور پر سوار عاقدین کا چلتے ہوئے جانور پر ایجاب وقبول کرنے سے نکاح نہیں ہوگا کیونکہ ایجاب کے وقت جو قابل کی جگہ تھی وہ جانور کے چلنے سے باقی نہیں رہتی جانور قبول کے تلفظ کے وقت دوسری جگہ پہنچ گیا ہوتا ہے چونکہ جانور پر سوار آدمی جانور کو چلا رہا ہے اس لئے جانور کا چلنا درحقیقت سوار آدمیوں کا چلنا ہے لہٰذا ایجاب اور قبول کی جگہ مختلف ہونے سے اتحاد مجلس نہیں رہا اس لئے نکاح نہیں ہوگا اور جانور کی پشت کی وحدت کا لحاظ نہیں ہوگا لیکن چلتی کشتی میں بیٹھنے والے عاقدین کے ایجاب وقبول سے نکاح منعقد ہو جائے گا کیونکہ کشتی کے چلنے کی نسبت سواریوں کی طرف نہیں ہوتی بلکہ کشتی چلانے والی ہوا یا پانی کے بہاؤ کی طرف ہوتی ہے اس لئے کشتی اور جانور میں فرق ہے۔ چلتی کشتی میں سوار لوگوں میں اتحاد مجلس قائم رہتا ہے لیکن چلتے جانور پر سوجار عاقدین کی مجلس مختلف ہو جاتی ہے۔ فقہاء قدیم نے نہایت لطیف نکتہ کو بیان کرتے ہوئے لکھا کہ اگر جانور سرکش ہو اور لگام یا زمام سے کنٹرول نہ ہو سکے تو اس سرکش جانور پر سوار عاقدین کے ایجاب اور قبول سے بھی نکاح منعقد ہو جائے گا اسی طرح اگر جانور کا لگام یا زمام جانور کے قائد (آگے کھینچنے والے) کے ہاتھ میں ہو اور جانور کا کنٹرول سوار عاقدین کے پاس نہ ہو سوار کجاوہ یا محمل

جائز نہیں ہوگا اور اگر چلنے والی کشتی پر عقد نکاح کیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا کیونکہ کشتی ایک مکان کے حکم میں ہے۔

عاقدین کا پیدل چلتے ہوئے ایجاب وقبول کرنے سے نکاح اس لئے نہیں ہوتا کہ ایجاب کے وقت قبول کرنے والا جس جگہ پر تھا قبول کرنے کے وقت اس نے جگہ کو چھوڑ دیا اور دوسری جگہ قدم رکھنے کی وجہ سے اس کی مجلس تبدیل ہوگئی اور بعد میں قبول کیا لہٰذا نکاح نہیں ہوگا۔ اسی طرح جانور پر سوار عاقدین کا چلتے ہوئے جانور پر ایجاب وقبول کرنے سے نکاح نہیں ہوگا کیونکہ ایجاب کے وقت جو قابل کی جگہ تھی وہ جانور کے چلنے سے باقی نہیں رہتی جانور قبول کے تلفظ کے وقت دوسری جگہ پہنچ گیا ہوتا ہے چونکہ جانور پر سوار آدمی جانور کو چلا رہا ہے اس لئے جانور کا چلنا درحقیقت سوار آدمیوں کا چلنا ہے لہٰذا ایجاب اور قبول کی جگہ مختلف ہونے سے اتحاد مجلس نہیں رہا اس لئے نکاح نہیں ہوگا اور جانور کی پشت کی وحدت کا لحاظ نہیں ہوگا لیکن چلتی کشتی میں بیٹھنے والے عاقدین کے ایجاب وقبول سے نکاح منعقد ہو جائے گا کیونکہ کشتی کے چلنے کی نسبت سواریوں کی طرف نہیں ہوتی بلکہ کشتی چلانے والی ہوا یا پانی کے بہاؤ کی طرف ہوتی ہے اس لئے کشتی اور جانور میں فرق ہے۔ چلتی کشتی میں سوار لوگوں میں اتحاد مجلس قائم رہتا ہے لیکن چلتے جانور پر سوجار عاقدین کی مجلس مختلف ہو جاتی ہے۔ فقہاء قدیم نے نہایت لطیف نکتہ کو بیان کرتے ہوئے لکھا کہ اگر جانور سرکش ہو اور لگام یا زمام سے کنٹرول نہ ہو سکے تو اس سرکش جانور پر سوار عاقدین کے ایجاب اور قبول سے بھی نکاح منعقد ہو جائے گا اسی طرح اگر جانور کا لگام یا زمام جانور کے قائد (آگے کھینچنے والے) کے ہاتھ میں ہو اور جانور کا کنٹرول سوار عاقدین کے پاس نہ ہو سوار کجاوہ یا محمل

میں سوار ہوں تو عاقدین کے ایجاب اور قبول سے نکاح ہو جائے گا۔ کیونکہ اس قسم کے جانور کا حکم کشتی والا ہے، ایسے جانور کے چلنے کی نسبت عاقدین کی طرف نہیں ہوگی۔ اس لئے مجلس کا اختلاف لازم نہیں آئے گا۔ (درمختار اور ردالمحتار)

● اور عاقدین کے درمیان مجلس میں اتحاد کی شرط کا مفہوم یہ بھی ہے کہ ایجاب کے بعد اور قبول سے پہلے یعنی ایجاب اور قبول کے درمیان عاقدین میں سے کوئی آدمی ایسا عمل نہ کرے جو اعراض یا رجوع یا ایجاب کے رد کرنے پر دلالت کرتا ہو بالفرض عاقدین ایک حالت پر ایجاب اور قبول کریں اور جگہ بھی نہ بدلیں لیکن ایجاب کے بعد کھانے میں یا پانی پینے میں مشغول ہو جائیں یا دونوں سے ایک سو جائے یا نماز پڑھنی شروع کر دے اور یا دوسرے آدمی کے قبول کرنے سے پہلے ایجاب سے رجوع کر لیا جائے قبول کرنے والا عاقد مذکورہ اعمال اور رجوع کے بعد قبول کرے تو نکاح منعقد نہیں ہوگا کیونکہ ان صورتوں میں اگرچہ حقیقت میں مجلس تبدیل نہیں ہوئی لیکن اجنبی عمل میں مشغول ہونے کی وجہ سے یا رجوع یا رد کی وجہ سے حکم میں مجلس تبدیل ہوگئی، چونکہ مجلس کی حکمی تبدیلی ثابت ہے اس لئے نکاح نہیں ہوگا۔ چنانچہ مخیرّہ (طلاق کا اختیار دی گئی بیوی) کے مسائل میں مذکور ہے کہ:

لِتَبَدّلِ مَجْلِسِهَا حَقِيقَةً اَوْ حُكْماً بِاَنْ تَعْمَلَ مَا يَقْطَعُه، مِمَّا يَدُلُّ عَلَى الْاِعْرَاضِ۔

یعنی جب مخیرّہ کی مجلس حقیقتاً تبدیل ہو جائے جیسے قعود سے ایسا قیام ہو جو اعراض پر دلالت کرے یا حکماً مجلس تبدیل ہو جائے جیسے مخیرّہ ایسا عمل شروع کر دے جو اعراض پر دلالت کرے اور مجلس کے لئے قاطع

ہو تو خیار باطل ہو جائے گا۔

معلوم ہوا جلوس کو ترک کر کے قیام کرنے سے حقیقتاً مجلس تبدیل ہو جاتی ہے اور غیر متعلقہ عمل شروع کرنے سے حکماً مجلس تبدیل ہو جاتی ہے لہٰذا ایجاب اور قبول میں قعود سے قیام مطلقاً کسی وجہ سے بھی ہو اتصال کے لئے قاطع ہوگا کیونکہ ایجاب وقبول میں قیام مجلس کی تبدیل کا باعث ہوتا ہے لیکن مخیّرہ کا قیام اگر اعراض پر دلالت کرے تو وہ قیام خیار کو باطل کر دے گا اگر اعراض پر دلالت نہ کرے تو وہ خیار کو باطل نہیں کرے جیسے عنقریب آئے گا اور عمل سے مراد بھی وہ عمل ہے جو اعراض پر دلالت کرے اگر ایسا عمل ہو جو اعراض پر دلالت نہ کرے تو وہ مجلس کے لئے قاطع نہیں ہوگا مثلاً مخیّرہ کے شوہر نے بیوی کو اختیار دیا اور بیوی نے ہاتھ میں موجود برتن سے پانی پیا یا گواہوں کے بلانے کے لئے کپڑے بدلے تو یہ عمل قطعی طور پر اعراض کی دلیل نہیں ہوگا۔ لہٰذا مجلس کے منقطع ہونے کے لئے قیام یا ایسا عمل ضروری ہے جو اعراض پر دلالت کرے۔

اتحاد مجلس کا مفہوم یہ بھی ہے کہ ایجاب اور قبول کے درمیان ایجاب اور قبول سے غیر متعلق اجنبی کلام کا واسطہ نہ ہو ایجاب کے بعد قابل کی طرف سے اجنبی اور غیر متعلقہ کلام بھی مجلس کے لئے قاطع ہوتی ہے۔ شامی میں ہے:

دَخَلَ فِی الْعَمَلِ الْکَلَامُ الْاَجْنَبِیُّ یعنی عمل میں غیر متعلقہ کلام بھی داخل ہے۔ لہٰذا وہ ایجاب اور قبول جن میں غیر متعلقہ گفتگو واسطہ ہو جائے اس ایجاب اور قبول سے نکاح نہیں ہوگا۔ درمختار میں ہے:

وَالْفُلْکُ لَهَا کَالْبَیْتِ وَسَیْرُ دَابِتِهَا کَسَیْرِهَا حَتّٰی لَا یَتَبَدَّلُ الْمَجْلِسُ بِجَرْیِ الْفُلْکِ وَتَبَدَّلُ بِسَیْرِ الدَّابَةِ لِاِضَاتِهِ اِلَیْهِ اِلَّا

ہوتو خیار باطل ہو جائے گا۔

معلوم ہوا جلوس کو ترک کر کے قیام کرنے سے حقیقتاً مجلس تبدیل ہو جاتی ہے اور غیر متعلقہ عمل شروع کرنے سے حکماً مجلس تبدیل ہو جاتی ہے لہٰذا ایجاب اور قبول میں قعود سے قیام مطلقاً کسی وجہ سے بھی ہو اتصال کے لئے قاطع ہوگا کیونکہ ایجاب وقبول میں قیام مجلس کی تبدیل کا باعث ہوتا ہے لیکن مخیرّہ کا قیام اگر اعراض پر دلالت کرے تو وہ قیام خیار کو باطل کر دے گا اگر اعراض پر دلالت نہ کرے تو وہ خیار کو باطل نہیں کرے جیسے عنقریب آئے گا اور عمل سے مراد بھی وہ عمل ہے جو اعراض پر دلالت کرے اگر ایسا عمل ہو جو اعراض پر دلالت نہ کرے تو وہ مجلس کے لئے قاطع نہیں ہوگا مثلاً مخیرّہ کے شوہر نے بیوی کو اختیار دیا اور بیوی نے ہاتھ میں موجود برتن سے پانی پیا یا گواہوں کے بلانے کے لئے کپڑے بدلے تو یہ عمل قطعی طور پر اعراض کی دلیل نہیں ہوگا۔ لہٰذا مجلس کے منقطع ہونے کے لئے قیام یا ایسا عمل ضروری ہے جو اعراض پر دلالت کرے۔

اتحادِ مجلس کا مفہوم یہ بھی ہے کہ ایجاب اور قبول کے درمیان ایجاب اور قبول سے غیر متعلق اجنبی کلام کا واسطہ نہ ہو ایجاب کے بعد قابل کی طرف سے اجنبی اور غیر متعلقہ کلام بھی مجلس کے لئے قاطع ہوتی ہے۔ شامی میں ہے:

دَخَلَ فِی الْعَمَلِ الْکَلَامُ الْاَجْنَبِیُّ یعنی عمل میں غیر متعلقہ کلام بھی داخل ہے۔

لہٰذا وہ ایجاب اور قبول جن میں غیر متعلقہ گفتگو واسطہ ہو جائے اس ایجاب اور قبول سے نکاح نہیں ہوگا۔ درمختار میں ہے:

وَالْفُلْکُ لَهَا کَالْبَیْتِ وَسَیْرُ دَابَتِهَا کَسَیْرِهَا حَتّٰی لَا یَتَبَدَّلُ الْمَجْلِسُ بِجَرْیِ الْفُلْکِ وَتَبَدَّلُ بِسَیْرِ الدَّابَةِ لِاِضَاتِهِ اِلَیْهِ اِلَّا

اَنْ تُجِیْبَ مَعَ سَکُوْتِهٖ اَوْ یَکُوْنَ فِیْ مَحْمَلٍ یَقُوْدُهُمَا الْجَمَّالُ فَاِنَّه‘ کَالسَّفِیْنَةِ۔ (تفویض طلاق)

مخیرّہ کیلئے کشتی کمرہ کی طرح ہے اور جانور کا چلنا مخیرّہ کے خود چلنے کی طرح ہے حتیٰ کہ کشتی کے چلتے رہنے سے تو مجلس تبدیل نہیں ہوگی لیکن جانور کے چلنے سے مجلس تبدیل ہو جائے گی کیونکہ جانور کے چلنے کی نسبت سوار کی طرف ہوتی ہے۔ ہاں البتہ اگر جانور پر سوار اختیار دی گئی عورت شوہر کے سکوت کرتے ہی جواب دے دے تو خیار باطل نہیں ہوگا کیونکہ مجلس کے اتحاد کی شرط اس لئے ہوتی ہے کہ مخیرّۃ کا جواب خطاب سے متصل ہو اور شوہر کے سکوت کرتے ہی اگر عورت اپنے نفس کو طلاق دے دے تو اتصال قائم رہتا ہے۔ اتصال کی وجہ سے مفوضہ کو طلاق واقع ہو جائیگی اور خیار باطل نہیں ہوگا یا شوہر اور بیوی دونوں محمل اور کجاوے میں ہوں جس میں دونوں میاں بیوی کی سواری ساربان کھینچ رہا ہو کیونکہ یہ جانور سفینہ کی طرح ہوگا تو خیار باطل نہیں ہوگا۔

یعنی اگر جانور کو دوسرا آدمی چلا رہا ہو اس جانور کی لگام یا زمام سوار کے ہاتھ میں نہ ہو تو اس کے چلنے سے مجلس تبدیل نہیں ہوگی اور سوار ہونے والی مخیرّہ کا خیار جانور کے چلنے سے باطل نہیں ہوگا۔ مخیرّۃ کے خیار کی طرح ایجاب اور قبول کا اتصال بھی مذکورہ جانور کے چلنے سے ختم نہیں ہوگا عاقدین اگر مذکورۃ الصفت جانور پر ایک محمل میں سوار ہیں اور ایجاب اور قبول کرتے ہیں ان کا عقد صحیح ہوگا۔

● قدیم دور میں سواری کیلئے جانور استعمال ہوتے تھے اسلئے قدیم فقہاء نے جانور کے حوالہ سے مسائل ذکر فرمائے اور فرمایا وہ جانور جس کا کنٹرول سواری کے

پاس ہے اس کے چلنے سے سوار کی مجلس تبدیل ہو جاتی ہے اور وہ جانور جس کا کنٹرول سوار کے ہاتھ میں نہ ہو کہ جانور سرکش ہو یا جانور کے چلانے والے کے ہاتھ میں ہو اور سوار کے ہاتھ میں نہ ہو تو اس جانور کے چلنے سے مجلس تبدیل نہیں ہوتی۔

جہازوں اور موٹروں پر ایجاب وقبول کے مسائل:

موجودہ دور میں سواری کے لئے کاریں، بسیں، ریل اور ہوائی جہاز اور بحری جہاز استعمال ہوتے ہیں۔ قدیم فقہاء کی جانب سے ذکر کردہ اصول اور جزئیات کی روشنی میں درج ذیل احکام کا استنباط ہوسکتا ہے۔ چنانچہ سواری کے جانور اور کشتی کے مسائل سے معلوم ہوتا ہے کہ بحری جہاز خواہ بڑا ہو یا چھوٹا موجودہ دور میں انجنوں اور موٹروں سے جہاز کا عملہ چلاتا ہے ان کا حکم محمل والے جانور یا کشتی والا ہے یعنی بحری جہازوں کے چلنے سے سوار لوگوں کی مجلس تبدیل نہیں ہوگی اور عاقدین کے ایجاب وقبول سے عقد شرعی نکاح اور بیع وغیرہ منعقد ہو جائیں گے۔ جہازوں میں انجن ہونے کے باوجود سمندر میں جہازوں کو کنٹرول کرنا مشکل ہوتا ہے۔ سمندری لہروں اور ہوا کی وجہ سے ایک جگہ پر کشتی کی طرح قائم نہیں رہ سکتے اور متحرک رہتے ہیں اور بڑے جہازوں کو اگرچہ جانور کی طرح کنٹرول کیا جا سکتا ہے اور ایک جگہ لنگرانداز ہو کر سمندر میں انہیں روکا جا سکتا ہے لیکن جہازوں کے روکنے یا چلانے کا کنٹرول کپتان اور ڈرائیور کے پاس ہوتا ہے۔ لہٰذا جس طرح محمل اور کجاوے میں سوار لوگوں کی طرف جانور کے چلنے کی نسبت نہیں کی جاتی بلکہ جانور کے چلانے والے کی طرف کی جاتی ہے۔ اور جس طرح کشتی کے چلنے کی نسبت ملاح کی طرف اور سواروں کی طرف نہیں کی جاتی بلکہ ہوا اور پانی کے

پاس ہے اس کے چلنے سے سوار کی مجلس تبدیل ہو جاتی ہے اور وہ جانور جس کا کنٹرول سوار کے ہاتھ میں نہ ہو کہ جانور سرکش ہو یا جانور کے چلانے والے کے ہاتھ میں ہو اور سوار کے ہاتھ میں نہ ہو تو اس جانور کے چلنے سے مجلس تبدیل نہیں ہوتی۔

جہازوں اور موٹروں پر ایجاب وقبول کے مسائل :

موجودہ دور میں سواری کے لئے کاریں، بسیں، ریل اور ہوائی جہاز اور بحری جہاز استعمال ہوتے ہیں۔ قدیم فقہاء کی جانب سے ذکر کردہ اصول اور جزئیات کی روشنی میں درج ذیل احکام کا استنباط ہوسکتا ہے۔ چنانچہ سواری کے جانور اور کشتی کے مسائل سے معلوم ہوتا ہے کہ بحری جہاز خواہ بڑا ہو یا چھوٹا موجودہ دور میں انجنوں اور موٹروں سے جہاز کا عملہ چلاتا ہے ان کا حکم محمل والے جانور یا کشتی والا ہے یعنی بحری جہازوں کے چلنے سے سوار لوگوں کی مجلس تبدیل نہیں ہوگی اور عاقدین کے ایجاب وقبول سے عقد شرعی نکاح اور بیع وغیرہ منعقد ہو جائیں گے۔ جہازوں میں انجن ہونے کے باوجود سمندر میں جہازوں کو کنٹرول کرنا مشکل ہوتا ہے۔ سمندری لہروں اور ہوا کی وجہ سے ایک جگہ پر کشتی کی طرح قائم نہیں رہ سکتے اور متحرک رہتے ہیں اور بڑے جہازوں کو اگرچہ جانور کی طرح کنٹرول کیا جا سکتا ہے اور ایک جگہ لنگر انداز ہو کر سمندر میں انہیں روکا جا سکتا ہے لیکن جہازوں کے روکنے یا چلانے کا کنٹرول کپتان اور ڈرائیور کے پاس ہوتا ہے۔ لہٰذا جس طرح محمل اور کجاوے میں سوار لوگوں کی طرف جانور کے چلنے کی نسبت نہیں کی جاتی بلکہ جانور کے چلانے والے کی طرف کی جاتی ہے۔ اور جس طرح کشتی کے چلنے کی نسبت ملاح کی طرف اور سواروں کی طرف نہیں کی جاتی بلکہ ہوا اور پانی کے

جریان کی طرف کی جاتی ہے اسی طرح بڑے جہازوں کے چلنے کی نسبت جہاز پر سوار لوگوں کی طرف نہیں کی جا سکتی بلکہ چلانے والے کی طرف کی جائے گی اور جہازوں کو سفینہ یا محمل والی سواری پر قیاس کیا جائے گا۔ لہٰذا محمل یا سفینہ میں سوار عاقدین کی طرح جہاز میں سوار عاقدین کا ایجاب وقبول جہاز کے چلتے رہنے سے منقطع نہیں ہوگا اور عقد شرعی منعقد ہو جائے گا۔ یہی حال ہوائی جہاز کا ہے بلکہ بحری جہاز سے زیادہ واضح ہے کہ ہوائی جہاز میں تو پائلٹ بھی بے اختیار ہے۔ فضاء میں جہاز کو نہیں روک سکتا اس لئے ہوئی جہاز میں بیٹھنے والے عاقدین کی ہوائی جہاز کے چلتے رہنے سے مجلس تبدیل نہیں ہوگی اور عقد منعقد ہو جائے گا۔

● ریل اور بسوں اور کاروں اور اسکوٹروں پر سوار لوگوں کو اگر اس جانور کے سواروں پر قیاس کیا جائے جن کے ہاتھ میں اونٹ کی زمام اور گھوڑے کی لگام ہوتی ہے اور جانور کو خود سوار چلا رہے ہوتے ہیں تو گاڑیوں پر لوگوں کے ایجاب اور قبول سے نکاح منعقد نہیں ہوگا کیونکہ ایجاب اور قبول کی مجلس ایک نہیں ہوگی اور مخیّرہ کا اختیار شوہر کی جانب سے تفویض کے بعد فوراً ختم ہو جائے گا۔ اگر دیکھا جائے تو یہ خیال بھی صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ جس طرح جانور کو جانور پر سوار چلاتے ہیں اسی طرح گاڑی کو گاڑی پر سوار ہی چلاتے ہیں۔ لیکن اس قیاس میں عسر اور تنگی ہے لہٰذا اگر گاڑیوں میں سوار لوگوں کو اُس جانور پر سوار لوگوں پر قیاس کیا جائے جس جانور کی زمام اور لگام سواری سے آگے چلنے والے کے ہاتھ میں ہوتی ہے یا ان سواروں پر قیاس کیا جائے جو کشتی میں سوار ہیں اور کشتی کو چلا رہے ہیں تو پھر گاڑی میں سوار لوگوں کے ایجاب اور قبول سے نکاح اور دیگر عقود بیع اور شراء منعقد ہو جائیں گے اور ایجاب اور قبول کی مجلس ایک شمار کی جائے گی اگرچہ سفر کتنا ہی کر

لیا جائے۔

● میرے خیال میں اگر دوسرے قیاس کو ترجیح دی جائے تو اس میں آسانی ہوگی اور موجودہ دور کی نئی ایجادات میں مبتلا لوگوں کے لئے فائدہ ہوگا کیونکہ آج کل لاکھوں بیع وشراء کے عقود گاڑیوں میں ہوتے ہیں لہٰذا اگر گاڑی کے چلنے کی نسبت گاڑی میں نصب انجن اور موٹر کی طرف کی جائے جیسے کشتی کے چلنے کی نسبت ہمارے علماء نے ہوا اور پانی کی طرف تسلیم کی ہے۔حالانکہ چھوٹے پانی میں ملاح بانسوں سے اور گہرے پانی میں ملاح چپو اور کپڑے کے بڑے خیموں کو ہوا میں نصب کر کے کشتیاں چلاتے ہیں باوجود اس کے فقہاء کرام نے کشتی کے چلنے کی نسبت ملاح کی طرف نہیں کی بلکہ ہوا اور پانی کے بہاؤ کی طرف کی ہے اور بحری جہازوں کے چلنے کی نسبت ڈرائیور کی طرف نہیں کی بلکہ پانی کے بہاؤ کی طرف کی ہے اسی طرح گاڑی کے انجن کو اسٹارٹ کرنے اور ریسیور اور کلچ اور بریک کے ساتھ گاڑی کی رفتار اور چلنا اور روکنا اگرچہ ڈرائیور کے پاس ہوتا ہے لیکن گاڑی کے چلنے کی نسبت انجن کی طرف کی جائے گی۔ اور چلتی ریل اور بس میں سوار عاقدین کے ایجاب اور قبول سے عقد منعقد ہونے کا قول کیا جائے تو یہ زیادہ آسانی والا حکم ہے لہٰذا اسی پر فتویٰ دیا جائے۔ ہمارے خیال کے مطابق گاڑیوں کا حکم بھی بحری جہازوں اور سفینہ والا ہونا چاہئے اور گاڑی کے چلنے سے سوار لوگوں کی مجلس تبدیل نہیں ہونی چاہئے۔ اس لئے چلتی گاڑی کو کشتی پر قیاس کیا جائے تو بہتر ہے یا پھر محمل والی سواری پر قیاس کیا جائے۔ چنانچہ شامی میں ہے:

(قَوْلُه، حَتّٰى لَا يَتَبَدَّلُ) لِاَنَّ سَيْرَهَا غَيْرُ مُضَافٍ اِلٰى رَاكِبِهَا بَلْ اِلٰى غَيْرِهٖ مِنَ الرِّيْحِ وَدَفْعِ الْمَاءِ فَلاَ يَبْطُلُ الْخِيَارُ بِسَيْرِهَا بَلْ

لیا جائے۔

● میرے خیال میں اگر دوسرے قیاس کو ترجیح دی جائے تو اس میں آسانی ہوگی اور موجودہ دور کی نئی ایجادات میں مبتلا لوگوں کے لئے فائدہ ہوگا کیونکہ آج کل لاکھوں بیع وشراء کے عقود گاڑیوں میں ہوتے ہیں لہٰذا اگر گاڑی کے چلنے کی نسبت گاڑی میں نصب انجن اور موٹر کی طرف کی جائے جیسے کشتی کے چلنے کی نسبت ہمارے علماء نے ہوا اور پانی کی طرف تسلیم کی ہے۔حالانکہ چھوٹے پانی میں ملاح بانسوں سے اور گہرے پانی میں ملاح چپو اور کپڑے کے بڑے خیموں کو ہوا میں نصب کر کے کشتیاں چلاتے ہیں باوجود اس کے فقہاء کرام نے کشتی کے چلنے کی نسبت ملاح کی طرف نہیں کی بلکہ ہوا اور پانی کے بہاؤ کی طرف کی ہے اور بحری جہازوں کے چلنے کی نسبت ڈرائیور کی طرف نہیں کی بلکہ پانی کے بہاؤ کی طرف کی ہے اسی طرح گاڑی کے انجن کو اسٹارٹ کرنے اور ریسیور اور کلچ اور بریک کے ساتھ گاڑی کی رفتار اور چلنا اور روکنا اگرچہ ڈرائیور کے پاس ہوتا ہے لیکن گاڑی کے چلنے کی نسبت انجن کی طرف کی جائے گی۔ اور چلتی ریل اور بس میں سوار عاقدین کے ایجاب اور قبول سے عقد منعقد ہونے کا قول کیا جائے تو یہ زیادہ آسانی والا حکم ہے لہٰذا اسی پر فتویٰ دیا جائے۔ ہمارے خیال کے مطابق گاڑیوں کا حکم بھی بحری جہازوں اور سفینہ والا ہونا چاہئے اور گاڑی کے چلنے سے سوار لوگوں کی مجلس تبدیل نہیں ہونی چاہئے۔ اس لئے چلتی گاڑی کو کشتی پر قیاس کیا جائے تو بہتر ہے یا پھر محمل والی سواری پر قیاس کیا جائے۔ چنانچہ شامی میں ہے:

(قَوْلُه، حَتّٰی لَا یَتَبَدَّلُ) لِاَنَّ سَیْرَهَا غَیْرُ مُضَافٍ اِلٰی رَاكِبِهَا بَلْ اِلٰی غَیْرِهٖ مِنَ الرِّیْحِ وَدَفْعِ الْمَاءِ فَلَا یَبْطُلُ الْخِیَارُ بِسَیْرِهَا بَلْ

بِتَبَدُّلِ الْمَجْلِسِ (فتح) (اِلٰی) وَيَنْبَغِیْ اَنَّ الدَّابَةَ لَوْ جَمَحَتْ وَعَجَزَتْ عَنْ رِدِّهَا اَنْ تَكُوْنَ كَالسَّفِيْنَةِ لِاَنَّ مِثْلَهَا حِيْنَئِذٍ لَا يُنْسَبُ اِلَى الرَّاكِبِ كَمَا يَأْتِیْ فِی الْجِنَايَاتِ (باب تفویض الطلاق)

درمختار میں ہے سفینہ میں مجلس تبدیل نہیں ہوتی۔ یہ اس لئے ہے کہ کشتی کی چال کشتی کے سوار کی طرف منسوب نہیں ہوتی۔ بلکہ غیر راکب ہوا اور پانی کے دفاع کی طرف ہوتی ہے لہٰذا کشتی کے چلتے رہنے سے مخیّرہ کا خیار باطل نہیں ہوگا بلکہ مجلس کے تبدل سے خیار باطل ہوگا۔ (فتح القدیر) (الی) مناسب ہے کہ جانور اگر سرکش ہو اور اس پر سوار مخیّرہ اس کو رد کرنے اور روکنے سے عاجز ہو تو وہ جانور سفینہ کی طرح ہے کیونکہ اس وقت جانور کا فعل راکب کی طرف منسوب نہیں ہوگا جیسا کہ جنایات کے باب میں اس کا ذکر آئے گا۔

درمختار کے قول: **اَوْ یَكُوْنُ فِیْ مَحْمَلٍ یَقُوْدُهُمَا الْجَمَّالُ فَاِنَّه، كَالسَّفِيْنَةِ** کے مقام پر محمل والی سواری کو سفینہ سے تشبیہ پر علامہ شامی فرماتے ہیں: یعنی **لِجَامِعِ اَنَّ السَّیْرَ فِیْ كُلٍّ مِنْهُمَا غَیْرُ مُضَافٍ اِلٰی رَاكِبٍ** یعنی محمل والی سواری جس کو اونٹ بان کھینچ رہا ہے سفینہ میں سوار سواری کی طرح ہوگی کیونکہ دونوں میں علت مشترکہ یہ ہے کہ دونوں کی چال راکب اور سوار کی طرف منسوب نہیں۔

ان عبارات سے واضح ہے کہ جہاز اور گاڑیوں کو سفینہ پر قیاس کیا جائے یا محمل والی سواری پر قیاس کیا جائے اور چلتے جہاز اور گاڑیوں میں ایجاب اور قبول کی مجلس چلتے رہنے سے مختلف نہیں ہونی چاہئے اور ایجاب اور قبول کے اتصال کے لئے ان کا چلنا قاطع نہیں ہونا چاہئے لہٰذا عقود شرعی بیع اور نکاح اور اجارۃ وغیرہ

منعقد ہو جانے چاہئیں۔

فائدہ: نکاح کے انعقاد کے لئے مجلس کے اتحاد کی شرط ہونے کی عبارت میں درمختار میں ''لَوْ حَاضِرِيْنَ'' کی عبارت موجود ہے جس سے نکاح بالکتابت کے لئے اتحاد مجلس کی شرط نہ ہونے کا ذکر کیا گیا ہے یعنی خط کے ذریعہ نکاح کرنے میں ایجاب اور قبول کے لئے اتحاد مجلس شرط نہیں کیونکہ موجب خط لکھنے والا غائب ہوتا ہے اس لئے اگر موجب اور قابل حاضر ہوں تو اتحاد مجلس عقود شرعیہ کے لئے شرط ہے اور موجب غائب ہو تو ایجاب اور قبول کے لئے مجلس کا اتحاد شرط نہیں۔ اس پر علامہ شامی نے اعتراض نقل فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ مجلس عقد میں خط کا پڑھنا شرط ہے لہٰذا ایجاب اور قبول کیلئے مطلقاً اتحاد مجلس شرط ہے خط لکھنے والا اگرچہ غائب ہوتا ہے لیکن اس کا ایجاب کتابت کے نقوش میں محفوظ رہتا ہے اور مجلس عقد میں اس کو پڑھا جاتا ہے اس لئے لَوْ حَاضِرِيْنَ کی عبارت کی ضرورت نہیں ہے۔ تفصیل نکاح بالکتابت کے باب میں ذکر کی جائے گی۔

تیسری شرط:

نکاح کے انعقاد کیلئے تیسری شرط یہ ہے کہ ایجاب قبول کے خلاف نہ ہو۔ یعنی عاقدین کے ایجاب اور قبول سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ ایجاب قبول کے خلاف نہ ہو اور قبول ایجاب کے خلاف نہ ہو۔

مثلاً لڑکا لڑکی کو کہتا ہے میں نے تجھ سے ایک ہزار روپے مہر کے ساتھ نکاح کیا لڑکی کہتی ہے میں نے نکاح قبول کیا لیکن مہر قبول نہیں کرتی تو اس صورت

منعقد ہو جانے چاہئیں۔

فائدہ: نکاح کے انعقاد کے لئے مجلس کے اتحاد کی شرط ہونے کی عبارت میں درمختار میں "لَوْ حَاضِرِیْنَ" کی عبارت موجود ہے جس سے نکاح بالکتابت کے لئے اتحاد مجلس کی شرط نہ ہونے کا ذکر کیا گیا ہے یعنی خط کے ذریعہ نکاح کرنے میں ایجاب اور قبول کے لئے اتحاد مجلس شرط نہیں کیونکہ موجب خط لکھنے والا غائب ہوتا ہے اس لئے اگر موجب اور قابل حاضر ہوں تو اتحاد مجلس عقود شرعیہ کے لئے شرط ہے اور موجب غائب ہو تو ایجاب اور قبول کے لئے مجلس کا اتحاد شرط نہیں۔ اس پر علامہ شامی نے اعتراض نقل فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ مجلس عقد میں خط کا پڑھنا شرط ہے لہٰذا ایجاب اور قبول کیلئے مطلقاً اتحاد مجلس شرط ہے خط لکھنے والا اگر چہ غائب ہوتا ہے لیکن اس کا ایجاب کتابت کے نقوش میں محفوظ رہتا ہے اور مجلس عقد میں اس کو پڑھا جاتا ہے اس لئے لَوْ حَاضِرِیْنَ کی عبارت کی ضرورت نہیں ہے۔ تفصیل نکاح بالکتابت کے باب میں ذکر کی جائے گی۔

تیسری شرط:

نکاح کے انعقاد کیلئے تیسری شرط یہ ہے کہ ایجاب قبول کے خلاف نہ ہو۔

یعنی عاقدین کے ایجاب اور قبول سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ ایجاب قبول کے خلاف نہ ہو اور قبول ایجاب کے خلاف نہ ہو۔

مثلاً لڑکا لڑکی کو کہتا ہے میں نے تجھ سے ایک ہزار روپے مہر کے ساتھ نکاح کیا لڑکی کہتی ہے میں نے نکاح قبول کیا لیکن مہر قبول نہیں کرتی تو اس صورت

میں نکاح منعقد نہیں ہوگا کیونکہ قبول ایجاب کے خلاف ہے اگر چہ مہر کا ذکر ایجاب اور قبول کے لئے شرط نہیں ہے اور صحت نکاح کے لئے بھی مہر شرط نہیں ہے لیکن جب شوہر نے ہزار روپے مہر کے ساتھ ایجاب کیا اور لڑکی نے قبول کرتے وقت مہر کو رد کر دیا اگر ہم اس نکاح کو صحیح قرار دے دیں تو لازم آئے گا شوہر پر مہر مثل واجب ہو اور ہوسکتا ہے مہر مثل دس ہزار روپے ہو جبکہ شوہر مہر مثل دینے پر راضی نہیں تو مرد جس چیز کا التزام نہیں کرتا اس پر وہ چیز لازم کرنا صحیح نہیں لہٰذا نکاح صحیح نہیں ہوگا۔

اسی طرح عورت نے کہا میں نے ایک ہزار مہر کے ساتھ نکاح کیا اور مرد نے کہا میں نے پانچ سو مہر کے ساتھ نکاح قبول کیا تو نکاح منعقد نہیں ہوگا کیونکہ شوہر پر پانچ سو بغیر اس کی رضا کے لازم کرنا پڑیں گے اور یہ جائز نہیں۔

● اگر شوہر عورت سے کہتا ہے میں نے تجھ سے نکاح کیا اور عورت کہتی ہے میں نے قبول کیا اگر چہ دونوں نے مہر کا ذکر نہیں کیا تو بھی نکاح منعقد ہو جائے گا۔ اور شوہر پر مہر مثل واجب ہوگا کیونکہ شوہر اور بیوی نے جب مہر کا ذکر نہیں کیا تو ان کی غرض مہر مثل کے ساتھ نکاح کرنا ہے اس لئے نکاح ہو جائے گا اور اگر مرد نے کہا میں نے تجھ سے ہزار روپے مہر کے ساتھ نکاح کیا عورت نے کہا مجھے قبول ہے، عورت نے مہر رد نہیں کیا تو نکاح ہو جائے گا کیونکہ قبول ایجاب کے خلاف نہیں ہے، شوہر کو ہزار روپے مہر دینا ہوگا۔

اگر مرد کہے میں نے آپ کے ساتھ ہزار روپے کے ساتھ نکاح کیا، لڑکی نے کہا میں نے پانچ سو مہر کیساتھ نکاح قبول کیا تو نکاح ہو جائے گا کیونکہ عورت

اپنا حق پانچ سو ساقط کر سکتی ہے، لہٰذا قبول ایجاب کے خلاف نہیں ہوگا۔ اگر عورت مرد سے کہتی ہے میں نے ایک ہزار مہر کے ساتھ آپ سے نکاح کیا اور مرد کہتا میں نے دو ہزار کے ساتھ قبول کیا تو نکاح ہو جائیگا کیونکہ مرد کو مہر میں زیادتی کرنا جائز ہے اس صورت میں قبول ایجاب کے خلاف نہیں ہوگا لیکن اگر اسی مجلس میں مرد نے دو ہزار قبول کر لئے تو دو ہزار مہر واجب ہوگا ورنہ ایک ہزار واجب ہوگا۔

چوتھی شرط:

نکاح کے انعقاد کی چوتھی شرط یہ ہے کہ ایجاب وقبول مستقبل کی طرف مضاف نہ ہوں:

صحت نکاح کیلئے چوتھی شرط یہ ہے کہ نکاح میں ایجاب اور قبول مستقبل کی طرف منسوب اور مضاف نہ ہوں۔ مثلاً مرد کہتا ہے میں نے آپ سے آنے والے کل نکاح کیا یا یوں کہا میں آپ سے نکاح کروں گا اور عورت کہتی ہے میں نے قبول کیا یا مرد کہتا ہے میں نے تجھ سے نکاح کیا عورت کہتی ہے میں نے آنے والے کل میں قبول کیا یا یوں کہے میں قبول کروں گی تو نکاح نہیں ہوگا۔

پانچویں شرط:

ایجاب اور قبول غیر موجود چیز پر معلق نہ ہوں:

● اگر ایجاب اور قبول کو غیر موجود اشیاء اور غیر گزشتہ امور پر معلق کیا گیا ہو تو نکاح نہیں ہوگا مثلاً مرد عورت سے کہتا ہے میں نے آپ سے نکاح کیا اگر زید آ گیا اور عورت کہتی ہے میں نے قبول کیا تو نکاح نہیں ہوگا بشرطیکہ مجلس عقد میں زید

اپنا حق پانچ سو ساقط کر سکتی ہے، لہٰذا قبول ایجاب کے خلاف نہیں ہوگا۔ اگر عورت مرد سے کہتی ہے میں نے ایک ہزار مہر کے ساتھ آپ سے نکاح کیا اور مرد کہتا میں نے دو ہزار کے ساتھ قبول کیا تو نکاح ہو جائیگا کیونکہ مرد کو مہر میں زیادتی کرنا جائز ہے اس صورت میں قبول ایجاب کے خلاف نہیں ہوگا لیکن اگر اسی مجلس میں مرد نے دو ہزار قبول کر لئے تو دو ہزار مہر واجب ہوگا ورنہ ایک ہزار واجب ہوگا۔

چوتھی شرط:

نکاح کے انعقاد کی چوتھی شرط یہ ہے کہ ایجاب وقبول مستقبل کی طرف مضاف نہ ہوں:

صحت نکاح کیلئے چوتھی شرط یہ ہے کہ نکاح میں ایجاب اور قبول مستقبل کی طرف منسوب اور مضاف نہ ہوں۔ مثلاً مرد کہتا ہے میں نے آپ سے آنے والے کل نکاح کیا یا یوں کہا میں آپ سے نکاح کروں گا اور عورت کہتی ہے میں نے قبول کیا یا مرد کہتا ہے میں نے تجھ سے نکاح کیا عورت کہتی ہے میں نے آنے والے کل میں قبول کیا یا یوں کہے میں قبول کروں گی تو نکاح نہیں ہوگا۔

پانچویں شرط:

ایجاب اور قبول غیر موجود چیز پر معلق نہ ہوں:

● اگر ایجاب اور قبول کو غیر موجود اشیاء اور غیر گزشتہ امور پر معلق کیا گیا ہو تو نکاح نہیں ہوگا مثلاً مرد عورت سے کہتا ہے میں نے آپ سے نکاح کیا اگر زید آ گیا اور عورت کہتی ہے میں نے قبول کیا تو نکاح نہیں ہوگا بشرطیکہ مجلس عقد میں زید

نہ آیا ہو اسی طرح مرد سے عورت کہتی ہے میں نے آپ کے ساتھ نکاح کیا اگر میرا باپ راضی ہوا، مرد کہتا ہے میں نے قبول کیا تو نکاح نہیں ہوگا۔ کیونکہ معلق بالمعدوم معدوم ہوتا ہے اور جب ایجاب یا قبول کو قدوم زید اور باپ کی رضا کے ساتھ معلق کیا گیا ہے اور وہ معدوم ہیں تو ایجاب اور قبول بھی معدوم ہوں گے اور نکاح صحیح نہیں ہوگا۔ (شامی) ہاں اگر معلق علیہ ایجاب اور قبول کی مجلس میں موجود ہو جائے تو نکاح ہو جائے گا لہٰذا اگر مذکورہ صورت میں لڑکی کا باپ عقد کی مجلس میں حاضر ہے اور کہتا ہے میں راضی ہوں تو نکاح ہو جائے گا۔

● اور اگر ایجاب یا قبول کو موجود امر پر یا گزشتہ امر پر معلق کیا گیا ہو تو نکاح صحیح ہوگا مثلاً ایک آدمی نے اپنے بیٹے کے لئے دوسرے آدمی سے بیٹی کا رشتہ طلب کیا تو بیٹی والے نے کہا میں فلاں کے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کر چکا ہوں بیٹے والے نے کہا یہ جھوٹ ہے تو بیٹی والے نے کہا اگر میں نے اپنی بیٹی فلاں کو نکاح نہ کر دی ہو تو میں نے آپ کے بیٹے سے اس بیٹی کا نکاح کر دیا۔ بیٹے والے نے کہا میں نے بیٹے کے لئے قبول کیا۔ پھر معلوم ہوا نفس الامر میں بیٹی والا جھوٹا تھا تو بیٹے والے کے بیٹے کا نکاح منعقد ہو گیا۔ کیونکہ معلق علیہ موجود ہے۔ (شامی)

مسئلہ: اگر ایجاب اور قبول میں شروط فاسدہ کا ذکر کیا جائے تو نکاح ہو جاتا ہے اور شرط لازم نہیں ہوتی۔ مثلاً مرد عورت سے کہتا ہے میں نے آپ سے نکاح کیا اس شرط پر کہ تیرے لئے مہر نہیں ہوگا عورت نے کہا میں نے قبول کیا نکاح منعقد ہو جائے گا لیکن مہر نہ دینے کی شرط فاسد اور لغو ہوگی مہر مثل واجب ہوگا اور دینا ہوگا۔

(چھٹی شرط):

نکاح کے انعقاد کیلئے چھٹی شرط یہ ہے کہ ناکح اور منکوحہ مجہول نہ ہو:

نکاح کی صحت کے لئے چھٹی شرط گواہوں کے نزدیک ناکح اور منکوحہ کا مجہول نہ ہونا ہے۔ گواہ کم از کم اتنا جانتے ہوں کہ فلاں اور فلانۃ کا نکاح ہو رہا ہے اگرچہ گواہ منکوحہ اور ناکح کو شخصی طور پر اور تفصیلاً نہ جانتے ہوں، اسی طرح نکاح کرنے والے مرد کے لئے عورت اور عورت کے لئے مرد کا متعین ہونا اور معلوم ہونا شرط ہے۔ اگر منکوحہ اور ناکح ایک دوسرے کو بالکل نہیں جانتے یا گواہ نکاح کرنے والے مرد اور عورت کو نہیں جانتے اور ان کے نزدیک نکاح کرنے والے متعین نہیں ہیں تو نکاح نہیں ہوگا۔ مثلاً ایک شخص کی دو بیٹیاں ہیں دونوں سے لڑکے کا نکاح ہوسکتا ہے لڑکی کا باپ لڑکے کو کہتا ہے میں نے اپنی لڑکی آپ کو نکاح کر دی اور لڑکا کہتا ہے میں نے قبول کر لی تو نکاح نہیں ہوگا۔ کیونکہ لڑکے کو اس بات کا علم نہیں کہ کس لڑکی سے نکاح ہوا ہے اور گواہوں کے نزدیک بھی منکوحہ متعین نہیں لہٰذا نکاح نہیں ہوگا۔

لیکن اگر دو لڑکیوں سے ایک شادی شدہ تھی یا لڑکے کے لئے حرام تھی اور لڑکے اور گواہوں کو اس بات کا علم تھا تو نکاح ہو جائے گا کیونکہ منکوحہ متعین اور ممتاز ہے کہ نکاح اسی کا ہو رہا ہے جس کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہے۔

اسی طرح لڑکی اور لڑکا آمنے سامنے ایک دوسرے سے ایجاب اور قبول کرتے ہیں اور گواہ موجود ہیں، حالانکہ لڑکی لڑکے کا نام تک نہیں جانتی اور لڑکا لڑکی کا نام تک نہیں جانتا اسی طرح گواہ بھی دونوں کے ناموں اور نسب سے واقف نہیں

(چھٹی شرط):

نکاح کے انعقاد کیلئے چھٹی شرط یہ ہے کہ ناکح اور منکوحہ مجہول نہ ہو:

نکاح کی صحت کے لئے چھٹی شرط گواہوں کے نزدیک ناکح اور منکوحہ کا مجہول نہ ہونا ہے۔ گواہ کم از کم اتنا جانتے ہوں کہ فلاں اور فلانۃ کا نکاح ہو رہا ہے اگرچہ گواہ منکوحہ اور ناکح کو شخصی طور پر اور تفصیلاً نہ جانتے ہوں، اسی طرح نکاح کرنے والے مرد کے لئے عورت اور عورت کے لئے مرد کا متعین ہونا اور معلوم ہونا شرط ہے۔ اگر منکوحہ اور ناکح ایک دوسرے کو بالکل نہیں جانتے یا گواہ نکاح کرنے والے مرد اور عورت کو نہیں جانتے اور ان کے نزدیک نکاح کرنے والے متعین نہیں ہیں تو نکاح نہیں ہوگا۔ مثلاً ایک شخص کی دو بیٹیاں ہیں دونوں سے لڑکے کا نکاح ہوسکتا ہے لڑکی کا باپ لڑکے کو کہتا ہے میں نے اپنی لڑکی آپ کو نکاح کر دی اور لڑکا کہتا ہے میں نے قبول کر لی تو نکاح نہیں ہوگا۔ کیونکہ لڑکے کو اس بات کا علم نہیں کہ کس لڑکی سے نکاح ہوا ہے اور گواہوں کے نزدیک بھی منکوحہ متعین نہیں لہٰذا نکاح نہیں ہوگا۔

لیکن اگر دو لڑکیوں سے ایک شادی شدہ تھی یا لڑکے کے لئے حرام تھی اور لڑکے اور گواہوں کو اس بات کا علم تھا تو نکاح ہو جائے گا کیونکہ منکوحہ متعین اور ممتاز ہے کہ نکاح اسی کا ہو رہا ہے جس کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہے۔

اسی طرح لڑکی اور لڑکا آمنے سامنے ایک دوسرے سے ایجاب اور قبول کرتے ہیں اور گواہ موجود ہیں، حالانکہ لڑکی لڑکے کا نام تک نہیں جانتی اور لڑکا لڑکی کا نام تک نہیں جانتا اسی طرح گواہ بھی دونوں کے ناموں اور نسب سے واقف نہیں

لیکن یہ اشارے سے ایجاب وقبول کرتے ہیں مثلاً لڑکا کہتا ہے میں نے اس لڑکی سے نکاح کیا اور لڑکی کہتی ہے میں نے اس لڑکے کا نکاح قبول کیا، اشارہ کی وجہ گواہ لڑکی اور لڑکے کو اتنا جانتے ہیں کہ ان دونوں کا نکاح ہو رہا ہے تو نکاح ہو جائے گا۔ صحت نکاح کے لئے شرط صرف اتنی بات ہے کہ ناکحین اور گواہ یہ جانتے ہوں کہ فلانہ اور فلاں کا یا اس کا اور اس کا نکاح ہو رہا ہے۔ اس لئے بالفرض تفریح گاہوں اور یونیورسٹیوں اور کالجوں اور ساحل سمندر پر گھومتے ہوئے لوگوں سے کسی لڑکی اور لڑکے نے دو گواہوں کے سامنے اگر بطور مزاح بھی کسی ایک نے کہہ دیا کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا اور دوسرے نے کہا میں نے قبول کیا تو نکاح ہو جائے گا۔ آج کے آزاد دور میں اس طرح ہوسکتا ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں۔

- اگر کسی شخص کی دو بیٹیاں ہیں لیکن لڑکے والوں کی طرف سے کسی ایک معین لڑکی کے لئے بات چلتی رہی اور گواہوں کے نزدیک مطلوبہ لڑکی ممتاز ہو گئی لڑکی کے والد نے کہا میں نے تیرے بیٹے کو اپنی بیٹی نکاح کر دی لڑکے کے والد نے کہا میں نے اپنے بیٹے کے لئے قبول کر لی تو نکاح منعقد ہو جائے گا کیونکہ شرط جہالت کی نفی ہے اور جہالت کی نفی یہاں موجود ہے۔ منکوحہ عاقدین اور گواہوں کے نزدیک متعین ہے اگرچہ منکوحہ کا نام نہیں لیا گیا۔
- اسی طرح اگر لڑکی مجلس نکاح سے غائب ہے اور اس کا وکیل نکاح کر کے دیتا ہے گواہ غائبۃ مؤکلہ فاطمۃ کو جانتے ہیں کہ فلانہ ہے اور وکیل اسی کا نکاح کر رہا ہے تو نکاح ہو جائے گا۔ اور اگر گواہ لڑکی کو اس کے نام سے نہیں پہچانتے کہ وہ کون ہے جس کا یہ وکیل ہے تو ضروری ہے لڑکی کے والد کا نام لیا جائے اگر

گواہوں کو والد کا بھی علم نہیں کہ وہ کون ہے تو لڑکی کے دادے کا نام ذکر کرنا بھی ضروری ہے۔

کیونکہ مقصود جہالت کی نفی ہے کہ گواہوں کے نزدیک منکوحہ ممتاز ہو جائے اسی طرح اگر شوہر مجلس نکاح سے غائب ہے تو اس کا نام یا والد یا دادے کا نام ذکر کرنا ضروری ہے تا کہ جہالت نہ رہے اگر نام سے شوہر معروف ہے تو صرف نام کافی ہے ورنہ باپ اور دادا کا نام لیا جائے۔

- اگر لڑکی مجلس نکاح میں نقاب کے ساتھ موجود ہے تو اس لڑکی کی طرف اشارہ سے نکاح ہو جائے گا۔ اگر چہ گواہ اس کے نام اور تفصیل کو نہ جانتے ہوں بہتر یہ ہے کہ نقاب اتار دے لیکن اشارۃ کی وجہ سے امتیاز حاصل ہو جائے گا۔
- اگر لڑکی مجلس نکاح میں موجود نہیں ہے کمرے میں اکیلی موجود ہے گواہ اس کی صرف آواز سن رہے ہیں اس کا شخصی جسم نظر نہیں آ رہا اس کے ایجاب سے یا قبول سے نکاح منعقد ہو جائے گا کیونکہ امتیاز اور تعین حاصل ہے اور اگر کمرے میں منکوحہ کے علاوہ دوسری لڑکی بھی موجود ہے تو نکاح نہیں ہوگا۔ کیونکہ منکوحہ مجہول ہے۔ شامی میں بحرالرائق سے منقول ہے:

فَاِنْ لَمْ یَرَوْا شَخْصَهَا وَسَمِعُوْا کَلَامَهَا مِنَ الْبَیْتِ اِنْ کَانَتْ وَحْدَهَا فِیْهِ جَازَ وَلَوْ مَعَهَا اُخْرٰی فَلَا لِعَدَمِ زَوَالِ الْجَهَالَةِ الخ۔

یعنی اگر منکوحہ کے شخص اور ذات کو گواہ نہیں دیکھ رہے اور کمرہ سے اس کا کلام سن رہے ہیں (مثلاً اس نے کہا میں نے فلاں بن فلاں سے نکاح کیا اور کمرہ میں وہ اکیلی ہے شوہر نے کہا میں نے قبول کیا تو نکاح جائز ہے (کیونکہ منکوحہ ممتاز ہے) اور اگر اس کے ساتھ کمرہ

گواہوں کو والد کا بھی علم نہیں کہ وہ کون ہے تو لڑکی کے دادے کا نام ذکر کرنا بھی ضروری ہے۔

کیونکہ مقصود جہالت کی نفی ہے کہ گواہوں کے نزدیک منکوحہ ممتاز ہو جائے اسی طرح اگر شوہر مجلس نکاح سے غائب ہے تو اس کا نام یا والد یا دادے کا نام ذکر کرنا ضروری ہے تا کہ جہالت نہ رہے اگر نام سے شوہر معروف ہے تو صرف نام کافی ہے ورنہ باپ اور دادا کا نام لیا جائے۔

● اگر لڑکی مجلس نکاح میں نقاب کے ساتھ موجود ہے تو اس لڑکی کی طرف اشارہ سے نکاح ہو جائے گا۔ اگر چہ گواہ اس کے نام اور تفصیل کو نہ جانتے ہوں بہتر یہ ہے کہ نقاب اتار دے لیکن اشارۃ کی وجہ سے امتیاز حاصل ہو جائے گا۔

● اگر لڑکی مجلس نکاح میں موجود نہیں ہے کمرے میں اکیلی موجود ہے گواہ اس کی صرف آواز سن رہے ہیں اس کا شخصی جسم نظر نہیں آرہا اس کے ایجاب سے یا قبول سے نکاح منعقد ہو جائے گا کیونکہ امتیاز اور تعین حاصل ہے اور اگر کمرے میں منکوحہ کے علاوہ دوسری لڑکی بھی موجود ہے تو نکاح نہیں ہوگا۔ کیونکہ منکوحہ مجہول ہے۔ شامی میں بحرالرائق سے منقول ہے:

فَاِنْ لَمْ یَرَوْا شَخْصَهَا وَسَمِعُوْا کَلَامَهَا مِنَ الْبَیْتِ اِنْ کَانَتْ وَحْدَهَا فِیْهِ جَازَ وَلَوْ مَعَهَا اُخْرٰی فَلَا لِعَدَمِ زَوَالِ الْجَهَالَةِ الخ۔

یعنی اگر منکوحہ کے شخص اور ذات کو گواہ نہیں دیکھ رہے اور کمرہ سے اس کا کلام سن رہے ہیں (مثلاً اس نے کہا میں نے فلاں بن فلاں سے نکاح کیا اور کمرہ میں وہ اکیلی ہے شوہر نے کہا میں نے قبول کیا تو نکاح جائز ہے (کیونکہ منکوحہ ممتاز ہے) اور اگر اس کے ساتھ کمرہ

میں دوسری عورت بھی موجود ہے تو نکاح جائز نہیں ہوگا کیونکہ جہالت زائل نہیں ہے۔

معلوم ہوا کہ نکاح کی صحت کے لئے منکوحہ کا گواہوں کے نزدیک ممتاز اور معین ہونا ضروری ہے، منکوحہ کے شخص کو سامنے دیکھنا اس کی ذات پات کو جاننا ضروری نہیں اس لئے صرف اس کی آواز سے بھی نکاح منعقد ہو جائے گا۔

● اگر منکوحہ مجلس نکاح سے غائب ہے اور اس کا نکاح وکیل یا ولی یا فضولی کر رہا ہے تو گواہوں کے نزدیک اگر منکوحہ نام سے معروف ہے اور وہ نکاح کے وقت سمجھ رہے ہیں کہ فلانہ کا نکاح مقصود ہے تو نکاح کے لئے صرف منکوحہ کا نام کافی ہے اگر صرف نام سے امتیاز حاصل نہیں ہوتا تو باپ کا نام اور باپ کے نام سے بھی امتیاز حاصل نہیں ہوتا تو دادے کا نام ذکر کرنا شرط ہے اور اگر باپ اور دادے کے نام کے ذکر سے امتیاز کا فائدہ نہ ہو تو زیادہ کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ تکلیف مالایطاق ہے۔

● چونکہ مقصود اور مشروط ایسا امتیاز اور تعین ہے کہ فلانہ کا نکاح ہو رہا ہے، لہٰذا منکوحہ کا نام ذکر کرنا بھی شرط نہیں بلکہ منکوحہ کے اوصاف اور لوازم کے ذکر سے تعین اور امتیاز حاصل ہونے پر بھی نکاح ہو جائے گا۔

غائبۃ کے متعلق وکیل کہتا ہے فلانہ محلّہ میں ایسے ایسے وقت میں پانی لینے کے لئے جانے والی مؤکلہ کا میں نے فلاں بن فلاں سے نکاح کیا اور گواہ منکوحہ کو نام اور ولدیت سے تو نہیں جانتے لیکن وکیل نے جو اوصاف ذکر کئے ہیں اس وجہ سے ان کے نزدیک منکوحہ ممتاز ہوگئی تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ شامی میں ہے:

وَالظَّاهِرُ اَنَّ الْمُرَادَ بِالْمَعْرِفَةِ اَنْ یَعْرِفَهَا اَنَّ الْمَعْقُوْدَ هِیَ فُلَانَةُ

بِنْتُ الْفُلاَنِیْ لاَ مَعْرَفَةُ شَخْصَهَا وَاَنَّ ذِکْرِ الْاِسْمِ غَیْرِ شَرْطٍ بَلِ الْمُرَادُ الْاِسْمُ اَوْ مَا یُعَیِّنُهَا مِمَّا یَقُوْمُ مَقَامُه' لِمَا فِی الْبَحْرِ الخ۔

یعنی ظاہر یہ ہے کہ معرفتہ سے مراد منکوحہ کی صرف اتنی معرفت ہے کہ فلانہ بنت فلاں منکوحہ ہے اس کے شخص کی معرفت ضروری نہیں اور اس کے نام کا ذکر شرط نہیں بلکہ نام یا کوئی صفت جو منکوحہ کے متعین کر دے وہ ضروری ہے۔

- اگر مجلس نکاح میں لوگ کثرت سے موجود ہیں ان میں سے صرف دو کے لئے معرفت ضروری ہے جن کی معرفت سے نکاح منعقد ہو جائے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ حاضرہ اور مجلس نکاح میں موجودہ کی طرف صحت نکاح کے لئے اشارہ بھی کافی ہے۔ منکوحہ کے نام یا اس کے باپ اور دادا کے نام کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح اگر شوہر مجلس میں موجود ہے تو اس کی طرف اشارہ بھی کافی ہے شوہر کے باپ اور دادے یا صرف باپ کا نام ذکر کرنا ضروری نہیں۔

اور اگر منکوحہ مجلس نکاح میں نہیں ہے اگر گواہوں کے نزدیک ممتازہ اور معروفہ اور اور متعینہ ہے تو فقط اس کا نام ذکر کرنا صحت نکاح کے لئے کافی ہے اگر گواہ منکوحہ نہیں جانتے تو اس کے نام کے ساتھ والد کا نام ذکر کرنا ضروری ہے اگر منکوحہ کے نام اور والد کے نام سے بھی معرفت حاصل نہ ہو سکے تو دادے کا نام بھی ذکر کیا جائے یہی مفتی بہ قول ہے۔ اگر پھر بھی معرفت حاصل نہ ہو تو اس سے اوپر اعلیٰ اور دیگر افراد کا ذکر کرنا شرط نہیں ہے۔ صرف جد اقرب کے ذکر سے نکاح ہو جائے گا۔ یہی تفصیل شوہر کے لئے بھی ضروری ہے۔

لیکن امام خصاف نے فرمایا کہ گواہوں کے لئے منکوحہ کی معرفت مطلقاً

بِنْتُ الْفُلاَنِیْ لاَ مَعْرَفَۃُ شَخْصِھَا وَاَنَّ ذِکْرِ الْاِسْمِ غَیْرِ شَرْطٍ بَلِ الْمُرَادُ الْاِسْمُ اَوْ مَا یُعَیِّنُھَا مِمَّا یَقُوْمُ مَقَامُہٗ لِمَا فِی الْبَحْرِ الخ۔

یعنی ظاہر یہ ہے کہ معرفتہ سے مراد منکوحہ کی صرف اتنی معرفت ہے کہ فلانہ بنت فلاں منکوحہ ہے اس کے شخص کی معرفت ضروری نہیں اور اس کے نام کا ذکر شرط نہیں بلکہ نام یا کوئی صفت جو منکوحہ کے متعین کر دے وہ ضروری ہے۔

● اگر مجلس نکاح میں لوگ کثرت سے موجود ہیں ان میں سے صرف دو کے لئے معرفت ضروری ہے جن کی معرفت سے نکاح منعقد ہو جائے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ حاضرہ اور مجلس نکاح میں موجودہ کی طرف صحت نکاح کے لئے اشارہ بھی کافی ہے۔ منکوحہ کے نام یا اس کے باپ اور دادا کے نام کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح اگر شوہر مجلس میں موجود ہے تو اس کی طرف اشارہ بھی کافی ہے شوہر کے باپ اور دادے یا صرف باپ کا نام ذکر کرنا ضروری نہیں۔

اور اگر منکوحہ مجلس نکاح میں نہیں ہے اگر گواہوں کے نزدیک ممتازہ اور معروفہ اور اور متعینہ ہے تو فقط اس کا نام ذکر کرنا صحت نکاح کے لئے کافی ہے اگر گواہ منکوحہ نہیں جانتے تو اس کے نام کے ساتھ والد کا نام ذکر کرنا ضروری ہے اگر منکوحہ کے نام اور والد کے نام سے بھی معرفت حاصل نہ ہو سکے تو دادے کا نام بھی ذکر کیا جائے یہی مفتی بہ قول ہے۔ اگر پھر بھی معرفت حاصل نہ ہو تو اس سے اوپر اعلیٰ اور دیگر افراد کا ذکر کرنا شرط نہیں ہے۔ صرف جد اقرب کے ذکر سے نکاح ہو جائے گا۔ یہی تفصیل شوہر کے لئے بھی ضروری ہے۔

لیکن امام خصاف نے فرمایا کہ گواہوں کے لئے منکوحہ کی معرفت مطلقاً

شرط نہیں ہے۔ اگر کسی لڑکی نے لڑکے کو اپنے نکاح کا اپنے ساتھ نکاح کر دینے کا وکیل بنایا اور وکیل گواہوں کی موجودگی میں کہتا ہے میں نے اپنی مؤکلہ کا اپنے ساتھ نکاح کیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا یا یوں کہتا ہے کہ جس عورت نے مجھے اپنے ساتھ نکاح کر لینے کا اختیار دیا ہے۔ میں نے اس کے ساتھ نکاح کیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا قاضی خان اور حاکم نے خصاف کی اقتداء کو جائز قرار دیا ہے لیکن صاحب بحر اور علامہ شامی کے نزدیک پہلا قول صحیح اور مفتی بہ ہے۔

● اگر کوئی شخص کسی لڑکی سے نکاح کرنے کو خفیہ رکھنا چاہتا ہو اور نکاح کے افشا میں فساد ہونے کا ظن غالب ہو اور نکاح نہ کرنے سے ناجائز تعلقات قائم ہو جانے کا یقین ہو یا حلالۃ شرعی کی وجہ سے ضرورت ہو کہ افشا پر فساد ہو جائے گا تو امام خصاف کے قول پر لڑکی اس شخص کو اپنے ساتھ نکاح کر لینے کا وکیل بنا دے اور وہ شخص گواہوں کے سامنے کہہ دے کہ میں نے اپنی مؤکلہ کے ساتھ نکاح کیا تو نکاح ہو جائے گا اور وہ شخص امام خصاف کے قول پر فساد اور گناہ سے محفوظ رہے گا لڑکی کا نام نہ لینے کی وجہ سے معاملہ بھی پوشیدہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ مجبوروں اور مخلصوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

● اگر کسی شخص کی ایک بیٹی ہے اور دوسرے شخص کا ایک ہی بیٹا ہے بیٹی والے نے کہا میں نے اپنی بیٹی کا تیرے بیٹے سے نکاح کیا بیٹے والے نے کہا میں نے اپنے بیٹے کے لئے قبول کیا تو نکاح ہو جائے گا۔ اور اگر قبول کرنے والے کے دو بیٹے ہیں تو اس کے بیٹوں میں سے کسی ایک کا نام لینے سے نکاح منعقد ہو جائے گا۔ اگر کسی کا نام نہیں لیا گیا تو کسی کا نکاح نہیں ہو گا۔

● اگر کسی شخص کی ایک ہی بہن ہے وہ کہتا ہے میں نے اپنی بہن کا تیرے

ساتھ نکاح کیا قابل کہتا ہے میں نے قبول کیا تو نکاح جائز ہے اگرچہ بھائی نے اپنی بہن کا نام نہیں لیا۔ (شامی از ذخیرہ اور خلاصہ) اور اگر دو بہنیں ہیں تو ان الفاظ سے کسی کا نکاح نہیں ہوگا۔

- ان جزئیات سے معلوم ہوا منکوحہ کا گواہوں کے لئے ممتاز اور متعین ہونا شرط ہے۔ گواہوں کو علم ہونا ضروری ہے کہ منکوحہ کون ہے اور ناکح کون ہے منکوحہ اور ناکح کے نام کا ذکر کرنا ضروری نہیں ہے۔ منکوحہ غائبہ کا نام اور اس کے والد یا دادا کا نام امتیاز اور تعین کے لئے ذکر کیا جاتا ہے جب نام کے بغیر تعین اور امتیاز حاصل ہو تو نام ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

نیز معلوم ہوا اگر کسی آدمی کو شخص کی رویت کے علاوہ کسی دوسرے طریقہ سے مثلاً تصویر اور فوٹو کے ساتھ ساتھ آواز میں شخصی امتیاز کی وجہ سے علم اور یقین حاصل ہو جائے کہ فلاں آدمی اقرار کر رہا ہے یا عقد کر رہا ہے تو اس پر اس آدمی کو جس کو علم حاصل ہوا گواہی دینا جائز ہے اور اس کی شہادت معتبر ہے۔ انعقاد نکاح کے لئے بھی اس کی شہادت معتبر ہوگی اور اثبات نکاح کے لئے بھی اس کی شہادت معتبر ہوگی کیونکہ آواز کی مشابہت شہادت میں بنیادی رکاوٹ نہیں ہوتی بلکہ شک اور شبہ پیدا ہو جاتا ہے جب شبہ زائل ہو جائے گا تو شہادت معتبر ہوگی۔ مثلاً ایک شخص ٹی وی یا کمپیوٹر پر براہِ راست مخاطب ہے ہزاروں میل دور مجلس نکاح میں موجود لڑکی یا اس کے وکیل یا ولی سے کہتا ہے میں نے فلاں لڑکی سے نکاح کیا اور مجلس نکاح میں دوسرا عاقد کہتا ہے میں نے قبول کیا تو مجلس نکاح میں موجود لوگوں کو یقین ہے کہ فلاں شخص اصل اور جینئن بول رہا ہے۔ گواہ آواز سے بھی پہچانتے ہیں لیکن آواز کا شبہ مزید حاضر تصویر سے زائل ہو گیا تو یہاں گواہی معتبر ہونی

ساتھ نکاح کیا قابل کہتا ہے میں نے قبول کیا تو نکاح جائز ہے اگرچہ بھائی نے اپنی بہن کا نام نہیں لیا۔ (شامی از ذخیرہ اور خلاصہ) اور اگر دو بہنیں ہیں تو ان الفاظ سے کسی کا نکاح نہیں ہوگا۔

● ان جزئیات سے معلوم ہوا منکوحہ کا گواہوں کے لئے ممتاز اور متعین ہونا شرط ہے۔ گواہوں کو علم ہونا ضروری ہے کہ منکوحہ کون ہے اور ناکح کون ہے منکوحہ اور ناکح کے نام کا ذکر کرنا ضروری نہیں ہے۔ منکوحہ غائبہ کا نام اور اس کے والد یا دادا کا نام امتیاز اور تعین کے لئے ذکر کیا جاتا ہے جب نام کے بغیر تعین اور امتیاز حاصل ہو تو نام ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

نیز معلوم ہوا اگر کسی آدمی کو شخص کی رویت کے علاوہ کسی دوسرے طریقہ سے مثلاً تصویر اور فوٹو کے ساتھ ساتھ آواز میں شخصی امتیاز کی وجہ سے علم اور یقین حاصل ہو جائے کہ فلاں آدمی اقرار کر رہا ہے یا عقد کر رہا ہے تو اس پر اس آدمی کو جس کو علم حاصل ہوا گواہی دینا جائز ہے اور اس کی شہادت معتبر ہے۔ انعقاد نکاح کے لئے بھی اس کی شہادت معتبر ہوگی اور اثبات نکاح کے لئے بھی اس کی شہادت معتبر ہوگی کیونکہ آواز کی مشابہت شہادت میں بنیادی رکاوٹ نہیں ہوتی بلکہ شک اور شبہ پیدا ہو جاتا ہے جب شبہ زائل ہو جائے گا تو شہادت معتبر ہوگی۔ مثلاً ایک شخص ٹی وی یا کمپیوٹر پر براہِ راست مخاطب ہے ہزاروں میل دور مجلس نکاح میں موجود لڑکی یا اس کے وکیل یا ولی سے کہتا ہے میں نے فلاں لڑکی سے نکاح کیا اور مجلس نکاح میں دوسرا عاقد کہتا ہے میں نے قبول کیا تو مجلس نکاح میں موجود لوگوں کو یقین ہے کہ فلاں شخص اصل اور جینئن بول رہا ہے۔ گواہ آواز سے بھی پہچانتے ہیں لیکن آواز کا شبہ مزید حاضر تصویر سے زائل ہو گیا تو یہاں گواہی معتبر ہونی

چاہئے جس طرح گھر کے کمرہ میں موجود عاقدۃ کی آواز کا شبہ خارجی قرائن سے زائل ہو گیا تھا اور گواہوں کی موجودگی سے نکاح منعقد ہو گیا اور اثبات میں گواہی بھی معتبر تھی۔ جس کا ذکر گزر چکا ہے اسی طرح یہاں بھی نکاح منعقد ہو جائے گا۔ مزید تفصیل عنقریب ذکر کی جائے گی۔ لہٰذا کیمرہ والے فون کے ذریعہ براہِ راست بالاتفاق نکاح ہو جانا چاہئے۔

نام میں غلطی کی وجہ سے نکاح کے مسائل:

اگر وکیل نے اپنی مؤکلہ یا مؤکلہ کے والد کا غلط نام ذکر کیا اور مؤکلہ مجلس نکاح میں موجود نہیں ہے تو نکاح منعقد نہیں ہوگا اور اگر مؤکلہ خود مجلس نکاح میں موجود ہے اور غلط نام اور اشارہ کے ساتھ ایجاب وقبول ہوا تو نکاح ہو جائے گا۔ کیونکہ اشارہ سے تعین ہو جاتا ہے لیکن مجلس نکاح سے غیب منکوحہ کا غلط نام لیا جائے یا اس کے والد کا غلط نام ذکر کیا جائے تو منکوحہ کی جہالت زائل نہیں ہوتی اور منکوحہ مجہولہ رہے گی اس لئے اس کا نکاح نہیں ہوگا۔ مثلاً منکوحہ کا نام فائزہ تھا اور اس کے باپ کا نام زید تھا منکوحہ کے وکیل نے یا ولی نے مجلس نکاح میں ایجاب میں غلطی کی اور کہا میں نے اپنی مؤکلہ شاذیہ بنت زید کا نکاح فلاں بن فلاں سے کر دیا یا باپ کے نام میں غلطی کی مثلاً وکیل یا ولی نے کہا میں نے فائزہ بنت عمرو کا نکاح فلاں سے کیا تو نکاح نہیں ہوگا کیونکہ منکوحہ گواہوں کے نزدیک مجہول رہے گی۔

● اگر منکوحہ کے دو نام ہیں ایک نام سے متعارف ہے تو جس نام سے متعارف ہے وہی نام ذکر کیا جائے تاکہ گواہوں کو معرفت حاصل ہو تاہم اگر

غیر مشہور نام سے ایجاب وقبول کیا گیا اور گواہوں کے نزدیک منکوحۃ اس نام سے ممتاز ہوگئی تو نکاح ہو جائے گا۔

● بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ شیر خوارگی میں بچی یا بچے کو دوسرا آدمی گود میں لے لیتا ہے تو اس بچی یا بچے کی حقیقی اور نسبی ولدیت والد کی بجائے گود لینے والے کے ساتھ مشہور ہو جاتی ہے حتیٰ کہ اسکول اور شناختی کارڈ اور سرٹیفکیٹ وغیرہ میں بھی گود لینے والے والد کا نام ہوتا ہے اگرچہ شرعاً یہ عمل ممنوع ہے اللہ تعالیٰ نے سورۃ احزاب میں فرمایا بچوں کو اپنے والد کے نام کے ساتھ پکارو لیکن نکاح کے وقت اس بچی اور بچے کے گود لینے والے والد کے نام سے نکاح پڑھایا جائے تو نکاح منعقد ہو جائے گا کیونکہ مقصود مجلس میں موجود لوگوں سے کم از کم دو مردوں کے نزدیک منکوحہ اور ناکح کا متعین اور ممتاز ہونا لازم ہے اور وہ اسی جعلی والد کے نام کے ساتھ حاصل ہو جاتا ہے اور اگر اصلی اور حقیقی والد کے نام کے ساتھ منکوحہ کا ذکر کریں گے تو جہالت کی وجہ سے نکاح منعقد نہیں ہوگا اور اگر گود لی گئی بیٹی یا بیٹا حقیقی والد کے نام لینے سے بھی متعین ہو جاتے ہیں اور گواہ سمجھتے ہیں کہ فلانہ یا فلاں کا نکاح ہو رہا ہے تو نکاح جائز ہوگا اور اگر مذکورہ منکوحہ یا ناکح مجلس نکاح میں خود موجود ہوں تو موجود کے نام کے ساتھ کسی بھی ولدیت کا ذکر ہو نکاح ہو جائے گا۔ کیونکہ مجلس نکاح میں موجود ہونے سے معرفت اشارہ سے حاصل ہوتی ہے اور نکاح ہو جاتا ہے۔ (درمختار)

● اگر ایک آدمی کی دو بیٹیاں ہیں ایک صغریٰ اور دوسری کبریٰ ہے نکاح کے وقت غلطی سے والد نے کبریٰ کے نام کی جگہ صغریٰ کا نام بول دیا تو جس کا نام بولا اس لڑکی کا نکاح ہو جائے گا۔ (درمختار) مثلاً بڑی لڑکی کا نام ثمرین تھا اور چھوٹی کا

غیر مشہور نام سے ایجاب وقبول کیا گیا اور گواہوں کے نزدیک منکوحۃ اس نام سے ممتاز ہوگئی تو نکاح ہو جائے گا۔

● بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ شیر خوارگی میں بچی یا بچے کو دوسرا آدمی گود میں لے لیتا ہے تو اس بچی یا بچے کی حقیقی اور نسبی ولدیت والد کی بجائے گود لینے والے کے ساتھ مشہور ہو جاتی ہے حتیٰ کہ اسکول اور شناختی کارڈ اور سرٹیفکیٹ وغیرہ میں بھی گود لینے والے والد کا نام ہوتا ہے اگرچہ شرعاً یہ عمل ممنوع ہے اللہ تعالیٰ نے سورۃ احزاب میں فرمایا بچوں کو اپنے والد کے نام کے ساتھ پکارو لیکن نکاح کے وقت اس بچی اور بچے کے گود لینے والے والد کے نام سے نکاح پڑھایا جائے تو نکاح منعقد ہو جائے گا کیونکہ مقصود مجلس میں موجود لوگوں سے کم از کم دو مردوں کے نزدیک منکوحہ اور ناکح کا متعین اور ممتاز ہونا لازم ہے اور وہ اسی جعلی والد کے نام کے ساتھ حاصل ہو جاتا ہے اور اگر اصلی اور حقیقی والد کے نام کے ساتھ منکوحہ کا ذکر کریں گے تو جہالت کی وجہ سے نکاح منعقد نہیں ہوگا اور اگر گود لی گئی بیٹی یا بیٹا حقیقی والد کے نام لینے سے بھی متعین ہو جاتے ہیں اور گواہ سمجھتے ہیں کہ فلانہ یا فلان کا نکاح ہو رہا ہے تو نکاح جائز ہوگا اور اگر مذکورہ منکوحہ یا ناکح مجلس نکاح میں خود موجود ہوں تو موجود کے نام کے ساتھ کسی بھی ولدیت کا ذکر ہو نکاح ہو جائے گا۔ کیونکہ مجلس نکاح میں موجود ہونے سے معرفت اشارہ سے حاصل ہوتی ہے اور نکاح ہو جاتا ہے۔ (درمختار)

● اگر ایک آدمی کی دو بیٹیاں ہیں ایک صغریٰ اور دوسری کبریٰ ہے نکاح کے وقت غلطی سے والد نے کبریٰ کے نام کی جگہ صغریٰ کا نام بول دیا تو جس کا نام بولا اس لڑکی کا نکاح ہو جائے گا۔ (درمختار) مثلاً بڑی لڑکی کا نام ثمرین تھا اور چھوٹی کا

نسرین تھا ان کا والد ثمرین بڑی لڑکی کا نکاح کرانا چاہتا تھا غلطی سے اس نے کہا میں نے اپنی بیٹی نسرین کا فلاں کے ساتھ نکاح کر دیا تو نسرین کا نکاح ہو جائے گا ثمرین کا نہیں ہوگا اور اگر والد نے کہا میں نے بڑی بیٹی نسرین کا نکاح کیا تو کسی لڑکی کا نکاح نہیں ہوگا کیونکہ موصوف کی بڑی بیٹی نسرین نام کی نہیں ہے لہٰذا نکاح نہیں ہوگا یہاں نیت اور گواہوں کا کوئی فائدہ نہیں۔

● اسی طرح اگر صغیرہ نابالغہ لڑکی کے باپ نے نابالغ صغیر لڑکے کے باپ سے کہا میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور ان الفاظ سے زائد کچھ نہیں کہا لڑکے کے والد نے کہا میں نے قبول کیا تو لڑکے کے باپ کا نکاح ہو جائے گا۔ باپ کے لڑکے صغیر کا نکاح نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر لڑکے کے باپ کی جگہ وکیل ہو اور وکیل قبول کرے تو وکیل کا نکاح ہو جائے گا۔ لہٰذا نکاح کرتے وقت ایجاب میں والد کو یوں کہنا چاہئے کہ میں نے اپنی بیٹی کا آپ کے فلاں بیٹے کے ساتھ نکاح کیا یا قبول میں لڑکے کا والد کہے میں نے اپنے فلاں بیٹے کے لئے آپ کی لڑکی کا نکاح قبول کیا تو نکاح بیٹے کے ساتھ ہوگا۔

● ایک شخص نے کہا آپ اپنی بیٹی کا نکاح میرے بیٹے سے کر دیں بیٹی والے نے کہا میں نے نکاح کر دیا۔ بیٹے والے نے کہا میں نے قبول کیا اور گواہ موجود ہیں تو لڑکے کے باپ کا نکاح ہو جائے گا۔ اور باپ سے طلاق لے کر اس لڑکی کا دوبارہ اس کے بیٹے سے نکاح بھی نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ لڑکی منکوحۃ الاب ہے اور ہمیشہ کے لئے بیٹے کے لئے حرام ہوگئی۔ علامہ شامی فرماتے ہیں میں نے پوچھے گئے سوال کا یہی جواب دیا ہے۔ (شامی کتاب النکاح) لہٰذا باپ کو یہ کہنا چاہئے تھا کہ میں نے اپنے بیٹے کے لئے نکاح قبول کیا۔

- ایک شخص نے دوسرے شخص کو کہا کیا تو نے اپنی بیٹی کا نکاح مجھے میرے بیٹے کے لئے کر دیا؟ اُس نے کہا میں نے تجھے نکاح کر دیا اگر پہلا شخص دوبارہ کہے میں نے قبول کیا تو اس کا اپنا نکاح ہو جائے گا۔ بیٹے کا نکاح نہیں ہوگا۔ اور اگر پہلا شخص میں نے قبول کیا دوبارہ نہ کہے تو نہ اس کا نکاح ہوگا اور نہ اس کے بیٹے کا۔ کیونکہ پہلی کلام استفہامیہ ہے اور استفہام ایجاب اور قبول نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا دوبارہ قبول نہ کہنے سے صرف ایجاب ہوگا قبول نہیں ہوگا لہٰذا نکاح نہیں ہوگا۔

ساتویں شرط:

نکاح کے انعقاد کیلئے ساتویں شرط یہ ہے کہ عاقدین میں سے ہر ایک دوسرے کے لفظوں کو سنے:

- عاقدین سے ہر ایک کا ایک دوسرے کے ایجاب اور قبول کو سننا نکاح کی صحت کے لئے شرط ہے کیونکہ عاقدین سے کسی ایک کا اپنے صاحب کا کلام نہ سننا ایسا ہے جیسے کہ نہ سننے والا مجلس سے غائب ہے۔ بحرالرائق میں ہے:

وَمِنْهَا سِمَاعُ كُلِّ مِنْهُمَا كَلاَمَ صَاحِبِهِ لِاَنَّ عَدَمَ سِمَاعِ اَحِدِهِمَا كَلاَمَ صَاحِبِهِ بِمَنْزَلَةِ غَيْبَةٍ كَمَا فِي الْوِقَايَةِ۔

اور ان شرائط سے ہے ہر ایک کا اپنے صاحب کے کلام کو سننا کیونکہ ان میں سے کسی ایک کا اپنے صاحب کی کلام نہ سننا بمنزلہ اس کے غائب ہونے کے ہے جیسا کہ وقایہ میں ہے۔

چونکہ گواہوں کا عاقدین کے ایجاب اور قبول کو سننا بھی شرط ہے لہٰذا اگر عاقدین سے کسی ایک نے یا گواہوں سے کسی ایک نے ایجاب یا قبول نہیں سنا تو نکاح نہیں

● ایک شخص نے دوسرے شخص کو کہا کیا تو نے اپنی بیٹی کا نکاح مجھے میرے بیٹے کے لئے کر دیا؟ اُس نے کہا میں نے تجھے نکاح کر دیا اگر پہلا شخص دوبارہ کہے میں نے قبول کیا تو اس کا اپنا نکاح ہو جائے گا۔ بیٹے کا نکاح نہیں ہوگا۔ اور اگر پہلا شخص میں نے قبول کیا دوبارہ نہ کہے تو نہ اس کا نکاح ہوگا اور نہ اس کے بیٹے کا۔ کیونکہ پہلی کلام استفہامیہ ہے اور استفہام ایجاب اور قبول نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا دوبارہ قبول نہ کہنے سے صرف ایجاب ہوگا قبول نہیں ہوگا لہٰذا نکاح نہیں ہوگا۔

ساتویں شرط:

نکاح کے انعقاد کیلئے ساتویں شرط یہ ہے کہ عاقدین میں سے ہر ایک دوسرے کے لفظوں کو سنے:

● عاقدین سے ہر ایک کا ایک دوسرے کے ایجاب اور قبول کو سننا نکاح کی صحت کے لئے شرط ہے کیونکہ عاقدین سے کسی ایک کا اپنے صاحب کا کلام نہ سننا ایسا ہے جیسے کہ نہ سننے والا مجلس سے غائب ہے۔ بحرالرائق میں ہے:

وَمِنْهَا سَمَاعُ كُلِّ مِنْهُمَا كَلاَمَ صَاحِبِهٖ لِاَنَّ عَدَمَ سِمَاعِ اَحِدِهِمَا كَلاَمَ صَاحِبِهٖ بِمَنْزَلَةِ غَيْبَةٍ كَمَا فِي الْوِقَايَةِ۔

اور ان شرائط سے ہے ہر ایک کا اپنے صاحب کے کلام کو سننا کیونکہ ان میں سے کسی ایک کا اپنے صاحب کی کلام نہ سننا بمنزلہ اس کے غائب ہونے کے ہے جیسا کہ وقایہ میں ہے۔

چونکہ گواہوں کا عاقدین کے ایجاب اور قبول کو سننا بھی شرط ہے لہٰذا اگر عاقدین سے کسی ایک نے یا گواہوں سے کسی ایک نے ایجاب یا قبول نہیں سنا تو نکاح نہیں

ہوگا۔ اسی طرح اگر عاقدین میں سے یا گواہوں سے کوئی ایک بہرہ ہوا تو نکاح نہیں ہوگا۔ لیکن اگر نکاح بالکتابتہ ہو یا نکاح بالرسالتہ ہو تو خط میں تحریر شدہ ایجاب کو یا رسول اور پیغام پہنچانے والے کی کلام کو گواہوں کا سننا شرط ہے لیکن ایجاب لکھنے والے یا پیغام بھیجنے والے عاقد کا دوسرے قبول کرنے والے کی کلام سننا ضروری نہیں کیونکہ مؤجب اور مرسل چونکہ مجلس سے غائب ہیں اس لئے اس کا سننا شرط نہیں۔ لیکن خط کے ذریعہ یا پیغام کے ذریعہ نکاح میں جس طرح ایجاب کا گواہوں کو سننا لازم ہے اسی طرح گواہوں کا قبول کو سننا بھی شرط ہے مثلاً اگر کسی شخص نے عورت کو خط لکھا کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا تو عورت خود یا اس کا وکیل مجلس نکاح میں گواہوں کے سامنے وہ خط پڑھ کر سنائے اور پھر عورت کہے میں نے فلاں بن فلاں خط لکھنے والے کا نکاح قبول کیا یا عورت کا وکیل کہے میں نے مؤکلہ فلانہ بنت فلاں کے ساتھ فلاں ابن فلاں کا نکاح قبول کیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی نے ایک آدمی کو کہا جاؤ فلانہ بنت فلاں کو کہو میں فلاں بن فلاں نے تمہارے ساتھ نکاح کیا اور وہ رسول اور پیغام لے جانے والا مجلس نکاح میں مرسل کے الفاظ دہرائے اور گواہوں کے سامنے عورت کہے میں نے نکاح قبول کیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔

لہٰذا عاقدین سے ہر ایک کو دوسرے کی کلام سننا اور گواہوں کا دونوں کی کلام سننا نکاح کی صحت کے لئے اس وقت شرط ہے جب نکاح بالکتابتہ اور نکاح بالرسالتہ نہ ہو کیونکہ کاتب اور مرسل بمنزلہ عاقد کے ہیں اور کتاب اور رسول ان کی کلام کے ناقل ہیں، گویا ناقل کی کلام سننا گواہوں کے لئے ایسا ہے جیسا خود صاحب کتاب اور مرسل کی کلام کو سننا ہے اور قبول تو گواہ سن ہی رہے ہیں۔

صاحب خط اور مرسل نہیں سن رہا کیونکہ وہ مجلس نکاح سے غائب ہے اس لئے مذکور شرط کہ عاقدین کا ہر ایک کی کلام سننا شرط ہے میں خط کے ذریعہ یا رسول کے ذریعہ نکاح کرنے کے علاوہ دوسرے نکاح مراد ہوں گے۔

بحر الرائق میں ہے:

وَاَمَّا مِنَ الْغَائِبِ فَكَا لِخِطَابِ وَكَذَا الرَسُوْلُ فَيُشْتَرَطُ سِمَاعُ الشُّهُوْدِ قِرْءَةَ الْكِتَابِ وَكَلَامَ الرَّسُوْلِ۔

لیکن غائب سے کتابت پس مثل خطاب کے ہے اور اسی طرح رسول پس رسول کی کلام اور کتاب (خط) کی قرأت اور پڑھنے کو گواہوں کے لئے سننا شرط ہے۔ (مزید تفصیل نکاح بالکتابتہ کے باب میں ملاحظہ فرمائیں)

● اسی طرح عاقدین کی کلام سے مراد عام ہے کہ حقیقت میں دونوں کی کلام ہو یا حکماً دونوں کی کلام ہو جیسے دونوں عاقد نکاح کی مجلس میں حاضر ہوں ایک کی جانب سے ایجاب ہو اور دوسرے کی جانب سے قبول ہو۔ حکماً دونوں کی کلام ہو جس طرح ایک آدمی دونوں ایجاب اور قبول کا مالک اور متولی ہو مثلاً عورت نے کسی شخص کو اپنے ساتھ نکاح کرنے کا وکیل بنایا اور مجلس نکاح میں وکیل کہتا ہے میں نے اپنی مؤکلہ سے نکاح کیا تو نکاح ہو جائے گا یا ابن عم بنت عمہ (چچا کا بیٹا اپنی پھوپھی کی بیٹی) کا ولی ہے اور وہ کہتا ہے میں نے اپنی پھوپھی کی بیٹی سے نکاح کیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ یہاں صرف ایک وکیل یا ولی کا قول ایجاب اور قبول کے قائم مقام ہے۔ لہٰذا یہاں گواہوں کا صرف وکیل اور ولی کی کلام کو سننا نکاح کی صحت کے لئے شرط ہے۔ (شامی)

صاحب خط اور مرسل نہیں سن رہا کیونکہ وہ مجلس نکاح سے غائب ہے اس لئے مذکور شرط کہ عاقدین کا ہر ایک کی کلام سننا شرط ہے میں خط کے ذریعہ یا رسول کے ذریعہ نکاح کرنے کے علاوہ دوسرے نکاح مراد ہوں گے۔

بحرالرائق میں ہے:

وَاَمَّا مِنَ الْغَائِبِ فَكَا لِخِطَابِ وَكَذَا الرَّسُوْلُ فَيُشْتَرَطُ سِمَاعُ الشُّهُوْدِ قِرْءَةَ الْكِتَابِ وَكَلَامَ الرَّسُوْلِ۔

لیکن غائب سے کتابت پس مثل خطاب کے ہے اور اسی طرح رسول پس رسول کی کلام اور کتاب (خط) کی قرأت اور پڑھنے کو گواہوں کے لئے سننا شرط ہے۔ (مزید تفصیل نکاح بالکتابتہ کے باب میں ملاحظہ فرمائیں)

- اسی طرح عاقدین کی کلام سے مراد عام ہے کہ حقیقت میں دونوں کی کلام ہو یا حکماً دونوں کی کلام ہو جیسے دونوں عاقد نکاح کی مجلس میں حاضر ہوں ایک کی جانب سے ایجاب ہو اور دوسرے کی جانب سے قبول ہو۔ حکماً دونوں کی کلام ہو جس طرح ایک آدمی دونوں ایجاب اور قبول کا مالک اور متولی ہو مثلاً عورت نے کسی شخص کو اپنے ساتھ نکاح کرنے کا وکیل بنایا اور مجلس نکاح میں وکیل کہتا ہے میں نے اپنی مؤکلہ سے نکاح کیا تو نکاح ہو جائے گا یا ابن عم بنت عمہ (چچا کا بیٹا اپنی پھوپھی کی بیٹی) کا ولی ہے اور وہ کہتا ہے میں نے اپنی پھوپھی کی بیٹی سے نکاح کیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ یہاں صرف ایک وکیل یا ولی کا قول ایجاب اور قبول کے قائم مقام ہے۔ لہٰذا یہاں گواہوں کا صرف وکیل اور ولی کی کلام کو سننا نکاح کی صحت کے لئے شرط ہے۔ (شامی)

فائدہ: ایجاب اور قبول کے الفاظ کو سننا اس لئے شرط ہے تاکہ عاقدین کی رضا کی علامت پائی جائے۔ اگرچہ حقیقتاً رضا نہ ہو کیونکہ حالت اکراہ میں ایجاب اور قبول سے بھی نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔

آٹھویں شرط:

ایجاب اور قبول کا لفظوں میں ہونا:

نکاح کی صحت کیلئے یہ شرط ہے کہ ایجاب اور قبول لفظوں کے ساتھ ہو، کتابت سے یا اشاروں سے ایجاب اور قبول کرنے سے نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ مگر گونگے شخص کا اشارہ سے ایجاب یا قبول معتبر ہوگا۔ مثلاً ایک آدمی نے کاغذ پر لکھا میں نے ہندہ بنت رضیہ سے نکاح کیا اور ہندہ نے مجلس نکاح میں کاغذ پر لکھا میں نے فلاں بن فلاں کا نکاح قبول کیا تو نکاح منعقد نہیں ہوگا یا کسی نے لفظوں میں کہا میں نے فلانہ کے ساتھ نکاح کیا لیکن فلانہ نے زبان سے کچھ نہیں بولا صرف کاغذ پر لکھا میں نے قبول کیا یا لڑکی نے ایجاب کے ساتھ کلام کی لیکن لڑکے نے قبول کرنا صرف کاغذ پر لکھ دیا یا ایجاب اور قبول کے الفاظ کسی نے لکھ دیئے اور عاقدین نے صرف دستخط کر دیئے اور ایجاب وقبول کے الفاظ زبان سے ادا نہیں کئے تو ان سب صورتوں میں نکاح منعقد نہیں ہوگا خط کے ذریعے بھی نکاح کے لئے شرط ہے کہ مجلس عقد میں غائب کے خط کو پڑھا جائے اور ایجاب کے الفاظ زبان سے ادا کئے جائیں اور پھر مجلس میں قبول کے الفاظ زبان سے ادا کئے جائیں اور گواہ خط کے الفاظ اور قبول کے الفاظ بیک وقت اسی مجلس میں سنیں تو نکاح منعقد ہوتا ہے۔

معلوم ہوا ایجاب اور قبول کے الفاظ کا تلفظ اور تکلم نکاح کی صحت کیلئے شرط ہے۔

ہدایہ میں ہے: يَنْعَقِدُ بِلَفْظَيْنِ (ترجمہ): نکاح دو لفظوں کے ساتھ ہی

منعقد ہوتا ہے۔

شامی میں ہے:

(قَوْلُہ' وَلَا بِكِتَابَةِ حَاضِرٍ) فَلَوْ كَتَبَ تَزَوَّجْتُكِ فَكَتَبَتْ قَبِلْتُ لَمْ يَنْعَقِدْ (بحر) فَالْاَظْهَرُ اَنْ يَّقُوْلَ فَقَالَتْ قَبِلْتُ الخ اِذَ الْكِتَابَةُ مِنَ الطَّرْفَيْنِ بِلاَ قَوْلٍ لَا تَكْفِيْ وَلَوْ فِي الْغَيْبَةِ تَاَمَّلْ۔

اگر کسی شخص نے لکھا میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا عورت نے لکھا میں نے قبول کیا تو نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ پس زیادہ ظاہر یہ تھا شارح کہتا پس عورت نے کہا میں نے قبول کیا (یعنی کتبت کی جگہ قالت ہونا چاہئے تھا) کیونکہ دونوں طرفوں سے کتابت بغیر قول کے کافی نہیں اگر چہ غیبت کی حالت میں ہو۔

بحرالرائق میں ہے:

قَيَّدَا الْمُصَنِّفُ اِنْعِقَادَہ' بِاللَّفْظِ لِاَنَّہ' لَا يَنْعَقِدُ بِالْكِتَابَةِ مِنَ الْحَاضِرِيْنَ فَلَوْ كَتَبَ تَزَوَّجْتُكِ فَكَتَبَتْ قَبِلْتُ لَا يَنْعَقِدُ وَاَمَّا مِنَ الْغَائِبِ فَكَالْخِطَابِ وَكَذَا الرَّسُوْلُ فَيُشْتَرَطُ سِمَاعُ شُهُوْدٍ قِرْءَةَ الْكِتَابِ وَكَلَامَ الرَّسُوْلِ۔

مصنف نے نکاح کے منعقد ہونے کو لفظ کے ساتھ مقید کیا ہے اس لئے کہ حاضر عاقدین سے کتابت کے ساتھ نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ اگر کسی ایک نے لکھا میں نے تجھ سے نکاح کیا عورت نے لکھا میں نے قبول کیا نکاح منعقد نہیں ہوگا لیکن غائب کی جانب سے کتاب خطاب کی طرح ہے اور اسی طرح رسول پس گواہوں کا کتاب کی قرءۃ اور

منعقد ہوتا ہے۔

شامی میں ہے:

(قَوْلُہ' وَلَا بِكِتَابَةِ حَاضِرٍ) فَلَوْ كَتَبَ تَزَوَّجْتُكِ فَكَتَبَتْ قَبِلْتُ لَمْ يَنْعَقِدْ (بحر) فَالْاَظْهَرُ اَنْ يَّقُوْلَ فَقَالَتْ قَبِلْتُ الخ اِذَ الْكِتَابَةُ مِنَ الطَّرْفَيْنِ بِلاَ قَوْلٍ لَا تَكْفِىْ وَلَوْ فِى الْغَيْبَةِ تَاَمَّلْ۔

اگر کسی شخص نے لکھا میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا عورت نے لکھا میں نے قبول کیا تو نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ پس زیادہ ظاہر یہ تھا شارح کہتا پس عورت نے کہا میں نے قبول کیا (یعنی کتبت کی جگہ قالت ہونا چاہئے تھا) کیونکہ دونوں طرفوں سے کتابت بغیر قول کے کافی نہیں اگرچہ غیبت کی حالت میں ہو۔

بحرالرائق میں ہے:

قَيَّدَا الْمُصَنِّفُ اِنْعِقَادَہ' بِاللَّفْظِ لِاَنَّہ' لَا يَنْعَقِدُ بِالْكِتَابَةِ مِنَ الْحَاضِرِيْنَ فَلَوْ كَتَبَ تَزَوَّجْتُكِ فَكَتَبَتْ قَبِلْتُ لَا يَنْعَقِدُ وَاَمَّا مِنَ الْغَائِبِ فَكَا لِخِطَابِ وَكَذَا الرَّسُوْلُ فَيُشْتَرَطُ سِمَاعُ شُهُوْدٍ قِرْءَ ةَ الْكِتَابِ وَكَلَامَ الرَّسُوْلِ۔

مصنف نے نکاح کے منعقد ہونے کو لفظ کے ساتھ مقید کیا ہے اس لئے کہ حاضر عاقدین سے کتابت کے ساتھ نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ اگر کسی ایک نے لکھا میں نے تجھ سے نکاح کیا عورت نے لکھا میں نے قبول کیا نکاح منعقد نہیں ہوگا لیکن غائب کی جانب سے کتاب خطاب کی طرح ہے اور اسی طرح رسول پس گواہوں کا کتاب کی قرء ۃ اور

رسول کی کلام کو سننا شرط ہے۔

● مذکورہ عبارت سے واضح ہوا کہ ایجاب اور قبول سے پہلے مروج نکاح فارموں پر دولہا اور دلہن اور گواہوں کے جو دستخط لئے جاتے ہیں ان سے نکاح منعقد نہیں ہوتا، دستخطوں کے بعد لفظوں سے ایجاب اور قبول کرنے سے ہی نکاح منعقد ہوتا ہے۔ اول تو نکاح فارم فل کرنے پر کہیں ایجاب اور قبول کے لفظ نہیں ہیں صرف یہ معلوماتی اور معاہدتی فارم ہیں ان پر تمام متعلقہ افراد کا مع ولدیت ایڈریس لکھا جاتا ہے اور متعلقہ افراد کے دستخط ہوتے ہیں اور یہ نکاح کے عنوان اور دلہن اور دولہا کے عنوان کے واسطہ سے تمام کالم فل کئے جاتے ہیں اور مجلس نکاح سے کئی کئی دن پہلے لکھوا لئے جاتے ہیں بعض اوقات تو متعلقہ افراد کو نکاح فارموں پر اپنے نام کے اندراج کا علم بھی مجلس نکاح میں ہی ہوتا ہے۔ اگر نکاح کی مجلس سے پہلے دستخط لئے جائیں تو ہر شخص اپنی اپنی مختلف مجلسوں میں دستخط کرتا ہے اس لئے فارموں پر دستخط کر لینے سے نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ ایک تو اس لئے کہ فارموں میں ایجاب اور قبول کے لفظ مکتوب ہی نہیں ہیں۔

لہٰذا مجلس نکاح میں ان فارموں پر مندرج افراد کی لکھی گئی تفصیل پڑھ بھی لی جائے تو اس سے نکاح منعقد نہیں ہوگا کیونکہ کہیں ایجاب اور قبول کے الفاظ کا اندراج نہیں ہوتا، ضروری ہے کہ فارم فل کر لینے کے بعد لفظوں میں ایجاب اور قبول ہو۔ دوم صرف کتابت بھی کافی نہیں کیونکہ انعقاد نکاح کے لئے لفظوں کا ہونا شرط ہے اور کتابت لفظ نہیں بخلاف بیع کے کہ بیع جانبین کی طرف سے کتابت سے منعقد ہو جاتی ہے اور بخلاف طلاق کے کیونکہ طلاق بھی کتابت سے واقع ہو جاتی ہے بیع کے جواز اور وقوع طلاق کے لئے لفظوں کا ہونا شرط نہیں۔

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ ایجاب اور قبول سے پہلے تفویض طلاق کا کالم نمبر ۱۸ فل کرنے سے بیوی کو طلاق کا اختیار بھی حاصل نہیں ہوگا۔ جب ابھی نکاح ہی نہیں ہوا تو تفویض کیسے ہوسکتی ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ایجاب اور قبول ہو جانے کے بعد شوہر سے مذکورہ کالم نمبر ۱۸ میں لکھے گئے تفویض کے الفاظ کہلوائے جائیں یا سنائے جائیں اور شوہر اس کا اقرار کرے کیونکہ تفویض طلاق نکاح سے پہلے غیر معتبر ہوتی ہے۔ جب نکاح نہیں تو تفویض کس چیز کی۔ ان شاء اللہ تفویض کے باب میں اس کی تفصیل ذکر کی جائے گی۔

- اگر چند لڑکیاں اور لڑکے یونیورسٹی ماحول میں ایک جگہ بیٹھے ہوں ایک لڑکا کاغذ پر لکھتا ہے میں نے سعیدہ سے نکاح کیا اور سعیدہ لکھتی ہے میں نے قبول کیا زبان سے لفظ ادا نہیں کئے جاتے اور موجود لڑکے اور لڑکیاں یہ تحریر سمجھ رہے ہیں لیکن عاقدین سے کسی نے ان کلمات سے تکلم نہیں کیا تو نکاح منعقد نہیں ہوگا اور اگر شوہر کی تحریر پڑھ کر سنائی گئی اور سعیدہ نے کہا میں نے قبول کیا یا کہا ٹھیک ہے تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ چونکہ عاقدین کا ایک دوسرے کے لفظوں کو سننا نکاح کی صحت کیلئے شرط ہے اسی طرح گواہوں کا بھی لفظوں کو سننا شرط ہے لہٰذا کاغذ پر ایجاب اور قبول تحریر کر لینے اور دستخط کر لینے سے نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

نویں شرط:

ایجاب اور قبول کے لفظوں کا ماضی ہونا یا ایک کا ماضی ہونا اور دوسرے کا مستقبل ہونا:

- نکاح کی صحت کے لئے ضروری ہے کہ ایجاب اور قبول کے الفاظ ماضی

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ ایجاب اور قبول سے پہلے تفویض طلاق کا کالم نمبر ۱۸ فل کرنے سے بیوی کو طلاق کا اختیار بھی حاصل نہیں ہوگا۔ جب ابھی نکاح ہی نہیں ہوا تو تفویض کیسے ہوسکتی ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ایجاب اور قبول ہو جانے کے بعد شوہر سے مذکورہ کالم نمبر ۱۸ میں لکھے گئے تفویض کے الفاظ کہلوائے جائیں یا سنائے جائیں اور شوہر اس کا اقرار کرے کیونکہ تفویض طلاق نکاح سے پہلے غیر معتبر ہوتی ہے۔ جب نکاح نہیں تو تفویض کس چیز کی۔ ان شاءاللہ تفویض کے باب میں اس کی تفصیل ذکر کی جائے گی۔

- اگر چند لڑکیاں اور لڑکے یونیورسٹی ماحول میں ایک جگہ بیٹھے ہوں ایک لڑکا کاغذ پر لکھتا ہے میں نے سعیدہ سے نکاح کیا اور سعیدہ لکھتی ہے میں نے قبول کیا زبان سے لفظ ادا نہیں کئے جاتے اور موجود لڑکے اور لڑکیاں یہ تحریر سمجھ رہے ہیں لیکن عاقدین سے کسی نے ان کلمات سے تکلم نہیں کیا تو نکاح منعقد نہیں ہوگا اور اگر شوہر کی تحریر پڑھ کر سنائی گئی اور سعیدہ نے کہا میں نے قبول کیا یا کہا ٹھیک ہے تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ چونکہ عاقدین کا ایک دوسرے کے لفظوں کو سننا نکاح کی صحت کیلئے شرط ہے اسی طرح گواہوں کا بھی لفظوں کو سننا شرط ہے لہٰذا کاغذ پر ایجاب اور قبول تحریر کر لینے اور دستخط کر لینے سے نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

نویں شرط:

ایجاب اور قبول کے لفظوں کا ماضی ہونا یا ایک کا ماضی ہونا اور دوسرے کا مستقبل ہونا:

- نکاح کی صحت کے لئے ضروری ہے کہ ایجاب اور قبول کے الفاظ ماضی

کے ہوں یا ایجاب میں مستقبل کے الفاظ ہوں اور قبول میں ماضی یا ایجاب میں ماضی ہو اور قبول میں مستقبل کا صیغہ لیکن استقبال اور مضارع کے لفظ سے زمانہ حال مراد ہونا ضروری ہے۔ اگر ایجاب اور قبول دونوں کے لفظ مستقبل کے ہوں یا ایک ماضی ہو اور دوسرا مستقبل لیکن مستقبل کے لفظ سے زمانہ استقبال مراد ہو تو نکاح نہیں ہوگا۔ دراصل نکاح انشاء ہوتا ہے، اس لئے ایجاب اور قبول میں ماضی یا مضارع کے لفظ شرعاً انشاء کے معنی میں ہوتے ہیں۔ انشاء اس کو کہتے ہیں کہ ایک ایسی شی کی ایجاد ہو جو پہلے نہ ہو جس طرح نکاح پہلے نہیں ہوتا اور ایجاب وقبول سے نکاح کو موجود کیا جاتا ہے۔ چونکہ انشاء کے ایسے صیغے جو عقود کی انشاء پر دلالت کریں موجود نہیں تھے تو شرعاً انشاء پر دلالت کرانے کے لئے ماضی کے الفاظ استعمال کئے گئے اور ماضی کے الفاظ کو ایجاب اور قبول کے لئے اس لئے شرط کیا گیا تاکہ وجود اور تحقیق پر دلالت کریں اور مضارع کے الفاظ کبھی حال پر دلالت کرتے ہیں اور کبھی استقبال پر۔ مضارع کی دلالت حال پر قرائن سے ہوتی ہے اور بوقت قرینہ مضارع کے لفظ سے بھی نکاح ہو جائے گا اور مضارع کا وہ لفظ جو انشاء کے معنی میں ہوگا وہ خبر کے معنی میں نہیں ہوگا۔ ماضی کے الفاظ جیسے نَکَحْتُکِ یَازَوَّجْتُکِ یعنی میں نے تجھ سے نکاح کیا، عورت کہتی ہے قَبِلْتُ میں نے قبول کیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ اسی طرح مرد کہتا ہے اَتَزَوَّجُکِ یہ واحد متکلم کا صیغہ مضارع باب تَفَعُّلْ سے ہے اس کا ترجمہ یہ ہے میں تجھ سے نکاح کرتا ہوں عورت کہتی ہے تَزَوَّجْتُکَ میں نے نکاح قبول کیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ یہاں ایجاب مضارع کے صیغہ سے ہے اور قبول ماضی کے صیغہ سے، عورت اگر زَوَّجْتُ نَفْسِیْ کہے اور مرد اَتَزَوَّجُکِ تو ایجاب ماضی اور قبول

مضارع کا صیغہ ہوگا۔ اگر اسی صورت میں مضارع سے استقبال مراد ہو کہ میں نکاح کروں گا تو نکاح نہیں ہوگا کیونکہ استقبال میں نکاح کا وعدہ ہوتا ہے نکاح کا انشاء نہیں ہوتا۔ مستقبل کے لفظ کی مثال امر سے بھی دی جاتی ہے مثلاً مرد کہتا ہے زَوِّجِیْنِیْ تو مجھ سے نکاح کر عورت کہتی ہے زَوَّجْتُ میں نے نکاح کیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ زَوِّجِیْنِیْ میں فقہاء کے دو قول ہیں ایک یہ کہ ایجاب ہے لہٰذا اس لفظ کے لئے گواہوں کا سماع شرط ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ توکیل ہے گواہوں کے لئے اس لفظ کا سماع شرط نہیں اور زَوَّجْتُ ایجاب اور قبول کے قائم مقام ہے اس کا سماع شرط ہے۔ لیکن زَوِّجِیْنِیْ ایجاب ہو یا توکیل اس لفظ سے نکاح ہو جائے گا اور یہ لفظ ماضی نہیں ہے بلکہ امر ہے اور دونوں لفظ استقبال پر دلالت کریں اس کی مثال جیسے مرد کہے میں تجھ سے نکاح کروں گا، عورت کہے میں قبول کروں گی تو نکاح نہیں ہوگا اور یہ نکاح کا وعدہ ہوگا۔

ایجاب اور قبول کے دونوں لفظوں سے مراد عام ہے کہ حقیقت میں دو ہوں جیسے زوجت اور قبلت یا حکماً دو ہوں جیسے مؤکلہ کہے زَوَّجْتُکَ یعنی مرد نے عورت کو اپنے ساتھ نکاح کر لینے کا وکیل بنا دیا تو عورت کا قول زوجت ایجاب اور قبول کے قائم مقام ہوگا اور نکاح منعقد ہو جائیگا۔ یعنی ایک لفظ سے ہی نکاح ہو جائیگا۔

- ایک ہی لفظ ایجاب اور قبول کے قائم مقام ہو اور نکاح ہو جائے اس کی پانچ صورتیں ہیں ایک یہ کہ ایک ہی آدمی اصیل اور وکیل ہو جس کی مثال عورت کا قول زَوَّجْتُکَ گزر چکی ہے دوم یہ کہ ایک ہی آدمی اصیل اور ولی ہو جیسے ابن عم بنت عمہ (چچازاد بھائی چچازاد بہن سے) سے کہے میں نے تجھ سے نکاح کیا نکاح

مضارع کا صیغہ ہوگا۔ اگر اسی صورت میں مضارع سے استقبال مراد ہو کہ میں نکاح کروں گا تو نکاح نہیں ہوگا کیونکہ استقبال میں نکاح کا وعدہ ہوتا ہے نکاح کا انشاء نہیں ہوتا۔ مستقبل کے لفظ کی مثال امر سے بھی دی جاتی ہے مثلاً مرد کہتا ہے زَوِّجِیْنِیْ تو مجھ سے نکاح کر عورت کہتی ہے زَوَّجْتُ میں نے نکاح کیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ زَوِّجِیْنِیْ میں فقہاء کے دو قول ہیں ایک یہ کہ ایجاب ہے لہٰذا اس لفظ کے لئے گواہوں کا سماع شرط ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ توکیل ہے گواہوں کے لئے اس لفظ کا سماع شرط نہیں اور زَوَّجْتُ ایجاب اور قبول کے قائم مقام ہے اس کا سماع شرط ہے۔ لیکن زَوِّجِیْنِیْ ایجاب ہو یا توکیل اس لفظ سے نکاح ہو جائے گا اور یہ لفظ ماضی نہیں ہے بلکہ امر ہے اور دونوں لفظ استقبال پر دلالت کریں اس کی مثال جیسے مرد کہے میں تجھ سے نکاح کروں گا، عورت کہے میں قبول کروں گی تو نکاح نہیں ہوگا اور یہ نکاح کا وعدہ ہوگا۔

ایجاب اور قبول کے دونوں لفظوں سے مراد عام ہے کہ حقیقت میں دو ہوں جیسے زوجت اور قبلت یا حکماً دو ہوں جیسے مؤکلہ کہے زَوَّجْتُکَ یعنی مرد نے عورت کو اپنے ساتھ نکاح کر لینے کا وکیل بنا دیا تو عورت کا قول زوجت ایجاب اور قبول کے قائم مقام ہوگا اور نکاح منعقد ہو جائیگا۔ یعنی ایک لفظ سے ہی نکاح ہو جائیگا۔

● ایک ہی لفظ ایجاب اور قبول کے قائم مقام ہو اور نکاح ہو جائے اس کی پانچ صورتیں ہیں ایک یہ کہ ایک ہی آدمی اصیل اور وکیل ہو جس کی مثال عورت کا قول زَوَّجْتُکَ گزر چکی ہے دوم یہ کہ ایک ہی آدمی اصیل اور ولی ہو جیسے ابن عم بنت عمہ (چچازاد بھائی چچازاد بہن سے) سے کہے میں نے تجھ سے نکاح کیا نکاح

ہو جائے گا۔

ابن عم اپنے حق میں اصیل ہے اور بنت عمہ کے حق میں ولی ہے سوم ایک آدمی دونوں جانب سے ولی ہو جیسے صغیر کا والد بنت الاخ کا ولی ہو اور وہ کہے میں نے اپنے بیٹے کا اپنی بھتیجی سے نکاح کیا تو نکاح ہو جائیگا۔ چہارم ایک آدمی دونوں جانب سے وکیل ہو وکیل کہے میں نے اپنی فلانہ مؤکلہ کا فلاں مؤکل سے نکاح کر دیا ہے۔ نکاح منعقد ہو جائے گا۔ پنجم ایک ہی آدمی ولی اور وکیل ہو جیسے ایک شخص کہے میں نے اپنی بیٹی کا نکاح اپنے فلاں مؤکل سے کر دیا ہے ان پانچ صورتوں میں ایک لفظ ہی ایجاب اور قبول کے قائم مقام ہوتا ہے اور اسی کا سماع شرط ہے۔

● چونکہ ایجاب وقبول کیلئے لفظ کا ہونا شرط ہے اس لئے تعاطی اور فعل سے نکاح منعقد نہیں ہوگا مثلاً عورت ایک شخص کو کہتی ہے میں نے تجھ سے ایک ہزار مہر کے ساتھ نکاح کیا وہ شخص مہر کی رقم تو عورت کو دے دیتا ہے مگر قبول کے لفاظ ادا نہیں کرتا تو نکاح نہیں ہوگا۔ اگر اسی مجلس میں قبلت کہہ دے تو نکاح ہو جائیگا۔

کبھی دونوں طرف تعاطی میں الفاظ نہیں ہوتے جیسے ایک شخص خاموشی سے دوکاندار کو دس روپے دے کر دس انڈے اُٹھا لیتا ہے تو یہ بیع بالتعاطی ہے اور جائز ہے لیکن نکاح میں ایسا نہیں ہوسکتا۔

خط کے ذریعہ نکاح کرنے کا حکم

● جیسا کہ گزر چکا ہے کہ ایجاب اور قبول کا تلفظ ضروری ہے اور نکاح کی صحت کے لئے شرط ہے کاغذ پر ایجاب اور قبول صرف لکھ دینے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا لیکن اگر عورت کو خط لکھا جائے جس کا مضمون اس طرح ہو کہ میں فلاں

بن فلاں آپ سے نکاح کرتا ہوں جب مسماۃ کو خط پہنچے تو وہ گواہوں کو بلا کر ان کے سامنے خط آواز کے ساتھ پڑھے اور کہے میں نے فلاں بن فلاں سے نکاح کر لیا ہے یا یوں کہے کہ فلاں نے مجھے خط لکھا ہے وہ مجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہے میں نے اس سے نکاح کیا یا اس کے نکاح کو قبول کیا تو نکاح ہو جائے گا۔

● اگر عورت گواہوں کے سامنے یہ کہے کہ میں نے فلاں بن فلاں سے نکاح کیا اور خط نہ پڑھے اور یہ نہ کہے کہ فلاں کی طرف سے مجھے خط آیا ہے وہ مجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو نکاح نہیں ہوگا کیونکہ گواہوں کے لئے ایجاب اور قبول کا سماع صحت نکاح کی شرط ہے۔ جب گواہوں کو خط پڑھ کر سنائے یا خط کے مضمون کی شوہر کی طرف سے تعبیر کر کے گواہوں کو بتائے کہ فلاں شخص مجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو گواہوں نے ایجاب اور قبول کو سن لیا ہے اور اگر خط پڑھنے یا شوہر کی طرف تعبیر کرنے کی نفی ہو تو گواہوں نے ایجاب کو نہیں سنا لہٰذا نکاح نہیں ہوگا۔

علامہ شامی نے درمختار کی عبارت:

وَلَا بِكِتَابَةِ حَاضِرٍ بَلْ غَائِبٍ بِشَرْطِ اِعْلَامِ الشُّهُوْدِ بِمَا فِي الْكِتَابِ مَالَمْ يَكُنْ بِلَفْظِ الْاَمْرِ فَيَتَوَلَّى الطَّرْفَيْنَ۔ (فتح)

اور نہ حاضر کی کتابت کے ساتھ بلکہ غائب کی کتابت کے ساتھ اس شرط کے ساتھ کہ گواہوں کو بتایا جائے جو چیز خط میں ہے جب تک امر کا لفظ نہ ہو پس وہ دونوں طرف کا ولی ہو جائے گا۔

کے تحت لکھا **فلو کتب تزوجتک فکتبت قبلت لم ینعقد** (بحر)

یعنی بحرالرائق میں فتح القدیر کی عبارت کی توضیح اس طرح کی گئی ہے کہ شوہر اگر لکھے میں نے تجھ سے نکاح کیا اور عورت لکھے میں نے قبول کیا تو نکاح منعقد نہیں

بن فلاں آپ سے نکاح کرتا ہوں جب مسماۃ کو خط پہنچے تو وہ گواہوں کو بلا کر ان کے سامنے خط آواز کے ساتھ پڑھے اور کہے میں نے فلاں بن فلاں سے نکاح کر لیا ہے یا یوں کہے کہ فلاں نے مجھے خط لکھا ہے وہ مجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہے میں نے اس سے نکاح کیا یا اس کے نکاح کو قبول کیا تو نکاح ہو جائے گا۔

● اگر عورت گواہوں کے سامنے یہ کہے کہ میں نے فلاں بن فلاں سے نکاح کیا اور خط نہ پڑھے اور یہ نہ کہے کہ فلاں کی طرف سے مجھے خط آیا ہے وہ مجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو نکاح نہیں ہوگا کیونکہ گواہوں کے لئے ایجاب اور قبول کا سماع صحت نکاح کی شرط ہے۔ جب گواہوں کو خط پڑھ کر سنائے یا خط کے مضمون کی شوہر کی طرف سے تعبیر کر کے گواہوں کو بتائے کہ فلاں شخص مجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو گواہوں نے ایجاب اور قبول کو سن لیا ہے اور اگر خط پڑھنے یا شوہر کی طرف تعبیر کرنے کی نفی ہو تو گواہوں نے ایجاب کو نہیں سنا لہٰذا نکاح نہیں ہوگا۔

علامہ شامی نے درمختار کی عبارت:

وَلا بِكِتَابَةِ حَاضِرٍ بَلْ غَائِبٍ بِشَرْطِ اِعْلامِ الشُّهُوْدِ بِمَا فِي الْكِتَابِ مَالَمْ يَكُنْ بِلَفْظِ الْاَمْرِ فَيَتَوَلَّى الطَّرْفَيْنِ۔ (فتح)

اور نہ حاضر کی کتابت کے ساتھ بلکہ غائب کی کتابت کے ساتھ اس شرط کے ساتھ کہ گواہوں کو بتایا جائے جو چیز خط میں ہے جب تک امر کا لفظ نہ ہو پس وہ دونوں طرف کا ولی ہو جائے گا۔

کے تحت لکھا فلو کتب تزوجتک فکتبت قبلت لم ینعقد (بحر)

یعنی بحر الرائق میں فتح القدیر کی عبارت کی توضیح اس طرح کی گئی ہے کہ شوہر اگر لکھے میں نے تجھ سے نکاح کیا اور عورت لکھے میں نے قبول کیا تو نکاح منعقد نہیں

ہوگا علامہ شامی فرماتے ہیں کتبت کی جگہ قالت ہونا چاہئے۔ کیونکہ متن میں ہے کہ حاضر کی کتابت سے نکاح نہیں ہوتا۔ لیکن غائب کی کتابت سے نکاح ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ کتاب اور خط پڑھ لیا جائے۔ اور بحر الرائق کی عبارت سے وہم ہوتا ہے کہ جب دونوں کی جانب سے کتابت ہوگی اور دونوں حاضر ہوں گے پھر تو نکاح نہیں ہوگا اور اگر دونوں طرف سے بلا قول کتابت ہو اور ایک غائب ہو تو نکاح ہو جائے گا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ دونوں طرف سے کتابت کی صورت میں عاقدین مجلس میں حاضر ہوں یا غائب نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ کیونکہ ایجاب اور قبول کا تلفظ شرط ہے۔ علامہ شامی نے فرمایا:

فَالْاَظْهَرُ اَنْ يَّقُوْلَ فَقَالَتْ قَبِلْتُ الخ اِذِ الْكِتَابَةُ مِنَ الطَّرْفَيْنِ بِلا قَوْلٍ لا تَكْفِيْ وَلَوْ فِي الْغَيْبَةِ تَاَمَّلْ

اظہر یہ تھا کہ صاحب بحر کہتا فقالت قبلت الخ یعنی کتبت کی جگہ قالت کہتا۔ کیونکہ دونوں طرف سے بلا قول کتابت کفایہ نہیں کرتی اگرچہ غیبت میں ہو۔

(فتح) کے قول کی توضیح میں علامہ شامیؒ لکھتے ہیں:

فَاِنَّهٗ قَالَ يَنْعَقِدُ النِّكَاحُ بِالْكِتَابِ كَمَا يَنْعَقِدُ بِالْخِطَابِ وَصُوْرَتُهٗ اَنْ يَّكْتُبَ اِلَيْهَا يَخْطُبُهَا فَاِذَا بَلَغَهَا الْكِتَابُ اَحْضَرَتِ الشُّهُوْدَ وَقَرَءَتْهُ عَلَيْهِمْ وَقَالَتْ زَوَّجْتُ نَفْسِيْ مِنْهُ اَوْ تَقُوْلُ اَنَّ فُلانًا كَتَبَ اِلَيَّ يَخْطُبُنِيْ فَاشْهَدُوْا اَنِّيْ زَوَّجْتُ نَفْسِيْ مِنْهُ اَمَّا لَوْ لَمْ تَقُلْ بِحَضْرَتِهِمْ سِوٰى زَوَّجْتُ نَفْسِيْ مِنْ فُلانٍ لا يَنْعَقِدُ لِاَنَّ سَمَاعَ الشَّطْرَيْنِ شَرْطُ صِحَّةِ النِّكَاحِ

بِاَسْمَاعِهِمِ الْكِتَابَ اَوِ التَّعْبِيْرَ عَنْهُ مِنْهَا قَدْ سَمِعُوْا الشَّطْرَيْنِ بِخَلاَفِ مَا اِذَا انْتَفَيَا الخ (کتاب النکاح)

ابن ہمام نے بے شک کہا نکاح کتاب (خط) سے اسی طرح منعقد ہو جاتا ہے جیسے خطاب سے اور اس کی صورت یہ ہے کہ نکاح کرنے والا اس عورت کی طرف نکاح کی دعوت لکھے مثلاً میں نے تجھ سے نکاح کیا، پس جب اس کو کتاب پہنچی اس نے گواہوں کو بلا لیا اور خط ان پر پڑھا اور کہا میں نے اس سے نکاح کیا۔ یا اس طرح کہے کہ مجلس سے غائب فلاں آدمی نے میری طرف خط لکھا ہے وہ میرے ساتھ نکاح کرنا طلب کر رہا ہے پس تم گواہ ہو جاؤ میں اس سے نکاح کرتی ہوں۔ لیکن اگر گواہوں کے سامنے عورت ''میں نے فلاں سے نکاح کیا'' کے لفظوں کے علاوہ کچھ نہ کہے تو نکاح منعقد نہیں ہوگا کیونکہ ایجاب وقبول کا سماع صحت نکاح کی شرط ہے اور گواہوں کو کتاب سنانے سے یا عورت کی جانب سے کتاب کی تعبیر کرنے سے انہوں نے ایجاب اور قبول کو سن لیا بخلاف اس کے کہ جب دونوں کی نفی ہو کہ نہ خط پڑھا جائے اور نہ اس کی تعبیر کی جائے۔

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ غائب کی جانب سے خط اور کتابت کا مجلس نکاح میں پڑھنا شرط ہے یا پھر نکاح کے ارادہ سے خط لکھنے والے کی جانب سے ترجمانی اور تعبیر شرط ہے اور یہ اس لئے ضروری ہے کہ گواہوں کا ایجاب اور قبول کے الفاظ سننا صحت نکاح کے لئے شرط ہے اور اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی جانب سے قبول کرنے کے لفظ ایجاب اور قبول کے قائم مقام

بِاَسْمَاعِهِمِ الْكِتَابَ اَوِ التَّعْبِيْرَ عَنْهُ مِنْهَا قَدْ سَمِعُوْا الشَّطْرَيْنِ بِخِلَافِ مَا اِذَا انْتَفَيَا الخ (کتاب النکاح)

ابن ہمام نے بے شک کہا نکاح کتاب (خط) سے اسی طرح منعقد ہو جاتا ہے جیسے خطاب سے اور اس کی صورت یہ ہے کہ نکاح کرنے والا اس عورت کی طرف نکاح کی دعوت لکھے مثلاً میں نے تجھ سے نکاح کیا، پس جب اس کو کتاب پہنچی اس نے گواہوں کو بلا لیا اور خط ان پر پڑھا اور کہا میں نے اس سے نکاح کیا۔ یا اس طرح کہے کہ مجلس سے غائب فلاں آدمی نے میری طرف خط لکھا ہے وہ میرے ساتھ نکاح کرنا طلب کر رہا ہے پس تم گواہ ہو جاؤ میں اس سے نکاح کرتی ہوں۔ لیکن اگر گواہوں کے سامنے عورت ''میں نے فلاں سے نکاح کیا'' کے لفظوں کے علاوہ کچھ نہ کہے تو نکاح منعقد نہیں ہوگا کیونکہ ایجاب و قبول کا سماع صحت نکاح کی شرط ہے اور گواہوں کو کتاب سنانے سے یا عورت کی جانب سے کتاب کی تعبیر کرنے سے انہوں نے ایجاب اور قبول کو سن لیا بخلاف اس کے کہ جب دونوں کی نفی ہو کہ نہ خط پڑھا جائے اور نہ اس کی تعبیر کی جائے۔

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ غائب کی جانب سے خط اور کتابت کا مجلس نکاح میں پڑھنا شرط ہے یا پھر نکاح کے ارادہ سے خط لکھنے والے کی جانب سے ترجمانی اور تعبیر شرط ہے اور یہ اس لئے ضروری ہے کہ گواہوں کا ایجاب اور قبول کے الفاظ سننا صحت نکاح کے لئے شرط ہے اور اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی جانب سے قبول کرنے کے لفظ ایجاب اور قبول کے قائم مقام

نہیں۔ ورنہ خط کی عبارت پڑھنا یا اس کی تعبیر کرنا شرط نہ ہوتا لہٰذا ایجاب کے الفاظ خط کی عبارت ہے گویا ایجاب کرنے والا مجلس عقد میں خط کی عبارت پڑھنے والا ہے، نیز خط پڑھنے والا شخص ایجاب کے رسول اور پیغام پہنچانے والے کی طرح ہے اور رسول کی کلام اور خط کی عبارت قرأت کردہ ایجاب ہے اور عورت کی کلام قبول ہے خط کے قاری اور رسول کا قبول کے الفاظ سننا اور قبول کرنے والی عورت یا اس کے وکیل کا قاری کے خط اور رسول کی کلام ایجابی سننا شرط ہے کیونکہ خط کے ذریعہ نکاح کرنے میں چار شرطیں ہیں:

پہلی شرط یہ ہے کہ ایجاب اور قبول کی مجلس ایک ہو جب خط کی عبارت مجلس نکاح میں پڑھی جائے گی تو ایجاب اور قبول کی مجلس کا اتحاد پایا جائے گا اس لئے درمختار میں ہے: وَمِنْ شَرَائِطِ الْاِيْجَابِ وَالْقُبُوْلِ اِتِّحَادُ الْمَجْلِسِ لَوْ حَاضِرَيْنِ وَاِنْ طَالَ كَمُخَيَّرَةٍ ۔یعنی ایجاب اور قبول کے شرائط سے ایک شرط مجلس کا اتحاد ہے۔ اگر عاقدین حاضر ہوں اگرچہ مجلس طویل ہو جیسا طلاق کا اختیار دی گئی بیوی کی مجلس کا حکم ہے۔ علامہ شامی اس کے تحت لکھتے ہیں:

(قَوْلُهٗ لَوْ حَاضِرَيْنِ) اُحْتُرِزَ بِهٖ عَنْ كِتَابَةِ الْغَائِبِ لِمَا فِي الْبَحْرِ عَنِ الْمُحِيْطِ اَلْفَرْقُ بَيْنَ الْكِتَابِ وَالْخِطَابِ اَنَّ فِي الْخِطَابِ لَوْ قَالَ قَبِلْتُ فِيْ مَجْلِسٍ اٰخَرَ لَمْ يَجُزْ وَفِي الْكِتَابِ يَجُوْزُ لِاَنَّ الْكَلَامَ كَمَا وُجِدَ تَلَاشٰى فَلَمْ يَتَّصِلِ الْاِيْجَابُ بِالْقَبُوْلِ فِيْ مَجْلِسٍ اٰخَرَ فَاَمَّا الْكِتَابُ فَقَائِمٌ فِيْ مَجْلِسٍ اٰخَرَ وَقِرَاءَتُهٗ بِمَنْزِلَةِ خِطَابِ الْحَاضِرِ فَاتَّصَلَ الْاِيْجَابُ بِالْقُبُوْلِ فَصَحَّ اه وَمُقْتَضَاهُ اَنَّ قِرْءَةَ الْكِتَابِ فِيْ مَجْلِسٍ اٰخَرَ لَابُدَّ

مِنْهَا لِيَحْصِلَ الْاِتِّصَالُ بَيْنَ الْاِيْجَابِ وَالْقَبُوْلِ وَحِيْنَئِذٍ فَاتِّحَادُ الْمَجْلِسِ شَرْطٌ فِي الْكِتَابِ اَيْضًا وَاِنَّما الْفَرْقُ هُوَ قِيَامُ الْكِتَابِ وَاِمْكَانُ قِرْءَتِهٖ ثَانِيًا فَلَوْ حُذِفَ قَوْلُهٗ (حَاضِرِيْنِ) كَالنَّهْرِ لَكَانَ اَوْلٰى وَالظَّاهِرُ اَنَّهٗ لَوْ كَانَ مَكَانَ الْكِتَابِ رَسُوْلٌ بِالْاِيْجَابِ فَلَمْ تَقْبَلِ الْمَرْءَةُ ثُمَّ اَعَادَ الرَّسُوْلُ الْاِيْجَابَ فِيْ مَجْلِسٍ اٰخَرَ فَقَبِلَتْ لَمْ يَصِحَّ لِاَنَّ رِسَالَتَهٗ اِنْتَهَتْ اَوَّلاً بِخِلَافِ الْكِتَابَةِ لِبَقَائِهَا اَفَادَهُ الرَّحْمَتِيُ اه (شامی)

یعنی متن میں لو حاضرین کے لفظ سے غائب کی کتابت سے احتراز کیا گیا ہے۔ (کہ غائب کی طرف سے کتابت کے وقت اتحاد مجلس شرط نہیں) کیونکہ بحر الرائق میں محیط سے ہے کہ کتاب اور خطاب میں فرق یہ ہے کہ خطاب میں اگر مرد دوسری مجلس میں قبلت کہے تو جائز نہیں ہے اور کتاب میں جائز ہے کیونکہ کلام جیسے ہی وجود میں آتی ہے ختم ہو جاتی ہے اور بکھر جاتی ہے۔ (کیونکہ ہر حرف کا وجود پہلے حرف کے عدم پر موقوف ہوتا ہے)۔ لہٰذا ایجاب قبول کے ساتھ دوسری مجلس میں متصل نہیں ہوگا (کیونکہ معدوم موجود کے ساتھ متصل نہیں ہو سکتا)۔ مگر کتاب یعنی تحریر اور لکھت دوسری مجلس میں قائم رہتی ہے اور کتاب کا پڑھنا بمنزلۃ حاضر آدمی کے خطاب کے ہے اس لئے دوسری مجلس میں ایجاب قبول کے ساتھ متصل ہوگا اور نکاح صحیح ہوگا (اھ) محیط کی اس عبارت کا تقاضا یہ ہے کہ کتاب کا پڑھنا دوسرے آدمی کی

مِنْهَا لِيَحْصِلَ الْاِتِّصَالُ بَيْنَ الْاِيْجَابِ وَالْقَبُوْلِ وَحِيْنَئِذٍ فَاتِّحَادُ الْمَجْلِسِ شَرْطٌ فِي الْكِتَابِ اَيْضًا وَاِنَّما الْفَرْقُ هُوَ قِيَامُ الْكِتَابِ وَاِمْكَانُ قِرْءَتِهٖ ثَانِيًا فَلَوْ حُذِفَ قَوْلُهٗ (حَاضِرِيْنِ) كَالنَّهْرِ لَكَانَ اَوْلٰى وَالظَّاهِرُ اَنَّهٗ لَوْ كَانَ مَكَانَ الْكِتَابِ رَسُوْلٌ بِالْاِيْجَابِ فَلَمْ تَقْبَلِ الْمَرْءَةُ ثُمَّ اَعَادَ الرَّسُوْلُ الْاِيْجَابَ فِيْ مَجْلِسٍ اٰخَرَ فَقَبِلَتْ لَمْ يَصِحَّ لِاَنَّ رِسَالَتَهٗ اِنْتَهَتْ اَوَّلاً بِخِلَافِ الْكِتَابَةِ لِبَقَائِهَا اَفَادَهُ الرَّحْمَتِيُ اھ (شامی)

یعنی متن میں لو حاضرین کے لفظ سے غائب کی کتابت سے احتراز کیا گیا ہے۔ (کہ غائب کی طرف سے کتابت کے وقت اتحاد مجلس شرط نہیں) کیونکہ بحر الرائق میں محیط سے ہے کہ کتاب اور خطاب میں فرق یہ ہے کہ خطاب میں اگر مرد دوسری مجلس میں قبلت کہے تو جائز نہیں ہے اور کتاب میں جائز ہے کیونکہ کلام جیسے ہی وجود میں آتی ہے ختم ہو جاتی ہے اور بکھر جاتی ہے۔ (کیونکہ ہر حرف کا وجود پہلے حرف کے عدم پر موقوف ہوتا ہے)۔لہٰذا ایجاب قبول کے ساتھ دوسری مجلس میں متصل نہیں ہوگا (کیونکہ معدوم موجود کے ساتھ متصل نہیں ہو سکتا)۔مگر کتاب یعنی تحریر اور لکھت دوسری مجلس میں قائم رہتی ہے اور کتاب کا پڑھنا بمنزلۃ حاضر آدمی کے خطاب کے ہے اس لئے دوسری مجلس میں ایجاب قبول کے ساتھ متصل ہوگا اور نکاح صحیح ہوگا (اھ) محیط کی اس عبارت کا تقاضا یہ ہے کہ کتاب کا پڑھنا دوسرے آدمی کی

مجلس میں ضروری ہے تاکہ ایجاب اور قبول کے درمیان اتصال حاصل ہو اور اس وقت (یعنی قرأۃ کے ضروری ہونے پر) کتاب میں بھی مجلس کا اتحاد شرط قرار پایا، فرق صرف یہ ہے کہ کتاب قائم ہے اور اس کا پڑھنا دوبارہ ممکن ہے۔ (یعنی خطاب میں ایسا نہیں) لہٰذا اگر حاضرین کا لفظ نہر الفائق کی عبارت میں محذوف ہوتا تو بہتر ہوتا۔ اور ظاہر یہ ہے کہ اگر کتاب کی جگہ رسول بالا یجاب ہو اور عورت قبول نہ کرے پھر رسول دوسری مجلس میں ایجاب کا اعادہ کرے اور عورت قبول کرے تو صحیح نہیں ہوگا کیونکہ رسول کی رسالت پہلی مرتبہ ختم ہوگئی بخلاف کتابت کے کہ وہ باقی ہے اس کا افادۃ علامہ رحمتی کی طرف سے ہے یعنی کتاب پڑھنے پر اگر عورت قبول نہ کرے پھر اس خط کی دوسری مجلس میں دوبارہ قرأت پر عورت قبول کر لے تو خط میں قرأت کے دوبارہ اعادہ سے نکاح ہو جائے گا کیونکہ خط باقی ہے۔ لیکن رسول کی رسالت پہلی مرتبہ پیغام پہنچانے پر ختم ہو جاتی ہے۔

● چونکہ خط اور کتابت میں غائب کی کلام مجلس نکاح میں باقی ہوتی ہے اس لئے غائب بمنزلہ حاضر ہے اور ایجاب اور قبول کی مجلس کے اتحاد کی شرط موجود ہے۔ نکاح منعقد ہو جائے گا اور رسول کا کلام حقیقت میں غائب کا کلام ہوتا ہے اس لئے رسول کا مجلس نکاح میں موجود ہونا بمنزلہ غائب کے حاضر ہونے کے ہے۔ نکاح میں اتحاد مجلس کی وجہ سے نکاح منعقد ہو جائے گا۔

اور دوسری شرط یہ تھی کہ مجلس نکاح میں گواہ ایجاب اور قبول کے الفاظ سنیں چونکہ خط اور رسول کی کلام ایجاب ہے اس لئے خط کی عبارت اور رسول کی

کلام کو سننا ایجاب کا سننا ہوگا اور عورت کے قبول کے الفاظ کو سننا قبول کو سننا ہوگا جب یہ شرط پائی گئی تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ تیسرا امر یہ ہے کہ ایجاب اور قبول کا اتصال صحت نکاح کے لئے رکن ہے یہاں یہ امر بھی موجود ہے۔

چوتھا امر یہ ہے کہ صحت نکاح کے لئے شرط ہے کہ عاقدین خود بھی ایک دوسرے کے ایجاب اور قبول کے الفاظ سنیں۔ چونکہ خط اور رسول کے ذریعہ غائب کے نکاح کرنے کی صورت میں مجلس نکاح میں موجودہ عورت نے ایجاب کے الفاظ سن لئے لیکن غائب نے عورت کے قبول کے الفاظ نہیں سنے اس کی اب دو توجیہیں ہو سکتی ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ شرط مذکور (کہ عاقدین ایک دوسرے کی کلام سنیں) میں تخصیص ہے کہ اگر غائب بذریعہ خط یا بذریعہ رسول نکاح کرے تو عاقدین کا ہر ایک کی کلام سننا شرط نہیں ہے۔ کیونکہ غائب عاقد ہے اور عورت کی کلام بوجہ غیبت نہیں سن سکتا بحر الرائق اور شامی کی عبارتوں سے اس توجیہ کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ بحر الرائق میں اَمَّا مِنَ الْغَائِبِ فَكَالْخِطَابِ وَكَذَا الرَّسُوْلُ فَيُشْتَرَطُ سِمَاعُ الشُّهُوْدِ قِرْءَةَ الْكِتَابِ وَكَلَامَ الرَّسُوْلِ اھ یعنی غائب کی طرف سے کتاب خطاب کی طرح ہے اور اسی طرح رسول پس کلام رسول اور قرأۃ کتاب کا گواہوں کو سننا شرط ہے اس عبارت میں شہود کا ذکر کیا گیا ہے لیکن عاقدین کا ذکر نہیں ہے کہ ان کے لئے بھی ایجاب اور قبول کا سننا شرط ہے۔ فتح القدیر کی منقولہ عبارت میں بھی آپ نے دیکھا حرف شہود کے سماع کا ذکر ہے۔

دوسری توجیہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مجلس نکاح میں کتاب پڑھنے والا قاری اور ایجاب کی کلام ادا کرنے والا رسول غائب کے قائم مقام ہیں جس طرح قاری اور رسول کی کلام غائب کی طرف سے ایجاب ہے اسی طرح قاری اور رسول کا

کلام کوسننا ایجاب کا سننا ہوگا اور عورت کے قبول کے الفاظ کوسننا قبول کوسننا ہوگا جب یہ شرط پائی گئی تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ تیسرا امر یہ ہے کہ ایجاب اور قبول کا اتصال صحت نکاح کے لئے رکن ہے یہاں یہ امر بھی موجود ہے۔

چوتھا امر یہ ہے کہ صحت نکاح کے لئے شرط ہے کہ عاقدین خود بھی ایک دوسرے کے ایجاب اور قبول کے الفاظ سنیں۔ چونکہ خط اور رسول کے ذریعہ غائب کے نکاح کرنے کی صورت میں مجلس نکاح میں موجودہ عورت نے ایجاب کے الفاظ سن لئے لیکن غائب نے عورت کے قبول کے الفاظ نہیں سنے اس کی اب دو توجیہیں ہوسکتی ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ شرط مذکور (کہ عاقدین ایک دوسرے کی کلام سنیں) میں تخصیص ہے کہ اگر غائب بذریعہ خط یا بذریعہ رسول نکاح کرے تو عاقدین کا ہر ایک کی کلام سننا شرط نہیں ہے۔ کیونکہ غائب عاقد ہے اور عورت کی کلام بوجہ غیبت نہیں سن سکتا بحر الرائق اور شامی کی عبارتوں سے اس توجیہ کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ بحر الرائق میں اَمَّا مِنَ الْغَائِبِ فَکَالْخِطَابِ وَکَذَا الرَّسُوْلُ فَيُشْتَرَطُ سِمَاعُ الشُّهُوْدِ قَرْءَةَ الْكِتَابِ وَكَلَامَ الرَّسُوْلِ اھ یعنی غائب کی طرف سے کتاب خطاب کی طرح ہے اور اسی طرح رسول پس کلام رسول اور قرأۃ کتاب کا گواہوں کو سننا شرط ہے اس عبارت میں شہود کا ذکر کیا گیا ہے لیکن عاقدین کا ذکر نہیں ہے کہ ان کے لئے بھی ایجاب اور قبول کا سننا شرط ہے۔ فتح القدیر کی منقولہ عبارت میں بھی آپ نے دیکھا حرف شہود کے سماع کا ذکر ہے۔

دوسری توجیہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ مجلس نکاح میں کتاب پڑھنے والا قاری اور ایجاب کی کلام ادا کرنے والا رسول غائب کے قائم مقام ہیں جس طرح قاری اور رسول کی کلام غائب کی طرف سے ایجاب ہے اسی طرح قاری اور رسول کا

سماع غائب کا سماع ہوگا اس لئے اس شرط میں کہ عاقدین کا ایک دوسرے کی کلام مجلس نکاح میں سننا شرط ہے تخصیص کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ خط اور رسول کی صورت میں عورت کی طرف سے قبول کے الفاظ قاری اور رسول سن رہا ہے، چونکہ رسول اور خط کا قاری اصل عاقد کے نائب ہوکر سن رہے ہیں گویا اصل عاقد سن رہا ہے۔ ہمیں دوسری توجیہ زیادہ قوی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اگر پہلی توجیہ ہوتی اور تخصیص یا استثناء ہوتا تو کہیں اس کا ذکر ہوتا ہمارے علم میں اس کا کہیں ذکر نہیں ہے، ثانیاً جب وکیل اور فضولی کا سماع صحت نکاح کے لئے کافی ہے تو قرأت کرنے والے اور رسول کا سماع بھی کافی ہونا چاہئے۔ (از رفیق حسنی)

خلاصہ الکلام یہ ہے کہ خط کے ذریعہ نکاح کی صحت پر فقہاء کرام کا اجماع ہے۔ بلکہ دیگر عقود بیع وغیرہ کی صحت بذریعہ خط بھی مجمع علیہ ہے۔ ہدایہ کتاب البیوع میں ہے: وَالْكِتَابُ كَالْخِطَابِ وَكَذَا الْإِرْسَالُ الخ (ترجمہ) اور کتاب خطاب کی طرح ہے اور اسی طرح رسول بنانا۔ اس کے تحت علامہ ابن ہمام نے رسول کے ذریعہ بیع کی توجیہ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: وَهٰذَا لِاَنَّ الرَّسُوْلَ نَاقِلٌ فَلَمَّا قَبِلَ اتَّصَلَ لَفْظُهٗ بِلَفْظِ الْمُوْجِبِ حُكْمًا ۔ (ترجمہ): رسول کے ایجاب اور مشتری کے قبول سے بیع منعقد ہو جائے گی کیونکہ رسول ناقل ہے جب مشتری نے قبول کیا تو قابل کے لفظ موجب کے لفظ کے ساتھ حکماً متصل ہو گئے جس طرح یہاں حکماً اتصال معتبر ہے اسی طرح حکماً سماع بھی معتبر ہونا چاہئے۔ اسی عنوان کے تحت لکھتے ہیں: وَيَصِحُّ رُجُوْعُ الْكَاتِبِ وَالْمُرْسِلِ عَنِ الْإِيْجَابِ الَّذِيْ كَتَبَهٗ وَ اَرْسَلَهٗ قَبْلَ بُلُوْغِ الْاٰخَرِ وَقَبُوْلِهٖ سَوَاءٌ عَلِمَ الْاٰخَرُ اَوْ لَمْ يَعْلَمْ الخ یعنی کاتب اور مرسل کا اُس ایجاب سے جس کو اس نے

لکھا اور مرسل نے اس کو بھیجا دوسرے تک بلوغ اور قبول سے پہلے رجوع کرنا صحیح ہے۔ دوسرے کا جاننا اور نہ جاننا برابر ہے۔ یعنی رسول اور کتاب وکالت کی طرح نہیں بلکہ قاری اور رسول کو بغیر اطلاع دیئے کاتب خط لکھوانے والا اور مرسل رسول بھیجنے والا اپنے مکتوب اور رسالت کو کینسل کر سکتے ہیں لیکن وکیل بغیر اطلاع معزول نہیں ہوتا اس عبارت سے معلوم ہوا اصل موجب کاتب اور مرسل ہے لیکن رسول اور خط کا قاری حکماً موجب ہیں۔ (۱)

بدائع الصنائع میں ہے:

وَلَوْ اَرْسَلَ اِلَيْهَا رَسُوْلًا اَوْ كَتَبَ اِلَيْهَا بِذَالِكَ كِتَاباً وَقَبِلَتْ بِحَضْرَةِ شَاهِدَيْنِ سَمِعَا كَلَامَ الرَّسُوْلِ وَقِرْءَ ةَ الْكِتَابِ جَازَ ذَالِكَ لِاِتِّحَادِ الْمَجْلِسِ مِنْ حَيْثُ الْمَعْنَى لِاَنَّ كَلَامُ الرَّسُوْلِ كَلَامُ الْمُرْسِلِ لِاَنَّه' يَنْقِلُ عِبَارَةَ الْمُرْسَلِ وَكَذَا الْكِتَابُ بِمَنْزَلَةِ الْخِطَابِ مِنَ الْكَاتِبِ فَكَانَ سِمَاعُ قَوْلِ الرَّسُوْلِ وَقِرْءَهِ الْكِتَابِ سِمَاعَ قَوْلِ الْمُرْسِلِ وَكَلَامِ الْكَاتِبِ مَعْنًى۔ (۳/۳۲۶)

اور اگر عورت کی طرف ایک شخص نے رسول بھیجا یا اس کی طرف نکاح کرنے کا خط لکھا پس اس عورت نے دو گواہوں کی موجودگی میں قبول کیا جو کہ دونوں گواہ رسول کا پیغام اور کتاب اور خط کا پڑھنا سن رہے تھے تو نکاح جائز ہوگا۔ کیونکہ ایجاب اور قبول کی مجلس معنوی طور پر ایک ہے کیونکہ بھیجے گئے رسول کی کلام بھیجنے والے کی کلام ہے رسول بھیجنے والے کی کلام نقل کر رہا ہے اور اسی طرح خط اور کتاب کاتب

لکھا اور مرسل نے اس کو بھیجا دوسرے تک بلوغ اور قبول سے پہلے رجوع کرنا صحیح ہے۔ دوسرے کا جاننا اور نہ جاننا برابر ہے۔ یعنی رسول اور کتاب وکالت کی طرح نہیں بلکہ قاری اور رسول کو بغیر اطلاع دیئے کاتب خط لکھوانے والا اور مرسل رسول بھیجنے والا اپنے مکتوب اور رسالت کو کینسل کر سکتے ہیں لیکن وکیل بغیر اطلاع معزول نہیں ہوتا اس عبارت سے معلوم ہوا اصل موجب کاتب اور مرسل ہے لیکن رسول اور خط کا قاری حکماً موجب ہیں۔ (۱)

بدائع الصنائع میں ہے:

وَلَوْ اَرْسَلَ اِلَيْهَا رَسُوْلًا اَوْ كَتَبَ اِلَيْهَا بِذَالِكَ كِتَاباً وَقَبِلَتْ بِحَضْرَةِ شَاهِدَيْنَ سَمِعَا كَلَامَ الرَّسُوْلِ وَقِرْءَةَ الْكِتَابِ جَازَ ذَالِكَ لِاِتِّحَادِ الْمَجْلِسِ مِنْ حَيْثُ الْمَعْنَى لِاَنَّ كَلَامُ الرَّسُوْلِ كَلَامُ الْمُرْسِلِ لِاَنَّه' يَنْقِلُ عِبَارَةَ الْمُرْسَلِ وَكَذَا الْكِتَابُ بِمَنْزَلَةِ الْخِطَابِ مِنَ الْكَاتِبِ فَكَانَ سِمَاعُ قَوْلِ الرَّسُوْلِ وَقِرْءَهِ الْكِتَابِ سِمَاعَ قَوْلِ الْمُرْسِلِ وَكَلَامِ الْكَاتِبِ مَعْنًى۔ (۳/۳۲۶)

اور اگر عورت کی طرف ایک شخص نے رسول بھیجا یا اس کی طرف نکاح کرنے کا خط لکھا پس اس عورت نے دو گواہوں کی موجودگی میں قبول کیا جو کہ دونوں گواہ رسول کا پیغام اور کتاب اور خط کا پڑھنا سن رہے تھے تو نکاح جائز ہوگا۔ کیونکہ ایجاب اور قبول کی مجلس معنوی طور پر ایک ہے کیونکہ بھیجے گئے رسول کی کلام بھیجنے والے کی کلام ہے رسول بھیجنے والے کی کلام نقل کر رہا ہے اور اسی طرح خط اور کتاب کاتب

اور لکھنے والے کی طرف سے بمنزلہ خطاب کے ہے پس رسول کے قول اور کتاب کی قرأت کا سننا معنی کے لحاظ سے مرسل اور کاتب کی کلام کا سننا ہے۔ الخ

درمختار میں کتاب البیوع کی عبارت اِلَّا اِذَا كَانَ بِكِتَابَةٍ اَوْ رِسَالَةٍ کے ماتحت غایۃ البیان کے حوالہ سے علامہ شامی فرماتے ہیں:

وَفِیْ غَايَتِ الْبَيَانِ وَقَالَ شَمْسُ الْاَئِمَةِ السَرَخْسِیُ فِیْ كِتَابِ النّكَاحِ مِنْ مَبْسُوْطٍ كَمَا يَنْعَقِدُ النِّكَاحُ بِالْكِتَابَةِ يَنْعَقِدُ الْبَيْعُ وَسَائِرُ التَّصَرُّفَاتِ بِالْكِتَابَةِ اَيْضاً وَذَكَرَ شَيْخُ الْاِسلَامِ خَوَاهِرُ زَادَه فِیْ مَبْسُوْطٍ الْكِتَابُ وَالْخِطَابُ سَوَاءٌ اِلَّا فِیْ فَصْلٍ وَاحِدٍ وَهُوَ اَنَّه' لَوْ كَانَ حَاضِرًا فَخَاطَبَهَا بِالنِّكَاحِ فَلَمْ تُجِبْ فِیْ مَجْلِسِ الْخِطَابِ ثُمَّ اَجَابَتْ فِیْ مَجْلِسٍ اٰخَرَ فَاِنَّ النِّكَاحَ لَايَصِحُّ وَفِی الْكِتَابِ اِذَا بَلَغَهَا وَقَرَأَتِ الْكِتَابَ وَلَمْ تَزَوَّجْ نَفْسَهَا مِنْهُ فِی الْمَجْلِسِ الَّذِیْ قَرَأَتِ الْكِتَابَ فِيْهِ ثُمَّ زَوَّجَتْ نَفْسَهَا فِیْ مَجْلِسٍ اٰخَرَ بَيْنَ يَدِی الشُّهُوْدُ وَقَدْ سَمِعُوْا كَلَامَهَا وَمَا فِی الْكِتَابِ يَصِحُّ النِّكَاحُ لِاَنَّ الْغَائِبَ صَارَ خَاطِبًا لَهَا بِالْكِتَابِ وَالْكِتَابُ بَاقٍ فِی الْمَجْلِسِ الثَّانِیْ فَصَارَ بَقَاءُ الْكِتَابِ فِیْ مَجْلِسِهٖ وَقَدْ سَمِعَ الشُّهُوْدُ مَا فِيْهِ فِی الْمَجْلِسِ الثَّانِیْ بِمَنْزَلَةِ مَا لَوْ تَكَرَّرَ الْخِطَابُ مِنَ الْحَاضِرِ فِیْ مَجْلِسٍ اٰخَرَ فَاَمَّا اِذَا كَانَ حَاضِراً فَاِنَّمَا صَارَ خَاطِباً لَهَا بِالْكَلَامِ وَمَا وُجِدَ مِنَ الْكَلَامِ لَا يَبْقٰى اِلَی الْمَجْلِسِ الثَّانِیْ

وَاِنَّمَا سَمِعَ الشُّهُوْدُ فِی الْمَجْلِسِ الثَّانِیْ اَحَدَ شَطَرَیِ الْعَقْدِ اھ۔

وَحَاصِلُہ، اَنَّ قَوْلَہ، تَزَوَّجْتُکَ بِکَذَا اِذَا لَمْ یُوْجَدْ قَبُوْلٌ یَکُوْنُ مُجَرَّدُ خِطْبَةٍ مِنْہُ لَھَا فَاِذَا قَبِلَتْ فِیْ مَجْلِسٍ اٰخَرَ لَا یَصِحُّ بِخِلَافِ مَالَوْ کَتَبَ ذَالِکَ اِلَیْھَا لِاَنَّھَا لَمَا قَرَأَتُ الْکِتَابَ ثَانِیًا وَفِیْہِ قَوْلُہ، تَزَوَّجْتُکِ بِکَذَا وَقَبِلَتْ عِنْدَ الشُّھُوْدُ صَحَّ الْعَقْدُ کَمَا لَوْ خَاطَبَھَا ثَانِیًا وَظَاھِرُہ، اَنَّ الْبَیْعَ کَذَالِکَ وَھُوَ خِلَافُ ظَاھِرِ الْھِدَایَةِ فَتَامَّلْ ثُمَّ لَا یَخْفٰی اَنَّ قِرْأَةَ الْکِتَابِ صَارَتْ بِمَنْزِلَةِ الْاِیْجَابِ مِنَ الْکَاتِبِ فَاِذَا قَبِلَ الْمَکْتُوْبُ اِلَیْہِ فِی الْمَجْلِسِ فَقَدْ صَدَرَ الْاِیْجَابُ وَالْقَبُوْلُ فِیْ مَجْلِسٍ وَاحِدٍ ۔ الخ (کتاب البیوع)۔

غایت البیان میں ہے اور کہا شمس الائمہ سرخسی نے اپنی مبسوط سے کتاب النکاح میں کہ جیسے کتابت سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے اسی طرح بیع اور دیگر تصرفات بھی کتابت سے منعقد ہو جاتے ہیں اور مبسوط میں شیخ الاسلام خواہر زادہ نے ذکر فرمایا کتاب اور خطاب برابر ہیں مگر ایک امر میں وہ یہ کہ اگر مرد مجلس نکاح میں حاضر ہے اور عورت سے نکاح کا خطاب کرتا ہے یعنی وہ کہتا ہے میں نے تجھ سے نکاح کیا عورت نے اس مجلس خطاب میں قبول نہیں کیا پھر اس عورت نے دوسری مجلس میں قبول کیا تو نکاح صحیح نہیں ہوگا اور کتاب میں یہ ہے کہ جب اس کو کتاب پہنچی اور اس عورت نے کتاب پڑھی اور اس مجلس

وَاِنَّمَا سَمِعَ الشُّھُوْدُ فِی الْمَجْلِسِ الثَّانِیْ اَحَدَ شَطَرَیِ الْعَقْدِ اھ۔

وَحَاصِلُہٗ اَنَّ قَوْلَہٗ تَزَوَّجْتُکَ بِکَذَا اِذَا لَمْ یُوْجَدْ قَبُوْلٌ یَکُوْنُ مُجَرَّدُ خِطْبَۃٍ مِنْہُ لَھَا فَاِذَا قَبِلَتْ فِیْ مَجْلِسٍ اٰخَرَ لَا یَصِحُّ بِخِلَافِ مَالَوْ کَتَبَ ذَالِکَ اِلَیْھَا لِاَنَّھَا لَمَا قَرَأَتْ الْکِتَابَ ثَانِیًا وَفِیْہِ قَوْلُہٗ تَزَوَّجْتُکِ بِکَذَا وَقَبِلَتْ عِنْدَ الشُّھُوْدُ صَحَّ الْعَقْدُ کَمَا لَوْ خَاطَبَھَا ثَانِیًا وَظَاھِرُہٗ اَنَّ الْبَیْعَ کَذَالِکَ وَھُوَ خِلَافُ ظَاھِرِ الْھِدَایَۃِ فَتَامَّلْ ثُمَّ لَا یَخْفٰی اَنَّ قِرْأَۃَ الْکِتَابِ صَارَتْ بِمَنْزَلَۃِ الْاِیْجَابِ مِنَ الْکَاتِبِ فَاِذَا قَبِلَ الْمَکْتُوْبُ اِلَیْہِ فِی الْمَجْلِسِ فَقَدْ صَدَرَ الْاِیْجَابُ وَالْقَبُوْلُ فِیْ مَجْلِسٍ وَاحِدٍ ۔ الخ (کتاب البیوع)۔

غایت البیان میں ہے اور کہا شمس الائمہ سرخسی نے اپنی مبسوط سے کتاب النکاح میں کہ جیسے کتابت سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے اسی طرح بیع اور دیگر تصرفات بھی کتابت سے منعقد ہو جاتے ہیں اور مبسوط میں شیخ الاسلام خواہر زادہ نے ذکر فرمایا کتاب اور خطاب برابر ہیں مگر ایک امر میں وہ یہ کہ اگر مرد مجلس نکاح میں حاضر ہے اور عورت سے نکاح کا خطاب کرتا ہے یعنی وہ کہتا ہے میں نے تجھ سے نکاح کیا عورت نے اس مجلس خطاب میں قبول نہیں کیا پھر اس عورت نے دوسری مجلس میں قبول کیا تو نکاح صحیح نہیں ہوگا اور کتاب میں یہ ہے کہ جب اس کو کتاب پہنچی اور اس عورت نے کتاب پڑھی اور اس مجلس

میں نکاح کو قبول نہیں کیا جس میں اس نے کتاب پڑھی تھی پھر دوسری مجلس میں گواہوں کے سامنے نکاح قبول کیا اور گواہوں نے اس کی کلام اور کتاب میں لکھی گئی کلام کو اس مجلس میں سنا تو نکاح صحیح ہوگا کیونکہ غائب نے کتاب کے ساتھ اس عورت سے نکاح کا خطاب کیا اور کتاب دوسری مجلس میں بھی باقی ہے پس کتاب کا دوسری مجلس میں بقاء اس حال میں کہ گواہوں نے بھی کتاب میں لکھے گئے کلام کو سن لیا اس طرح ہو گیا جیسے دوسری مجلس میں حاضر نے کلام کا تکرار کیا اور اگر حقیقتاً پہلی مجلس میں عاقد حاضر ہوتا اور کلام کرتا تو وہ کلام دوسری مجلس تک باقی نہیں رہتا تو دوسری مجلس میں گواہوں نے جو عقد کا صرف ایک حصہ یعنی قبول سنا (لہٰذا نکاح نہیں ہوگا)۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ مرد کا قول تَزَوَّجْتُکِ بِکَذَا (میں نے تجھ سے اتنے مہر کے ساتھ نکاح کیا) کے بعد جب قبول نہ پایا جائے تو یہ صرف عورت کو نکاح کی دعوت ہوگی اور دوسری مجلس میں جب وہ قبول کرے گی تو صحیح نہیں ہوگا بخلاف اس کے کہ یہی کلام لکھ کر اس کو بھیجی جائے تو جب عورت اس خط کو دوسری مرتبہ آواز سے پڑھے گی اور اس میں یہ کلام تزوجتک بکذا بھی ہے اور گواہ بھی سن رہے ہیں اور عورت نے قبول کر لیا تو نکاح صحیح ہوگا یہ ایسے ہوگا جیسے وہ مرد دوبارہ عورت سے خطاب کرتا ہے اور اس عبارت سے ظاہر ہے کہ بیع بھی نکاح کی طرح ہے اور ہدایہ کی عبارت کے ظاہر کے خلاف ہے پس غور کر کیونکہ صاحب ہدایہ کی عبارت سے صرف پہلی مجلس میں قرأۃ سے کتاب

کے ذریعہ بیع کا صحیح ہونا معلوم ہوتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ کتاب جب تک قائم ہے اس وقت تک کسی مجلس میں قرأۃ کتاب کے بعد قبول سے عقد بیع منعقد ہو جائے گا۔ پھر یہ مخفی نہیں ہے کہ کتاب کا پڑھنا کاتب کی طرف سے ایجاب کی طرح ہے جب مکتوب الیہ مجلس میں قبول کرے گا تو ایجاب اور قبول ایک مجلس میں صادر ہوئے۔

ذکر کردہ عبارت سے معلوم ہوا کہ کتاب پڑھنے والا آدمی رسول کی طرح ہے فرق صرف اتنا ہے کہ رسول مرسل کے الفاظ یاد کر لیتا ہے اور مجلس میں ادا کر دیتا ہے اور کتاب اور خط میں کاتب وہی الفاظ لکھ لیتا ہے اور قاری (خط پڑھنے والا) ان الفاظ کو مجلس میں پڑھ دیتا ہے جب رسول کا ایجاب مرسل کا ایجاب ہے تو خط کے ذریعہ خط کے قاری کا ایجاب بطریق اولیٰ کاتب کا ایجاب ہوگا اسی طرح جب رسول کا سماع مرسل کا سماع ہے تو قاری کا سماع کاتب کا سماع ہوگا۔ تو چاروں امور مشروطہ کے وجود سے نکاح منعقد ہو جائے گا۔ پہلا امر مشروط : اتحاد مجلس بین الایجاب والقبول ہے دوسرا امر مشروط شاہدین کا ایجاب وقبول سننا ہے، تیسرا امر مشروط ایجاب اور قبول کا اتصال ہے، چوتھا امر مشروط عاقدین کا ایک دوسرے کے ایجاب اور قبول کو سننا ہے اور باقی شروط کا موجود ہونا بالکل ظاہر ہے۔

وڈیو، آڈیو، کمپیوٹر اور فون کے ذریعہ نکاح کرنے کا حکم :

موجودہ دور میں ایک دوسرے سے بات کرنے کیلئے فون اور وائرلیس اور پیغام رسانی کی ایجادات فیکس اور کمپیوٹر اور موبائل فون کی ایجاد سے نئے مسائل کا پیدا ہونا ایک فطری عمل ہے مثلاً فون پر بیع، نکاح، طلاق، اقرار، انکار، وعظ ونصیحت اور شہادت جیسے بے شمار مسائل علماء کرام کی توجہ چاہتے ہیں۔

کے ذریعہ بیع کا صحیح ہونا معلوم ہوتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ کتاب جب تک قائم ہے اس وقت تک کسی مجلس میں قرأۃ کتاب کے بعد قبول سے عقد بیع منعقد ہو جائے گا۔ پھر یہ مخفی نہیں ہے کہ کتاب کا پڑھنا کاتب کی طرف سے ایجاب کی طرح ہے جب مکتوب الیہ مجلس میں قبول کرے گا تو ایجاب اور قبول ایک مجلس میں صادر ہوئے۔

ذکر کردہ عبارت سے معلوم ہوا کہ کتاب پڑھنے والا آدمی رسول کی طرح ہے فرق صرف اتنا ہے کہ رسول مرسل کے الفاظ یاد کر لیتا ہے اور مجلس میں ادا کر دیتا ہے اور کتاب اور خط میں کاتب وہی الفاظ لکھ لیتا ہے اور قاری (خط پڑھنے والا) ان الفاظ کو مجلس میں پڑھ دیتا ہے جب رسول کا ایجاب مرسل کا ایجاب ہے تو خط کے ذریعہ خط کے قاری کا ایجاب بطریق اولیٰ کاتب کا ایجاب ہوگا اسی طرح جب رسول کا سماع مرسل کا سماع ہے تو قاری کا سماع کاتب کا سماع ہوگا۔ تو چاروں امور مشروطہ کے وجود سے نکاح منعقد ہو جائے گا۔ پہلا امر مشروط: اتحاد مجلس بین الایجاب والقبول ہے دوسرا امر مشروط شاہدین کا ایجاب وقبول سننا ہے، تیسرا امر مشروط ایجاب اور قبول کا اتصال ہے، چوتھا امر مشروط عاقدین کا ایک دوسرے کے ایجاب اور قبول کو سننا ہے اور باقی شروط کا موجود ہونا بالکل ظاہر ہے۔

وڈیو، آڈیو، کمپیوٹر اور فون کے ذریعہ نکاح کرنے کا حکم:

موجودہ دور میں ایک دوسرے سے بات کرنے کیلئے فون اور وائرلیس اور پیغام رسانی کی ایجادات فیکس اور کمپیوٹر اور موبائل فون کی ایجاد سے نئے مسائل کا پیدا ہونا ایک فطری عمل ہے مثلاً فون پر بیع، نکاح، طلاق، اقرار، انکار، وعظ ونصیحت اور شہادت جیسے بے شمار مسائل علماء کرام کی توجہ چاہتے ہیں۔

۱۔ فون پر اطلاعات اور کسی حادثہ یا امر کی اطلاع حتیٰ کہ چاند کی رؤیت کی شہادت کی خبر کے معتبر ہونے پر اتفاق ہے۔ چنانچہ پاکستان رؤیت ہلال کمیٹی کے چیئرمین پاکستان کے ایک شہر کراچی میں موجود ہوتے ہیں اور دوسرے شہروں میں زونل کمیٹیاں چاند کی رؤیت کی شہادت لے کر رؤیت کے ثابت ہونے کا فیصلہ کرتی ہیں اور اس کی اطلاع چیئرمین کو بذریعہ فون دی جاتی ہے اور چیئرمین صاحب ریڈیو اور ٹی وی پر رؤیت کے ثابت ہونے اور عیدین وغیرہا کا اعلان کرتا ہے پوری قوم اس اعلان کو تسلیم کر کے عمل کرتی ہے۔ لہٰذا فون پر شہادت معتبر نہیں لیکن شہادت کی بنیاد پر فیصلہ کی خبر معتبر ہے۔

● اگر فون پر کسی شخص کی موت کی اطلاع دی گئی تو موت کے احکام شروع ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ فون کے ذریعہ اطلاعات کا یقینی ہونا اس طرح ہے جیسے بالمشافہ اطلاع دینا ہوتا ہے۔ وہ امور شرعیہ جو فقط ایک صوت کے دوسرے صوت کے مشابہ ہونے کی وجہ سے مردود ہو جاتے ہیں وہ تو فون پر بھی مردود ہوں گے اور ثابت نہیں ہوں گے لیکن وہ امور جن میں مشابہت صوتی مانع نہیں ہوتی وہ فون کے موصول ہونے سے رد نہیں ہوں گے۔ مثلاً کسی دعویٰ میں شہادت اور گواہی بذریعہ فون شرعاً معتبر نہیں ہے اگر پاکستان کی کسی عدالت میں عدالت سے غائب گواہ کسی امر پر بذریعہ فون شہادت اور گواہی دے تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا اور اس کی بنیاد پر فیصلہ کرنا بھی جائز نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ صوت صوت کے مشابہ ہوتا ہے گواہ سامنے نہیں ہوتا اس لئے اس کی گواہی معتبر نہیں ہوگی۔

۲۔ لیکن وعظ ونصیحت معتبر ہوتا ہے آج کل ایک ملک سے دوسرے ملک ٹیلی

فو نک خطابات کی کثرت ہے۔ لوگ سن کر اس پر عمل کرتے ہیں تحریکیں چلاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

۳۔ اقرار اور انکار بذریعہ فون بعض صورتوں میں معتبر ہیں اور بعض صورتوں میں غیر معتبر ہیں، جن امور میں مشابہت صوتی مانع ہو وہاں اقرار اور انکار کا اعتبار نہیں ہوگا اور جن امور میں مشابہت صوتی مانع نہیں وہاں فون کے ذریعہ انکار اور اقرار معتبر ہوگا۔

۴۔ فون کے ذریعہ طلاق کے واقع ہونے میں اتفاق ہے کیونکہ ایقاع طلاق کے لئے طلاق دینے والے کا اپنی زبان سے طلاق کے الفاظ اتنی آواز سے کہنا کہ وہ خود سن سکے کافی ہے۔ ایقاع طلاق کے لئے نہ گواہ شرط ہیں اور نہ بیوی کا سننا شرط ہے نہ حیض رکاوٹ ہے اور نہ حمل، ہر صورت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے الفاظ طلاق بالارادۃ ادا ہوں یا بلا ارادہ بطور مزاح ادا ہوں یا سنجیدگی کے ساتھ جبر واکراہ سے ادا ہوں یا اختیار کے ساتھ طلاق کے صریح لفظوں میں طلاق کی نیت ہو یا نہ ہو حالت نشہ اور سکر ہو یا ہوش اور صحو میں طلاق دی جائے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ صرف جنون اور نوم اور سکر جبری اور اکراہی میں طلاق واقع نہیں ہوتی۔ لیکن ثبوت طلاق جو کہ وقوع طلاق سے ایک علیحدہ امر ہے اس کے لئے اقرار یا شہادت شرط ہے اور طلاق ثابت تب ہوگی جب طلاق دینے والا عدالت میں اقرار کرے یا یمین سے انکار کرے یا گواہ گواہی دیں۔

- اور گواہی سے فون پر دی گئی طلاق کا ثبوت ایک تو اس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ گواہی دیں جو طلاق دینے والے کی مجلس میں اس کے قریب موجود ہیں

فونک خطابات کی کثرت ہے۔ لوگ سن کر اس پر عمل کرتے ہیں تحریکیں چلاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

۳۔ اقرار اور انکار بذریعہ فون بعض صورتوں میں معتبر ہیں اور بعض صورتوں میں غیر معتبر ہیں، جن امور میں مشابہت صوتی مانع ہو وہاں اقرار اور انکار کا اعتبار نہیں ہوگا اور جن امور میں مشابہت صوتی مانع نہیں وہاں فون کے ذریعہ انکار اور اقرار معتبر ہوگا۔

۴۔ فون کے ذریعہ طلاق کے واقع ہونے میں اتفاق ہے کیونکہ ایقاع طلاق کے لئے طلاق دینے والے کا اپنی زبان سے طلاق کے الفاظ اتنی آواز سے کہنا کہ وہ خود سن سکے کافی ہے۔ ایقاع طلاق کے لئے نہ گواہ شرط ہیں اور نہ بیوی کا سننا شرط ہے نہ حیض رکاوٹ ہے اور نہ حمل، ہر صورت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے الفاظ طلاق بالارادہ ادا ہوں یا بلا ارادہ بطور مزاح ادا ہوں یا سنجیدگی کے ساتھ جبر واکراہ سے ادا ہوں یا اختیار کے ساتھ طلاق کے صریح لفظوں میں طلاق کی نیت ہو یا نہ ہو حالت نشہ اور سکر ہو یا ہوش اور صحو میں طلاق دی جائے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ صرف جنون اور نوم اور سکر جبری اور اکراہی میں طلاق واقع نہیں ہوتی۔ لیکن ثبوت طلاق جو کہ وقوع طلاق سے ایک علیحدہ امر ہے اس کے لئے اقرار یا شہادت شرط ہے اور طلاق ثابت تب ہوگی جب طلاق دینے والا عدالت میں اقرار کرے یا یمین سے انکار کرے یا گواہ گواہی دیں۔

● اور گواہی سے فون پر دی گئی طلاق کا ثبوت ایک تو اس طرح ہوسکتا ہے کہ وہ لوگ گواہی دیں جو طلاق دینے والے کی مجلس میں اس کے قریب موجود ہیں

اور اس کی اصلی آواز سن رہے ہیں لیکن وہ لوگ جو فون موصول ہونے کی جگہ موجود ہیں اور فون کے سیٹ میں نصب اسپیکر سے طلاق دینے والے کی آواز سن رہے ہیں یا ایک لائن پر نصب متعدد فونوں کے سیٹ کے ذریعہ آواز سن رہے ہیں اور طلاق دہندہ کی مجلس سے غائب ہیں دونوں صورتوں میں آواز سننے والے اگر عدالت میں گواہی دیں تو ان کی گواہی سے طلاق ثابت نہیں ہوگی۔ کیونکہ ہوسکتا ہے فون کے ذریعہ صوت مسموع کسی کی فن کاری ہو اور طلاق دہندہ اصل نہ ہو جیسے آج کل ڈراموں میں ایک آدمی دوسرے کے صوت میں بات کرتا ہے اس لئے عدالت کا مشابہت صوتی کی وجہ سے مجلس سے غائب گواہ کی گواہی کا رد کرنا ضروری ہے مثلاً ایک شخص نے خلوت میں فون پر بیوی سے رابطہ کیا اور طلاق دے دی اور بیوی نے اپنے فون کے سیٹ کا اسپیکر کھول دیا وہاں موجود عورتوں اور مردوں نے طلاق کے الفاظ بذریعہ اسپیکر سُنے پھر شوہر نے طلاق دے دینے کا انکار کر دیا کہ میں نے طلاق نہیں دی تو اسپیکر کے ذریعہ آواز سننے والوں کی گواہی معتبر نہیں ہوگی طلاق دہندہ سے قسم کا مطالبہ کیا جائے گا اگر اس نے قسم اٹھا لی کہ میں نے طلاق نہیں دی تو طلاق ثابت نہیں ہوگی۔ اگرچہ نفس الامر میں واقع ہو چکی ہے۔ کیونکہ طلاق کا ثابت ہونا الگ امر ہے اور واقع ہونا الگ امر ہے اس لئے ایسی صورت میں عورت عدت کے بعد نہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور نہ موصوف شوہر سے ازدواجی تعلقات قائم کر سکتی ہے۔

● البتہ فون موصول ہونے کی جگہ فون کے اسپیکر کے ذریعہ وہاں موجود لوگوں کی گواہی سے طلاق اس صورت میں ثابت ہو سکتی ہے جب خارجی قرائن سے لوگوں کو یقین ہو کہ طلاق دینے والا فلاں آدمی ہے اور طلاق کی گواہی کے

وقت گواہ اپنے یقین کی بنیاد پر یہ کہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ فلاں آدمی نے طلاق دی ہے تفصیل نہ بتائیں کہ ہم نے وراء حجاب طلاق کی آواز فون کے اسپیکر سے سماعت کی کیونکہ تفصیل بتانے پر قاضی وراء حجاب اور غیب کی گواہی رد کر سکے گا۔ مثلاً کمپیوٹر میں نصب کیمرہ سے طلاق دینے والے کو دیکھا جا رہا ہے اور اس کی آواز سنی جا رہی ہے تو گواہی دینا جائز ہوگا۔ اس کی مثال کمرہ میں موجود ایجاب کرنے والی عورت کی آواز پر گواہی دینا معتبر ہے، کتب فقہ میں موجود ہے۔ مزید تفصیل طلاق کے مسائل میں ذکر کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

فون کے ذریعہ نکاح کرنے کی مختلف صورتیں اور مختلف احکام ہیں:

● اگر نکاح کرنے والا آدمی نکاح کی مجلس سے غائب ہے اور بذریعہ فون مجلس نکاح میں موجود کسی آدمی کو نکاح کا وکیل مقرر کر لیتا ہے اور شوہر کی جانب سے مقرر شدہ وکیل مجلس نکاح میں موجود گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول کرائے تو اس صورت میں نکاح منعقد ہو جائے گا۔ تمام علماء کا مذکورہ صورت میں نکاح کے جائز ہونے پر اتفاق ہے۔

مثلاً لندن سے فون کے ذریعہ نکاح کرنے والا پاکستان کے شہر کراچی میں قائم نکاح کی مجلس میں کسی ایک شخص کو اپنے نکاح کا وکیل بناتا ہے اور مجلس نکاح میں شرعی گواہوں کی موجودگی میں ایجاب اور قبول ہوتا ہے لڑکی خود یا اس کا وکیل ایجاب یا قبول کرتا ہے تو نکاح جائز ہے اور یہ طریقہ شک اور شبہ سے مبرا طریقہ ہے۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ فون کے ذریعہ براہ راست عاقدین ایجاب اور قبول کریں۔ مثلاً لندن سے فون کے ذریعہ لڑکا کہے میں نے فلانہ بنت فلاں

وقت گواہ اپنے یقین کی بنیاد پر یہ کہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ فلاں آدمی نے طلاق دی ہے تفصیل نہ بتائیں کہ ہم نے وراء حجاب طلاق کی آواز فون کے اسپیکر سے سماعت کی کیونکہ تفصیل بتانے پر قاضی وراء حجاب اور غیب کی گواہی رد کر سکے گا۔ مثلاً کمپیوٹر میں نصب کیمرہ سے طلاق دینے والے کو دیکھا جا رہا ہے اور اس کی آواز سنی جا رہی ہے تو گواہی دینا جائز ہوگا۔ اس کی مثال کمرہ میں موجود ایجاب کرنے والی عورت کی آواز پر گواہی دینا معتبر ہے، کتب فقہ میں موجود ہے۔ مزید تفصیل طلاق کے مسائل میں ذکر کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

فون کے ذریعہ نکاح کرنے کی مختلف صورتیں اور مختلف احکام ہیں:

● اگر نکاح کرنے والا آدمی نکاح کی مجلس سے غائب ہے اور بذریعہ فون مجلس نکاح میں موجود کسی آدمی کو نکاح کا وکیل مقرر کر لیتا ہے اور شوہر کی جانب سے مقرر شدہ وکیل مجلس نکاح میں موجود گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول کرائے تو اس صورت میں نکاح منعقد ہو جائے گا۔ تمام علماء کا مذکورہ صورت میں نکاح کے جائز ہونے پر اتفاق ہے۔

مثلاً لندن سے فون کے ذریعہ نکاح کرنے والا پاکستان کے شہر کراچی میں قائم نکاح کی مجلس میں کسی ایک شخص کو اپنے نکاح کا وکیل بناتا ہے اور مجلس نکاح میں شرعی گواہوں کی موجودگی میں ایجاب اور قبول ہوتا ہے لڑکی خود یا اس کا وکیل ایجاب یا قبول کرتا ہے تو نکاح جائز ہے اور یہ طریقہ شک اور شبہ سے مبرا طریقہ ہے۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ فون کے ذریعہ براہ راست عاقدین ایجاب اور قبول کریں۔ مثلاً لندن سے فون کے ذریعہ لڑکا کہے میں نے فلانہ بنت فلاں

سے نکاح کیا اور کراچی میں قائم مجلس نکاح میں موجود لڑکی یا اس کا وکیل کہے میں نے یہ نکاح قبول کیا اور کراچی یا لندن میں موجود فون کے اسپیکر کے ذریعہ مجلس نکاح میں موجود گواہوں نے دونوں لڑکے اور لڑکی یا اس کے وکیل کی آواز سنی تو اصول اور قواعد شرعیہ کی روشنی میں نکاح منعقد ہو جانا چاہئے۔ کیونکہ صحت نکاح کے لئے تمام شرطیں موجود ہیں۔ گواہ اور ایجاب اور قبول کا اتصال اور عاقدین کا ایک دوسرے کی آواز سننا اور گواہوں کا ایجاب اور قبول کی آواز سننا اور ناکح اور منکوحہ کا متعین ہونا اور ایجاب اور قبول کے صیغوں کا ماضی ہونا یا مستقبل بمعنی حال ہونا اور ایجاب اور قبول کا ایک دوسرے کے خلاف نہ ہونا اور ایجاب اور قبول کے صیغوں کا مستقبل کی طرف مضاف نہ ہونا اور ایجاب اور قبول کے صیغوں کا معدومات کے ساتھ معلق نہ ہونا ان تمام شرطوں کا تحقق اور پایا جانا واضح اور ظاہر ہے البتہ اتحاد مجلس کی یہ شرط کہ عاقدین کے ایجاب اور قبول کی مجلس کا اتحاد نکاح کے لئے شرط ہے، کا ہونا بعض اذہان کے لئے ظاہر نہیں ہے کیونکہ علماء کا شاید یہ خیال ہے کہ مجلس کے اتحاد کا مفہوم یہ ہے کہ عاقدین ایک جگہ موجود ہوں یا کم از کم اتنے فاصلہ پر ہوں کہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں۔ معروف شرح مسلم میں شاید اسی خیال سے فون پر نکاح کے عدم جواز کا قول کیا گیا ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں یہاں ایجاب اور قبول کی مجلس کا اتحاد موجود ہے۔ کیونکہ موجب اگرچہ لندن میں ہے لیکن لڑکی یا اس کے وکیل یا ولی کی جانب سے کراچی میں قبول کے وقت موجب اسی ایجاب والی مجلس میں اسی حالت پر قائم اور موجود ہے۔ جس میں اس نے ایجاب کیا تھا اور اتحاد مجلس کا مفہوم

بھی یہی ہے چنانچہ شامی کتاب البیوع میں ہے کہ مجلس کے اتحاد سے مراد یہ ہے کہ صاحب مجلس سے قبول سے پہلے کوئی قول یا عمل ایسا صادر نہ ہو جو اعراض اور رجوع پر دال ہو اور وہ ایسے فعل میں مشغول نہ ہو جو مجلس کے لئے فوت کرنے والا اور ضائع کرنے والا ہو۔ اس کی تفصیل اتحاد مجلس کے عنوان میں ملاحظہ فرمائیں۔ کیونکہ مجلس کے اتحاد کی مدار موجب اور قابل کے درمیان مسافت کے فاصلہ پر نہیں ہے۔ یہ کہ اگر عاقدین کے درمیان دو گز کا فاصلہ ہوگا تو مجلس کا اتحاد ہوگا اور اگر بیس گز کا ہوگا تو اتحاد مجلس نہیں ہوگا۔ لہٰذا جب ایجاب اور قبول کے درمیان ایسا کوئی عمل موجب سے یا قبول کرنے والے سے جو اعراض پر دلالت کرتا ہو، صادر نہیں ہوا موجب لندن میں ایجاب کے وقت جس حالت میں تھا قبول کے وقت اسی حالت میں ہے اور قبول کرنے والا پاکستان میں ایجاب کے وقت جس حالت میں تھا قبول کے وقت اسی حالت پر قائم ہے تو اتحاد مجلس موجود ہے اور نکاح منعقد ہو جائیگا اور یہ بھی ہمارے علماء نے فرمایا کہ اگر موجب اور عاقد کی صرف آواز مجلس نکاح میں پہنچ رہی ہے تو وہ عاقد بمنزلہ حاضر کے ہے اگرچہ وہ مجلس سے دوسرے مکان میں ہے۔ مثلاً شامی اور بحرالرائق میں یہ جزئیہ موجود ہے کہ اگر لڑکی مکان میں اکیلی ہے اور اونچی آواز سے ایجاب کرتی ہے گواہوں کو اس کا شخص نظر نہیں آتا لیکن کلام سن رہے ہیں تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ اس کی تفصیل ''منکوحہ مجہول نہ ہو'' کے عنوان میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ نیز عاقدین کے لئے ایک دوسرے کی کلام کا سماع شرط ہے، کے عنوان کے تحت بحرالرائق سے گزر چکا ہے کہ عاقدین سے کسی ایک کا

بھی یہی ہے چنانچہ شامی کتاب البیوع میں ہے کہ مجلس کے اتحاد سے مراد یہ ہے کہ صاحب مجلس سے قبول سے پہلے کوئی قول یا عمل ایسا صادر نہ ہو جو اعراض اور رجوع پر دال ہو اور وہ ایسے فعل میں مشغول نہ ہو جو مجلس کے لئے فوت کرنے والا اور ضائع کرنے والا ہو۔ اس کی تفصیل اتحاد مجلس کے عنوان میں ملاحظہ فرمائیں۔ کیونکہ مجلس کے اتحاد کی مدار موجب اور قابل کے درمیان مسافت کے فاصلہ پر نہیں ہے۔ یہ کہ اگر عاقدین کے درمیان دو گز کا فاصلہ ہوگا تو مجلس کا اتحاد ہوگا اور اگر بیس گز کا ہوگا تو اتحاد مجلس نہیں ہوگا۔ لہٰذا جب ایجاب اور قبول کے درمیان ایسا کوئی عمل موجب سے یا قبول کرنے والے سے جو اعراض پر دلالت کرتا ہو، صادر نہیں ہوا موجب لندن میں ایجاب کے وقت جس حالت میں تھا قبول کے وقت اسی حالت میں ہے اور قبول کرنے والا پاکستان میں ایجاب کے وقت جس حالت میں تھا قبول کے وقت اسی حالت پر قائم ہے تو اتحاد مجلس موجود ہے اور نکاح منعقد ہو جائیگا اور یہ بھی ہمارے علماء نے فرمایا کہ اگر موجب اور عاقد کی صرف آواز مجلس نکاح میں پہنچ رہی ہے تو وہ عاقد بمنزلہ حاضر کے ہے اگرچہ وہ مجلس سے دوسرے مکان میں ہے۔ مثلاً شامی اور بحرالرائق میں یہ جزئیہ موجود ہے کہ اگر لڑکی مکان میں اکیلی ہے اور اونچی آواز سے ایجاب کرتی ہے گواہوں کو اس کا شخص نظر نہیں آتا لیکن کلام سن رہے ہیں تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ اس کی تفصیل ''منکوحہ مجہول نہ ہو'' کے عنوان میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ نیز عاقدین کے لئے ایک دوسرے کی کلام کا سماع شرط ہے، کے عنوان کے تحت بحرالرائق سے گزر چکا ہے کہ عاقدین سے کسی ایک کا

دوسرے کی کلام نہ سننا ایسے ہے جیسے کہ وہ غائب ہے اگرچہ دونوں ایک جگہ موجود ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اگر عاقدین ایک مکان اور جگہ میں موجود نہ ہوں اور ایک دوسرے کا کلام سن رہے ہوں تو وہ بمنزلہ حاضر کے ہیں اور اگر ایک مکان میں ہونے کے باوجود ایک دوسرے کی کلام نہ سن رہے ہوں تو بمنزلہ غائب کے ہیں اور یہ بھی واضح ہے کہ نکاح کی صحت کی شرائط میں عاقدین کے درمیان قرب اور بعد کے اعتبار سے فاصلہ کی مقدار کا تعین کہیں مذکور نہیں ہے اور نہ صحت نکاح کے لئے وحدت مکان کی شرط کا ذکر کہیں ہے اس لئے اگر موجودہ دور میں عاقدین اسپیکر کے ذریعہ ایک مجلس میں ایجاب وقبول کرائیں۔ اور ان میں بیسیوں گز کا فاصلہ ہو اور گواہ اور عاقدین ایجاب اور قبول کے الفاظ سن رہے ہوں تو نکاح کے انعقاد میں کوئی شک نہیں ہے بشرطیکہ دیگر شرائط موجود ہوں اسی طرح براہِ راست فون کے ذریعہ ذکر کردہ طریقہ پر نکاح جائز ہونا چاہئے۔

- یہ امر تو مسلمات سے ہے کہ اسپیکر اور فون کے ذریعہ مسموع کلام اصلی اور حقیقی کلام کے حکم میں ہے امامت اور خطابت کے مسائل میں امت مسلمہ کے علماء کا اسی پر اتفاق ہے کہ سیکڑوں گز دور حرم مکہ اور حرم مدینہ کی مساجد مبارکہ کے امام کی آواز اصلی آواز ہے اور اس کی اقتداء میں نماز جائز ہے اور لندن اور امریکہ کے خطیب کی آواز اصلی آواز ہے لہٰذا جب فون پر ہونے والے ایجاب اور قبول میں اتحاد مجلس اور عاقدین کا ایک دوسرے کی اصلی آواز میں کلام کا سننا اور گواہوں کا ایجاب اور قبول کو ایک ہی وقت میں سننا اور منکوحہ اور ناکح کا مجہول نہ ہونا اور ایجاب اور قبول کا اتصال موجود ہے تو نکاح منعقد ہونا چاہئے کیونکہ صحت نکاح کی

یہی شرائط ہیں۔

فتح القدیر باب الشہادۃ میں ہے:

وَلَوْ سَمِعَ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ كَثِيْفٍ لَا يُشْفَ مِنْ وَرَائِهٖ لَايَجُوْزَ اَنْ يَشْهَدَ وَلَوْ شَهِدَ وَ فَسَّرَه‘ لِلْقَاضِىْ بِاَنْ قَالَ سَمِعْتُه‘ بَاعَ وَلَمْ اَرَشَخْصَه‘ حِيْنَ تَكَلَّمَ لَا يَقْبَلَه‘ لِاَنَّ النَّفْخَةَ تَشْبَهُ النَّفْحَةَ اِلَّا اِذَا اَحَاطَ بِعِلْمٍ ذَالِكَ لِاَنَّ الْمُسَوِّغَ هُوَ الْعِلْمُ غَيْرَ اَنَّ رُؤْيَتَه‘ مُتَكَلِّمًا بِالْعَقْدِ طَرِيْقُ الْعِلْمِ بِهٖ فَاِذَا فُرِضَ تَحَقُّقِ طَرِيْقٍ اٰخَرَ جَازَ وَذَالِكَ بِاَنَّ يَكُوْنَ دَخَلَ الْبَيْتَ فَرَاهُ فِيْهِ وَعَلِمَ اَنَّه‘ لَيْسَ بِهٖ اَحَدٌ غَيْرُه‘ وَلَا مَنْفَذَ غَيْرُ الْبَابِ وَهُوَ قَدْ جَلَسَ عَلَيْهِ وَسَمِعَ الْاِقْرَارَ اَوِالْبَيْعَ فَاِنَّه‘ حِيْنَئِذٍ يَجُوْزُ الشَّهَادَةُ عَلَيْهِ بِمَا سَمِعَ لِاَنَّه‘ حَصَلَ بِهِ الْعِلْمُ فِىْ هٰذِهِ الصُّوْرَةِ

اگر کسی شخص نے کثیف (موٹے) حجاب کے پیچھے سے جس کے پیچھے کچھ نظر نہیں آتا کوئی کلام سنی تو اس کیلئے اس کلام پر (عدالت میں) گواہی دینا جائز نہیں ہے اور اگر اس نے گواہی دی اور قاضی کیلئے اس کی تفصیل ذکر کر دی کہ میں نے سنا کہ اس نے فروخت کیا اور میں نے اس کا شخص نہیں دیکھا جب وہ کلام کر رہا تھا تو قاضی قبول نہیں کرے گا کیونکہ ایک آواز دوسری آواز کے مشابہ ہوتی ہے مگر جب گواہ اس کلام کے علم کا احاطہ کرے کیونکہ شہادت ادا کرنے کا مجوز تو فقط علم ہے مگر عقد کا کلام کرتے ہوئے شخص کی رویت علم حاصل کرنے کا ایک طریقہ ہے: پس جب علم کا حصول بالفرض دوسرے طریقے

یہی شرائط ہیں۔

فتح القدیر باب الشہادۃ میں ہے:

وَلَوْ سَمِعَ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ كَثِيْفٍ لَا يُشْفُ مِنْ وَرَائِهٖ لَايَجُوْزَ اَنْ يَشْهَدَ وَلَوْ شَهِدَ وَ فَسَّرَه، لِلْقَاضِىْ بِاَنْ قَالَ سَمِعْتُه، بَاعَ وَلَمْ اَرَشَخْصَه، حِيْنَ تَكَلَّمَ لَا يَقْبَلَه، لِاَنَّ النَّفْخَةَ تَشْبَهُ النَّفْخَةَ اِلَّا اِذَا اَحَاطَ بِعِلْمٍ ذَالِكَ لِاَنَّ الْمُسَوِّغَ هُوَ الْعِلْمُ غَيْرَ اَنَّ رُؤْيَتَه، مُتَكَلِّمًا بِالْعَقْدِ طَرِيْقُ الْعِلْمِ بِهٖ فَاِذَا فُرِضَ تَحَقُّقِ طَرِيْقٍ اٰخَرَ جَازَ وَذَالِكَ بِاَنَّ يَكُوْنَ دَخَلَ الْبَيْتَ فَرَاٰهُ فِيْهِ وَعَلِمَ اَنَّه، لَيْسَ بِهٖ اَحَدٌ غَيْرُه، وَلَا مَنْفَذَ غَيْرُ الْبَابِ وَهُوَ قَدْ جَلَسَ عَلَيْهِ وَسَمِعَ الْاِقْرَارَ اَوِالْبَيْعَ فَاِنَّه، حِيْنَئِذٍ يَجُوْزُ الشَّهَادَةُ عَلَيْهِ بِمَا سَمِعَ لِاَنَّه، حَصَلَ بِهِ الْعِلْمُ فِىْ هٰذِهِ الصُّوْرَةِ

اگر کسی شخص نے کثیف (موٹے) حجاب کے پیچھے سے جس کے پیچھے کچھ نظر نہیں آتا کوئی کلام سنی تو اس کیلئے اس کلام پر (عدالت میں) گواہی دینا جائز نہیں ہے اور اگر اس نے گواہی دی اور قاضی کیلئے اس کی تفصیل ذکر کر دی کہ میں نے سنا کہ اس نے فروخت کیا اور میں نے اس کا شخص نہیں دیکھا جب وہ کلام کر رہا تھا تو قاضی قبول نہیں کرے گا کیونکہ ایک آواز دوسری آواز کے مشابہ ہوتی ہے مگر جب گواہ اس کلام کے علم کا احاطہ کرے کیونکہ شہادت ادا کرنے کا مجوز تو فقط علم ہے مگر عقد کا کلام کرتے ہوئے شخص کی رویت علم حاصل کرنے کا ایک طریقہ ہے: پس جب علم کا حصول بالفرض دوسرے طریقے

سے متحقق ہو جائے تو گواہی دینا جائز ہوگا۔ اور دوسرا طریقہ حصول علم کا اس طرح کہ ایک شخص کمرہ میں داخل ہوا پس دوسرے شخص نے اس شخص کو کمرہ میں داخل ہوتے دیکھا اور اس کو علم ہوا کہ اس کمرہ میں اس کے علاوہ کوئی دوسرا آدمی نہیں ہے اور اس کمرہ میں دورازہ کے علاوہ کوئی کھڑکی نہیں ہے اور وہ شخص اس کے دروازہ پر بیٹھ گیا اور اس کمرہ میں داخل آدمی کا اقرار یا بیع کرنا سن لیا پس بے شک اس شخص کیلئے اقرار بیع پر گواہی دینا جائز ہے جو کچھ جس طرح اس نے سنا کیونکہ اس شخص کو اسی طریقہ سے اس صورت میں علم حاصل ہوا۔ الخ

منقولہ عبارت سے معلوم ہوا ہے النغمة يشبه النغمة میں اگر کسی ذریعہ سے نغمۃ والے کے متعلق علم اور یقین حاصل ہو جائے کہ فلاں بن فلاں کی آواز ہے تو گواہ کی شہادت اور گواہی دینا جائز اور معتبر ہے۔ وراء حجاب اور وراء جدار اقرار اور بیع اور نکاح اور طلاق ثابت ہو جائیں گے۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک آواز کا دسری آواز کے مشابہ ہونا صرف اداء شہادت میں مانع ہے کہ قاضی کی عدالت میں گواہی نہیں دی جا سکتی، اس لئے کہ قاضی اس کو رد کر سکتا ہے اور کسی امر کے وقوع اور انعقاد میں اور تحمل شہادت میں مانع نہیں ہے۔ تحمل شہادت اور ادائے شہادت دو الگ الگ امر ہیں تحمل شہادت سے مراد گواہ ہونے کی صلاحیت کا ہونا ہے تاکہ وہ امر جس کے لئے شہادت شرط ہے وہ شرعی وجود پا سکے اور ادائے شہادت سے مراد یہ ہے کہ عدالت میں گواہی دینے کی صلاحیت کا موجود ہونا چنانچہ انعقاد نکاح کیلئے شرط ایسے دو گواہ ہیں جو شہادت کے حامل ہوں۔ یعنی گواہ بن سکیں عدالت میں شہادت ادا کر سکیں یا نہ اور

نکاح کے انعقاد کی صحت کیلئے ادائے شہادت کے اہل گواہ شرط نہیں یہیں چنانچہ گواہوں میں تحمل شہادت کے لئے تو صرف تین شرطیں ہیں لیکن ادا شہادت کے لئے اکیس شرطیں ہیں (شامی) اسی وجہ سے گواہوں کا فاسق ہونا اور محدود بوجہ قذف (جن کو زنا کے الزام لگانے کی سزا دی گئی ہو) ہونا اور نابینا ہونا اور زوجین کا بیٹا ہونا انعقاد نکاح میں مانع نہیں ہے۔ لیکن یہ امور اثبات نکاح میں مانع ہیں کہ ایسے گواہوں سے نکاح ثابت نہیں ہوسکتا مثلاً گواہ فاسق ہوں یا نابینا ہوں یا زوجین کے بیٹے ہوں تو نکاح منعقد ہوجائے گا لیکن ان گواہوں سے نکاح ثابت نہیں ہوگا۔ شامی میں ہے:

اِعْلَمَ اَنَّ النِّکَاحَ لَہ' حُکْمَانِ حُکْمُ الْاِنْعِقَادِ وَحُکْمُ الْاِظْهَارِ فَالْاَوَّلُ مَا ذَکَرَہ' وَالثَّانِیُ اِنَّمَا یَکُوْنَ عِنْدَ التَّجَاهُدِ فَلاَ یُقْبَلُ فِی الْاِظْهَارِ اِلَّا شَهَادَةُ مَنْ تُقْبَلُ شَهَادَتُه' فِیْ سَائِرِ الْاِحْکَامِ کَمَا فِیْ شَرْحِ الطَّحَاوِیْ فَکَذَا اِنْعَقَدَ بِحُضُوْرِ الْفَاسِقِیْنَ وَالْاَعْمَیَیْنِ وَالْمَحْدُوْدَیْنِ فِیْ قَذَفٍ وَ اِنْ لَّمْ یَتُوْبَا وَابْنِی الْعَاقِدَیْنِ وَ اِنْ لَّمْ یُقْبَلْ اَدَاءُ هُمْ عِنْدَ الْقَاضِیْ کَاِنْعِقَادِہٖ بِحَضْرَةِ الْعَدُوَّیْنِ (بحر) (شامی کتاب النکاح)

یعنی نکاح کے دو حکم ہیں انعقاد کا حکم اور اظہار اور اثبات کا حکم پہلا تو وہی ہے جس کا ذکر ہو چکا اور دوسرا یعنی اثبات اور اظہار نکاح جو کہ انکار کے وقت ہوتا ہے پس اثبات اور اظہار میں ان لوگوں کی گواہی قبول کی جائے گی جن کی باقی احکام میں قبول کی جاتی ہے جیسے شرح طحاوی میں ہے۔ لہٰذا ہمارے نزدیک فاسق اور نابینا اور تہمت زنا کی

نکاح کے انعقاد کی صحت کیلئے ادائے شہادت کے اہل گواہ شرط نہیں یہیں چنانچہ گواہوں میں تحمل شہادت کے لئے تو صرف تین شرطیں ہیں لیکن ادا شہادت کے لئے اکیس شرطیں ہیں (شامی) اسی وجہ سے گواہوں کا فاسق ہونا اور محدود بوجہ قذف (جن کو زنا کے الزام لگانے کی سزا دی گئی ہو) ہونا اور نابینا ہونا اور زوجین کا بیٹا ہونا انعقاد نکاح میں مانع نہیں ہے۔ لیکن یہ امور اثبات نکاح میں مانع ہیں کہ ایسے گواہوں سے نکاح ثابت نہیں ہو سکتا مثلاً گواہ فاسق ہوں یا نابینا ہوں یا زوجین کے بیٹے ہوں تو نکاح منعقد ہو جائے گا لیکن ان گواہوں سے نکاح ثابت نہیں ہوگا۔ شامی میں ہے:

اِعْلَمْ اَنَّ النِّكَاحَ لَه، حُكْمَانِ حُكْمُ الْاِنْعِقَادِ وَحُكْمُ الْاِظْهَارِ فَالْاَوَّلُ مَا ذَكَرَه، وَالثَّانِيْ اِنَّمَا يَكُوْنَ عِنْدَ التَّجَاهُدِ فَلَا يُقْبَلُ فِي الْاِظْهَارِ اِلَّا شَهَادَةُ مَنْ تُقْبَلُ شَهَادَتُه، فِيْ سَائِرِ الْاِحْكَامِ كَمَا فِيْ شَرْحِ الطَّحَاوِيْ فَكَذَا اِنْعَقَدَ بِحُضُوْرِ الْفَاسِقِيْنِ وَالْاَعْمَيَيْنِ وَالْمَحْدُوْدَيْنِ فِيْ قَذَفٍ وَ اِنْ لَّمْ يَتُوْبَا وَابْنِي الْعَاقِدَيْنِ وَ اِنْ لَّمْ يُقْبَلْ اَدَاءُ هُمْ عِنْدَ الْقَاضِيْ كَاِنْعِقَادِهِ بِحَضْرَةِ الْعَدُوَّيْنِ (بحر) (شامی کتاب النکاح)

یعنی نکاح کے دو حکم ہیں انعقاد کا حکم اور اظہار اور اثبات کا حکم پہلا تو وہی ہے جس کا ذکر ہو چکا اور دوسرا یعنی اثبات اور اظہار نکاح جو کہ انکار کے وقت ہوتا ہے پس اثبات اور اظہار میں ان لوگوں کی گواہی قبول کی جائے گی جن کی باقی احکام میں قبول کی جاتی ہے جیسے شرح طحاوی میں ہے۔ لہٰذا ہمارے نزدیک فاسق اور نابینا اور تہمت زنا کی

وجہ سے حد لگائے ہوئے گواہوں کی موجودگی میں اگر چہ انہوں نے توبہ نہ کی ہو اور زوجین کے بیٹوں کی موجودگی میں نکاح منعقد ہو جائے گا اگر چہ ان لوگوں کی قاضی کے نزدیک شہادت قبول نہیں کی جائے گی جیسے دشمنوں کی موجودگی میں نکاح ہو جائے گا لیکن ان کی گواہی عدالت میں قبول نہیں کی جائے گی۔

- فقہاء کرام نے نابینا کے متعلق نکاح کے انعقاد کے لئے گواہ ہو سکنے اور اثبات کے لئے گواہ نہ ہو سکنے کے متعلق فرمایا کہ نابینا کی موجودگی سے نکاح تو منعقد ہو جاتا ہے۔ لیکن نابینا کی گواہی سے مسموعات میں سے کوئی چیز عدالت میں اس لئے ثابت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ادائے شہادت کے لئے مشہود لہ اور مشہود علیہ میں امتیاز ضروری ہوتا ہے۔ اور نابینا دونوں میں تمیز آواز سے کر سکتا ہے اشارہ سے نہیں کر سکتا اور آواز میں شبہ ہے جبکہ یہاں دوسرے بینا شہود موجود ہونے کی وجہ سے شبہ سے بچنا ممکن ہے لہٰذا نابینا کی گواہی سے نکاح منعقد تو ہو جائے گا لیکن عدالت میں نابینا کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔ بحر الرائق میں ہے:

لا یمیز الاعمی الا بالنغمة وفیه شبهة یمکن التحرز عنها بجنس الشهود والنسبة لتعریف الغائب دون الحاضر۔

(بحر کتاب الشہادۃ)

یعنی نابینا آواز سے ہی مشہود لہ اور مشہود علیہ میں فرق کر سکتا ہے اور آواز میں شبہ ہے جس سے احتراز ممکن ہے کہ حاضرین میں سے گواہ دوسرے بینا لوگ بنائیں جائیں اور نسب سے معرفت غائب کے لئے ہوتی ہے بخلاف حاضر کے۔

معلوم ہوا آواز کی مشابہت صرف شہادت کی ادا میں رکاوٹ ہے اور شہادت کے وجود اور تحمل میں رکاوٹ نہیں جس کی وجہ سے نکاح منعقد نہ ہو ورنہ نابینا گواہوں کی موجودگی میں نکاح منعقد نہ ہوتا، قرآن اور حدیث شریف سے بھی گواہ بن سکنے اور ادا کرنے کیلئے علم کا ہی شرط ہونا معلوم ہوتا ہے ہدایۃ میں ہے:

لِاَنَّہٗ عَلِمَ مَا ھُوَ الْمُوْجِبُ بِنَفْسِہٖ وَھُوَ الرُّکْنُ فِیْ اِطْلَاقِ الْاَدَاءِ قَالَ اللہُ تَعَالٰی اِلَّا مَنْ شَھِدَ بِالْحَقِّ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا عَلِمْتَ مِثْلَ الشَّمْسِ فَاشْھَدْ وَ اِلَّا فَدَعْ۔

یعنی شاہد جب مسموعات کو سنے یا مبصرات کو دیکھے تو اس کے لئے جائز ہے گواہی دے اگرچہ اس سے مطالبہ نہ کیا جائے کیونکہ سماع یا رویۃ سے گواہ اور شاہد کو موجب بنفسہ (حق واجب کرنے والے امر) کا علم حاصل ہو گیا ہے اور یہی علم شہادت اور گواہی کے اداء کرنے کے جواز کا رکن ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مگر وہ اشخاص جنہوں نے حق کے ساتھ گواہی دی حالانکہ وہ علم رکھتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تجھے سورج کی طرح علم ہو جائے پس گواہی دے وگرنہ چھوڑ دے۔

قرآن اور حدیث سے معلوم ہوا اداء شہادت کے لئے علم شرط ہے اور حصول علم کے قرائن اور ذرائع میں تعمیم ہے۔ صرف رویت اور سماع ذریعہ نہیں ہیں۔ اب یہ تو واضح ہو گیا اگر مسموعات میں غائب کی آواز کا شبہ زائل ہو جائے اور علم اور یقین حاصل ہو جائے جیسے وراء حجاب میں گزرا تو آواز سننے والے سامع کی گواہی نہ

معلوم ہوا آواز کی مشابہت صرف شہادت کی ادا میں رکاوٹ ہے اور شہادت کے وجود اور تحمل میں رکاوٹ نہیں جس کی وجہ سے نکاح منعقد نہ ہو ورنہ نابینا گواہوں کی موجودگی میں نکاح منعقد نہ ہوتا، قرآن اور حدیث شریف سے بھی گواہ بن سکنے اور ادا کرنے کیلئے علم کا ہی شرط ہونا معلوم ہوتا ہے ہدایۃ میں ہے:

لِاَنَّہ، عَلِمَ مَا ھُوَ الْمُوْجِبُ بِنَفْسِہٖ وَھُوَ الرُّکْنُ فِیْ اِطْلَاقِ الْاَدَاءِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَّا مَنْ شَھِدَ بِالْحَقِّ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا عَلِمْتَ مِثْلَ الشَّمْسِ فَاشْھَدْ وَ اِلَّا فَدَعْ۔

یعنی شاہد جب مسموعات کو سنے یا مبصرات کو دیکھے تو اس کے لئے جائز ہے گواہی دے اگرچہ اس سے مطالبہ نہ کیا جائے کیونکہ سماع یا رویۃ سے گواہ اور شاہد کو موجب بنفسہ (حق واجب کرنے والے امر) کا علم حاصل ہو گیا ہے اور یہی علم شہادت اور گواہی کے اداء کرنے کے جواز کا رکن ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مگر وہ اشخاص جنہوں نے حق کے ساتھ گواہی دی حالانکہ وہ علم رکھتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تجھے سورج کی طرح علم ہو جائے پس گواہی دے وگرنہ چھوڑ دے۔

قرآن اور حدیث سے معلوم ہوا اداء شہادت کے لئے علم شرط ہے اور حصول علم کے قرائن اور ذرائع میں تعمیم ہے۔ صرف رویت اور سماع ذریعہ نہیں ہیں۔ اب یہ تو واضح ہو گیا اگر مسموعات میں غائب کی آواز کا شبہ زائل ہو جائے اور علم اور یقین حاصل ہو جائے جیسے وراء حجاب میں گزرا تو آواز سننے والے سامع کی گواہی نہ

صرف انعقاد نکاح لئے کافی ہے بلکہ قاضی کی عدالت میں مقبول بھی ہے تو فون کی آواز میں جب تک شبہ کا امکان ہے تو فقط یہ آواز انعقاد نکاح کے لئے کافی ہونی چاہئے اور جب یہ شبہ بھی زائل ہو جائے تو انعقاد اور قبول میں کوئی شبہ نہیں ہونا چاہئے مثلاً موجود دور کی ایجاد کمپیوٹر جس کے ساتھ فون کی سہولت حاصل ہے فون پر ایک دوسرے سے کلام کرتے وقت ہر ایک فریق کے حاضر افراد دوسرے کی کلام اسپیکر کے ذریعہ سن رہے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو دیکھ بھی رہے ہوتے ہیں چونکہ سارے ایک فیملی کے لوگ ہوتے ہیں یا متعارف لوگ ہوتے ہیں ایک دوسرے کو اچھی طرح پہنچانتے ہیں کلام کرنے والے کی ذات اور آواز میں کسی کو شک نہیں ہوتا کہ ہوسکتا یہ آواز اصل نہ ہو اور وہ شخص اصلی نہ ہو جیسے ٹی وی پر جب پاکستان کے صدر مشرف تقریر کریں تو کسی کو غیر مشرف کی آواز ہونے اور ذات کا شک نہیں ہوتا اور کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس وقت امریکہ کا صدر بش تقریر کر رہا ہے مشرف نہیں کر رہا لہٰذا مذکورہ صورت میں اگر فون پر کلام کرتے وقت غائب کہتا ہے میں نے فلانہ بنت فلانہ کے ساتھ نکاح کیا اور مجلس نکاح میں موجود خود لڑکی یا اس کا وکیل قبول کرتا ہے اور یہ ایجاب اور قبول عاقدین بھی سُن رہے ہیں اور گواہ بھی تو نکاح منعقد ہو جانا چاہئے فقط بعد مکانی موجود ہے اور بعد مکانی کو علماء نے انعقاد نکاح کے لئے مانع نہیں فرمایا اتحاد مجلس کا مفہوم صرف اتنا ہے کہ عاقدین ایجاب اور قبول کے وقت ایک حالت اور ہیئت کے ساتھ موجود رہیں اگرچہ ان کے درمیان مسافت کا بُعد ہزاروں میل ہو۔ اتحاد مجلس کے لئے اتحاد مکان شرط نہیں ہے اتحاد زمان شرط ہے جیسا ہم لکھ چکے ہیں۔ نیز جب غائب کے خط کے ذریعہ نکاح کا منعقد ہونا مسلم ہے اور **اَلْخَطُّ یَشْبَہُ الْخَطُّ** انعقاد نکاح میں مانع

نہیں تو یہاں اَلصَّوْتُ یَشْبَہُ الصَّوْتُ انعقاد نکاح سے کیسے مانع ہوسکتا ہے۔

- فون کے ذریعہ نکاح کے دوطریقے ہم نے ذکر کئے ایک یہ کہ فون کے ذریعہ مجلس نکاح میں موجود کسی آدمی کو غائب اپنے نکاح کا وکیل بنالے اس طریقہ میں نکاح کے انعقاد میں کوئی حرج نہیں ہے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے فون پر غائب کے جانب سے براہِ راست ایجاب ہو۔ اور مجلس نکاح میں فون پر قبول ہو اور مجلس نکاح میں موجود گواہ ایجاب اور قبول کا سماع کریں اور بعض خارجی ذرائع سے یقین ہو جائے کہ موجب ہی متکلم ہے تو اس صورت میں نکاح منعقد ہونا چاہئے۔ جس طرح کتاب الغائب بمنزلہ خطاب الحاضر ہے اسی طرح خطاب البعید بھی بمنزلہ خطاب القریب ہونا چاہئے۔ جب ایجاب نقوش اور کتابت کے پردہ میں معتبر اور باقی اور قائم ہے تو فون کے ذریعہ موصول ہونے والا ایجاب بھی معتبر ہونا چاہئے جب کاتب کا بعید ہونا انعقاد نکاح سے مانع نہیں تو فون پر خاطب کا بعید ہونا بھی انعقاد نکاح سے مانع نہیں ہونا چاہئے۔

ہمارا اپنا خیال یہ ہے کہ اسپیکر والے فون کے ذریعہ براہ راست ایجاب و قبول سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے کیونکہ اتحاد مجلس اور گواہوں کا نصاب اور گواہوں کا سماع اور عاقدین کا ایک دوسرے کے کلام کا سماع اور منکوحہ اور ناکح کا تعین جیسی شرطیں موجود ہوتی ہیں۔ بعض حضرات کو یہ وہم ہوسکتا ہے کہ یہاں مجلس کا اتحاد نہیں ہوتا کیونکہ عاقدین میں سے ایک آدمی مثلاً امریکہ میں ہے اور دوسرا پاکستان میں ہے لہٰذا فون پر نکاح نہیں ہوگا تو اُن سے گزارش ہے اتحاد مجلس اور اتحاد مکان دو الگ الگ امر ہیں۔ مذکورہ صورت میں مکان اور جگہ میں اتحاد نہیں ہے اور عاقدین کے مکانوں میں بعد ہے لیکن نکاح کے انعقاد کے لئے اتحاد مکان شرط

نہیں تو یہاں اَلصَّوْتُ یَشْبَہُ الصَّوْتُ انعقادِ نکاح سے کیسے مانع ہوسکتا ہے۔

● فون کے ذریعہ نکاح کے دوطریقے ہم نے ذکر کئے ایک یہ کہ فون کے ذریعہ مجلس نکاح میں موجود کسی آدمی کو غائب اپنے نکاح کا وکیل بنالے اس طریقہ میں نکاح کے انعقاد میں کوئی حرج نہیں ہے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے فون پر غائب کے جانب سے براہِ راست ایجاب ہو۔ اور مجلس نکاح میں فون پر قبول ہو اور مجلس نکاح میں موجود گواہ ایجاب اور قبول کا سماع کریں اور بعض خارجی ذرائع سے یقین ہوجائے کہ موجب ہی متکلم ہے تو اس صورت میں نکاح منعقد ہونا چاہئے۔ جس طرح کتاب الغائب بمنزلہ خطاب الحاضر ہے اسی طرح خطاب البعید بھی بمنزلہ خطاب القریب ہونا چاہئے۔ جب ایجاب نقوش اور کتابت کے پردہ میں معتبر اور باقی اور قائم ہے تو فون کے ذریعہ موصول ہونے والا ایجاب بھی معتبر ہونا چاہئے جب کاتب کا بعید ہونا انعقاد نکاح سے مانع نہیں تو فون پر خاطب کا بعید ہونا بھی انعقاد نکاح سے مانع نہیں ہونا چاہئے۔

ہمارا اپنا خیال یہ ہے کہ اسپیکر والے فون کے ذریعہ براہ راست ایجاب و قبول سے نکاح منعقد ہوجاتا ہے کیونکہ اتحاد مجلس اور گواہوں کا نصاب اور گواہوں کا سماع اور عاقدین کا ایک دوسرے کے کلام کا سماع اور منکوحہ اور ناکح کا تعین جیسی شرطیں موجود ہوتی ہیں۔ بعض حضرات کو یہ وہم ہوسکتا ہے کہ یہاں مجلس کا اتحاد نہیں ہوتا کیونکہ عاقدین میں سے ایک آدمی مثلاً امریکہ میں ہے اور دوسرا پاکستان میں ہے لہٰذا فون پر نکاح نہیں ہوگا تو اُن سے گزارش ہے اتحاد مجلس اور اتحاد مکان دو الگ الگ امر ہیں۔ مذکورہ صورت میں مکان اور جگہ میں اتحاد نہیں ہے اور عاقدین کے مکانوں میں بعد ہے لیکن نکاح کے انعقاد کے لئے اتحاد مکان شرط

نہیں ہے اور مذکورہ صورت میں مجلس میں اتحاد موجود ہے کہ جس حالت اور وقت میں ایجاب ہے اسی حالت اور وقت میں بلاتوقف قبول ہے اور یہی اتحاد مجلس کی تعریف ہے اور یہ اتحاد مجلس موجود ہے اور یہی نکاح کے انعقاد کی شرط ہے تاکہ ایجاب اور قبول میں اتصال ہو لہٰذا مذکورہ صورت میں جو اتحاد نہیں ہے وہ اتحاد مکان ہے۔ وہ نکاح کی شرط نہیں اور جو اتحاد ہے وہ اتحاد مجلس ہے اور نکاح کی شرط ہے لہٰذا نکاح منعقد ہوجائیگا۔ (واللہ اعلم) خاک پائے اہل ایمان: محمد رفیق حسنی

آڈیو اور وڈیو کیسٹ کے ذریعہ نکاح کرنے کا حکم:

● آڈیو کیسٹ میں صرف کلام ٹائپ ہوتا ہے مجلس نکاح میں گواہوں کی موجودگی میں ٹائپ شدہ ایجاب کو سن کر قبول کرنے سے نکاح منعقد نہیں ہوگا کیونکہ ایجاب والے شخص عاقد کا مجلس نکاح میں قبول کے الفاظ سننا نکاح کے انعقاد کے لئے شرط ہے چونکہ یہاں موجب غائب ہوتا ہے اس لئے قبول کے الفاظ سننے سے عاجز ہے۔ ایجاب کے الفاظ کا صرف گواہوں کے سماع سے نکاح منعقد نہیں ہوتا بلکہ عاقدین میں سے ہر ایک کا دوسرے کے الفاظ سننا بھی شرط ہوتا ہے۔ بالفرض خط کی طرح اگر آڈیو کیسٹ میں محفوظ ایجابی کلام مجلس نکاح میں دوسرا شخص ادا کرلے تو نکاح ہوجانا چاہئے جیسے خط کی عبارت مجلس نکاح میں پڑھنے سے نکاح ہوجاتا ہے۔ کلام ادا کرنے والا بمنزلہ خط کے پڑھنے والے کے ہوگا اس کا ایجاب اور قبول کا سننا حقیقی عاقد کے کلام سننے کے قائم مقام ہوگا۔

● اور وڈیو کیسٹ میں ایک صورت تو یہی ہے کہ موجب کی ٹائپ شدہ کلام مسموع ہو اس کلام کو مجلس نکاح میں نہ پڑھا جائے اس صورت میں نکاح نہیں ہوگا کیونکہ موجب نے قبول نہیں سنا۔ دوسری صورت یہ ہے وڈیو میں محفوظ ایجابی کلام

کو مجلس نکاح میں کوئی آدمی یا قبول کرنے والی بیوی بآواز بلند دہرائے اور مجلس نکاح میں اس کو خط کی طرح پڑھ کر گواہوں کے سامنے قبول کیا جائے تو ان دونوں صورتوں میں نکاح منعقد ہو جائے گا۔

کمپیوٹر، فیکس اور موبائل میسج کے ذریعہ نکاح کا حکم:

- اگر نصب شدہ کیمرہ والے کمپیوٹر کے ذریعہ نکاح کیا جائے تو اسکے ذریعہ چار طریقوں سے نکاح منعقد ہوسکتا ہے ایک طریقہ یہ ہے کہ فون کے ذریعہ نکاح ہو کہ دونوں طرف سے آواز مسموع ہو اور تصویریں بھی نظر آئیں اس ایجاب اور قبول کا حکم عام فون پر ایجاب اور قبول والا حکم ہوگا یعنی نکاح منعقد ہو جانا چاہئے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ایجابی کلام خط کی طرح کمپیوٹر اسکرین پر ظاہر ہو جائے اور خط کی طرح مجلس نکاح میں اس عبارت کو پڑھا جائے اور قبول کرنے والا قبول کرے تو اس صورت میں نکاح منعقد ہو جائے گا۔ اس کا حکم خط والا ہے بلکہ خط سے اقوی ہے۔ تیسرا طریقہ کمپیوٹر پر سی ڈی چلانے کے ذریعہ مجلس نکاح میں ٹائپ شدہ ایجابی کلام مسموع ہو اور قبول کرنے والا قبول کرے۔ مجلس میں موجود گواہ دونوں کے کلام کا سماع کریں، اس صورت میں چونکہ موجب قبول نہیں سن رہا اس لئے نکاح نہیں ہوگا اور اگر سی ڈی میں محفوظ کلام مجلس نکاح میں بآواز پڑھ لیا جائے یا تعبیر کیا جائے یا سی ڈی میں ایجاب کے الفاظ کمپیوٹر پر ظاہر ہوں اور انہیں مجلس نکاح میں پڑھ لیا جائے اور لڑکی یا اس کا وکیل قبول کرے تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ چوتھا طریقہ کمپیوٹر کے ذریعہ ای میل کرنے کا ہے اگر ای میل کے ذریعہ بھیجے گئے ایجاب کو مجلس نکاح میں پڑھ لیا گیا اور قبول کر لیا گیا اور گواہ موجود ہوں تو نکاح ہو جائے گا۔ فیکس کے ذریعہ بھیجے گئے ایجاب کا حکم بھی خط والا ہے۔

کومجلس نکاح میں کوئی آدمی یا قبول کرنے والی بیوی بآواز بلند دہرائے اور مجلس نکاح میں اس کو خط کی طرح پڑھ کر گواہوں کے سامنے قبول کیا جائے تو ان دونوں صورتوں میں نکاح منعقد ہو جائے گا۔

کمپیوٹر، فیکس اور موبائل میسج کے ذریعہ نکاح کا حکم:

● اگر نصب شدہ کیمرہ والے کمپیوٹر کے ذریعہ نکاح کیا جائے تو اسکے ذریعہ چار طریقوں سے نکاح منعقد ہوسکتا ہے ایک طریقہ یہ ہے کہ فون کے ذریعہ نکاح ہو کہ دونوں طرف سے آواز مسموع ہو اور تصویریں بھی نظر آئیں اس ایجاب اور قبول کا حکم عام فون پر ایجاب اور قبول والا حکم ہوگا یعنی نکاح منعقد ہو جانا چاہئے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ایجابی کلام خط کی طرح کمپیوٹر اسکرین پر ظاہر ہو جائے اور خط کی طرح مجلس نکاح میں اس عبارت کو پڑھا جائے اور قبول کرنے والا قبول کرے تو اس صورت میں نکاح منعقد ہو جائے گا۔ اس کا حکم خط والا ہے بلکہ خط سے اقوی ہے۔ تیسرا طریقہ کمپیوٹر پر سی ڈی چلانے کے ذریعہ مجلس نکاح میں ٹائپ شدہ ایجابی کلام مسموع ہو اور قبول کرنے والا قبول کرے۔ مجلس میں موجود گواہ دونوں کے کلام کا سماع کریں، اس صورت میں چونکہ موجب قبول نہیں سن رہا اس لئے نکاح نہیں ہوگا اور اگر سی ڈی میں محفوظ کلام مجلس نکاح میں بآواز پڑھ لیا جائے یا تعبیر کیا جائے یا سی ڈی میں ایجاب کے الفاظ کمپیوٹر پر ظاہر ہوں اور انہیں مجلس نکاح میں پڑھ لیا جائے اور لڑکی یا اس کا وکیل قبول کرے تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ چوتھا طریقہ کمپیوٹر کے ذریعہ ای میل کرنے کا ہے اگر ای میل کے ذریعہ بھیجے گئے ایجاب کو مجلس نکاح میں پڑھ لیا گیا اور قبول کرلیا گیا اور گواہ موجود ہوں تو نکاح ہو جائے گا۔ فیکس کے ذریعہ بھیجے گئے ایجاب کا حکم بھی خط والا ہے۔

● آج کل موبائل فون پر ایک دوسرے کو میسج یا پیغام بھیجنے کا نہایت سستا اور آسان طریقہ ہے اس کا حکم بھی خط والا ہے۔ مثلاً پاکستان میں موجود لڑکا اپنا میسج اس طرح سعودیہ میں موجود لڑکی کو یا اس کے والد کو بھیجتا ہے کہ میں نے فلانہ بنت فلان سے نکاح کیا جب یہی الفاظ دوسرے فون کی اسکرین پر ظاہر ہوئے تو لڑکی نے گواہوں کی موجودگی میں پیغام پڑھ کر سنایا کہ فلاں شخص نے مجھے اس طرح پیغام بھیجا ہے میں اس کا نکاح قبول کرتی ہوں تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔

اور مثلاً ڈیفنس کے کسی گھر میں موجود لڑکے نے یونیورسٹی میں موجود لڑکی کو پیغام بھیجا کہ میں نے آپ سے نکاح کیا لڑکی نے بطور مزاح نوجوان لڑکوں کے سامنے پیغام کے الفاظ پڑھ کر سنائے اور پھر کہا میں نے یہ نکاح قبول کیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ اگر موبائل فون اور فیکس کے ذریعہ تحریری ایجاب اور قبول کا پیغام بطور مزاح بھی ہو اور پڑھ لیا جائے تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ کیونکہ نکاح اور طلاق مزاح کی حالت میں بھی نافذ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے نوجوانوں کو اس کا خیال کرنا چاہئے۔

سابقہ ادوار میں خط آدمی پہنچایا کرتے تھے موجودہ سائنس کی ترقی کے دور میں ای میل اور موبائل فون اور فیکس کے ذریعہ ہزاروں میل دور تحریر شدہ کلام سیکنڈوں میں پہنچائی جاسکتی ہے حکم اور طریقہ وہی خط والا ہے۔

ہم نے مذکورہ تفصیل اپنی فہم کے مطابق ذکر کی ہے اگر کسی صاحب کو اختلاف ہو تو مطلع فرما کر احسان فرمائیں۔

گیارہویں شرط:

ایجاب اور قبول کے الفاظ سے انشاء کا قصد کرنا:

نکاح دوسرے عقود کی طرح انشاء ہے خبر نہیں ہے اس لئے اگرچہ نکاح کے لئے ماضی اور مضارع کے صیغے استعمال کئے جاتے ہیں لیکن ان میں انشاء کی نیت کرنا ضروری ہوتا ہے مثلاً زوجتک کا معنی میں تجھ سے نکاح کرتا ہوں اور تزوجتک کا معنی میں تیرا نکاح قبول کرتا ہوں کیا جائے گا انشاء کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ جو چیز موجود نہیں اس کو موجود کیا جائے جیسے نکاح اور بیع وغیرہ پہلے موجود نہیں ہوتے ایجاب اور قبول سے ان کو موجود کیا جاتا ہے۔

لہٰذا نکاح کے اقرار کرنے اور خبر دینے سے نکاح نہیں ہوتا مثلاً ایک شخص کہتا ہے میں تجھ سے نکاح کر چکا ہوں اور عورت کہتی ہے میں قبول کر چکی ہوں حالانکہ اس سے پہلے نکاح نہیں کیا تھا تو ان الفاظ سے انشاء عقد نہیں ہوگا یعنی جدید نکاح نہیں ہوگا۔ البتہ قاضی کے سامنے شوہر کے اقرار اور بیوی کی تصدیق سے جھوٹا نکاح ثابت ہو جائے گا کیونکہ انسان اپنے اقرار کی وجہ سے ماخوذ اور محکوم ہوتا ہے لیکن جھوٹے اقرار سے میاں بیوی کے ازدواجی تعلقات ناجائز رہیں گے۔ اقرار کی صورت ایک یہ بھی ہے مرد کہتا ہے یہ میری بیوی ہے اور عورت کہتی ہے ہاں صحیح ہے اگر یہ اقرار مجلس نکاح میں گواہوں کے سامنے ہے تو نکاح ہو جائے گا کیونکہ یہ اقرار انشاء نکاح کو متضمن ہے اسی طرح اگر کوئی شخص بیوی سے کہتا ہے تو میری بیوی نہیں ہے اور وہ ان لفظوں سے طلاق کی نیت کرتا ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی، گویا شوہر نے کہا یہ میری بیوی اس لئے نہیں کیونکہ اسے طلاق ہے یہ خبر بھی انشاءِ طلاق کو متضمن ہے۔

ایجاب اور قبول کے الفاظ سے انشاء کا قصد کرنا:

نکاح دوسرے عقود کی طرح انشاء ہے خبر نہیں ہے اس لئے اگر چہ نکاح کے لئے ماضی اور مضارع کے صیغے استعمال کئے جاتے ہیں لیکن ان میں انشاء کی نیت کرنا ضروری ہوتا ہے مثلاً **زوجتک** کا معنی میں تجھ سے نکاح کرتا ہوں اور **تزوجتک** کا معنی میں تیرا نکاح قبول کرتا ہوں کیا جائے گا انشاء کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ جو چیز موجود نہیں اس کو موجود کیا جائے جیسے نکاح اور بیع وغیرہ پہلے موجود نہیں ہوتے ایجاب اور قبول سے ان کو موجود کیا جاتا ہے۔

لہٰذا نکاح کے اقرار کرنے اور خبر دینے سے نکاح نہیں ہوتا مثلاً ایک شخص کہتا ہے میں تجھ سے نکاح کر چکا ہوں اور عورت کہتی ہے میں قبول کر چکی ہوں حالانکہ اس سے پہلے نکاح نہیں کیا تھا تو ان الفاظ سے انشاء عقد نہیں ہوگا یعنی جدید نکاح نہیں ہوگا۔ البتہ قاضی کے سامنے شوہر کے اقرار اور بیوی کی تصدیق سے جھوٹا نکاح ثابت ہو جائے گا کیونکہ انسان اپنے اقرار کی وجہ سے ماخوذ اور محکوم ہوتا ہے لیکن جھوٹے اقرار سے میاں بیوی کے ازدواجی تعلقات ناجائز رہیں گے۔ اقرار کی صورت ایک یہ بھی ہے مرد کہتا ہے یہ میری بیوی ہے اور عورت کہتی ہے ہاں صحیح ہے اگر یہ اقرار مجلس نکاح میں گواہوں کے سامنے ہے تو نکاح ہو جائے گا کیونکہ یہ اقرار انشاء نکاح کو متضمن ہے اسی طرح اگر کوئی شخص بیوی سے کہتا ہے تو میری بیوی نہیں ہے اور وہ ان لفظوں سے طلاق کی نیت کرتا ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی، گویا شوہر نے کہا یہ میری بیوی اس لئے نہیں کیونکہ اسے طلاق ہے یہ خبر بھی انشاءِ طلاق کو متضمن ہے۔

اقرار کے ان لفظوں سے کہ شوہر نے کہا یہ میری بیوی ہے اور بیوی نے کہا یہ میرا شوہر ہے اس پر گواہوں نے کہا تم لوگوں نے ان لفظوں کو نکاح قرار دیا ہے؟ وہ کہتے ہیں جی ہاں تو بالاتفاق نکاح منعقد ہو جائے گا۔ (کتب فقہ)

بارہویں شرط:

- نکاح کی نسبت کل جسم یا جسم کے ایسے بعض اور جز کی طرف ہونا جس سے کل کو تعبیر کیا جاتا ہو شرط ہے۔ ہر قوم کا اپنا عرف ہوتا ہے اس لئے نکاح کی صحت کے لئے شرط ہے کہ نکاح کی اضافت کل جسم کی طرف کی جائے، جیسے شوہر کہے میں نے تجھ سے نکاح یا تیرے نفس سے نکاح کیا یا پھر ایسے بعض کی طرف نسبت کی جائے جس سے عرف میں کل کی تعبیر کی جاتی ہے مثلاً عربی محاورہ میں شوہر کہتا ہے میں نے تیسرے سر یا رقبہ سے نکاح کیا کیونکہ عربی عرف میں انسان کو راس اور رقبہ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ اگر پیٹ اور پیٹھ کی طرف یا نصف اور ربع کی طرف نکاح کی نسبت کی جائے تو نکاح نہیں ہوگا کیونکہ ان اعضاء سے کل کی تعبیر کا عرف نہیں ہے۔

تیرہویں شرط:

اگر ایجاب کے آخر میں موجب نے ایجاب کے لئے کلام مغیر کا ذکر ہے تو کلام مغیر کے بعد قبول کا ہونا شرط ہے۔ یعنی تیرہویں شرط صحت نکاح کے لئے یہ ہے کہ اگر ایجاب کرنے والا ایجاب کے الفاظ کے آخر میں کوئی شرط یا ایسا کلام ذکر کرے جو اول ایجابی کلام کے لئے مغیر اور تبدیل کرنے والی ہو اور قبول کرنے والا فریق کلام مغیر کے تکلم سے پہلے کہہ دے کہ میں نے قبول کیا تو نکاح منعقد نہیں

ہوگا۔ فتح القدیر میں ہے عورت نے مرد کو کہا میں نے تجھ سے نکاح کیا مگر ایک سو دینار مہر کے ساتھ اور مجلس نکاح میں موجود گواہوں کے سامنے شوہر نے سو دینار مہر کہنے سے پہلے کہہ دیا کہ میں نے قبول کیا تو نکاح منعقد نہیں ہوگا کیونکہ ایجاب میں کلام کا اول حصہ آخر پر اس وقت موقوف ہوتا ہے جب کلام کا آخر اول کے لئے مغیر اور تبدیل کرنے والا ہو، مذکورہ صورت میں گویا عورت کے ایجاب کو شوہر نے قبول ہی نہیں کیا۔ اس لئے نکاح نہیں ہوگا اور اگر صرف بیوی یہ کہتی کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا اور سو دینار کا ذکر نہ کرتی تو نکاح منعقد ہو جاتا۔ (شامی) کیونکہ مہر کا ذکر نکاح کے لئے شرط نہیں ہے اور پہلی صورت میں کیونکہ آخر کلام میں ایک سو دینار کا ذکر بمنزلہ شرط ہے جب قابل نے شرط قبول نہیں کی تو مشروط بھی مسترد ہو گیا اور اگر قبول کا تلفظ مہر کے ذکر کے بعد ہوتا تو نکاح منعقد ہو جاتا اور مہر کی متعین رقم واجب الادا ہوتی۔

چودہویں شرط: تحریف اور تبدیل شدہ کلمات کا نہ ہونا شرط ہے:

ایجاب اور قبول کے کلمات اور حروف کی تبدیلی دو طرح کی ہوتی ہے ایک یہ کہ تبدیلی بالقصد ہو اور اس پر عرف نہ ہو اس صورت میں نکاح نہیں ہوگا مثال کے طور پر عربی گرائمر میں تزوجت کو تجوزت جان بوجھ کر پڑھا جائے اور پوری قوم کا عرف نہ ہو تو نکاح نہیں ہوگا اور اگر اس طرح حروف کی تبدیلی پر عرف ہو جائے مثلاً پوری قوم زاء کو جیم اور جیم کو زاء کے ساتھ تبدیل کر کے پڑھتی ہے اور یہ تبدیلی شرارت کی نیت سے نہیں بلکہ عرفی ہے تو اس سے نکاح ہو جائے گا۔ گویا عرف کی وجہ یہ لفظ وضع جدید کے ساتھ ایجاب اور قبول کے معنی میں ہوگا۔

ہوگا۔ فتح القدیر میں ہے عورت نے مرد کو کہا میں نے تجھ سے نکاح کیا مگر ایک سو دینار مہر کے ساتھ اور مجلس نکاح میں موجود گواہوں کے سامنے شوہر نے سو دینار مہر کہنے سے پہلے کہہ دیا کہ میں نے قبول کیا تو نکاح منعقد نہیں ہوگا کیونکہ ایجاب میں کلام کا اول حصہ آخر پر اس وقت موقوف ہوتا ہے جب کلام کا آخر اول کے لئے مغیر اور تبدیل کرنے والا ہو، مذکورہ صورت میں گویا عورت کے ایجاب کو شوہر نے قبول ہی نہیں کیا۔ اس لئے نکاح نہیں ہوگا اور اگر صرف بیوی یہ کہتی کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا اور سو دینار کا ذکر نہ کرتی تو نکاح منعقد ہو جاتا۔ (شامی) کیونکہ مہر کا ذکر نکاح کے لئے شرط نہیں ہے اور پہلی صورت میں کیونکہ آخر کلام میں ایک سو دینار کا ذکر بمنزلہ شرط ہے جب قابل نے شرط قبول نہیں کی تو مشروط بھی مسترد ہو گیا اور اگر قبول کا تلفظ مہر کے ذکر کے بعد ہوتا تو نکاح منعقد ہو جاتا اور مہر کی متعین رقم واجب الادا ہوتی۔

چودہویں شرط: تحریف اور تبدیل شدہ کلمات کا نہ ہونا شرط ہے:

ایجاب اور قبول کے کلمات اور حروف کی تبدیلی دو طرح کی ہوتی ہے ایک یہ کہ تبدیلی بالقصد ہو اور اس پر عرف نہ ہو اس صورت میں نکاح نہیں ہوگا مثال کے طور پر عربی گرائمر میں تزوجت کو تجوزت جان بوجھ کر پڑھا جائے اور پوری قوم کا عرف نہ ہو تو نکاح نہیں ہوگا اور اگر اس طرح حروف کی تبدیلی پر عرف ہو جائے مثلاً پوری قوم زاء کو جیم اور جیم کو زاء کے ساتھ تبدیل کر کے پڑھتی ہے اور یہ تبدیلی شرارت کی نیت سے نہیں بلکہ عرفی ہے تو اس سے نکاح ہو جائے گا۔ گویا عرف کی وجہ یہ لفظ وضع جدید کے ساتھ ایجاب اور قبول کے معنی میں ہوگا۔

پندرہویں شرط:

پندرہویں شرط یہ کہ منکوحہ محرمات نسبیہ اور صہریہ اور رضاعیہ سے نہ ہو جس کی تفصیل بائیسویں شرط میں ملاحظہ فرمائیں۔

سولہویں شرط:

سولہویں شرط یہ کہ شوہر کا بیوی کی محرم عورت سے نکاح نہ ہو مثلاً بیوی کی ہمشیرہ سے نکاح حرام ہے۔ کیونکہ دو بہنوں کو جمع کرنا حرام ہوتا ہے۔ اگر دو بہنوں سے ایک ہی وقت میں نکاح کیا تو کسی کے ساتھ نکاح نہیں ہوگا قاضی پر لازم ہے کہ شوہر کو بیویوں سے الگ کردے۔ بیوی کی خالہ اور پھوپھی اور بیوی کی بھانجی اور بھتیجی کا جمع کرنے کا بھی حکم یہی ہے۔

اگر ایک بہن سے پہلے نکاح کر لیا تھا اور دوسری کے ساتھ بعد میں کیا تو دوسری کا نکاح باطل ہے۔ اگر شوہر نے پہلی بیوی کو طلاق دے دی تھی ابھی اس کی عدت باقی تھی اور اس کی بہن سے نکاح کر لیا تو یہ نکاح بھی باطل ہوگا۔ کیونکہ طلاق کے بعد عدت تک اگرچہ طلاق بائن ہو بیوی کی کسی محرم عورت کیساتھ نکاح باطل ہوتا ہے۔

سترہویں اور اٹھارویں شرط:

یہ کہ ایسی عورت سے نکاح کیا جائے جو کسی دوسرے کے نکاح میں نہ ہو اور دوسرے کی طلاق یا وفات کی عدت میں نہ ہو۔ غیر کی منکوحہ اور معتدہ کے ساتھ نکاح باطل ہوتا ہے اگر کسی شخص نے غیر کی منکوحہ سے نکاح کیا اور اُسے دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح باقی ہونے کا علم بھی تھا اور یہ بھی اسے علم تھا کہ غیر

کی منکوحہ سے نکاح نہیں ہوتا۔ اب دوصورتیں ہیں اگر غیر کی منکوحہ سے نکاح جائز سمجھ کر کیا تو وہ کافر ہوگیا اور اگر حرام سمجھ کر کیا گنہگار رہوا اور دونوں صورتوں میں نکاح باطل ہے۔

انیسویں شرط:

یہ کہ شوہر کا چار بیویوں کے زندہ ہوتے پانچویں عورت سے نکاح نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مرد کے لئے ایک وقت میں چار عورتوں کو نکاح میں رکھنے کی اجازت دی ہے اگر کوئی شخص چار بیویوں کی زندگی میں پانچویں عورت کے ساتھ نکاح کرتا ہے تو پانچواں نکاح باطل ہوگا۔

بیسویں شرط:

یہ کہ عورت کافرہ اور مشرکہ نہ ہو، اگر مرد مسلمان ہے اس کا کافرہ اور مشرکہ عورت کے ساتھ نکاح باطل ہوگا اور اگر عورت مسلمان ہے اس کا کافر اور مشرک مرد کے ساتھ نکاح باطل ہوگا۔ (یہاں مشرک مرد اور عورت سے مراد وہ کافر ہیں جو اہل کتاب سے نہیں)۔ اہل کتاب یہودی اور عیسائی اگرچہ کافر ہیں لیکن مسلمان مرد کا یہودیہ یا عیسائیہ عورت سے نکاح جائز ہے۔ اگرچہ یہودیہ عورت کا عقیدہ ہو کہ حضرت عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور عیسائیہ عورت کا عقیدہ ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اس عقیدہ کی وجہ سے وہ عورت مشرکہ بھی ہے پھر بھی اس کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ (شامی) اور اگر لڑکی مسلمان ہے اور مرد یہودی یا عیسائی ہے تو مسلمان لڑکی کا اس کے ساتھ نکاح باطل ہوگا، تفصیل کتب فقہ میں ہے۔

کی منکوحہ سے نکاح نہیں ہوتا۔ اب دوصورتیں ہیں اگر غیر کی منکوحہ سے نکاح جائز سمجھ کر کیا تو وہ کافر ہو گیا اور اگر حرام سمجھ کر کیا گنہگار رہوا اور دونوں صورتوں میں نکاح باطل ہے۔

انیسویں شرط:

یہ کہ شوہر کا چار بیویوں کے زندہ ہوتے پانچویں عورت سے نکاح نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مرد کے لئے ایک وقت میں چار عورتوں کو نکاح میں رکھنے کی اجازت دی ہے اگر کوئی شخص چار بیویوں کی زندگی میں پانچویں عورت کے ساتھ نکاح کرتا ہے تو پانچواں نکاح باطل ہوگا۔

بیسویں شرط:

یہ کہ عورت کافرہ اور مشرکہ نہ ہو، اگر مرد مسلمان ہے اس کا کافرہ اور مشرکہ عورت کے ساتھ نکاح باطل ہوگا اور اگر عورت مسلمان ہے اس کا کافر اور مشرک مرد کے ساتھ نکاح باطل ہوگا۔ (یہاں مشرک مرد اور عورت سے مراد وہ کافر ہیں جو اہل کتاب سے نہیں)۔ اہل کتاب یہودی اور عیسائی اگرچہ کافر ہیں لیکن مسلمان مرد کا یہودیہ یا عیسائیہ عورت سے نکاح جائز ہے۔ اگرچہ یہودیہ عورت کا عقیدہ ہو کہ حضرت عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور عیسائیہ عورت کا عقیدہ ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اس عقیدہ کی وجہ سے وہ عورت مشرکہ بھی ہے پھر بھی اس کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ (شامی) اور اگر لڑکی مسلمان ہے اور مرد یہودی یا عیسائی ہے تو مسلمان لڑکی کا اس کے ساتھ نکاح باطل ہوگا، تفصیل کتب فقہ میں ہے۔

- مشرکہ (شرک کرنے والی عورت) سے مراد ہر وہ کافرہ عورت ہے جو اہل کتاب سے نہ ہو اور اس کا عقیدہ کفریہ ہو۔ جیسے سورج اور ستاروں اور بتوں کی عبادت کو جائز سمجھنے والی عورت یا ایسی عورت جس کا کوئی دین نہیں یا ایسی عورت جس کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ معطل ہے بے کار بیٹھا ہوا ہے یا ایسی عورت جو باطنیہ فرقہ سے ہے کہ قرآن مجید کے ظاہری احکام مراد نہیں بلکہ باطنی احکام مراد ہیں یا ایسی عورت جو فرقہ اباحیہ سے تعلق رکھتی ہے کہ ہر چیز مباح اور جائز ہے حتیٰ کہ شراب اور زنا بھی جائز ہیں اسی طرح دروزی اور نصیری اور ذکری شیعہ عورتوں سے کسی مسلمان کا نکاح جائز نہیں ہے۔ کیونکہ ان کفریہ فرقوں کے عقیدہ اور عمل کے لئے کوئی آسمانی کتاب نہیں ہے اور نہ ہی یہ فرقے کسی آسمانی کتاب کو مانتے ہیں اس لئے ہر وہ فرقہ جو اپنے معتقدات پر کسی آسمانی کتاب یا صحیفہ سے استدلال نہ کرتا ہو وہ فرقہ کافرہ اور مشرکہ ہے اور ہر وہ غیر اسلامی فرقہ جو اپنے معتقدات پر کسی آسمانی کتاب سے استدلال کرتا ہے اور اس کتاب کو مانتا ہے وہ اہل کتاب سے ہے۔
- سوئے اتفاق خود کو مسلمان کہلانے والے لوگوں کے متعدد فرقے وجود میں آ چکے ہیں سابقہ ادوار میں مرجیہ اور قدریہ اور معتزلہ اور رافضہ اور خوارج فرقوں کا ذکر ملتا ہے اور ہمارے ادوار میں جدید ناموں سے کچھ فرقے معروف ہیں مثلاً قادیانی اور گستاخِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہابی (اہل حدیث) اور دیوبندی اور آغا خانی اور بوہری وغیرہا۔

اہلسنّت و جماعت کے علماء کے نزدیک سارے قادیانی اور مرزائی لاہوری ہوں یا قادیانی کافر ہیں اور سارے آغا خانی کافر ہیں لیکن اہل تشیع اور

خارجی اور وہابی فرقہ سے سارے افراد کافر نہیں ہیں مثلاً تفضیلی شیعہ اور معتدل خارجیوں میں سے وہ افراد جو قرآن کو اللہ کا کلام اور کامل مانتے ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابہ رضوان اللہ علیہم کے گستاخ نہیں ہیں وہ مسلمان ہیں ان کے ساتھ کراہت کے ساتھ مناکحت جائز ہے اور ان فرقوں سے وہ افراد جو انتہا پسند ہیں قرآن مجید کو مکمل کتاب نہیں مانتے اور انبیاء کرام کے گستاخ اور بے ادب ہیں وہ اسلام سے خارج اور کافر ہیں لیکن یہ افراد مرتد کافر ہیں یا اہل کتاب کافر ہیں اس میں علماء کا اختلاف ہے۔

- فتح القدیر اور شامی میں ایسے افراد کو اہل کتاب سے شمار کرنے کو ترجیح دی گئی ہے وہ علماء کرام جو ان افراد کو اہل کتاب تسلیم کرتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ اہل کتاب ان کافروں کو کہا جاتا ہے جو اپنے اعتقادات پر کسی آسمانی کتاب سے استدلال کرتے ہوں اور مذکورہ فرقوں سے کافر بھی اپنے معتقدات پر قرآنِ مجید سے استدلال کرتے ہیں۔ اس لئے یہ لوگ اہل کتاب سے ہیں اور ان کی بچیوں کے ساتھ نکاح جائز ہے چنانچہ معتزلہ/ قدریہ اور شیعہ فرقوں سے گستاخ افراد اگرچہ مسلمان نہیں لیکن اہل کتاب سے ہوں گے۔

اور وہ علماء اہل سنت جو ان گستاخوں کو مرتد کافر قرار دیتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ ان فرقوں کے عاقل نابالغ بچے جو کہ دینی اور اسلامی احکام کی تفصیل سے مطلع نہیں ہوتے وہ کلمہ شہادت پڑھنے سے مسلمان ہو جاتے ہیں کیونکہ نابالغ عاقل بچے کا اسلام اجمالی ایمان بھی معتبر ہوتا ہے جب نابالغ عاقل بچے بالغ ہوتے ہیں اور تفاصل پر مطلع ہوتے ہیں تو ان کا عقیدہ والدین کا عقیدہ ہو جاتا ہے اور وہ بھی گستاخانہ عقائد کی وجہ سے کافر ہو جاتے ہیں اور اسلام پر کفر

خارجی اور وہابی فرقہ سے سارے افراد کافر نہیں ہیں مثلاً تفضیلی شیعہ اور معتدل خارجیوں میں سے وہ افراد جو قرآن کو اللہ کا کلام اور کامل مانتے ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابہ رضوان اللہ علیہم کے گستاخ نہیں ہیں وہ مسلمان ہیں ان کے ساتھ کراہت کے ساتھ مناکحت جائز ہے اور ان فرقوں سے وہ افراد جو انتہا پسند ہیں قرآن مجید کو مکمل کتاب نہیں مانتے اور انبیاء کرام کے گستاخ اور بے ادب ہیں وہ اسلام سے خارج اور کافر ہیں لیکن یہ افراد مرتد کافر ہیں یا اہل کتاب کافر ہیں اس میں علماء کا اختلاف ہے۔

- فتح القدیر اور شامی میں ایسے افراد کو اہل کتاب سے شمار کرنے کو ترجیح دی گئی ہے وہ علماء کرام جو ان افراد کو اہل کتاب تسلیم کرتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ اہل کتاب ان کافروں کو کہا جاتا ہے جو اپنے اعتقادات پر کسی آسمانی کتاب سے استدلال کرتے ہوں اور مذکورہ فرقوں سے کافر بھی اپنے معتقدات پر قرآنِ مجید سے استدلال کرتے ہیں۔ اس لئے یہ لوگ اہل کتاب سے ہیں اور ان کی بچیوں کے ساتھ نکاح جائز ہے چنانچہ معتزلہ/ قدریہ اور شیعہ فرقوں سے گستاخ افراد اگرچہ مسلمان نہیں لیکن اہل کتاب سے ہوں گے۔

اور وہ علماء اہل سنت جو ان گستاخوں کو مرتد کافر قرار دیتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ ان فرقوں کے عاقل نابالغ بچے جو کہ دینی اور اسلامی احکام کی تفصیل سے مطلع نہیں ہوتے وہ کلمہ شہادت پڑھنے سے مسلمان ہو جاتے ہیں کیونکہ نابالغ عاقل بچے کا اسلام اجمالی ایمان بھی معتبر ہوتا ہے جب نابالغ عاقل بچے بالغ ہوتے ہیں اور تفاصل پر مطلع ہوتے ہیں تو ان کا عقیدہ والدین کا عقیدہ ہو جاتا ہے اور وہ بھی گستاخانہ عقائد کی وجہ سے کافر ہو جاتے ہیں اور اسلام پر کفر

طاری ہونے کو ارتداد کہا جاتا ہے اور ایسے شخص کو جو پہلے مؤمن ہو پھر کافر ہو جائے، مرتد کافر کہا جاتا ہے اور مرتد عورت ہو یا مرد اس کے ساتھ کوئی شخص نکاح نہیں کرسکتا حتیٰ کہ مرتد کا نکاح مرتدہ سے بھی باطل ہوتا ہے لہٰذا ان لوگوں سے مناکحت ناجائز ہوگی اور نکاح باطل ہوں گے۔

- ہمارے خیال میں ان علماء کا قول زیادہ صحیح ہے جو مسلمان کہلانے والے شیعہ وغیرہا فرقوں کو اہل کتاب شمار کرتے ہیں کیونکہ وہ یہود و نصاریٰ جو اپنے مشرکانہ عقائد پر محرف تورات اور انجیل اور زبور سے استدلال کرتے ہیں وہ تو محققین علماء کے نزدیک اہل کتاب شمار کئے جائیں لیکن وہ لوگ جو اپنے عقائد فاسدۃ پر قرآنِ مجید جیسی مشرف کتاب سے استدلال کریں وہ اہل کتاب کیوں نہ ہوں یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ اس لئے ان لوگوں کے ساتھ مناکحت اہل کتاب کی طرح جائز ہونی چاہیئے۔ (تفصیل کتب فقہ اور فتاویٰ رضویہ میں ملاحظہ فرمائیں)۔

درمختار میں ہے:

وَفِی النَّھرِ تَجُوْزُ مُنَاکِحَۃُ الْمُعْتَزِلَۃِ لِاَنَّا لَانُکَفِّرُ اَحَدًا مِّنْ اَھْلِ الْقِبْلَۃِ وَاِنْ وَقَعَ اِلْزَامًا فِی الْمَبَاحِثِ (کتاب النکاح)

اور نہر الفائق میں ہے معتزلہ فرقہ سے باہم نکاح جائز ہے کیونکہ یقیناً ہم اہل قبلہ سے کسی ایک فرقہ کو کافر نہیں کہتے اگرچہ مباحث اور مناظرہ میں ان پر کفر لازم آتا ہو۔

- شامی میں ہے:

(وَقَوْلُہٗ وَاِنْ وَقَعَ اِلْزَامًا فِی الْمَبَاحِثِ) مَعْنَاہُ وَاِنْ وَقَعَ التَّصْرِیْحُ بِکُفْرِ الْمُعْتَزِلَۃِ وَنَحْوِھِمْ عِنْدَالْبَحْثِ مَعَھُمْ فِیْ رَدِّ

مَذْهَبِهِمْ بِاَنَّه' کُفْرٌ اَیْ یَلْزَمُ مِنْ قَوْلِهِمْ بِکَذَا الْکُفْرُ۔

شارح کے قول کہ اگر چہ مباحث میں معتزلہ پر کفر کا الزام واقع ہوتا ہے) کا معنی یہ ہے کہ اگر چہ معتزلہ اور معتزلہ جیسے فرقوں کے ساتھ بحث کرتے وقت علماء اہل سنت کی جانب سے ان کے مذہب کے رد کرتے وقت ان کے کفر کی تصریح کی جاتی ہے مثلاً انہیں کہا جاتا ہے تمہارے اس قول سے کفر لازم آتا ہے۔

پھر فرمایا:

وَلَا یَقْتَضِیْ ذَالِکَ کُفْرَهُمْ لِاَنَّ لَازَمَ الْمَذْهَبِ لَیْسَ بِمَذْهَبٍ وَاَیْضًا فَاِنَّهُمْ مَا قَالُوْا ذَالِکَ اِلَّا لِشُبْهَةِ دَلِیْلٍ شَرْعِیٍ عَلٰی زَعْمِهِمْ وَاِنْ اَخْطَئُوْا فِیْهِ وَلَزِمُهُمْ الْمَحْذُوْرُ عَلٰی اَنْ لَیْسُوْا بِاَدْنٰی حَالاً مِنْ اَهْلِ الْکِتَابِ بَلْ هُمْ مُقِرُّوْنَ بِاَشْرَفِ الْکُتُبِ وَ لَعَلَّ الْقَائِلَ بَعْدِمِ حِلِّ مَنَاکَحَتِهِمْ یَحْکُمُ بِرِدَّتِهِمْ بِمَا اِعْتَقَدُوْهُ وَهُوَ بَعِیْدٌ لِاَنَّ ذَالِکَ اَصْلُ اِعْتَقَادِهِمْ فَاِنْ سُلِّمَ اَنَّه' کُفْرٌ لَا یَکُوْنُ رِدَّةً قَالَ فِی الْبَحْرِ وَیَنْبَغِیْ اَنَّ مَنِ اعْتَقَدَ مَذْهَبًا یُکَفَرُبِهٖ اِنْ کَانَ قَبْلَ تَقَدُّمِ الْاِعْتِقَادِ الصَّحِیْحِ فَهُوَ مُشْرِکٌ وَاِنْ طَرَءَ عَلَیْهِ فَهُوَ مُرْتَدٌّ اه. وَبِهٰذَا ظَهَرَ اَنَّ الرَّافِضِیَ اِنْ کَانَ یَعْتَقِدُ الْاُلُوْهِیَّةَ فِیْ عَلَیٍّ اَوْ اَنَّ جِبْرِئِیْلَ غَلَطَ فِی الْوَحْیِ اَوْ کَانَ یُنْکِرُ صُحْبَةَ الصِّدِّیْقِ اَوْ یَقْذِفُ السَّیِّدَةَ الصِّدِّیْقَةَ فَهُوَ کَافِرٌ لِمُخَالِفَتِهٖ الْقَوَاطِعَ الْمَعْلُوْمَةَ مِنَ الدِّیْنِ بِالضُّرُوْرَةِ بِخَلَافِ مَا اِذَا کَانَ یُفَضِّلُ عَلِیًّا اَوْ یَسُبُّ الصَّحَابَةَ فَاِنَّه'

مَذْهَبِهِمْ بِاَنَّه، كُفْرٌ اَیْ یَلْزَمُ مِنْ قَوْلِهِمْ بِكَذَا الْكُفْرُ۔

شارح کے قول کہ اگرچہ مباحث میں معتزلہ پر کفر کا الزام واقع ہوتا ہے) کا معنی یہ ہے کہ اگرچہ معتزلہ اور معتزلہ جیسے فرقوں کے ساتھ بحث کرتے وقت علماء اہل سنت کی جانب سے ان کے مذہب کے رد کرتے وقت ان کے کفر کی تصریح کی جاتی ہے مثلاً انہیں کہا جاتا ہے تمہارے اس قول سے کفر لازم آتا ہے۔

پھر فرمایا:

وَلَا يَقْتَضِي ذَالِكَ كُفْرَهُمْ لِاَنَّ لَازَمَ الْمَذْهَبِ لَيْسَ بِمَذْهَبٍ وَاَيْضًا فَاِنَّهُمْ مَا قَالُوْا ذَالِكَ اِلَّا لِشُبْهَةِ دَلِيْلٍ شَرْعِي عَلٰى زَعْمِهِمْ وَاِنْ اَخْطَئُوْا فِيْهِ وَلَزِمَهُمُ الْمَحْذُوْرُ عَلٰى اَنْ لَيْسُوْا بِاَدْنٰى حَالاً مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ بَلْ هُمْ مُقِرُّوْنَ بِاَشْرَفِ الْكُتُبِ وَ لَعَلَّ الْقَائِلَ بِعَدَمِ حِلِّ مَنَاكَحَتِهِمْ يَحْكُمُ بِرِدَّتِهِمْ بِمَا اِعْتَقَدُوْهُ وَهُوَ بَعِيْدٌ لِاَنَّ ذَالِكَ اَصْلُ اِعْتِقَادِهِمْ فَاِنْ سُلِّمَ اَنَّه، كُفْرٌ لَا يَكُوْنُ رِدَّةً قَالَ فِي الْبَحْرِ وَيَنْبَغِيْ اَنَّ مَنِ اعْتَقَدَ مَذْهَبًا يُكَفِّرُبِهٖ اِنْ كَانَ قَبْلَ تَقَدُّمِ الْاِعْتِقَادِ الصَّحِيْحِ فَهُوَ مُشْرِكٌ وَاِنْ طَرَءَ عَلَيْهِ فَهُوَ مُرْتَدٌّ اه. وَبِهٰذَا ظَهَرَ اَنَّ الرَّافِضِيَّ اِنْ كَانَ يَعْتَقِدُ الْاُلُوْهِيَّةَ فِيْ عَلِيٍّ اَوْ اَنَّ جِبْرَئِيْلَ غَلَطَ فِي الْوَحْيِ اَوْ كَانَ يُنْكِرُ صُحْبَةَ الصِّدِّيْقِ اَوْ يَقْذِفُ السَّيِّدَةَ الصِّدِّيْقَةَ فَهُوَ كَافِرٌ لِمُخَالِفَتِهٖ الْقَوَاطِعَ الْمَعْلُوْمَةَ مِنَ الدِّيْنِ بِالضَّرُوْرَةِ بِخَلَافِ مَا اِذَا كَانَ يُفَضِّلُ عَلِيًّا اَوْ يَسُبُّ الصَّحَابَةَ فَاِنَّه،

مُبْتَدِعٌ لَا كَافِرٌ كَمَا اَوْضَحْتُه، فِيْ كِتَابِيْ تَنْبِيْهِ الْوُلَاةِ وَالْحُكَّامِ عَلٰى اَحْكَامِ شَاتِمِ خَيْرِ الْاَنَامِ اَوْ اَحَدِ اَصْحَابِهٖ الْكِرَامِ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔ (کتاب النکاح، ۴/۱۳۵، مطبوعہ بیروت)

یہ الزامی کفر ان کے کافر ہونے کا تقاضا نہیں کرتا کیونکہ مذہب کا لازم مذہب نہیں ہوتا۔ (اگر لازم کا التزام کرلیا جائے تو وہ مذہب بن جاتا ہے اسی لئے کہا جاتا ہے التزام کفر کفر ہے (رفیق حسنی)) اور نیز بیشک معتزلہ نے نہیں کہا مگر دلیل شرعی کے ساتھ استدلال پکڑنے سے شبہ کی وجہ سے اپنے زعم میں اگرچہ انہوں نے اس میں خطاء کی اور ان پر ممنوع اور محذور امر لازم آ گیا۔ علاوہ ازیں معتزلہ کا حال اہل کتاب کے حال سے ادنیٰ اور کمتر تو نہیں ہے بلکہ معتزلہ سب کتابوں سے اشرف کتاب قرآن مجید کا اقرار کرتے ہیں (لہٰذا معتزلہ کے ساتھ مناکحتہ جائز ہونی چاہئے جس طرح شرح درمختار میں ہے) اور شاید معتزلہ کے ساتھ مناکحت کے عدم جواز کا قائل اُن معتزلہ کے اعتقادات کی وجہ سے ان پر مرتد ہونے کا حکم کرتا ہے حالانکہ یہ حکم بعید ہے کیونکہ معتزلہ کا اعتقاد اصل اعتقاد ہے (اسلام پر طاری اعتقاد نہیں) پس اگر یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ ان کا اعتقاد کفر ہے پھر بھی ان کا کفر ارتداد نہیں ہوگا۔ جیسے اہل کتاب کا کفر ارتداد نہیں ہے (پھر اہل کتاب کے ساتھ مناکحتہ جائز ہے تو معتزلہ کے ساتھ مناکحتہ کیوں ناجائز ہوگی؟) اور بحر الرائق میں ہے اور مناسب ہے بے شک وہ

شخص جو ایسے مذہب کا اعتقاد رکھتا ہے جس کی وجہ سے وہ کافر ہے اگر اس کا کفری اعتقاد اعتقاد صحیح سے پہلے کا ہے تو وہ شخص مشرک اور کافر ہے اور اگر اس کا کفری اعتقاد صحیح اعتقاد پر طاری ہے اور صحیح اعتقاد کے بعد ہے تو وہ مرتد ہے (اھ) اور اس تحقیق سے ظاہر ہوا کہ یقیناً وہ رافضی جو حضرت علی کے لئے الوہیۃ کا اعتقاد رکھتا ہے۔ یا وہ کہتا ہے جبرئیل علیہ السلام نے وحی میں غلطی کی یا وہ حضرت ابوبکر صدیق کی صحبت کا منکر ہے یا سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر زنا کی تہمت لگاتا ہے وہ کافر ہے کیونکہ وہ مخالف ہے ان قطعی معلومات کا جو ضروریات دین سے ہیں بخلاف اس کے کہ وہ حضرت علی کو فضیلت دیتا ہے یا صحابہ کو گالیاں دیتا ہے وہ بدعتی ہے کافر نہیں ہے جیسے میں نے اپنی کتاب تنبیہ الولاۃ والحکام الخ میں اس کو واضح کیا ہے۔

اکیسویں شرط:

صحت نکاح کے لئے یہ شرط ہے کہ عورت کسی دوسرے کے نکاح کی وجہ سے حمل والی نہ ہو کیونکہ نکاح کا حمل شوہر کی وجہ سے ہوگا اور شوہر کی طلاق یا وفات کے بعد وضع حمل تک حمل والی عورت عدت میں ہوتی ہے اور عدت میں عورت کا دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح باطل ہوتا ہے۔

اور اگر عورت زنا سے حامل ہوئی ہے تو اس کے ساتھ نکاح جائز اور صحیح ہوگا کیونکہ زنا سے حمل والی عورت کسی کے نکاح میں نہیں ہوتی البتہ زانی زانیہ کے ساتھ نکاح کر لے تو اس کے لئے دوران حمل مباشرت بھی جائز ہوگی اور پیدا ہونے والا بچہ اگر نکاح کے ہو جانے کے چھ ماہ بعد پیدا ہوا تو اس بچے کا نسب زانی

شخص جو ایسے مذہب کا اعتقاد رکھتا ہے جس کی وجہ سے وہ کافر ہے اگر اس کا کفری اعتقاد اعتقاد صحیح سے پہلے کا ہے تو وہ شخص مشرک اور کافر ہے اور اگر اس کا کفری اعتقاد صحیح اعتقاد پر طاری ہے اور صحیح اعتقاد کے بعد ہے تو وہ مرتد ہے (اھ) اور اس تحقیق سے ظاہر ہوا کہ یقیناً وہ رافضی جو حضرت علی کے لئے الوہیۃ کا اعتقاد رکھتا ہے۔ یا وہ کہتا ہے جبرئیل علیہ السلام نے وحی میں غلطی کی یا وہ حضرت ابوبکر صدیق کی صحبت کا منکر ہے یا سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر زنا کی تہمت لگاتا ہے وہ کافر ہے کیونکہ وہ مخالف ہے ان قطعی معلومات کا جو ضروریات دین سے ہیں بخلاف اس کے کہ وہ حضرت علی کو فضیلت دیتا ہے یا صحابہ کو گالیاں دیتا ہے وہ بدعتی ہے کافر نہیں ہے جیسے میں نے اپنی کتاب تنبیہ الولاۃ والحکام الخ میں اس کو واضح کیا ہے۔

اکیسویں شرط:

صحت نکاح کے لئے یہ شرط ہے کہ عورت کسی دوسرے کے نکاح کی وجہ سے حمل والی نہ ہو کیونکہ نکاح کا حمل شوہر کی وجہ سے ہوگا اور شوہر کی طلاق یا وفات کے بعد وضع حمل تک حمل والی عورت عدت میں ہوتی ہے اور عدت میں عورت کا دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح باطل ہوتا ہے۔

اور اگر عورت زنا سے حامل ہوئی ہے تو اس کے ساتھ نکاح جائز اور صحیح ہوگا کیونکہ زنا سے حمل والی عورت کسی کے نکاح میں نہیں ہوتی البتہ زانی زانیہ کے ساتھ نکاح کر لے تو اس کے لئے دوران حمل مباشرت بھی جائز ہوگی اور پیدا ہونے والا بچہ اگر نکاح کے ہو جانے کے چھ ماہ بعد پیدا ہوا تو اس بچے کا نسب زانی

باپ سے ثابت ہو جائے گا اور نکاح سے چھ ماہ ہو جانے سے پہلے پیدا ہوا تو زانی سے اس کا نسب ثابت نہیں ہوگا۔ اور اگر مزنیہ حمل والی سے زانی کے علاوہ کوئی دوسرا آدمی نکاح کر لے تو اس کے لئے وضع حمل تک مباشرت کرنا جائز نہیں ہوگا۔ کیونکہ دوسرے کی کھیتی کو پانی دینا مناسب نہیں ہوتا۔

بائیسویں شرط:

کہ عورت مرد کے لئے حلال ہو زنا اور نکاح اور نسب اور رضاع کی وجہ سے حرام نہ ہو۔

زنا، سسرالیہ، نسب اور رضاع کی وجہ سے محرمات کا بیان:

● نکاح کی شرائط سے ہے کہ عورت نکاح کرنے والے کے لئے حلال ہو ہمیشہ کے لئے حرام نہ ہو ہمیشہ کے لئے حرام ہونے والی عورتوں کے چار اقسام ہیں : (۱) قرابت اور نسب کی وجہ سے محرمات (۲) مصاہرۃ اور نکاح کرنے کی وجہ سے محرمات (۳) رضاع اور دودھ پلانے کی وجہ سے محرمات (۴) زنا اور ناجائز تعلقات کی وجہ سے محرمات۔

پہلی قسم قرابت کی وجہ سے محرمات عورتوں کی ہے ان کے سات فرقے ہیں اول امہات یعنی آدمی کا ماں سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔ امہات میں جدات پدری اور مادری بھی داخل ہیں یعنی دادی اور نانی سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہے۔ دوم بنات (بیٹیاں) اپنی بیٹیوں سے باپ کا ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہے، بیٹیوں میں پوتیاں اور نواسیاں سب داخل ہیں کسی سے نکاح نہیں ہوسکتا۔

سوم اخوات (بہنیں) بہنوں سے بھائیوں کا نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے تینوں قسم کی بہنوں سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ ماں اور باپ دونوں کی جانب سے

سگی بہن اورصرف باپ کی طرف سے بہن اورصرف ماں کی جانب سے بہن کسی سے نکاح نہیں ہوسکتا۔

چہارم عمات (پھوپھیاں) یعنی باپ کی تینوں قسم کی بہنوں سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے، پنجم خالات یعنی (خالائیں) ماں کی تینوں قسم کی بہنوں عینی علی اورخیفی سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ششم بنات الاخ بھائی کی بیٹیاں اور بھتیجیوں سے نکاح ہمیشہ کیلئے حرام ہے،ہفتم بنات الاخت اور بھانجیوں کے ساتھ ہمیشہ کیلئے نکاح حرام ہے۔ان محرمات نسبیہ کا قرآن مجید کی سورۃ نساء میں ذکرموجود ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ مرد پرمرد کے اصول اورفروع کی لسٹ میں ہونے والی عورتیں ہمیشہ کے لئے حرام ہیں اور مرد پر اصل قریب باپ اور ماں کے فروعات اورفروعات کے فروعات حرام ہیں اورمرد پراس کے اصل بعید دادا دادی اور نانا نانی کے پہلے فروعات یعنی عمات اور خالات حرام ہیں لیکن عمات اور خالات کے فروع حلال ہیں۔اور اصل بعید سے مرادتمام اجداد اور جدات عالیہ اور سافلہ مراد ہیں۔

- دوسری قسم مصاہرۃ اورسسرالیہ قائم ہونے کی وجہ سے محرمات عورتوں کی ہےان کے چارفرقے ہیں۔
- پہلافرقہ ام الزوجہ وجداتھا کا ہےیعنی بیوی کی ماں اور بیوی کی دادی اور نانی اوران سے اوپر جدات کے ساتھ نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔
- کسی عورت سے نکاح صحیح ہو جانے کے بعد دخول ہو یا نہ اس عورت کی ماں یعنی شوہر کی ساس اور ساس کے اصول میں ہونے والی کسی عورت سے اس آدمی کا نکاح نہیں ہوسکتا۔

سگی بہن اور صرف باپ کی طرف سے بہن اور صرف ماں کی جانب سے بہن کسی سے نکاح نہیں ہوسکتا۔

چہارم عمات (پھوپھیاں) یعنی باپ کی تینوں قسم کی بہنوں سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے، پنجم خالات یعنی (خالائیں) ماں کی تینوں قسم کی بہنوں عینی علی اور خیفی سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ ششم بنات الاخ بھائی کی بیٹیاں اور بھتیجیوں سے نکاح ہمیشہ کیلئے حرام ہے، ہفتم بنات الاخت اور بھانجیوں کے ساتھ ہمیشہ کیلئے نکاح حرام ہے۔ ان محرمات نسبیہ کا قرآن مجید کی سورۃ نساء میں ذکر موجود ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ مرد پر مرد کے اصول اور فروع کی لسٹ میں ہونے والی عورتیں ہمیشہ کے لئے حرام ہیں اور مرد پر اصل قریب باپ اور ماں کے فروعات اور فروعات کے فروعات حرام ہیں اور مرد پر اس کے اصل بعید دادا دادی اور نانا نانی کے پہلے فروعات یعنی عمات اور خالات حرام ہیں لیکن عمات اور خالات کے فروع حلال ہیں۔ اور اصل بعید سے مراد تمام اجداد اور جدات عالیہ اور سافلہ مراد ہیں۔

● دوسری قسم مصاہرۃ اور سسرالیہ قائم ہونے کی وجہ سے محرمات عورتوں کی ہے ان کے چار فرقے ہیں۔

● پہلا فرقہ ام الزوجہ وجداتھا کا ہے یعنی بیوی کی ماں اور بیوی کی دادی اور نانی اور ان سے اوپر جدات کے ساتھ نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔

● کسی عورت سے نکاح صحیح ہو جانے کے بعد دخول ہو یا نہ اس عورت کی ماں یعنی شوہر کی ساس اور ساس کے اصول میں ہونے والی کسی عورت سے اس آدمی کا نکاح نہیں ہوسکتا۔

● دوسرا فرقہ بیوی کی وہ بیٹیاں جو بیوی کے سابقہ شوہر سے اور ان بیٹیوں کے فروع آخر تک کا ہے یہ شوہر پر حرام ہیں لیکن اس شرط پر کہ شوہر نے بیوی کے ساتھ مباشرت کر لی ہو اگر کسی آدمی نے مباشرت سے پہلے بیوی کو طلاق دے دی تو اس بیوی کی بیٹیوں سے شوہر کا نکاح جائز ہے کیونکہ یہ ضابطہ ہے **وَطْءُ الْاُمَّهَاتِ. يُحَرِّمُ الْبَنَاتِ وَنِكَاحُ الْبَنَاتِ. يُحَرِّمُ الْاُمَّهَاتِ** یعنی امہات کے ساتھ مباشرت بنات کو حرام کر دیتی ہے اور بنات کے ساتھ صرف نکاح ان کی امہات کو حرام کر دیتا ہے۔

فائدہ: اگر کسی شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس عورت کی پہلے شوہر سے بیٹی موجود تھی اس کے ساتھ اس شوہر کے دوسری بیوی سے بیٹے کا نکاح جائز ہے یعنی ماں سے باپ کا اور اس ماں کی بیٹی سے اس باپ کے بیٹے کا نکاح جائز ہوتا ہے۔

● تیسرا فرقہ مرد کے صلبی بیٹے کی اور پوتے اور نواسے کی منکوحہ بیویوں کا ہے ان کی بیوی مرد پر ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔ یعنی بیٹوں اور پوتوں اور نواسوں کی منکوحہ بیویاں آدمی کے لئے بہو کہلاتی ہیں۔ مرد کے لئے ہمیشہ کے لئے حرام ہوتی ہے۔ دخول ہو یا نہ ہو اگر کسی شخص کے بیٹے یا پوتے یا نواسے نے کسی عورت سے نکاح کیا لیکن رخصتی سے پہلے اس کو طلاق دے دی یا فوت ہونے کی وجہ سے بائن ہوگئی تو اس کے ساتھ آدمی کا نکاح نہیں ہوسکتا یہاں بھی دخول حرمت کیلئے شرط نہیں ہے۔

فائدہ: آدمی کا بھائی اور بھتیجے اور بھانجے کی بیوی سے نکاح ہوسکتا ہے اگر بھائی یا بھتیجے یا بھانجے نے بیوی کو طلاق دے دی تو بھائی اپنے بھائی کی بیوی سے چچا

اپنے بھتیجے کی بیوی سے اور ماموں اپنے بھانجے کی بیوی سے نکاح کرسکتا ہے کیونکہ بھتیجا اور بھانجا بیٹوں کے حکم میں نہیں ہے۔ یہاں تعجب اس لئے ہوتا ہے کہ بھائی اور بھتیجے کی بیٹی اور بھانجے کی بیٹی سے نکاح نہیں ہوسکتا لیکن بھائی اور بھتیجوں اور بھانجوں کی بیویاں جو بچیوں کی مائیں ہیں ان سے نکاح ہوسکتا ہے چونکہ بنات الاخ اور بنات الاخت کے ساتھ نسب کی وجہ سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ مگر زوجۃ الاخ اور زوجۃ ابن الاخ اور زوجہ ابن الاخت نہ نسبی محرمات میں داخل ہیں اور نہ صہری محرمات میں داخل ہیں لہٰذا ان کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہے۔ اسی طرح منہ بولے بیٹے کی بیوی سے بھی نکاح ہوسکتا ہے۔

- چوتھا فرقہ منکوحۃ الاباء والاجداد کا ہے یعنی باپ اور دادا اور نانا آخر تک اگر یہ حضرات کسی عورت کے ساتھ نکاح کرلیں دخول ہو یا نہ ہو وہ عورت بیٹوں اور پوتوں پر حرام ہوجاتی ہے قرآنِ مجید میں ہے: لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَاۗءُ كُمْ (ترجمہ): ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن عورتوں سے تمہارے آباء نے نکاح کیا۔ لہٰذا مصاہرۃ کی وجہ سے درج بالا عورتوں کے چاروں گروپ مرد پر ہمیشہ کے لئے حرام ہیں۔

تیسری قسم زنا اور شہوت کے ساتھ لمس اور شہوت کے ساتھ دیکھنے سے حرام ہونے والی عورتوں کی ہے۔ زنا سے مراد حرام اور ناجائز مباشرت ہے اور شہوت جس سے حرمت ثابت ہوتی ہے، سے مراد نوجوان مرد کے لئے آلہ مردانگی کا انتشار اور کھڑے ہوجانا اور اگر پہلے سے انتشار موجود ہو تو اس میں زیادتی آجانا اور بوڑھے مرد اور عورت میں شہوت محرمہ سے مراد طبیعت میں ہیجان آجانا ہے۔

- ہمارے امام سیدنا ابوحنیفہؒ کے نزدیک جس طرح جائز وطی اور لمس سے

اپنے بھتیجے کی بیوی سے اور ماموں اپنے بھانجے کی بیوی سے نکاح کرسکتا ہے کیونکہ بھتیجا اور بھانجا بیٹوں کے حکم میں نہیں ہے۔ یہاں تعجب اس لئے ہوتا ہے کہ بھائی اور بھتیجے کی بیٹی اور بھانجے کی بیٹی سے نکاح نہیں ہوسکتا لیکن بھائی اور بھتیجوں اور بھانجوں کی بیویاں جو بچیوں کی مائیں ہیں ان سے نکاح ہوسکتا ہے چونکہ بنات الاخ اور بنات الاخت کے ساتھ نسب کی وجہ سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ مگر زوجۃ الاخ اور زوجۃ ابن الاخ اور زوجہ ابن الاخت نہ نسبی محرمات میں داخل ہیں اور نہ صہری محرمات میں داخل ہیں لہٰذا ان کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہے۔ اسی طرح منہ بولے بیٹے کی بیوی سے بھی نکاح ہوسکتا ہے۔

● چوتھا فرقہ منکوحۃ الاباء والاجداد کا ہے یعنی باپ اور دادا اور نانا آخر تک اگر یہ حضرات کسی عورت کے ساتھ نکاح کرلیں دخول ہو یا نہ ہو وہ عورت بیٹوں اور پوتوں پر حرام ہو جاتی ہے قرآنِ مجید میں ہے: لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآءُ كُمْ (ترجمہ): ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن عورتوں سے تمہارے آباء نے نکاح کیا۔ لہٰذا مصاہرۃ کی وجہ سے درج بالا عورتوں کے چاروں گروپ مرد پر ہمیشہ کے لئے حرام ہیں۔

تیسری قسم زنا اور شہوت کے ساتھ لمس اور شہوت کے ساتھ دیکھنے سے حرام ہونے والی عورتوں کی ہے۔ زنا سے مراد حرام اور ناجائز مباشرت ہے اور شہوت جس سے حرمت ثابت ہوتی ہے، سے مراد نوجوان مرد کے لئے آلہ مردانگی کا انتشار اور کھڑے ہوجانا اور اگر پہلے سے انتشار موجود ہو تو اس میں زیادتی آجانا اور بوڑھے مرد اور عورت میں شہوت محرمہ سے مراد طبیعت میں ہیجان آجانا ہے۔

● ہمارے امام سیدنا ابوحنیفہؒ کے نزدیک جس طرح جائز وطی اور لمس سے

حرمت مصاہرۃ ثابت ہوتی ہے اسی طرح ناجائز وطی اور لمس سے بھی حرمت مصاہرۃ ثابت ہوجاتی ہے۔

● زنا کی وجہ سے حرمت کیے چار فرقے ہیں۔ زانی کے اُصول اور فروع مزنیہ پر اور مزنیہ کے اصول اور فروع زانی پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتے ہیں اور شہوت سے لمس اور چومنا زنا کی طرح ہے یعنی جس طرح زنا کرنے سے مزنیہ کے اصول اور فروع زانی پر ابدی حرام ہو جاتے ہیں۔ اور مزینہ پر زانی کے اصول اور فروع ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتے ہیں اسی طرح بغیر حائل کے شہوت کے ساتھ ممسوسۃ اور چھوئی ہوئی عورت کے اصول اور فروع چھونے والے پر اور چھونے اور لمس والے شخص کے اصول وفروع ملموسہ پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتے ہیں۔ حائل سے مراد موٹی تہہ والا کپڑا یا کوئی دوسری چیز کا درمیان میں ہونا، جس کی وجہ سے چھونے والے آدمی کے جسم یا ہاتھ کی حرارت ممسوسہ کے بدن نہ پہنچے اگر لامس اور ملموسہ کے اجسام پر باریک کپڑا ہو جو ایک جسم کی حرارت دوسرے جسم تک پہنچ جانے سے مانع نہ ہو یا بالکل کپڑا نہ ہو اور لمس شہوت کے ساتھ ہو تو زنا اور دخول کی طرح لمس سے بھی حرمات اربعہ یعنی ہر ایک کے اصول اور فروع دوسرے پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائیں گے اور نکاح منعقد نہیں ہوگا بلکہ فاسد ہوگا۔ یہ اس صورت میں ہے کہ حرمت کا باعث لمس وغیرہ نکاح سے پہلے ہو اور اگر پہلے نکاح ہوگیا تھا تو حرمت مصاہرۃ کی وجہ سے عورت اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی لیکن نکاح قائم رہے گا۔ درمختار میں ہے: **وبحرمة المصاهرة لا ترتفع النكاح** ۔ یعنی حرمت مصاہرۃ سے نکاح مرفوع نہیں ہوتا۔ نکاح کے رفع کیلئے قاضی کی تفریق یا طلاق کا لفظ یا ترک کا لفظ کہنا ضروری ہوتا ہے۔ شوہر کہے گا میں نے بیوی کو چھوڑ دیا ہے تو

بیوی عدت کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکے گی ورنہ دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکے گی اور ترک اور طلاق وغیرہ کے لفظ بولنے سے پہلے بیوی کیساتھ ہمبستری حرام ہوگی لیکن زنا نہیں ہوگا اور نسب ثابت ہو جائے گا۔ حرمت مصاہرۃ سے بیوی کے حرام ہو جانے کی مثال ایسی ہے جس طرح حالت حیض اور ظہار کے کفارۃ سے پہلے بیوی شوہر پر حرام ہو جاتی ہے حالانکہ نکاح قائم ہوتا ہے۔ حالت حیض میں وطی حرام ہوتی ہے اور مظاہر پر وطی اور لمس کفارہ کے ادا کرنے تک حرام ہو جاتے ہیں اسی طرح احرام کی حالت یا روزے کی حالت میں وطی اور لمس حرام ہو جاتے ہیں حالانکہ نکاح قائم ہوتا ہے۔

فروع متفرق مسائل صہریہ:

- مسئلہ اگر بالغ بیٹے کا ماں نے ہونٹوں کا بوسہ لیا یا بالغ بیٹے نے ماں کے ہونٹوں کا بوسہ لیا تو وہ ماں اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی کیونکہ ہونٹوں پر بوسہ لینے میں اصل اور شہوت معتبر ہوتی ہے اگر بیٹا یا ماں شہوت نہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو ان کی تصدیق اس وقت کی جائیگی جب حال یا کوئی دوسرا امر شہوت نہ ہونے پر قرینہ اور دلیل ہو۔
- اگر کوئی داماد اپنی ساس کے جسم کے کسی نازک حصہ کا یا منہ کا بوسہ لیتا ہے تو اس کی بیوی اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی۔ مگر یہ کہ جب شہوت نہ ہونے کی کوئی دلیل موجود ہو اس طرح اگر ساس اپنے داماد کے ہونٹوں کا بوسہ لیتی ہے اور شہوت نہ ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے تو اس کی بیٹی اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی۔ کیونکہ منہ پر خصوصاً ہونٹوں کا بوسے لینے سے شہوت اصل ہے اور عدم شہوت خلاف اصل ہے اس لئے بوسہ میں شہوت پر دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ عدم

بیوی عدت کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکے گی ورنہ دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکے گی اور ترک اور طلاق وغیرہ کے لفظ بولنے سے پہلے بیوی کیساتھ ہمبستری حرام ہوگی لیکن زنا نہیں ہوگا اور نسب ثابت ہو جائے گا۔ حرمت مصاہرۃ سے بیوی کے حرام ہو جانے کی مثال ایسی ہے جس طرح حالت حیض اور ظہار کے کفارۃ سے پہلے بیوی شوہر پر حرام ہو جاتی ہے حالانکہ نکاح قائم ہوتا ہے۔ حالت حیض میں وطی حرام ہوتی ہے اور مظاہر پر وطی اور لمس کفارہ کے ادا کرنے تک حرام ہو جاتے ہیں اسی طرح احرام کی حالت یا روزے کی حالت میں وطی اور لمس حرام ہو جاتے ہیں حالانکہ نکاح قائم ہوتا ہے۔

فروع متفرق مسائل صہریہ:

● مسئلہ اگر بالغ بیٹے کا ماں نے ہونٹوں کا بوسہ لیا یا بالغ بیٹے نے ماں کے ہونٹوں کا بوسہ لیا تو وہ ماں اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی کیونکہ ہونٹوں پر بوسہ لینے میں اصل اور شہوت معتبر ہوتی ہے اگر بیٹا یا ماں شہوت نہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو ان کی تصدیق اس وقت کی جائیگی جب حال یا کوئی دوسرا امر شہوت نہ ہونے پر قرینہ اور دلیل ہو۔

● اگر کوئی داماد اپنی ساس کے جسم کے کسی نازک حصہ کا یا منہ کا بوسہ لیتا ہے تو اس کی بیوی اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی۔ مگر یہ کہ جب شہوت نہ ہونے کی کوئی دلیل موجود ہو اس طرح اگر ساس اپنے داماد کے ہونٹوں کا بوسہ لیتی ہے اور شہوت نہ ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے تو اس کی بیٹی اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی۔ کیونکہ منہ پر خصوصاً ہونٹوں کا بوسے لینے سے شہوت اصل ہے اور عدم شہوت خلاف اصل ہے اس لئے بوسہ میں شہوت پر دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ عدم

شہوت پر دلیل ہونی چاہئے۔

● موجودہ دور میں پاکستانی لوگوں میں کم اور عرب ریاستوں میں زیادہ یہودی و نصاریٰ کی تقلید میں خواتین وحضرات خوشی وغمی اور عیدین کے ایام میں خصوصاً ملاقات کے وقت ایک دوسرے کے رخساروں کا بوسہ لیتے ہیں اسی رواج کی وجہ سے سسر اور بہو اور داماد اور ساس بھی ایک دوسرے کا بوسہ لینا خصوصاً ساس کا داماد کا بوسہ لینا لازمی رسم سمجھا جاتا ہے، اگر ساس اور داماد کے بوسہ کے لین دین میں کسی ایک فریق کا بوسہ شہوت کی وجہ سے ہوا تو داماد کی بیوی اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی اور اگر سسر اپنی بہو کا یا بہو اپنے سسر کا شہوت سے بوسہ لے گی تو بہو اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی۔ مگر یہ کہ دونوں بوسہ لیتے وقت شہوت سے خالی ہوں تو حرمت ثابت نہیں ہوگی۔ کیونکہ بہو ممسوسۃ الاب ہونے کی وجہ سے بیٹے کے لئے حرام ہو جائے گی اور ساس داماد کی ممسوسۃ ہونے کی وجہ سے داماد کے لئے مدخولہ کی طرح ہوگی اور اس کی بیٹی جو کہ داماد کی بیوی ہے بنت الزوجہ کی طرح ہوگی اس لئے ساس کی بیٹی خود لامس داماد کی اپنی بیٹی کی طرح ہوگی اور داماد پر حرام ہو جائے گی۔ ممسوسہ کے اصول اور فروع ماس پر حرام ہوتے ہیں اس لئے احتیاط یہ ہے کہ بوسہ لینے دینے کے رواج پر عمل نہ کیا جائے۔

● معانقہ اور گلے لگانے میں بھی شہوت اصل ہے اور عدم شہوت خلاف اصل ہے لہٰذا معانقہ کے احکام بوسہ کی طرح ہوں گے۔

● ننگے بدن کو چھونے میں شہوت کا نہ ہونا اصل ہے اور شہوت خلاف اصل ہے اس لئے شہوت کے لئے قرائن کی ضرورت ہوگی بہرصورت شہوت کے ساتھ چھونے سے بھی حرمت مصاہرۃ ثابت ہو جائے گی۔

- حرمت مصاہرۃ کے احکام میں لمس اور بوسہ اور معانقہ میں قصد اور نسیان اور خطاء اور اکراہ حرمت نکاح میں سب برابر ہیں۔ مثلاً شوہر نے بیوی کو اپنی حاجت کے لئے جگایا یا بیوی نے شوہر کو مباشرت کے لئے جگایا بلا ارادہ شوہر کا ہاتھ اپنی بالغہ بیٹی کے عریاں جسم پر لگ گیا یا بیوی شہوت کی حالت میں شوہر کو جگانے کے لئے اُٹھی تا کہ مباشرت کرے لیکن اس کا ہاتھ بالغ بیٹے کے عریاں جسم پر لگ گیا اگر چہ بغیر ارادہ کے یا ہاتھ تو ارادہ سے لگایا لیکن غلط فہمی ہوئی کہ باپ نے سمجھا کہ میری بیوی ہے حالانکہ اس رات بیوی کی جگہ بیٹی سوئی ہوئی تھی یا شوہر کے بیڈ پر بیٹا سویا ہوا تھا ماں نے سمجھا یہ میرا شوہر ہے حالانکہ وہ بیٹا تھا یا بیٹے نے گمان کیا میری بیوی ہے حالانکہ وہ اس کی ماں تھی یا بیٹی نے گمان کیا میرا شوہر سو رہا ہے حالانکہ وہ اس کا باپ تھا ان سب صورتوں میں حرمت مصاہرہ ثابت ہو جائے گی۔ (درمختار)
- موجودہ دور میں مائیں اپنے جوان بیٹوں کے ساتھ پلنگ پر سو جاتی ہیں اور لاڈلی جوان بیٹیاں اپنے باپ کے ساتھ سو جاتی ہیں اگر فریقین سے کسی ایک میں شہوت پیدا ہوگئی تو ماں اپنے شوہر کے لئے ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی۔ اس لئے جوان بیٹوں سے ماں اور جوان بیٹیوں سے باپ بوسہ لینے اور معانقہ کرنے اور ایک بیڈ پر سونے میں اجتناب کریں۔
- اگر کسی آدمی سے کہا گیا کہ تو نے اپنی ساس کے ساتھ کیا کیا اس نے کہا میں نے ساس کے ساتھ زنا کیا ہے تو اس کی بیوی اس پر قضاءً حرام ہو جائے گی اگر چہ بعد میں کہتا رہے میں نے مزاح کیا تھا اور جھوٹ بولا تھا اس کی بات نہیں سنی جائے گی اور اگر کسی شخص نے کہا فلانہ عورت میری رضاعی ماں ہے پھر کہتا ہے

● حرمت مصاہرۃ کے احکام میں لمس اور بوسہ اور معانقہ میں قصد اور نسیان اور خطاء اور اکراہ حرمت نکاح میں سب برابر ہیں۔ مثلاً شوہر نے بیوی کو اپنی حاجت کے لئے جگایا یا بیوی نے شوہر کو مباشرت کے لئے جگایا بلا ارادہ شوہر کا ہاتھ اپنی بالغہ بیٹی کے عریاں جسم پر لگ گیا یا بیوی شہوت کی حالت میں شوہر کو جگانے کے لئے اُٹھی تا کہ مباشرت کرے لیکن اس کا ہاتھ بالغ بیٹے کے عریاں جسم پر لگ گیا اگرچہ بغیر ارادہ کے یا ہاتھ تو ارادہ سے لگایا لیکن غلط فہمی ہوئی کہ باپ نے سمجھا کہ میری بیوی ہے حالانکہ اس رات بیوی کی جگہ بیٹی سوئی ہوئی تھی یا شوہر کے بیڈ پر بیٹا سویا ہوا تھا ماں نے سمجھا یہ میرا شوہر ہے حالانکہ وہ بیٹا تھا یا بیٹے نے گمان کیا میری بیوی ہے حالانکہ وہ اس کی ماں تھی یا بیٹی نے گمان کیا میرا شوہر سو رہا ہے حالانکہ وہ اس کا باپ تھا ان سب صورتوں میں حرمت مصاہرہ ثابت ہو جائے گی۔ (درمختار)

● موجودہ دور میں مائیں اپنے جوان بیٹوں کے ساتھ پلنگ پر سو جاتی ہیں اور لاڈلی جوان بیٹیاں اپنے باپ کے ساتھ سو جاتی ہیں اگر فریقین سے کسی ایک میں شہوت پیدا ہوگئی تو ماں اپنے شوہر کے لئے ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی۔ اس لئے جوان بیٹوں سے ماں اور جوان بیٹیوں سے باپ بوسہ لینے اور معانقہ کرنے اور ایک بیڈ پر سونے میں اجتناب کریں۔

● اگر کسی آدمی سے کہا گیا کہ تو نے اپنی ساس کے ساتھ کیا کیا اس نے کہا میں نے ساس کے ساتھ زنا کیا ہے تو اس کی بیوی اس پر قضاءً حرام ہو جائے گی اگرچہ بعد میں کہتا رہے میں نے مزاح کیا تھا اور جھوٹ بولا تھا اس کی بات نہیں سنی جائے گی اور اگر کسی شخص نے کہا فلانہ عورت میری رضاعی ماں ہے پھر کہتا ہے

میں نے جھوٹ بولا تھا اور اس کے ساتھ نکاح کر لیتا ہے تو یہ جائز ہے چونکہ زنا کے اقرار میں اس نے اپنے فعل کی خبر دی تھی اس لئے اس کا رجوع کرنا غیر معتبر ہوگا۔ اور رضاع میں اس شخص نے دوسرے کے فعل کی خبر دی کہ فلانہ نے مجھے دودھ پلایا اس لئے اس میں رجوع معتبر ہے۔ (بحرالرائق)

● مثلاً جوان بیٹا اور ماں دونوں نیند کی حالت میں ہوں بیٹے کا آلہ ماں کو چھونے سے منتشر ہو جائے اور اپنے ماں کے ننگے جسم کو انتشار کی حالت میں چھوئے تو ماں شوہر پر حرام ہو جائے گی اور اگر ماں کو بیٹے کے چھونے سے شہوت پیدا ہو جائے تو بھی ماں شوہر پر حرام ہو جائے گی اور اگر چھوتے وقت دونوں شہوت سے ہوں تو بطریق اولیٰ حرمت ثابت ہو جائے گی۔

● اگر جاگنے والا بغیر شہوت کے ہو اور نیند والا شہوت کے ساتھ یا اس کا بالعکس تو بھی حرمت مصاہرۃ ثابت ہو جائے گی اسی طرح اگر دونوں نیند کی حالت میں ایک دوسرے کے بدن کے ملنے سے شہوت سے ہوں تو بھی حرمت ثابت ہو جائے گی۔ مگر شرط یہ ہے کہ نیند والے کی شہوت دوسرے فریق پر واقع ہو اور اس کی شہوت لمس کی وجہ سے پیدا ہو اگر جاگنے والے کو لمس کے وقت شہوت نہیں تھی جب اس نے بیٹی کو جگایا اور اس کے گرم جسم پر ہاتھ لگایا اس پر بیٹی کو شہوت آ گئی یا ماں نے جوان بیٹے کو اسکول کے لئے جگایا اور اس میں شہوت نہیں تھی لیکن بیٹے کو چھونے سے بیٹے کو شہوت ہوگئی تو ماں اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی اور اگر نیند والے فریق کو پہلے ہی شہوت چڑھی ہوئی تھی مثلاً بیٹے کا آلہ منتشر تھا اور ماں نے اس کو ہاتھ لگایا تو حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی اور یہی حکم جاگنے والے کے لئے ہے۔ شامی میں ہے حرمت مصاہرۃ کے لئے شرط ہے کہ شہوت ملموس پر واقع

ہوا اگر لمس کے بعد شہوت پیدا ہو جائے یا پہلے سے شہوت موجود تو حرمت مصاہرہ ثابت نہیں ہوگی۔

- اگر کسی ماں کا بیٹا مفلوج ہے اور ماں اُسے استنجا کراتی ہے اس بیٹے کا آلہ تولید منتشر رہتا ہے اسی حالت میں ماں اس کو استنجا کراتی ہے اور اس کے منتشر ذکر کو چھوتی ہے اگر وہ بچہ نابالغ ہے اور مراہق (بارہ سال کا) بھی نہیں تو ماں اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوگی کیونکہ غیر مراہق نابالغ بچے کی شہوت کا اعتبار نہیں ہوتا، بالفرض ماں کو لمس کے وقت شہوت بھی ہو تو بھی حرمت ثابت نہیں ہوگی۔ جس طرح غیر مشتہاۃ نو سال سے کم عمر لڑکی کو چھونے بلکہ دخول سے بھی حرمت ثابت نہیں ہوتی اسی طرح غیر مشتہاۃ لڑکے کو شہوت کے ساتھ چھونے سے حرمت ثابت نہیں ہوئی۔ اس لئے ہمارے علماء نے فرمایا اگر ایک شخص نے غیر مشتہاۃ آٹھ سالہ لڑکی کے ساتھ نکاح کیا اور اس سے وطی کی پھر طلاق دے دی اس لڑکی نے بالغ ہونے کے بعد دوسرے آدمی سے نکاح کیا اس کی بیٹی پیدا ہوئی تو نابالغہ مدخولہ لڑکی کا پہلا شوہر اپنی سابقہ بیوی کی دوسرے شوہر سے ہونے والی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے کیونکہ حالت صغر میں وطی کا اعتبار نہیں ہوتا گویا اس شخص نے صرف نکاح کیا تھا وطی نہیں کی تھی اس لئے اس کے سابق شوہر کا اس عورت کی بیٹی سے نکاح جائز ہوگا۔ لیکن اس عورت کی ماں سے نکاح جائز نہیں ہوگا کیونکہ بیوی کی ماں تو فقط نکاح ہو جانے سے حرام ہو جاتی ہے۔

- اور اگر لڑکا مراہق ہے یا بالغ ہے اور ماں کے استنجاء کرانے کے وقت ہاتھ لگنے سے انتشار ہوا یا پہلے انتشار تھا پھر زیادہ ہو گیا تو بیوی اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی۔ اس لئے ضرورت کے وقت ہاتھوں پر چمڑے کے دستانے

ہوا اگر لمس کے بعد شہوت پیدا ہو جائے یا پہلے سے شہوت موجود تو حرمت مصاہرہ ثابت نہیں ہوگی۔

● اگر کسی ماں کا بیٹا مفلوج ہے اور ماں اُسے استنجا کراتی ہے اس بیٹے کا آلہ تولید منتشر رہتا ہے اسی حالت میں ماں اس کو استنجا کراتی ہے اور اس کے منتشر ذکر کو چھوتی ہے اگر وہ بچہ نابالغ ہے اور مراہق (بارہ سال کا) بھی نہیں تو ماں اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوگی کیونکہ غیر مراہق نابالغ بچے کی شہوت کا اعتبار نہیں ہوتا، بالفرض ماں کو لمس کے وقت شہوت بھی ہو تو بھی حرمت ثابت نہیں ہوگی۔ جس طرح غیر مشتہاۃ نو سال سے کم عمر لڑکی کو چھونے بلکہ دخول سے بھی حرمت ثابت نہیں ہوتی اسی طرح غیر مشتہاۃ لڑکے کو شہوت کے ساتھ چھونے سے حرمت ثابت نہیں ہوئی۔ اس لئے ہمارے علماء نے فرمایا اگر ایک شخص نے غیر مشتہاۃ آٹھ سالہ لڑکی کے ساتھ نکاح کیا اور اس سے وطی کی پھر طلاق دے دی اس لڑکی نے بالغ ہونے کے بعد دوسرے آدمی سے نکاح کیا اس کی بیٹی پیدا ہوئی تو نابالغہ مدخولہ لڑکی کا پہلا شوہر اپنی سابقہ بیوی کی دوسرے شوہر سے ہونے والی بیٹی سے نکاح کرسکتا ہے کیونکہ حالت صغر میں وطی کا اعتبار نہیں ہوتا گویا اس شخص نے صرف نکاح کیا تھا وطی نہیں کی تھی اس لئے اس کے سابق شوہر کا اس عورت کی بیٹی سے نکاح جائز ہوگا۔ لیکن اس عورت کی ماں سے نکاح جائز نہیں ہوگا کیونکہ بیوی کی ماں تو فقط نکاح ہو جانے سے حرام ہو جاتی ہے۔

● اور اگر لڑکا مراہق ہے یا بالغ ہے اور ماں کے استنجاء کرانے کے وقت ہاتھ لگنے سے انتشار ہوا یا پہلے انتشار تھا پھر زیادہ ہوگیا تو بیوی اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی۔ اس لئے ضرورت کے وقت ہاتھوں پر چمڑے کے دستانے

چڑھا لئے جائیں۔ ورنہ حرمت مصاہرۃ واقع ہو سکتی ہے۔

● اگر بالغہ لڑکی ڈر گئی اور ننگے بدن کے ساتھ باپ کے بستر میں داخل ہو گئی ننگے جسم کے مس ہونے پر باپ کا آلہ منتشر ہوگیا تو اس کی ماں باپ پر حرام ہو جائے گی۔ (درمختار)

فائدہ: حرمت مصاہرۃ میں مراہق لڑکی اور لڑکے کا حکم بالغ کا ہوتا ہے نو سال کی لڑکی اور بارہ سال کا لڑکا مراہق ہوتا ہے۔ اگر پندرہ سال تک لڑکے اور لڑکی کو انزال نہیں ہوا یا لڑکی کو حیض نہیں آیا یا حمل نہیں ٹھہرا، تو پندرہ سال تک دونوں مراہق ہوں گے اور پندرہ سال کے بعد دونوں بالغ شمار ہوں گے اگرچہ انزال نہ ہو اور لڑکی کو حیض نہ آئے۔

● اگر کسی آدمی کی بیوی دعویٰ کرتی ہے کہ تو نے میری ماں یا میری بیٹی کا بوسہ لیا ہے یا شہوت کے ساتھ چھوا ہے اور شوہر انکار کرتا ہے یا دعویٰ کرتی ہے کہ میں نے اپنے بیٹے کا شہوت کے ساتھ بوسہ لیا ہے یا چھوا ہے اور شوہر انکار کرتا ہے تو شوہر کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا مگر یہ کہ حالت انتشار میں کھڑا ہوا تھا اور بیوی کی ماں یا بیٹی سے معانقہ کیا تھا یا اس کے پستانوں سے پکڑا تھا یا اس کے ہونٹوں کا بوسہ لیا تھا تو قرائن کی وجہ سے عورت کی تصدیق کی جائے گی۔

● شہوت کا ہونا مشتہی کے اقرار سے ثابت ہو جاتا ہے اور اگر قرائن موجود ہوں تو گواہوں سے بھی شہوت کا ہونا ثابت ہو سکتا ہے۔ مثلاً عورت کے پستانوں سے پکڑنا اور انتشار کی حالت میں عورت کا بوسہ لینا یا عورت کے ہونٹوں پر بوسہ لینا یا عورت کا مرد کے آلہ تناسل کو ہاتھ سے پکڑنا شہوت کی علامتیں اور قرائن ہیں۔

● اگر کوئی عورت کسی آدمی کے باپ یا بیٹے سے نکاح کرنا چاہتی ہے لیکن

وہ آدمی کہتا ہے کہ میں نے اس عورت سے مباشرت کی ہے یا شہوت کے ساتھ اس عورت کو چھوا ہے اور عورت انکار کرتی ہے اگر گواہ نہیں ہیں تو وہ عورت مدعی کے باپ یا بیٹے کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے اور اگر اس آدمی کا باپ یا بیٹا اس آدمی کی تصدیق کرتے ہیں تو نکاح جائز نہیں۔ (فتح القدیر) کیونکہ کسی شخص کا اقرار اپنے حق میں تو معتبر ہوتا ہے لیکن دوسرے کے حق میں تب معتبر ہوتا ہے کہ دوسرا آدمی اقرار کرنے والے کی تصدیق کرے۔

- ہمارے دوستوں میں سے بعض کے ساتھ عجیب واقعات ہوئے جن کا ذکر مسائل کے فہم میں انشاء اللہ فائدہ دے گا۔

ایک دوست کا بیٹا مفلوج تھا اس کی ماں اس کا پانی سے استنجاء کراتی رہی لیکن حالت صغر میں بھی استنجا کے وقت اس لڑکے کا آلہ منتشر رہتا تھا جب وہ لڑکا مراہق ہونے لگا بارہ سال کا ہونے لگا تو بھی ماں اُسے استنجاء کراتی تھی اور اس کا آلہ منتشر ہوتا تھا اچانک ایک دن اس خاتون نے اپنے شوہر سے ذکر کیا تو اس دوست نے مجھ سے مسئلہ پوچھا میں نے اسے بتایا کہ بیٹے کے مراہق ہونے اور بارہ سال کا ہو جانے کے بعد اگر آپ کی بیوی کو اپنے بیٹے کی شرمگاہ چھوتے وقت شہوت آ گئی یا بیٹے کا انتشار ماں کے چھونے سے پیدا ہو گیا یا پہلے انتشار تھا لیکن مس کرتے وقت زیادہ ہو گیا تو آپ کی بیوی آپ پر حرام ہو جائے گی اور مذکورہ تینوں صورتیں نہ ہوں تو بیوی حرام نہیں ہوگی چونکہ ابتلاء تھا ہم نے انہیں تجویز دی کہ آپ کی بیوی چمڑے یا ریگزین کے دستانے پہن کر بیٹے کو اگر استنجا کرائے گی تو مس کے وقت شہوت کے ہونے سے بھی حرمت ثابت نہیں ہوگی چنانچہ انہوں نے دستانے استعمال کرنا شروع کر دیئے۔ چونکہ لڑکے کا والد دفتر میں چلا جاتا تھا تو

وہ آدمی کہتا ہے کہ میں نے اس عورت سے مباشرت کی ہے یا شہوت کے ساتھ اس عورت کو چھوا ہے اور عورت انکار کرتی ہے اگر گواہ نہیں ہیں تو وہ عورت مدعی کے باپ یا بیٹے کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے اور اگر اس آدمی کا باپ یا بیٹا اس آدمی کی تصدیق کرتے ہیں تو نکاح جائز نہیں۔ (فتح القدیر) کیونکہ کسی شخص کا اقرار اپنے حق میں تو معتبر ہوتا ہے لیکن دوسرے کے حق میں تب معتبر ہوتا ہے کہ دوسرا آدمی اقرار کرنے والے کی تصدیق کرے۔

● ہمارے دوستوں میں سے بعض کے ساتھ عجیب واقعات ہوئے جن کا ذکر مسائل کے فہم میں انشاء اللہ فائدہ دے گا۔

ایک دوست کا بیٹا مفلوج تھا اس کی ماں اس کا پانی سے استنجاء کراتی رہی لیکن حالت صغر میں بھی استنجا کے وقت اس لڑکے کا آلہ منتشر رہتا تھا جب وہ لڑکا مراہق ہونے لگا بارہ سال کا ہونے لگا تو بھی ماں اُسے استنجاء کراتی تھی اور اس کا آلہ منتشر ہوتا تھا اچانک ایک دن اس خاتون نے اپنے شوہر سے ذکر کیا تو اس دوست نے مجھ سے مسئلہ پوچھا میں نے اسے بتایا کہ بیٹے کے مراہق ہونے اور بارہ سال کا ہو جانے کے بعد اگر آپ کی بیوی کو اپنے بیٹے کی شرمگاہ چھوتے وقت شہوت آ گئی یا بیٹے کا انتشار ماں کے چھونے سے پیدا ہو گیا یا پہلے انتشار تھا لیکن مس کرتے وقت زیادہ ہو گیا تو آپ کی بیوی آپ پر حرام ہو جائے گی اور مذکورہ تینوں صورتیں نہ ہوں تو بیوی حرام نہیں ہو گی چونکہ ابتلاء تھا ہم نے انہیں تجویز دی کہ آپ کی بیوی چمڑے یا ریگزین کے دستانے پہن کر بیٹے کو اگر استنجا کرائے گی تو مس کے وقت شہوت کے ہونے سے بھی حرمت ثابت نہیں ہوگی چنانچہ انہوں نے دستانے استعمال کرنا شروع کر دیئے۔ چونکہ لڑکے کا والد دفتر میں چلا جاتا تھا تو

استنجاء وغیرہ ماں ہی کراتی تھی۔

آج کل بعض گھروں میں فالج زدہ ماں اور باپ اور ساس و سسر کی خدمت ان کی اطاعت گزار بیٹا یا بہو یا داماد اور بیٹی کرتے ہیں، روزانہ متعدد مرتبہ ان کی نجاست ان کے بدن سے صاف کرتے ہیں اگر ماں کی خدمت بیٹا کر رہا ہے تو اس کو پلاسٹک کے یا چمڑے کے موٹے دستانے استعمال کرنا چاہئے کیونکہ بیٹے کے ماں کا استنجاء کے وقت مخصوص اعضاء چھونے میں شہوت کا قوی اندیشہ ہے اور شہوت کی صورت میں ماں اس کے باپ پر حرام ہو جائے گی اسی طرح اگر بہو سسر کے جسم کو صاف کرتی ہے تو شہوت کی صورت بہو خود اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی۔

● ہمارے پاس استفسار کے لئے ایک ایسا مسئلہ بھی پیش ہوا کہ ایک لڑکا شروع سے ماں کے ساتھ سوتا رہا بالغ ہونے کے بعد بھی اسے ماں کے کمبل میں ماں کے ساتھ سونے کی عادت تھی ایک مرتبہ انکشاف ہوا کہ نیند کی حالت میں بیٹا کبھی کبھی اپنی ماں کے کولہے کے پاٹوں میں بغیر انزال شہوت رانی کرتا تھا۔ (العیاذ باللہ) ہم نے جواب دیا اگر ایسا ہے تو لڑکے کی ماں اپنے شوہر پر حرام ہو چکی ہے۔ لہٰذا ماؤں اور بہنوں کے لئے ضروری ہے کہ جوان بیٹوں اور بھائیوں کے ساتھ نہ سوئیں۔

مسئلہ: اگر شہوت کے ساتھ عورت کو چھونے سے انزال ہو جائے تو حرمت مصاہرۃ ثابت نہیں ہوتی اور عورت کے دبر میں دخول سے بھی حرمت مصاہرۃ ثابت نہیں ہوتی کیونکہ حرمت کا سبب وہ لمس ہوتا ہے جس کا انجام ایسی وطی ہو جس سے توالد کا امکان ہو اس لئے شہوت کے ساتھ وہ مس جس کے بعد انزال ہو جائے یا مقام فرث میں انزال ہو جائے تو وطی توالد

کے امکان کا باعث نہیں ہوتی اس لئے حرمت ثابت نہیں ہوگی۔

درمختار میں ہے:

فلو انزل مع مس او نظر فلا حرمة به یفتی ۔(ابن کمال۔ کتاب النکاح)

پس اگر مس یا نظر کرنے سے انزال ہو جائے تو مفتی بہ قول پر حرمت نہیں ہوگی۔

دوسری جگہ فرمایا:

اذا کانت حیّة مشتهاةً ولو ماضیا اما غیرها یعنی المیتة وصغیره لم تشته فلا تثبت الحرمة بها اصلا کوطء دبر مطلقاً (کتاب النکاح)

یعنی مذکورہ احکام اس وقت ہوں گے جب عورت زندہ ہو اور مشتہاۃ ہو اگرچہ ماضی میں (جیسے نہایت بوڑھی) لیکن میتہ اور صغیرہ غیر مشتہاۃ میں حرمت بالکل ثابت نہیں ہوتی جیسے مقام قذر میں وطی کرنے سے انزال ہو یا نہ ہو حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

ایک جگہ فرمایا:

العبرة للشهوة عندالمس والنظر لا بعدهما۔

یعنی شہوت کا اعتبار مس اور نظر کے وقت ہونے پر ہوگا ترک مس کے بعد میں اگر شہوت پیدا ہو جائے تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا۔

● حرمت مصاہرۃ میں ایک لطیف بات یہ ہے کہ حرمت کا حکم تب ہوگا جب شہوت مس اور چھونے کے وقت ہو، لہٰذا اگر شہوت لمس اور چھونے سے فارغ

کے امکان کا باعث نہیں ہوتی اس لئے حرمت ثابت نہیں ہو گی۔

درمختار میں ہے:

فلو انزل مع مس او نظر فلا حرمة به يفتى ۔(ابن کمال۔ کتاب النکاح)

پس اگر مس یا نظر کرنے سے انزال ہو جائے تو مفتی بہ قول پر حرمت نہیں ہوگی۔

دوسری جگہ فرمایا:

اذا كانت حيّة مشتهاةً ولو ماضيا اما غيرها يعنى الميتة وصغيره لم تشته فلا تثبت الحرمة بها اصلا كوطء دبر مطلقاً (کتاب النکاح)

یعنی مذکورہ احکام اس وقت ہوں گے جب عورت زندہ ہو اور مشتہاۃ ہو اگرچہ ماضی میں (جیسے نہایت بوڑھی) لیکن میتہ اور صغیرہ غیر مشتہاۃ میں حرمت بالکل ثابت نہیں ہوتی جیسے مقام قذر میں وطی کرنے سے انزال ہو یا نہ ہو حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

ایک جگہ فرمایا:

العبرة للشهوة عندالمس والنظر لا بعدهما۔

یعنی شہوت کا اعتبار مس اور نظر کے وقت ہونے پر ہوگا ترک مس کے بعد میں اگر شہوت پیدا ہو جائے تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا۔

● حرمت مصاہرة میں ایک لطیف بات یہ ہے کہ حرمت کا حکم تب ہوگا جب شہوت مس اور چھونے کے وقت ہو، لہٰذا اگر شہوت لمس اور چھونے سے فارغ

ہونے کے بعد وجود میں آئی تو حرمت مصاہرہ ثابت نہیں ہوگی۔اور دوسری شرط یہ ہے کہ شہوت کا وقوع ممسوسۃ پر ہوا گر شہوت ممسوسۃ کے غیر پر واقع ہوئی تو ممسوسۃ کے لمس کرنے میں حرمت ثابت نہیں ہوگی مثلاً بیٹی کے ستر کو بغیر شہوت کے دیکھا پھر کسی دوسرے کی لڑکی کو طلب کیا۔اور اُسے شہوت ہوگئی تو اس شخص پر بیوی حرام نہیں ہوگی اور اگر شہوت اپنی بیٹی کے ستر کو دیکھنے سے وجود میں آئی تو بیوی کی حرمت ثابت ہو جائے گی۔(شامی کتاب النکاح)

یہ امر بھی تعجب انگیز ہے کہ حرمت مصاہرہ کے مسائل میں نہایت شدت ہے یہ کہ اگر نظر اور لمس شہوت کے ساتھ صرف ایک فریق کی جانب سے ہو خطاءً بلا ارادہ ہو یا بالارادہ جبر اور اکراہ کے ساتھ ہو یا نسیان کی حالت میں مراہق غیر بالغ کا لمس ہو یا بالغ کا شہوت سے اندام نہانی کو دیکھنا ہو یا بالغ مجنون اور بالکل پاگل چھوئے یا عقلمند حالت سکر اور نشہ میں لمس ونظر ہو یا حالت صحو اور ہوش و ہواس میں سب صورتوں میں حرمت ثابت ہو جاتی ہے حالانکہ مجنون اور سکران کو علم ہی نہیں ہوتا اور نابالغ مراہق اور مجنون غیر مکلّف ہوتے ہیں لیکن حرمت مصاہرہ کے احکام ان پر بھی جاری ہوتے ہیں۔

درمختار میں ہے:

وتكفى الشهوة من احدهما و مراهق ومجنون وسكران كبالغ (بزازيه) وفى القنية قبّل السكران بنته تحرم الام۔

یعنی شہوت کا ہونا صرف ایک فریق کی جانب سے حرمت کے لئے کافی ہے اور مراہق اور مجنون اور سکران بالغ کی طرح ہیں اور قنیہ میں ہے نشائی اور سکران نے اپنی بیٹی کا بوسہ لیا تو بیٹی کی ماں نشائی پر حرام

ہو جائے گی۔

ایک جگہ فرمایا:

لا فرق فیما ذکر بین اللمس والنظر بشھوۃ بین عمد و نسیان وخطاء و اکراہ (کتاب النکاح)

یعنی تحریم کے احکام میں شہوت کے ساتھ لمس اور نظر میں عمد اور خطا اور نسیان اور اکراہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔

مذکورہ کتابوں کی عبارات میں اگرچہ نوم اور سونے کی حالت کا ذکر نہیں ہے لیکن معلوم ہوتا ہے حالت نوم میں بھی شہوانی لمس سے حرمت ثابت ہو جائے گی۔ کیونکہ عالمگیری میں ہے:

لا فرق فی ثبوت الحرمۃ بالمس بین کونہ عامدا او ناسیا او مخطئًا کذا فی فتح القدیر او نائما ھکذا فی معراج الدرایۃ۔

ثبوت حرمت کے لئے عمد اور نسیان اور خطا سے مس کرنے میں فرق نہیں ہے۔ اسی طرح فتح القدیر میں ہے اور معراج الدرایہ میں ہے اور نیند میں بھی۔

سالی کے ساتھ جنسی تعلقات کے مسائل:

وفی الخلاصۃ وطی اخت امرء تہ لا تحرم علیہ امرء تہ (درمختار)

(قولہ و فی الخلاصۃ الخ) ھذا محترز تقیید بالاصول والفروع وقولہ لا تحرم ای لا تثبت حرمۃ المصاھرۃ فالمعنی لا تحرم

ہو جائے گی۔

ایک جگہ فرمایا:

لا فرق فیما ذکر بین اللمس والنظر بشهوة بین عمد و نسیان وخطاء و اکراه (کتاب النکاح)

یعنی تحریم کے احکام میں شہوت کے ساتھ لمس اور نظر میں عمد اور خطا اور نسیان اور اکراہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔

مذکورہ کتابوں کی عبارات میں اگرچہ نوم اور سونے کی حالت کا ذکر نہیں ہے لیکن معلوم ہوتا ہے حالت نوم میں بھی شہوانی لمس سے حرمت ثابت ہو جائے گی۔ کیونکہ عالمگیری میں ہے:

لا فرق فی ثبوت الحرمة بالمس بین کونه عامدا او ناسیا او مخطئًا کذا فی فتح القدیر او نائما هکذا فی معراج الدراية۔

ثبوت حرمت کے لئے عمد اور نسیان اور خطا سے مس کرنے میں فرق نہیں ہے۔ اسی طرح فتح القدیر میں ہے اور معراج الدرایہ میں ہے اور نیند میں بھی۔

سالی کے ساتھ جنسی تعلقات کے مسائل:

وفی الخلاصة وطی اخت امرء ته لا تحرم علیه امرء ته (درمختار)

(قوله و فی الخلاصة الخ) هذا محترز تقیید بالاصول والفروع وقوله لا تحرم ای لا تثبت حرمة المصاهرة فالمعنی لا تحرم

حرمة مؤبدة والافتحرم الی انقضاء عدة المؤطوء ة لوبشبهة قال فی البحر لو وطی اخت امرء ته بشبهة تحرم امرء ته مالم تنقض عدة ذات الشبهة (ردالمحتار، ص ۱۰۹، جلد ۴، مکتبہ دارالباز)

اور خلاصہ میں ہے شوہر کا اپنی بیوی کی بہن کے ساتھ زوجیت کا عمل شوہر پر اس کی بیوی کو حرام نہیں کرے گا۔ (اور مصنف کا قول وفی الخلاصۃ) خلاصہ کی عبارت کا نقل کرنا اصول اور فروع کی تقیید کا احترازی فائدہ ہے اور مصنف کا قول **لاتحرم** یعنی حرمت مصاہرۃ ثابت نہیں ہوگی پس معنی یہ ہے کہ بیوی کی حرمت ابدی نہیں ہوگی۔ وگرنہ بیوی کی ہمشیرہ جس کے ساتھ شبہ کی وجہ سے شوہر نے وطی کی ہے اس کی عدت کے گزرنے تک شوہر کیلئے بیوی کے ساتھ زوجیت کا عمل حرام ہوگا اور اگر بیوی کی بہن کے ساتھ بغیر شبہ قصداً زنا کیا تو سالی پر عدت واجب نہیں ہوگی کیونکہ زنا کی عدت نہیں ہوتی۔ اس لئے بغیر شبہ زنا کی صورت میں شوہر کیلئے اپنی بیوی کے ساتھ زوجیت کا عمل سالی کی عدت تک حرام نہیں ہوگا۔ اور بحرالرائق میں ہے اگر شوہر نے بیوی کی بہن (سالی) کے ساتھ کسی شبہ کی وجہ سے زوجیت کا عمل کیا تو شوہر پر اس کی بیوی حرام ہو جائیگی جب تک موطوءتہ بالشبہ کی عدت ختم نہ ہو۔ یاد رہے سالی کے ساتھ شبہ کی وجہ سے وطی کا حکم کرنے والا نہیں ہوگا اور بغیر شبہ وطی کا حکم زنا ہوگا۔

جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں بیوی کے اصول یا فروع کے ساتھ زوجیت کا عمل کرنے سے شوہر پر بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے مگر نکاح ختم نہیں ہوتا اور متارکہ یا طلاق کے بعد نکاح بھی ختم ہو جاتا ہے مگر بیوی کی بہن (سالی) یا اس کی بیٹی یا بیوی کی خالہ یا پھوپی یا بھتیجی یا بھانجی کے ساتھ زوجیت کے عمل سے بیوی کا نکاح ختم

نہیں ہوتا۔ نکاح قائم رہتا ہے مگر شبہ اور غلط فہمی کی وجہ سے سالی اور مذکورہ عورتوں کے وطی ساتھ زنا کرنے سے بیوی شوہر پر اپنی موطوءۃ بہن یا مذکورۃ عورتوں کی عدت تک حرام ہو جاتی ہے، جب عدت ختم ہو جائے تو بیوی شوہر پر حلال ہو جاتی ہے اور اگر سالی یا مذکورہ عورتوں کے ساتھ بغیر شبہ کے شوہر جنسی تعلقات قائم کرتا ہے اور زنا کرتا ہے تو شوہر پر بیوی حرام نہیں ہوتی اور نہ مزنیہ سالی یا بیوی کی محرم عزیز رشتہ دار مزنیہ عورتوں پر عدت ہوتی ہے کیونکہ زنا کی عدت نہیں ہوتی۔

موجودہ دور کا ایک المیہ یہ بھی ہے کہ بیوی کے ساتھ اس کی بہنیں یا دیگر رشتہ دار نوجوان عورتیں شوہر کے گھر بہن کے ساتھ ہفتہ ہفتہ بلکہ بعض مرتبہ مہینوں مہینوں قیام پذیر رہتی ہیں۔ عورتیں اپنے بہنوئی کے ساتھ عمرہ اور حج اور دیگر ممالک کے تفریحی اور غیر تفریحی سفر کرتی ہیں اور بہن کے شوہر کو بھائی کے نام سے پکارتی ہیں۔ معاشرہ اور بیوی کے والدین اور عزیز و اقارب اس رواج کو عیب نہیں سمجھتے بلکہ جائز سمجھتے ہیں اور کہا جاتا ہے، ہماری بیٹی اپنی بہن اور بھائی کے ساتھ قیام پذیر ہے حتیٰ کہ بعض مرتبہ بیوی اپنے کام کیلئے گھر سے چلی جاتی ہے اور اس کے شوہر کے ساتھ اس کی بہن خلوت میں رہ کر روٹی اور پانی کا بندوبست کرتی ہے۔ اگر اس کے والدین کو کہا جائے تو وہ کہتے ہیں اپنے بھائی کے ساتھ رہنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ جب شوہر اور سالی کے درمیان باہمی بے تکلفی پیدا ہو جاتی ہے تو شوہر اپنی بیوی کی بہن (سالی) کے ساتھ بھی زنا شروع کر دیتا ہے۔ کبھی کبھی تو معاملہ اس انتہا کو پہنچ جاتا ہے کہ شوہر بیوی کو طلاق دے کر اس کی بہن سے نکاح کر لیتا ہے۔ علم ہو جانے پر پوچھا جاتا ہے، کیا شوہر کا نکاح ختم ہو گیا ہے؟ جس طرح ساس کے ساتھ زنا کرنے سے بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے کیا سالی کے ساتھ زنا کرنے سے بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی ہے؟ مسئلہ یہ ہے کہ سالی کے ساتھ زنا کرنے سے شوہر پر بیوی حرام نہیں ہوتی۔ البتہ اگر

نہیں ہوتا۔ نکاح قائم رہتا ہے مگر شبہ اور غلط فہمی کی وجہ سے سالی اور مذکورہ عورتوں کے وطی ساتھ زنا کرنے سے بیوی شوہر پر اپنی موطوءۃ بہن یا مذکورۃ عورتوں کی عدت تک حرام ہو جاتی ہے، جب عدت ختم ہو جائے تو بیوی شوہر پر حلال ہو جاتی ہے اور اگر سالی یا مذکورہ عورتوں کے ساتھ بغیر شبہ کے شوہر جنسی تعلقات قائم کرتا ہے اور زنا کرتا ہے تو شوہر پر بیوی حرام نہیں ہوتی اور نہ مزنیہ سالی یا بیوی کی محرم عزیز رشتہ دار مزنیہ عورتوں پر عدت ہوتی ہے کیونکہ زنا کی عدت نہیں ہوتی۔

موجودہ دور کا ایک المیہ یہ بھی ہے کہ بیوی کے ساتھ اس کی بہنیں یا دیگر رشتہ دار نوجوان عورتیں شوہر کے گھر بہن کے ساتھ ہفتہ ہفتہ بلکہ بعض مرتبہ مہینوں مہینوں قیام پذیر رہتی ہیں۔ عورتیں اپنے بہنوئی کے ساتھ عمرہ اور حج اور دیگر ممالک کے تفریحی اور غیر تفریحی سفر کرتی ہیں اور بہن کے شوہر کو بھائی کے نام سے پکارتی ہیں۔ معاشرہ اور بیوی کے والدین اور عزیز و اقارب اس رواج کو عیب نہیں سمجھتے بلکہ جائز سمجھتے ہیں اور کہا جاتا ہے، ہماری بیٹی اپنی بہن اور بھائی کے ساتھ قیام پذیر ہے حتیٰ کہ بعض مرتبہ بیوی اپنے کام کیلئے گھر سے چلی جاتی ہے اور اس کے شوہر کے ساتھ اس کی بہن خلوت میں رہ کر روٹی اور پانی کا بندوبست کرتی ہے۔ اگر اس کے والدین کو کہا جائے تو وہ کہتے ہیں اپنے بھائی کے ساتھ رہنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ جب شوہر اور سالی کے درمیان باہمی بے تکلفی پیدا ہو جاتی ہے تو شوہر اپنی بیوی کی بہن (سالی) کے ساتھ بھی زنا شروع کر دیتا ہے۔ کبھی کبھی تو معاملہ اس انتہا کو پہنچ جاتا ہے کہ شوہر بیوی کو طلاق دے کر اس کی بہن سے نکاح کر لیتا ہے۔ علم ہو جانے پر پوچھا جاتا ہے، کیا شوہر کا نکاح ختم ہو گیا ہے؟ جس طرح ساس کے ساتھ زنا کرنے سے بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے کیا سالی کے ساتھ زنا کرنے سے بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی ہے؟ مسئلہ یہ ہے کہ سالی کے ساتھ زنا کرنے سے شوہر پر بیوی حرام نہیں ہوتی۔ البتہ اگر

سالی کے ساتھ شبہ سے زنا ہو گیا۔ مثلاً بیوی کے بستر پر سالی لیٹ گئی اور شوہر نے سمجھا میری بیوی ہے اور زوجیت کا عمل کر لیا پھر پتہ چلا یہ سالی تھی تو ایسی صورت میں زوجیت کے عمل کا حکم زنا والا نہیں ہوگا۔ اس لئے سالی پر عدت لازم ہے۔ اگر وہ حاملہ ہو گئی ہے تو عدت وضع حمل ہے۔ اگر ذوات حیض سے ہے تو عدت تین حیض ہے اور ذوات اشہر سے ہے تو عدت تین ماہ ہے۔ جب تک سالی کی عدت ختم نہیں ہو گی شوہر کیلئے بیوی کے ساتھ مباشرت حرام ہو گی اور اگر سالی کے ساتھ بغیر شبہ کے زنا کیا تو سالی پر عدت لازم نہیں ہے اور شوہر پر بیوی حرام نہیں ہو گی۔ یہی حکم سالی کے علاوہ بیوی کی دیگر محرم خواتین کے ساتھ زنا کا حکم ہے۔ کیونکہ جس طرح نکاح میں بیوی اور بیوی کی محرم جمع نہیں ہو سکتی ہیں اسی طرح زوجیت کے عمل اور وطی میں جبکہ شبہ کی وجہ سے ہو بیوی اور اس کی محرم جمع نہیں ہو سکتی۔

● حرمت مصاہرۃ کے مسائل ہم نے قدرے تفصیل سے اس لئے ذکر کئے کہ آج کل لوگ ان مسائل میں بہت زیادہ مبتلا ہیں لہٰذا نکاح کے بندھن میں جمع ہونے والے دولہا اور دلہن کو نکاح سے پہلے خوب سوچ لینا چاہئے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ دولہا کے دلہن کی ماں کے ساتھ ناجائز تعلقات رہے ہوں یا دلہن کے دولہا کے باپ کے ساتھ ناجائز تعلقات رہے ہوں اگر ایسا ہوا ہو یا شہوت سے بوس و کنار بھی ہوا ہو تو نکاح فاسد ہوگا۔ ہمارے پاس آنے والے لوگ بتا کر جاتے ہیں کہ آج کل پہلے گھر کے بڑوں کے آپس میں ناجائز جنسی تعلقات ہوتے ہیں آپس میں دوستی ہوتی ہے پھر اپنے بچوں کے رشتے کر لیتے ہیں اگر ایسا ہوتا ہے تو نہایت افسوس ہے کہ جہالت اور دین سے عدم واقفیت کی وجہ سے بے شمار لوگ اس فتنہ میں مبتلا ہیں۔ جب بھی ہم نے کبھی جمعہ کے اجتماع میں حرمت مصاہرہ کے مسائل ذکر کئے تو لوگ حیران اور پریشان ہو گئے کیونکہ بیسیوں لوگ ایسے تھے جن

پر حرمت مصاہرہ کی وجہ سے بیویاں حرام ہو چکی تھیں۔

چوتھا فرقہ : رضاع کی وجہ سے محرمات کا چوتھا فرقہ :

رضاع کے مسائل میں ہماری کلام تین فصلوں پر مشتمل ہو گی۔

پہلی فصل رضاع کی وجہ سے محرمات کے بیان میں ہوگی اور دوسری فصل اس رضاع کی کیفیت کے بیان میں ہو گی جس کی وجہ سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔ اور تیسری فصل رضاع کے ثابت کرنے کے طریقہ میں۔

پہلی فصل :

رضاع اور دودھ پینے سے دودھ پینے والے پر وہی سات عورتیں حرام ہو جاتی ہیں جو نسب کی وجہ سے آدمی پر حرام تھیں۔ الاول ماں رضاعی پھر ماں کی ماں (نانی) اور باپ کی ماں (دادی) آخر تک ماں کے حکم میں ہوتی ہیں۔ دوم بیٹی رضاعی بیٹی کی بیٹی اور رضاعی بیٹے کی بیٹی جو حلال مباشرت سے پیدا ہو، بیٹی کی طرح حرام ہوتی ہیں۔

- حرام وطی اور زنا سے مزنیہ کی رضاعی بیٹی میں اختلاف ہے کہ زانی کی وہ بیٹی ہو گی یا نہ۔ مگر مزنیہ کی نسبی بیٹی میں احناف کا اتفاق ہے کہ وہ زانی کی بیٹی کی طرح زانی پر حرام ہوگی۔ سوم آدمی کی رضاعی بہنیں حرام ہوتی ہے۔ چہارم رضاعی پھوپھی حرام ہوتی ہے، پنجم رضاعی خالہ حرام ہوتی ہے، ششم رضاعی بھائی کی بیٹی آخر تک ہفتم رضاعی بہن کی بیٹی اور بیٹی کی بیٹی یا اس کے بیٹے کی بیٹی آخر تک آدمی پر حرام ہوتی ہے۔

مذکورہ سات رضاعی عورتیں آدمی پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوتی ہیں اور دو بیویوں کے جمع کرنے کے حوالہ سے بیوی اور اس کی رضاعی بہن یا اس کی بیٹی اور

پر حرمت مصاہرہ کی وجہ سے بیویاں حرام ہو چکی تھیں۔

چوتھا فرقہ: رضاع کی وجہ سے محرمات کا چوتھا فرقہ:

رضاع کے مسائل میں ہماری کلام تین فصلوں پر مشتمل ہوگی۔

پہلی فصل رضاع کی وجہ سے محرمات کے بیان میں ہوگی اور دوسری فصل اس رضاع کی کیفیت کے بیان میں ہوگی جس کی وجہ سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔ اور تیسری فصل رضاع کے ثابت کرنے کے طریقہ میں۔

پہلی فصل:

رضاع اور دودھ پینے سے دودھ پینے والے پر وہی سات عورتیں حرام ہو جاتی ہیں جو نسب کی وجہ سے آدمی پر حرام تھیں۔ الاول ماں رضاعی پھر ماں کی ماں (نانی) اور باپ کی ماں (دادی) آخر تک ماں کے حکم میں ہوتی ہیں۔ دوم بیٹی رضاعی بیٹی کی بیٹی اور رضاعی بیٹے کی بیٹی جو حلال مباشرت سے پیدا ہو، بیٹی کی طرح حرام ہوتی ہیں۔

● حرام وطی اور زنا سے مزنیہ کی رضاعی بیٹی میں اختلاف ہے کہ زانی کی وہ بیٹی ہوگی یا نہ۔ مگر مزنیہ کی نسبی بیٹی میں احناف کا اتفاق ہے کہ وہ زانی کی بیٹی کی طرح زانی پر حرام ہوگی۔ سوم آدمی کی رضاعی بہنیں حرام ہوتی ہے۔ چہارم رضاعی پھوپھی حرام ہوتی ہے، پنجم رضاعی خالہ حرام ہوتی ہے، ششم رضاعی بھائی کی بیٹی آخر تک ہفتم رضاعی بہن کی بیٹی اور بیٹی کی بیٹی یا اس کے بیٹے کی بیٹی آخر تک آدمی پر حرام ہوتی ہے۔

مذکورہ سات رضاعی عورتیں آدمی پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوتی ہیں اور دو بیویوں کے جمع کرنے کے حوالہ سے بیوی اور اس کی رضاعی بہن یا اس کی بیٹی اور

بیوی اور اس کی رضاعی پھوپھی اور بیوی اور اس کی رضاعی خالہ کو جمع کرنا حرام ہے۔ مگر ان کی حرمت غیر ابدی ہوتی ہے بیوی کی طلاق یا وفات کے بعد بیوی کی بہن یا پھوپھی اور خالہ کے ساتھ نکاح جائز ہوتا ہے۔ رضاع کی وجہ سے محرمات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مبارک دلیل ہے آپ کا ارشاد ہے: **یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب**۔ یعنی رضاع کی وجہ سے ہر وہ عورت حرام ہے جو نسب کی وجہ سے حرام ہے۔

مسئلہ: جس طرح دودھ پلانے والی عورت دودھ پینے والے لڑکے یا لڑکی کی ماں رضاعی بن جاتی ہے اسی طرح وہ آدمی جس کی وجہ سے مرضعۃ کا دودھ وجود میں آیا ہے وہ آدمی دودھ پینے والے بچے کا باپ رضاعی بن جاتا ہے۔ اس لئے مرضعۃ کے شوہر کا رضیعۃ (دودھ پینے والی بچی سے نکاح نہیں ہوسکتا لیکن اگر مرضعۃ کا دودھ شوہر کی وجہ سے نہیں ہے تو مرضعۃ کا شوہر رضیعۃ کا باپ نہیں بنے گا۔ مگر پھر بھی شوہر کا رضیعہ کے ساتھ مدخولہ کی رضاعی بیٹی ہونے کی وجہ سے نکاح نہیں ہو سکے گا۔ لیکن دوسری بیوی سے شوہر کے بیٹے کا نکاح مذکورہ رضیعہ لڑکی کے ساتھ جائز ہوگا۔

مسئلہ: دودھ پلانے والی ماں اور اس کے سارے رشتہ دار نسبی اور سسرالی اور رضاعی دودھ پینے والے بچے کے رشتہ دار بن جاتے ہیں۔ مرضعۃ کی اولاد رضیع کے لئے بھائی اور بہنیں بن جاتے ہیں۔ اس لئے دودھ پینے والے بچے کا رضاعی ماں کی جانب سے ہونے والے محرم رشتہ داروں کے ساتھ نکاح نہیں ہو سکے گا۔ لیکن دودھ پینے والے بچے کے رشتہ دار بھائی اور بہنیں دودھ پلانے والی ماں کے رشتہ دار نہیں بنیں گے۔ اس لئے

مرضعۃ اور ان کی اولاد کے ساتھ رضیع کے دوسرے بھائی اور بہنوں کا نکاح جائز ہوگا۔ مثلاً دودھ پینے والی لڑکی کا نکاح دودھ پلانے والی ماں اور ان کے شوہر (جس کی وجہ سے نازل دودھ لڑکی نے پیا) کی جملہ اولاد سے نہیں ہو سکے گا لیکن دودھ پینے والی لڑکی کے بھائی اور بہن دودھ پلانے والی کی اولاد کے ساتھ نکاح کر سکیں گے کیونکہ بچے کی جانب سے صرف دودھ پینے والا لڑکا اور اس کی بیوی یا دودھ پینے والی لڑکی اور اس کا شوہر اور ان کی اولادیں دودھ پلانے والی کے رشتہ دار ہو جاتے ہیں اسی لئے کسی نے فرمایا: از جانب شیر دہ ہمہ خویش شوند و از جانب شیر خوارز و جان وفروع۔ یعنی دودھ پلانے والی ماں کی جانب سے سارے لوگ رشتہ دار ہو جاتے ہیں لیکن دودھ پینے والے کی جانب سے بیوی اور شوہر اور ان کی اولادیں رشتہ دار ہوتی ہیں۔

مسئلہ: اگر ایک اجنبی لڑکے اور ایک اجنبی لڑکی نے اجنبیہ عورت کا دودھ پیا تو دودھ پینے والا لڑکا اور لڑکی رضاعی بھائی اور بہن ہو جانے کی وجہ سے باہمی نکاح نہیں کر سکیں گے۔

مسئلہ: نو سال سے کم عمر لڑکی کا دودھ پینے سے رضاع کا حکم ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس کے اترنے والے دودھ کا حکم دودھ کا نہیں ہوتا۔

مسئلہ: اگر کسی جانور کا دو یا دو سے زائد بچوں نے دودھ پیا تو دودھ پینے سے رضاع ثابت نہیں ہوتا۔

● مُردہ عورت کا دودھ پینے سے رضاع ثابت ہو جاتا ہے کیونکہ حرمت کی علت دودھ کا غذا بننا ہے اور مردہ عورت کا دودھ بھی دودھ پینے والے کی غذا بنتا

مرضعۃ اور ان کی اولاد کے ساتھ رضیع کے دوسرے بھائی اور بہنوں کا نکاح جائز ہوگا۔ مثلاً دودھ پینے والی لڑکی کا نکاح دودھ پلانے والی ماں اور ان کے شوہر (جس کی وجہ سے نازل دودھ لڑکی نے پیا) کی جملہ اولاد سے نہیں ہو سکے گا لیکن دودھ پینے والی لڑکی کے بھائی اور بہن دودھ پلانے والی کی اولاد کے ساتھ نکاح کر سکیں گے کیونکہ بچے کی جانب سے صرف دودھ پینے والا لڑکا اور اس کی بیوی یا دودھ پینے والی لڑکی اور اس کا شوہر اور ان کی اولادیں دودھ پلانے والی کے رشتہ دار ہو جاتے ہیں اسی لئے کسی نے فرمایا: از جانب شیردہ ہمہ خویش شوند و از جانب شیر خوارز و جان وفروع۔ یعنی دودھ پلانے والی ماں کی جانب سے سارے لوگ رشتہ دار ہو جاتے ہیں لیکن دودھ پینے والے کی جانب سے بیوی اور شوہر اور ان کی اولادیں رشتہ دار ہوتی ہیں۔

مسئلہ: اگر ایک اجنبی لڑکے اور ایک اجنبی لڑکی نے اجنبیہ عورت کا دودھ پیا تو دودھ پینے والا لڑکا اور لڑکی رضاعی بھائی اور بہن ہو جانے کی وجہ سے باہمی نکاح نہیں کر سکیں گے۔

مسئلہ: نو سال سے کم عمر لڑکی کا دودھ پینے سے رضاع کا حکم ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس کے اترنے والے دودھ کا حکم دودھ کا نہیں ہوتا۔

مسئلہ: اگر کسی جانور کا دو یا دو سے زائد بچوں نے دودھ پیا تو دودھ پینے سے رضاع ثابت نہیں ہوتا۔

- مُردہ عورت کا دودھ پینے سے رضاع ثابت ہو جاتا ہے کیونکہ حرمت کی علت دودھ کا غذا بننا ہے اور مردہ عورت کا دودھ بھی دودھ پینے والے کی غذا بنتا

ہے اس لئے رضاع ثابت ہو جائیگا۔ اسی طرح نہایت معمر آئسیہ جس کا حیض بند ہوگیا ہے۔ اس کے دودھ سے بھی رضاع ثابت ہو جائے گا۔

- اگر کسی غیر منکوحہ عورت کا دودھ اتر آئے اور کوئی بچہ اس کا دودھ پی لے پھر وہ عورت کسی سے نکاح کر لے تو اس عورت کا شوہر رضاعی بچے کا باپ نہیں بنے گا، کیونکہ دودھ اس شوہر کی وجہ سے نہیں تھا۔ اس کی دوسری بیوی کی اولاد سے رضیعہ کا رشتہ ہو سکے گا۔
- اگر حمل والی مطلقہ عورت وضع حمل کے بعد کسی دوسرے آدمی سے نکاح کرے اور حمل کی وجہ سے اترنے والا دودھ کسی بچے کو پلائے تو دوسرا شوہر رضاعی بچے کا رضاعی باپ نہیں ہوگا بلکہ پہلا شوہر جس کا حمل تھا وہ اس بچے کا باپ ہوگا۔ کیونکہ مرضعہ کا دودھ پہلے شوہر کی وجہ سے ہے۔
- عام لوگ خیال کرتے ہیں کہ رضاع سے ان دو بچوں کے درمیان ہی حرمت ثابت ہوگی جنہوں نے ایک ہی وقت میں اکٹھے مرضعۃ کا دودھ پیا حالانکہ یہ غلط ہے مرضعۃ کی ساری اگلی پچھلی اولاد رضیع کے لئے حرام ہو جاتی ہے مثلاً کسی لڑکی نے زید کی ماں کا دودھ اس وقت پیا جب زید اپنی نسبی ماں کا دودھ پیتا تھا تو زید سے دس سال بڑے بھائی عمرو کے لئے بھی وہ لڑکی حرام ہوگی۔ اور دس سال چھوٹے کے لئے بھی حرام ہوگی۔
- رضاعی رشتہ میں اگر نسبی حرمت والی علت اور وجہ مفقود ہو تو حرمت ثابت نہیں ہوگی مثلاً نکاح کرنے والے کے لئے بھائی رضاعی کی ماں نسبی یا بھائی نسبی کی ماں رضاعی یا بھائی رضاعی کی ماں رضاعی حرام نہیں ہیں اور ان کے ساتھ نکاح جائز ہے لیکن بھائی نسبی کی ماں نسبی کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہوگا۔ کیونکہ نسبی

بھائی کی نسبی ماں اگر وہ عینی یا خیفی بھائی ہے تو نکاح کرنے والے کی وہ سگی ماں ہو گی اور اگر نسبی بھائی علاتی بھائی ہے تو اس کی ماں منکوحۃ الاب اور باپ کی بیوی ہے جس کے ساتھ نکاح نہیں ہوسکتا۔

● مگر بھائی رضاعی کی ماں نسبی یا بھائی نسبی کی ماں رضاعی یا بھائی رضاعی کی ماں رضاعی نکاح کرنے والے کی نہ نسبی ماں بنتی ہے اور نہ رضاعی اور نہ منکوحۃ الاب بنتی ہے اس لئے اس کے ساتھ نکاح جائز ہے۔

فقہاء کرام نے سات صورتیں ایسی ذکر کیں ہیں جن میں رضاع نسب کے خلاف ہے اول آدمی کے لئے بھائی یا بہن رضاعی کی ماں، دوم اپنے بیٹے یا بیٹی کی بہن رضاعی، سوم اپنے بیٹے یا بیٹی کی دادی رضاعی، چہارم اپنے چچا یا پھوپھی کی ماں رضاعی، پنجم اپنی خالہ یا ماموں کی ماں رضاعی، ششم اپنے پوتوں اور پوتیوں کی ماں اور ہفتم بھائی کی بہن۔

● درمختار میں ذکر کردہ عربی عبارت کی مذکورہ سات صورتوں میں رضاع کے مفہوم کا تعلق مضاف یا مضاف الیہ یا دونوں کے ساتھ ہوسکتا ہے، اس لئے مجموعہ اکیس صورتیں بن جائیں گی ہر ایک صورت میں تین صورتیں متصور ہوسکتی ہیں اور عدم حرمت کی علت اس وجہ کا نہ ہونا ہے جس کی وجہ سے نسبی محرمات کے ساتھ نکاح حرام تھا۔ تفصیل کتب فقہ میں ہے۔

لطیفہ: جب میں دارالعلوم امجدیہ میں افتاء کے منصب پر فائز تھا مجھ سے ایک دارالعلوم سے جاری فتویٰ کی تصدیق کے لئے رجوع کیا گیا، سوال یہ تھا کہ مثلاً زید نے عمر کی ماں کا عمرو کے ساتھ دودھ پیا ہے اب زید عمرو کی بڑی ہمشیرہ کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے جو کہ عمرو سے دس سال پہلے پیدا ہوئی کیا یہ نکاح جائز

بھائی کی نسبی ماں اگر وہ عینی یا خیفی بھائی ہے تو نکاح کرنے والے کی وہ سگی ماں ہو گی اور اگر نسبی بھائی علاتی بھائی ہے تو اس کی ماں منکوحۃ الاب اور باپ کی بیوی ہے جس کے ساتھ نکاح نہیں ہوسکتا۔

● مگر بھائی رضاعی کی ماں نسبی یا بھائی نسبی کی ماں رضاعی یا بھائی رضاعی کی ماں رضاعی نکاح کرنے والے کی نہ نسبی ماں بنتی ہے اور نہ رصاعی اور نہ منکوحۃ الاب بنتی ہے اس لئے اس کے ساتھ نکاح جائز ہے۔

فقہاء کرام نے سات صورتیں ایسی ذکر کیں ہیں جن میں رضاع نسب کے خلاف ہے اول آدمی کے لئے بھائی یا بہن رضاعی کی ماں، دوم اپنے بیٹے یا بیٹی کی بہن رضاعی، سوم اپنے بیٹے یا بیٹی کی دادی رضاعی، چہارم اپنے چچا یا پھوپھی کی ماں رضاعی، پنجم اپنی خالہ یا ماموں کی ماں رضاعی، ششم اپنے پوتوں اور پوتیوں کی ماں اور ہفتم بھائی کی بہن۔

● درمختار میں ذکر کردہ عربی عبارت کی مذکورہ سات صورتوں میں رضاع کے مفہوم کا تعلق مضاف یا مضاف الیہ یا دونوں کے ساتھ ہوسکتا ہے، اس لئے مجموعہ اکیس صورتیں بن جائیں گی ہر ایک صورت میں تین صورتیں متصور ہوسکتی ہیں اور عدم حرمت کی علت اس وجہ کا نہ ہونا ہے جس کی وجہ سے نسبی محرمات کے ساتھ نکاح حرام تھا۔ تفصیل کتب فقہ میں ہے۔

لطیفہ: جب میں دارالعلوم امجدیہ میں افتاء کے منصب پر فائز تھا مجھ سے ایک دارالعلوم سے جاری فتویٰ کی تصدیق کے لئے رجوع کیا گیا، سوال یہ تھا کہ مثلاً زید نے عمر کی ماں کا عمرو کے ساتھ دودھ پیا ہے اب زید عمرو کی بڑی ہمشیرہ کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے جو کہ عمرو سے دس سال پہلے پیدا ہوئی کیا یہ نکاح جائز

ہے۔ تو مفتی صاحب نے جواب ارشاد فرمایا کہ عمرو کی بڑی ہمشیرہ کے ساتھ زید کا نکاح ہوسکتا ہے کیونکہ زید نے عمرو کے ساتھ دودھ پیا ہے بڑی بہن کے ساتھ دودھ نہیں پیا۔ اس پر استدلال کے لئے درمختار کی درج ذیل عبارت نقل فرمائی **وتحل اخت اخیه رضاعاً**۔ (۴۳۲/۲) یعنی بھائی رضاعی کی بہن کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ بظاہر مولانا کے استدلال میں شک نہیں ہے کیونکہ ترجمہ یہ ہے کہ مرد کے لئے اپنے بھائی کی بہن رضاعی حلال ہے۔ لیکن بے چارے مفتی صاحب نے مذکورہ عبارت پر غور نہیں کیا کیونکہ عبارت میں بھائی رضاعی سے وہ بھائی مراد ہے جس نے کسی عورت کا دودھ پیا عورت اس کی ماں ہے اور اس مرضعۃ کی ایک بیٹی ہے جو کہ دودھ پینے والے کی بہن بنتی ہے لیکن دودھ پینے والے بھائی کے بھائی کے لئے نہ مرضعۃ ماں بنتی ہے اور نہ مرضعۃ کی بیٹی اس کی بہن بنتی ہے۔ اس لئے دودھ پینے والے بھائی کا بھائی کی موصوفہ بہن سے نکاح ہوسکتا ہے یہاں بڑی بہن یا چھوٹی بہن مراد نہیں ہے کیونکہ خود عبارت سے واضح ہے کہ بھائی کی بہن نکاح کرنے والے کی بہن نہ ہو تو تب نکاح ہو سکے گا۔ اس لئے بھائی کی بہن کہا اور خود نکاح کرنے والے کی بہن نہیں کہا۔ مذکورہ عبارت میں رضاعاً کا تعلق مضاف الیہ اخ اور مضاف اخت اور دونوں کیساتھ ہوسکتا ہے یعنی آدمی کیلئے بھائی رضاعی کی بہن نسبی اور بھائی نسبی کی بہن رضاعی اور بھائی رضاعی کی بہن رضاعی کے ساتھ نکاح جائز ہے لیکن بھائی نسبی کا بہن نسبی کے ساتھ نکاح جائز نہیں کیونکہ وہ آدمی کی اپنی بہن ہو گی لیکن موصوف مفتی صاحب کو ظاہری لفظوں سے دھوکہ لگا، اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔

دوسری فصل رضاع کی کیفیت کے بیان میں ہے:

رضاع سے مراد وہ رضاع ہے کہ مدت رضاع دو سال چھ ماہ میں بچے کے پیٹ میں یقین کے ساتھ منہ یا ناک کے ذریعہ دودھ پہنچے اگر مدت رضاع کے بعد رضاع ہوتو رضاع ثابت نہیں ہوگا اور اگر حقنہ کے ذریعہ یا ذکر کے سوراخ یا شرمگاہ کے سوراخ کے ذریعہ معدہ میں دودھ پہنچے تو رضاع ثابت نہیں ہوگا کیونکہ ان سوراخوں سے پہنچنے والا دودھ معدہ میں جا کر غذا نہیں بنتا۔ فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ صرف منہ یا ناک کے ذریعہ معدہ میں پہنچنے والا دودھ غذا بنتا ہے۔

● آجکل انجکشن کے ذریعہ بھی دودھ معدہ میں پہنچایا جا سکتا ہے اگر انجکشن سے پیٹ میں پہنچنے والا دودھ غذا بنتا ہے تو رضاع ثابت ہو جائیگا ورنہ نہیں۔ آج کل گلوکوز کی طرح بچے کے پیٹ میں سوئی کے ذریعہ دودھ پہنچانا ممکن ہے اور اس دودھ کا غذا بننا بھی ظاہر ہے لہٰذا اگر نفس الامر میں ایسا ہو رضاع ثابت ہو جائیگا۔

● معدہ میں دودھ پہنچنے میں شک ہو مثلاً کسی عورت نے بچے کے منہ میں پستان دیا لیکن دودھ کے حلق سے اترنے کا اسے یقین نہیں ہے تو رضاع ثابت نہیں ہوگا۔

تیسری فصل رضاع کے ثبوت کے بیان میں ہے:

رضاع کے ثبوت کیلئے مرضعہ کے اقرار یا گواہوں کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔

● اگر عورت کسی آدمی کو دودھ پلانے کا اقرار کرتی ہے اور گواہ نہیں ہیں، دودھ پینے والا اگر اس کی تصدیق کرے گا تو رضاع ثابت ہو جائے گا اگر دودھ پینے والا تصدیق نہیں کرتا تو رضاع ثابت نہیں ہوگا کیونکہ مرضعۃ یا کسی دوسری عورت کا قول دوسرے آدمی کے حق میں اثبات حرمت کے لئے کافی نہیں ہے۔

تیئسویں شرط:

رضاع سے مراد وہ رضاع ہے کہ مدت رضاع دو سال چھ ماہ میں بچے کے پیٹ میں یقین کے ساتھ منہ یا ناک کے ذریعہ دودھ پہنچے اگر مدت رضاع کے بعد رضاع ہو تو رضاع ثابت نہیں ہوگا اور اگر حقنہ کے ذریعہ یا ذکر کے سوراخ یا شرمگاہ کے سوراخ کے ذریعہ معدہ میں دودھ پہنچے تو رضاع ثابت نہیں ہوگا کیونکہ ان سوراخوں سے پہنچنے والا دودھ معدہ میں جا کر غذا نہیں بنتا۔ فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ صرف منہ یا ناک کے ذریعہ معدہ میں پہنچنے والا دودھ غذا بنتا ہے۔

● آجکل انجکشن کے ذریعہ بھی دودھ معدہ میں پہنچایا جا سکتا ہے اگر انجکشن سے پیٹ میں پہنچنے والا دودھ غذا بنتا ہے تو رضاع ثابت ہو جائیگا ورنہ نہیں۔ آج کل گلوکوز کی طرح بچے کے پیٹ میں سوئی کے ذریعہ دودھ پہنچانا ممکن ہے اور اس دودھ کا غذا بننا بھی ظاہر ہے لہٰذا اگر نفس الامر میں ایسا ہو رضاع ثابت ہو جائیگا۔

● معدہ میں دودھ پہنچنے میں شک ہو مثلاً کسی عورت نے بچے کے منہ میں پستان دیا لیکن دودھ کے حلق سے اترنے کا اسے یقین نہیں ہے تو رضاع ثابت نہیں ہوگا۔

تیسری فصل رضاع کے ثبوت کے بیان میں ہے:

رضاع کے ثبوت کیلئے مرضعہ کے اقرار یا گواہوں کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔

● اگر عورت کسی آدمی کو دودھ پلانے کا اقرار کرتی ہے اور گواہ نہیں ہیں، دودھ پینے والا اگر اس کی تصدیق کرے گا تو رضاع ثابت ہو جائے گا اگر دودھ پینے والا تصدیق نہیں کرتا تو رضاع ثابت نہیں ہوگا کیونکہ مرضعۃ یا کسی دوسری عورت کا قول دوسرے آدمی کے حق میں اثبات حرمت کے لئے کافی نہیں ہے۔

تیئسویں شرط:

منکوحہ انسانی مؤنث ہو اگر کسی شخص نے غیر انسانی مؤنث کے ساتھ نکاح کیا مثلاً جنّیہ مؤنث سے نکاح کیا یا کسی حیوان مؤنث کتیا وغیرہ سے نکاح کیا تو نکاح باطل ہوگا اور اگر منکوحہ مؤنث ہی نہیں جیسے خنثی مشکل تو نکاح نہیں ہوگا۔ اسی طرح مذکر کا مذکر کے ساتھ اور مؤنث کا مؤنث کے ساتھ نکاح باطل ہوتا ہے اور ہم جنس پرستی کرنے والے لوگ اگرچہ نکاح کی آڑ میں ہم جنس پرستی کریں باطل ہے موجودہ دور میں ہم جنس کے نکاح کے سلسلہ میں جو کچھ یورپ میں ہو رہا ہے نہایت قبیح اور نہایت غلیظ اور مسلمانوں کے لئے کبیرہ گناہ ہے۔ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ** ہم نکاح کی تعریف میں اس کا ذکر کر چکے ہیں۔

● ہیجڑے (خنثی مشکل جس میں مردوں اور عورتوں کی علامات سے کوئی علامت نہ ہو یا دونوں علامتیں برابر ہوں) کے ساتھ نکاح باطل ہے۔ اسی طرح مؤنث جنّیہ کیساتھ انسانی مرد کا اور کسی عورت کیساتھ مذکر جن کا نکاح نہیں ہوسکتا۔

چوبیسویں شرط:

نکاح کے انعقاد کے لئے یہ شرط ہے کہ بالغہ عورت کا نکاح اپنے کفو اور فقہاء کے ذکر کردہ چھ امور میں ہم پلہ مرد کے ساتھ ہو اور اگر غیر کفو میں بالغہ کا نکاح ہو تو ولی کی اجازت سے ہو۔ صحت نکاح کے لئے کفو کا اعتبار مرد کی طرف سے ہوتا ہے یہ کہ مرد نسب اور پیشہ اور حریت اور تقویٰ اور اسلام اور مال میں بیوی سے اتنا کم درجہ اور گھٹیا نہ ہو کہ لڑکی کی قوم کے لئے اس کے ساتھ لڑکی کا رشتہ کرنا عار اور شرم کی بات ہو اسی لئے سیدۃ کے لئے غیر سید کفو نہیں ہے درزی اور جولاہا اور حر اور عبد اور صالح اور فاسق اور نومسلم اور جدی پشتی مسلم اور مالدار اور فقیر ایک دوسرے کے کفو اور برابر نہیں ہیں لہٰذا مرد کے لئے ضروری ہے کہ بیوی سے اعلیٰ ہو یا برابر اگر مرد مذکورہ امور میں بیوی سے کم درجہ ہے تو اولیاء کی اجازت سے نکاح

ہو جائے گا ورنہ نہیں ہوگا۔ لہٰذا اس شرط کی بنیاد پر اگر سیدۃ لڑکی ولی کی اجازت کے بغیر غیر سید سے نکاح کرے گی تو نکاح مفتی بہ قول کے مطابق باطل ہوگا اور مستند جید عالم دین کی لڑکی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر جاہل آدمی کے ساتھ نکاح کرے گی تو نکاح باطل ہوگا کسی کروڑوں پتی مالدار کی لڑکی والد یا دادا کی اجازت کے بغیر ٹیوشن پڑھانے والے ٹیچر فقیر مولوی یا ماسٹر سے نکاح کرے گی تو نکاح باطل ہوگا۔ نیک اور صالحہ لڑکی اگر ولی کی اجازت کے بغیر شرابی یا چور یا زانی لڑکے کے ساتھ نکاح کرے گی تو نکاح باطل ہوگا اور اگر آباؤ اجداد سے مسلمان لڑکی ایسے لڑکے کے ساتھ نکاح کرے جو خود مسلمان ہو لیکن اُس کا باپ دادا کافر ہو تو بغیر ولی کی اجازت کے یہ نکاح باطل ہوگا۔ مذکورہ صورتوں میں نکاح کرنے والی لڑکیوں کا امام ابو حنیفہ کی اس روایت کے مطابق جو امام حسن نے روایت کی ہے باطل ہوگا۔ یعنی منعقد ہی نہیں ہوگا اور لڑکیوں کا غیر کفو شوہروں کے ساتھ رہنا اور مباشرت کرنا زنا ہوگا۔ کیونکہ جمہور محققین علماء احناف کا فتویٰ اسی روایت پر ہے لہٰذا آئے دن اغواء شدہ یا خود بھاگ جانے والی لڑکیوں کا کورٹ میرج سے یا کسی دوسری طریقہ سے غیر کفو لڑکوں سے نکاح کرنا باطل ہوگا۔ لڑکیوں اور لڑکوں کو فوراً الگ ہو جانا فرض ہے یا پھر دوبارہ اولیاء کی اجازت سے نکاح کریں۔

- ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک ہندو لڑکے کے ساتھ مسلمان لڑکی بھاگ گئی، کورٹ میں جا کر لڑکا مسلمان ہو گیا اور اسی وقت عدالت میں دنوں کا نکاح کر دیا گیا۔ میں نے فتویٰ دیا کہ لڑکا لڑکی کا کفو نہیں ہے کیونکہ لڑکی آباؤ اجداد سے الحمدللہ مسلمان ہے اور لڑکے کا باپ دادا غیر مسلم اس لئے نکاح باطل ہے۔ نکاح پڑھانے والے مولوی نے جب بحث شروع کی تو میں نے عرض کیا اگر آپ کی بیٹی ایک نومسلم کے ساتھ بھاگ جائے اور آپ کی اجازت کے بغیر نکاح کر لے تو کیا آپ

ہو جائے گا ورنہ نہیں ہوگا۔ لہٰذا اس شرط کی بنیاد پر اگر سیدۃ لڑکی ولی کی اجازت کے بغیر غیر سید سے نکاح کرے گی تو نکاح مفتی بہ قول کے مطابق باطل ہوگا اور مستند جید عالم دین کی لڑکی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر جاہل آدمی کے ساتھ نکاح کرے گی تو نکاح باطل ہوگا کسی کروڑوں پتی مالدار کی لڑکی والد یا دادا کی اجازت کے بغیر ٹیوشن پڑھانے والے ٹیچر فقیر مولوی یا ماسٹر سے نکاح کرے گی تو نکاح باطل ہوگا۔ نیک اور صالحہ لڑکی اگر ولی کی اجازت کے بغیر شرابی یا چور یا زانی لڑکے کے ساتھ نکاح کرے گی تو نکاح باطل ہوگا اور اگر آباؤ اجداد سے مسلمان لڑکی ایسے لڑکے کے ساتھ نکاح کرے جو خود مسلمان ہو لیکن اُس کا باپ دادا کافر ہو تو بغیر ولی کی اجازت کے یہ نکاح باطل ہوگا۔ مذکورہ صورتوں میں نکاح کرنے والی لڑکیوں کا امام ابوحنیفہ کی اس روایت کے مطابق جو امام حسن نے روایت کی ہے باطل ہوگا۔ یعنی منعقد ہی نہیں ہوگا اور لڑکیوں کا غیر کفو شوہروں کے ساتھ رہنا اور مباشرت کرنا زنا ہوگا۔ کیونکہ جمہور محققین علماء احناف کا فتویٰ اسی روایت پر ہے لہٰذا آئے دن اغواء شدہ یا خود بھاگ جانے والی لڑکیوں کا کورٹ میرج سے یا کسی دوسری طریقہ سے غیر کفو لڑکوں سے نکاح کرنا باطل ہوگا۔ لڑکیوں اور لڑکوں کو فوراً الگ ہو جانا فرض ہے یا پھر دوبارہ اولیاء کی اجازت سے نکاح کریں۔

● ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک ہندو لڑکے کے ساتھ مسلمان لڑکی بھاگ گئی، کورٹ میں جا کر لڑکا مسلمان ہو گیا اور اسی وقت عدالت میں دنوں کا نکاح کر دیا گیا۔ میں نے فتویٰ دیا کہ لڑکا لڑکی کا کفو نہیں ہے کیونکہ لڑکی آباؤ اجداد سے الحمدللہ مسلمان ہے اور لڑکے کا باپ دادا غیر مسلم اس لئے نکاح باطل ہے۔ نکاح پڑھانے والے مولوی نے جب بحث شروع کی تو میں نے عرض کیا اگر آپ کی بیٹی ایک نومسلم کے ساتھ بھاگ جائے اور آپ کی اجازت کے بغیر نکاح کر لے تو کیا آپ

اس کو برداشت کریں گے جب آپ کی بیٹی آپ کی اجازت کے بغیر ہندو گھرانے چلی جائے تو آپ کو برداشت نہیں تو پھر دوسرے مسلمان بھائی کی بیٹی کیلئے بھی آپ کا رویہ یہی ہونا چاہئے تھا مولانا آپ نے چند ٹکوں کیلئے فٹافٹ لڑکے کو کلمہ پڑھا کر نکاح پڑھا دیا۔ آپ کو خیال کرنا چاہئے۔ بہرحال وہ سرکاری مولوی ہے اگرچہ انہوں نے آئندہ ایسا نہ کرنے کا وعدہ کیا لیکن معلوم نہیں عمل بھی کرتا ہے یا نہیں۔

● مذکورہ لڑکیاں اگر اپنے ولیوں اور سرپرستوں کی اجازت سے غیر کفو میں نکاح کریں گی تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ اس سلسلہ میں استاذ العرب والعجم جامع معقول ومنقول سیدی استاذیم علامہ مولانا حضرت عطاء محمد گولڑوی بندیالوی قدس سرہ کی تصنیف لطیف سیف العطاء کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔ پرہیزگار عالم سیدات کا کفو ہوتا ہے لہٰذا متقی عالم کے ساتھ سیدہ شہزادی کا ولی کی اجازت کے بغیر بھی نکاح منعقد ہو جائے گا۔ (شامی)

● اسی طرح اگر باپ یا دادا صغیرہ نابالغہ لڑکی کا نکاح ایسے لڑکے کے ساتھ کر دیں جو نشہ کرنے اور شراب پینے سے انکار کرتا ہے اور اس کا خاندان بھی صالح ہے اور لڑکی کے باپ یا دادا کو نشہ کرنے کا علم نہیں تھا لیکن نکاح ہو جانے کے بعد معلوم ہوا وہ لڑکا عادی شراب خور ہے اور لڑکی بالغ ہونے کے بعد کہتی ہے میں اس نکاح پر راضی نہیں ہوں تو وہ نکاح فسخ ہو جائے گا۔ (درمختار)

● اگر لڑکی کی رضا سے لڑکی کے والد نے کفو اور ہم پلہ اور مماثل لڑکا ہونے کی شرط پر نکاح کر دیا پھر ظاہر ہوا کہ لڑکے والوں نے جھوٹ بولا تھا لڑکا لڑکی کا کفو نہیں تھا تو نکاح باطل ہوگا۔ (درمختار)

● جس طرح مفتی بہ قول پر لڑکی کے لئے لڑکے کا کفو ہونا نکاح کے صحت کے لئے شرط ہے اور غیر کفو میں ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا اسی طرح

نسب اور مذہب اور مہر اور نفقہ کی شرط پر کیا گیا نکاح تب لازم ہوگا جب بیان کردہ نسب اور مذہب اور مہر اور نفقہ نفس الامر کے مطابق ہوا اگر جھوٹ بولا گیا تو لڑکی کو نکاح کے فسخ کرانے کا اختیار ہوگا مثلاً لڑکی نے شوہر کے حر اور آزاد ہونے کی شرط پر نکاح کیا لیکن شوہر عبد نکلا یا لڑکی نے شوہر کے سنی مسلک ہونے کی شرط پر نکاح کیا تھا لیکن شوہر غیر سنی نکلا یا لڑکی نے مہر اور نفقہ پر قادر ہونے کی شرط پر نکاح کیا تھا لیکن شوہر غیر قادر نکلا یا بیوی نے فلان ابن فلاں ہونے کی شرط پر نکاح قبول کیا تھا لیکن لڑکا ولد الزنا ظاہر ہوا تو ان سب صورتوں اور ان جیسی دیگر صورتوں میں لڑکی کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہوگا کیونکہ نکاح اس کے لئے لازم نہیں ہوگا۔ مذکورہ مسائل میں لڑکی کو فسخ کا حق شوہر کی جانب سے فراڈ اور دھوکہ دینے کی وجہ سے ہوگا۔ لہذا جس طرح عدم کفاء ۃ کی وجہ سے نکاح کے باطل ہونے کا شرع شریف میں حکم دیا گیا ہے اسی طرح شوہر کی غلط بیانی کی وجہ سے بھی شرع شریف نے نکاح کے فسخ کرنے کا حق دیا ہے۔ درمختار میں ہے:

قلت وافاد البهنسی انها لو تزوجته علی انه حر او سنی او قادر علی المهر والنفقه فبان بخلافه او علی انه فلان ابن فلان فاذا هو لقیط او ابن زنا کان لها الخیار فلیحفظ
(۲/۶۴۹)

میں کہتا ہوں بھنسی نے فرمایا اگر بیوی نے شوہر کے ساتھ حر ہونے یا سنی ہونے یا مہر اور نفقہ پر قادر ہونے کی شرط پر نکاح کیا پھر اس کے خلاف ظاہر ہوا یا بیوی نے شوہر کے ساتھ فلاں ابن فلاں ہونے کی شرط پر نکاح کیا جبکہ شوہر لقیط (گم شدہ لڑکا جس کے باپ کا علم نہ ہو)

نسب اور مذہب اور مہر اور نفقہ کی شرط پر کیا گیا نکاح تب لازم ہوگا جب بیان کردہ نسب اور مذہب اور مہر اور نفقہ نفس الامر کے مطابق ہوا اگر جھوٹ بولا گیا تو لڑکی کو نکاح کے فسخ کرانے کا اختیار ہوگا مثلاً لڑکی نے شوہر کے حر اور آزاد ہونے کی شرط پر نکاح کیا لیکن شوہر عبد نکلا یا لڑکی نے شوہر کے سنی مسلک ہونے کی شرط پر نکاح کیا تھا لیکن شوہر غیر سنی نکلا یا لڑکی نے مہر اور نفقہ پر قادر ہونے کی شرط پر نکاح کیا تھا لیکن شوہر غیر قادر نکلا یا بیوی نے فلان ابن فلاں ہونے کی شرط پر نکاح قبول کیا تھا لیکن لڑکا ولد الزنا ظاہر ہوا تو ان سب صورتوں اور ان جیسی دیگر صورتوں میں لڑکی کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہوگا کیونکہ نکاح اس کے لئے لازم نہیں ہوگا۔ مذکورہ مسائل میں لڑکی کو فسخ کا حق شوہر کی جانب سے فراڈ اور دھوکہ دینے کی وجہ سے ہوگا۔ لہٰذا جس طرح عدم کفاءۃ کی وجہ سے نکاح کے باطل ہونے کا شرع شریف میں حکم دیا گیا ہے اسی طرح شوہر کی غلط بیانی کی وجہ سے بھی شرع شریف نے نکاح کے فسخ کرنے کا حق دیا ہے۔ درمختار میں ہے:

قلت وافاد البهنسي انها لو تزوجته علی انه حر او سني او قادر علی المهر والنفقه فبان بخلافه او علی انه فلان ابن فلان فاذا هو لقيط او ابن زنا كان لها الخيار فليحفظ (۲/۲۴۹)

میں کہتا ہوں بہنسی نے فرمایا اگر بیوی نے شوہر کے ساتھ حر ہونے یا سنی ہونے یا مہر اور نفقہ پر قادر ہونے کی شرط پر نکاح کیا پھر اس کے خلاف ظاہر ہوا یا بیوی نے شوہر کے ساتھ فلاں ابن فلاں ہونے کی شرط پر نکاح کیا جبکہ شوہر لقیط (گم شدہ لڑکا جس کے باپ کا علم نہ ہو)

تھا یا زنا کا بیٹا تھا تو لڑکی کو خیار حاصل ہوگا۔

حاشیہ پر علامہ شامی فرماتے ہیں:

لكن ظهر لي آلان ان ثبوت حق الفسخ لها للتغرير لا لعدم الكفاره بدليل انه لو ظهر كفؤا يثبت لها حق الفسخ لانه غرَّها ولا يثبت للاولياء لان التغرير لم يحصل لهم وحقهم في الكفاءة وهي موجوده وعليه فلا يلزم من ثبوت الخيار لها في هذه المسائل ظهوره غير كفوء. والله سبحانه اعلم۔

لکن میرے لئے ابھی ظاہر ہوا بیوی کے لئے فسخ کا حق (مذکورہ صورتوں میں) دھوکہ دینے کی وجہ سے ہے عدم کفاءۃ کی وجہ سے نہیں اس پر دلیل یہ ہے کہ اگر شوہر کا کفو ہونا ظاہر ہو تو بھی بیوی کو فسخ کا اختیار ہوتا ہے اس لئے کہ شوہر نے بیوی کو دھوکہ دیا اور اولیاء کے لئے فسخ کا حق نہیں ہوگا کیونکہ ان کو دھوکہ حاصل نہیں ہوا۔ کیونکہ ان کا حق کفاءۃ میں تھا اور کفاءۃ تو موجود ہے اور اس پر یہ ہے کہ ان مسائل میں بیوی کے لئے فسخ کے لئے اختیار کا ثابت ہونے سے لازم نہیں ہے کہ اس کا غیر کفو ہونا ظاہر ہو۔

- آئے دن بیچاری عورتوں کے ساتھ دھوکہ اور فراڈ کے واقعات ہوتے رہتے ہیں بتایا جاتا ہے شوہر سید ہے لیکن سید نہیں ہوتا بتایا جاتا ہے شوہر سنی ہے لیکن شوہر شیعہ ہوتا ہے، بتایا جاتا ہے شوہر نشہ نہیں کرتا لیکن شوہر ہیروئن استعمال کرتا ہے، شراب پیتا ہے، بتایا جاتا ہے شوہر فلاں کا بیٹا ہے لیکن شوہر ایدھی سینٹر سے ولد الزنا یا روڈوں سے اُٹھایا ہوا بچہ ہوتا ہے۔ ان سب صورتوں میں نکاح لازم

نہیں ہوگا۔ بیوی اگر چاہے تو نکاح فسخ ہوسکتا ہے۔ (واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم)۔

● چونکہ ایک دن رات کے چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں اس لئے ہم نکاح کی چوبیس شرائط ذکر کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ اہل علم ان شرائط کو پھیلا کر بڑھا بھی سکتے ہیں اور سمیٹ کر کم بھی کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی مستعان ہے۔

خاکپائے اہل ایمان
محمد رفیق حسنی عفی عنہ

متعہ کے احکام اور طریقہ:

● متعہ کے جواز کے قائلین کے نزدیک نکاح متعہ میں عدت واجب نہیں ہوتی۔ اور نہ گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے نکاح متعہ کرنے والے میاں بیوی ذکر کردہ مدت کے بعد ایک دوسرے کے لئے میاں بیوی نہیں رہتے اگر وہی عورت دوسرے آدمی سے نکاح متعہ کرنا چاہے تو ایک حیض کے بعد دوسرے مرد سے نکاح متعہ کر سکتی ہے اگر حمل ٹھہر گیا ہو تو وضع حمل تک دوسرے آدمی سے نکاح نہیں کر سکتی۔

نکاح متعہ کا طریقہ یہ ہے کہ مرد عورت سے کہے میں تیرے جسم سے اتنی اجرت اور رقم کے معاوضہ میں جنسی منافع اتنی مدت کیلئے اُٹھانا چاہتا ہوں عورت کہے مجھے قبول ہے۔ مجوزین کے نزدیک اس کلام اور صیغہ کے بعد عورت ذکر کردہ مدت کیلئے مرد کیلئے حلال ہو جاتی ہے اور مرد پر ذکر کردہ اجرت واجب ہو جاتی ہے۔ عقد متعہ میں گواہ شرط نہیں، خلوت میں متعہ کا عقد ہو جاتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے نکاح متعہ ابتداء اسلام میں جائز تھا پھر منسوخ ہوا پھر جائز ہوا پھر منسوخ ہوا۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے آخری نسخ فتح مکہ کے بعد ہوا اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے عقد متعہ حجۃ الوداع کے موقع پر منسوخ ہوا۔ (قرطبی اور بدایہ ونہایہ)

● یہ امر مسلم ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس اور حضرت عمران ابن حصین

نہیں ہوگا۔ بیوی اگر چاہے تو نکاح فسخ ہوسکتا ہے۔ (واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم)۔

● چونکہ ایک دن رات کے چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں اس لئے ہم نکاح کی چوبیس شرائط ذکر کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ اہل علم ان شرائط کو پھیلا کر بڑھا بھی سکتے ہیں اور سمیٹ کر کم بھی کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی مستعان ہے۔

خاکپائے اہل ایمان

محمد رفیق حسنی عفی عنہ

متعہ کے احکام اور طریقہ:

● متعہ کے جواز کے قائلین کے نزدیک نکاح متعہ میں عدت واجب نہیں ہوتی۔ اور نہ گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے نکاح متعہ کرنے والے میاں بیوی ذکر کردہ مدت کے بعد ایک دوسرے کے لئے میاں بیوی نہیں رہتے اگر وہی عورت دوسرے آدمی سے نکاح متعہ کرنا چاہے تو ایک حیض کے بعد دوسرے مرد سے نکاح متعہ کر سکتی ہے اگر حمل ٹھہر گیا ہو تو وضع حمل تک دوسرے آدمی سے نکاح نہیں کر سکتی۔

نکاح متعہ کا طریقہ یہ ہے کہ مرد عورت سے کہے میں تیرے جسم سے اتنی اجرت اور رقم کے معاوضہ میں جنسی منافع اتنی مدت کیلئے اُٹھانا چاہتا ہوں عورت کہے مجھے قبول ہے۔ مجوزین کے نزدیک اس کلام اور صیغہ کے بعد عورت ذکر کردہ مدت کیلئے مرد کیلئے حلال ہو جاتی ہے اور مرد پر ذکر کردہ اجرت واجب ہو جاتی ہے۔ عقد متعہ میں گواہ شرط نہیں، خلوت میں متعہ کا عقد ہو جاتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے نکاح متعہ ابتداء اسلام میں جائز تھا پھر منسوخ ہوا پھر جائز ہوا پھر منسوخ ہوا۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے آخری نسخ فتح مکہ کے بعد ہوا اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے عقد متعہ حجۃ الوداع کے موقع پر منسوخ ہوا۔ (قرطبی اور بدایہ ونہایہ)

● یہ امر مسلم ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس اور حضرت عمران ابن حصین

اور حضرت عبداللہ ابن مسعود اور بعض دیگر جلیل القدر صحابہ کرام اور اہل بیت حضرات کے اکثر افراد نکاح متعہ کے جواز کے قائل رہے اور نسخ کو تسلیم نہیں کرتے تھے اور امامیہ اہل تشیع مذکورہ صحابہ کرام اور حضرت عبداللہ بن عباس کا رجوع کر لینے کی روایات کو تسلیم نہیں کرتے۔ لیکن حضرت عمر اور حضرت علی اور دیگر جلیل القدر صحابہ کرام نکاح متعہ کے منسوخ ہونے کے قائل تھے اسی لئے تفسیر قرطبی میں حضرت عبداللہ ابن عباس کا یہ قول آج بھی موجود ہے فرماتے ہیں نکاح متعہ اللہ کی جانب سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے لئے رحمۃ تھا اگر عمر اس پر پابندی نہ لگاتے تو دنیا میں زنا کم ہوتا۔

اور حضرت عمر کا یہ قول بھی موجود ہے کہ اگر کسی نے متعہ کیا تو میں اس کو رجم کروں گا۔ فقہ جعفریہ والوں میں آج بھی نکاح متعہ کے جواز کا فتویٰ دیا جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس اور دیگر صحابہ کرام کے جواز کے قول اور فسخ میں اختلاف کی وجہ سے علماء اہلسنّت نکاح متعہ کے مجوزین کو کافر نہیں کہتے اور غالباً زنا کی حد بھی نہیں لگاتے کیونکہ حدود شبہات کی وجہ سے مرتفع ہو جاتیں ہیں۔ لیکن علماء اہل سنت کے نزدیک نکاح متعہ جائز نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس اور آپ کے متبعین متعہ کو نہ زنا مانتے ہیں اور نہ نکاح اس لئے اس متعہ میں نہ عدت ہے اور نہ نفقہ اور چونکہ زنا نہیں ہے اس لئے اس میں نہ گناہ ہے اور نہ حد۔

میرے خیال میں حضرت عبداللہ ابن عباس کے نزدیک زنا اور متعہ میں فرق اسی طرح ہوگا کہ متعہ میں معاہدہ کے الفاظ کا ذکر ہوتا ہے اور اجرت اور مدت مقررہ کا ذکر ہوتا ہے اور زنا میں ان تینوں امور کا ذکر نہیں ہوتا۔ ایک عالم کا یہ خیال ہے کہ اگر بوقت ابتلاء حضرت عبداللہ ابن عباس کے قول کی اتباع کے تصور سے متعہ کر لیا جائے تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا کیونکہ سارے صحابہ ہدایت کے

ستارے ہیں جس کی اتباع کی جائے اسی میں ہدایت ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ حدیث ۳۱۵۸ ص ۲۰۷۵ باب اعلان النکاح والخطبۃ والشرط کے تحت حضرت ملا علی قاری کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس نے متعہ کے جواز سے مطلقاً رجوع نہیں کیا تھا بلکہ آپ کا انتہاء عمر تک فتویٰ تھا کہ سفر کی حالت میں یا انتہائی ضرورت کے وقت متعہ جائز ہے اور اس سے آپ نے آخر وقت تک رجوع نہیں فرمایا۔

وہ حدیث شریف جس کی بنیاد پر فقہاء اہلسنّت فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباس نے رجوع فرمالیا تھا۔ اسکے نقل کرنے سے پہلے حضرت عبداللہ ابن مسعود کی وہ روایت جس سے مجوزین استدلال کرتے ہیں: سماعت فرمالیں:

عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مَعْنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا اَلَا نَخْتَصِىَ فَنَهَانَا عَنْ ذَالِكَ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا اَنْ نَسْتَمْتِعَ فَكَانَ اَحُدُنَا يَنْكِحُ الْمَرْءَ ةَ بِالثَّوْبِ اِلٰى اَجَلٍ ثُمَّ قَرَءَ عَبْدُاللهِ يَااَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَا اَحَلَّ اللهُ لَكُمْ (متفق علیہ) (حدیث نمبر ۳۱۵۷، ص ۲۰۷۴، مرقاۃ)

حضرت عبداللہ ابن مسعود نے فرمایا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے تھے ہمارے ساتھ عورتیں نہیں ہوتی تھیں پس ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خصی ہو جانے کی اجازت چاہی تو آپ نے ہمیں اس سے منع فرمایا پھر آپ نے متعہ کر لینے کی اجازت فرمائی پس ہم میں سے کوئی ایک عورت سے ایک مدت تک کپڑے کے معاوضہ پر نکاح کر لیتا تھا پھر عبداللہ ابن مسعود نے یہ

ستارے ہیں جس کی اتباع کی جائے اسی میں ہدایت ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ حدیث ۳۱۵۸ ص ۲۰۷۵ باب اعلان النکاح والخطبۃ والشرط کے تحت حضرت ملا علی قاری کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس نے متعہ کے جواز سے مطلقاً رجوع نہیں کیا تھا بلکہ آپ کا انتہاء عمر تک فتویٰ تھا کہ سفر کی حالت میں یا انتہائی ضرورت کے وقت متعہ جائز ہے اور اس سے آپ نے آخر وقت تک رجوع نہیں فرمایا۔

وہ حدیث شریف جس کی بنیاد پر فقہاء اہلسنّت فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباس نے رجوع فرما لیا تھا۔ اسکے نقل کرنے سے پہلے حضرت عبداللہ ابن مسعود کی وہ روایت جس سے مجوزین استدلال کرتے ہیں: سماعت فرمالیں:

عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مَعَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا اَلَا نَخْتَصِيَ فَنَهَانَا عَنْ ذَالِكَ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا اَنْ نَسْتَمْتِعَ فَكَانَ اَحَدُنَا يَنْكِحُ الْمَرْءَةَ بِالثَّوْبِ اِلٰى اَجَلٍ ثُمَّ قَرَءَ عَبْدُاللهِ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَا اَحَلَّ اللهُ لَكُمْ (متفق علیہ) (حدیث نمبر ۳۱۵۷، ص ۴۰۷۴، مرقاۃ)

حضرت عبداللہ ابن مسعود نے فرمایا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے تھے ہمارے ساتھ عورتیں نہیں ہوتی تھیں پس ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خصی ہو جانے کی اجازت چاہی تو آپ نے ہمیں اس سے منع فرمایا پھر آپ نے متعہ کر لینے کی اجازت فرمائی پس ہم میں سے کوئی ایک عورت سے ایک مدت تک کپڑے کے معاوضہ پر نکاح کر لیتا تھا پھر عبداللہ ابن مسعود نے یہ

آیت پڑھی اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جو پاکیزہ پسندہ اشیاء حلال فرمائی ہیں ان کو تم حرام نہ کرو۔

اس حدیث کے تحت علامہ طیبی فرماتے ہیں اس حدیث میں اشارہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود متعہ کے مباح ہونے کا اعتقاد رکھتے تھے جس طرح حضرت عبداللہ ابن عباس مباح ہونے کا اعتقاد رکھتے تھے مگر ابن عباس نے رجوع کر لیا تھا جس طرح حضرت سعید کی روایت سے معلوم ہوتا ہے اور ابن مسعود شاید انہوں نے اس کے بعد رجوع کر لیا ہو یا ہمیشہ اباحت متعہ کے قائل رہے ہوں اس لئے کہ ان کے پاس نص نہیں پہنچی۔ یا وہ ضرورت کے وقت رخصت کے قائل تھے جس طرح ان کی اپنی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے اور حضرت عبداللہ ابن عباس کا مختار بھی آخر میں یہی تھا جس طرح عنقریب آئے گا۔ (مرقاۃ)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّمَا كَانَتْ الْمُتْعَةُ فِيْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ كَانَ الرَّجُلُ يَقْدِمُ الْبَلْدَةَ لَيْسَ لَهٗ بِهَا مَعْرِفَةٌ فَيَتَزَوَّجُ الْمَرْءَةَ بِقَدْرِ مَا يَرٰى اَنَّهٗ يَقِيْمُ فَتَحْفِظُ لَهٗ مَتَاعَهٗ وَ تُصْلِحُ لَهٗ شِيَّهٗ حَتّٰى اِذَا نَزَلَتْ الْاٰيَةُ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَكُلُّ فَرْجٍ سِوَاهُمَا فَهُوَ حَرَامٌ۔ (رواہ الترمذی)

حضرت ابن عباس نے فرمایا متعہ ابتداء اسلام میں جائز تھا ایک آدمی ایسے شہر آتا تھا جس میں اس کی معرفت نہیں ہوتی تھی۔ وہ شخص کسی عورت سے اتنے وقت کے لئے نکاح کر لیتا تھا جتنے وقت کے لئے اس نے اس شہر میں قیام کرنا ہوتا تھا وہ عورت اس کے سامان کی حفاظت کرتی تھی اور اس کی پختہ اشیاء کی اصلاح کرتی تھی حتیٰ کہ یہ

آیت نازل ہوئی مگر اپنی ازواج پر یا ان پر جن کے وہ مالک ہیں ابن عباس نے فرمایا ہر فرج ان دو کے ماسوا حرام ہے۔

- علامہ ابن ہمام اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں اس حدیث کو اس امر پر محمول کیا جائے گا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس اس بات پر مطلع ہو گئے تھے کہ متعہ کے معاملہ کے جواز کی وجہ سفر اور عدم معرفت تھی اس لئے انہوں نے رجوع کر لیا اور اس کو بیان فرما دیا۔ چنانچہ فقہاء کرام اس حدیث سے حضرت عبداللہ ابن عباس کی جانب سے متعہ کے جواز کے فتویٰ سے رجوع کر لینا ثابت کرتے ہیں لیکن ملا علی قاری ابن ہمام سے نقل کرتے ہیں۔

وَالظَّاهِرُ مِنْ اَحَادِيْثِهٖ اَنَّه' رَجَعَ عَنِ الْجَوَازِ الْمُطْلَقِ وَقَيَّدَ جَوَازَه' بِحَالِ الرُّخْصَةِ وَالْعُجَبُ مِنَ الشِّيْعَةِ اَنَّهُمْ اَخَذُوْا بِقَوْلِهٖ وَتَرَكُوْا مَذْهَبَ عَلِيٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ فَفِىْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ اَنَّ عَلِيًّا رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَلِيْنُ فِىْ مُتَّعَةِ النِّسَاءِ فَقَالَ مَهْلاً يَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَاِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ قَالَ ابْنُ الْهُمَامِ وَيَدَلُّ عَلٰى اَنَّه' لَمْ يَرْجِعُ حِيْنَ قَالَ لَه' عَلِىٌّ ذَالِکَ مَا فِىْ صِحِيْحِ مُسْلِمِ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ ابْنَ الزُّبَيْرِ قَامَ بِمَكَّةَ فَقَالَ اِنَّ نَاسًا اَعْمَى اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ كَمَا اَعْمٰى اَبْصَارَهُمْ يُفْتُوْنَ بِالْمُتْعَةِ يُعَرِّضُ بِرَجِلٍ فَنَادَاهُ فَقَالَ اِنَّکَ لَجِلفٌ جَافٍ فَلَعُمْرِىْ لَقَدْ كَانَتِ الْمُتْعَةُ تُفْعَلُ فِىْ عَهْدِ اِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ يُرِيْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَه' ابْنُ الزُّبَيْرِ فَجَرِّبْ نَفْسَکَ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ فَعَلْتَهَا

آیت نازل ہوئی مگر اپنی ازواج پر یا ان پر جن کے وہ مالک ہیں ابن عباس نے فرمایا ہر فرج ان دو کے ماسوا حرام ہے۔

● علامہ ابن ہمام اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں اس حدیث کو اس امر پر محمول کیا جائے گا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس اس بات پر مطلع ہو گئے تھے کہ متعہ کے معاملہ کے جواز کی وجہ سفر اور عدم معرفت تھی اس لئے انہوں نے رجوع کر لیا اور اس کو بیان فرما دیا۔ چنانچہ فقہاء کرام اس حدیث سے حضرت عبداللہ ابن عباس کی جانب سے متعہ کے جواز کے فتویٰ سے رجوع کر لینا ثابت کرتے ہیں لیکن ملا علی قاری ابن ہمام سے نقل کرتے ہیں۔

وَالظَّاهِرُ مِنْ اَحَادِيْثِهٖ اَنَّه‘ رَجَعَ عَنِ الْجَوَازِ الْمُطْلَقِ وَقَيَّدَ جَوَازَه‘ بِحَالِ الرُّخْصَةِ وَالْعُجْبُ مِنَ الشِّيْعَةِ اَنَّهُمْ اَخَذُوْا بِقَوْلِهٖ وَتَرَكُوْا مَذْهَبَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَفِيْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ اَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَلِيْنُ فِيْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَقَالَ مَهْلاً يَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ قَالَ ابْنُ الْهُمَامِ وَيَدُلُّ عَلٰى اَنَّه‘ لَمْ يَرْجِعْ حِيْنَ قَالَ لَه‘ عَلِيٌّ ذَالِكَ مَا فِيْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ ابْنَ الزُّبَيْرِ قَامَ بِمَكَّةَ فَقَالَ اِنَّ نَاسًا اَعْمَى اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ كَمَا اَعْمٰى اَبْصَارَهُمْ يُفْتُوْنَ بِالْمُتْعَةِ يُعَرِّضُ بِرَجُلٍ فَنَادَاهُ فَقَالَ اِنَّكَ لَجِلْفٌ جَافٍ فَلَعُمْرِيْ لَقَدْ كَانَتِ الْمُتْعَةُ تُفْعَلُ فِيْ عَهْدِ اِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ يُرِيْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَه‘ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَجَرِّبْ نَفْسَكَ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ فَعَلْتَهَا

لَاَرْجُمَنَّكَ بِاَحْجَارِكَ (الحديث) رواه النسائی اَيْضًا وَلَا تَرَدُّدَ فِيْ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ هُوَ الرَّجُلُ الْمُعَرَّضُ بِهٖ وَكَانَ قَدْ كُفَّ بَصَرُه‘ فَلِذَا قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ كَمَا اَعْمٰى اَبْصَارَهُمْ وَهٰذَا اِنَّمَا كَانَ فِيْ حَالِ خِلَافَةِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَذَالِكَ بَعْدَ وَفَاتِ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَه‘ فَقَدْ ثَبَتَ اَنَّه‘ مُسْتَمِرُّ الْقَوْلِ عَلٰى جَوَازِهَا وَلَمْ يَرْجِعْ اِلٰى قَوْلِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (۲۰۷۵ مرقاۃ)

حضرت عبداللہ ابن عباس کی احادیث سے ظاہر ہے انہوں نے متعہ کے مطلق ہر حال کے جواز سے رجوع کر لیا تھا اور متعہ کے جواز کو رخصت کے حال کے ساتھ مقید کر دیا تھا اور تعجب شیعوں سے ہے کہ انہوں نے ابن عباس کے قول کو متعہ کے جواز میں لے لیا اور حضرت علی کے مذہب کو انہوں ترک کر دیا۔ صحیح مسلم میں ہے بے شک علی نے عبداللہ ابن عباس سے سنا کہ وہ عورتوں کے متعہ میں نرمی کرتے ہیں انہوں نے فرمایا ٹھہر جاؤ ابن عباس بے شک میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے انہوں نے خیبر کے دن متعہ سے منع فرمایا اور گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔ علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں حضرت عبداللہ ابن عباس نے پھر بھی علی کے قول کی طرف رجوع نہیں کیا اس پر صحیح مسلم کی وہ روایت دلالت کرتی ہے جس کو حضرت عروۃ بن زبیر نے روایت کیا وہ یہ کہ حضرت عبداللہ بن زبیر مکہ مکرمہ میں مقیم تھے ابن زبیر نے کہا بیشک کچھ لوگ جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے اندھا کر دیا ہے جس طرح ان کو آنکھوں سے اندھا کر دیا ہے وہ متعہ کے جائز ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں وہ ایک آدمی کی طرف اشارہ

کر رہے تھے اس آدمی نے بلند آواز سے فرمایا بیشک اے ابن زبیر تو ظالم اور اجڈ ہے پس مجھے اپنی عمر کی قسم امام المتقین کے زمانہ میں متعہ کیا جاتا تھا اس سے مراد رسول اکرم ﷺ تھے ابن الزبیر نے اُس آدمی سے کہا تم اپنے نفس پر تجربہ کرو یعنی متعہ کرو پس اللہ تعالیٰ کی قسم اگر تم نے متعہ کیا تو میں تمہیں پتھروں سے رجم کروں گا الخ۔ اس کو نسائی نے بھی روایت کیا اور اس میں کوئی شک نہیں وہ آدمی جس کی طرف عبداللہ ابن زبیر نے اشارہ کیا وہ عبداللہ بن عباس تھے ان کی آنکھیں بند ہوگئیں تھیں اسی لئے عبداللہ نے کہا تھا جیسے ان کی آنکھیں اندھی ہوگئیں ہیں یہ حضرت علی کی وفات کے بعد عبداللہ ابن زبیر کی خلافت کے زمانہ کا واقعہ ہے۔ بیشک ثابت ہوا حضرت عبداللہ ابن عباس جواز متعہ کے قول پر ہمیشہ قائم رہے اور رجوع نہیں کیا تھا۔ ذکر کردہ تفصیل سے معلوم ہوا اکثر صحابہ کرام اور علماء اہلسنّت متعہ کے جواز کے منسوخ ہوجانے کے قائل ہیں لیکن بعض صحابہ کرام اور اہل بیت عظام اور علماء جواز کے قائل ہیں اور نسخ تسلیم نہیں کرتے۔

اہلسنّت و جماعت کی معتبر کتاب الفقہ الاسلامی سے متعہ کے متعلق بعض احکام کا ذکر:

اتفقت المذاهب الاربعة و جماهير الصحابة على ان زواج المتعة حرام باطل الخ. وقال الشيعة الامامية يجوز زواج المتعة او النكاح المنقطع بالمرء ة المسلمة او الكتابية (ويكره بالزانية) بشرط ذكر المهر و تحديد الاجل الى المدة وينعقد باحد الالفاظ الثلاثة وهى زوجتک وانكحتک ومتعتک ولا يشرط الشهود ولا الولى لهذا العقد۔

کر رہے تھے اس آدمی نے بلند آواز سے فرمایا بیشک اے ابن زبیر تو ظالم اور اجڈ ہے پس مجھے اپنی عمر کی قسم امام المتقین کے زمانہ میں متعہ کیا جاتا تھا اس سے مراد رسول اکرم ﷺ تھے ابن الزبیر نے اُس آدمی سے کہا تم اپنے نفس پر تجربہ کرو یعنی متعہ کرو پس اللہ تعالیٰ کی قسم اگر تم نے متعہ کیا تو میں تمہیں پتھروں سے رجم کروں گا الخ۔ اس کو نسائی نے بھی روایت کیا اور اس میں کوئی شک نہیں وہ آدمی جس کی طرف عبداللہ ابن زبیر نے اشارہ کیا وہ عبداللہ بن عباس تھے ان کی آنکھیں بند ہو گئیں تھیں اسی لئے عبداللہ نے کہا تھا جیسے ان کی آنکھیں اندھی ہوگئیں ہیں یہ حضرت علی کی وفات کے بعد عبداللہ ابن زبیر کی خلافت کے زمانہ کا واقعہ ہے۔ بیشک ثابت ہوا حضرت عبداللہ ابن عباس جواز متعہ کے قول پر ہمیشہ قائم رہے اور رجوع نہیں کیا تھا۔ ذکر کردہ تفصیل سے معلوم ہوا اکثر صحابہ کرام اور علماء اہلسنّت متعہ کے جواز کے منسوخ ہوجانے کے قائل ہیں لیکن بعض صحابہ کرام اور اہل بیت عظام اور علماء جواز کے قائل ہیں اور نسخ تسلیم نہیں کرتے۔

اہلسنّت و جماعت کی معتبر کتاب الفقہ الاسلامی سے متعہ کے متعلق بعض احکام کا ذکر:

اتفقت المذاهب الاربعة و جماهير الصحابة على ان زواج المتعة حرام باطل الخ. وقال الشيعة الامامية يجوز زواج المتعة او النكاح المنقطع بالمرء ة المسلمة او الكتابية (ويكره بالزانية) بشرط ذكر المهر و تحديد الاجل الى المدة وينعقد باحد الالفاظ الثلاثة وهى زوجتك وانكحتك ومتعتك ولا يشرط الشهود ولا الولى لهذا العقد۔

ائمہ اربعہ کے مذاہب اور اکثر صحابہ کا متعہ کے نکاح کے حرام اور باطل ہونے پر اتفاق ہے اور شیعہ امامیہ نے کہا نکاح متعہ اور ختم ہونے والا نکاح مسلمان عورت اور کتابیہ کے ساتھ جائز ہے اور زانیہ کے ساتھ مکروہ ہے۔ متعہ کے جواز کی شرط مہر کا ذکر اور مدت کے تعیین اور متعہ کا منعقد ہونا تین الفاظ میں سے کسی ایک کے ساتھ ہے۔ اور یہ زوجتک اور انکحتک اور متعتک اور گواہ اور ولی نکاح متعہ کیلئے شرط نہیں ہیں۔

اہل تشیع کے نزدیک متعہ کے احکام:

احكامه: (۱) الاخلال بذكر المهر مع ذكر الاجل يبطل العقد وذكر المهر بدون الاجل يقلبه دائما۔

اور متعہ کے احکام اگر مہر کا ذکر نہ ہو اور مدت کا ذکر ہو تو عقد باطل ہو جائے گا اور اگر مہر کا ذکر ہو اور اجل کا ذکر نہ ہو تو دائمی نکاح ہو جائے گا۔

(۲) **لاحكم للشروط قبل العقد ويلزم لو ذكرت فيه۔**

عقد متعہ سے پہلے شروط کے ذکر کا کوئی حکم نہیں اور عقد متعہ کے ایجاب اور قبول میں ذکر کی گئی شرطوں کے ذکر سے شرطیں لازم ہو جائیں گی۔

(۳) **يجوز اشتراط اتيانها ليلا او نهارا و ان لا يطأ ها فى الفرج والعزل من دون اذنها و يلحق الولد بالاب و ان عزل لكن لو نفاه لم يحتج الى اللعان۔**

نکاح متعہ میں صرف رات یا صرف دن میں بیوی کیساتھ مباشرت کی شرط کرنا جائز ہے اور فرج میں وطی نہ کرنے کی شرط جائز ہے اور بیوی کی اجازت کے بغیر اس سے عزل (پانی باہر گرانا) بھی جائز ہے اور ولد باپ کیساتھ لاحق ہوگا اگرچہ شوہر نے عزل کیا ہو مگر ولد کی نفی کرنے میں لعان نہیں ہوگا۔

(۴) **لا يقع بالمتعة طلاق باجماع الشيعة ولا لعان على الاظهر**

ویقع الظهار علی تردد۔

(۵) **لا یثبت بالمتعة میراث بین الزوجین واما الولد فانه یرثهما ویرثانه من غیر خلاف۔**

شیعوں کا اجماع ہے کہ متعہ میں نہ طلاق ہے اور نہ لعان ہے۔ اظہر روایت پر اور ظہار کے وقوع میں تردد اور اختلاف ہے اور نکاح متعہ میں زوجین کے درمیان میراث نہیں ہے۔ لیکن ولد ماں کا وارث ہوگا اور ولد کے ماں اور باپ دونوں وارث ہوں گے بغیر اختلاف کے۔

(۶) **اذا انقضی الاجل المتفق علیه فالعدة حیضان علی الاشهر و عدة غیر الحائض خمسة واربعون یوما وعدة الوفات لومات عنها فی اشبهه الروایتین اربعة اشهر وعشرة ایام۔**

متعہ میں طے شدہ وقت ختم ہو جائے تو عورت کی عدت زیادہ مشہور روایت پر دو حیض ہے (غیر مشہور روایت پر ایک حیض ہے) اور غیر حائض کی عدت ۴۵ دن ہے اور وفات کی عدت اقوی روایت پر چار ماہ دس دن ہے۔

(۷) **لایصح تجدید العقد قبل قضاء الاجل ولو اراده وهبها ما بقی من المدة و استانف** (ص ۶۵۵۲، ج ۹، الفقہ الاسلامی وادلتہ (وھبہ زحیلی))

طے شدہ مدت سے پہلے دوسرے عقد متعہ کی تجدید جائز نہیں اگر آدمی تجدید کا ارادہ کرنا چاہتا ہے تو بقیہ مدت بیوی کو ہبہ کرے اور دوبارہ متعہ کی تجدید کرے۔

امامیہ شیعوں کے دلائل:

(۱) **وفی صحیح مسلم عن جابر کنا نستمتع بالقبضة من التمر والدقیق علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم وابی بکر حتی نهی عمر فی شان عمرو بن حریث۔**

اور صحیح مسلم میں حضرت جابر سے روایت ہے کہ ہم کھجور کی ایک مٹھی کیساتھ

ویقع الظهار علی تردد۔

(۵) **لا یثبت بالمتعة میراث بین الزوجین واما الولد فانه یرثهما ویرثانه من غیر خلاف۔**

شیعوں کا اجماع ہے کہ متعہ میں نہ طلاق ہے اور نہ لعان ہے۔اظہر روایت پر اور ظہار کے وقوع میں تردد اور اختلاف ہے اور نکاح متعہ میں زوجین کے درمیان میراث نہیں ہے۔لیکن ولد ماں کا وارث ہوگا اور ولد کے ماں اور باپ دونوں وارث ہوں گے بغیر اختلاف کے۔

(۶) **اذا انقضی الاجل المتفق علیه فالعدة حیضان علی الاشهر و عدة غیر الحائض خمسة واربعون یوما وعدة الوفات لومات عنها فی اشبهه الروایتین اربعة اشهر وعشرة ایام۔**

متعہ میں طے شدہ وقت ختم ہو جائے تو عورت کی عدت زیادہ مشہور روایت پر دو حیض ہے (غیر مشہور روایت پر ایک حیض ہے) اور غیر حائض کی عدت ۴۵ دن ہے اور وفات کی عدت اقوی روایت پر چار ماہ دس دن ہے۔

(۷) **لایصح تجدید العقد قبل قضاء الاجل ولو اراده وهبها ما بقی من المدة و استانف** (ص۶۵۵۲، ج۹، الفقه الاسلامی وادلته (وهبه زحیلی))

طے شدہ مدت سے پہلے دوسرے عقد متعہ کی تجدید جائز نہیں اگر آدمی تجدید کا ارادہ کرنا چاہتا ہے تو بقیہ مدت بیوی کو ہبہ کرے اور دوبارہ متعہ کی تجدید کرے۔

امامیہ شیعوں کے دلائل:

(۱) **وفی صحیح مسلم عن جابر کنا نستمتع بالقبضة من التمر والدقیق علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم وابی بکر حتی نهی عمر فی شان عمرو بن حریث۔**

اور صحیح مسلم میں حضرت جابر سے روایت ہے کہ ہم کھجور کی ایک مٹھی کیساتھ

عقد متعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ابوبکر کے عہد میں کرتے رہے حتیٰ کہ حضرت عمر نے عمرو بن حریت کے معاملہ میں منع فرما دیا۔

(۲) **وکان یقول بجواز المتعة ابن عباس و جماعة من السلف منهم بعض الصحابة اسماء بنت ابی بکر و جابر ابن عبدالله وعبدالله ابن مسعود و معاویة وعمرو بن حریث وابو سعید و سلمة ابنا امیة بن خلف ومنهم بعض التابعین طاوس و عطا و سعید ابن جبیر وسائر فقهاء مکة ومنهم ابن جریج۔**

اور عقد متعہ کے جواز کا قول درج ذیل صحابہ کرام اور تابعین کرتے تھے، حضرت عبداللہ ابن عباس اور سلف سے ایک جماعت ان میں سے بعض صحابہ کرامؓ حضرت اسماء بنت ابی بکر اور جابر بن عبداللہ اور عبداللہ ابن مسعود اور حضرت معاویہ اور عمرو ابن حریث اور ابوسعید اور سلمۃ امیہ ابن خلف کے بیٹے اور ان میں سے بعض تابعین حضرت طاؤس اور عطا اور سعید ابن جبیر اور سارے فقہاء مکہ اور ان میں سے ابن جریج الخ۔

(۳) **اجاز المتعة الامام المهدی و حکاه عن الباقر والصادق والامامیة بقول الله تعالیٰ فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن فریضة** (النساء:۴/۲۴) **قال ابن مسعود کنا نغزوا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم لیس معنا نساء فقلنا الا نختصی؟ فنهانا عن ذالک ثم رخص لنا ان ننکح المرء ة بالثوب الی اجل ثم قرء عبدالله ابن مسعود یاایها الذین امنوا لا تحرموا طیبات ما احل الله لکم**

(مائدۃ ۵/۸۷، آیۃ، الفقہ الاسلامی، ص۶۵۵۳، ج۹)

اور متعہ کو امام مہدی نے جائز کہا اور انہوں نے امام محمد باقر اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما سے جواز روایت کیا اور امامیہ نے جواز کا قول کیا اللہ تعالیٰ کے قول کی وجہ سے جو یہ آیت ہے پس وہ چیز جو تم نفع اٹھاؤ اس

کے ساتھ ان عورتوں سے پس ان کو ان کی اجرت دو فرض کی گئی۔ اور حضرت عبداللہ ابن مسعود نے فرمایا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے تھے ہمارے ساتھ عورتیں نہیں ہوتی تھیں پس ہم نے عرض کیا کیا ہم خصی نہ ہو جائیں؟ پس آپ نے خصی ہونے سے ہمیں منع فرمایا پھر آپ نے ہمیں رخصت دی کہ کپڑے کے ساتھ ایک مدت تک عورت کے ساتھ نکاح کریں۔ پھر حضرت عبداللہ نے یہ آیت پڑھی اے ایمان والو! طیبات اور پاکیزہ عورتوں اور اشیاء جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال فرمایا ان کو حرام نہ کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

و آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

تمت

خاک پائے اہل ایمان : **محمد رفیق** حسنی عفی عنہ

تاریخ: یکم جون ۲۰۰۵ء

مآخذ اور مراجع

تفسیر قرطبی، تفسیر روح البیان، تفسیر روح المعانی، تفسیر ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، درمنثور۔

ہدایہ، در مختار، ردالمحتار، فتح القدیر، بحرالرائق، فتاویٰ رضویہ، بدائع الصنائع، (الفقہ الاسلامی)

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، شرح صحیح مسلم (علامہ سعیدی)

کے ساتھ ان عورتوں سے پس ان کو ان کی اجرت دو فرض کی گئی۔ اور حضرت عبداللہ ابن مسعود نے فرمایا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے تھے ہمارے ساتھ عورتیں نہیں ہوتی تھیں پس ہم نے عرض کیا کیا ہم خصی نہ ہو جائیں؟ پس آپ نے خصی ہونے سے ہمیں منع فرمایا پھر آپ نے ہمیں رخصت دی کہ کپڑے کے ساتھ ایک مدت تک عورت کے ساتھ نکاح کریں۔ پھر حضرت عبداللہ نے یہ آیت پڑھی اے ایمان والو! طیبات اور پاکیزہ عورتوں اور اشیاء جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال فرمایا ان کو حرام نہ کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

و آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

تمت

خاک پائے اہل ایمان : **محمد رفیق** حسنی عفی عنہ

تاریخ: یکم جون ۲۰۰۵ء

مآخذ اور مراجع

تفسیر قرطبی، تفسیر روح البیان، تفسیر روح المعانی، تفسیر ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، درمنثور۔

ہدایہ، در مختار، ردالمختار، فتح القدیر، بحرالرائق، فتاویٰ رضویہ، بدائع الصنائع، (الفقہ الاسلامی)

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، شرح صحیح مسلم (علامہ سعیدی)

جدید اضافہ

موجودہ دور میں مروج عارضی نکاحوں کی حقیقت اور اس پر مترتب احکام جاننے کے لئے نکاح صحیح کی تعریف نیز نکاح صحیح نکاح مسیار اور نکاح متعہ میں فرق جاننا ضروری ہے کیونکہ ہر چیز کا مدار اس کی تعریف پر ہوتا ہے۔ یہ بات ذہن نشین ہونی چاہئے کہ نکاح منعقد ہو جانے کے بعد مرد اور عورت دونوں کے لئے شرعاً ایک دوسرے کے جسم اور اعضاء سے جنسی منافع حاصل کرنا جائز ہو جاتا ہے۔ صحیح نکاح منعقد کے بعد جنسی منافع کو زنا یا دواعی زنا کہنا صحیح نہیں ہوتا۔

صحیح نکاح کی تعریف:

فقہاء کے نزدیک نکاح ایک ایسے عقد کا نام ہے جس میں عاقدین میں سے ایک کی جانب سے ایجاب ہو اور دوسرے جانب سے قبول ہو یا ایک آدمی کا ایسا کلام ہو جو ایجاب اور قبول کے قائم مقام ہو جس طرح طرفین کی طرف سے متولی یا دونوں کی جانب سے وکیل کا کلام ہوتا ہے، نکاح ایجاب اور قبول میں باہمی ارتباط کے مجموعہ کا نام ہے۔ یہی ایجاب اور قبول جب شرائط کے وجود اور موانع کے ارتفاع کے وقت مرتب ہوں یہی نکاح کی ماہیت اور حقیقت کہلاتے ہیں۔

نکاح کے انعقاد اور صحت کی چوبیس شرطیں ہیں۔ میری کتاب ''رفیق العروسین'' میں تفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔ یہاں دو حکم ہیں نکاح کا انعقاد اور صحت اور نکاح کا اظہار۔ شامی کتاب النکاح میں مذکور ہے:

اِعْلَمْ اَنَّ النِّكَاحَ لَهٗ حُكْمَانِ حُكْمُ الْاِنْعِقَادِ وَحُكْمُ الْاِظْهَارِ فَالْاَوَّلُ مَا ذَكَرَهٗ وَالثَّانِىْ اِنَّمَا يَكُوْنُ عِنْدَ التَّجَاهُدِ فَلَا يُقْبَلُ

فِی الْاِظْهَارِ اِلَّا شَهَادَةُ مَنْ تُقْبَلُ شَهَادَتُه فِیْ سَائِرِ الْاِحْكَامِ كَمَا فِیْ شَرْحِ الطَّحَاوِیْ فَكَذَا انْعَقَدَ بِحُضُوْرِ الْفَاسِقِیْنَ وَالْاَعْمَیَیْنِ وَالْمَحْدُوْدَیْنِ فِیْ قَذْفٍ وَ اِنْ لَّمْ یَتُوْبَا وَابْنَی الْعَاقِدَیْنِ وَ اِنْ لَّمْ یُقْبَلْ اَدَاءُ هُمْ عِنْدَ الْقَاضِیْ كَانْعِقَادِهٖ بِحَضْرَةِ الْعَدُوَّیْنِ (بحر وشامی بحوالہ رفیق العروسین،ص۵۲۴)

یعنی نکاح کے دو حکم ہیں انعقاد کا حکم اور اظہار اور اثبات کا حکم پہلا (انعقاد) تو وہی ہے جس کا ذکر ہو چکا اور دوسرا یعنی اثبات اور اظہار نکاح جو کہ انکار کے وقت ہوتا ہے پس اثبات اور اظہار میں ان لوگوں کی گواہی قبول کی جائے گی جن کی گواہی باقی احکام میں قبول کی جاتی ہے جیسے شرح طحاوی میں مکتوب ہے۔ پس اسی طرح (ہمارے نزدیک) فاسق اور نابینا اور تہمت زنا کی وجہ سے حد لگائے ہوئے دو دو گواہوں کی موجودگی میں اگرچہ انہوں نے توبہ نہ کی ہو اور زوجین کے دو بیٹوں کی موجودگی میں نکاح منعقد ہو جائے گا اگرچہ ان لوگوں کی قاضی کے نزدیک ادائے شہادت قبول نہیں کی جائے گی جیسے دشمنوں کی موجودگی میں نکاح تو ہو جائے گا لیکن ان کی گواہی عدالت میں قبول نہیں کی جائے گی، مگر نکاح منعقد ہو جائے گا۔

معلوم ہوا نکاح کا انعقاد اور اثبات دو الگ الگ امر ہیں نکاح کے انعقاد کے لئے ایجاب اور قبول کے وقت مالکیہ کے علاوہ اہل سنت کے نزدیک گواہوں کے نصاب شہادت کا ہونا شرط ہے یہ کہ دو مسلمان آدمی یا ایک آدمی اور دو مسلمان عورتوں کا نکاح کے وقت حاضر ہونا شرط ہے اور ایجاب اور قبول یا کسی ایک کا تلفظ

فِی الْاِظْهَارِ اِلَّا شَهَادَةُ مَنْ تُقْبَلُ شَهَادَتُه' فِیْ سَائِرِ الْاِحْكَامِ كَمَا فِیْ شَرْحِ الطَّحَاوِیْ فَكَذَا اِنْعَقَدَ بِحُضُوْرِ الْفَاسِقِیْنِ وَالْاَعْمَیَیْنِ وَالْمَحْدُوْدَیْنِ فِیْ قَذَفٍ وَ اِنْ لَّمْ یَتُوْبَا وَابْنِی الْعَاقِدَیْنِ وَ اِنْ لَّمْ یُقْبَلْ اَدَاءُ هُمْ عِنْدَ الْقَاضِیْ كَاِنْعِقَادِهٖ بِحَضْرَةِ الْعَدُوَّیْنِ (بحروشامی بحوالہ رفیق العروسین، ص۵۲۴)

یعنی نکاح کے دو حکم ہیں انعقاد کا حکم اور اظہار اور اثبات کا حکم پہلا (انعقاد) تو وہی ہے جس کا ذکر ہو چکا اور دوسرا یعنی اثبات اور اظہار نکاح جو کہ انکار کے وقت ہوتا ہے پس اثبات اور اظہار میں ان لوگوں کی گواہی قبول کی جائے گی جن کی گواہی باقی احکام میں قبول کی جاتی ہے جیسے شرح طحاوی میں مکتوب ہے۔ پس اسی طرح (ہمارے نزدیک) فاسق اور نابینا اور تہمت زنا کی وجہ سے حد لگائے ہوئے دو دو گواہوں کی موجودگی میں اگرچہ انہوں نے توبہ نہ کی ہو اور زوجین کے دو بیٹوں کی موجودگی میں نکاح منعقد ہو جائے گا اگرچہ ان لوگوں کی قاضی کے نزدیک ادائے شہادت قبول نہیں کی جائے گی جیسے دشمنوں کی موجودگی میں نکاح تو ہو جائے گا لیکن ان کی گواہی عدالت میں قبول نہیں کی جائے گی، مگر نکاح منعقد ہو جائے گا۔

معلوم ہوا نکاح کا انعقاد اور اثبات دو الگ الگ امر ہیں نکاح کے انعقاد کے لئے ایجاب اور قبول کے وقت مالکیہ کے علاوہ اہل سنت کے نزدیک گواہوں کے نصاب شہادت کا ہونا شرط ہے یہ کہ دو مسلمان آدمی یا ایک آدمی اور دو مسلمان عورتوں کا نکاح کے وقت حاضر ہونا شرط ہے اور ایجاب اور قبول یا کسی ایک کا تلفظ

اور دوسرے فریق کی جانب کتابت یا رضامندی پر دلالت کرنے والا فعل کا ہونا شرط ہے اور زوجین کا تعین بھی شرط ہے، لہٰذا نصاب شہادت نہ ہونے یا ایجاب اور قبول نہ ہونے یا دونوں ایجاب اور قبول کا کتابت یا فعل جیسے (بیع تعاطی میں ہوتا ہے) تعاطی کے ساتھ ہونے یا زوجین کے متعین نہ ہونے کی صورتوں میں نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ اسی طرح نکاح کے انعقاد کے لئے موانع کا ارتفاع بھی شرط ہے۔ مثلاً زوجہ نسب اور حرمت مصاہرہ اور سسرالیت اور رضاع کی وجہ سے محرم نہ ہو اور زوجہ مسلمان ہو یا اہل کتاب سے ہو۔ اہل کتاب کے علاوہ دوسرے کافر فرقوں سے کافرہ عورت نہ ہو اور غیر کی منکوحہ یا غیر کے نکاح کی معتدۃ نہ ہو۔ نکاح کے انعقاد کے لئے مذکورہ امور کا ارتفاع شرط ہے اسی طرح چار بیویوں کے ہوتے ہوئے پانچواں نکاح بھی نہ ہو۔

احناف کے نزدیک عاقلہ بالغہ عورت کا اپنی کفو میں خواہ باکرہ ہو یا ثیبہ بغیر ولی کے اجازت کے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ ولی کی اجازت اور رضامندی کفو میں نکاح کے لئے شرط نہیں ہے البتہ غیر کفو میں ولی کی اجازت شرط ہے۔ لڑکی کا غیر کفو میں بھی ولی کی اجازت سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ اور ولی کی اجازت نہ ہونے کی صورت میں مفتی بہ قول پر غیر کفو میں نکاح منعقد نہیں ہوتا۔

صرف اہل سنت کے مقتداء امام مالک کے نزدیک ایجاب اور قبول کے وقت گواہوں کا حاضر ہونا شرط نہیں ہے۔ نکاح کے اعلان اور اظہار سے بھی نکاح منعقد ہو جاتا ہے، لہٰذا مالکی فقہ کے مطابق نکاح کے انعقاد کے لئے گواہ یا اعلان میں سے کسی ایک کا ہونا شرط ہے۔

نیز نکاح صحیح اور منعقد کے لئے ایجاب اور قبول میں محدود وقت کے ذکر

سے نکاح فاسد ہوتا ہے مثلاً مرد عورت سے کہے میں نے ایک ماہ کے لئے آپ کے ساتھ نکاح کیا اور عورت کہے میں نے ایک ماہ کے لئے نکاح قبول کیا اس کو نکاح مؤقت کہتے ہیں۔ ایسا نکاح اگر چہ گواہوں کی موجودگی میں ہو منعقد نہیں ہوگا اگر محدود وقت کا ذکر ایجاب اور قبول میں نہ ہو بلکہ نکاح کے انعقاد سے پہلے باہمی رضامندی سے کوئی محدود وقت طے ہو جائے تو بھی نکاح منعقد ہو جائے گا مگر طے شدہ وقت پر عمل کرنا ضروری نہیں ہوگا اور مہر کا ذکر یا مہر کا ہونا نکاح کے انعقاد کیلئے شرط نہیں ہے۔

ایجاب اور قبول کے ارکان میں سے انعقاد نکاح کے بعد مجلس نکاح میں یا اس کے بعد شوہر کا بیوی کو طلاق لے لینے کا حق دینا جائز ہے، طلاق کا حق دینے سے نکاح کے انعقاد پر اثر نہیں پڑتا۔

الحاصل احناف کے نزدیک نکاح کے انعقاد کے لئے ایجاب اور قبول رکن اور گواہوں کا حاضر ہونا اور زوجین کا متعین ہونا اور عورت کے لئے نکاح کا محل ہونا ضروری ہے۔ جس نکاح میں یہ چاروں امر موجود ہوں گے وہ نکاح صحیح اور منعقد ہوگا۔ اس لئے اہل سنت کے نزدیک نکاح متعہ ممنوع اور فاسد ہے کیونکہ اس میں گواہ نہیں ہوتے، متعہ سے عورت حلال نہیں ہوتی۔

نکاح منعقد اور متعہ میں فرق:

کیونکہ اہل تشیع کے نزدیک متعہ میں گواہ شرط نہیں عموماً گواہ نہیں ہوتے اور ایجاب اور قبول کے وقت محدود اور متعین وقت کا ذکر شرط ہے جس کا ایجاب اور قبول میں ذکر کیا جاتا ہے اور عورت کے منافع کی اجرت اور مہر کا ذکر ایجاب

سے نکاح فاسد ہوتا ہے مثلاً مرد عورت سے کہے میں نے ایک ماہ کے لئے آپ کے ساتھ نکاح کیا اور عورت کہے میں نے ایک ماہ کے لئے نکاح قبول کیا اس کو نکاح مؤقت کہتے ہیں۔ ایسا نکاح اگرچہ گواہوں کی موجودگی میں ہو منعقد نہیں ہوگا اگر محدود وقت کا ذکر ایجاب اور قبول میں نہ ہو بلکہ نکاح کے انعقاد سے پہلے باہمی رضامندی سے کوئی محدود وقت طے ہو جائے تو بھی نکاح منعقد ہو جائے گا مگر طے شدہ وقت پر عمل کرنا ضروری نہیں ہوگا اور مہر کا ذکر یا مہر کا ہونا نکاح کے انعقاد کیلئے شرط نہیں ہے۔

ایجاب اور قبول کے ارکان میں سے انعقاد نکاح کے بعد مجلس نکاح میں یا اس کے بعد شوہر کا بیوی کو طلاق لے لینے کا حق دینا جائز ہے، طلاق کا حق دینے سے نکاح کے انعقاد پر اثر نہیں پڑتا۔

الحاصل احناف کے نزدیک نکاح کے انعقاد کے لئے ایجاب اور قبول رکن اور گواہوں کا حاضر ہونا اور زوجین کا متعین ہونا اور عورت کے لئے نکاح کا محل ہونا ضروری ہے۔ جس نکاح میں یہ چاروں امر موجود ہوں گے وہ نکاح صحیح اور منعقد ہوگا۔ اس لئے اہل سنت کے نزدیک نکاح متعہ ممنوع اور فاسد ہے کیونکہ اس میں گواہ نہیں ہوتے، متعہ سے عورت حلال نہیں ہوتی۔

نکاح منعقد اور متعہ میں فرق:

کیونکہ اہل تشیع کے نزدیک متعہ میں گواہ شرط نہیں عموماً گواہ نہیں ہوتے اور ایجاب اور قبول کے وقت محدود اور متعین وقت کا ذکر شرط ہے جس کا ایجاب اور قبول میں ذکر کیا جاتا ہے اور عورت کے منافع کی اجرت اور مہر کا ذکر ایجاب

اور قبول میں شرط ہوتا ہے۔ اس لئے نکاح متعہ نکاح منعقد نہیں ہے۔ قانون مناکحات نامی کتاب میں سید افتخار حسین نقوی نجفی تحریر کرتے ہیں کہ ''نکاح منقطع (غیر دائمی نکاح) کو متعہ اور نکاح مؤجل بھی کہا جاتا ہے۔ نکاح منقطع اکثر شرائط میں عقد دائم کی طرح ہے مثلاً دونوں میں شرط ہے کہ (۱) صحیح عربی میں لفظی ایجاب اور قبول پر مشتمل صیغے پڑھے جائیں۔ (۲) صیغوں میں قصد انشاء کیا جائے۔ (۳) متعاقدین معین اور مشخص ہوں۔ (۴) مرد اور عورت راضی ہوں۔ (۵) صیغہ پڑھنے والا نکاح خواں بالغ اور عاقل ہو وغیرہ۔ لیکن نکاح منقطع کے کچھ خاص شرائط بھی ہیں جیسے مہر اور مدت کا ذکر کیا جائے۔

ارکان:

نکاح منقطع کے مندرجہ ذیل چار ارکان ہیں۔

(۱) صیغہ، (۲) متعاقدین، (۳) مہر، (۴) مدت۔

(۱) صیغہ وہ لفظ ہے جسے شریعت مقدسہ نے انعقاد نکاح کا ذریعہ اور وسیلہ قرار دیا ہے اور وہ لفظ ''ایجاب اور قبول'' ہے۔

(۲) الفاظ ایجاب ''مُتَّعتُ'' اور اَنکحتُ میں سے کوئی ایک لفظ ایجاب کے لئے کافی ہے۔ (ص ۲۱۵، قانون مناکحات)

الفاظ قبول:

قبول کیلئے وہ الفاظ کافی ہیں جو قبول کے مفہوم اور راضی ہونے پر دلالت کریں جیسے ''قبلت النکاح'' ''قبلت التزویج'' وغیرہ لیکن صرف ''قبلت'' یا ''رضیت'' یا ''قبلت و رضیت'' کہہ دینا بھی کافی ہے۔ افتخار حسین لکھتے ہیں:

شرائط الفاظ ایجاب اور قبول :

(۱) ماضی کے صیغے ہوں۔ (۲) قصد انشاء کیا جائے۔ (۳) عربی زبان میں ہوں۔ (۴) ایجاب اور قبول کے درمیان موالات کی رعایت کی جائے (یعنی ایجاب اور قبول پے در پے ہوں اور ان کے درمیان قابل اعتناء فاصلہ نہ ہو۔ (۵) منجز (غیر مشروط) ہوں۔

کیفیت عقد :

عقد منقطع (متعہ) کے پڑھنے کا طریقہ عقد دائم کی طرح ہے لیکن فرق یہ ہے کہ اس کے صیغوں میں "**فی المدة المعلومة علی المهر المعلوم**" (معین مدت میں معین مہر پر) کا ذکر کیا جانا ضروری ہے نیز یہ لفظ "**متعت**" کے ساتھ بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ اس عقد (متعہ) کے پڑھے جانے کی مختلف صورتیں ہیں جن میں سے بعض کو نمونے کے طور پر یہاں بیان کیا جاتا ہے۔

(۱) پہلی صورت: اگر مرد اور عورت خود عقد متعہ پڑھنا چاہیں تو مہر اور مدت کے تعین کے بعد پہلے عورت کہے

"**اَنۡکَحۡتُکَ نَفۡسِیۡ فِی الۡمُدَّةِ الۡمَعۡلُوۡمَةِ عَلَی الۡمَهۡرَ الۡمَعۡلُوۡم**"

(میں نے اپنی ذات تجھے نکاح میں دے دی معین مدت میں معین مہر پر)

اس کے بعد بلا فاصلہ مرد کہے

"**قَبِلۡتُ النِّکَاحَ فِی الۡمُدَّةِ الۡمَعۡلُوۡمَةِ عَلَی الۡمَهۡرِ الۡمَعۡلُوۡمِ**"

(میں نے معین مدت میں مہر معین پر نکاح قبول کیا)

(۲) ایجاب: "**زَوَّجۡتُکَ نَفۡسِیۡ فِی الۡمُدَّةِ الۡمَعۡلُوۡمَةِ عَلَی الۡمَهۡرِ الۡمَعۡلُوۡمِ**"

شرائط الفاظ ایجاب اور قبول:

(۱) ماضی کے صیغے ہوں۔ (۲) قصد انشاء کیا جائے۔ (۳) عربی زبان میں ہوں۔ (۴) ایجاب اور قبول کے درمیان موالات کی رعایت کی جائے (یعنی ایجاب اور قبول پے در پے ہوں اور ان کے درمیان قابل اعتناء فاصلہ نہ ہو۔ (۵) منجز (غیر مشروط) ہوں۔

کیفیت عقد:

عقد منقطع (متعہ) کے پڑھنے کا طریقہ عقد دائم کی طرح ہے لیکن فرق یہ ہے کہ اس کے صیغوں میں "فی المدۃ المعلومۃ علی المهر المعلوم" (معین مدت میں معین مہر پر) کا ذکر کیا جانا ضروری ہے نیز یہ لفظ "متعت" کے ساتھ بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ اس عقد (متعہ) کے پڑھے جانے کی مختلف صورتیں ہیں جن میں سے بعض کو نمونے کے طور پر یہاں بیان کیا جاتا ہے۔

(۱) پہلی صورت: اگر مرد اور عورت خود عقد متعہ پڑھنا چاہیں تو مہر اور مدت کے تعین کے بعد پہلے عورت کہے

"اَنْکَحْتُکَ نَفْسِیْ فِی الْمُدَّةِ الْمَعْلُوْمَةِ عَلَی الْمَهْرَ الْمَعْلُوْم"

(میں نے اپنی ذات تجھے نکاح میں دے دی معین مدت میں معین مہر پر)

اس کے بعد بلا فاصلہ مرد کہے

"قَبِلْتُ النِّکَاحَ فِی الْمُدَّةِ الْمَعْلُوْمَةِ عَلَی الْمَهْرِ الْمَعْلُوْمِ"

(میں نے معین مدت میں مہر معین پر نکاح قبول کیا)

(۲) ایجاب: "زَوَّجْتُکَ نَفْسِیْ فِی الْمُدَّةِ الْمَعْلُوْمَةِ عَلَی الْمَهْرِ الْمَعْلُوْمِ"

قبول: قَبِلْتُ التَّزْوِیْجَ فِی الْمُدَّةِ الْمَعْلُوْمَةِ عَلَی الْمَهْرِ الْمَعْلُوْمِ

(۳) ایجاب: مُتَّعْتُکَ نَفْسِیْ فِی الْمُدَّةِ الْمَعْلُوْمَةِ عَلَی الْمَهْرِ الْمَعْلُوْمِ۔

قبول: قَبِلْتُ التَّمْتِیْعَ فِی الْمُدَّةِ الْمَعْلُوْمَةِ عَلَی الْمَهْرِ الْمَعْلُوْمِ۔

سید افتخار حسین صاحب مزید لکھتے ہیں:

مہر اور مدت:

عقد منقطع میں مدت اور مہر کا ذکر کیا جانا شرط ہے جان بوجھ کر یا بھولے سے مدت یا مہر کا ذکر نہ ہونے سے متعہ باطل ہوگا اور یہ عقد دائمی میں تبدیل ہو جائے گا۔

چونکہ اہل فقہ جعفریہ کے نزدیک نکاح دائمی میں بھی گواہ یا اعلان شرط نہیں ہوتے اس لئے افتخار حسین صاحب لکھتے ہیں ورنہ یہ عقد دائمی ہو جائے گا (اس لئے) عقد متعہ میں مدت کو مطلق یا معلق رکھنا صحیح نہیں۔ (افتخار)

وضاحت:

جونہی عقد پڑھا جاتا ہے اسی وقت سے عقد متعہ کی مدت شروع ہو جاتی ہے اور طے شدہ وقت دنوں، مہینوں یا سالوں کے بعد ختم ہو جاتی ہے لہٰذا عقد متعہ کو مطلق یا معلق رکھنا صحیح نہیں ہے۔ افتخار صاحب بیان کرتے ہیں:

عقد منقطع کے آثار اور احکام:

نکاح منقطع اور نکاح دائم میں اکثر آثار اور احکام مشترک ہیں لیکن بعض مختلف ہیں۔ مثلاً عقد منقطع (متعہ) میں طلاق، لعان، اور ایلاء نہیں ہیں۔ توارث، نفقہ

اور استمتاع کا وجوب اس بات پر موقوف ہے کہ عقد میں ان کی شرط رکھی جائے۔

اہل تشیع کے نزدیک متعہ میں عزل اور بچے کا حکم:

جواز عزل اور بچے کا الحاق: عقد متعہ میں بیوی کی اجازت کے بغیر عزل جائز ہے اگر وہ حاملہ ہو جائے تو بچہ شوہر کے ساتھ ملحق ہوگا اور اس پر عقد دائم کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچے کے احکام جاری ہوں گے۔

(ص ۲۲۵، قانون مناکحات)

طلاق: عقد متعہ میں طلاق نہیں ہے اس لئے کہ اس میں ابتداء ہی سے مدت معین کی جاتی ہے لہٰذا مدت ختم ہو جانے یا بخش دیئے جانے کی صورت میں عورت مرد سے جدا ہو جائے گی۔ (ص ۲۲۶، قانون مناکحات)

عدت: نکاح منقطع (متعہ) میں مرد اگر معینہ مدت کے دوران بیوی سے مقاربت نہ کرے یہاں تک کہ مدت ختم ہو جائے یا ہمبستری کے بغیر اسے مدت بخش دے تو اس پر عدت گزارنا واجب نہیں ہے لیکن اگر ہمبستری کے بعد مدت ختم ہو یا ہمبستری کے بعد مرد اسے بخش دے اور عورت نابالغ اور یا آئسہ نہ ہو تو اس پر عدت گزارنا واجب ہے۔

وراثت: نکاح غیر دائمی میں میاں بیوی ایک دوسرے کے وارث نہیں بنتے مگر یہ کہ وراثت کو شرط قرار دیں۔

نفقہ: دو صورتوں کے علاوہ (جن کا ذکر تبصرہ ۲۵ میں آئے گا) عقد متعہ میں بیوی نفقہ کا حق نہیں رکھتی۔ (ص ۲۳۰)

استمتاع: نکاح متعہ میں مرد پر عورت کے ساتھ جنسی روابط اور تعلقات

اور استمتاع کا وجوب اس بات پر موقوف ہے کہ عقد میں ان کی شرط رکھی جائے۔

اہل تشیع کے نزدیک متعہ میں عزل اور بچے کا حکم :

جواز عزل اور بچے کا الحاق: عقد متعہ میں بیوی کی اجازت کے بغیر عزل جائز ہے اگر وہ حاملہ ہو جائے تو بچہ شوہر کے ساتھ ملحق ہوگا اور اس پر عقد دائم کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچے کے احکام جاری ہوں گے۔

(ص ۲۲۵، قانون مناکحات)

طلاق: عقد متعہ میں طلاق نہیں ہے اس لئے کہ اس میں ابتداء ہی سے مدت معین کی جاتی ہے لہٰذا مدت ختم ہو جانے یا بخش دیئے جانے کی صورت میں عورت مرد سے جدا ہو جائے گی۔ (ص ۲۲۶، قانون مناکحات)

عدت: نکاح منقطع (متعہ) میں مرد اگر معینہ مدت کے دوران بیوی سے مقاربت نہ کرے یہاں تک کہ مدت ختم ہو جائے یا ہمبستری کے بغیر اسے مدت بخش دے تو اس پر عدت گزارنا واجب نہیں ہے لیکن اگر ہمبستری کے بعد مدت ختم ہو یا ہمبستری کے بعد مرد اسے بخش دے اور عورت نابالغ اور یا آئسہ نہ ہو تو اس پر عدت گزارنا واجب ہے۔

وراثت: نکاح غیر دائمی میں میاں بیوی ایک دوسرے کے وارث نہیں بنتے مگر یہ کہ وراثت کو شرط قرار دیں۔

نفقہ: دو صورتوں کے علاوہ (جن کا ذکر تبصرہ ۲۵ میں آئے گا) عقد متعہ میں بیوی نفقہ کا حق نہیں رکھتی۔ (ص ۲۳۰)

استمتاع: نکاح متعہ میں مرد پر عورت کے ساتھ جنسی روابط اور تعلقات

برقرار رکھنا ضروری نہیں لیکن بیوی کیلئے ضروری ہے کہ وہ بغیر عذر شرعی اور قانون کے شوہر کو تمکین سے نہ روکے۔ متعہ میں عورت کے ساتھ عقد کرنے میں اگرچہ لذت کا حصول مقصود نہ بھی ہو پھر بھی عقد صحیح ہے یعنی اگر کوئی متعہ میں شرط رکھے کہ شوہر اس کے ساتھ ہمبستری نہیں کرے گا تو عقد اور شرط دونوں صحیح ہیں اور شوہر ہمبستری پر راضی ہو جائے تو شوہر اس کے ساتھ ہمبستری کر سکتا ہے۔ (ص ۲۳۱)

افتخار شیعی مزید لکھتے ہیں:

متعاقدین: عقد نکاح میں متعاقدین (زوجین) کے نام اشارہ یا کسی اور وصف کے ذریعہ اس طرح معین کرنا شرط ہے کہ وہ دوسروں سے الگ ہو جائیں نیز جس عورت سے نکاح منقطع (متعہ) کیا جا رہا ہے اس کا مسلمان یا کتابیہ ہونا شرط ہے اس لئے کہ کافرہ غیر کتابیہ، مشرکہ، مرتدہ، اور ناصبیہ (شاید خارجیہ) سے کسی بھی صورت میں نکاح دائمی ہو یا منقطع جائز نہیں ہے ہر وہ عورت جس سے نکاح دائم جائز نہیں ہے اس سے نکاح منقطع بھی جائز نہیں ہے البتہ کتابیہ سے متعہ کیا جا سکتا ہے اگرچہ اس سے نکاح دائم نہیں کیا جا سکتا۔ (ص ۲۱۹)

(دفعہ ۴ ضمن ز) صاحب کتاب لکھتے ہیں اگرچہ مستحب ہے کہ امامی شیعہ امامیہ ہی سے شادی کرے لیکن اس کے لئے جائز ہے کہ وہ ہر مسلمان عورت سے شادی کر سکتا ہے لہٰذا امامیہ (عورت) کے لئے غیر امامی سے جو ناصبی نہ ہو شادی کرنا مکروہ ہے اور ناصبی سے حرام اور ناجائز ہے۔ (ص ۱۴۴)

نواصب اور غلات سے نکاح

صاحب کتاب سید افتخار حسین شیعی نے ناصبی اور ناصبیہ کی وضاحت نہیں

کی، لیکن (دفعہ ۴ ضمن ط) میں لکھتے ہیں کسی مسلمان عورت کا نکاح ناصبی مرد سے اور مسلمان مرد کا ناصبیہ عورت سے جائز نہیں اسی طرح غلات کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔

مستند حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

قَالَ النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ اُمَّتِىْ لَا نَصِيْبَ لَهُمْ مِنَ الْاِسْلَامِ اَلنَّاصِبُ لِاَهْلِ بَيْتِىْ حَرْبًا وَغَالٍ فِى الدِّيْنِ فَارِقٌ مِّنْهُ وَمَنِ اسْتَحَلَّ لَعْنَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْخُرُوْجَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَقَتْلَهُمْ حُرِّمَتْ مَنَاكِحَتُهٗ۔

(بحوالہ وسائل الشیعہ وغیرھا، قانون مناکحات)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے دو گروہ ایسے ہیں جن کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ایک میرے اہل بیت کے ساتھ جنگ کرنے والا ناصبی اور دوسرا دین میں غلو کرنے والا اور اسی وجہ سے دین سے نکل جانے والا اور وہ شخص جس نے امیر المومنین (حضرت علی) پر سب وشتم کو حلال سمجھا اور مسلمانوں کے خلاف خروج اور ان کے قتل کو جائز سمجھا اس کے ساتھ مناکحہ حرام ہے۔

(ص ۱۴۷، قانون مناکحات)

مفتی رفیق کی جانب سے تبصرہ:

متعہ کی تفصیلات لکھنے سے ہمارا مقصد قارئین کو یہ اطلاع فراہم کرنا تھی کہ نکاح متعہ صحیح اور منعقد نہیں ہوتا بلکہ متعہ کو نکاح کہنا بھی صحیح نہیں۔ اس لئے

کی، لیکن (دفعہ ۴ ضمن ط) میں لکھتے ہیں کسی مسلمان عورت کا نکاح ناصبی مرد سے اور مسلمان مرد کا ناصبیہ عورت سے جائز نہیں اسی طرح غلات کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔

مستند حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

قَالَ النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ اُمَّتِيْ لَا نَصِيْبَ لَهُمْ مِنَ الْاِسْلَامِ اَلنَّاصِبُ لِاَهْلِ بَيْتِيْ حَرَبًا وَغَالٍ فِي الدِّيْنِ فَارِقٌ مِّنْهُ وَمَنِ اسْتَحَلَّ لَعْنَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْخُرُوْجَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَقَتْلَهُمْ حُرِّمَتْ مَنَاكِحَتُهٗ۔

(بحوالہ وسائل الشیعہ وغیرھا، قانون مناکحات)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے دو گروہ ایسے ہیں جن کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ایک میرے اہل بیت کے ساتھ جنگ کرنے والا ناصبی اور دوسرا دین میں غلو کرنے والا اور اسی وجہ سے دین سے نکل جانے والا اور وہ شخص جس نے امیر المومنین (حضرت علی) پر سب وشتم کو حلال سمجھا اور مسلمانوں کے خلاف خروج اور ان کے قتل کو جائز سمجھا اس کے ساتھ مناکحۃ حرام ہے۔

(ص ۱۴۷، قانون مناکحات)

مفتی رفیق کی جانب سے تبصرہ:

متعہ کی تفصیلات لکھنے سے ہمارا مقصد قارئین کو یہ اطلاع فراہم کرنا تھی کہ نکاح متعہ صحیح اور منعقد نہیں ہوتا بلکہ متعہ کو نکاح کہنا بھی صحیح نہیں۔ اس لئے

اہلسنّت کے نزدیک متعہ حرام ہے اور یہ زنا کے مشابہ ہے کیونکہ متعہ میں متعاقدین مرد اور عورت خلوت میں بھی ایجاب اور قبول کر لینے سے ایک دوسرے کیلئے حلال ہو جاتے ہیں کوئی دانش ور اور عقلمند اس عقد کو نکاح تصور نہیں کرے گا۔ نہ اس میں گواہ ہوتے ہیں نہ طلاق ہے نہ وراثت نہ مکمل تین حیض عدت ہے آخر زوجہ کے حق میں قانون وراثت اور طلاق اور عدت کا قرآن وحدیث میں ذکر کیوں کیا گیا ہے۔ ہم اصل کتاب میں پہلے اس پر اپنا تبصرہ لکھ چکے ہیں۔ قرآن اور حدیث میں جس نکاح کا ذکر ہے وہ نکاح ہے جس میں گواہ ہوں یا وہ نکاح اعلانیہ ہو جیسے امام مالک فرماتے ہیں جس میں طلاق اور وراثت اور مکمل عدت ہو مطلقہ کی عدت ثلثہ قروء اور متوفی عنہا کی عدت چار ماہ دس دن کا قرآن میں ذکر ہے اور نہ قرآن مجید میں نکاح کے لئے محدود وقت کا ذکر ہے اور اس نکاح متعہ میں محدود اور معین وقت کا ذکر شرط ہے لہٰذا اہل سنت کے نزدیک نکاح متعہ ناجائز ہے۔

موجودہ دور کے مروج نکاحوں سے ایک نکاح مسیار ہے:

یہ نکاح آج کل سعودیہ اور دیگر عربی ممالک میں مروج ہے۔ ''مسیار'' سیر سے مبالغہ کا صیغہ ہے اور سیر کا لغوی معنی زمین پر چلنا ہے۔

مسیار جدید اصطلاح میں نکاح ہے اس نام سے قدیم کتب فقہ میں کوئی نکاح نہیں ہے۔

نکاح مسیار کا ذکر:

نکاح مسیار کی کیفیت نکاح صحیح منعقد کی طرح ہوتی ہے مسلمان زوجین کا گواہوں کی موجودگی میں ایک مجلس میں اصالۃً یا وکالۃً ایجاب اور قبول ہوتا ہے مہر

اگر چہ نکاح کے انعقاد کے لئے شرط نہیں ہے مگر طے شدہ مہر کا ذکر بھی ہوتا ہے عموماً ولی بھی موجود ہوتا ہے اگر چہ احناف کے نزدیک بالغہ عاقلہ خاتون کا کفو میں نکاح کے انعقاد کے لئے ولی کا اذن اور اجازت شرط نہیں ہے ایجاب اور قبول میں محدود اور معین وقت کا ذکر نہیں ہوتا۔ نکاح مسیار میں وراثت اور طلاق اور عدت کاملہ جیسے حقوق کی نفی نہیں ہوتی۔ عموماً نکاح مسیار کفو میں ہی ہوتا ہے بلکہ شوہر نسب اور مال و جاہ میں بیوی سے اعلیٰ ہوتا ہے۔ جب نکاح مسیار میں نکاح صحیح اور نکاح منعقد کے جملہ شرائط موجود ہوتے ہیں تو نکاح مسیار کے انعقاد اور جواز اور فریقین کے لئے ایک دوسرے کے منافع حلال ہو جانے میں کوئی شک نہیں ہے۔ اگر چہ نکاح مسیار میں دوام مقصود نہیں ہوتا، اس لئے فریقین میں سے ہر ایک نکاح منعقد پر مرتب ہونے والے بعض اپنے حقوق سے دستبردار ہونے کا معاہدہ کرتے ہیں (حق وراثت) خالص اور حق سکنی من وجہ شرعی حق ہے۔ ان سے بیوی کا دستبردار ہونا بھی بعض صورتوں میں جائز ہوسکتا ہے۔ اور نفقہ اور حق قسامۃ بیوی کا خالص حق ہے اس سے بیوی دستبردار ہوسکتی ہے اگر بیوی نے سکنی کا مطالبہ نہیں کیا اور اس کے معاوضہ میں مہر کے علاوہ اجرت لے لی یا اجرت معاف کر دی تو سکنی حاصل ہو گیا یا بیوی شوہر کے پاس شوہر کے مکان پر رہنے لگی خواہ وہ ہوٹل کا کمرہ ہو تو بھی سکنی حاصل ہو گیا اور وراثت سے دستبردار ہونے کے باوجود شوہر کی موت کے بعد بیوی وراثت کا مطالبہ تو کر سکتی ہے۔ کیونکہ شوہر کی موت سے پہلے وراثت کے حصہ کی بیوی مالکہ ہی نہیں اور وہ اس کا حق نہیں ہے جس سے دستبردار ہونا معتبر ہو لیکن اگر بیوی وراثت اپنے موہومۃ حصے کا معاوضہ لے کر شوہر سے معاہدہ کرتی ہے کہ میں وراثت کا مطالبہ نہیں کروں گی اور آپ کی موت کے بعد میرا وراثت

اگر چہ نکاح کے انعقاد کے لئے شرط نہیں ہے مگر طے شدہ مہر کا ذکر بھی ہوتا ہے عموماً ولی بھی موجود ہوتا ہے اگر چہ احناف کے نزدیک بالغہ عاقلہ خاتون کا کفو میں نکاح کے انعقاد کے لئے ولی کا اذن اور اجازت شرط نہیں ہے ایجاب اور قبول میں محدود اور معین وقت کا ذکر نہیں ہوتا۔ نکاح مسیار میں وراثت اور طلاق اور عدت کاملہ جیسے حقوق کی نفی نہیں ہوتی۔ عموماً نکاح مسیار کفو میں ہی ہوتا ہے بلکہ شوہر نسب اور مال و جاہ میں بیوی سے اعلیٰ ہوتا ہے۔ جب نکاح مسیار میں نکاح صحیح اور نکاح منعقد کے جملہ شرائط موجود ہوتے ہیں تو نکاح مسیار کے انعقاد اور جواز اور فریقین کے لئے ایک دوسرے کے منافع حلال ہو جانے میں کوئی شک نہیں ہے۔ اگر چہ نکاح مسیار میں دوام مقصود نہیں ہوتا، اس لئے فریقین میں سے ہر ایک نکاح منعقد پر مرتب ہونے والے بعض اپنے حقوق سے دستبردار ہونے کا معاہدہ کرتے ہیں (حق وراثت) خالص اور حق سکنی من وجہ شرعی حق ہے۔ ان سے بیوی کا دستبردار ہونا بھی بعض صورتوں میں جائز ہوسکتا ہے۔ اور نفقہ اور حق قسامة بیوی کا خالص حق ہے اس سے بیوی دستبردار ہوسکتی ہے اگر بیوی نے سکنی کا مطالبہ نہیں کیا اور اس کے معاوضہ میں مہر کے علاوہ اجرت لے لی یا اجرت معاف کر دی تو سکنی حاصل ہو گیا یا بیوی شوہر کے پاس شوہر کے مکان پر رہنے لگی خواہ وہ ہوٹل کا کمرہ ہو تو بھی سکنی حاصل ہو گیا اور وراثت سے دستبردار ہونے کے باوجود شوہر کی موت کے بعد بیوی وراثت کا مطالبہ تو کرسکتی ہے۔ کیونکہ شوہر کی موت سے پہلے وراثت کے حصہ کی بیوی مالکہ ہی نہیں اور وہ اس کا حق نہیں ہے جس سے دستبردار ہونا معتبر ہو لیکن اگر بیوی وراثت اپنے موہومة حصے کا معاوضہ لے کر شوہر سے معاہدہ کرتی ے کہ میں وراثت کا مطالبہ نہیں کروں گی اور آپ کی موت کے بعد میرا وراثت

میں کوئی حق نہیں ہوگا یہ بھی جائز ہے جیسے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی چوتھی بیوی کے ساتھ کیا تھا۔ (سراجی)

چونکہ نکاح مسیار میں ذکر کردہ امور پر عرف موجود ہے اس لئے مذکورہ امور سے دستبردار ہونے کا ذکر شرط نہیں المعروف کالمشروط ہوتا ہے اگر نکاح مسیار میں اولاد پیدا ہو جائے اس کا نسب والد سے ثابت ہوگا۔

آخر نکاح مسیار کرنے کا سبب کیا ہے؟

ظاہر یہ ہے کہ عموماً نکاح مسیار بھاری بھرکم مہر کے معاوضہ میں وہ شوہر کرتا ہے جو زنا سے بچنا چاہتا ہے ورنہ موجودہ زمانہ میں زنا اتنا سستا ہوگیا ہے کہ نکاح کی ضرورت نہیں، لذت اور شہوت کی تسکین زنا سے بھی کی جا سکتی ہے۔ موجودہ دور میں عریانی، عیاشی، فحاشی کا عروج ہے دنیا بھر میں خواہ اسلامی مما لک ہوں یا غیر اسلامی ان میں ہوٹل اور کلب وغیرہا عصمت فروشی کیلئے منڈی بن چکے ہیں۔ ایک سیاح یا تاجر اگر ناجائز شہوت رانی کرنا چاہے اس کے لئے کوئی چیز رکاوٹ نہیں بلکہ آج کل فون وغیرہ کے ساتھ رابطہ کے علاوہ عریان خواتین رہائش کے کمروں میں داخل ہوکر گناہ کی ترغیب دیتی ہیں۔ مسلسل حربی حالات کی وجہ سے لاکھوں لوگ مارے جا چکے ہیں جن کی بیویاں بیوہ اور بیٹیاں یتیم ہو چکی ہیں۔ مجھے جناب سیٹھ محمد صدیق صاحب نے بتایا تھا عراق میں فقر و تنگدستی کی وجہ سے اشراف لوگ سادات اور علماء بھی اپنی بیٹیوں اور خواتین کو جبراً گھر سے باہر جانے کا حکم دیتے ہیں کہ کہیں سے پیسے حاصل کر کے لے آؤ۔ یہ حال عراق اور ایران کی جنگ سے لے کر آج تک جاری ہے۔ وہ کہنے لگے جگہ جگہ شاہراہوں پر کیبن

بنے ہوئے ہیں اور بھوک سے تنگ خواتین اپنی عصمت فروخت کر کے اپنی اور خاندان کی کفالت کر رہی ہیں۔ ایک دوست جہانگیر صاحب کہتے ہیں مشرقِ وسطٰی کی ان ریاستوں کا بھی یہی حال ہے جن کو حال ہی میں روس نے آزاد کیا۔ ایک دوست مولانا کہتے ہیں افغانستان میں روس کے قبضہ سے لے کر امریکی مظالم اور تورا بورا کے غاروں میں آگ اور بارود کی بارش کرنے اور خودکش بم دھماکوں گوانتاناموبیہ کی جیلوں کے مظالم تک لاکھوں آدمی مارے جا چکے جن کی خواتین بے سہارا ہیں، کوئی کفیل نہیں۔ انہیں نہایت سستے داموں فروخت کر دیا جاتا ہے۔ ہمارے دوست مولانا فرماتے ہیں کابل میں خواتین کی بیع وشراء کی منڈی لگتی ہے۔ ایک بوری گندم کے معاوضہ میں خوبصورت نوجوان لڑکی مل جاتی ہے۔ آج کل شام اور مصر کی یہی حالت ہے۔ پیر نقیب الرحمٰن صاحب ایک جلسہ میں فرما رہے تھے میں نے یورپی ممالک میں فٹ پاتھوں پر شامی اور مصری خواتین اور بچیوں کو آہ وزاری کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ لیبیا اور دیگر مسلم ممالک جہاں جہاں داعش کے ذریعہ امریکی اور اسرائیلی یہودی اور عیسائی مسلمانوں کو جانوروں کی طرح ذبح کر رہے ہیں اور خون کی ندیاں بہائی جا رہی ہیں ان ملکوں کی خواتین ہجرت کر کے یورپی ممالک چلی گئی ہیں۔ ان کا ذریعہ معاش عصمت فروشی ہے۔ یا پھر غیر دائمی نکاح جیسے نکاح مسیار نیز ہمارے معاشرہ میں مرد حضرات عام حالات میں اعلانیہ دوسری شادی نہیں کر سکتے۔ مگر پہلی بیوی مفلوج ہو جائے یا استحاضہ یا لیکوریا کی مریضہ ہو جائے یا غیر متوازن موٹاپے کا شکار ہو جائے اور پرکشش نہ رہے یا حرمت مصاہرۃ کی وجہ سے حرام ہوگئی ہو۔ اب شوہر نوجوان کے لئے جواز کے دو راستے ہیں یا تو صبر کرے یا مسیار جیسا خفیہ نکاح کر لے۔ اگر ایسا نہیں کرے گا تو

بنے ہوئے ہیں اور بھوک سے تنگ خواتین اپنی عصمت فروخت کر کے اپنی اور خاندان کی کفالت کر رہی ہیں۔ ایک دوست جہانگیر صاحب کہتے ہیں مشرقِ وسطیٰ کی ان ریاستوں کا بھی یہی حال ہے جن کو حال ہی میں روس نے آزاد کیا۔ ایک دوست مولانا کہتے ہیں افغانستان میں روس کے قبضہ سے لے کر امریکی مظالم اور تورا بورا کے غاروں میں آگ اور بارود کی بارش کرنے اور خودکش بم دھماکوں گوانتانامویہ کی جیلوں کے مظالم تک لاکھوں آدمی مارے جا چکے جن کی خواتین بے سہارا ہیں، کوئی کفیل نہیں۔ انہیں نہایت سستے داموں فروخت کر دیا جاتا ہے۔ ہمارے دوست مولانا فرماتے ہیں کابل میں خواتین کی بیع وشراء کی منڈی لگتی ہے۔ ایک بوری گندم کے معاوضہ میں خوبصورت نوجوان لڑکی مل جاتی ہے۔ آج کل شام اور مصر کی یہی حالت ہے۔ پیر نقیب الرحمٰن صاحب ایک جلسہ میں فرما رہے تھے میں نے یورپی ممالک میں فٹ پاتھوں پر شامی اور مصری خواتین اور بچیوں کو آہ وزاری کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ لیبیا اور دیگر مسلم ممالک جہاں جہاں داعش کے ذریعہ امریکی اور اسرائیلی یہودی اور عیسائی مسلمانوں کو جانوروں کی طرح ذبح کر رہے ہیں اور خون کی ندیاں بہائی جا رہی ہیں ان ملکوں کی خواتین ہجرت کر کے یورپی ممالک چلی گئی ہیں۔ ان کا ذریعہ معاش عصمت فروشی ہے۔ یا پھر غیر دائمی نکاح جیسے نکاح مسیار نیز ہمارے معاشرہ میں مرد حضرات عام حالات میں اعلانیہ دوسری شادی نہیں کر سکتے۔ مگر پہلی بیوی مفلوج ہو جائے یا استحاضہ یا لیکوریا کی مریضہ ہو جائے یا غیر متوازن موٹاپے کا شکار ہو جائے اور پرکشش نہ رہے یا حرمت مصاہرۃ کی وجہ سے حرام ہوگئی ہو۔ اب شوہر نوجوان کے لئے جواز کے دو راستے ہیں یا تو صبر کرے یا مسیار جیسا خفیہ نکاح کر لے۔ اگر ایسا نہیں کرے گا تو

شوہر زندگی کے بقیہ ایام کس طرح گزارے گا۔ اور اگر آدمی بوڑھا ہے اور بیوی خدمت سے قاصر ہے وہ اپنی زندگی کے بقیہ ایام کیسے گزارے۔ آدمی بڑھاپے میں کمر بند باندھنے میں محتاج اور زیر ناف امراض میں مبتلا بھی ہوسکتا ہے وہ دوسرا نکاح نہ کرے تو بیچارہ کیا کرے۔ ہمارے ایک معمر دوست کی بیوی فوت ہوگئی اس نے دوسری شادی کر لینے کا اظہار کیا اس کے بیٹے اور بیٹیوں اور دامادوں نے اُسے دھمکیاں دیں، دھکے دیئے، منع کیا اور نہایت ذلیل کیا، کہنے لگے تم نوکرانی رکھ لو یا نوکر رکھ لو مگر دوسرا نکاح نہ کرو۔ کیونکہ دوسری بیوی وراثت میں جائیداد اور مال و دولت کا کافی حصہ لے جائے گی۔ والد نے جواب دیا اگر میں بیمار ہو جاؤں، اور استنجا اور زیر ناف زخموں کی مرہم پٹی کی دوسرے آدمی کی ضرورت پڑ جائے تو کیا غیر محرم نوکرانی یا نوکر یہ کام کر سکے گا۔ جب وہ آدمی تنگ آیا اس نے بیٹوں اور بیٹیوں کو اپنی مملوکہ جائیداد گفٹ کر دی اور اپنی ضرورت کے لئے کچھ جائیداد باقی رکھی۔ انہوں نے دوسری شادی کر لی اور بقیہ ایام آرام سے گزر رہے ہیں۔ وارثوں سے کہہ دیا جس جائیداد کی وجہ سے مجھے پریشان کر رہے تھے لے لو اور مجھے اپنی زندگی کے بقیہ ایام آسانی سے گزارنے میں رکاوٹ نہ بنو۔

حاصل کلام یہ ہے کہ نکاح مسیار بھی وہی خواتین یا حضرات کرتے ہیں جو مجبور ہوتے ہیں اور باعفت اور پاک دامن رہنا چاہتے ہیں۔ ایسے حالات میں اصحاب دولت ثروت حضرات اگر عفت اور خاتون کی کفالت کے ارادہ سے نکاح مسیار کرتے ہیں یہ نہ صرف جائز بلکہ باعث اجر اور ثواب ہے۔ کتب فقہ میں مذکور ہے: ''**النکاح عند التوقان واجب**'' غلبہ شہوت کے وقت نکاح کرنا واجب ہے۔ اگر مفتیانِ کرام مطلقاً نکاح مسیار کے عدم جواز کا فتویٰ دیں تو لوگ مسیار کو

چھوڑ کر زنا کرنا شروع کر دیں گے۔ جب عریان معاصی نوجوانوں کے گھر پر دستک دیں تو یوسف علیہ السلام کا کردار کون ادا کر سکتا ہے۔ اس لئے میری ناقص رائے میں اس زمانہ کا تقاضہ ہے وہ عارضی نکاح جن میں نکاح کے انعقاد کی سب شرائط موجود ہوں اور موانع مرتفع ہوں، ایسے نکاحوں کے جواز کا فتویٰ دینا چاہئے۔ کیونکہ نکاح کی شرائط کے باوجود نکاح کو فاسد یا باطل اور مجامعت کو زنا تو نہیں کہہ سکتے۔

نکاح مسیار کے جواز پر علماء عرب کے اقوال:

سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض کی عدالت عظمیٰ کے قاضی شیخ ابراہیم بن صالح الخضیری کہتے ہیں نکاح مسیار شرعاً جائز اور ہمارے زمانے کی ضرورت ہے۔ خصوصاً ایسے حالات میں جب کہ ایک طرف ایسے مردوں کی کثرت ہے جنہیں گناہوں میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے اور دوسری طرف ایسی خواتین کی شدید ضرورت ہے جو انہیں پاک دامن رکھ سکیں تعدد ازواج ایک شرعی اصل ہے جس کی حکمت بھی یہی ہے کہ جہاں تک ہو سکے عورتوں کی ایک بڑی تعداد کو پاک دامن رکھا جائے۔ خدا کی حمد ثناء اور اس کا احسان ہے کہ مجھے نکاح مسیار میں کوئی خلاف شرع چیز دکھائی نہیں دے رہی بلکہ اس میں خاص حالات میں رہنے والی بہت سی عورتوں کے لئے عفت اور پاک دامنی کا سامان موجود ہے اور یہ زنا کے خلاف جنگ اور اس کے خاتمے کا بہترین سبب ہے۔

(۲) نکاح مسیار صحیح ہے لیکن اس کے ضمن میں کی جانے والی شرائط لازم نہیں ہیں۔ شیخ احمد الراجحی الکرومی، الشیخ یوسف المطلق، ڈاکٹر حسین بن محمد بن عبداللہ اسی نظریہ کے قائل ہیں۔ (قانون مناکحات، ص ۲۳۶)

چھوڑ کر زنا کرنا شروع کر دیں گے۔ جب عریان معاصی نوجوانوں کے گھر پر دستک دیں تو یوسف علیہ السلام کا کردار کون ادا کرسکتا ہے۔ اس لئے میری ناقص رائے میں اس زمانہ کا تقاضہ ہے وہ عارضی نکاح جن میں نکاح کے انعقاد کی سب شرائط موجود ہوں اور موانع مرتفع ہوں، ایسے نکاحوں کے جواز کا فتویٰ دینا چاہئے۔ کیونکہ نکاح کی شرائط کے باوجود نکاح کو فاسد یا باطل اور مجامعت کو زنا تو نہیں کہہ سکتے۔

نکاح مسیار کے جواز پر علماء عرب کے اقوال:

سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض کی عدالت عظمٰی کے قاضی شیخ ابراہیم بن صالح الخضیری کہتے ہیں نکاح مسیار شرعاً جائز اور ہمارے زمانے کی ضرورت ہے۔خصوصاً ایسے حالات میں جب کہ ایک طرف ایسے مردوں کی کثرت ہے جنہیں گناہوں میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے اور دوسری طرف ایسی خواتین کی شدید ضرورت ہے جو انیں پاک دامن رکھ سکیں تعدد ازواج ایک شرعی اصل ہے جس کی حکمت بھی یہی ہے کہ جہاں تک ہو سکے عورتوں کی ایک بڑی تعداد کو پاک دامن رکھا جائے۔ خدا کی حمد ثناء اور اس کا احسان ہے کہ مجھے نکاح مسیار میں کوئی خلاف شرع چیز دکھائی نہیں دے رہی بلکہ اس میں خاص حالات میں رہنے والی بہت سی عورتوں کے لئے عفت اور پاک دامنی کا سامان موجود ہے اور یہ زنا کے خلاف جنگ اور اس کے خاتمے کا بہترین سبب ہے۔

(۲) نکاح مسیار صحیح ہے لیکن اس کے ضمن میں کی جانے والی شرائط لازم نہیں ہیں۔ شیخ احمد الراجحی الکرومی، الشیخ یوسف المطلق، ڈاکٹر حسین بن محمد بن عبداللہ اسی نظریہ کے قائل ہیں۔ (قانون مناکحات، ص ۲۳۶)

وھبہ الزحیلی مسیار کے بارے میں لکھتے ہیں: ''مسیار ایک ایسا نکاح ہے جو ایجاب اور قبول کے ساتھ، گواہوں اور ولی کی موجودگی میں مرد اور عورت کے درمیان طے شدہ مہر کے ساتھ اس بنیاد پر منعقد ہوتا ہے کہ عورت اپنے بعض مادی حقوق جیسے مسکن اور اپنے اور اپنی ہونے والی اولاد کے نفقہ اور بعض معنوی حقوق جیسے قسامت اور مبیت سے دستبردار ہوگی اور محض اس چیز پر اکتفاء کرے گی کہ مرد کبھی کبھار اس کے پاس چکر لگا لے یہ عقد طرفین کی طرف سے اعلانیہ بھی ہوسکتا ہے اور باقاعدہ اس کا اندراج کروایا جاتا ہے۔ اور خفیہ بھی طرفین اس بات پر اتفاق بھی کر سکتے ہیں کہ اس عقد میں نسب اور میراث کا مسئلہ محفوظ رہے البتہ عورت گھر سے باہر جانے میں آزاد ہے اور شوہر کی (بار بار) اجازت کی پابند نہیں ہے۔ اس لئے کہ نفقہ کی شرط نہیں ہے۔ (بحوالہ قضا الفقہ والفکر المعاصر وھبہ الزحیلی، ص ۸۴، تاریخ اشاعت ۱۴۲۸ھ، ق دارالفکر دمشق، شام)

ڈاکٹر یوسف قرضاوی لکھتے ہیں۔ نکاح مسیار ایک ایسی شادی ہے جس میں مرد عورت کے گھر جاتا ہے جبکہ عورت مرد کے گھر منتقل نہیں ہوتی اور اس کی پہلی بیوی اس کے گھر میں موجود ہوتی ہے۔ جس پر نکاح کی چاروں شرائط پوری کی جاتی ہیں اور اس دوسری بیوی پر صرف دو شرائط عائد ہوتی ہیں۔ رہائش اور دیگر اخراجات یعنی نان ونفقہ وغیرہ۔ بیوی شوہر کو معاف کر دیتی ہے اس میں محض ایجاب اور قبول ہوتا ہے جبکہ مدت اور مہر کا تعین نہیں کیا جاتا اور کہا جاتا ہے کہ ایسا نکاح شریعت کے مطابق صحیح ہے کہ جب نکاح کی شرائط پوری ہوں اور صرف عورت اپنے بعض حقوق خاوند کو معاف کر دے تو اس کے جواز میں کوئی شک نہیں۔ (الفتاویٰ المعاصر ڈاکٹر یوسف قرضاوی، ج ۳، ص ۲۸۷)

مجھے انٹرنیٹ سے مستخرجہ ابحاث کثیرہ کا ذکر کرنا غیر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ مستند علماء کرام نکاح مسیار کے جواز اور صحت کے قائل ہیں ہم نے صحت اور انعقاد نکاح کی شرائط ذکر کر دی ہیں۔ لہٰذا جو نکاح اس معیار پر پورا اترے گا وہ جائز ہوگا۔ نکاح مسیار نکاح متعہ نہیں ہوتا کیونکہ متعہ میں گواہ نہیں ہوتے اور محدود وقت کا ذکر شرط ہے نہ اس میں نفقہ ہے نہ طلاق ہے نہ کامل عدت ہے۔ لونڈیوں کی طرح عدت دو حیض ہوتی ہے، اور نہ وراثت ہے جبکہ نکاح مسیار میں سب نکاح کی شرائط موجود ہوتی ہیں اور کوئی شرعی مانع نہیں ہوتا۔

حدیث شریف میں مذکور ہے:

قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم انما الاعمال بالنیات وانما لامرء ما نویٰ فمن کانت هجرته الی اللّٰہ ورسوله فهجرته الی اللّٰہ ورسوله ومن کانت هجرته الی دنیا یصیبها او امرء ة یتزوجها فهجرته الی ما هاجر الیه۔

(متفق علیہ، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت عمر بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اعمال نیت کے ساتھ ہی ہیں اور بے شک آدمی کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی پس وہ شخص جس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہے۔ پس اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہے اور وہ شخص جس کی ہجرت دنیا کیلئے ہے تاکہ دنیا پالے یا عورت کیلئے ہے جس کے ساتھ وہ نکاح کرے پس اس کی ہجرت اسی چیز کی طرف ہے جس کیلئے اس نے ہجرت کی ہے۔

مجھے انٹرنیٹ سے مستخرجہ ابحاث کثیرہ کا ذکر کرنا غیر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ مستند علماء کرام نکاح مسیار کے جواز اور صحت کے قائل ہیں ہم نے صحت اور انعقاد نکاح کی شرائط ذکر کر دی ہیں۔ لہٰذا جو نکاح اس معیار پر پورا اترے گا وہ جائز ہوگا۔ نکاح مسیار نکاح متعہ نہیں ہوتا کیونکہ متعہ میں گواہ نہیں ہوتے اور محدود وقت کا ذکر شرط ہے نہ اس میں نفقہ ہے نہ طلاق ہے نہ کامل عدت ہے۔ لونڈیوں کی طرح عدت دو حیض ہوتی ہے، اور نہ وراثت ہے جبکہ نکاح مسیار میں سب نکاح کی شرائط موجود ہوتی ہیں اور کوئی شرعی مانع نہیں ہوتا۔

حدیث شریف میں مذکور ہے:

قال قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم انما الاعمال بالنيات وانما لامرء مانوىٰ فمن كانت هجرته الى اللّٰه ورسوله فهجرته الى اللّٰه ورسوله ومن كانت هجرته الى دنيا يصيبها او امرء ة يتزوجها فهجرته الى ما هاجر اليه۔

(متفق علیہ، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت عمر بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اعمال نیت کے ساتھ ہی ہیں اور بے شک آدمی کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی پس وہ شخص جس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہے۔ پس اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہے اور وہ شخص جس کی ہجرت دنیا کیلئے ہے تا کہ دنیا پالے یا عورت کیلئے ہے جس کے ساتھ وہ نکاح کرے پس اس کی ہجرت اسی چیز کی طرف ہے جس کیلئے اس نے ہجرت کی ہے۔

یہاں شارحین حدیث مہاجر ام قیس کا واقعہ ذکر کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود بیان کرتے ہیں ایک آدمی نے مدینہ منورہ میں ایک خاتون کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ اس عورت کا نام ام قیس تھا، اس نے نکاح کرنے سے انکار کر دیا۔ مگر یہ کہ وہ ہجرت کر لے۔ (اور مدینہ منورہ آ جائے) اس نے ہجرت کر کے ام قیس کے ساتھ نکاح کر لیا، اس شخص کو مہاجر ام قیس کہا جاتا تھا۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

اس حدیث سے معلوم ہوا، اگر کوئی شخص نکاح مسنون کے لئے بھی ہجرت کرے تو اسے ہجرت کا ثواب نہیں ملے گا۔ اگرچہ نکاح منعقد ہو جائے گا یعنی نکاح میں دو چیزیں ہوتی ہیں ایک نکاح کی صحت اور انعقاد اور اس کا اجرا اور ثواب۔ اگر اجر اور ثواب کسی وجہ سے نہ ہو پائے تو نکاح کا باطل ہونا لازم نہیں آتا۔ لہٰذا نکاح مسیار کرنے والے فریقین کی نیت عفت اور زنا جیسی بدکرداری سے بچنا مقصود ہو یا بے سہارا خاتون کی کفالت مقصود ہو، اگرچہ فریقین بعض حقوق سے دستبردار ہونے کا معاہدہ کر لیں تو زوجین ثواب کے مستحق ہوں گے۔

نیز علامہ شامی نے ایک مقام پر فقہاء کا قول نقل کیا: اَلْاُمُــــــــوْرُ بِـمَـقَاصِدِهَا امور کی مدار مقاصد پر ہوتی ہے۔ نکاح مسیار میں اگر فریقین کی نیت عفت اور پاک دامنی اور بیوی کی مہر دے کر کفالت کرنا مقصود ہو ضرر اور نقصان یا ایذا کا ارادہ نہ ہو اور طے شدہ امور سے انحراف کا ارادہ نہ ہو تو نکاح مسیار میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ باقی شرائط کے علاوہ اس میں مدت کا تعین بھی نہیں ہوتا۔ ہمارے احناف کی کتابوں میں تو یہاں تک بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص ایجاب اور قبول میں وقت کے تعین کو ایجاب اور قبول کا حصہ نہیں بناتا عقد سے پہلے فریقین مدت معینہ طے کر لیتے ہیں یا شوہر ایجاب یا قبول میں بیوی سے کہتا ہے میں نکاح

کرتا ہوں یا نکاح قبول کرتا ہوں مگر تین ماہ بعد تجھے طلاق دے دوں گا یا بیوی تفویض طلاق میں کہتی ہے میں مدت معینہ کے بعد طلاق واقع کرلوں گی۔ پھر بھی بغیر کراہت کے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ حالانکہ نکاح مسیار میں یہ بھی نہیں ہوتا اور اگر نکاح مسیار میں فریقین میں سے کسی کی نیت ضرر اور نقصان پہنچانا مقصود ہو کہ خاتون معلق ہو کر رہ جائے تو نکاح مسیار کی کیا تخصیص ہے۔

نکاح مسنون دائمی کا بھی یہی حکم ہے۔ ہمارے معاشرہ میں بیسوں دائمی صحیح مسنون نکاح ایسے ہوتے ہیں جن میں فریقین کی نیت انتقام اور ضد اور رسم و رواج میں بدلہ لینا ہوتا ہے۔ وٹے کے رشتے اور وٹی کے رشتوں میں کتنا ظلم ہوتا ہے تو کیا ہم فتویٰ دے سکتے ہیں کہ نکاح مسنون دائمی بھی مطلقاً ناجائز ہے؟

قرآنِ مجید میں وارد ہے:

فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ط تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ط وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ ط فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ (ص ۲۲۹، بقرہ)

پس اگر تمہیں خوف ہو کہ زوجین اللہ تعالیٰ کی حدود قائم نہیں رکھیں گے تو دونوں (زوجین پر الگ ہو جانے میں) کوئی گناہ نہیں۔ یہ کہ بیوی شوہر کو اپنا فدیہ دے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں پس ان سے تجاوز نہ کرو اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کریں گے پس وہی لوگ ظالم ہیں۔

مخصوص حالات میں دونوں فریقین کو الگ ہو جانے کی اجازت ہے لہٰذا نکاح مسیار میں بھی ظلم اور تعدی کے وقت فریقین کو خلع اور طلاق کے ذریعہ الگ

کرتا ہوں یا نکاح قبول کرتا ہوں مگر تین ماہ بعد تجھے طلاق دے دوں گا یا بیوی تفویض طلاق میں کہتی ہے میں مدت معینہ کے بعد طلاق واقع کرلوں گی۔ پھر بھی بغیر کراہت کے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ حالانکہ نکاح مسیار میں یہ بھی نہیں ہوتا اور اگر نکاح مسیار میں فریقین میں سے کسی کی نیت ضرر اور نقصان پہنچانا مقصود ہو کہ خاتون معلق ہو کر رہ جائے تو نکاح مسیار کی کیا تخصیص ہے۔

نکاح مسنون دائمی کا بھی یہی حکم ہے۔ ہمارے معاشرہ میں بیسوں دائمی صحیح مسنون نکاح ایسے ہوتے ہیں جن میں فریقین کی نیت انتقام اور ضد اور رسم و رواج میں بدلہ لینا ہوتا ہے۔ وٹے کے رشتے اور وٹی کے رشتوں میں کتنا ظلم ہوتا ہے تو کیا ہم فتویٰ دے سکتے ہیں کہ نکاح مسنون دائمی بھی مطلقاً ناجائز ہے؟

قرآنِ مجید میں وارد ہے:

فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ط تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ط وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ ط فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ (ص ۲۲۹، بقرہ)

پس اگر تمہیں خوف ہو کہ زوجین اللہ تعالیٰ کی حدود قائم نہیں رکھیں گے تو دونوں (زوجین پر الگ ہو جانے میں) کوئی گناہ نہیں۔ یہ کہ بیوی شوہر کو اپنا فدیہ دے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں پس ان سے تجاوز نہ کرو اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کریں گے پس وہی لوگ ظالم ہیں۔

مخصوص حالات میں دونوں فریقین کو الگ ہو جانے کی اجازت ہے لہٰذا نکاح مسیار میں بھی ظلم اور تعدی کے وقت فریقین کو خلع اور طلاق کے ذریعہ الگ

ہو جانے کی اجازت ہوگی۔ لہٰذا نکاح مسیار کے جواز اور صحت میں کوئی شک اور شبہ نہیں ہے۔

شیخ عبدالعزیز بن باز لکھتے ہیں: اگر نکاح میں شرعی طور پر معتبر شرائط پائی جائیں تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور وہ شرائط ولی کی اجازت، زوجین کی رضامندی، دو گواہوں کی موجودگی، زوجین کا موانع نکاح سے خالی ہونا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان عام ہے:

اَحَقُّ مَا اَوْفَیْتُمْ مِّنَ الشُّرُوْطِ اَنْ تُوْفُوْا مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ۔

یعنی وہ شرائط جو سب سے زیادہ پورے کئے جانے کی سزاوار ہیں وہ ہیں جن شرائط سے تم عورتوں کی شرمگاہوں کو حلال کرتے ہو۔

نیز یہ حدیث نبوی بھی عام ہے اَلْمُسْلِمُوْنَ عِنْدَ شُرُوْطِهِمْ۔ لہٰذا جب زوجین اس بات پر راضی ہیں کہ بیوی اپنے گھر والوں کے پاس رہے شوہر رات کو یا دن کو اس کے پاس آئے یا صرف دن کو آئے یا معین دنوں یا معین راتوں میں آئے گا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (قانون مناکحت بحوالہ رسالہ الجزیرۃ، ص ۲۳۵)

شیخ الازہر سید محمد طنطاوی سے جب نکاح مسیار کے متعلق سوال کیا گیا آپ نے فرمایا یہ نکاح عقد ایجاب اور قبول اور گواہوں اور ولی کی اجازت سے مکمل ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ صحیح نکاح ہے اگر بیوی اپنے حقوق سے دستبردار ہونے پر راضی ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سابق مفتی مصر شیخ نصر فرید واصل نے نکاح مسیار کو جائز کہا اور وقت کی ضرورت قرار دیا۔ (ماخوذ از انٹرنیٹ)

غیر دائمی دیگر نکاحوں کا ذکر:

موجودہ پرفتن دور میں جنسی تسکین کے لئے غیر مسلم یورپی و دیگر ممالک میں زنا عیب شمار نہیں کیا جاتا، شراب اور زنا کے لئے مختلف سینٹر موجود ہیں اور مختلف چینلز اور ویب سائٹز پر عریان اجسام کے جنسی عمل کے ساتھ اشتہارات اور ترغیبی اعلانات اور رابطہ نمبر دیئے جاتے ہیں۔ ان ممالک میں نکاح کوئی مسئلہ ہے نہ ضرورت۔ اسلامی ممالک خصوصاً عرب ممالک میں بھی شراب اور زنا کی کثرت ہے مگر بعض خواتین اور حضرات زنا جیسی بدکاری سے محفوظ رہنے کے لئے یا دیگر دنیاوی مقاصد حاصل کرنے کے لئے غیر دائمی نکاح کا سہارا لیتے ہیں۔ عفت اور پاک دامن رہنے یا نان اور نفقہ اور اولاد کی کفالت کے لئے نکاح کرنے کے واقعات صحابہ کرام اور صحابیات کی سیرت پڑھنے سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بعض خواتین اور حضرات کو مغلوب الشہوت پیدا فرماتا ہے۔ اور بے انتہا قوت باہ عطا فرماتا ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں ارشاد مبارک ہے **من استطاع منکر الباءۃ فلیتزوج الحدیث** جو شخص قوت باہ اور جنسی عمل کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اَنَا رَجُلٌ مَذَّاءٌ میں نہایت مذی والا آدمی ہوں۔ مذی آلۂ تناسل کے انتشار کے وقت لاحق ہوتی ہے۔ یہ مغلوب الشہوت ہونے کی علامت ہے۔

معلوم ہوا آپ مغلوب الشہوت تھے یہی وجہ تھی کہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد آپ نے پہلے ہفتہ میں ہی دوسری شادی فرمالی اور پھر آپ کے پاس بیک وقت چار نکاح والی بیویاں اور سترہ کنیزیں ہوتی تھیں۔ آپ کے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقریباً دوسو کے قریب

غیر دائمی دیگر نکاحوں کا ذکر:

موجودہ پرفتن دور میں جنسی تسکین کے لئے غیر مسلم یورپی و دیگر ممالک میں زنا عیب شمار نہیں کیا جاتا، شراب اور زنا کے لئے مختلف سینٹر موجود ہیں اور مختلف چینلز اور ویب سائٹز پر عریان اجسام کے جنسی عمل کے ساتھ اشتہارات اور ترغیبی اعلانات اور رابطہ نمبر دیئے جاتے ہیں۔ ان ممالک میں نکاح کوئی مسئلہ ہے نہ ضرورت۔ اسلامی ممالک خصوصاً عرب ممالک میں بھی شراب اور زنا کی کثرت ہے مگر بعض خواتین اور حضرات زنا جیسی بدکاری سے محفوظ رہنے کے لئے یا دیگر دنیاوی مقاصد حاصل کرنے کے لئے غیر دائمی نکاح کا سہارا لیتے ہیں۔ عفت اور پاک دامن رہنے یا نان اور نفقہ اور اولاد کی کفالت کے لئے نکاح کرنے کے واقعات صحابہ کرام اور صحابیات کی سیرت پڑھنے سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بعض خواتین اور حضرات کو مغلوب الشہوت پیدا فرماتا ہے۔ اور بے انتہا قوت باہ عطا فرماتا ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں ارشاد مبارک ہے **من استطاع منکر الباء ة فلیتزوج الحدیث** جو شخص قوت باہ اور جنسی عمل کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **اَنَا رَجُلٌ مَذَّاءٌ** میں نہایت مذی والا آدمی ہوں۔ مذی آلۂ تناسل کے انتشار کے وقت لاحق ہوتی ہے۔ یہ مغلوب الشہوت ہونے کی علامت ہے۔

معلوم ہوا آپ مغلوب الشہوت تھے یہی وجہ تھی کہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد آپ نے پہلے ہفتہ میں ہی دوسری شادی فرما لی اور پھر آپ کے پاس بیک وقت چار نکاح والی بیویاں اور سترہ کنیزیں ہوتی تھیں۔ آپ کے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقریباً دوسو کے قریب

یکے بعد دیگرے شادیاں فرمائیں۔ خود سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم چار ہزار آدمیوں کی قوت باہ رکھتے تھے اور بسااوقات اپنی جنسی خواہش دن کو بھی پوری فرما لیتے تھے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ فرماتی ہیں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے پیش نظر ہر وقت صاف ستھری رہتی تھی حتیٰ کہ نفلی روزے بھی نہیں رکھتی تھی تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگر دن کو جنسی تسکین چاہیں تو میں تیار رہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیک وقت یکے بعد دیگرے ساری ازواج سے مباشرت فرمایا کرتے اور قوت میں کمی نہ آتی۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رمضان المبارک میں روزہ بیوی کے ساتھ مجامعت سے افطار فرماتے تھے۔ اتنی تاخیر بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ نماز مغرب کے بعد خواہش پوری کرلوں گا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں اگر مجھے علم ہو جائے کہ تیری زندگی صرف دس دن باقی ہے اور میرے پاس بیوی نہ ہو تو میں دوسرا نکاح کرلوں گا۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت جعفر طیار فوت ہوئے تو انہوں نے حضرت ابوبکر کے ساتھ شادی کر لی اور حضرت ابوبکر الصدیق کا وصال ہوا تو حضرت علی نے ان کے ساتھ شادی کر لی۔

الحاصل صحابہ کرام اور صحابیات عفت اور پاک دامنی کے پیکر تھے وہ فتنہ اور برائی کے خوف سے بغیر شادی نہیں رہنا چاہتے تھے اور اس میں کسی قسم کی شرم نہیں کرتے تھے۔ موجودہ دور میں یورپی ممالک کے غیر مسلم مرد اور خواتین مادر پدر آزاد ہیں۔ ہم جنس پرستی قانون ساز اسمبلیاں منظور کر چکی ہیں اور خواتین جنسی تسکین گھوڑوں اور کتوں اور مشینی اور غیر مشینی مصنوعی آلات سے بھی حاصل کر رہی ہیں۔ ان حالات میں مسلمان کیا کریں؟

فقہ جعفریہ پر عمل کرنے والوں کے لئے تو متعہ جیسی سہولت موجود ہے۔

حربی قتال جس میں ہزاروں لاکھوں لوگ مار دیئے جاتے ہیں اوران کی ازواج بیوہ اور بیٹیاں یتیم ہو جاتی ہیں اس وقت زندہ مردوں کی تسکین اور بے سہارا خواتین کے لئے عقد متعہ بے تحاشا آمدنی کا ذریعہ ہوتا ہے چونکہ متعہ اہل فقہ جعفریہ کے لئے جائز ہے اس لئے انہیں بھی کسی دائمی مسنون نکاح کی ضرورت بہت کم ہوتی ہے۔ مشکلات ائمہ اربعہ کے مقلدین کے لئے ہیں کیونکہ تعلیم اور تدریس اور ملازمت کی وجہ سے اپنے وطن سے دور رہنے والے مقلدین کے لئے نکاح مسنون کے علاوہ کوئی راستہ نہیں۔ ان لوگوں میں سے عرب مما لک کے لوگوں نے موجودہ دور میں غیر دائمی مگر صحیح اور منعقد نکاحوں کی جدید اقسام متعارف کرائی ہیں جن میں ایک نکاح ''مسیار'' ہے جس کی بحث گزر چکی ہے۔

جدید نکاحوں کی مزید اقسام:

نیز انٹرنیٹ سے حاصل کردہ معلومات سے واضح ہوا کہ بعض عرب مما لک میں نکاح کی جدید اقسام میں سے درج ذیل ناموں کے نکاح کا بھی رواج موجود ہے۔

(ا) ''نکاح ''مکفال'' مکفال کفالت سے ہے۔ یہ نکاح ان لوگوں کی ضرورت ہوتا ہے جو کسی ملک یا ریاست میں سرمایہ کاری کرنا چاہتے ہیں۔ مگر ملکی قوانین کی وجہ سے اس ملک کی کسی خاتون سے نکاح ہونے کی صورت میں ہی سرمایہ کاری کر سکتے ہیں۔ سرمایہ کاری کے خواہش منداجنبی غیر ملکی لوگ عموماً معمر خواتین کے ساتھ نکاح مسنون کی شرائط کے ساتھ نکاح کر لیتے ہیں۔ خواتین بھی اس پر راضی ہوتی ہیں۔ نکاح ہو جانے پر جنسی استمتاع کے

حربی قتال جس میں ہزاروں لاکھوں لوگ مار دیئے جاتے ہیں اوران کی ازواج بیوہ اور بیٹیاں یتیم ہو جاتی ہیں اس وقت زندہ مردوں کی تسکین اور بے سہارا خواتین کے لئے عقد متعہ بے تحاشا آمدنی کا ذریعہ ہوتا ہے چونکہ متعہ اہل فقہ جعفریہ کے لئے جائز ہے اس لئے انہیں بھی کسی دائمی مسنون نکاح کی ضرورت بہت کم ہوتی ہے۔ مشکلات ائمہ اربعہ کے مقلدین کے لئے ہیں کیونکہ تعلیم اور تدریس اور ملازمت کی وجہ سے اپنے وطن سے دور رہنے والے مقلدین کے لئے نکاح مسنون کے علاوہ کوئی راستہ نہیں۔ان لوگوں میں سے عرب ممالک کے لوگوں نے موجودہ دور میں غیر دائمی مگر صحیح اور منعقد نکاحوں کی جدید اقسام متعارف کرائی ہیں جن میں ایک نکاح ''مسیار'' ہے جس کی بحث گزر چکی ہے۔

جدید نکاحوں کی مزید اقسام:

نیز انٹرنیٹ سے حاصل کردہ معلومات سے واضح ہوا کہ بعض عرب ممالک میں نکاح کی جدید اقسام میں سے درج ذیل ناموں کے نکاح کا بھی رواج موجود ہے۔

(۱) ''نکاح ''مکفال'' مکفال کفالت سے ہے۔ یہ نکاح ان لوگوں کی ضرورت ہوتا ہے جو کسی ملک یا ریاست میں سرمایہ کاری کرنا چاہتے ہیں۔مگر ملکی قوانین کی وجہ سے اس ملک کی کسی خاتون سے نکاح ہونے کی صورت میں ہی سرمایہ کاری کر سکتے ہیں۔سرمایہ کاری کے خواہش مند اجنبی غیر ملکی لوگ عموماً معمر خواتین کے ساتھ نکاح مسنون کی شرائط کے ساتھ نکاح کر لیتے ہیں۔خواتین بھی اس پر راضی ہوتی ہیں۔نکاح ہو جانے پر جنسی استمتاع کے

علاوہ سرمایہ کاری کا ملکی قانون کے مطابق اس ملک میں جواز مل جاتا ہے۔ نکاح مکفال اگرچہ دنیاوی اغراض کے لئے ہوتا ہے مگر شرائط کے موجود ہونے کی وجہ سے منعقد ہو جاتا ہے اور جائز ہے۔شوہر طلاق تک بیوی کے حقوق ادا کرتا رہتا ہے۔(انٹرنیٹ)

(۲) ''نکاح معلاج'' شاید معلاج علوج سے ماخوذ ہے علوج عموماً کفار کو کہا جاتا ہے۔یہ نکاح فی الحال عراق میں رائج ہے، جہاں غیر ملکی کفار کی افواج کا غلبہ اور قیام ہے۔ یہ نکاح عراقی دوشیزاؤں اور امریکی غیر مسلم افواج کے درمیان رائج ہے۔مگر یہ نکاح باطل ہے کسی مسلم خاتون کا نکاح کسی کافر کے ساتھ خواہ کافر اہل کتاب سے ہو یا غیر اہل کتاب سے جائز نہیں ہے۔کفار کی غالب افواج مسلمانوں کی بیٹیوں سے نکاح کی آڑ میں زنا کرتی ہیں اور وحشی درندے واپسی پر بغیر طلاق مسئولہ خواتین کو اپنے ملک عراق میں چھوڑ کر واپس امریکہ یا دیگر یورپی ممالک میں چلے جاتے ہیں۔

(انا للّٰہ وانا الیہ راجعون)

(۳) نکاح مصواب۔عقد عادی مسنون گواہوں کی موجودگی میں ایجاب اور قبول کے ذریعہ عاقل بالغ زوجین کے نکاح کو نکاح مصواب کہتے ہیں جس میں مہر اور نان اور نفقہ موجود ہوتا ہے۔

(۴) نکاح مصیاف۔ یہ عقد گرمیوں کی تعطیلات میں کیا جاتا ہے جس میں طلاق کے وقت کا تعین نہیں ہوتا۔تعطیلات کے ایام کی اجازت تک یہ نکاح قائم رہتا ہے اور طلاق سے ختم ہوتا ہے۔ یہ نکاح اصحاب ثروت اور دولت اور تجارتی عمل کے لئے بار بار سفر کرنے والوں کے مفید ہوتا ہے۔

(۵) نکاح مسفار۔ یہ وہ عقد ہے جس کی ضرورت بیرون ملک تدریس کرنے والی یا تعلیم حاصل کرنے والی خواتین کو پیش آتی ہے، جن کے ساتھ کوئی محرم نہیں ہوتا یا بیرون ملک قیام پذیر لوگ تدریس یا تعلیم حاصل کرنے کے اوقات میں کر لیتے ہیں تا کہ زنا سے اجتناب ہو اور عفت قائم رہے۔

(٦) نکاح مطیار۔ یہ نکاح ایئر لائنوں میں جہازوں کے پائلٹ اور دیگر ملازمین طویل سفر اور بیرونِ ملک طویل قیام میں مبتلا لوگ ایئر ہوسٹوں اور دیگر خواتین کے ساتھ کرتے ہیں۔ جنہیں مصروفیات اپنے وطن میں نکاح دائمی سے مانع ہوتی ہیں۔

(۷) نکاح مصیاع۔ یہ نکاح بعض ممالک میں بار بار سیر وتفریح پر بیرونِ ملک جانے والوں اور بیرونِ ملک ملازمت کرنے والوں کی ضرورت ہوتا ہے تا کہ حرام سے بچیں۔

(۸) نکاح محجاج۔ یہ نکاح ایسی خواتین کا اجنبی مردوں کے ساتھ ہوتا ہے، جو خواتین محرم نہ ہونے کی وجہ سے حج پر نہیں جا سکتیں یا محرم ساتھ جانے کو تیار نہیں ہوتا، ایسی خواتین خود حج کرنا چاہتی ہیں۔ حج بدل نہیں کرانا چاہتیں۔ اس لئے وہ کسی اجنبی آدمی کے ساتھ شرعی نکاح کر لیتی ہیں۔ وہ آدمی یا تو اپنے اخراجات سے حج پر جا رہا ہوتا ہے یا اس کی ہونے والی بیوی اس کے اخراجات برداشت کرتی ہے۔ حج کے بعد اس کا شوہر عموماً اسے طلاق دے دیتا ہے۔ اور کبھی نکاح کو قائم رکھتا ہے۔

(۹) نکاح مسیاق۔ یہ نکاح ان خواتین کی ضرورت ہوتی ہے جو شرعی سفر یا زاید کی مسافت پر ملازمت کرتی ہیں اور بس یا ریل یا جہاز میں سفر کرنے کی صورت

(۵) نکاح مسفار۔ یہ وہ عقد ہے جس کی ضرورت بیرون ملک تدریس کرنے والی یا تعلیم حاصل کرنے والی خواتین کو پیش آتی ہے، جن کے ساتھ کوئی محرم نہیں ہوتا یا بیرون ملک قیام پذیر لوگ تدریس یا تعلیم حاصل کرنے کے اوقات میں کر لیتے ہیں تا کہ زنا سے اجتناب ہو اور عفت قائم رہے۔

(۶) نکاح مطیار۔ یہ نکاح ایئر لائنوں میں جہازوں کے پائلٹ اور دیگر ملازمین طویل سفر اور بیرونِ ملک طویل قیام میں مبتلا لوگ ایئر ہوسٹوں اور دیگر خواتین کے ساتھ کرتے ہیں۔ جنہیں مصروفیات اپنے وطن میں نکاح دائمی سے مانع ہوتی ہیں۔

(۷) نکاح مصیاع۔ یہ نکاح بعض ممالک میں بار بار سیر وتفریح پر بیرونِ ملک جانے والوں اور بیرونِ ملک ملازمت کرنے والوں کی ضرورت ہوتا ہے تا کہ حرام سے بچیں۔

(۸) نکاح محجاج۔ یہ نکاح ایسی خواتین کا اجنبی مردوں کے ساتھ ہوتا ہے، جو خواتین محرم نہ ہونے کی وجہ سے حج پر نہیں جا سکتیں یا محرم ساتھ جانے کو تیار نہیں ہوتا، ایسی خواتین خود حج کرنا چاہتی ہیں۔ حج بدل نہیں کرانا چاہتیں۔ اس لئے وہ کسی اجنبی آدمی کے ساتھ شرعی نکاح کر لیتی ہیں۔ وہ آدمی یا تو اپنے اخراجات سے حج پر جا رہا ہوتا ہے یا اس کی ہونے والی بیوی اس کے اخراجات برداشت کرتی ہے۔ حج کے بعد اس کا شوہر عموماً اسے طلاق دے دیتا ہے۔ اور کبھی نکاح کو قائم رکھتا ہے۔

(۹) نکاح مسیاق۔ یہ نکاح ان خواتین کی ضرورت ہوتی ہے جو شرعی سفر یا زاید کی مسافت پر ملازمت کرتی ہیں اور بس یا ریل یا جہاز میں سفر کرنے کی صورت

میں ان کے ساتھ محرم نہیں ہوتا وہ خواتین سفر کے جواز کے لئے ساتھی ڈرائیور یا پائلٹ کے ساتھ یا کسی دوسرے ملازم کے ساتھ نکاح کر لیتی ہیں تا کہ ان کا سفر محرم کے ساتھ ہو۔

(۱۰) نکاح مہراب: یہ نکاح اہل شام میں مروج ہے اس میں خواتین والدین کی اجازت کے بغیر دوستوں کے ساتھ بھاگ جاتی ہیں اور مخفی انداز میں شادی کر لیتی ہیں یا ان خواتین کے ساتھ ایسے مرد نکاح کرتے ہیں جنہیں اپنے مال کے ضائع اور ہلاک ہونے کا اندیشہ ہو یہ کہ نکاح کر لینے سے ان کی بیوی ان کے سامان کی حفاظت کرے گی۔ یہ نکاح وہ لوگ کرتے ہیں جن کے نزدیک نکاح کے لئے ولی کی اجازت شرط نہیں ہے۔ اس نکاح منعقد کی مثال متعہ کے جواز کے دور کے ساتھ دی جاتی ہے۔

(۱۱) نکاح المقراض: یہ نکاح ان خواتین کے ساتھ ہوتا ہے جن کے نام غیر منقولہ جائیداد ہوتی ہے، باہمی رضامندی سے مرد حضرات ان خواتین کے ساتھ نکاح کر لیتے ہیں اور پھر ان خواتین کی جائیداد کے کاغذات بینک میں رہن رکھ کر قرض حاصل کرتے ہیں۔

تنبیہ: انٹرنیٹ سے ماخوذ نکاح کے متعدد اقسام کا ذکر قارئین کی تفریح کے لئے کر دیا ہے۔ بعض عرب ممالک میں ذکر کردہ ناموں سے یہ اقسام معروف ہیں مگر اہل علم جانتے ہیں کہ دنیاوی اغراض اور مقاصد کے لئے پاکستان اور دیگر مسلم ممالک میں بھی نکاح کئے جاتے ہیں، خود قرآن مجید میں یتیم لڑکیوں کے نکاحوں کے متعلق فرمایا گیا۔ اگر ان یتیم لڑکیوں کے ملک میں جائیداد ہے تو متولی حضرات خود ان کے ساتھ نکاح کر لیتے ہیں۔ اور اگر

جائیداد نہ ہوتو ان کا دوسروں کے ساتھ نکاح کر دیتے ہیں۔ دنیاوی اغراض کی وجہ سے نکاحوں کی تعداد بڑھ بھی سکتی ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے:

واتو الیتمی اموالھم ولا تتبدلوا الخبیث بالطیب ولا تاکلوا اموالھم الی اموالکم ط انہ کان حوبا کبیراً ○ (نساء:۲)

ترجمہ: یتیموں کوان کے اموال دے دواور حلال کے ساتھ حرام تبدیل نہ کرو اور یتیموں کے اموال اپنے اموال کے ساتھ ملا کر نہ کھاؤ بے شک یہ بڑا گناہ ہے۔

پھر فرمایا:

فان خفتم الا تقسطوا فی الیتمیٰ۔ (الآیۃ)

اگر تمہیں خوف ہے کہ تم یتیم لڑکیوں میں عدل نہیں کرو گے تو دوسری عورتوں سے جو تمہیں پسند ہوں دو، تین، چار کے ساتھ نکاح کرلو۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یتیم لڑکیوں کے متولی یتیمہ لڑکی کے مال یا حسن و جمال کی وجہ سے ان سے خود نکاح کر لیتے تھے مگر ان کے مہر اور نفقہ میں عدل نہیں کرتے تھے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو یتیم لڑکیوں میں عدل نہیں کر سکتے تو پھر اجنبیہ عورتوں کے ساتھ نکاح کرو۔

معلوم ہوا دنیاوی اغراض کی وجہ سے بھی نکاح کیا جائے تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

خادم اہل ایمان: محمد رفیق حسنی عفی عنہ

۲ دسمبر ۲۰۱۶ء

جائیداد نہ ہوتو ان کا دوسروں کے ساتھ نکاح کر دیتے ہیں۔ دنیاوی اغراض کی وجہ سے نکاحوں کی تعداد بڑھ بھی سکتی ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واتو الیتمی اموالھم ولا تتبدلوا الخبیث بالطیب ولا تاکلوا اموالھم الی اموالکم ط انه کان حوبا کبیراً ○ (نساء:۲)

ترجمہ: یتیموں کوان کے اموال دے دواور حلال کے ساتھ حرام تبدیل نہ کرو اور یتیموں کے اموال اپنے اموال کے ساتھ ملا کر نہ کھاؤ بے شک یہ بڑا گناہ ہے۔

پھر فرمایا:

فان خفتم الا تقسطوا فی الیتمیٰ۔ (الآیۃ)

اگر تمہیں خوف ہے کہ تم یتیم لڑکیوں میں عدل نہیں کرو گے تو دوسری عورتوں سے جو تمہیں پسند ہوں دو، تین، چار کے ساتھ نکاح کرلو۔

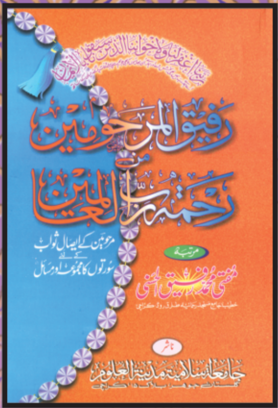
ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یتیم لڑکیوں کے متولی یتیمہ لڑکی کے مال یا حسن و جمال کی وجہ سے ان سے خود نکاح کر لیتے تھے مگر ان کے مہر اور نفقہ میں عدل نہیں کرتے تھے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو یتیم لڑکیوں میں عدل نہیں کر سکتے تو پھر اجنبیہ عورتوں کے ساتھ نکاح کرو۔

معلوم ہوا دنیاوی اغراض کی وجہ سے بھی نکاح کیا جائے تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

خادم اہل ایمان: محمد رفیق حسنی عفی عنہ

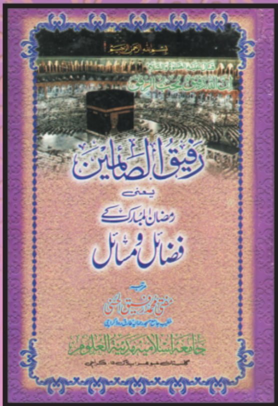
۲ دسمبر ۲۰۱۶ء

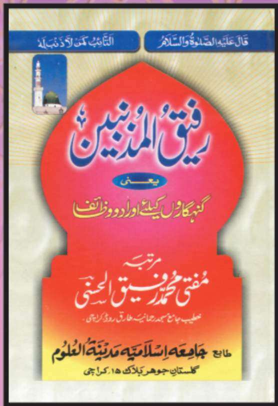

رفیق المرحومین
من رحمۃ رب العالمین
مفتی محمد رفیق الحسنی
ناشر
جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم

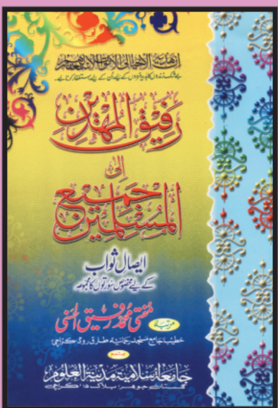

رفیق العاقلین
مفتی محمد رفیق الحسنی

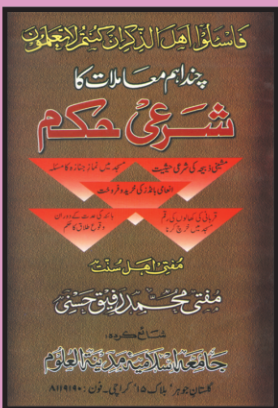

البشارۃ المسعود
حافظ جی کے مبارک خوابوں کا ذکر

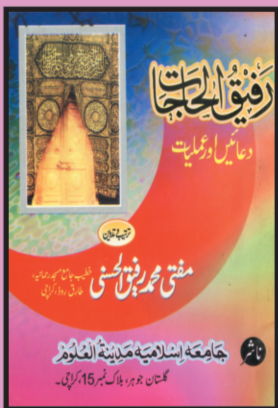

رفیق الحج والعمرۃ
تالیف
مفتی محمد رفیق الحسنی
ناشر
جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم
گلستان جوہر، بلاک نمبر 15، کراچی


رفیق الصائمین
یعنی
رمضان المبارک کے
فضائل و مسائل


رفیق المذنبین
یعنی
گنہگاروں کیلئے اوراد و وظائف
مرتبہ
مفتی محمد رفیق الحسنی
جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم
گلستان جوہر بلاک ۱۵ کراچی


ایصال ثواب
مفتی محمد رفیق الحسنی


چند اہم معاملات کا
شرعی حکم
مفتی اہل سنت
مفتی محمد رفیق حسنی
شائع کردہ
جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم


رفیق الحاجات
دعائیں اور عملیات
ترتیب و تدوین
مفتی محمد رفیق الحسنی
ناشر
جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم
گلستان جوہر، بلاک نمبر 15، کراچی